عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

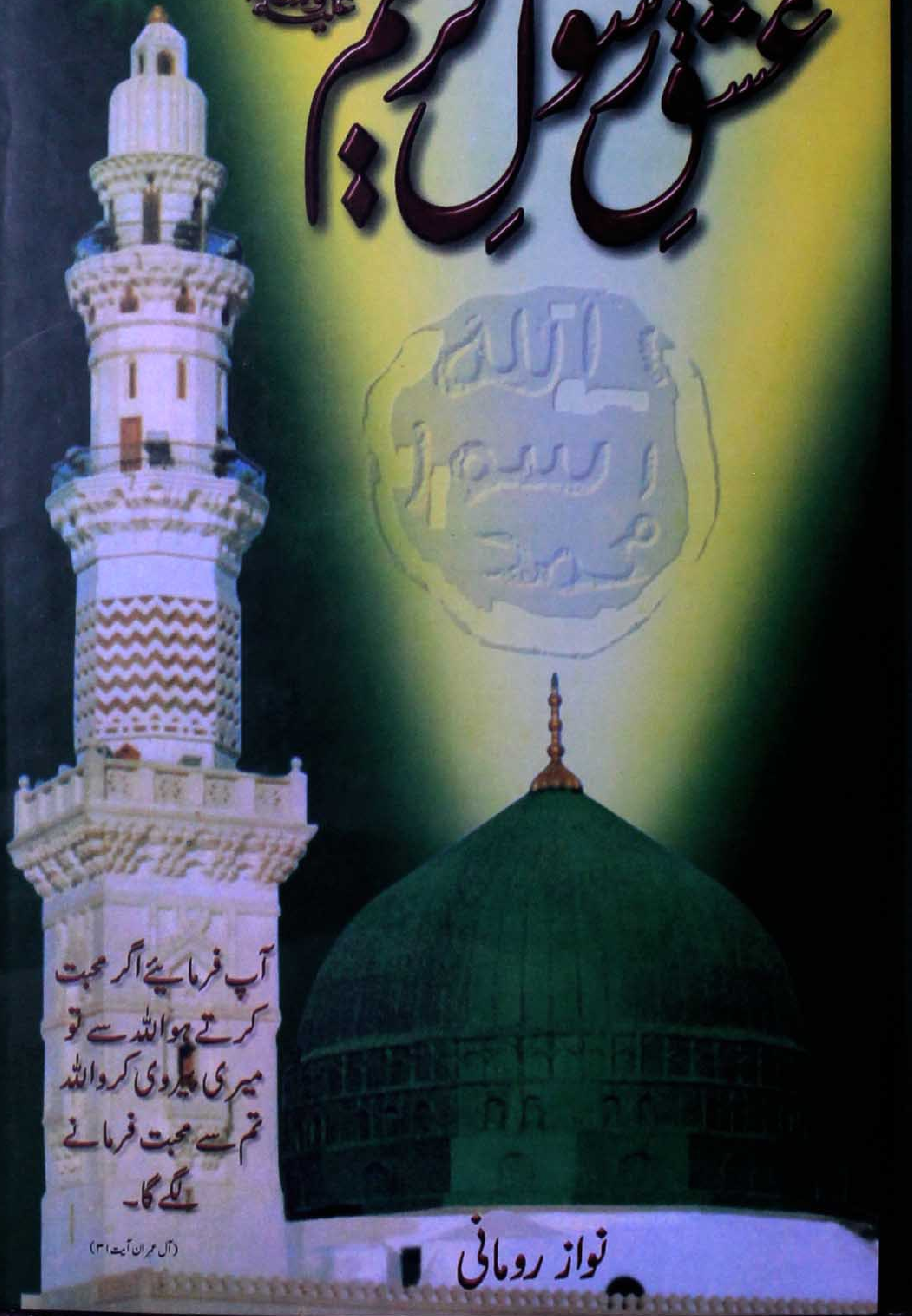

آپ فرمائیے اگر محبت
کرتے ہو اللہ سے تو
میری پیروی کرو اللہ
تم سے محبت فرمانے
لگے گا۔

(آل عمران آیت ۳۱)

نواز رومانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو مہربان اور نہایت رحم والا ہے

Marfat.com

عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نواز رومانی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصنف	نواز رومانی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
سال اشاعت	اگست 2012ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	ST19
قیمت	-/750 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون:37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون:37247350 فیکس:37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-32212011-32630411۔ فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

انتساب

اس آرزو کے نام جو میں نے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ضبط تحریر میں لانے سے قبل کی تھی کہ بہ توفیق ایزدی اس کے مسودہ کو لے کر بذات خود روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حاضر ہو کر اس کی قبولیت کے لئے عرض کروں گا مگر یہ آرزو بر نہ آئی۔ امید ہے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میری اس کاوش کو اپنی رحمتہ العالمینی کے صدقے میں شرف قبولیت بخشیں گے۔

بندۂ مسکین و ناچیز

طالب رضائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

نواز رومانی

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

دعا

عشق میں مجھ کو جلا اور درد دے دل میں مرے
عشق کی دولت سے کر آباد دل میرا الٰہ

یا الٰہی کر فنا مجھ کو تو سوز عشق سے
خاص معراج محبت کر عطا رب العلیٰ

Marfat.com

حسن ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	عرض ناشر	41
2	آغاز سفر	45
3	ابتدائیہ	49
4	مقدمہ	51
5	حرفے چند	56
	باب نمبر1	
6	اگر عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو	59
	باب نمبر2	
7	حاملان نور مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم	65
	باب نمبر3	
8	حسن و جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	77
	باب نمبر4	
9	فرمان ربی و نور عشق	80
	باب نمبر5	
10	اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ سے عشق	90
	باب نمبر6	
11	ارشادات رسول عربی ﷺ بسلسلہ محبت و عشق	159
	باب نمبر7	
12	انبیاء کرام علیہم السلام کا نظریہ محبت و عشق	199
	باب نمبر8	
13	انبیاء کرام علیہم السلام کا محبوب اللہ ﷺ سے عشق	207

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	باب نمبر9	
14	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا نظریہ محبت و عشق	211
	باب 10	
15	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق رسول کریم ﷺ	213
16	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	216
17	حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	232
18	حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	244
19	حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	248
20	حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	250
21	حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	251
22	حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	253
23	حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ	253
24	حضرت سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	254
25	حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	255
26	حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	257
27	حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	258
28	حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	258
29	حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	259
30	حضرت سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	260
31	حضرت سیدنا زاہر ابن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ	261
32	حضرت سیدنا سواد بن غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	262
33	حضرت سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	263
34	حضرت سیدنا سالم بن عمیر الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	264
35	حضرت سیدنا صفوان بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	265
36	حضرت سیدنا طلیب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	266

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
37	حضرت سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	266
38	حضرت سیدنا عمر بن الجموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	267
39	حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی سقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	268
40	حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	268
41	حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	269
42	حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	270
43	حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	270
44	حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	270
45	حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	273
46	حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	275
47	حضرت سیدنا ابو الہیثم بن التیہان الانصاری رضی اللہ عنہ	278
48	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	279
49	حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	281
50	حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	282
51	حضرت سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	284
52	حضرت سیدنا عبداللہ بن جحشیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	284
53	حضرت سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	285
54	حضرت سیدنا ابن عبداللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	286
55	حضرت سیدنا ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	286
56	حضرت سیدنا انس ابن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	287
57	حضرت سیدنا ابوبزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	287
58	حضرت سیدنا ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	288
59	حضرت سیدنا ابو طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	289
60	حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	289
61	حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	290

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
62	حضرت سیدنا حارث ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	290
63	حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	290
64	حضرت سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	291
65	حضرت سیدنا خالد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	293
66	حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	293
67	حضرت سیدنا خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ	294
68	حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	294
69	حضرت سیدنا زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	295
70	حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	295
71	حضرت سیدنا سوادۃ بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	296
72	حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	296
73	حضرت سیدنا طلحہ ابن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ	297
74	حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	298
75	حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	298
76	حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	300
77	حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	301
78	حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	302
79	حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	303
80	حضرت سیدنا عمارہ بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	304
81	حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	304
82	حضرت سیدنا عبداللہ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	306
83	حضرت سیدنا عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	306
84	حضرت سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	307
85	حضرت سیدنا عثمہ ابوابراہیم مدنی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	307
86	حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	308

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
87	حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	309
88	حضرت سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	310
89	حضرت سیدنا وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	311
90	حضرت سیدنا ہبات بن جلبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	311
	باب نمبر 11	
91	شاعر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق رسول کریم ﷺ	317
92	حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	317
93	حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	322
	باب نمبر 12	
94	غلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق رسول کریم ﷺ	325
95	حضرت سیدنا زید بن حارثہ ملقب بہ حب رسول ﷺ	325
96	حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	329
97	حضرت سیدنا ابوعسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	331
98	حضرت سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	331
	باب نمبر 13	
99	نامعلوم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق رسول کریم ﷺ	341
	باب نمبر 14	
100	صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ	349
101	حضرت سیدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	349
102	حضرت سیدہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	351
103	حضرت سیدہ ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	352
104	حضرت سیدہ سودہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	353
105	حضرت سیدہ شفا بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	353
106	حضرت سیدہ فاطمہ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	354
107	حضرت سیدہ کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	354

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
108	حضرت سیدہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	354
109	حضرت سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا	355
110	حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا	356
111	حضرت سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا	356
112	حضرت سیدہ شیماء السعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	357
113	حضرت سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	357
114	حضرت سیدہ ام حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	357
	باب نمبر 15	
115	نامعلوم صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ	359
	باب نمبر 16	
116	ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ	367
117	حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	367
118	حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	369
119	حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	370
120	حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	378
121	حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	379
122	حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	381
123	حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	384
124	حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	385
125	حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	388
126	حضرت سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	391
127	حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	396
	باب نمبر 17	
128	بنات طیبات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ	399
129	حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	400

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
405	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا	130
	باب نمبر18	
411	اہل خاندان کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	131
411	حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	132
416	حضرت اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	133
417	حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	134
419	حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	135
420	حضرت ہند بنت الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا	136
420	حضرت ہند بنت اثاثہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا	137
	باب نمبر19	
423	باندیوں کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	138
	باب نمبر20	
425	بچوں کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	139
425	حضرت ابن ابی عمرو المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	140
425	حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما	141
	باب نمبر21	
427	تابعین کا نظریہ محبت و عشق	142
427	حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ	143
429	حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ	144
	باب نمبر22	
431	تابعین کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	145
431	حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ	146
435	حضرت ثابت رحمتہ اللہ علیہ	147
436	حضرت زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ	148
436	حضرت عبیدہ بن قیس رحمتہ اللہ علیہ	149

Marfat.com

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
150	حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ	436
151	حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ علیہ	437
	باب نمبر23	
152	تبع تابعین کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	439
153	حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ	439
154	حضرت یحییٰ بن معین رحمتہ اللہ علیہ	440
155	حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمتہ اللہ علیہ	440
156	حضرت امام زہری محمد بن شہاب قرشی رحمتہ اللہ علیہ	440
	باب نمبر24	
157	مفسرین کا نظریہ محبت و عشق	441
158	حضرت سید محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ	441
159	حضرت شیخ روز بہان بقلی رحمتہ اللہ علیہ	443
160	حضرت علامہ ابی الفضل شہاب الدین محمود الالوسی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ	443
161	حضرت صاحب المنار رحمتہ اللہ علیہ	444
162	حضرت حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ	445
	باب نمبر25	
163	مفسرین کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	447
164	حضرت محمد نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ	447
	باب نمبر26	
165	محدثین کا نظریہ محبت و عشق	449
	باب نمبر27	
166	محدثین کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	463
167	حضرت ایوب بن ابی تیمہ سختیانی رحمتہ اللہ علیہ	463
168	حضرت صفوان بن سلیم رحمتہ اللہ علیہ	464
169	حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمتہ اللہ علیہ	464

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
170	حضرت محمد بن المنکدر رحمتہ اللہ علیہ	464
171	حضرت شیخ عبدالحق قادری دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	465
172	حضرت ابوالبرکات سید احمد رحمتہ اللہ علیہ	465
173	حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ	466
	باب نمبر28	
174	فقہاء کا نظریہ محبت و عشق	467
175	حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ	467
176	حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ	467
177	حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ	467
178	حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ	468
179	حضرت ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ	468
	باب نمبر29	
180	فقہاء کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	471
181	حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ	471
182	حضرت امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ	471
183	حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ	472
184	حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ	476
	باب 30	
185	آئمہ کرام کا نظریہ محبت و عشق	477
186	حضرت امام احمد قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ	477
187	حضرت امام ابوالفتح احمد بن محمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ	477
188	حضرت امام ابن قیم الجوزیہ رحمتہ اللہ علیہ	478
189	حضرت امام جعفر بن محمد ملقب بہ صادق رحمتہ اللہ علیہ	481
190	حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ	481
191	حضرت امام حلیمی رحمتہ اللہ علیہ	482

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
192	حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (حجتہ الاسلام ابو حامد) رحمتہ اللہ علیہ	482
193	حضرت امام محمد بن سعید بوصیری رحمتہ اللہ علیہ	487
194	حضرت امام حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ	490
	باب نمبر31	
195	آئمہ کرام کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	491
196	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ	491
197	حضرت شیخ کبیر سید احمد رفائی رحمتہ اللہ علیہ	491
198	حضرت امام ابن قیم الجوزیہ رحمتہ اللہ علیہ	492
199	حضرت امام احمد المقری المغربی المالکی رحمتہ اللہ علیہ	492
200	حضرت شیخ امام ابوعبداللہ محمد التوزری رحمتہ اللہ علیہ	494
201	حضرت امام عراقی رحمتہ اللہ علیہ	494
202	حضرت شیخ قاسم القنبوری رحمتہ اللہ علیہ	495
203	حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ	496
204	حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ	497
205	حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ	497
206	حضرت امام جعفر بن محمد الملقب بہ صادق رحمتہ اللہ علیہ	497
	باب نمبر32	
207	قاضیوں اور مفتیوں کا نظریہ محبت و عشق	499
208	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ	499
209	حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری رحمتہ اللہ علیہ	504
210	حضرت قاضی فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ	504
	باب نمبر33	
211	علماء کرام کا نظریہ عشق و محبت	507
	باب نمبر34	
212	گمنام علماء کا نظریہ محبت و عشق	511

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	باب نمبر35	
213	علماء کرام کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	513
214	حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمتہ اللہ علیہ	513
	باب نمبر36	
215	اولیاء اللہ کا نظریہ محبت و عشق	515
216	حضرت ابوسعید ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ	516
217	حضرت ابوطالب مکی رحمتہ اللہ علیہ	518
218	حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ	518
219	حضرت ابوالوفا خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ	521
220	حضرت ابو عبداللہ القرشی رحمتہ اللہ علیہ	521
221	حضرت ابوبکر کتانی رحمتہ اللہ علیہ	521
222	حضرت اسمٰعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ	522
223	حضرت ابو النصر سراج طوسی رحمتہ اللہ علیہ	523
224	حضرت ابو حفص نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ	525
225	حضرت احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ	525
226	حضرت امان اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ	532
227	حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ	532
228	حضرت ابو سعید خراز رحمتہ اللہ علیہ	533
229	حضرت ابراہیم مارستانی رحمتہ اللہ علیہ	534
230	حضرت ابو العباس بن عطاء رحمتہ اللہ علیہ	534
231	حضرت ابو سعید الاعرابی رحمتہ اللہ علیہ	534
232	حضرت ابو علی روزباری رحمتہ اللہ علیہ	535
233	حضرت ابوالحسن احمد بن محمد نوری رحمتہ اللہ علیہ	535
234	حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ علیہ	536
235	حضرت ادریس بن مکارم رحمتہ اللہ علیہ	536

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
537	حضرت ابوالحسن علی بن حمید المعروف بہ صباغ رحمۃ اللہ علیہ	236
537	حضرت احمد رفائی سید بن سید ابی الحسن رحمتہ اللہ علیہ	237
538	حضرت ابو تراب نخشبی رحمتہ اللہ علیہ	238
538	حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ	239
538	حضرت ابن حجر کی شافعی رحمتہ اللہ علیہ	240
539	حضرت ابو مدین رحمتہ اللہ علیہ	241
539	حضرت ابو العباس احمد بن محمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ	242
540	حضرت ابوعبداللہ الحارث بن اسد المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ	243
540	حضرت ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ	244
540	حضرت ابو سعید گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ	245
541	حضرت ابو علی جرجانی رحمتہ اللہ علیہ	246
541	حضرت ابو عثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ	247
542	حضرت اخی راج گیری رحمتہ اللہ علیہ	248
542	حضرت ابوالحسین الوراق رحمتہ اللہ علیہ	249
542	حضرت ابوبکر یزداں یار ارموی رحمتہ اللہ علیہ	250
542	حضرت ابو سلیمان عبدالرحمٰن دارانی رحمتہ اللہ علیہ	251
543	حضرت ابراہیم بن داؤد رقی رحمتہ اللہ علیہ	252
543	حضرت ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ	253
544	حضرت ابو المعالی قادری (شاہ) رحمتہ اللہ علیہ	254
545	حضرت ابوبکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ	255
545	حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ	256
545	حضرت اشرف جہانگیر سمنانی (سلطان سید) رحمۃ اللہ علیہ	257
546	حضرت ابو محمد رویم المعروف خواجہ محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ	258
546	حضرت ابن عطا رحمتہ اللہ علیہ	259
546	حضرت ابو المجد مجدود سنائی رحمتہ اللہ علیہ	260

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
261	حضرت احمد خضرویہ بلخی رحمتہ اللہ علیہ	546
262	حضرت ابوعبداللہ رحمتہ اللہ علیہ	547
263	حضرت ابوالحسن صائغ رحمتہ اللہ علیہ	547
264	حضرت ابو عمرو نخیل رحمتہ اللہ علیہ	547
265	حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ	547
266	حضرت ابو اسحق ابراہیم سجستانی (قطب الدین اولیاء) رحمتہ اللہ علیہ	548
267	حضرت ابو الحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ	548
268	حضرت بایزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ	548
269	حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ	554
270	حضرت بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ	557
271	حضرت برکت اللہ مارہروی (سید) رحمتہ اللہ علیہ	557
272	حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ	557
273	حضرت جنید بغدادی (سیدۃ الطائفہ ابوالقاسم) رحمتہ اللہ علیہ	557
274	حضرت جلال الدین احمد (مولانا) رحمتہ اللہ علیہ	564
275	حضرت جماعت علی شاہ لاثانی (پیر سید) رحمتہ اللہ علیہ	564
276	حضرت جنید بن محمد رحمتہ اللہ علیہ	564
277	حضرت جمال الدین احمد ہانسوی (قطب) رحمتہ اللہ علیہ	564
278	حضرت حسن قادری ٹھٹھوی (سید) رحمتہ اللہ علیہ	565
279	حضرت حسین بن علی رحمتہ اللہ علیہ	565
280	حضرت حماد دباس بن مسلم (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ	565
281	حضرت حاتم رحمتہ اللہ علیہ	566
282	حضرت حبیب العجمی رحمتہ اللہ علیہ	566
283	حضرت حمید الدین صوفی (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ	566
284	حضرت حمید رحمتہ اللہ علیہ	567
285	حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ	567

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
286	حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ	567
287	حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ	568
288	حضرت رباح بن قیس رحمتہ اللہ علیہ	570
289	حضرت سید محمد کالپوری رحمتہ اللہ علیہ	571
290	حضرت سری سقطی (ابوالحسن) رحمتہ اللہ علیہ	572
291	حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ	574
292	حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ	576
293	حضرت سوندھا شیخ بن شیخ المومن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	576
294	حضرت سیف الدین باخزری رحمتہ اللہ علیہ	576
295	حضرت سمنون محب (ابوالحسن) بن عبداللہ الخواص رحمتہ اللہ علیہ	576
296	حضرت سراج الدین (شیخ) عثمان گوری رحمتہ اللہ علیہ	579
297	حضرت سید علی ہمدانی (میر) رحمتہ اللہ علیہ	579
298	حضرت سید محمد صدیق شاہ رحمتہ اللہ علیہ	581
299	حضرت شیخ انور رحمتہ اللہ علیہ	581
300	حضرت شیخ حسین رحمتہ اللہ علیہ	581
301	حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ	582
302	حضرت شقیق بلخی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ	583
303	حضرت شمس الدین سیالوی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ	583
304	حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ	583
305	حضرت شمس الدین محمد حامد (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ	583
306	حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی رحمتہ اللہ علیہ	584
307	حضرت شیخ عارف (مخدوم) رحمتہ اللہ علیہ	584
308	حضرت شیخ فارس رحمتہ اللہ علیہ	584
309	حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ	585
310	حضرت شیر محمد (میاں) شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ	585

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
311	حضرت شمس الدین تبریز رحمتہ اللہ علیہ	585
312	حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ	586
313	حضرت صخر بن مسافر اموی (ابوالبرکات) رحمتہ اللہ علیہ	612
314	حضرت صاحب الحنار رحمتہ اللہ علیہ	612
315	حضرت طاہر بندگی قادری رحمتہ اللہ علیہ	613
316	حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	613
317	حضرت عبداللہ تستری (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ	615
318	حضرت عثمان ہارونی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ	615
319	حضرت عتبۃ الغلام رحمتہ اللہ علیہ	616
320	حضرت علی رامیتنی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ	617
321	حضرت علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ	617
322	حضرت عبدالقاہر سہروردی (ضیاء الدین ابوالنجیب) رحمۃ اللہ علیہ	618
323	حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ	618
324	حضرت عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ	618
325	حضرت عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ	619
326	حضرت عمر بن عثمان مکی رحمتہ اللہ علیہ	619
327	حضرت علاء الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ	620
328	حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ	621
329	حضرت عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ	622
330	حضرت عبیداللہ ادام اللہ برکات رحمتہ اللہ علیہ	622
331	حضرت عبداللہ منازل رحمتہ اللہ علیہ	622
332	حضرت عبدالرحمٰن پاک رحمتہ اللہ علیہ	622
333	حضرت عمیر بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ	622
334	حضرت عمر بن فارض رحمتہ اللہ علیہ	623
335	حضرت عبدالقادر جیلانی (غوث الثقلین) رحمۃ اللہ علیہ	623

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
336	حضرت عبدالعزیز شیخ رحمتہ اللہ علیہ	628
337	حضرت عبداللہ احمد مغربی رحمتہ اللہ علیہ	640
338	حضرت عطار رحمتہ اللہ علیہ	640
339	حضرت عزیز الدین پیر کمی جنیدی رحمتہ اللہ علیہ	640
340	حضرت عبداللہ (شاہ) المشہور بہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	640
341	حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ	641
342	حضرت فضل اللہ (شاہ) المشہور شاہ جیو رحمۃ اللہ علیہ	450
343	حضرت فقیر اللہ ورایا رحمتہ اللہ علیہ	650
344	حضرت فقیر نور احمد چنیوٹی رحمتہ اللہ علیہ	650
345	حضرت فضل شاہ نور والے قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ	650
346	حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی (خواجہ) رحمۃ اللہ علیہ	659
347	حضرت قضیب البان موصلی رحمتہ اللہ علیہ	662
348	حضرت کلثوم غسانی رحمتہ اللہ علیہ	662
349	حضرت کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ	662
350	حضرت کمال الدین الدمیری رحمتہ اللہ علیہ	663
351	حضرت گیسو دراز چشتی (سید محمد) رحمتہ اللہ علیہ	665
352	حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ	668
353	حضرت میاں خدابخش رحمتہ اللہ علیہ	671
354	حضرت معین الدین حسن سنجری (غریب نواز) رحمۃ اللہ علیہ	672
355	حضرت محمد بن مبارک کرمانی (سید) میر خورد رحمۃ اللہ علیہ	677
356	حضرت صاحب مجمع السلوک (شرح رسالہ مکیہ) رحمۃ اللہ علیہ	679
357	حضرت معروف کرخی (اسد الدین) رحمتہ اللہ علیہ	680
358	حضرت محمد افضل (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ	680
359	حضرت محی الدین ابن عربی (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ	680
360	حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ	682

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
361	حضرت میر سید حسینی رحمتہ اللہ علیہ	683
362	حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ	683
363	حضرت منصور البطائحی (شیخ کبیر) رحمتہ اللہ علیہ	683
364	حضرت محمد بن جعفر مکی (سید) رحمتہ اللہ علیہ	683
365	حضرت محمد زمان لواردی رحمتہ اللہ علیہ	684
366	حضرت محمد فضل علی قریشی عباسی رحمتہ اللہ علیہ	684
367	حضرت محمد عثمان میر غنی (سید) بن سید محمد ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ	685
368	حضرت میراں حسین زنجانی (سید) رحمتہ اللہ علیہ	685
369	حضرت محمد بن فضل (ابو عبداللہ) رحمتہ اللہ علیہ	685
370	حضرت محمد حسین شاہ (سید) علی پوری رحمتہ اللہ علیہ	686
371	حضرت ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمتہ اللہ علیہ	686
372	حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمتہ اللہ علیہ	689
373	حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ	691
374	حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	700
375	حضرت نور الحسن بخاری (سید) رحمتہ اللہ علیہ	702
376	حضرت نعمت اللہ ولی (شاہ) رحمتہ اللہ علیہ	702
377	حضرت نظام الدین ابو المؤید رحمتہ اللہ علیہ	702
378	حضرت نوری رحمتہ اللہ علیہ	702
379	حضرت نظام الدین اورنگ آبادی رحمتہ اللہ علیہ	702
380	حضرت عبداللہ المعروف ہندی لاہوری (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ	703
381	حضرت ہرم بن حیان رحمتہ اللہ علیہ	703
382	حضرت یحییٰ معاذ الرازی رحمتہ اللہ علیہ	703
383	حضرت یوسف چشتی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ	705
384	حضرت یعقوب سوسی رحمتہ اللہ علیہ	705
385	حضرت محمد یعقوب چرخی (مولانا) رحمتہ اللہ علیہ	706

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
386	حضرت یوسف اسباط رحمتہ اللہ علیہ	706
387	حضرت محمد بن علی کتانی رحمتہ اللہ علیہ	707
388	حضرت ابو عبداللہ نباجی رحمتہ اللہ علیہ	707
389	حضرت ابن عبدالصمد رحمتہ اللہ علیہ	707
390	حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ	708
391	حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ	708
392	حضرت صاحب لمعات رحمتہ اللہ علیہ	713
	باب نمبر37	
393	اولیاء اللہ کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	715
394	حضرت ابوالعباس سیاری رحمتہ اللہ علیہ	715
395	حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ	716
396	حضرت الشیخ عمر النسائی موصلی رحمتہ اللہ علیہ	717
397	حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ	718
398	حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ	719
399	حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ	720
400	حضرت خواجہ احمد بن مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ	721
401	حضرت شیخ احمد مجد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ	722
402	حضرت شیخ ابوالحسین بن سمعون رحمتہ اللہ علیہ	723
403	حضرت ابو سعید احرار رحمتہ اللہ علیہ	723
404	حضرت شیخ علامہ ابو حفص عمر الفاکھانی الاسکندری المالکی رحمۃ اللہ علیہ	724
405	حضرت شیخ محمد بن فرج البستی رحمتہ اللہ علیہ	725
406	حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ	726
407	حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ	728
408	حضرت شیخ حمد اللہ شبراوی مصری رحمتہ اللہ علیہ	729
409	حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ	729

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
410	حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ	730
411	حضرت مسعود وراری رحمتہ اللہ علیہ	731
412	حضرت خواجہ حسین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ	731
413	حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ	732
414	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ	733
415	حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	733
416	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری معروف بہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ	735
417	حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ	736
418	حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ	736
419	حضرت اخون پنجو بابا رحمتہ اللہ علیہ	737
420	حضرت سلطان جلال الدین قریشی رحمتہ اللہ علیہ	737
421	حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ	738
422	حضرت سید حسین علی المشہور بھورے والے صاحب رحمتہ اللہ علیہ	739
423	حضرت سید احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ	740
424	حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	741
425	حضرت مولانا شمس الدین محمد التبریزی رحمتہ اللہ علیہ	741
426	حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ	742
427	حضرت عبداللہ غازی مستانہ بابا رحمتہ اللہ علیہ	742
428	حضرت غلامی محی الدین شاہ المعروف بابو جی رحمتہ اللہ علیہ	743
429	حضرت میاں غلام حیدر رحمتہ اللہ علیہ	743
430	حضرت خواجہ میاں غلام صدیق رحمتہ اللہ علیہ	743
431	حضرت محمد عثمان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ	744
432	حضرت میر محمد صوبہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ	744
433	حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ	745
434	حضرت صوفی محمد مشتاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ	745

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
435	حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمتہ اللہ علیہ	746
436	حضرت فضل شاہ نور والے قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ	746
437	حضرت صوفی محمد اکبر اویسی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ	747
	باب نمبر 38	
438	اولیاء اللہ شعراء کا نظریہ محبت و عشق	749
439	حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ	750
440	حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ	758
441	حضرت خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ	771
442	حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ	775
443	حضرت شیخ محمد فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ	778
444	حضرت شیخ فخرالدین ابراہیم مشہور بہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ	780
445	حضرت مولانا مسعود بک چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	782
446	حضرت مولانا برہان الدین مظفر شمس بلخی فردوسی رحمۃ اللہ علیہ	784
447	حضرت شیخ حسین نوشہ توحید بلخی رحمتہ اللہ علیہ	785
448	حضرت مولانا محمد شیریں مشہور بہ مغربی رحمتہ اللہ علیہ	786
449	حضرت شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ	786
450	حضرت غربتی رحمتہ اللہ علیہ	787
451	حضرت سرمد شہید رحمتہ اللہ علیہ	787
452	حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ	789
453	حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ	792
454	حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندی بخاری رحمتہ اللہ علیہ	800
455	حضرت خواجہ علاء الحق البخاری رحمتہ اللہ علیہ	801
456	حضرت میر محمد افضل خدا نما رحمتہ اللہ علیہ	801
457	حضرت مولانا گرامی رحمتہ اللہ علیہ	802
458	حضرت شیخ محمد ملاوہ رحمتہ اللہ علیہ	802

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
803	حضرت ملا شاہ رحمتہ اللہ علیہ	459
803	حضرت میاں حاجی محمد بنیانی رحمتہ اللہ علیہ	460
804	حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ	461
805	حضرت مولانا حافظ محمد اسحٰق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	462
805	حضرت شاہ تراب علی کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ	463
805	حضرت شاہ مراد رحمتہ اللہ علیہ	464
805	حضرت قرب رحمتہ اللہ علیہ	465
806	حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ	466
821	حضرت میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ	467
828	حضرت مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ	468
829	حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ	469
829	حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ	470
836	حضرت شاہ شرف مشہدی رحمتہ اللہ علیہ	471
837	حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ	472
838	حضرت فرید ثانی رحمتہ اللہ علیہ	473
838	حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ	474
842	حضرت غازی مرید حسین رحمتہ اللہ علیہ	475
844	حضرت پیر وارث شاہ رحمتہ اللہ علیہ	476
844	حضرت مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ	477
845	حضرت شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ	478
846	حضرت شاہ لطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ	479
	باب نمبر 39	
847	اولیاء اللہ شعراء کا عشق رسول کریم ﷺ	480
847	حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ	481
850	حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ	482

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
483	حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ	851
	باب نمبر 40	
484	نامعلوم اولیاء اللہ کا نظریہ محبت و عشق	853
	باب نمبر 41	
485	نامعلوم اولیاء اللہ کا عشق رسول کریم ﷺ	871
	باب نمبر 42	
486	اللہ کی ولیہ خواتین کا نظریہ محبت و عشق	875
487	حضرت بی بی شعوانہ رحمتہ اللہ عنہا	875
	باب نمبر 43	
488	اللہ کی ولیہ خواتین کا عشق رسول کریم ﷺ	877
489	حضرت مریم بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہا	877
490	ایک عابدہ	877
	باب نمبر 44	
491	اللہ کی ولیہ باندیوں کا نظریہ محبت و عشق	879
492	حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہا	879
493	حضرت بی بی تحفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہا	883
	باب نمبر 45	
494	اللہ کی ولیہ باندیوں کا عشق رسول کریم ﷺ	885
495	حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ عنہا	885
496	حضرت بی بی تحفہ رحمتہ اللہ عنہا	888
	باب نمبر 46	
497	سلاطین و وزراء کا نظریہ محبت و عشق	891
498	دارا شکوہ	891
499	سلطان صلاح الدین ایوبی	892

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	باب نمبر47	
500	سلاطین و وزراء کا عشق رسول کریم ﷺ	895
501	نجاشی شاہ حبشہ	895
502	موسیٰ بن مہدی ملقب بہ ہادی	895
503	خلیفہ ہارون رشید	896
504	سلطان صلاح الدین ایوبی	896
505	سلطان ابو النصر محمودی	897
506	سلطان روم مولانا سلطان احمد	898
507	علی بن عیسیٰ	899
508	سلطان محمود غزنوی	901
509	سلطان ناصر الدین	902
510	الحرث حمیری	902
511	تبع بن کلیکرب	902
	باب نمبر48	
512	محققین کا نظریہ محبت و عشق	905
	باب نمبر49	
513	حکماء و اطباء کا نظریہ محبت و عشق	907
514	حکیم جالینوس	907
515	حکیم بو علی سینا	907
516	حکیم ثنائی غزنوی	907
	باب نمبر50	
517	عام اہل علم کا نظریہ محبت و عشق	909
518	ارشد اویسی	909
519	خالد محمود ہاشمی (پروفیسر)	910
520	خلیق احمد نظامی	910

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
521	خلیل جبران خلیل	911
522	شبلی نعمانی	911
523	عالم فقری	911
524	عزیز ملک	911
525	میر ولی الدین (ڈاکٹر)	911
526	محمد یوسف (ڈاکٹر سید)	917
527	محمد نعیم احمد برکاتی	917
528	محمد عبدہٗ یمانی (ڈاکٹر)	918
529	محمد سعید الحسن شاہ (سید)	918
530	ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر (مدینہ منورہ)	918
531	محمد ذوقی (شاہ سید)	927
532	نظامی گنجوی	932
533	نور محمد توکلی (پروفیسر)	933
534	نیاز	933
	باب نمبر 51	
535	عوام الناس کا عشق رسول کریم ﷺ	935
536	غازی خدا بخش اکوجھا	935
537	غازی عبدالعزیز	936
538	غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ	937
539	محمد اقبال (ڈاکٹر)	938
540	غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ	939
541	غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ	942
542	غازی عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	944
543	غازی زاہد حسین	946

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	باب نمبر 52	
949	عام شعراء کا نظریہ محبت و عشق	544
	باب نمبر 53	
971	نامعلوم افراد کا نظریہ محبت و عشق	545
	باب نمبر 54	
975	نامعلوم افراد کا عشق رسول کریم ﷺ	546
975	پہلا گمنام محب	547
976	دوسرا گمنام محب	548
977	تیسرا گمنام محب	549
978	چوتھا گمنام محب	550
978	پانچواں گمنام محب	551
979	چھٹا گمنام محب	552
979	ساتواں گمنام محب	553
980	آٹھواں گمنام محب	554
982	نواں گمنام محب	555
982	دسواں گمنام محب	556
983	گیارھواں گمنام محب	557
	باب نمبر 55	
985	غیر مسلموں کا عشق رسول کریم ﷺ	558
985	ابو عامر (راہب)	559
	باب نمبر 56	
987	ملائکہ کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	560
	باب نمبر 57	
989	ارض و سماء کا عشق رسول کریم ﷺ	561

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	باب نمبر 58	
562	حیوانات کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	993
563	براق کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	993
564	ہرن کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	996
565	بکری کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	997
566	گوش دراز کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	997
567	اونٹنی کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	999
568	اونٹ کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1000
	باب نمبر 59	
569	درندوں کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1003
	باب نمبر 60	
570	زہریلے کیڑوں کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1005
	باب نمبر 61	
571	حشرات الارض کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1010
	باب نمبر 62	
572	جمادات کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1013
	باب نمبر 63	
573	نباتات کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1019
	باب نمبر 64	
574	اشعار در عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1023
575	حضرت احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ	1023
576	احمد خان آہی (سرسید)	1023
577	اصغر نثار قریشی	1024
578	انور صابری	1025
579	باغ علی (حکیم مولوی)	1025

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
580	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	1025
581	حفیظ جالندھری	1025
582	حمید صابری	1026
583	ذوالفقار	1026
584	حضرت سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ	1026
585	شاعر لکھنوی	1026
586	شاکر محمد دیوانہ (قاضی) لنگاہ مخدوم پوری	1027
587	حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ	1027
588	عابد نظامی (خواجہ)	1027
589	عبدل	1028
590	قمر یزدانی	1028
591	کوثر القادری	1028
592	کشن پرشاد شاد (سر)	1028
593	محمد اقبال (ڈاکٹر)	1028
594	محدث الوری	1028
595	نثار احمد سیفی	1029
596	نظر زیدی	1029
597	نازش رضوی (مولانا ابوظفر)	1030
598	نامعلوم	1030
599	یزدانی جالندھری	1030
600	ساحر صدیقی	1030
601	مختار احمد پردیسی (الحاج)	1031
602	آثم فردوسی	1031
603	محمد عمر خان	1031
604	عطا الرحمٰن شیخ	1032

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	باب نمبر 65	
605	عاشقان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور درود پاک	1033
	باب نمبر 66	
606	صلوٰۃ العاشقین	1039
	باب نمبر 67	
607	تقاضائے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	1045
608	پہلا تقاضا	1047
609	دوسرا تقاضا	1047
610	تیسرا تقاضا	1047
611	چوتھا تقاضا	1048
612	پانچواں تقاضا	1048
613	چھٹا تقاضا	1048
614	ساتواں تقاضا	1048
615	آٹھواں تقاضا	1048
616	نواں تقاضا	1049
617	دسواں تقاضا	1049
618	گیارھواں تقاضا	1049
619	حرف آخر	1051
620	کتابیات	1053

Marfat.com

عرض ناشر

اگر بہ نظر حقیقت دیکھا جائے تو ارض و سماء میں عشق رسول کریم ﷺ کی خوشبوؤں، کئی روپوں اور کئی رنگوں میں جلوہ گری کر رہا ہے۔ جب اس کے بارے اپنے خیالات و جذبات کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کے لئے قلم کو جنبش دی تو اس نے قلب و نظر میں روشنیاں بھر دیں۔ اور محسوس کیا کہ قلم رک رک جاتا ہے اور بزبان حال کہہ رہا ہے۔ "کیا لکھوں۔"

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے انگنت صدیاں قبل اپنے نور سے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اور اس میں محبت کا رنگ بھرا تو بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"انت عشق و انا عشقك" یعنی اے میرے محبوب (ﷺ) تم میرے عشق ہو اور میں تمہارا عشق ہوں۔

قلم رک رک جاتا ہے کیا لکھوں؟

جب رب ودود نے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو جبین آدم علیہ السلام میں چمکایا تو تمام ملائکہ کو سجدۂ تعظیمی بجالانے کا حکم دیا۔ سید الملائکہ عزازیل نے اس امر ربی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی فضیلت کا دعویٰ کیا۔ لہٰذا اس جرم کی پاداش میں اسے سید الشیاطین بنا دیا گیا۔ اس واقعہ سے تمام آسمانوں کے ساکنوں پر عیاں کر دیا کہ مجھے (اللہ تعالیٰ) سب سے زیادہ پیارا صرف میرا محبوب ﷺ ہے اور مجھے راضی کرنے کا نسخہ کیمیا صرف یہ ہے کہ میرے محبوب ﷺ سے محبت کرو۔

قلم رک رک جاتا ہے کیا لکھوں؟

اپنے محبوب ﷺ کو اس جہان رنگ و بو میں بھیجنے سے قبل اسے ہر لحاظ سے آراستہ پیراستہ کر دیا گیا تھا۔ اور اس کی ہر چیز میں اپنے محبوب ﷺ کی محبت ڈال دی گئی تھی۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ اعلان نبوت سے قبل اور بعد اشجار و احجار، کوہ و دمن، طیور و حیوانات، خذف ریزے اور ذرات ریگ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں سلام پیش کرتے تھے اور انہیں جو

Marfat.com

حکم دیا جاتا تھا اسے ایک محبِ صادق کی طرح فوراً بجا لاتے تھے۔

قلم رک رک جاتا ہے کیا لکھوں؟

جب دنیا میں نسل انسانی کا آغاز ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے رشد و ہدایت کے لئے انبیاء و مرسلین بھیجے اور آسمانی کتب و صحائف بھی نازل فرمائے۔ ان کی معرفت انسانوں پر واضح کر دیا کہ جب میرا شاہکار ربوبیت، میرا محبوب علیہ السلام مبعوث ہو تو اس پر ایمان لانا۔ دل و جان سے محبت کرنا اور اس کی اطاعت و اتباع کو اپنا شعار بنانا۔ آیاتِ قرآنی بھی شاہد ہیں کہ رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس سے محبت کو اپنی محبت قرار دیا ہے۔

قلم رک رک جاتا ہے کیا لکھوں؟

اس دار فانی میں تشریف لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے محبوب و خلیل و حبیب علیہ السلام کے اولین عشاق و محبین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ ان میں ایک سے بڑھ کر ایک اپنے آقا و مولا، راحت انس و جاں، نور مجسم علیہ السلام کا عاشق و محب و دیوانہ تھا۔ اگر آقائے نامدار محبوب اللہ علیہ السلام سے صحیح معنوں میں محبت و عشق کرنے کا ڈھنگ سیکھنا ہو تو ان عظیم ہستیوں کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ لاریب ان کے نقش پا پر چلنے سے ہی رسول عربی علیہ السلام سے محبت و عشق کے اسرار و رموز منکشف ہوں گے۔ نت نئے مقامات و منازل کے در وا ہوں گے۔ اور اس کے ہم آہنگ معرفت الٰہیہ بھی روشن و تاباں ہوتی جائے گی۔ لاریب عشق و محبت کے سمندر بے حد گہرے ہیں کوئی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ بقول عارفین و علماء حق محبوب کبریا علیہ السلام کی محبت فرض ہے۔

قلم رک رک جاتا ہے کیا لکھوں؟

اس حقیقت سے چشم پوشی ممکن نہیں کہ عشق رسول کریم علیہ السلام ہی حقیقی زندگی ہے۔ عطیہ خداوندی ہے۔ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ در تقرب الٰہیہ اور رضائے رب کریم ہے۔ پاک دامنی مقام و دوام ہے۔ دنیا و آخرت کا نکھار ہے۔ لیکن اس کے برعکس جس کے دل میں محبوب اللہ علیہ السلام کی محبت و عشق نہیں اس کی زندگی ناکارہ، بے معنی، بے مقصد، ناتمام، ایمان سے تہی ہے اور معنوی لحاظ سے وہ شخص مردہ ہے۔

ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور عرصہ دراز سے دینی کتب کی اشاعت کے ذریعے اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی محبت کے رو پہلی چراغ روشن کرنے میں شبانہ روز مگن ہے۔ اس ضمن میں سعی بلیغ کی جاتی ہے جو بھی کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہو وہ نہ صرف معیاری و بلند پایہ ہو بلکہ عام لوگوں کی قوت خرید بھی اس کی متحمل ہو سکے۔

"عشق رسول کریم ﷺ" ایک منفرد و ضخیم کتاب منصۂ شہود پر لائی گئی ہے جس میں حتی الامکان محبوب اللہ ﷺ سے محبت و عشق کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ یہی عشق ایک مسلمان کا دین بھی ہے اور ایمان بھی۔ اس لئے کتاب ہذا کا ہر گھر، مکتب، دفتر اور لائبریری میں ہونا اس لئے بھی از بس ضروری ہے کہ روشنی سے روشنی پھیلتی ہے اور اس روشنی میں لوگ اپنی زندگی کو منہاج عشق رسول کریم ﷺ پر آسانی سے گامزن کر سکیں۔

طالب دعا

محمد حفیظ البرکات شاہ

Marfat.com

آغاز سفر

دوشیزۂ شب منزل صبح سے ہمکنار ہونے کے لئے دبے پاؤں گام رواں دواں تھی۔ ساتویں شوال ۱۳۹۹ ہجری (۳۱ اگست ۱۹۷۹) کا چاند اپنا نور و خنکی بکھیرنے کے بعد کافی دیر کا اندھیرے کی ردا میں چھپ چکا تھا۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ رب ودود آسمان دنیا پر جلوہ فگن ندا فرما رہا تھا۔

"کوئی ہے جو مجھ سے طلب کرے"

اس ہنگام اللہ تعالیٰ کے مقربین و اولیاء اپنے قلوب و اذہان میں رب العالمین اور اس کے محبوب و حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبتوں کے چراغ روشن کئے مضطربانہ بارگاہ قدوسیت و ربوبیت میں نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے حاضر ہو رہے تھے تاکہ اس کے حضور عاجزانہ سجدے بجالائیں۔ تسبیح و تہلیل کے نغمے بکھریں اور محبتوں کے پھول کھلائیں۔ لیکن اکثریت کا یہ حال تھا کہ دنیا جہاں سے غافل و بے خبر اور ان مقدس ساعتوں کی رحمتوں اور فضیلتوں سے دور خواب گراں کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے۔ میں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھا۔

رات گزر رہی تھی۔ معاً کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کشادہ جگہ ہے جس کو میں بڑی لگن اور ادب سے صاف کر رہا ہوں۔ اس سے متصل ایک درمیانے حجم کا کمرہ ہے جس کے اندر ایک دیگچی پڑی ہے۔ اس کے اندر کوئی سفید سی چیز چمٹی ہوئی ہے۔ میں پلاسٹک کی ڈبیا سے اس چیز کو کھرچنے لگتا ہوں۔ اسی اثنا میں دو آدمی آتے ہیں اور اس سفید سی چیز کو کھانے لگتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کی لذت کی تعریف بھی کرتے جاتے ہیں۔ جب وہ حسب منشا کھا چکے تو باقی ماندہ کھرچن کو میں زمین پر انڈیل دیتا ہوں۔ اس لمحے فضا میں ایک آواز ابھرتی ہے' میں غور سے سنتا ہوں۔ کہنے والا کہہ رہا تھا۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کریم سے کچھ مانگا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس کے لئے تم کو مقرر کیا ہے۔"

یہ آواز سننے کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ ہر سو سناٹا محیط تھا۔ میرے کانوں میں ہنوز وہ الفاظ گونج رہے تھے کہ مجھے آقائے دوجہان محبوب کبریا راحت انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ میری آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔ کہاں میں گنہگار و سیاہ کار اور کہاں عالم عالیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ۔ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا

Marfat.com

تھا۔ دل کے کسی نہاں خانے سے یہ خیال ابھرا۔

"شاید غفورالرحیم کو میری حالت زار پر رحم آگیا ہو۔"

الغرض عجیب مخمصے اور خلجان میں مبتلا تھا۔ اپنی زندگی کے شب و روز پر نگاہ دوڑائی تو سربار عصیاں کی ندامت سے جھک گیا۔ دماغ پر نظر ڈالی تو اس میں شیطان کا بسیرا تھا۔ دل کا خیال آیا تو اس میں رومانوی دنیا آباد تھی۔ آنکھوں کا جائزہ لیا تو ان میں اہل خواہشات اور حرص و آز کے ڈیرے تھے۔ ہاتھوں کو دیکھا تو ان کے خائن ہونے کا احساس بیدار ہوا جو عشقیہ و جذباتی افسانے' کہانیاں اور اشعار تخلیق کرنے میں مصروف تھے۔ زبان کو آلودۂ خرافات پایا اور قدم راہ مستقیم سے بھٹکے ہوئے تھے۔ الغرض حیات مستعار اسپ بے لگام کی طرح گنجلک شاہراہوں پر بگٹٹ بھاگی چلی جا رہی تھی' جس کا نہ کوئی مقصد تھا نہ منزل۔ بزرگان دین کہتے ہیں کہ ہر انسان دن بھر میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے اور جب میں نے اپنے سانسوں کا جائزہ لیا تو ہر سانس سے نفرت ہونے لگی جن کے بارے میں ایک دن بارگاہ لم یزل میں جوابدہ ہونا ہے۔ عالم تصور میں جوں جوں کتاب زندگی کی ورق گردانی کرتا پستیاں' اندھیرے' گمراہیاں' گراوٹیں' خباثتیں' عصیاں نگاہوں کے سامنے پھیلتے چلے گئے۔ مجھے اپنی ذات سے نفرت ہونے لگی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میری آنکھوں کے سامنے خواب کا حسین و دلکش منظر گھوم گیا اور آوازۂ غیب کے مسحور کن الفاظ کانوں میں رس گھولنے لگے۔ لاریب رشد و ہدایت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ اپنے فضل و کرم کی نورانی برسات بھی وہی برساتا ہے۔ المختصر عجب گومگوں کے عالم میں تھا۔

خواب اور میرے درمیان ہر روز فاصلے بڑھتے گئے۔ لیکن وقت کے ہم آہنگ رفتہ رفتہ میری زندگی کے چلن میں تبدیلی رونما ہونے لگی۔ سوچیں نیا رخ اختیار کرنے لگیں۔ خیالات و افکار نئے سانچوں میں ڈھلنے لگے۔ ماحول میں نئی کروٹیں جنم لینے لگیں۔ رہوار قلم نے اپنا رخ بدلا اور اخص الخواص' جرنیل صحابہ' خطابات الٰہیہ' بزرگ' ازواج مطہرات' واقعات انبیاء' آثار و احوال و حالات اولیاء اللہ اور حالات صحابہ کرام کی منزلیں طے کرتا ہوا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل پر آکر رکا۔ یہ وسط ۱۹۹۰ء کی بات ہے۔ لہٰذا اس پر کام کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ مختلف کتب' بزرگان دین کی روحانی صحبتوں اور واعظین و علماء سے استفادہ کرنے لگا اور بارگاہ صمدیت میں الحاح و زاری و التجا و دعا بھی کرتا تھا۔

"اے اللہ! مجھے اس کار عظیم سے عہدہ برا ہونے کے لئے صحت و ہمت و طاقت و رہنمائی عطا فرما۔ تحریر میں محبت کا ایسا رنگ غالب ہو جس سے دلوں میں نور مجسم' رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ

Marfat.com

وسلم کے عشق و محبت کی طغیانی آجائے۔"

موسم سرما میں عموماً مکان کی چھت پر بیٹھ کر لکھتا پڑھتا ہوں۔ یہ میری دیرینہ عادت ہے۔ ۲۱ جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعتہ المبارک مطابق ۲۸ رجب المرجب ۱۴۱۳ ہجری کا واقعہ ہے کہ حسب معمول مکان کی چھت پر بیٹھا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کام کر رہا تھا۔ کافی دیر تک بیٹھنے کے بعد قدرے تھکاوٹ کا احساس ہوا تو کمر سیدھی کرنے کیلئے آسمان کے رخ چارپائی پر دراز ہو گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے درمیان میں بہت ہی بڑا دائرہ ہے جس کے اندر عربی میں کچھ لکھا ہوا ہے اور اس کے عین وسط میں بڑا جلی لفظ "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) مرقوم ہے۔ بڑا ہی روح پرور و دلنواز منظر تھا۔ دل چاہتا تھا کہ اس پر کیف و مسرت آگیں نظارے میں سدا کھویا رہوں۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں نے آنکھیں کھولیں اور دوبارہ بند کیں۔ پھر وہی منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔ کافی دیر تک اس سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ دل تو نہیں چاہتا تھا لیکن پھر آنکھیں کھول کر بند کیں تو اب وہ منظر نظر نہ آیا۔ میری انبساط و خوشی کی انتہا نہ تھی۔ کافی دیر تک اس کے تصور میں مستغرق رہا۔ اب بھی جب مجھے وہ منظر یاد آجاتا ہے تو عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔

اس واقعہ کے ایک سال بعد ۲۳ جنوری ۱۹۹۴ء بروز اتوار مطابق ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۱۴ ہجری کو مکان کی چھت پر بیٹھا کام کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد قبلہ رو چارپائی پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ افق پر سبز رنگ کی نہایت خوبصورت بہت بڑی بیل ہے جس کے اندر عربی زبان میں کچھ لکھا ہوا ہے اور لفظ "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بڑا نمایاں ہے۔ وہ بیل قلم کی مانند چل رہی تھی۔ بڑا پر کشش و دلفریب منظر تھا۔ کچھ دیر بعد میں نے آنکھیں وا کیں اور دوبارہ بند کیں تو پھر وہی نظارہ باعث تسکین روح و قلب ہوا۔ لیکن تیسری بار جب میں نے آنکھیں کھول کر بند کیں تو وہ منظر دکھائی نہ دیا۔

وسط ۱۹۹۰ء سے ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز جمعتہ المبارک مطابق ۲ جمادی الثانی ۱۴۱۶ ہجری پونے ایک بجے دوپہر تک عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مواد کی فراہمی میں مصروف رہا۔ اس دوران میں پانچ صد سے زائد کتب کا مطالعہ کیا جن میں سے ایک ہزار صفحات پر مشتمل مواد یکجا کیا۔ اس کے بعد میں اسے ترتیب دینے میں منہمک ہو گیا۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۶ ہجری بروز بدھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۹۶ء بعد نماز اشراق لیٹا ہوا تھا کہ ذہن میں خیالات کا ہجوم ہونے لگا۔ جنہوں نے کتاب ہذا کے باب اول کے آغاز کے لئے الفاظ اور جملوں کا روپ دھار لیا اور نگاہوں کے سامنے تحریر شدہ عبارت گھومنے لگی۔ چنانچہ فوراً اٹھا خیالات' الفاظ اور جملوں کو قلمبند

Marfat.com

کیا اور اس طرح کتاب ہذا کو ضبط تحریر میں لانے کا آغاز ہوا۔

مجھے اپنی بے بضاعتی و کم مائیگی و کم علمی کا کلی طور پر ادراک و اعتراف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے تو قلم بھی درست طریقے سے پکڑنا نہیں آتا۔ یہ جو کچھ بھی ہو رہا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کا نتیجہ تھا۔ شاید یہی وہ خدمت ہے جس کے لئے ۱۹۷۹ء میں عالم رویاء میں مقرر کیا گیا تھا یا کوئی اور ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

اے اللہ! اے رب ودود! اپنے محبوب و حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں میری اس خدمت کو شرف قبولیت بخش اور اپنے اس پر تقصیر و گنہگار بندے سے راضی ہو جا۔ آمین......

اللہ تعالیٰ کے فضل اور
حضور اکرم ﷺ کی نظر رحمت کا محتاج
نواز رومانی
(نواز رومانی)

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق کو اپنی رضاء و خوشنودی کا سرچشمہ قرار دیا ہے اور کائنات کی ہر شئے اس کی محبت میں مست و سرشار ہے۔

وہ ہوائیں جو بصد ادب و محبت گنبد خضرا کو بوسے دے کر گزرتی ہیں' ان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی ایسی خوشبو سمو جاتی ہے جس کی مہک تاقیامت برقرار رہے گی اور وہ جس کو بھی چھولیتی ہیں وہی سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستانہ و دیوانہ ہو جاتا ہے۔

باران رحمت کے وہ آبدار قطرے جو سبز گنبد کو محبت سے غسل دیتے ہیں نایاب و انمول ہو جاتے ہیں۔ ان کے مدمقابل لعل و گہر بے مایہ پتھروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور دنیا جہان کے بادشاہوں کے خزانے ان کی قیمت لگانے سے عاجز و درماندہ ہیں۔ روضہ اطہر کی وہ روپہلی و سنہری جالیاں جنہیں ہمہ وقت روضہ اقدس کا قرب حاصل ہے ان کو محبت کی نظروں سے دیکھ لینے والوں کے گناہ خزاں کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں اور انہیں یہ مقام و مرتبہ صرف اس لئے نصیب ہوا ہے کہ انہیں صاحب روضہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے یہ جالیاں بزبان حال ہر زائر سے کہہ رہی ہوتی ہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس قدر زیادہ محبت ہوتی ہے اتنا ہی زیادہ ان کا ادب بھی لازم ہوتا ہے۔

سورج کے اندر جو تپش و حدت ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سوختہ ہے۔ بوقت طلوع و غروب جو سرخی اس کے چہرے پر پھیلتی ہے وہ اس شرمندگی کی آئینہ دار ہے جو اس نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی بجا آوری میں لحظہ بھر تاخیر کی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پلٹ آنے کو فرمایا تھا تو اس نے اپنے خالق سے عرض کی۔

"اے اللہ! ایک طرف تیری عبادت ہے اور دوسری طرف تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ پلٹ آ۔ بتا کیا کروں؟"

ارشاد ہوا۔

"اے سورج! میری عبادت چھوڑ اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر۔"

Marfat.com

لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے لئے دوڑ پڑا اور مغرب سے طلوع ہوا۔

فضائے بسیط میں تیرنے والے چاند کے چہرے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجر کی اداسی و غم آشکارا ہے کیونکہ فراق کی آگ بڑی شدید ہوتی ہے لیکن اس کی کرنوں میں خنکی و ٹھنڈک محض اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشت مبارک کے اشارے پر بلاتاخیر دولخت ہو گیا تھا اور یہ خنکی و ٹھنڈک اسی اطاعت کا ثمرہ ہے جس سے آنکھوں کو تازگی اور دلوں کو سرور ملتا ہے۔

زمین کا وہ ٹکڑا جس کے آغوش میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دو عشاق کے ہمراہ جلوہ افروز ہیں اس پر ہزاروں' لاکھوں فردوس نثار کی جا سکتی ہیں۔ اگر اس سے پوچھا جائے کہ تم عرش معلیٰ کا حصہ بننا چاہو گے یا موجودہ صورت حال کو پسند کرتے ہو اور گویائی کے لئے اللہ تعالیٰ اسے زبان عطا فرمادے تو وہ یقیناً عرض کرے گا۔

"مجھے عرش معلیٰ کا حصہ بننے کی حاجت نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جہاں محبوب ہوتا ہے وہیں محب بھی ہوتا ہے"

دوستو! محبت دل کی گہری وادیوں میں جنم لیتی ہے اور پھر عرش معلیٰ سے آگے تک پرواز کرتی ہے۔ محبت گھنا سایہ دار درخت ہے جس کا ثمر نہایت شیریں و لذیذ ہے اور اس کی خوبصورت شاخوں نے ارض و سما کا احاطہ کر رکھا ہے۔ محبت کا نور مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔ جس دل میں رب ودود کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق نہیں وہ لاریب مردہ ہے نامراد ہے۔ مردود ہے۔ قابل نفریں ہے۔ وہ دل ایسی بنجر و ویران زمین کی مانند ہے جس میں صرف رذائل و خباثت کے خار و ببول اگتے ہیں۔

زندگی کے ان لمحات کو غنیمت جانو۔ اپنے قلوب و اذہان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے نور سے جگمگاؤ۔ یہی نور دونوں جہانوں میں۔ برزخ و قبور میں۔ عرصہ حشر و نشر میں باعث فوز و فراز اور ہر مقام سے بآسانی گزرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

...نواز رومانی...

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین ○ الذی ھدانا الی صراط مستقیم ○ وجعلنا من امۃ سید الانبیاء والمرسلین فصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ○ و بعد

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اپنی شان میں الحمدللہ رب العالمین فرمایا اور تمام نعتیں اس رسول کریم کے لئے جس کی شان میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین قرآن مجید میں آیا۔ عالم ظاہری ہو یا باطنی' نوری ہو یا بشری' دنیاوی ہو یا اخروی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کے لئے رحمت ہیں۔ رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو چاہا جائے۔ اس سے محبت کی جائے۔ بلکہ جنون کی حد تک اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ جسے آپ چاہیں تو مودت کہیں یا محبت کہیں یا مروت کہیں یا عام فہم زبان میں عشق سے تعبیر فرمائیں۔ اور اسی لفظ کو علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک شعر میں بڑے اچھے انداز میں استعمال کیا ہے۔ فرماتے ہیں ۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اور اس لفظ کو جناب محترم نواز رومانی صاحب نے اپنی نئی کتاب "عشق رسول کریم" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چنا ہے۔ عشق ظاہری ہو یا باطنی' نوری ہو یا بشری' خالق کا ہو یا مخلوق کا' حقیقی ہو یا مجازی اس کی ابتداء تو ہے انتہا نہیں' اور اس راہ پر چلنے والوں کا تو انداز ہی الگ ہے۔ سوچ مختلف اور انداز فکر جداگانہ ہے۔ اس وجہ سے ان حضرات کے بارے میں کسی نے خوب کہا ہے ۔

یہ الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق
آنکھوں کو بند کر لیتے ہیں دیدار کیلئے

نواز رومانی صاحب اللہ تعالیٰ ان کی زندگی' علم' عمل' فکر اور عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

میں مزید برکتیں عطا فرمائے' آمین۔ ان کی تصانیف جو میری نظر سے گزری ہیں غالباً وہ ایسی علمی اور پر خلوص نورانی سیڑھیاں تھیں جن کے ذریعہ آخر آپ منزل عشق تک جا پہنچے اور عشق بھی اس ذات پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جن کے قدموں سے زمین عشق کرتی ہے' سر انور سے آسمان عشق کرتا ہے' پیشانی مبارک سے چاند اور سورج عشق کرتے ہیں' سفر معراج سے شب معراج عشق کرتی ہے۔ سفر ہجرت سے شب ہجرت عشق کرتی ہے اور یوم ولادت سے تمام کائنات عشق کرتی ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے یا اس دار فانی سے جاتے ہوئے حب مصطفیٰ اور عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت مل جائے تو مزید کسی نعمت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

صحابہ کرام کا زاد راہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ تابعین کی منزل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی' اولیاء کرام کی شب بیداریاں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلب میں تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں یا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوں یا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہوں یا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہوں یا سعید رضی اللہ عنہ' معاذ رضی اللہ عنہ ہوں یا معوذ رضی اللہ عنہ' میدان بدر ہو یا احد' غزوۂ خندق ہو یا حنین' یہ سب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرتو ہیں۔ اسی میدان میں نواز رومانی صاحب نے بھی برسوں کی محنت شاقہ کے بعد جو ہمارے سامنے "عشق رسول کریم" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے الفاظ' کلمات اور اپنی روحانی اور نورانی کیفیات کو اس کتاب کی صورت میں پیش کیا ہے نہایت قابل قدر اور صد احترام ہے۔

بندہ نے جب آپ کی تالیف "بزرگ" کا پیش لفظ ۱۹۷۴ء میں لکھا تھا تو اس وقت آپ نے اپنے ایمانی' روحانی اور نورانی جذبات کا اظہار فرمایا کہ قاری صاحب دعا فرمائیں کہ....

"عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

پر قلم اٹھانا چاہتا ہوں۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس موضوع پر اپنی منفرد حیثیت کے ساتھ اس دوست نے جو رات دن کاوش کی وہ آج ہمارے سامنے ہے۔ باب اول کے عنوان سے باب آخر کے عنوان تک اگر ہم غور کریں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ ہر بندۂ مومن دنیا میں کچھ اور حاصل کرے یا نہ کرے لیکن عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ اس لئے تو آپ نے زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والوں کو براہ راست پکارا ہے کہ لوگو! یاد رکھو۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

Marfat.com

مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ عام فہم زبان سمجھنے والے حضرات خاص کر عاشقان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ کتاب سرمایہ عشق ثابت ہو گی۔ (انشاء اللہ) میرے اس فاضل دوست پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ کبھی تحریری طور پر صحابہ کرام کے دامن سے وابستہ، کبھی ازواج مطہرات کی پاکیزہ زندگیوں سے تعلق اور کبھی اولیاء کرام کی نورانی محافل کا ذکر اور کبھی جرنیل صحابہ کرام کے کارناموں کا بیان، اور زندگی کے آخری مراحل میں عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی۔ (ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء) اور ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تانہ بخشند خدائے بخشندہ۔ ورنہ محترم بظاہر تو ایم ۔اے سیاسیات اور بین الاقوامی امور میں ڈپلومہ رکھنے والے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان سے ان عظیم ہستیوں کا ذکر تحریری طور پر کروا رہا ہے جن کے ذکر کے لئے زمین و آسمان تمنا رکھتے ہیں۔ جن کی ایک جھلک کے لئے چاند اور سورج تڑپ رکھتے ہیں اور جن کے نقش پا پر زمین فخر محسوس کرتی ہے۔

صحابہ کرام ہوں یا تابعین، آئمہ کرام ہوں یا محدثین، دینی فلاسفر ہوں یا مفسرین، قرآن و حدیث کو پڑھنے والے قراء ہوں یا سمجھنے اور غور و فکر کرنے والے فقہاء یہ سب ایسے بحر بیکراں کے لعل و جواہر ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں۔ صدق ہو یا عدل، غنی ہو یا وفا علم ہو یا عمل، سیادت ہو یا قیادت، رافت ہو یا رحمت، نصرت ہو یا حمایت، قناعت ہو یا حمایت، تقویٰ ہو یا زہد، ایمان ہو یا اسلام، احسان ہو یا عرفان، محبت، معرفت، رافت یا عام فہم الفاظ میں عشق ہو یہ سب اس بحر بیکراں میں موجود ہیں۔

چاہو تو صدق لے کر صدیق بن جاؤ۔ چاہو تو شہادت لے کر شہید بن جاؤ۔ چاہو تو عدل لے کر عادل بن جاؤ۔ چاہو تو سعادت لے کر سعید بن جاؤ۔ چاہو تو کرم لے کر کریم بن جاؤ۔ چاہو تو صبر لے کر صابر بن جاؤ اور چاہو تو عشق لے کر عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن جاؤ۔

وہ کونسی نعمت ہے جو یہاں نہیں۔ وہ کونسا کرم ہے جو یہاں نہیں۔ وہ کونسا احسان ہے جو یہاں نہیں۔ وہ کونسا فضل ہے جو یہاں نہیں۔ وہ کونسا طالب ہے جو یہاں نہیں اور وہ کونسا عاشق ہے جو یہاں نہیں۔

یہاں مکی بھی آئے اور مدنی بھی، عربی بھی آئے اور عجمی بھی، رومی بھی آئے اور حبشی بھی، اسود بھی آئے اور ابیض بھی، شاہ بھی آئے اور گدا بھی، نوری بھی آئے اور بشری بھی۔

چلے آتے ہیں بڑھ بڑھ کر گرے جاتے ہیں مر مر کر
حضور شمع پروانوں کی نادانی نہیں جاتی

Marfat.com

انہی پروانوں میں نواز رومانی صاحب نے اپنا نام نقش کرا دیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ کتاب ہر عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے جام عشق ثابت ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عشق سے لے کر دور حاضر تک کے تمام اقسام' اصناف اور طبقات کے عشق کو آپ نے اپنی اس تصنیف میں جمع فرما دیا ہے۔

اب تو قاری کی فہم' شعور' عقل' ادراک اور طلب پر منحصر ہے کہ وہ عشق کی کونسی منزل' کونسا مرتبہ' کونسا مقام اور درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ صحابہ کرام کا عشق یا تابعین' محدثین کرام کا عشق یا مفسرین' ادیبوں کا عشق یا شعراء کرام' اولیاء کرام کا عشق یا فقہاء عظام' عوام الناس کا عشق یا خواص کا' کیونکہ حسن لاثانی کے لئے عشق لاثانی چاہئے اور عشق لاثانی کے لئے ضروری ہے کہ عاشق صرف عاشق نہ رہے بلکہ عاشق لاثانی بنے۔ اس لئے کہ محبوب حسن لاثانی کا مالک ہے۔

تعالی اللہ ذات مصطفیٰ کا حسن لاثانی
کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف امکانی

دعاء یونسی' خلق خلیلی' صبر ایوبی!
جلال موسوی' زہد مسیحی' حسن کنعانی

وہ شاہ بوریا مسند سکھایا جس نے دنیا کو
یہ انداز جہانگیری یہ آئین جہاں بانی

ان مختصر تحریر کردہ الفاظ اور پیش لفظ کے دوران میری بڑی بیٹی نورالعین جو اکیسواں پارہ حفظ کر رہی ہے وہ کہیں تین مرتبہ آئی اور مجھے پتہ نہ چلا آخر پوچھا ابو آپ کونسی ایسی خاص چیز لکھ رہے ہیں کہ میں تین مرتبہ آئی اور آپ کو پتہ بھی نہ چلا۔ میری آنکھوں میں آنسو چھلک آئے اور سوچا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سامنے میرے آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دیدار کا عالم کیا ہو گا۔ پھر پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کیوں بے ساختہ یہ نہ کہیں ؎

"کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں"

پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کیوں نہ پکاریں ؎

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

Marfat.com

میرے فاضل دوست ان اعلیٰ خوش نصیب حضرات میں سے ہیں جنہوں نے عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رجسٹر حاضری میں اپنا نام درج کرایا' جن کی حاضری قیامت تک انشاء اللہ لگتی رہے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان خوش نصیب حاضرین میں ہمیں بھی شامل فرمائے۔ رومانی صاحب کی اس پر خلوص محنت اور کاوش کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین ثم آمین

فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین○

قاری الٰہی بخش نوری (فاضل مکہ یونیورسٹی)

(ناظم اعلیٰ)

مدرسہ انوار مدینہ کلیۃ القرآن الکریم رجسٹرڈ لاہور۔

بروز جمعرات ۱۹۹۹-۹-۱۰ بوقت صبح ۳۰-۱۰ بجے

Marfat.com

حرفِ چند

قدرت نے انسان کو جن خصوصی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے ان میں عشق و محبت کا لازوال جذبہ بھی شامل ہے۔ یہ جذبہ انسان کو "اچھے" اور خوبصورت لوگوں سے وابستہ کرتا ہے جس سے "تعمیر و ترقی" کی دنیا آباد اور "مکارم اخلاق" کا ایک جہاں سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔

جب کوئی انسان کسی انسان سے محبت کرتا ہے' تو اس کے دل میں اس کے محبوب کا سراپا اور اس کے دوست کا حسن قامت سما جاتا ہے۔ اور پھر اسے اس کے خواب سکون بخشتے ہیں اور اس کی باتیں کیف و سرور عطا کرتی ہیں۔ اس کی گلیوں کی خاک اس کی آنکھوں کا سرمہ اور اس کا تذکرہ اس کے قلب حزیں کا سرور ہو جاتا ہے۔ اور پھر اسے ہر طرف اس کے نظارے نظر آتے ہیں اور وہ عالم کیف و مستی میں پکار اٹھتا ہے :

"جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے"

انہی پاکیزہ لمحوں کی خوشبو ہمہ اوست بن کر اس کے سراپا پر چھا جاتی ہے اور سب کچھ اس خوشبو کی زد میں آتا چلا جاتا ہے۔

یوں تو دنیا نے عالم رنگ و بو میں ہزاروں بت تراش رکھے ہیں' جن کے سامنے اس کی محبتوں کی دنیا سرنگوں رہتی ہے مگر حق یہ ہے کہ نگاہ عشق و مستی میں محبوب حقیقی ہونے اور ہماری محبتوں اور مودتوں کی حقیقی سزاوار بننے کے لائق ہستی' اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے بعد' ایک ہی ہے جو آقائے مدنی سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اسی ایک ذات سرور کے سوا باقی تمام بتان آذری ہیں۔

اس کتاب کے مؤلف محترم نواز رومانی بڑے ہی خوش نصیب ہیں' جنہیں اس پاکیزہ عنوان پر قلم اٹھانے کی توفیق عطا ہوئی۔ رومانی صاحب اپنے نام ہی کی طرح بڑے رومانی مزاج دوست ہیں۔ انہوں نے اپنے دل کے نہاں خانے میں رومانوں کی جو دنیا سجا رکھی ہے اس کتاب میں وہ اس سے پردہ اٹھا رہے ہیں۔ ان کی اس دنیا کی "مسند نشیں" اور ان کے تمام رومانی جذبوں کی امین وہی قدسی صفات ہستی ہیں جن کے نام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی رفعت و شان عطا فرمائی ہے جس کی عالم رنگ و بو

Marfat.com

میں کوئی اور مثال موجود نہیں ہے۔

روہانی صاحب کی کتاب اور ان کے پاکیزہ خیالات کا اندازہ تو کتاب پڑھنے سے ہی ہو گا' تاہم مختصر طور کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے بارے میں کوئی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا جس پر انہوں نے خامہ فرسائی نہ کی ہو۔ اس میں ان کا انداز بیان نہ تو ناصحانہ ہے اور نہ ہی محققانہ' بلکہ ان کا اسلوب خطیبانہ ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے صرف محبت کو رہنما بنایا ہے اور عشق کو اپنا رہبر تسلیم کیا ہے۔ انہی جذبوں کی سرپرستی میں انہوں نے اپنا روحانی سفر طے کیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ان کی یہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد انداز کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی دنیا میں گراں قدر اضافہ ثابت ہو گی۔

محمود (دستخط)

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

صدر نشین' اردو دائرۃ معارف اسلامیہ

پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۱

اگر عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو

اے خطیبو! محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و محبت کا تقاضا ہے کہ جب تم وعظ و بیان کے لئے منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھنے لگو تو خشیت سے کانپ اٹھو اور سوچو کہ کیا تم اس مقام کا حق ادا کر رہے ہو یا نہیں۔ اس مقام کا ادب سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھو کہ آپ ؓ منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس جگہ تشریف فرما ہوتے تھے جہاں رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک ہوتے تھے۔ اگر اس مقام کا تقدس پامال ہوا تو روز آخرت چھٹکارا نصیب نہ ہوگا۔

اے امامو! مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوتے وقت اپنا احتساب کرو کہ کیا تم واقعی اس منصب کے لائق ہو۔ اس کا بہت بڑا حق ہے جو تم پر عائد ہوتا ہے اور حق میں کوتاہی کے متعلق باز پرس ہوگی۔

اے مبلغو! اس امر کا یقین کر لو کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش پا پر رہتے ہوئے حق تبلیغ ادا کر رہے ہو۔ اس میں کوئی ذاتی غرض و غایت نہیں بلکہ مقصود صرف اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہونی چاہئے۔

اے حکمرانو! ہر آن اپنے اعمال اور عمال کا جائزہ لیتے رہو کہ کہیں عوام تمہارے اور ان کے ظلم و استبداد اور جور و ستم کا شکار تو نہیں ہیں۔ تم نے ان کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کیا ہے۔ حاکم وقت سے عوام الناس کے بارے میں پوچھ ہوگی' اسی لئے کہتے ہیں کہ حاکم وقت اور اس کے عمال جہنم کے سب سے قریب ہوتے ہیں۔

اے ملازمو! اپنے عہدے کا حق پہچانو اور اسے دیانتداری سے ادا کرو۔

Marfat.com

رزق حلال کو مبدل بہ رزق حرام نہ کرو اور لوگوں کے جائز کاموں میں باعث رکاوٹ نہ بنو۔ جان لو کہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے حوادث اس کے منتظر ہوتے ہیں۔

اے طالبعلمو! ایسا علم حاصل کرو جس کی ڈوری محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے ساتھ بندھی ہو۔ حصول علم کی فرضیت پر فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاد ہے۔ علم دین ہی اصل علم ہے جو آخرت و دنیا کی راہیں کشادہ اور روشن کرتا ہے۔ اولین فرصت میں علم دین حاصل کرو اور پھر علم کسب۔ وگرنہ حق اور باطل میں تمیز کرنا اور ان میں حد فاصل برقرار رکھنا ممکن نہ ہوگا۔

اے مزدورو ! محنت و لگن سے پسینہ بہاؤ تاکہ اس کے خشک ہونے سے قبل مزدوری کے حقدار بن جاؤ۔ اور مالک کی عدم موجودگی سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ کیا یاد نہیں کہ محنت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوتا ہے اور ناجائز روزی کمانے والے کے لئے دونوں جہانوں میں خسران ہے۔

اے معلمو ! علم کی دولت بانٹنے میں بخل سے کام نہ لو۔ ورنہ تم پر علم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ بخل کسی رنگ میں ہو اس کا ایمان سے واسطہ نہیں ہے۔

اے عمّالو ! اپنے زیر دستوں کے ساتھ لطف و ملائمت سے پیش آؤ اور شکر بجا لاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جیسے ہی انسانوں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ ان پر اس قدر بوجھ نہ ڈالو جس کے اٹھانے کی ان میں سکت و استعداد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ اپنے بندوں پر وسعت سے زیادہ بار نہیں ڈالتا۔ اس میں تمہارے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ ذرا بوجھ سے لدے انسانوں کے مقام پر خود کو رکھ کر دیکھ لو' از خود واضح ہو جائے گا کہ زیادہ بوجھ لادنے کا کیا مطلب ہے۔

اے رہنماؤ ! خوب غور کرو کہ کہیں تم اپنے ساتھیوں کو اپنی غرض و غایت کی تکمیل کے لئے ایندھن تو نہیں بنا رہے ہو۔ ان کی لاشوں پر اپنے اونچے محل تو تعمیر نہیں کر رہے ہو اور ان کی مجبوریوں کے بل بوتے پر اپنی لیڈری کی دکان تو نہیں چمکا

Marfat.com

رہے ہو۔ رہنما کی شان تو یہ ہے کہ وہ کٹھن اور جاں گداز مقام پر سب سے آگے ہوتا ہے اور انعام کی تقسیم کے وقت سب سے آخر میں کھڑا ہوتا ہے۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ عمل مکافات کی چکی بڑے زوروں سے چل رہی ہے جو خودغرض، لالچی، مفاد پرست، ملک و ملت فروش اور بکاؤ رہنماؤں کو پیس کر رکھ دیتی ہے اور حالت ان کی یہ ہوتی ہے کہ مرنا چاہیں تو مر نہیں سکتے، جینا چاہیں تو جی نہیں سکتے۔ لعنت ان کے تعاقب میں رہتی ہے۔ مت بھولو کہ اللہ تعالیٰ جبار و قہار بھی ہے اور اس کی پکڑ بڑی شدید ہے۔

اے علماؤ! اپنے علم کو دنیائے دنی کی راحتوں، آسائشوں اور اونچے منصب کے عوض فروخت نہ کرو۔ حق کے اظہار میں مصلحت کوشی اور چشم پوشی سے کام نہ لو۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مانند ہیں۔ اس مرتبہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ دنیا کے دوست اور عالم بے عمل کے لئے جہنم چشم براہ ہے۔

اے مسلمانو! اپنے احوال و رخ کا جائزہ لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ محبوب رب دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روز محشر تمہارے اعمال اور کرتوتوں کی وجہ سے شرمسار ہونا پڑے۔ ابھی وقت ہے کہ تم اپنا رخ درست سمت میں کرلو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے چراغ سینوں میں روشن کر لو، وگرنہ مسلمانی بیکار ہے۔

اے دکاندارو! گاہکوں کو پورا اور ستھرا سودا دو۔ جنت کو منتظر پاؤ گے۔ کم تولنے اور عیب دار سودا فروخت کرنے والوں کا حال قرآن پاک میں پڑھ لو کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر کیا عذاب نازل ہوا تھا۔

اے تاجرو! قسمیں کھا کر سودا بیچنے سے اجتناب کرو۔ ناجائز نفع خوری سے بچو۔ ایماندار تاجر کا بڑا مقام ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ بھی تو تاجر تھے۔ اگر عافیت چاہتے ہو تو تجارت میں ان کا رنگ ڈھنگ اختیار کرو۔

اے آجرو! اپنے کارندوں کے حقوق پہچانو اور بغیر احتجاج و طلب ان کو ادا کرو۔ جو دوسروں کا حق غصب کرتا ہے یا ان کی ادائیگی میں لیت و لعل کرتا ہے اس کا شمار حزب

Marfat.com

الخاسرین میں ہوتا ہے۔

اے اجیرو ! ایمانداری سے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہو۔ مالک کے کام کو اپنا کام سمجھ کر سرانجام دو۔ رزق کو حلال کرو۔ طمانیت قلب نصیب ہوگی۔

اے منصفو ! انصاف کرتے وقت ہزار بار سوچو کہ عدل کے نام پر کہیں مظلوم کا گلا تو گھونٹ نہیں دیا گیا۔ انصاف کی کرسی پر بیٹھنا اتنا آسان نہیں جتنا سمجھتے ہو۔ اس کرسی پر بیٹھ کر اگر فیصلہ اپنوں کے خلاف بھی سنانا پڑے تو تمہارے ماتھے پر ملال اور دکھ کی ہلکی سی لکیر بھی ابھرنی نہیں چاہئے کیونکہ یہی حق ہے اور حق کے فیصلے پر افسوس چہ معنی دارد۔ انصاف کی نظر میں کیا حاکم اور کیا عوام سب برابر ہوتے ہیں۔ قانون کی رو سے مدعی اور مدعا علیہ دونوں کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اگر حاکم وقت بھی عدالت میں حاضر ہو تو اس کے ساتھ بھی امتیازی سلوک کرنا ناجائز ہے۔ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال بطور سند کافی نہیں۔ مت بھولو کہ ایک دن تم نے بھی داور محشر کی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ وہاں اپنے ظالمانہ اور غیر منصفانہ فیصلوں کے بارے میں کیا جواب دو گے۔ اور جہنم کے پیٹ میں ڈال دیئے جاؤ گے۔

اے شاعرو ! ظن، گمان، قیاس اور بے عملی کی دنیا سے باہر نکلو۔ اپنے اشعار کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کے سدا بہار گلہائے رنگین و مشکبار سے مزین کرو۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا مرتبہ تھا یہ تم پر روشن ہے۔ انہیں اپنا امام تسلیم کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو، زندہ جاوید ہو جاؤ گے۔

اے ادیبو ! اپنی نگارشات، تخلیقات، رشحات قلم کے ذریعے مسلمانوں میں نفرتوں کے بچھوؤں، بے راہروی کے عفریتوں، عصبیتوں کے اژدھاہوں، نااتفاقیوں کے کتوں۔ فساد فی الارض پھیلانے والے ضمیر فروشوں، اسلام کے دشمنوں، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو پامال کرنے والے جہنمیوں، اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرنے والے ابوجہلوں۔

Marfat.com

ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ عنہن کے بارے میں حرف گری کرنے والے ملعونوں اور مشاہیران اسلام کی عزت گھٹانے والے گمراہوں کے سر کچل دو۔ محبت' اخوت اور بھائی چارے کے چراغ روشن کرو۔ قلم کی عظمت فرقان حمید سے الم نشرح ہے۔ اگر تم اپنے رہوار قلم کو بدنام راستوں اور خبیث منزلوں کی طرف دوڑاتے رہے تو یاد رکھو تمہارے تحریر شدہ ایک ایک لفظ پر مواخذہ ہو گا۔

اے غلامو ! اپنے آقاؤں کے مال میں خیانت نہ کرو۔ اس کی سزا بڑی دردناک ہے۔ زمین کو بھی اگر جسد مردہ بطور امانت سونپ دیا جائے تو وہ بھی اسے نہیں کھاتی' تم تو انسان ہو۔

اے دانشورو ! ماسواء سے قطع تعلق اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو اپنانا عین دانش ہے' جب کہ باطل قوتوں سے محبت' دشمنان اسلام سے دوستیاں اور ملت حنیف کے بدخواہوں سے قربتیں کلیۃً جہالت ہے۔ اگرچہ تمہارے پاس اسناد کے ڈھیر لگے ہوں۔

اے مالدارو ! مال و زر جائز راستوں سے حاصل کرو۔ حلال امور پر صرف کرو اور اس کو ایسے کاموں پر خرچ کرنے سے گریز کرو جو کفر و شرک و الحاد و زندیقیت کے لئے باعث تقویت ہو۔ فرمان ربی کے مطابق مال میں چھ حقدار ہوتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے لئے راہیں روشن کر دی ہیں۔ ان پر قدم بڑھاؤ۔ ہاتف غیبی سے جنت کی بشارت پاؤ گے۔

اے غریبو ! ہر حال میں حق پر قائم رہو۔ تمہیں تو سب سے پہلے حق کا ساتھ دینے والے ہو۔ اپنے اس مقام کی عظمت کو کبھی فراموش نہ کرنا۔ غریب صرف وہی نہیں جس کے پاس مال و دولت نہ ہو بلکہ حقیقی مفلس و قلاش اور غریب وہ ہے جس کے دل میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق نہیں اور نامہ اعمال نیکیوں سے تہی ہو۔

اے گواہو ! ہمیشہ سچ کا ساتھ دو اور جھوٹی گواہی سے کوسوں دور بھاگو۔ یہ دنیا و آخرت کے بازاروں میں جھوٹے گواہ کو ذلیل و خوار کر دیتی ہے۔ فرمان ربی ہے کہ سچ اور

Marfat.com

حق کی بالادستی کے لئے گواہی اگر اپنوں کے خلاف بھی دینا پڑے تو دو۔

اے عشق رسول کریم ﷺ کے دعویدارو !

عشق بے حد ادب و احترام اور خالص عمل کا نام ہے۔ عشق کا ثبوت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت و اتباع سے ملتا ہے۔ کیونکہ جس قول کا عمل شاہد نہ ہو وہ قول سچا ثابت نہیں ہوتا۔ دعویٰ عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس حد تک صادق و مخلص ہو ذرا اپنے احوال و اقوال و اعمال پر نظر ڈال کر دیکھ لو۔ یاد رکھو کہ کھوکھلے دعوؤں کی کوئی وقعت و حقیقت نہیں ہے۔

Marfat.com

باب ۲

حاملان نور مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

جب خالق و مصور و قادر مطلق کرسی' عرش' آسمان' لوح محفوظ' آفتاب و ماہتاب و نجوم' جنت' دوزخ' برزخ' زمین' شجر' حجر' پہاڑ' سمندر' دریا' جھیلیں' ندیاں' نالے' آبشار' پھل' پھول' چرند' پرند' جنگل' صحرا' وحوش' درندے' حیوانات' حشرات الارض' آبی مخلوق اور اٹھاراں ہزار جہان وغیرہ منفرد و یکتا رنگوں' روپوں' خوشبوؤں' نغموں' حسن و جمال اور محبت کے جذبوں کی آمیزش سے تخلیق کر چکا تو چاہا کہ اپنی ذات پاک کا اظہار کرے اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر و محبت کا چار دانگ عالمین میں شہرہ ہو' چنانچہ اس نے اپنے نور سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور ستر ہزار حریری و خوبصورت پردوں میں چھپا کر رکھا۔ اس واقعہ کو انگنت قرن اور صدیاں بیت گئیں۔ اس ہنگام صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پیشانی عرش پر اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم پاک مرقوم فرمایا۔ ملائکہ' حور و غلمان کو وجود بخشا۔

وقت گزرتا رہا۔ تمام تخلیق شدہ اشیاء رب تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی منتظر تھیں جن کے لئے انھیں دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور پھر ذوالجلال والاکرام نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور ان کی جبین اقدس میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سجایا۔

محبوب کو ہمیشہ آخر میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محب اپنے محبوب سے زیادہ عرصہ جدا نہیں رہنا چاہتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم رنگ و بو میں تشریف لانے تک نور مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم جن اصلاب و ارحام میں منتقل ہوتا رہا وہ سب کے سب نفوس عالی نسب و مرتبت' باوقار و ذی احترام تھے۔ ان میں انبیاء و رسل بھی تھے اور غیر نبی بھی۔ وہ کفر و شرک و الحاد سے کوسوں دور تھے۔ باکردار و عفت ماب تھے۔ ان کے شب و روز گناہوں سے آلودہ نہیں تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم پاک ہے۔ لہٰذا حاملان نور مصطفوی ﷺ بھی پاک تھے۔ اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ یہ نور پاک ناپاک اصلاب و ارحام میں سے بھی گزرا ہو گا۔ اور جو ایسا خیال کرتا ہے وہ انتہائی درجے کا گمراہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے ظاہر ہوا ہوں۔ ناجائز طریقے سے ظاہر نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک جب کہ میرے والد اور والدہ نے مجھے جنا' مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی غلط چیز نے نہیں چھوا۔ علامہ سید محمود اشکری الآلوسی "بلوغ الادب فی معرفتہ احوال العرب" میں نقل کرتے ہیں کہ کثیرالتعداد علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصول یعنی آباء و امہات اپنے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ قیامت اور حساب پر ایمان رکھتے تھے اور ملت حنیفہ کے احکام کو تسلیم کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی اس رائے کی تائید و تقویت کے لئے علامہ ابوالحسن علی الماوردی کی کتاب "اعلام النبوت" سے یہ عبارت نقل کی ہے :

"جب کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اس کے تمام بندوں سے چنے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کی تمام مخلوق سے بہترین ہوتے ہیں اس لئے اس نے ان کو ایسے عناصر سے چنا ہے جو کریم ہیں اور ایسے رشتوں سے انہیں مضبوط کیا ہے جو نہایت پختہ ہیں تاکہ ان کے نسب کی ہر اعتراض سے حفاظت کی جاسکے۔ اور ان کے منصب کو ہر عیب سے بچایا جاسکے تاکہ لوگوں کے نفوس ان کے سامنے سر جھکا دیں اور ان کے دل ان کی باتوں کو غور سے سنیں تاکہ لوگ ان کے احکام کی تعمیل سرعت سے کریں اور ان کے احکام کی بجاآواری میں سراپا اطاعت بن سکیں۔"

مختلف کتب میں حاملان نور مصطفوی ﷺ کے اسماء و مبارک بکھرے پڑے ہیں ان کو ذیل میں ایک لڑی میں پرو دیا ہے تاکہ محبین کے لئے باعث راحت و سکون ہو۔ محققین کہتے ہیں کہ سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ عدنان تک تو متفق علیہ ہے پھر مختلف فیہ۔ قیدار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پھر اتفاق۔ اس کے بعد پھر مختلف فیہ۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت آدم علیہ السلام تک متفق علیہ۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو عدنان تک منسوب فرماتے تھے۔

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۱	حضرت آدم علیہ السلام			گندم گوں		حضرت حوا علیہ السلام		وجہ نام: آدم: خلقت اویم زمین حوا: حیواں سے پیدا فرمایا
۲	حضرت شیث علیہ السلام	حضرت آدم علیہ السلام		بدل (ہابیل کا بدل تھے) خدا کا دیا ہوا ہبت الٰہی	اوریا	نحوائلہ		جنتی حور تھیں
۳	انوش	حضرت شیث علیہ السلام		صادق۔ سچا معلم		واسطہ	قینن بن آدم	انوش نے کھجور کا درخت لگایا
۴	قینان	انوش		غالب، چست۔ غلبہ		نحلہ	سنوبن	
۵	مہلائیل	قینان	مہلل ایل	ممدوح۔ صفت کیا گیا۔ آبادی کی کثرت		سمیال	برنائیل بن شیث علیہ السلام	
۶	یارد	مہلائیل	یارد، یرد پرد	ضابطہ۔ انتظام کرنے والا		برورہ	حبان بن آدم علیہ السلام	زوجہ کا دوسرا نام: برورہ
۷	اخنوخ	یارد	اخنوخ۔ خنوخ۔ ھنک		ادریس علیہ السلام (اس نام سے مشہور ہوئے)	بروخا	کوحیل	زوجہ کا دوسرا نام: بروفا حضرت ادریس علیہ السلام معارف الٰہیہ کی تدریس کرتے

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۸	متوشلخ	اخنوع	متوشائخ متوشلخ	آشکار۔ کھلا ہوا۔ متشرع۔ منشرح		عربا	عرابک	زوجہ کا دوسرا نام عربانہ
۹	لامک	متوشلخ	لمک	بزرگ۔ نیک نام		قنوش	برکائیل	
۱۰	عبدالغفار	لامک	پشکر۔ سریانی زبان میں)		نوح علیہ السلام (اسی نام سے مشہور ہوئے)	عمورہ	براخیل	خوف الٰہی بوجہ بکثرت گریہ ونوحہ ویکا لقب نوح پڑ گیا۔
۱۱	سام علیہ السلام	عبدالغفار				صلیہ	شاویل	
۱۲	ارفخشد	سام		مصباح۔ چراغ		زوہ	ارش	
۱۳	شالخ	ارفخشد	فائج	وکیل۔ رسول		مرجانہ		زوجہ کا دوسرا نام: غزوہ
۱۴	حضرت ہود علیہ السلام	شالخ	عابر (عبرانی زبان کا لفظ)			عروہ	طلقونی	
۱۵	فالغ	حضرت ہود علیہ السلام	قائع۔ رعو	قاسم		امتہ	عیلام	زوجہ کا دوسرا نام: غزوہ

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۱۶	ارغ	قالغ	ارغب۔ ارغو	قاسم		عروہ	کوتل	
۱۷	شاروغ	ارغ	شاروخ مسروغ سارح مارخ اسرع ساروع شارع اشروع اشبوع شارخ	نیکی میں سبقت کرنا		تملکہ		
۱۸	ناخور	شاروغ	ناجور ارغواہ	سورج		سکتن	سامی	
۱۹	تارخ	ناخور	آزر۔ تارہ	قاسم		ہلیلہ	حام	زوجہ کا دوسرا نام: اونی
۲۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام	تارخ		مہربان باپ		ہاجرہ		
۲۱	حضرت اسماعیل علیہ السلام	حضرت ابراہیم علیہ السلام	اشموئیل	اللہ کا مطیع		سلمٰی	حارث	زوجہ کا دوسرا نام: بالہ
۲۲	قیدار	حضرت اسمٰعیل علیہ السلام	قیذر۔ قیذار۔			ناضرہ	زہل	زوجہ کا دوسرا نام: غاضرہ
۲۳	عرام	قیدار	حمل			سعیدہ	جرہمیہ	
۲۴	عوص	عرام	نابت					
۲۵	حزی	عوص	مرہز					
۲۶	شی	حزی						

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۲۷	زارح	ثمی	رزاح					
۲۸	ناحث	زارح	ناجب					
۲۹	مقصی	ناحث	مقصر۔ مقاصری					
۳۰	ابہام	مقصی	ابہام					
۳۱	اقتاد	ابہام	اقتاد					
۳۲	عیصر	اقتاد	عاصر					
۳۳	ریشان	عیصر	حسان					
۳۴	عیصی	ریشان	عنفاء					
۳۵	ارعوے	عیصی	رعوے					
۳۶	یلحن	ارعوے						
۳۷	یحزن	یلحن						
۳۸	یثرم	یحزن						
۳۹	سنبر	یثرم	بشمین۔ مطعم فی الحل					
۴۰	حمدان	سنبر	حمران					
۴۱	الدعا	حمدان	یزن الطعان					
۴۲	عبید	الدعا						
۴۳	عبقر	عبید						
۴۴	صیفے	عبقر						
۴۵	ماسخے	صیفے						
۴۶	ناحش	ماسخے						
۴۷	جاحم	ناحش						
۴۸	طابخ	جاحم	طاہب					

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۴۹	تدلاف	طابخ						
۵۰	بلداس	تدلاف						
۵۱	حزا	بلداس	عوام					
۵۲	ناشد	حزا						
۵۳	عوام	ناشد	قموال۔ بریح الناجب					حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہم عصر
۵۴	ابی	عوام						
۵۵	قموال	ابی						
۵۶	بوز	قموال	بوز					
۵۷	عوص	بوز						
۵۸	سلامان	عوص	شاحب			حارثہ	مزاحم	
۵۹	ہمیسع	سلامان		بلند ہمت۔ اعلیٰ کردار		حبیب		زوجہ کا دوسرا نام: سلمہ
۶۰	اود	ہمیسع	اود۔ اداازال			یابہات	ایوب قحطانی	
۶۱	عدنان	اود				مہدہ	لہم	زوجہ کا دوسرا نام: امیہ
۶۲	معد	عدنان			ابوالحرب	معانہ	جوشم	زوجہ کا دوسرا نام: معانہ لفظ معد تازہ پھل کے لئے

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۶۳	نزار	معد		تھوڑا، کم		سودہ	عک	زوجہ کا دوسرا نام: عنکلات
۶۴	مضر	نزار	•	حسن و جمال سے دلوں کو شیدائی بنانے والا		رباب	حیدہ	زوجہ کا دوسرا نام: حریمہ۔ مضر کو جو دیکھتا عاشق ہو جاتا اس لئے یہ نام رکھا۔
۶۵	الیاس	مضر			سید العشیرہ	لیلےٰ لقب خندف	حلوان	زوجہ کا دوسرا نام: جذعہ
۶۶	مدرکہ	الیاس	اصل نام عمرو			سلمٰی	اسد	مدرکہ نے اسلاف کے کارناموں کو پہچانا
۶۷	خزیمہ	مدرکہ				عوانہ لقب ہند	سعد	بعض نے خاوند کا نام برین لکھا ہے۔
۶۸	علی	خزیمہ			کنانہ (قوم کے دشمنوں سے کینہ رکھتے تھے)	برہ	مر	بعض نے خاوند کا نام ازین طابخہ لکھا ہے۔
۶۹	قیس	علی	نضر (اس نام سے مشہور ہوئے)	حسن و جمال	مطلب ترکش قریش	جندلہ بعض نے عاتکہ لکھا	حارث	لقب عکرشہ
۷۰	مالک	قیس				جندلہ	عامر	زوجہ کے دیگر اسماء: عاتکہ۔ عکرشہ مالک عرب کے حاکم تھے۔

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۷۱	عامر	مالک			فہر (اس نام سے مشہور ہوئے)	لیلیٰ	حارث	زوجہ کا دوسرا نام: سلمیٰ
۷۲	غالب	عامر				عاتکہ	یخلد	کنیت ابو تیم
۷۳	لوی	غالب	لوئی	عیش و عشرت کی زندگی گزارنا۔ وحشی جنگلی گائے		ماویہ	کعب	
۷۴	کعب	لوئی				فخشیہ	شیبان	
۷۵	مرہ	کعب	کنیت ابو یخطہ	جمعہ کے دن کا نام۔ اس دن قریش کو جمع کرتے۔ خطبہ دیتے۔ حضور علیہ ﷺ کی بشارت دیتے کہ میری نسل سے ہوں گے۔		ہندہ	سریر	زوجہ کا دوسرا نام: جند بنت شرق
۷۶	حکیم	مرہ	کنیت ابو زہرہ	منازعت۔ مخاصمت	کلاب۔ شکاری کتے پال رکھے تھے۔ اس نام سے مشہور ہوئے۔	فاطمہ	سعد	زوجہ کا دوسرا نام: زند

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۷۷	زید	حکیم	قصی پرورش مکہ سے دور ہوئی اس لئے یہ نام پڑ گیا۔ اسی نام سے مشہور ہوئے۔	قصی کے معنی بعید یا دور افتادہ کے ہیں		حبی	حلیل	زوجہ کا دوسرا نام: حیا بنت خلیلہ
۷۸	مغیرہ	زید	مناف والدہ نے کعبہ بھیجا۔ پہلے مناف بت سامنے آیا۔ لہٰذا نام عبد المناف پڑ گیا			عاتکہ الکبریٰ	مرہ	حسن وجمال کی وجہ سے مغیرہ کو قمر البطحاء یعنی بطحا کا چاند کہا جاتا ہے۔
۷۹	عمرو	مغیرہ	عبد العلی۔ عمر	بہ سبب علو مرتبہ اور حسن وجمال کے عمرہ العلی کہلاتے تھے	ہاشم (ہشم کے معنی روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ قحط کے زمانے میں روٹی کے ٹکڑے پکا کر کھلاتے)	سلمیٰ	عمرو	ہاشم کے نام سے مشہور ہوئے۔

Marfat.com

نمبر	اسم پاک	ولدیت	دیگر اسماء	معنی	لقب	اسم زوجہ	بنت	کیفیت
۸۰	شیبہ المشہور عبدالمطلب	عمرو	عامر (بقول ابن قتیبہ آپکا یہ نام تھا) شیبۃ الحمد	بوڑھا		فاطمہ	عمر	
۸۱	حضرت عبداللہ	عبدالمطلب				حضرت آمنہ	وہب	
۸۲	حضرت محمد نور مجسم ﷺ	حضرت عبداللہ						

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نوادر رومانی)

Marfat.com

باب ۳

حسن و جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اے عاشقو! ربیع الاول کا مہینہ دو شنبہ (سوموار) کا دن اور بارہ تاریخ کو تمام مہینوں، دنوں اور تاریخوں پر افضلیت و فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس ماہ مقدس، اس یوم اطہر اور اس تاریخ سعید کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان عظیم فرمایا اور اپنے محبوب، اپنے نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لباس بشریت میں ملبوس فرما کر اس عالم رنگ و بو میں جلوہ گری کے لئے بھیجا تاکہ چار دانگ عالم میں محیط اندھیرے روشنیوں میں بدل جائیں۔ عالم سکرات میں مبتلا انسانیت کو حیات نو بخشی جائے۔ منکرات کی صلیبوں پر لٹکے ہوئے انسانوں کو اوامر کے سرسبز و شاداب مرغزاروں کی جانفزا اشکبار فضاؤں سے آشنا کیا جائے اور شعلہ زن جہنم کے کناروں پر کھڑے لوگوں کا رخ فردوس بریں کی طرف موڑ دیا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سعید پر دنیا نے دیکھا کہ آتش کدے سرد پڑ گئے۔ غرور و تکبر سے سر اٹھائے ہوئے شام کے فلک بوس محلات سرنگوں ہوئے۔ صنم کدوں میں زلزلہ آ گیا۔ شرک و کفر و الحاد کے ایوان تھرتھرا اٹھے۔ آسمان سے زمین تک ملائکہ کا تانتا بندھ گیا جو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے در آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر حاضر ہو رہے تھے اور آجکل روضہ اقدس کی زیارت و طواف کے لئے آتے ہیں اور یہ حسرت لئے لوٹ جاتے ہیں کہ اب قیامت تک دوبارہ ان کی باری نہیں آئے گی۔

انسانی آنکھ اس اہلیت سے محروم ہے کہ وہ نور مجسم، سید العاشقین، سید المشتاقین اور سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا مشاہدہ کر سکے۔ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے عاشقان باصفا کو بھی تاب نظارہ نہ تھی کہ نظر بھر کر روئے تاباں کے حسن بے مثال سے کیف حاصل کر سکیں۔ صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنہوں نے اپنے محبوب سرتاج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک سے طلوع ہونے والے نور میں اپنی گمشدہ سوئی کو تاریکی میں تلاش کر لیا تھا۔ ارشاد فرماتی ہیں کہ اگر زنان مصر میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک نظر دیکھ لیتیں تو اپنی انگلیاں کاٹنے کی بجائے چھریاں اپنے سینوں میں اتار لیتیں اور انہیں خبر تک نہ ہوتی۔

ہر محب رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کے ذکر میں رطب اللسان ہے

Marfat.com

لیکن آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حسن کی یکتائی و کمال کا حق ادا کرنے سے قطعی قاصرو بے بس ہے۔ اللہ باری المصور ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کتنا سوہنا ہے۔ چونکہ عشاق کے ملجا و ماوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہی ہے تو انہوں نے اپنے اپنے درجات عشق و محبت کے آئینے کے مطابق تعریف کی ہے فرماتے ہیں :

چہرہ انور : آئینہ جمال الٰہی ' مظہر انوار لامتناہی ' روشن و تاباں ' پرلطف و دلنشیں ' ملیح ' دائرۂ قمر ' لیلتہ البدر یعنی چودھویں کا چاند ' احسن الوجہ یعنی حسین و جمیل ' رعب دار۔

رنگ مبارک : روشن و تاباں ' مائل بہ سپیدی ' ملیح بشرہ ' سپید رنگ ' سفید مشربی ' سرخ و سفید ' سرخی مائل سفیدی ' گندمی سرخ یا سفید ملا ہوا۔

سر مبارک : عظیم الہامتہ یعنی بالکل گول۔

بال مبارک : رجل یعنی گھنگھریالے۔ بالوں کے بین بین۔ بادک۔

جبیں مبارک : بقطعہ قمر یعنی پارہ قمر۔ واضح الجبیس یعنی کشادہ پیشانی ' صلت الجبیس۔ واسع الجبیس۔ واسع الجبہ یعنی فراخ پیشانی ' عظیم الجبہ یعنی عظیم پیشانی۔

حواجب شریف (بھنویں) : مقرون الحاجبین یعنی ملی ہوئی بھنویں۔ ازج الحواجب سوابغ یعنی کشیدہ ابرو ' گھنے بال ' دقیق الحاجبین یعنی گھنی بھنویں ' دراز۔

چشم مبارک : بڑی اور حیادار ' ملیح نظر۔ اشکل العینین یعنی سفیدی میں سرخی لئے ہوئے۔ ادعج العینین ' یعنی سیاہ آنکھ۔ اکحل العینین یعنی سرگیں آنکھیں۔

ابرو مبارک : باریک

ناک مبارک : بلند

دہن مبارک : ضلیع الفم ' یعنی فراخ دہن۔ نہ بہت زیادہ فراخ نہ تنگ۔ نہایت ہی خوبصورت۔

دانت مبارک : مفلج الاسنان یعنی سامنے کے دانت کشادہ۔ آبدار ' روشن و تاباں ' صدف میں چھپے ہوئے ' حسین و لطیف ' سامنے کے دانت روشن تر۔ کشادہ۔

ریش مبارک : گنجان

Marfat.com

گوشہائے مبارک : کامل و مکمل

گردن مبارک : چاندنی کی طرح صاف چمک دار' مانند دمیہ یعنی وہ مجسمہ جو ہاتھی دانت سے تراشا گیا ہو۔ سفید۔ صفاء الفضہ یعنی چاندی کی صفائی۔

شانے مبارک : بعید مابین المنکبین یعنی دونوں کندھوں کے درمیان دوری۔

سینہ مبارک : کشادہ' عریض الصدر۔

بازو اور کلائیاں مبارک : غبل العضدین یعنی بازو اور کلائیاں فربہ۔ بھرے ہوئے لمبے بازو۔

بنی مبارک : نورانی اور روشن۔

ہاتھ مبارک : طویل الزندین یعنی پنجہ مٹھی بند دراز۔ سبط الکفین یعنی فراخ ہتھیلی۔ سبط الکفین یعنی نرم ہتھیلیاں۔ سبط الیدین یعنی کشادہ ہاتھ۔ ریشم سے زیادہ نرم برف سے زیادہ سرد۔ ہتھیلیاں نرم و پر گوشت۔ طویل لاصابع یعنی لمبی انگلیاں مشکبار معطر۔

پنڈلیاں مبارک : باریک و لطیف۔ ہموار' صاف۔ لطیف اور سفید۔

قدم مبارک : ششن الکفین یعنی نرم و فربہ۔ مسیح القدمین یعنی ہموار قدم۔ بہت حسین' ایڑیوں پر گوشت کم۔

قامت زیبا : باغِ قدس' بوستان انس کی شاخ لطیف درست اور چست۔ نہ کوتاہ نہ دراز' متوسط القامت' سرو قد یعنی سیدھا جیسے مناسب ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب ۴

فرمان ربّی و نور عشق

لاریب محب کو محبوب سے زیادہ کچھ عزیز نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ شرع محبت ہے کہ محبوب سے کوئی شے پوشیدہ رکھی جائے۔ جہاں جہاں محب کا تصرف ہوتا ہے تقاضائے محبت کے تحت وہاں وہاں محبوب کو بھی تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے بلکہ محب سے بھی زیادہ کیونکہ محب کو ہر لحظہ و ہر آن محبوب کی رضا و خوشنودی مقصود ہوتی ہے۔

اگر بہ نظر تعمق غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی صفت ودودیت کا پرتو اس کے تمام اسمائے حسنہ سے منعکس ہے۔ بالفاظ دیگر رب ودود کا نور' نور عشق ہے اور عشق کا خاصا ہے کہ وہ صرف اپنے محبوب سے تسکین و قرار پکڑتا ہے اور محبوب کے سوا اسے کہیں چین و سکون میسر نہیں۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تخلیق سے قبل نور عشق الٰہی اپنے ہی گرد طواف میں مگن رہتا تھا کیونکہ اسی کے اندر اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور بھی جھلکتا تھا۔ یہ سلسلہ انگنت و بے حد و حساب قرنہا قرن تک پھیلا ہوا تھا۔ اس ہنگام عرش و فرش کی فضائے بسیط میں صرف خدائے لم یزل کی احدیت و وحدانیت کا وجد آفرین نغمہ بکھرا ہوا تھا اور پھر جب رب کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے وجود بخشا تو نور عشق الٰہی اس جانب منعطف ہوا۔

حضرت ولی اللہ محدّث دہلوی ابن حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب رب ودود نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک پیدا فرمایا تو کہا :

" انت عشقی و انا عشقک ○

" یعنی اے میرے حسن ازلی کے مظہر اور میری قدرت کے شاہکار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے عشق ہیں اور میں آپ کا عشق ہوں۔"

اور پھر وہم و گمان سے بھی ماوراء صدیوں تک محبوب کے نورانی جلوؤں میں مدغم رہا۔ حتیٰ کہ نور عشق الٰہی نے اپنے محبوب کے نور حسن سے قرار پکڑا تو فضا لولاک لما خلقت الا

Marfat.com

فلاک کی صدائے بازگشت سے معمور ہو گئی۔ اٹھارا ہزار عالمین کی مخلوقات پر الم نشرح ہو گیا کہ وجہ تخلیق کائنات صرف رحمٰن و رحیم کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس و مقدس ہے اور اگر اللہ ذوالجلال والاکرام کے اظہار عشق کے لئے اس کے روبرو اس اطہر و مطہر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی نہ ہوتی تو وہ افلاک کو بھی وجود نہ بخشتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا ہی جز ہے۔ لہٰذا خدائے بزرگ و برتر کے بعد اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اتم کامل و اکمل و مکمل اور سب سے زیادہ اعظم و افضل و برگزیدہ ہے لہٰذا محور عشق و محبت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صد مایہ ناز ہستی اور ستودہ صفات شخصیت ہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بذات خود بھی محبت فرماتا ہے اور تمام سماوی و ارضی و آبی و فضائی مخلوقات کے لئے بھی حکم ہے کہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت لازمی و لابدی ہے' بصورت دیگر دعویٰ محبت الٰہیہ نقش بر آب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اصحاب چشم بینا انہیں حقائق کی روشنی میں بزبان حال پکار پکار کر کہتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ نہیں لیکن اس سے جدا بھی نہیں ہے۔"

اور جب وقت کا دھارا حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے عہد میں داخل ہوا اور ان پر متذکرہ حقائق روشن ہوئے تو بے اختیار ان کے ہونٹوں پر مچل گیا۔

با محمد نور عشق پاک جفت
بہر عشق او را خدا لو لاک گفت

گر نہ بودے بہر عشق پاک را
کے وجودے دادمے افلاک را

منتہی در عشق او چوں بود فرد
پس مرا در از انبیاء تخصیص کرد

☆ ... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نور عشق نے قرار پکڑا۔ اس امر کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے پیارے اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو سارے جہان کو پیدا نہ کرتا۔

☆ ... اگر میرے اظہار عشق کے روبرو تیری مقدس ذات نہ ہوتی تو اے پیارے میں ان افلاک کو کیونکر وجود بخشتا۔

Marfat.com

☆ ... عشق خداوندی کی تکمیل کے لئے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی بدرجہ اتم کامل اور مکمل تھی اس وجہ سے حق تعالیٰ نے جماعت انبیاء علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برگزیدہ فرمایا۔

یوم میثاق قادر مطلق نے جب ارواح کی محفل سجائی تو ان سے اپنی وحدانیت کے سوا اپنے متعلق کسی نوع کا وعدہ وعید نہیں لیا۔ ان سے مخاطب ہو کر صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا :

"سن لو! اگر تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو بہ دل و جان اس کی مدد کرنا اور اس پر ایمان لانا۔"

اس فرمان ربی کی سماعت کے بعد تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور مومنین کی ارواح مقدسہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔

جہان رنگ و بو کے آغاز پر جس عظیم ہستی کو لباس بشریت سے نوازا گیا وہ سیدنا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تھے۔ ان کی جبین مبارک کو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین کیا گیا اور جنت کو ان کا مستقر بنایا۔ لیکن یہ قیام عارضی تھا۔ حضرت انسان کا اصل مسکن زمین تھا جہاں ایک متعینہ مدت تک زندگی بسر کرنے کے دوران اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہو کر اپنی گمشدہ جنت کو دائمی طور پر حاصل کرنا تھا۔ ابتدائے آفرینش میں انسان کو کچھ عرصہ جنت میں رکھنے کا مدعا یہ تھا کہ وہ اس کی لذتوں' نظاروں' راحتوں اور سکون و آرام کو یاد کر کے اس کے حصول کے لئے دنیا میں شبانہ روز کوشاں رہے۔ چنانچہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے بخلاف حکم ربی شجر ممنوعہ کا پھل کھایا تو حکم ہوا۔

"زمین پر اتر جاؤ۔"

ان کے ساتھ ہی اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق کو بھی آسمانوں سے زمین پر نازل فرمایا تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اور ساری مخلوقات اس سے اپنے مشام جان کو معطر و معنبر کرے۔

خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرمان ربی کی حکم عدولی کی خفت نے رلا دیا۔ ہر لحظہ بارگاہ خداوندی میں بچشم گریہ آہ و زاری اور نالہ و بکا کرتے رہتے تھے۔ توبہ و استغفار کرتے رہتے تھے مگر در توبہ باز نہ ہوا۔ آخر کار انہوں نے یوں استدعا کی۔

"اے غفور الرحیم! تیرے نام کے ساتھ جو تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم پاک ہے اس

Marfat.com

کے صدقے میں میری بھول معاف فرما دے۔"

بس پھر کیا تھا در توبہ کھل گیا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس کی رحمت کی پہلی جلوہ گری تھی کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہ معاف فرمانے لگا' بصورت دیگر ہر صغیرہ و کبیرہ خطاؤ عصیاں کے سرزد ہونے پر ضرور سزا ملتی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی بجا نہ لانے کی پاداش میں ابلیس کو راندہ درگاہ قرار دے دیا گیا تھا۔ وہ "میں افضل ہوں" کا متکبرانہ راگ الاپنے لگا تھا اور یہی تکبر و غرور اسے لے ڈوبا تھا۔ لیکن اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کی دشمنی و عناد و بغض کو دل میں پالنے لگا۔ وہ اپنی سزا کا ذمہ دار انہیں ٹھہراتا تھا۔ لہٰذا ان سے انتقام لینے کے لئے موقع کی تلاش میں رہتا تھا۔ شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کی ترغیب میں بھی اسی کا ہاتھ تھا اور وہ بہت خوش تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس ازلی دشمن کو بھی زمین پر اتار دیا گیا۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ دم واپسیں تک بجز عباد مخلصین کے اولاد آدم علیہ السلام کو قیام قیامت تک بہکاتا اور گمراہ کرتا رہے گا۔ لہٰذا اپنے مقصد کے حصول کے لئے وہ ہر وقت تاک میں لگا رہتا ہے اور مختلف النوع ابلیسی ہتھکنڈوں سے وہ حضرت انسان کو بہکانا اور جہنم کا ایندھن بننے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بے حد و حساب رحم کرنے والا ہے اس نے اپنے بندوں کو ابلیسی جال ہمہ رنگ زمیں سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اپنے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا جنہوں نے شیطان لعین کی راہ سے بچنے' اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لانے' اصلاح احوال اور محبت الٰہی کا درس دیا۔ وہ اپنے امتیوں کو یہ بھی فرمایا کرتے تھے :

"اے لوگو! یہ کارخانہ عالم خدائے رحمٰن و رحیم نے صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قائم کیا ہے۔ اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لے آنا۔"

اور بذات خود بارگاہ رب العزت میں اس طرح دست بہ دعا رہتے تھے۔

"اے بار الٰہ! تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و توقیر و محبت ہماری روح میں رچی بسی ہے۔ ہم سے نبوت لے کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنا دے۔"

اور بقول حضرت عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب تورات۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام صاحب زبور نزول قرآن کے زمانے تک حیات ہوتے اور اس کو سنتے تو قرآن کا اتباع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال میں تابعداری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال سے ہدایت پانے کے بغیر ان سے کچھ نہ بن پڑتا

Marfat.com

اور سب سے پہلے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے اور تلوار لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے ہو کر جہاد کرتے۔

عشق و محبت کے راستوں کو منور سے منور تر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ مختلف مواقعوں پر رہنمائی فرماتا رہتا تھا تاکہ عشاق کے لئے منزلیں آسان ہو جائیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو بذریعہ وحی ارشاد فرمایا کہ جو ذاکر ہیں ان کے لئے میرا ذکر ہی باعث اطمینان قلب و روح اور سرچشمہ طمانیت ہے۔ وہ اس سے ہر آن راحت پاتے ہیں۔ جو عابد و زاہد ہیں اور اپنا کثیر وقت میری عبادت و ریاضت میں بسر کرتے ہیں تو ان کے لئے عروس بہشت چشم براہ ہے۔ جو میری ملاقات کے مشتاق ہیں اور اس کے لئے شب و روز کوشاں ہیں تو ان کی آنکھوں کو طراوت میں اپنے دیدار سے بخشوں گا۔ لیکن میں بذات خود اپنے عشاق و محبین کے لئے ہوں۔ وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ بندے کے لئے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں ہو سکتا اور عشق سے بڑا کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ انعام و مقام ایسے ہی حاصل نہیں ہو جاتا' اس کے لئے آگ کے دریا عبور کرنے پڑتے ہیں۔ خار مغیلاں پر برہنہ پا چلنا پڑتا ہے۔ ہجر و فراق کے زہر ہلاہل کو بہ خنداں جبیں پینا پڑتا ہے۔ دنیا کے لذائذ و تمتعات اور رنگینیوں کو سر عام دار پر لٹکانا پڑتا ہے۔ سرکش و باغی نفس اور اہل خواہشات کے خونی بھیڑیوں کو ہر آن حق و صداقت کی شمشیر خارا شگاف سے قتل کرنا پڑتا ہے۔ ارضی و سماوی دکھوں' بلاؤں اور مصائب کی چکی میں برضا و رغبت پسنا اور لبوں کو حرف شکایت سے ناآشنا رکھنا پڑتا ہے۔ چشم کو غیر کی دید و نظارا سے نابینا کرنا پڑتا ہے۔ ماسوا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے لو لگانے کے لئے شب بیداری کے چراغ روشن کرنے پڑتے ہیں۔ ایثار و قربانی کے جذبوں کو فروغ دینے اور مخالفت کے گھونٹ آب زلال و شیریں سمجھ کر پینے پڑتے ہیں۔ دل کو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق کے علاوہ ہر قسم کی محبت کا قبرستان بنانا پڑتا ہے۔ مخالف کے مطابق رہنا پڑتا ہے اور ایک ایک سانس کا حساب رکھنا پڑتا ہے کہ یاد حق سے غافل تو نہیں۔ لہٰذا حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے اخبار میں مذکور ہے :

"اے داؤد! (علیہ السلام) میں نے دلوں پر اس چیز کو حرام کر دیا ہے کہ ان میں میری محبت اور غیر کی محبت دونوں یکجا ہوں۔"

اور جب حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا عہد مسعود آیا تو اللہ کریم نے ان کو عطا کردہ مصحف میں ارشاد فرمایا :

"تمام عاشقوں اور صالحین کو واجب ہے کہ چار گھڑیوں سے غافل نہ ہوں"

Marfat.com

اول : وہ ساعت کہ اپنے پروردگار سے مناجات کرے۔ نماز میں شروع سے لے کر آخر تک غافل نہ رہے۔

دوم : وہ ساعت جب کہ اپنی طرف خیال کرے کہ کس قسم کے گناہ میں کرتا ہوں' کیا کھا رہا ہوں اور کس کام میں مشغول ہوں۔

سوم : وہ ساعت جس وقت اپنے بھائی کے پاس بیٹھے اور اس کا کوئی عیب دیکھے تو اس عیب کو لوگوں پر ظاہر نہ کرے۔

چہارم : وہ ساعت جس وقت نہ کچھ کھائے اور نہ سوئے اور نیک کام کرے اور برے آدمیوں کی صحبت میں نہ بیٹھے۔"

مصحف سلیمانی میں مزید رقم ہے کہ :

الف : جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اس کے سامنے اگر اٹھارا ہزار عالم بھی پیش کئے جائیں تو بھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔

ب : عشق و محبت میں ٹھیک وہی شخص ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اسے کوئی چیز یاد نہ آئے۔

وقت کا دھارا تیزی سے بہتا رہا' ابلیس اور اس کے چیلے چانٹے گمراہیوں کے جہنم دہکاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے حتی کہ حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کا دور مسعود آیا۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ وہ شوق الٰہی میں روتے رہتے تھے اور اتنا روئے کہ آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارا نظر عطا فرما دی۔ بعض محبین نے عرض کیا :

"یا نبی اللہ علیہ السلام! اب اشک نہ بہائیں مبادا پھر آنکھیں ضائع ہو جائیں۔"

لیکن عشق نے آرام نہ لینے دیا۔ آپ محبت الٰہی میں سوزاں و گریاں رہے لہٰذا دوبارا نظر ضائع ہو گئی۔ لیکن اس بار بھی بینائی عطا ہو گئی۔ سہ بار ایسا ہی ہوا تو آپ کی بارگاہ میں سیدنا حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے۔

"اے شعیب! اگر تم دوزخ کے ڈر سے روتے ہو تو تم کو امن دیا اور اگر طلب جنت کے لئے اشکبار ہو تو تم پر جنت کو واجب کر دیا۔"

عرض کی۔

"یا اللہ! مجھے جنت کی خوشی ہے نہ دوزخ کا ڈر۔ میں تو صرف تیری محبت' شوق اور تیری بارگاہ میں

Marfat.com

تیرے لئے رو رہا ہوں۔"

اپنے نبی علیہ السلام کی بات سن کر اللہ تعالیٰ نے دوبارا وحی بھیجی۔

"اے شعیب! عشق ایک مرض ہے۔ عشق کا نہ کوئی علاج ہے اور نہ کوئی دوا۔ غم عشق کی کوئی حد بھی نہیں ہے۔ اگر علاج ہے تو میرا دیدار ہے اور دوا اس کی میرا لقا ہے۔ اے شعیب! روتے رہو' روتے رہو اور روتے رہو۔ میری ذات واحد ہے اور میرے سوا کائنات میں تیرے لئے اور کوئی نہیں اور نہ تیرے مرض کا میری ذات کے سوا کوئی علاج کرنے والا ہے۔ اور اے شعیب! میری لقا کے سوا تیرے لئے کوئی راحت نہیں۔ لہٰذا تیری راحت و سکون عشق میں ہے اور میں اس کی حقیقت ہوں۔"

وقت ہمیشہ کروٹیں بدلتا رہتا ہے لہٰذا کبھی اندھیرے گہرے ہو جاتے ہیں اور کبھی اجالے ہی اجالے پھیل جاتے ہیں۔ جب وقت آگے بڑھتا ہے تو اپنے پیچھے بہت سے حوالے' انمٹ نقوش اور تلخ ترش اور شیریں یادیں چھوڑ جاتا ہے۔ تاریخ بھی وقت کے ماضی کا نام ہے جس میں تاریک اور روشن دونوں پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ لیکن ہر دور میں محبت کی خوشبو موجود ہوتی ہے جو پتھروں میں بھی اپنے لئے کشش و مقناطیسیت پیدا کر لیتی ہے۔ محبت کا سبق جو ابتدائے آفرینش میں پڑھا تھا جب کبھی ماضی کے دھندلکوں اور تحت الشعور میں گم ہو جاتا تھا تو اسے یاد کرا دیا جاتا تھا۔

محبت کا خاصا یہ ہے کہ وہ ہر رنگ میں پھیل جاتی ہے۔ جب انسان نفس' شیطان اور خواہشات کا غلام بن جاتا ہے تو دنیائے دنی کی محبت غالب آجاتی ہے۔ ماسوا گھیرا ڈال لیتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں رنگ جاتا ہے تو دنیا کی بیسوا کربناک موت کا شکار ہو جاتی ہے۔ نفس ذلیل و درماندہ ہو جاتا ہے اور شیطان اپنا سر پیٹ کر رہ جاتا ہے۔ اس حال پر حضرت ابن جلاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ کریم نے وحی کی اور فرمایا :

"جب میں اپنے بندے کے باطن کو دیکھتا ہوں کہ اس میں دنیا و آخرت کی محبت ناپید ہے تو اس کے دل کو اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔"

اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کے گلاب سدا تر و تازہ و شاداب رہتے ہیں جس کے سینے میں یہ گلاب لہلہا رہے ہوں وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت و پناہ میں ہوتا ہے۔ اور جوں جوں محبت کے پھولوں کی مہکار پھیلتی ہے اس کے درجات بھی بلند ہوتے جاتے ہیں۔ محبت کی اس گلی میں جھوٹ کا گزر نہیں۔ بقول حضرت ابوسلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد

Marfat.com

باری تعالیٰ ہے :

کذب من ادعی محبتی اذا جاءہ اللیل تام عنی یعنی وہ شخص جھوٹا ہے جو میری محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے اور جب رات آتی ہے تو مجھ سے بے تعلق ہو کر سو جاتا ہے۔"

حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کا فرمودہ ہے کہ محبوب ہمیشہ آخر میں آتا ہے اور پھر اس کے بعد کسی اور کے آنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جب تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اپنے اپنے وقت پر مبعوث ہو چکے تو سب سے آخر میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیجنے کا اہتمام فرمایا اور اس کا نام بھی خود ہی رکھا۔ عاشقان محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ حساب کتاب تو صرف چار گھنٹوں میں ختم ہو جائے گا باقی سارا وقت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد کرنے میں گذرے گا۔

جب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزم جہاں کو رونق بخشی تو چہار اکناف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق کے سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگے۔ آسمانی محبتوں کا رخ بھی جانب ارض ہو گیا اور قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا :

"قدجاءکم من اللہ نور و کتٰب مبین○"

(ترجمہ) تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی۔ (سورۃ مائدہ آیت ۱۵)۔

رحمتوں اور بخششوں کا جوبن دیدنی تھا۔ کفر و شرک کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ آتش کدے بجھ گئے اصنام جھک گئے۔ غرور و نخوت کے محلات کے کنگرے زمین بوس ہو گئے۔ ابلیس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ وہ شقی و بدبخت و جہنمی روحیں جنہوں نے یوم میثاق محور عشق و محبت رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت و اتباع کا دم نہیں بھرا تھا ان پر تاقیامت سکرات موت طاری ہو گیا۔ آگ کے شعلے ان کو اندر سے چاٹنے لگے اور ان کے باطنی چہرے مسخ ہو گئے۔

لیکن وہ پاک روحیں اور انفاس قدسیہ جنہوں نے محسن دنیائے امکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و پیار کے جام پیے وہ محبت و عشق کے گہرے پانیوں میں اتر گئے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارۂ ابرو پر جانیں نثار کرنے کے لئے ہمہ تن منتظر و بے قرار رہتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں ماں باپ، دھن دولت، جاہ و مرتبہ اور دنیائے فانی اور اس کی رنگینیوں کی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابل پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں ہوتی۔ انہیں پاک لوگوں کے بارے میں رب تعالیٰ نے قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے۔

Marfat.com

"والذین امنوا اشد حب للّٰہ○" (سورۂ البقرہ پ ۲)

(ترجمہ) اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بڑے شدید ہیں۔

اور اس محبت کے پرکھنے کا پیمانہ یہ ہے کہ انہیں سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بے انتہا محبت ہوتی ہے۔

محب جب فنائی المحبوب ہو جاتا ہے تو اسے کسی چیز پر اختیار نہیں رہتا۔ اس کا اپنی جان پر بھی حق ساکت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب پارہ ۲۱ میں اسی ضمن میں ارشاد فرمایا ہے۔

"النبی اولی بالمومنین من انفسھم○"

(ترجمہ) یہ نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مومنین کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

مومن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا محب ہے اور اس کی جان سید العرب و العجم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے وقف ہے وہی اس کے مالک و مختار ہیں اور مومن آپ ﷺ کے غلام ہیں۔ غلام پر فرض عین ہے کہ وہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان و ارشادات کے مطابق من و عن عمل کرے اور اس میں سرمو انحراف نہ کرے۔ اگر عمداً کوتاہی کا مرتکب ہو گا تو وہ سزائے سخت کا مستوجب ہے۔ علاوہ ازیں محبت اور غلامی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اپنے ملجا و ماوا رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ناموس پر آنچ نہ آنے دے۔ اگر کوئی دریدہ دہن، پیروکار ابلیس لعین، جہنم کا ایندھن محبوب کبریا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کا مرتکب ہو تو غلام و محب پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کی زبان گدی سے کھینچ دے، واصل جہنم کر دے اور اگر ضرورت پڑے تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جان نچھاور کر دے۔ اس سے بڑا نہ کوئی اعزاز ہے نہ مقام۔

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے بعینہٖ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت رب کریم کی محبت ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت و عشق مثل خون کسی کے وجود میں دوڑنے لگتی ہے۔ اس کی روح کو اپنے نورانی پردوں میں لپیٹ لیتی ہے۔ سینے میں محبت کی خوشبو بھر جاتی ہے۔ دل ذکر محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جھوم اٹھتا ہے اور ذہن میں تصور جاناں راسخ ہو جاتا ہے تو وہ فنائی الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کے لبوں پر ہر دم یہی ہوتا ہے:

"لوگو! میرے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بڑی شان ہے۔"

اور جب وہ اس مقام پر کامل ہو جاتا ہے اور اسے ہر جگہ اور ہر شے میں اپنا محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ

Marfat.com

وسلم نظر آتا ہے تو پھر اس کی محبت و عشق مزید پرواز کرتی ہے اور مقام فنا فی اللہ میں داخل ہوتی ہے۔
اب اس کے ہونٹوں پر ہر لحظہ یہ الفاظ ہوتے ہیں :

"لوگو! میرے رب کی بڑی شان ہے"

اور اس کے پیش نظر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہمیشہ رہتا ہے۔

"مومنوں کو اللہ کریم کے لقاء کے سوا خوشی حاصل نہیں ہوگی۔"

یہ کیا طرفہ تماشا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بلند کیا اور اس کی محبت کو جزو ایمان قرار دیا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے محب رب ودود کا ذکر بلند کیا۔ یہ محبت ہی تو ہے جو اللہ کریم اور اس کے محبوب رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دوسرے سے ہے۔

Marfat.com

باب ۵

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ سے عشق

موجہ ہوا پر تیرتی ہوئی غریق سوز و درد ایک صوت دل نواز کانوں سے ٹکرائی اور روم روم میں کیف و مستی بکھیرتی ہوئی روح کی گہرائیوں میں اتر گئی۔ بظاہر یہ دو اشعار تھے لیکن ان کی معنویت و حقیقت آفرینی نے ارض و سما اور عرش و کرسی کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اگر تمام سمندر سیاہی اور تمام اشجار قلمیں بن جائیں تو پھر بھی حمد باری تعالیٰ بیان نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفت و نعت و مدح کو ضبط تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ رسول عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذوالجلال والاکرام کے سر ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں صرف رب ودود ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہی حقیقت پہلے شعر کی روح رواں ہے وہ شعر ہے ۔

خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس
محمد ﷺ حامد حمد خدا بس

(ترجمہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدح کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہیں اور حمد الٰہی کے لئے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کافی ہیں۔

لاریب یہی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بہتر و احسن جانتے ہیں اور ان کے مقام و مرتبہ و محبت کے لائق مدح صرف محب حقیقی رب ودود کے سوا کوئی کر بھی نہیں سکتا۔ دوسرے محبین و عشاق تو اسی قدر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدح کر سکتے ہیں جتنا ان کا ظرف و مقام اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت و عشق ہوتا ہے اور ان کی بارگاہ عالیہ میں صلوٰۃ و سلام کے نذرانے اور محبت کے گلاب پیش کرنے سے قبل لفظ "اللھم" استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ کوئی بھی اس اہل نہیں کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شایان شان مدح بیان کر سکے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ کو، بجز اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بھی بہتر طور پر نہیں جانتا۔ دیگر لوگ تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا کہ اس کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ حکیم محمد رمضان قادری قریشی کہتے ہیں۔

Marfat.com

"ساری مخلوق کی تمام حمد رب العالمین کے لئے ہے۔ ساری کائنات علوی و سفلی اللہ کریم کی حامد و حماد ہے کہ وہی اللہ ' رب ' رحمٰن ' ہادی ' خالق ' مالک الملک۔ مالک یوم الدین ' منعم ' منتقم ' عادل ہے ' مستعان ہے ' تمام صفات حسنہ کا وہی موصوف و مالک ہے۔ حمد اپنے تمام اصول و فرع اور جز و کل۔ حقیقت و مجاز کے ساتھ رب العالمین کے لئے خاص ہے۔ اس کے سوا کوئی حمد کا سزاوار نہیں لہٰذا حقیقتاً ہمیشہ ہمیشہ سے ' ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ محمود ہے ' مُحَمَّدْ ہے۔"

لہٰذا رب تعالیٰ کی حقیقتاً حمد اگر کوئی ہستی بیان کر سکتی ہے تو وہ صرف اس کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

قرآن پاک و حدیث مبارکہ سے الم نشرح ہے کہ رب کریم کو پانے۔ اس کے احکامات کی بجاآوری اور اس سے محبت کرنے کے لئے ہمیں اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر دستک دینا پڑتی ہے۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی خاک کو سرمہ بنانا پڑتا ہے۔ آپ کے ارشادات عالیہ کو اپنے زندگی میں عملاً جاری و ساری کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی محبت و عشق پر تمام محبتوں کو دار پر لٹکانا پڑتا ہے۔ حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ محب محبوب کی خلوت اور محبوب محب کی جلوت ہے۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ محب بے صورت اور محبوب باصورت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط و وسیلہ سے ہی جو محب کی جلوت ہیں اور باصورت بھی ہیں بے صورت تک رسائی و عرفان حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہی نہیں ہے۔

دوسرا شعر التجایہ بھی ہے اور دعائیہ بھی' جو بارگاہ رسالت و صمدیت میں کی جارہی ہے۔ وہ شعر ہے ۔

محمدؐ از توہی خداہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیٰ را

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خدا پانے کا آرزومند ہوں۔ اور اے بار الٰہ! میں آپ سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرزو کرتا ہوں۔

حقیقت یہی ہے کہ جو بھی اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اتباع و اطاعت کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے اسے رب کریم مل جاتا ہے۔ جب رب ودود دیکھتا ہے کہ میرا بندہ واقعی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش پا پر محبت و استقامت سے گامزن ہے تو اسے اپنی رحمت سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تام و عشق صادق عطا

Marfat.com

فرما دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے اور اللہ جل جلالہ سے محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کنز گراں مایہ عطا ہوتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مل جائیں تو اس سے زیادہ خوش نصیب روئے زمین پر کون ہو سکتا ہے۔ پھر وہ اس شعر کے مصداق ہو جاتا ہے ۔

دردے کہ من از عشق تو دارم حاصل
دل داند و من دانم و من دانم و دل

(ترجمہ) میں نے آپ کے عشق میں جو درد پایا ہے اسے میرا دل جانتا ہے یا میں خود۔ میں جانتا ہوں یا آپ کا دل۔

اللہ جل جلالہ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷ میں ہم سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر کا مطالبہ فرما رہا ہے تو اسے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت ہو گی اسے احاطہ تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے رب کریم سے بے انتہا محبت فرماتے ہیں اور صرف اسی سے فرماتے ہیں کیونکہ جہاں محبت میں دوئی کا گزر نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بناتا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ایک دوسرے سے محبت فرماتے ہیں اور فرقان حکیم میں یحبھم و یحبونہ "وہ اللہ کو پیارے اور اللہ ان کا پیارا" فرما کر اس باہمی محبت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس ازلی و ابدی محبت کو ارض و سما اور عالمین کی وسعتوں اور پنہائیوں میں پھیلا دیا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس سے سرشار و لبریز ہے۔ رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے محب کا ذکر بلند کرتے رہتے ہیں۔ یہی خاصائے محبت و عشق ہے۔ رب ودود نے پہلے بذات خود اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بلند فرمایا۔ اس پر صلوٰۃ و سلام بھیجا۔ پھر اپنے ملائکہ کو اور بعد ازاں مومنین کو ایسا کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے بہ نفس نفیس خود اپنے محب کا ذکر کیا اور پھر اپنے امتیوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جو صلوٰۃ و سلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے اور جو رب کریم کا ذکر کرتا ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بن جاتا ہے۔

Marfat.com

جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو رب کریم اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے تو وہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہو جاتا ہے۔ ایسا مرد یگانہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت و عشق کے نور میں شب و روز بسر کرتا ہے جو دو نوروں میں گھرا ہوتا ہے۔ لاریب رب کریم اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت ہی میں سرخروئی ہے' سرخوشی ہے' عافیت ہے' سکون ہے' حفاظت ہے' رفعت ہے' سلامتی ہے' بہار اندر بہار ہے' بخشش ہے' رحمت ہے اور عرفان ہے۔

اللہ رب کریم کا اسم ذات اور دیگر اسماء مبارکہ صفاتی ہیں۔ اگرچہ کتب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ننانویں اسماء حسنیٰ مرقوم ہیں لیکن تحقیق و تدقیق سے ثابت ہے کہ صفاتی اسماء مبارکہ بہت زیادہ ہیں۔ یہ تمام کے تمام اسماء محبت کے آئینہ دار ہیں۔ اہل بصیرت و عرفان کہتے ہیں کہ لفظ اللہ ! " ولاہ " سے نکلا ہے۔ " ولاہ اور ولہ " کے اصل معنی عربی میں اس غم' محبت اور تعلق خاطر کے ہیں جو ماں کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی سے بعد کو مطلق عشق و محبت کے معنی پیدا ہو گئے۔ اسی طرح ہماری زبان میں لفظ والہ (شیدا) مستعمل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے معنی محبوب اور پیارے کے ہیں۔ اور جہاں تک دوسرے اسمائے حسنیٰ کا تعلق ہے تو ان میں سے بڑی تعداد ان اسمائے پاک کی ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم' مہر و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً الودود۔ اس کا مطلب محبوب اور پیارے کے ہیں کہ وہ مہر و محبت اور عشق و پیار ہے۔ الولی کے معنی یار اور دوست کے ہیں۔ الرؤف یہ لفظ رافت سے نکلا ہے۔ رافت کے معنی اس محبت اور تعلق خاطر کے ہیں جو باپ کو اپنی اولاد سے پیدا ہوتی ہے۔ حنان' یہ حن سے مشتق ہے۔ حن و حنین اس سوز دل اور محبت کو کہتے ہیں جو ماں کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔

الرحمٰن	بہت ہی مہربان	الرحیم	ہمیشہ رحم فرمانے والا
السلام	سلامت رکھنے والا	المومن	امن دینے والا
المہیمن	نگہبان	الجبار	ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا
الوہاب	بے حساب دینے والا	الرزاق	رزق دینے والا
الفتاح	کھولنے والا	الباسط	کشادہ کرنے والا
الرافع	بلند کرنے والا	المعز	عزت دینے والا
اللطیف	بڑا مہربان	الحلیم	بردبار
الغفور	بہت بخشنے والا	الشکور	بڑا قدردان

Marfat.com

الحفیظ	سب کا محافظ	المقیت	قوت دینے والا
الحسیب	کفایت کرنے والا	الکریم	کرم کرنے والا
الرقیب	نگاہ رکھنے والا	المجیب	قبول کرنے والا
الوسع	وسعت دینے والا	الوکیل	کار ساز
البر	احسان کرنے والا	التواب	توبہ قبول کرنے والا
العفو	معاف فرمانے والا	المغنی	غنی کرنے والا
المعطی	عطا فرمانے والا	المانع	باز رکھنے والا
النافع	نفع دینے والا	الھادی	راہ دکھانے والا
الرشید	رہنمائی کرنے والا	الصبور	بڑا تحمل کرنے والا
نعم المولیٰ	بہترین دوست	نعم النصیر	بہترین مددگار
سمیع	سب کی سننے والا۔		

اگر تعمق کریں تو یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کا وصف قدیم ہے۔ اس سے متصف ہونے والا وصف الٰہی سے تخلق ہو کر قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا :

"میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ پس مجھ میں محبت پیدا ہوئی اور میں نے چاہا کہ میں اس محبت کے ذریعے پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور پھر ہر مخلوق کو میں نے محبت کے گرانقدر جذبات اور الفت کے بھرپور خزانہ سے مالا مال کر دیا۔"

محب حقیقی کی طرح اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم پاک ذاتی اور بقیہ صفاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی اکثر ننانویں اسمائے مبارکہ ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے صفاتیہ بھی بہت زیادہ ہیں۔ بعض محققین نے تو ہزار سے بھی زائد بتائے ہیں۔

علامہ حکیم محمد رمضان علی قادری قریشی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ذات باری تعالیٰ کا اسم ذات اللہ ہے باقی تمام اسماء صفاتی ہیں۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت جب قریب آئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی زبان پر بطور الہام یہ اسم "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری فرمایا تو انہوں نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی نام خود رکھا' لوگوں نے پوچھا۔

Marfat.com

"اس سے قبل آپ کے خاندان میں کسی کا یہ نام نہیں' پھر کیوں رکھا۔"

فرمایا۔

"میں نے اپنے پوتے کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس لئے رکھا ہے کہ سارا جہان اس کی تعریف و ستائش کرے۔"

منقول ہے کہ حضرت عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ ان کی پشت سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی جس کا ایک سرا آسمان میں ہے اور دوسرا مشرق و مغرب میں۔ پھر دیکھا کہ وہ زنجیر ایک درخت بن گئی جس کے ہر پتے پر نور ہے اور مشرق و مغرب کے لوگ اس سے معلق ہیں۔ زمانہ کے علماء سے تعبیر پوچھی تو انہوں نے یہ تعبیر بتائی۔

"آپ کی صلب سے ایک ایسا بچہ پیدا ہو گا جس کی پیروی تمام مشرق و مغرب والے کریں گے اور تمام اہالیان سماوات و زمین اس کی حمد و تعریف کریں گے۔"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب فرماتی ہیں:

"مجھے خواب میں بتایا گیا کہ اے آمنہ! تو ایسے بچے سے مشرف ہوئی ہے جو اس امت کا سردار ہے۔ جب اس کی ولادت ہو تو اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھنا۔"

جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ محمد ہے اور حرف میم پر زبر ہے اسی طرح اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور میم پر پیش ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حامدیت و محمودیت کے جامع ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرید بھی ہیں مراد بھی' طالب بھی مطلوب بھی' احمد بھی محمود بھی اور حبیب بھی محبوب بھی' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جہاں تک عالم عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی اسمائے مبارکہ کا تعلق ہے تو "دلائل الخیرات" میں ان کی تعداد دو سو دو مرقوم ہے۔ "مواہب لدنیہ" میں کتاب و سنت اور کتب سماویہ سے چار صد سے زائد اسمائے شریفہ بہ ترتیب حروف تہجی بیان کئے ہیں۔ ان میں سے متعدد اللہ کریم کے اسماء مبارکہ سے ملتے ہیں مثلاً جامع' نور' مجیب' عفو' ولی' حق' قوی' کریم' متین' جبار' مہیمن' وکیل' عزیز' رحیم' وغیرہ' یہ تمام اسماء مقدسہ محبت کے آئینہ دار ہیں۔ ان کا تعلق یا تو اپنے اللہ تعالیٰ سے یا اپنی امت سے ہے جو پیار کے غماز ہیں۔

جہاں محبت میں محب صادق کو صرف اپنے محبوب کا ہی خیال ہوتا ہے اور کسی دوسرے کا تصور بھی اس کے قریب سے نہیں گزرتا۔ اس کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اس کے محبوب کو شمہ برابر بھی کسی نوع کی کسی مقام پر دشواری و مشکل پیش نہ آئے اور اس کے آرام و سکون کا قبل از وقت

Marfat.com

خاطر خواہ انصرام و اہتمام کر دیا جاتا ہے۔ یہ عام دنیا کے محبین کا اپنے محبوب کے بارے میں جذبہ و رویہ ہوتا ہے۔ لیکن جہاں رب کائنات خود محب ہو اور باعث تخلیق کائنات اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو تو اس کی تعظیم و توقیر و ادب۔ اس کی مدح و نعت۔ اس کی اطاعت و اتباع و محبت اور اس پر ایمان لانے کے بارے میں حکم دیا اور اس کی مدد و نصرت کے لئے عالم ارواح میں قیامت تک آنے والی روحوں سے وعدہ لیا جن میں انبیاء و مرسلین' اغواث و اقطاب' فقہاء و مجتہد' مفسرین و محدثین اور عام لوگ سب شامل تھے اور ان پر خود گواہ بن گیا۔ سورۃ ال عمران' آیت ۸۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ و لتنصرنہ قال ءاقررتم و اخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین○

(ترجمہ) اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں۔ تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ۔ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا (اللہ) نے فرمایا۔ تم گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

ہر وجود سے قبل اس کا منشا لازمی ہے۔ ساری کائنات ایک وجود ہے اور اسے جس محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنایا گیا ہے وہ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے میثاق لیا کہ جو کتاب و حکمت تمہیں عطا ہو اس کی تقسیم کرو۔ مگر جب تمہارے پاس مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آجائیں اور تمہاری تصدیق کریں تو تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہو جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرو۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ایسا ہو کہ ان کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں کوتاہی نہ ہو اور ماضی کے علم کو چھوڑ دو۔ الا یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا امر دیں۔ انبیاء کرام سے فرمایا گیا :

"کیا تم نے اقرار کیا اور اس کا ذمہ لیا"

انہوں نے عرض کی۔

"ہم نے اقرار کیا"

Marfat.com

انبیاء کرام نے اس حق کو ایسے ادا کیا کہ اپنی اپنی امتوں کو یہ ہدایت بخشی کہ جب انہیں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف ہو تو ان پر ایمان لائے اور ان کی نصرت کرنے کو اللہ تعالیٰ کا فضل جانیں۔ اور ادب سے ان کی مانیں۔ اور ماضی کی کسی بات کو ان کے اتباع میں حائل نہ ہونے دیں۔ انبیاء کرام کے اقرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"شاہد رہو۔ میں بھی شاہدین سے ہوں۔"

ہر نبی نے یہ حق اپنی امت تک پہنچایا۔ اس طرح تمام انبیاء کرام نے رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کو حصول رحمت کا ذریعہ جانا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کریں۔ اس سے ثابت ہوا کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے ایک دوست قریظی یہودی سے کہا تھا کہ وہ توریت کی جامع باتیں مجھے لکھ دے تو اگر آپ فرمائیں میں انہیں پیش کروں۔"

سماعت فرمایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم دیکھتے نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا کیا حال ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر۔ اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر خوش ہوں۔"

اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ دور ہوا اور فرمایا۔

"قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تم میں آجائیں اور تم ان کی تابعداری میں لگ جاؤ اور مجھے چھوڑ دو تو تم سب گمراہ ہو جاؤ۔"

بعض احادیث میں ہے کہ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شب معراج بیت المقدس میں تمام انبیاء

Marfat.com

کرام کے امام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بنائے گئے۔

جس زمانے میں رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا اس سے پہلے جس بات کا ہر زمانے میں ہر نبی پاک کی زبان مبارک سے اعادہ ہوتا رہا وہ یہی تھی کہ جس وقت محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہو اور تم انہیں پہچان لو تو ان پر ایمان لانے میں اور ان کے ساتھ ہونے میں دیر نہ کرنا۔ کائنات میں سب سے زیادہ تکرار اسی کلمے کا ہوا ہے اور سب سے زیادہ تاکید بھی اسی بات کی کی گئی ہے۔ اس کے باوجود لوگ رضائے الٰہی سے پھرتے ہیں تو وہ یقیناً فاسق ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو نبوت و رسالت بہ طفیل محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملی ہے۔ اور اگر غواث کو غوثیت۔ اقطاب کو قطبیت۔ ابدالین کو ابدالیت اور زہاد کو زہد ملا ہے تو وہ بھی محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ملا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفاً من البحر ورشفاً من الدیم

فھو الذی تم معناہ و صورتہ
ثم اصطفاہ حبیباً باری النسم

(ترجمہ) تمام انبیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحر کرم سے چلو بھر رہے ہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابر رحمت سے ہونٹ تر کر رہے ہیں۔ یہی وہ ذات اقدس ہے جس کا ظاہر و باطن مکمل ہے۔ پھر کائنات کے خالق نے اس سراپا حسن و خوبی کو اپنا حبیب منتخب فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں سابقہ انبیاء اور رسولوں کو جس قدر مدارج اور سعادت ملی ہے وہ سب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ملی ہے اور یہی محبت اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عطا ہوئی ہے۔

تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد جب ان میں روح داخل کی گئی تو جبین عرش پر جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم پاک رقم دیکھا تو ان پر روشن ہو گیا کہ بعد از بزرگ خدا اگر کوئی ہستی ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

رب ودود نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی

Marfat.com

جبین مقدس میں رکھا اور انہیں زمین پر اتارا۔ نسل انسانی کا آغاز ہو گیا۔ جب جبین آدم علیہ السلام پر درخشاں و تاباں نور محبوب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی پر جگمگایا تو رب کریم نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی بھیجی۔

"اے آدم! اپنے بیٹے شیث (علیہ السلام) سے عہد لیں اور وصایا و مواثیق پر کاربند کریں کہ وہ نور کامل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کسی صورت بھی ناراض نہ کریں۔ اور یہ وصایا نسلاً بعد نسلاً جاری رہیں۔"

بروایت کعب احبار حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا۔

"اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے جانشین ہو۔ تم تقویٰ اختیار کرو اور جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسم مبارک ضرور لو کیونکہ میں نے ان کا نام ساق عرش پر اس وقت لکھا ہوا دیکھا جبکہ میں روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا۔ پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا تو میں نے اس ہستی کی شان محبوبیت کا بارگاہ رب العزت میں یہ عالم دیکھا کہ آپ کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کریم کو اتنا پیارا ہے کہ میں نے آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام نہ لکھا ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت میں کوئی محل، کوئی بالا خانہ، کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا کہ جس پر اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تحریر نہ ہو۔

اے میرے بیٹے! میں نے نام محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر لکھا دیکھا ہے۔ تم بھی کثرت کے ساتھ ان کا ذکر کیا کرو کیونکہ فرشتے بھی ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔"

یہ اس امر کا اظہار ہے کہ یہ سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کے نور سے عالم ظہور میں آیا۔ ہر چیز ہر نعمت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طفیل انہی کی خاطر پیدا ہوئی ہے اور یہ جو کچھ بھی ہے خالق کل نے سب کچھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قبضہ و اختیار میں دے دیا ہے۔ ہر شے پر نام کندہ کر دیا ہے تاکہ سب جان لیں کہ ہر شے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے۔ ہر شے کے مالک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔

حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو پند و نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ اے پیارے بیٹے! میری جبین سے منتقل ہو کر تمہاری پیشانی میں جو یہ نور

Marfat.com

چمک رہا ہے وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو نبیوں کے سرتاج اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

بیٹا! جب جب کہ تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے اللہ تعالیٰ کے نام کو سجایا کر کیونکہ ذکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ذکر الٰہی میں رونق نہیں آتی۔ اسم اللہ اس وقت جمال کمال کا مظاہرہ فرماتا ہے جب اس کے ساتھ اس کے کملات کا حقیقی مظہر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آجاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے دریافت کیا۔

"اے والد بزرگ! آپ ہمیشہ بڑی ترغیبی انداز میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کرتے آئے ہیں۔ ذرا اتنا تو بتلا دیجئے کہ آپ میں اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا فرق ہے۔"

حضرت آدم علیہ السلام یہ سن کر خوف و حیرت سے فرمانے لگے۔

"اے جان پدر! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کبھی بھی میرا مقابلہ ہرگز نہ کرنا۔ ان کی بزرگی و شرف کا اندازہ اور ان کی امت کا موازنہ میرے ساتھ کرنے سے تجھے پتہ چل جائے گا کہ ان کا مرتبہ میری قوت رسائی کی حد سے بعید ہے۔ بیٹا غور سے سن اور یاد رکھ۔

مجھ سے بے خیالی میں ایک بھول ہو گئی تھی تو بحکم الٰہی میرے کپڑے نکل گئے۔ میں بے ستر ہو گیا۔ جنت کے پتوں سے ستر چھپانے کی کوشش کی تو پتے مجھ سے بھاگنے لگے اور پناہ مانگنے لگے۔ مگر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار گناہ دانستہ کرے گی پھر بھی ان کا ستر نہیں کھلے گا' وہ بے ستری سے بچ جائیں گے اور میں نہ بچ سکا۔

بیٹا! ایک خطا مجھ سے سرزد ہو گئی تھی۔ مجھے میرے گھر سے نکال دیا گیا۔ فرشتوں نے ملامتیں کیں۔ مگر امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہوں پر گناہ کرے گی لیکن ان کو بے گھر نہیں کیا جائے گا۔ فرشتوں کو ملامت کرنے کی اجازت بھی نہ ہو گی۔

جان پدر! میری ایک خطا پر دونوں جہان میں اللہ جل شانہ نے ڈھنڈورا پیٹ دیا۔ میری بڑی رسوائی ہوئی "وعصی آدم ربہ" (دیکھو آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔) میری تمام اولاد کے سامنے میری رسوائی کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے گا۔ لیکن امتان رسول آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار قصور کرے گی۔ اشتہار عصیاں ہاشانہ جائے گا۔ مجھے رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے رسوائی سے بچالیا۔

Marfat.com

لختِ جگر! ایک خطا پر مجھ سے میری اہلیہ کو جدا کر دیا۔ میں سراندیپ لنکا میں اور تمہاری ماں جدہ میں ایک دوسرے سے جدا اور بے خبر رہے۔ مگر امت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے شمار جرم کرے گی ان کی بیویاں ان سے جدا نہ ہوں گی۔ تمہاری والدہ کو فرقت کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ ان کی بیویوں کو مفارقت کے داغ سے ارحم الرحمین بچالیں گے۔

نورِ نظر! مجھے ایک بھول کی پاداش میں تین سو برس مارا مارا پھرایا اور زار زار رلایا۔ ہزار مغفرت طلبی پر بھی اس وقت تک توبہ قبول نہ ہوئی جب تک آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وسیلہ نہ پکڑا۔ میری کشتی نبوت و صفوت ڈوب جاتی اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسم پاک زبان پر نہ آتا۔ مگر امت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہزارہا گناہ دیدہ و دانستہ کرنے کے بعد جب مغفرت کے لئے قبلہ مناجات کی طرف ہاتھ اٹھائے گی یا سجدہ میں گر پڑے گی جوش رحمت خداوندی ان کو لمحہ بھر میں خلاصی عطا کرے گی۔ ان کی توبہ قبول ہونے کے لئے لمحہ بھر کی طلب و ندامت کافی ہو گی۔ تین سو برس بعد مجھے نجات کی خبر ملی انہیں لحظہ بھر میں چھٹکارا مل جائے گا۔

اے میرے باغ زندگی کے پھول! ایک خطا پر جس کا مجھے نہ ارادہ تھا نہ احساس اور جس کو میں نے گھر کے اندر کیا اس کی سزا میں مجھے گھر سے دور کر کے بے کسی و بے بسی کی حالت میں زار زار رلا کر مغفرت کی بشارت سنائی۔ لیکن امت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر سے دور' شہر سے باہر' دیس بدیس گھوم گھوم کر ہزارہا جرم اور نافرمانیاں کرے گی پھر جب گھر لوٹ کر استغفار کرے گی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کا دریا بہا دے گا۔ انہیں گھر سے بے گھر نہ کیا جائے گا۔

اے ثمرِ حیات! ایک خطا پر اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو اپنے گھر کی لذت و آرام سے محروم کر دیا۔ پردیس میں سخت سخت کلفتوں کا سامنا کر کے زندگی گزارنی پڑی۔ لیکن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہزار خطائیں سرزد ہوں گی پھر بھی گھر کی لذت و مسرت نہ چھینی جائے گی۔ صحرا و بیابان کی دشت نوردی۔ قبولیت توبہ و مغفرت کے لئے لازمی نہ ہو گی۔

جانِ پدر! کہاں تک بیان کروں پیغمبر آخر الزمان رحمت مجسم' باعث کون و مکاں اور محبوب رب دوجہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مناقب۔ میری زبان کی حد امکاں سے دور و بعید ہے۔

بیٹا شیث! مختصر طور پر جان لو کہ تیرے والد کے بے جان ڈھانچہ میں اس وقت تک روح گھسنے نہ پائی جب تک میری جبین پر نور خدا کا قدم نہ آیا۔ یعنی مجھے جان ملی تو صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دم قدم سے۔

کوئی ہم جنس اور ساتھی نہ ہونے کی وجہ سے تیرا والد جنت میں بھی اداس تھا۔ میری اداسی

Marfat.com

کو دور فرمانے والا۔ ہم نشین سے ہم آغوشی مرحمت فرمانے والا خالق رسول قرشی نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔

مجرم قرار پاکر پردیس میں تین سو برس کی گریہ و زاری سے توبہ نہ ملی لیکن جب رسول عربی، مکی و مدنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وسیلہ مانگ کر دربار ایزدی میں گڑگڑایا تو فوراً قبولیت کی صدا آئی یعنی میری توبہ قبول ہونے کا سبب و وسیلہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔

پس یاد رکھ! تیرے والد کی زندگی کا آغاز ہم نشینی رفیقہ حیات اور عذاب الٰہی سے نجات کا واحد ذریعہ سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔

اے وارث نور! میری اس بات پر دھیان دے۔

"اگر اپنی حیات کی ابتدا سے انتہا تک کامیابی و سرخروئی چاہتا ہے تو ذکر الٰہی کے ساتھ صلوٰۃ الرسول میں مشغول رہا کر۔ یہ ایک ایسی کنجی ہے جس سے در ہائے رحمت الٰہی خود بخود وا ہو جاتے ہیں۔"

فرمان الٰہی کے مطابق یہ سلسلہ وصایا نسل در نسل جاری رہا۔ اس طرح صدیاں بیت گئیں۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جہان رنگ و بو میں تشریف لانے کا وقت قریب آتا جارہا تھا تو اس نے انبیاء و مرسلین کو خاص احکامات دینے شروع کر دیئے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مبارک دور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا۔

"اے موسیٰ! (علیہ السلام) توحید اور حب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر زندگی کا خاتمہ کردو۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا۔

"یا اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کون ہیں جن کی محبت تیری توحید کے ساتھ وابستہ ہے اور جن کا نام موت کے وقت بھی ضروری ہے۔"

ارشاد فرمایا

"اے موسیٰ! (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) وہ ہیں جن کا نام نامی تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ہی عرش عظیم کے کنگروں پر لکھ دیا تھا۔"

پھر فرمایا۔

"اے موسیٰ! (علیہ السلام) اگر چاہتے ہو کہ تو میرے قریب تر رہے تو پھر میرے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بے پناہ درود پاک پڑھا کرو اور بنی اسرائیل کو یہ پیغام دو کہ جو بھی میرے دربار میں آئے گا اور اس کا دل محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی رسالت کا انکاری ہو گا اسے دوزخ کے شعلوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اسے حجابات میں چھپا دیا جائے گا۔ وہ میرے دیدار کی دولت سے محروم رہ جائے

Marfat.com

گا اور مردود بنا دیا جائے گا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک درمیان میں اور بھی انبیاء تشریف لائے۔ وہ بھی حال پر اپنی امت کو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بتاتے رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور مسعود آیا۔ ان سے چھ صدیوں کے فاصلے پر گلستان عالم میں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمانا تھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رب کریم نے فرمایا۔

"اے عیسیٰ! (علیہ السلام) محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت سناؤ۔ وہ عربی النسل اولاد عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام موعود انبیاء ہوں گے۔ تم بھی نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو۔ ان پر ایمان لاؤ اور اپنے کو ان کا امتی کہو۔ جو شخص بھی ان کا زمانہ پائے ان پر ایمان لائے۔ اگر میرے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے نہ دنیا ہوتی نہ آدم (علیہ السلام)' نہ بہشت نہ دوزخ پیدا کیا جاتا۔ یہ دنیا و عقبیٰ کبھی ظہور میں نہ آتے۔"

اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دے چکے۔ ان کی نبوت کی تصدیق کر دی اور خود کو ان کا امتی کہا اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے کو کہا اور جب ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تو انبیاء و مرسلین کے آنے کا سلسلہ چھ صدیوں تک منقطع رہا۔ اس دوران میں ہر سو کفر و الحاد و شرک کی سیاہ آندھیاں چلنے لگیں۔ آسمانی کتب میں حسب منشا تحریفیں کر ڈالیں۔ گزشتہ انبیاء کی شریعتیں مٹ گئیں۔ صرف ان کا نام رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق گمراہیوں کے دلدلوں میں پھنسی ہوئی تھی کہ اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ کے ہاں تولد ہوئے۔ دنیا نور و نکہت و رنگ سے بھر گئی۔ آتش کدے بجھ گئے۔ اصنام سرنگوں ہو گئے۔ قیصر کے محلات کے کنگرے زمین بوس ہو گئے۔ رحمتوں کے بحور چہار اکناف عالم میں ٹھاٹھیں مارنے لگے۔ محبت و عشق کی باد نسیم چلنے لگی۔ مقصود کائنات آ گئے تھے۔ لیکن یہود و نصاریٰ کے اندر ہلچل مچ گئی۔ کفرستان لرزہ براندام ہو گیا' شیاطین کے اندر کھلبلی پھیل گئی۔

بزرگان دین کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل جتنے انبیاء و رسل دنیا میں بھیجے گئے ان کا درجہ جزیا جزو اعظم کا تھا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل کی حیثیت سے بھیجا اور آئندہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ جو مدارج و مراتب تمام انبیاء و رسل کو دیئے گئے تھے ان سے کہیں زیادہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے۔ ان کی شریعتوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں مدغم کر دیا اور اسے

Marfat.com

قیامت تک جاری و ساری فرمادیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ سورہ النساء آیت ۱۲۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔

واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً O "اور بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل۔ خلیل کا لفظ اس حبیب اور محب پر بولا جاتا ہے جس کے دل میں اپنے محبوب کی محبت یوں بس جائے کہ کسی غیر کی محبت کی گنجائش تک نہ رہے۔ خلت اس محبت کو کہتے ہیں جو نفس میں رچ جائے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

"اے محبوب! جہاں جہاں میری روح ہے تیرا عشق وہاں سما گیا ہے۔"

اسی وجہ سے تو خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملا۔ صاحب روح المعانی علامہ سید محمود الوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت کا جو مقام محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ہے وہ اتنا بلند ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کا طائر آرزو بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا خلیل بھی اور اپنا حبیب بھی بنایا۔ اور حبیب وہ ہوتا ہے جس کی رضا محب چاہتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں درخواست کی :

"اے رب العالمین! میں اتنا جاننا چاہتا ہوں کہ تو مجھے زیادہ دوست رکھتا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"اے موسیٰ! (علیہ السلام) تو کلیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب ہے۔ اور میرے نزدیک کلیم سے حبیب زیادہ پیارا ہے۔"

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ وہی کرے گا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حبیب قرار دیا ہے اور محبت کا اقتضاء بھی یہی ہے۔

دنیائے مجاز میں محب جہاں اپنے محبوب کو دیکھتا ہے وہ مقام اسے سب سے زیادہ عزیز، یادگار، معتبر اور باعث فروغ محبت بن جاتا ہے۔ اس مقام کے حوالے سے اسے یاد کرتا ہے۔ جہاں محبوب ہو وہ جگہ گل و گلزار، روشن و تاباں اور معطر و مشکبار ہو جاتی ہے۔ یہ دنیاوی عشق کا حال ہے۔

Marfat.com

لیکن عشق حقیقی کا مرکز و محور صرف ایک ہی ہستی ہے۔ ان سے نہ صرف کائنات کی ہر شے' زمین و آسمان' جن و انس بلکہ رب وددو خود بھی محبت فرماتا ہے۔ وہ عظیم و اعظم' مطہر و اطہر ذات گرامی محبوب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جن کو رب العالمین کے ہم آہنگ تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷ میں ہے۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین "ہم نے آپ کو سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے بھیجا۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جن کمالات صوری و معنوی' خلقی و وہبی و کسبی سے مشرف فرمایا وہ بلاشک و شبہ بے مثال اور بینظیر ہیں۔ اور ان کمالات کو قرآن کریم کی آیات طیبہ میں جس انداز سے بیان فرمایا اس کا بھی جواب نہیں۔ ان آیات کریمہ کو پڑھ کر ایک طرف عبد محبوب کے مرتبہ کمال کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف ان کمالات کے بخشنے والے کی شان کریمی اور ادائے بندہ نوازی دیکھ کر بے ساختہ دل و زبان سے سبحان اللہ ! سبحان اللہ ! کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن اس آیت کریمہ میں جو جامعیت ہے اس نے اس کو دیگر آیات سے ممتاز کر دیا ہے جو کمالات اور صفات عالیہ متفرق اور منتشر تھیں ان سب کو یہاں یکجا کر دیا ہے۔ اس آئینہ میں حسن محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور جمال احمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ساری رعنائیاں اور دلربائیاں بکمال لطافت جلوہ نما ہیں۔

ارشاد ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ! جو کتاب مجید' دین حنیف' شریعت بیضاء' خلق عظیم' دلائل قاہرہ' حجج باہرہ' آیات بینات اور معجزات ساطعات غرضیکہ جن ظاہری اور باطنی' جسمانی اور روحانی نعمتوں سے مالامال کر کے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سارے جہانوں کے لئے' سارے جہان والوں کے لئے' اپنوں اور بیگانوں کے لئے' دوستوں اور دشمنوں کے لئے سراپا رحمت بن کر ظہور فرمائیں۔

لغت میں رحمت دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ ایک رقت اور دوسرا احسان و مہربانی۔ علامہ راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمت اس رقت کو کہتے ہیں جو اس شخص پر احسان کرنے کا تقاضا کرے جس پر رحمت کی جا رہی ہے۔ پھر فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت رحمت میں رقت نہیں کیونکہ وہ اس سے پاک ہے۔ بلکہ صرف تعطف اور احسان ہے اور کہیں صرف رقت ہوتی ہے اور یارائے احسان نہیں ہوتا۔ (المفردات)

لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رحمت جامعہ یعنی رحمت کے دونوں مفہوموں سے نوازا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم "جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے وہ

Marfat.com

چیز میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی شاق گزرتی ہے " میں رقت کا اظہار ہے اور بالمومنین رؤف الرحیم میں شان تعطف و احسان کا۔ یعنی دردمند کے درد کا احساس بھی ہے اور ہر درد کا درماں بھی ہے۔ کسی غم زدہ اور دکھ درد کے مارے کو دیکھ کر غایت رافت سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور نوک مژگاں پاک پر در یتیم سے ارجمند تر اور تابندہ تر آنسوؤں کے موتی سراپا التجا بن کر بارگاہ رب العزت میں گرتے ہیں تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ غم و اندوہ کی کالی گھٹائیں کافور ہو جاتی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گوناگوں رحمتوں کا ظہور صرف عالم ناسوت میں ہی نہیں بلکہ عالم ملکوت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا پرچم لہرا رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست شفقت گل افشانی کر رہا ہے۔ وہاں رحمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور میں جو بانکپن ہے اور بحر کرم میں جو مٹھاس اور روانی ہے اس کا حال تو فقط وہ نفوس قدسیہ ہی جانتے ہیں جنہیں اس عالم کی سیاحت ارزانی ہوئی ہے۔

غرضیکہ یہ وہ آفتاب ہے جس کی تابانیوں سے صرف عالم رنگ وبو ہی روشن نہیں بلکہ وہ جہاں لطیف بھی درخشاں ہے جو رنگ و بو، کم و کیف، بالا و پست کے تعینات سے ماوراء ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہاں اس آفتاب کی نور افشانی کا رنگ ہی نرالا ہے۔ جو نہ زبان پر لایا جاسکے اور نہ قلم سے لکھا جاسکے۔ اس رحمت عامہ کی برکتوں سے عقل بھی بہرہ ور ہے اور دل کی دنیا بھی شادکام ہے۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شان رحمت سے نقاب سرکاتے ہوئے فرمایا :

"میں وہ رحمت ہوں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ عطا فرمائی۔"

ایک مرتبہ کفار کے لئے جب بددعا کرنے کی التجاء کی گئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے عذاب بنا کر نہیں بھیجا بلکہ سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔"

حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ "روح المعانی" میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الٰہی ملتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ہی ملتا ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے نبی

Marfat.com

کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور دوسری حدیث مبارکہ میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ دینے والا ہے اور میں (اس کی رحمت کے خزانوں کو) بانٹنے والا ہوں۔"

اے لوگو! حق تو یہ ہے کہ جو کچھ عطا ہوتا ہے وہ در محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سورۃ البقرہ آیت ۱۵۱ میں یوں فرماتا ہے۔

کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون○

(ترجمہ) جیسا کہ بھیجا ہم نے تمہارے پاس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے، پڑھ کر سناتا ہے تمہیں ہماری آیتیں اور پاک کرتا ہے تمہیں اور سکھاتا ہے تمہیں کتاب اور حکمت اور تعلیم دیتا ہے تمہیں ایسی باتوں کی جنہیں تم جانتے ہی نہیں تھے۔

اور سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴ میں یوں فرمایا گیا ہے:

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین○

(ترجمہ) یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

متذکرہ بالا سورۃ البقرہ کی آیت مبارکہ کی تشریح قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں یوں فرماتے ہیں:

یعلم کا فعل دوبارہ ذکر کیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ تعلیم پہلی تعلیم کتاب و حکمت سے الگ نوعیت کی ہے اور شاید اس سے مراد علم لدنی ہے جو قرآن کے باطن اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منور و روشن سینہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ یہ مروجہ تعلیم و تعلم نہیں بلکہ انعکاس ہے۔ یعنی آفتاب قرآن کی کرنیں اور ماہتاب نبوت کی شعاعیں دل کے آئینہ پر منعکس ہوتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگنت شانیں ہیں اور ہر شان کی نئی سج دھج ہے۔ علامہ خفاجی نے کلمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیسا عجیب و شاندار نکتہ بیان فرمایا ہے، کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے سب حروف بے نقطہ ہیں اور یہ اس لئے کہ نقطہ

Marfat.com

مکھی کے مشابہ ہوتا ہے۔ لاریب جس طرح محب ہر عیب سے پاک ہے اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر عیب سے پاک و مبرا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شان ملاحظہ ہو کہ رب ودود نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک زمین پر نہ پڑنے دیا مبادا اس پر کسی کا قدم آپڑے۔ کس قدر بے مثل تکریم محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس ضمن میں احمد ندیم قاسمی نے کیا خوبصورت اور ارفع بات کی ہے' اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں کہ ۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں یہ کہتا ہوں دو عالم پہ ہے سایہ تیرا

اور یہی حقیقت ہے اگر ظل محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جیسے گنہگاروں پر نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

راحت انس و جاں' عالم عالمیاں' حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن و جوانی اہل مکہ کی نگاہوں کے سامنے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کی نظروں میں امین و صادق و محترم تھے۔ بے عیب زیست مبارکہ کا ہر کوئی معترف تھا۔ زندگی کے کسی بھی پہلو پر کوئی انگشت نمائی نہیں کر سکتا تھا۔ سب احترام و عزت سے پیش آتے تھے۔ کفرو شرک و الحاد کے اندھیروں میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تھی جس کی روشنی و نور فرش تا عرش بریں تک پھیلی ہوئی تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی جن گلیوں اور راستوں سے گزرتا تھا وہ راہیں تسلیم و رضا بجالاتی تھیں اور قدوم میمنت لزوم کے نیچے جو مٹی آتی وہ اپنی قسمت پر ناز کرنے لگتی تھی۔ کسی شجر کے قریب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرتے تو وہ بصد محبت و ادب جھک کر بارگاہ عالیہ و مقدس میں سلام پیش کرتا تھا۔ اگر کسی پتھر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو جاتا تو مسرت سے جھوم اٹھتا تھا۔ لیکن اہل مکہ ان سب حقیقتوں سے نابلد محض تھے۔

بعثت کے بعد کوچہ محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جنہوں نے قدم رکھا وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عظیم ہستیاں تھیں' جنہیں اولیں عشاق ہونے کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے جس محبوب و مکرم ہستی کے ساتھ ناطہ محبت و ادب اور اطاعت و اتباع جوڑا تھا اس کے مرتبہ و مقام کا ابھی انہیں کلی طور پر شعور و ادراک نہیں تھا' جیسا کہ بعد میں ہوا۔ لہٰذا بنا بریں متجسّسانہ انسانی فطرت بسا اوقات وہ عجیب و غریب سوالات بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کردیتے تھے۔ ان کے جوابات عطا فرمانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مشکل نہ

Marfat.com

تھا لیکن حکمت کا تقاضا تھا کہ ان کے جوابات مرحمت فرمانے سے صرف نظر کیا جائے۔ اسی میں سوال کنندگان کا ہی بھلا و بہتری مضمر تھی۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ سورہ المائدہ آیت ۱۰۱ میں ارشاد ہوتا ہے :

یاَیھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیآء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القران تبدلکم عفا اللہ عنھا ط واللہ غفور حلیم ○

(ترجمہ) اے ایمان والو ! مت پوچھا کرو ایسی باتیں کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لئے تو بری لگیں تمہیں۔ اور اگر پوچھو گے ان کے متعلق جب کہ اتر رہا ہے قرآن تو ظاہر کر دی جائیں گی تمہارے لئے۔ معاف کر دیا ہے اللہ نے ان کو اور اللہ بہت بخشنے والا بڑے حلم والا ہے۔

اس کی شرح میں ہے کہ بعض لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے سوالات دریافت کیا کرتے تھے جن میں کوئی دینی اور دنیوی فائدہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سوالات سے کبیدہ خاطر ہوتے اور ایک روز منبر پر تشریف فرما کر ارشاد فرمایا :

" آج تم جس چیز کے متعلق مجھ سے دریافت کرو گے وہ میں تمہیں بتاؤں گا۔"

سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سر جھکے ہوئے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے۔ کسی میں ہمت نہ تھی کہ کوئی بات کر سکے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے نسب کے متعلق لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کیا کرتے تھے۔ اٹھے اور عرض کی۔

" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرا باپ کون ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے نہیں پتہ۔ مجھ سے تو کوئی فقہ کا مسئلہ دریافت کر بلکہ اپنے خداداد وسیع علم کا اظہار فرماتے ہوئے جواب دیا۔

" تیرا باپ حذافہ ہے۔"

ان کی والدہ اپنے لڑکے کے اس سوال پر کانپ اٹھیں اور کہنے لگیں۔

" اے عبداللہ ! تجھ سے زیادہ نافرمان بھی کسی کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ تو تو مجھے بر سر مجلس رسوا کرنا چاہتا تھا۔"

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم خداداد پر اتنا اعتماد تھا کہ فرمایا۔

" اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کسی حبشی غلام کا بیٹا کہہ دیتے تو مجھے انکار نہ ہوتا۔"

Marfat.com

اسی طرح بعض لوگ بال کی کھال نکالنے کے عادی تھے۔ حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو ایک شخص نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے مکرر سہ کرر اپنا سوال دہرایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال فرض ہو جاتا۔"

کیونکہ اس قسم کے سوالات مفید ہونے کے بجائے تکلیف اور مشقت کا باعث بن سکتے تھے۔ اس لئے ان سے منع فرما دیا۔

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ فرض مقرر کئے ہیں ان کو ضائع نہ کرو۔ بعض چیزوں کو حرام کر دیا ہے ان کی پردہ دری نہ کرو۔ بعض حدیں مقرر کر دی ہیں ان کو مت توڑو اور بعض چیزوں کے متعلق دانستہ سکوت فرمایا ہے ان کے متعلق بحث نہ کرو۔"

ادب محبت کی جان اور محبت ادب کی روح ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ منتہیان عشق و محبت کا کہنا ہے کہ محبوب کا جس قدر ادب ملحوظ رکھا جائے گا یہ اتنا ہی اس سے محبت کا غماز ہو گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و محبت کا سلسلہ اولین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے شروع ہوا تھا لہذا انہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سکھانے کا ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود لے لیا۔

قرآن حکیم کے اوراق مقدسہ شاہد ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر سابقہ انبیاء کرام کی طرح نام لے کر نہیں بلکہ آپ کی صفات اور آپ ﷺ کی اداؤں کے نام سے خطاب فرمایا ہے۔ مثلاً طٰہٰ 'یٰسین' مدثر' مزمل وغیرہ لہذا رب کریم کو یہ کب گوارا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محب و عاشق تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم پاک لے کر یا کنیت سے مخاطب کریں۔ لہذا انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ حضرت ابن عباس' حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ لوگ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد' یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کی عظمت کی خاطر اس سے منع فرما دیا اور

Marfat.com

حکم فرمایا کہ کہا کرو یا نبی اللہ' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محفل رحمت میں محبین کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی آ کر بیٹھ جاتے تھے جن کے سینوں میں کھوٹ اور بغض و عناد بھرا ہوتا تھا۔ وہ خطاب کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رَاعنَا کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ لفظ کہنے سے روک دیا۔ سورہ البقرہ آیت ۱۰۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔

یٰایها الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا و اسمعوا و للکفرین عذاب الیم○

(ترجمہ) اے ایمان والو! (میرے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کلام کرتے وقت) مت کہا کرو راعنا بلکہ کہو انظرنا اور (ان کی بات پہلے ہی) غور سے سنا کرو۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

سورۃ النساء آیت ۴۶ میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعه ویقولون سمعنا و عصینا و اسمع غیر مسمع و راعنا لیا بالسنتهم و طعناً فی الدین ولو انهم قالوا سمعنا و اطعنا واسمع وانظرنا لکان خیراً لهم و اقوم ولکن عنهم الله بکفرهم فلا یؤمنون الا قلیلاً○

(ترجمہ) کچھ لوگ جو یہودی ہیں پھیر دیتے ہیں اللہ کے کلام کو اس کی اصل جگہوں سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور (کہتے ہیں) راعنا بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو۔ اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں اور اگر وہ (یوں) کہتے ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اسے) مان لیا۔ اور (ہماری عرض) سنئے اور نگاہ (کرم) فرمایئے ہم پر' تو ہوتا بہت بہتر ان کے لئے اور بہت درست' لیکن (اپنی رحمت سے) دور کر دیا انہیں اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے۔ پس نہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے سے۔

متذکرہ آیات مبارکہ بے حد واضح اور روشن ہیں۔ ان میں عشاق نبی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے کئی نصائح و اسباق پنہاں ہیں۔ ان کی تفسیر میں خاصی صراحت موجود ہے' وہ اس طرح ہے۔

راعنا ذو معنی لفظ ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ہماری رعایت فرمایئے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جب حاضر ہوتے اور

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی ارشاد گرامی کو اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تو عرض کرتے راعنا۔ اے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم پوری طرح سمجھ نہیں سکے۔ ہماری رعایت فرماتے ہوئے دوبارا سمجھا دیجئے۔ لیکن یہود کی عبرانی زبان میں یہی لفظ ایسے معنی میں مستعمل ہوتا تھا جس میں گستاخی اور بے ادبی پائی جاتی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و تعظیم کا یہاں تک پاس ہے کہ ایسے لفظ کا استعمال بھی ممنوع فرمادیا جس میں گستاخی کا شائبہ تک بھی ہو۔ چنانچہ علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر ایسے لفظ کا استعمال بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ممنوع ہے جس میں تنقیص اور بے ادبی کا احتمال تک ہو (قرطبی)

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے تو ایسے شخص کو حد قذف لگانے کا حکم دیا ہے۔

راعنا کی جگہ انظرنا (یعنی ہماری طرف نگاہ لطف فرمایئے) کہا کرو کیونکہ یہ لفظ ہر طرح کے احتمالات فاسدہ سے پاک ہے۔ واسمعوا کا حکم دے کر یہ تنبیہہ فرمادی کہ جب میرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں کچھ بتا رہا ہو تو ہمہ تن گوش ہو کر سنو تاکہ انظرنا کہنے کی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ یہ بھی تو شان نبوت کے مناسب نہیں کہ ایک ایک بات تم بار بار پوچھتے رہو۔ یہ کمال ادب اور انتہائے تعظیم ہے جس کی تعلیم عرش و فرش کے مالک نے غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔ اب جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف بڑے بھائی کی سی حیثیت دیتے ہیں یا اپنے جیسا انسان ثابت کرنے میں ساری قابلیتیں صرف کردیتے ہیں وہ اپنے انجام پر خود ہی غور کرلیں۔

شان نزول یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے۔

"راعنا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے۔ یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا۔ انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے۔ انہوں نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا۔

"اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت۔ اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔"

Marfat.com

یہود نے کہا۔

"ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں، مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔"

اس پر وہ رنجیدہ ہو کر بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں راعنا کہنے کی ممانعت فرما دی گئی تھی اور اس معنی کا دوسرا لفظ انظرنا کہنے کا حکم ہوا۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر اور ان کے حضور میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے۔ اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ اور ہمہ تن گوش ہو جاؤ تاکہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہ فرمائیں۔ کیونکہ دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ادب ہے۔

مسئلہ : دربار انبیاء میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔

ان آیات کریمہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مومن بندوں کو کافروں کی بول چال اور ان کے کاموں کی مشابہت سے روک رہا ہے۔ یہودی بعض الفاظ زبان دبا کر بولتے تھے اور مطلب برا لیتے تھے۔ جب انہیں یہ کہنا ہوتا کہ ہماری سنئے تو کہتے تھے راعنا اور مراد اس سے رعونت اور سرکشی لیتے تھے۔

آداب محبت یہ ہے کہ ایسا لفظ نہ بولا جائے جس کے دو معنی ہوں۔ راعنا کا مطلب رعایت کیجئے، التجا ہے۔ دوسرا مطلب میرے گڈریئے ہے۔ منافق و یہود دوسرا مطلب لیتے تھے۔ رب کریم نے ان بدباطنوں کو نہیں روکا بلکہ مومنین کو حکم فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو حالانکہ وہ منفی مطلب نہیں لیتے تھے۔

راعنا کے معنی ہماری طرف کان لگانے کے ہیں۔ یعنی جیسے عاطنا۔ حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کے معنی خلاف کے ہیں۔ یعنی خلاف نہ کہا کرو۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری سنئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ انصار نے بھی یہی لفظ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کہنا شروع کر دیا جس سے قرآن پاک نے انہیں روک دیا۔ حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں راعن کہتے ہیں مذاق کی بات کو۔ یعنی تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں اور اسلام سے مذاق نہ کیا کرو۔ حضرت ابوصخرہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جانے لگتے تو جنہیں کوئی بات کہنی ہوتی تو وہ عرض کرتے کہ اپنا کان مبارک ادھر کیجئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس

Marfat.com

بے ادبی کے کلمہ سے بھی روک دیا۔ اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کرنے کی تعلیم فرمائی۔

رفاعہ بن زید یہودی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرتے ہوئے یہ الفاظ کہا کرتا تھا۔ مسلمانوں نے بھی یہ خیال کر کے کہ یہ لفظ ادب کے ہیں یہ لفظ بولنے شروع کر دیئے' جس پر انہیں روک دیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اس کلمہ کو رب کریم نے برا جانا اور اس کے استعمال سے مسلمانوں کو روک دیا۔ جیسے حدیث پاک میں آیا ہے کہ انگور کو کرم اور غلام کو عبد نہ کہو۔

ایمان والے محبین کا درجہ رکھتے ہیں۔ محب پر حق ہے کہ وہ شاہد کے ساتھ کلام کرتے وقت ذو معنی الفاظ استعمال نہ کرے تاکہ ان کے حسن کلام سے روشنی بڑھے۔ محب کی شان تو یہ ہے کہ وہ پوری توجہ سے سنتا اور دل سے مانتا ہے۔ اگر کبھی کسی ارشاد کے دوبارہ سننے کی طلب ہو تو عام لوگوں کی زبان میں نہیں عرض کرتا بڑے ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہے۔ "انظرنا سیدنا" شاہد اس کو مزید آسان بنا دینے کا علم رکھتا ہے۔ ادب کا لحاظ نہ رکھنے والے منکر ہوں گے۔ ان کے کئے کا حاصل عذاب الیم ہے۔

بسااوقات راحت انس و جاں' سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کو دعوت پر مدعو فرمایا کرتے تھے۔ بعض لوگ مقررہ وقت سے بہت پہلے اور کھانے کے بعد دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع مبارک پر گراں گزرتی تھیں لیکن رافت و رحمت کا سمندر رواں دواں رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کچھ نہ کہتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب اللہ تعالٰی عنہا سے نکاح فرمایا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی۔ جماعت در جماعت لوگ آتے تھے اور کھانے سے فارغ ہو کر چلے جاتے تھے۔ آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے۔ اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے مشاغل میں معروف نہ ہو سکے اور نہ مروت میں کچھ فرمایا۔ یہ بات کسی قدر گرانی خاطر کا باعث ہو گئی لہٰذا اٹھے اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن کے حجرات میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے۔ اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں معروف تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر واپس ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کو لوگوں کا یہ رویہ پسند نہ آیا لہٰذا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے لئے سورہ الاحزاب کی آیت ۵۳ نازل ہوئی۔

یٰاَیھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الٰی طعام غیر نظرین انیہ و لکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق و اذا سالتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً ان ذلکم کان عند اللہ عظیما O

(ترجمہ) اے ایمان والو ! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں بجز اس (صورت) کے کہ تم کو کھانے کے لئے آنے کی اجازت دی جائے۔ اور نہ کھانا پکنے کا انتظار کیا کرو، لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو اندر چلے آؤ۔ پس جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کے لئے باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ پس وہ تم سے حیا کرتے ہیں اور چپ رہتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کا شرم نہیں کرتا حق بیان کرنے میں۔ اور جب تم مانگو ان سے کوئی چیز تو مانگو پس پردہ ہو کر۔ یہ طریقہ پاکیزہ تر ہے۔ تمہارے دلوں کے لئے نیز ان کے دلوں کے لئے اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی۔ بے شک ایسا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔

اس سے عیاں ہے کہ جس بات سے رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرانی خاطر ہو یا کسی قسم کا ملال ہو حق تعالیٰ کو کمال ناپسند اور نہایت ناگوار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلانا رب کریم کا بلانا ہے۔ لہٰذا جب اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو بلائیں تو اس پر لازم ہے کہ جس حال میں ہو ایک لمحہ ضائع کیے بغیر فوراً بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جائے۔ اس میں ایک لحظہ کے لئے بھی تساہل و غفلت رب العزت کو گوارا و پسند نہیں۔ سورہ الانفال آیت ۲۴ میں ارشاد ربانی ہے :

یاَیھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ

Marfat.com

یحول بین المرء وقلبہ وانہ الیہ تحشرونO

(ترجمہ) اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پکار پر جب وہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں اور خوب جان لو کہ اللہ (کا حکم) حائل ہو جاتا ہے انسان اور اس کے دل (کے ارادوں) کے درمیان۔ بیشک اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا مکرر حکم دینے کے بعد اس کے حکمت بھی بیان فرما دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس چیز کی طرف تمہیں دعوت دے رہا ہے وہ تمہارے مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی اور تمہاری جان بلب روحوں کو تازگی و نشاط عطا فرمانے والی ہے۔ اذا دعاکم کا فاعل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کی روشن اور سچی کتاب تو ہمیں بتاتی ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تمہاری زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی پیروی میں تمہاری بقاو دوام کا راز مضمر ہے۔ لیکن ملت کے چند بہی خواہ ہمیں یہ کہہ کر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برگشتہ کر رہے ہیں کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ زنجیر ہے جس نے امت کے ہاتھ پاؤں کو مقید کر رکھا ہے۔ یہی وہ افیون ہے جس نے اس کے قوائے فکر کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور یہی وہ اغلال و سلاسل ہیں جن کے توڑنے کا ہمیں حکم ملا تھا۔ لیکن عجمی سازشیوں (یعنی محدثین کرام) کے فریب میں آ کر ان کے ٹوٹے ہوئے حلقوں کو ہم نے مژگان عقیدت سے چن کر پھر اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کا اور قرآن مجید کا فرمان قابل تسلیم ہے یا ان بہی خواہان امت کا جو اپنے عہد کے بدترین اور کامل ترین حاکم پرست ہونے کے باوجود ان مردان احرار کو حکومت وقت کے نمک خوار کہتے ہوئے نہیں شرماتے جن کے نعرہ ہائے حق سے بارہا ظلم و استبداد کے ایوانوں کی بنیادیں لرز اٹھی تھیں۔

صاحب تفسیر مظہری رقم طراز ہیں :

" ہر بات میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے دل زندہ ہوتا ہے اور اس کی نافرمانی سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔"

حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت ابی سعید بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یاد فرمایا' نماز ختم کرنے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کی۔

Marfat.com

"اے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ نے اس غلام کو یاد فرمایا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اب فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہو گیا ہوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے ابا سعید! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ حکم نہیں پڑھا کہ جس وقت تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلائے فوراً حاضر ہو جاؤ۔"

دوسری حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے تو رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پکارا۔ انہوں نے جلد ہی نماز ختم کر کے سلام عرض کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تمہیں جواب دینے سے کیا بات مانع ہوئی۔"

عرض کیا۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نماز میں تھا۔"

فرمایا۔

"کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔"

عرض کیا۔

"بے شک آئندہ ایسا نہ ہو گا۔"

فقہاء کرام نے اس سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بلائیں تو وہ حاضر خدمت ہو جائے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ (مظہری)۔ بلکہ ایک بار ایسا ہوا بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو پکارا وہ شخص نماز پڑھ رہا تھا' وہ نماز چھوڑ کر بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کسی کام سے بھیجا۔ جب وہ حکم کی بجا آوری کے بعد واپس آیا تو رحمت مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا:

"جہاں سے نماز چھوڑی تھی اس سے آگے پڑھ کر مکمل کر لو۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک سے محب کی آواز بلند نہ ہو۔ یہ سوء ادب اور موجب ضیاع اعمال ہے۔ سورہ الحجرات آیت ۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

یایھا الذ ین امنو الا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لیبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون O

(ترجمہ) اے ایمان والو ! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے۔ اور نہ زور سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو۔ (اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اس سے سابقہ آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ قول و عمل میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبقت نہ کرو۔ اب گفتگو کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف باریابی نصیب ہو اور ہم کلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو یہ خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے۔ جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضری دو۔ اگر اس سلسلہ میں تم نے ذرا سی غفلت برتی اور بے پروائی سے کام لیا تو سارے اعمال حسنہ' ہجرت' جہاد' عبادات وغیرہ تمام کے تمام اکارت ہو جائیں گے۔ اس سے پہلی آیت میں اے ایمان والو ! سے خطاب ہو چکا تھا یہاں خطاب کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارا اہل ایمان کو اے ایمان والو سے خطاب کیا' انہیں جھنجھوڑا اور بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اس پر زندگی بھر کی طاعتوں' نیکیوں اور حسنات کے مقبول و نامقبول ہونے کا انحصار ہے۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کو اپنا معمول بنالیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ قرآن نازل فرمایا میں تادم واپسیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آہستہ آہستہ بات کروں گا۔ جب کوئی وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں آداب حاضری بتاتا اور ہر طرح آداب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا تھا۔ (روح المعانی)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو پہلے ہی سراپا ادب و احترام تھے اس آیت کے نزول کے بعد مزید محتاط ہو گئے۔ حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز

Marfat.com

تھے اس آیت مبارکہ کے نزول سے ان پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی۔ گھر میں بیٹھ رہے۔ دروازہ کو قفل لگا لیا۔ دن رات رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے۔

"میں اہل نار سے ہوں۔"

مرشد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ایک دو روز حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا جو ان کے پڑوسی تھے۔ عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی و امی میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی' دن رات رونے سے کام ہے' دروازہ بند کر رکھا ہے۔"

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بلا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی۔ غلام اطاعت شعار نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری آواز اونچی ہے' مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہو گئی۔"

اس دلنواز آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے یہ مژدۂ جاں فزا سنایا۔

"کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید کئے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

عرض کیا۔

"رضیت۔ اپنے رب کریم کی اس نوازش بے پایاں پر بندہ راضی ہے۔" (روح المعانی)

علامہ ابن قیم اس حدیث مبارکہ کو رقم کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے۔ حضرت ثابت ابن قیس اور حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپس میں کہا کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو ہم کفار سے اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے۔ دونوں نے اپنے لئے گڑھا کھودا اور اس میں جم کر دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس روز حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نفیس اور قیمتی ذرہ پہن رکھی تھی۔ ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ ذرہ اتار لی اور جا کر چھپا دی۔ اسی شب حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا۔

"میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں۔ خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ سنو میں کل جب مقتول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری ذرہ اتار لی۔ اس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آخری کنارہ پر ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمے کے نزدیک ایک

Marfat.com

گھوڑا چر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہے۔ اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا رکھ دیا ہے' اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے۔ تم صبح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر اتنا قرض ہے وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں۔"

جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا۔ (کتاب الروح)

جن خوش نصیبوں کے دلوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہوتا ہے ان کی رفعت شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

متذکرہ بالا آیت مبارکہ میں اولاً اور بالذات یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ہو رہا ہے جن کا ایثار بینظیر' جن کی قربانیاں بے مثال' جن کی عبادتیں خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ جو سر تا پا تسلیم و رضا تھے۔ انہیں کہا جا رہا تھا کہ اگر تم نے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں آواز بھی اونچی کی تو یہ ایسی گستاخی متصور ہو گی کہ تمہاری سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ آج جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع میں سوقیانہ باتیں کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم خداداد پر معترض ہوتے ہیں' ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ اپنے علم پر' اپنی نیکیوں پر اور اپنے ایمان سوز لمبے لمبے وعظوں پر مغرور ہیں وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں۔

اس فرمان ربی کو جاننے کے بعد بھی علم و زہد کا خمار اگر نہ اترے' فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بدقسمتی کی انتہا ہے۔ فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک نہ ہو گی۔ تم اس غلط فہمی کا شکار ہو گے کہ تم بڑے غازی اور نمازی ہو۔ صائم الدہر اور قائم اللیل ہو۔ مفسرؔ ہو' محدث ہو' واعظ آتش بیان ہو اور جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے اور جب وہاں پہنچو گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی باد صرصر نے خاک سیاہ بنا کے رکھ دیا ہے۔ اس وقت کف افسوس ملو گے' سر پیٹو گے' لیکن بے سود و لاحاصل ہو گا۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ انسان جب روضہ مقدسہ پر حاضری دینے کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو وہاں بھی آواز اونچی نہ کرے۔ جہاں حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی آواز بلند نہ کرے۔ علمائے ربانیین کی خدمت میں حاضر ہو تو اس وقت بھی چلا چلا کر گفتگو نہ کرے اور اپنے پیرو مرشد سے بھی ادب و احترام ملحوظ رکھے۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اگر کوئی اس طرح اونچا بولے گا جس سے خاطر عاطر کو اذیت پہنچے تو یہ منع ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت بلند آواز سے بولنا منع نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بلند آواز سے اذان دیتے تھے۔ جنگ میں بلند آواز سے نعرے لگائے جاتے۔ جنگ حنین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ بلند آواز سے صحابہ کرام کو بلائیں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بلند آواز سے اپنے قصائد سناتے تھے۔ الغرض نیت پر انحصار ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی روح البیان میں لکھتے ہیں کہ اسی پر بلند آواز سے مل کر درود پاک یا کوئی نعت پڑھنے کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے بزرگوں کے احوال گواہ ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کس قدر ادب و احترام کرتے تھے۔ بغیر وضو وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان نہیں کرتے تھے۔ دوران درس حدیث اگر کوئی زہریلا کیڑا کاٹ لیتا تو جنبش تک نہ کرتے اور درس جاری و ساری رکھتے تھے۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو دوران درس حدیث مبارکہ سولہ بار بچھو نے ڈنگ مارا، لیکن اف تک نہیں کی اور درس جاری رکھا۔

بعض اوقات اگر کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی ایسی بات کرنا ہوتی جس کو وہ دوسروں کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے تو سرگوشیانہ انداز میں عرض کیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں ملحوظ ادب و احترام کے لئے رب کریم نے سورۃ المجادلہ آیت ۱۲ میں یہ حکم نازل فرما دیا:

یاایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم○

(ترجمہ) اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے اور (دلوں کو) پاک کرنے والی ہے اور اگر تم (اس کی سکت) نہ پاؤ تو بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غفور

Marfat.com

رحیم ہے۔

محب کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے محبوب کو قولاً ' عملاً ' اشارۃ یا کنایۃ کسی نوع کی ذہنی و قلبی و جسمانی و روحانی اذیت پہنچائے۔ یہ آئین محبت و عشق کے سراسر منافی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات رحمت ہزاروں لاکھوں' کروڑوں گنا اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ پہنچائی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً بے ادبی سے نام پاک لینا۔ اسم ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کرنا۔ اسم مبارک لینا لیکن صلوٰۃ و سلام نہ پڑھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر سب و شتم کرنا۔ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا۔ ادب ملحوظ نہ رکھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین اور بنات طاہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا ادب سے نام نہ لینا۔ شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانا۔ دین اسلام کو فرسودہ اور دور جدید کے تقاضوں پر پورا اترنے کے اہل نہ سمجھنا وغیرہ۔ لہٰذا سورہ الاحزاب آیت ۵۷ میں متنبہ کیا جارہا ہے کہ خبردار کسی نوع میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام و تکریم و ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ ارشاد ہوتا ہے :

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلھم عذاباً مھینا○

(ترجمہ) بیشک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے رسوا کن عذاب۔

لاریب جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت ہے بعینہٖ جو ایذا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی جاتی ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی ایذا دینے کے مترادف ہے۔ اور اس کی اتنی بڑی سزا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دنیا و آخرت میں محرومی رحمت اور عذاب شدید معمولی بات نہیں ہے۔

عشق مجازی میں ہر مشکل مقام پر محب محبوب سے آگے ہوتا ہے تاکہ اسے کوئی گزند نہ پہنچے۔ لیکن عشق حقیقی کا تو بے حد ارفع و بلند مقام ہے۔ اس میں تو محبوب کی ذرا سی تکلیف پر زندگی سمیت ہر چیز خنداں بہ لب قربان کر دیتا ہے۔ یہی اصول محبت ہے' یہی طریقت محبت ہے' یہی حقیقت محبت ہے۔ اور جس پاک و مقدس ہستی' سرخیل انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب بذات خود اللہ تبارک وتعالیٰ عزّہ ہو تو اس سے بڑا کون اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معین و مددگار و ناصر ہو

Marfat.com

سکتا ہے۔ لہٰذا جب وہ علیم و خبیر دیکھتا ہے کہ معاندین اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کے درپے ہیں تو وہ دشمنوں کی تمام تدابیر خاک میں ملا دیتا ہے اور ایسے ان دیکھے لشکروں سے مدد فرماتا ہے کہ کسی کو اس کا سان و گمان تک نہیں گزرتا۔ واقعہ ہجرت شاہد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کس طرح کفار کی تدابیر کو خاک میں ملا دیا تھا۔ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نرغے میں لے رکھا تھا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغرض ہجرت اپنے رحمت کدہ سے باہر تشریف لائے تو جو کفار محاصرہ کئے ہوتے تھے ان پر غنودگی طاری ہو گئی اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے محب باری تعالیٰ کی حفاظت میں تشریف لے گئے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق پر بھی لازم ہے کہ وہ جاں بکف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر طرح سے مدد و اعانت کریں۔ محبت و عشق کا عملی ثبوت بہم پہنچائیں۔

محب ہمیشہ محبوب کے نقش پا پر ہوتا ہے اور وہ اس سے سرمو انحراف کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا اور اگر وہ دیدہ دانستہ ایسا کرتا ہے تو اسے دنیائے محبت و عشق کے اہل سمجھا نہیں جاتا اور عشاق کی فہرست سے اس کا نام خارج کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تعلیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سورۃ الانفال آیت ۲۷ میں ارشاد فرمایا :

یایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول و تخونوا امنتکم وانتم تعلمون ○

(ترجمہ) اے ایمان والو ! نہ خیانت کرو اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت کا مطلب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے :

"فرائض کو ترک کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور سنت سے سرتابی کر کے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت نہ کرو۔"

خیانت سے دین و دنیا کا خسران ہوتا ہے اور خائن کے لئے سخت وعید ہے۔ وہ مستوجب سزا ہے اور عاشق کے لئے سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ اس کا معشوق اس سے ناراض ہو اور معشوق اس وقت راضی و خوش ہوتا ہے جب محب اس کے حکم سے انحراف نہ کرے لہٰذا اس آیت مبارکہ میں رب کریم کو یہ گوارا نہیں کہ اس سے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت کی جائے۔ رب ذوود نے ہر مقام پر اپنے محبوب کو ساتھ رکھا ہے' بے شک محب ہمیشہ اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوتا ہے کیونکہ محب محبوب سے اور محبوب محب سے ہے۔

Marfat.com

بنی نوع انسان کو کفر و شرک و الحاد و طغیان کی گہری قبور سے نکالنے اور اسے اندھیرے سے نور کی طرف لانا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض نبوت میں سے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ انتہائے محبت میں طالب و مطلوب بیک وقت طالب بھی ہوتے ہیں اور مطلوب بھی اور وہ ایک دوسرے کا ذکر بلند کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنے محب اللہ تعالیٰ کا پیغام ہدایت لوگوں تک پہنچانے کے لئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی اذیتیں اور تکالیف برداشت کیں لیکن بہ ایں صورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذیت رسانوں کو رد نہیں فرمایا کہ شاید وہ راہ ہدایت پر آجائیں۔

یہ سب کچھ قادر مطلق کی نظروں کے سامنے ہو رہا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو آن واحد میں ان گمراہوں اور بدبختوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیتا لیکن اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قاسم رحمت و محبت بنا کر بھیجا تھا لہٰذا ان پر عذاب کا دروازہ وا نہیں کیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشفی و تسلی کے لئے سورہ النساء آیت ۸۰ میں ارشاد فرمایا:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولّٰی فما ارسلنک علیھم حفیظاً○

(ترجمہ) جس نے اطاعت کی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے منہ پھیرا تو نہیں بھیجا ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کا پاسبان بنا کر۔

سورۃ المائدہ آیت ۹۲ میں ارشاد ہوتا ہے:

واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموآ انما علٰی رسولنا البلٰغ المبین○

(ترجمہ) اور اطاعت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اور محتاط رہو۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرض تو بس پہنچا دینا ہے کھول کر۔ (ہمارے احکام کو)۔

چنانچہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلجوئی کے لئے لوگوں پر واضح کر دیا کہ اگر کوئی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر توجہ نہیں دیتا۔ انہیں تسلیم کرنے سے انکاری ہے تو کیا ہوا۔ میں نے اسے کسی پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اس کا کام تو صرف میرا پیغام ہدایت پہنچا دینا ہے اور بس۔ اور ان لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مژدۂ جانفزا سنا دیا جو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کو بہ دل و جان تسلیم کرکے سر تسلیم خم کر دیں گے۔ سورۂ

Marfat.com

الاعراف آیت ۱۵۷ میں ارشاد ربانی ہے :

فالذ ین امنوا بہ و عزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولیک ھم المفلحون O

(ترجمہ) پس جو لوگ ایمان لائے اس (نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور تعظیم کی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ۔ وہی (خوش نصیب) کامیاب و کامران ہیں۔

اس میں بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ فلاح و سعادت سے صرف وہی سرفراز ہو گا جو میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لایا اور اس کی تعظیم و تکریم میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ اس کے دین کی نصرت اور اس کی شریعت کی تائید کے لئے ہر قربانی دینے پر مستعد ہوا۔ اور اس کے نور تاباں (قرآن پاک) کے ارشادات پر عمل کرنے کے لئے دل و جان سے آمادہ ہوا۔ یہ آیت شان رحمتہ للعالمینی کی آسمانی تفسیر ہے۔ ایمان کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم سب سے اہم ہے۔ بلکہ نصرت اور اتباع قرآن کا حق ادا ہی تب ہو سکتا ہے جب دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ہو۔ مصرع

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

رحمتہ العالمین' سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ہمارے تعلقات کی چار بنیادیں واضح ہیں۔

۱۔ تصدیق و ایمان۔

۲۔ تعظیم و محبت : یہ لازمی تقاضا ہے یقین قلبی کا۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دل میں جاگزیں ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر قائم ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ظاہری بھی مطلوب ہے اور قلبی بھی۔ اسی طرح محبت کا زبانی بھی اظہار ہو اور دل میں بھی جاگزیں ہو اور اس کا سب سے بڑا مظہر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔

۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و اتباع : یہ لازمی نتیجہ ہے پہلی دو بنیادوں کا۔ وہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع۔ جب اطاعت کے ساتھ محبت کی شیرینی شامل ہو جائے تو اس طرز عمل کا نام ہے اتباع۔ سورہ ال عمران آیت ۳۱ میں ارشاد رب ودود ہے۔

Marfat.com

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم○

(ترجمہ) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ تعالیٰ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

۴۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید و نصرت : اللہ کریم کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار و مشرکین کو مسلسل دعوت حق دے رہے تھے لیکن مقفل قلوب و اذہان اس کو قبول نہیں کرتے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق کو آشکارا کر دیا تھا۔ شک و شبہ کے بادل چھٹ گئے تھے۔ قرآن کریم کے اعجاز نے ان منکرین کے چھکے چھڑا دیئے تھے اور ان پر سکتہ طاری کر دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنے باطل سے چمٹے رہنے پر مصر تھے۔ چنانچہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کی۔

"یا الٰہی! یہ بڑے ضدی اور ہٹ دھرم لوگ ہیں' یہ مانتے ہی نہیں' افق ہدایت طلوع ہو چکا ہے لیکن یہ تسلیم ہی نہیں کرتے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ادا بڑی پسند آئی اور اس قول کی قسم اٹھائی جو لب مصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ و اجمل الثناء سے نکلا تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ بھی ان سے رخ انور پھیر لیجئے۔ اب ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے لئے سلامتی اور ہدایت کی دعا مانگتے رہا کیجئے۔ عنقریب ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور حقیقت حال جان لیں گے۔ اگر حق کو قبول نہ کیا تو اپنی سزا پائیں گے اور اگر قبول کر لیا تو فردوس بریں کے دروازے ان پر کھول دیئے جائیں گے۔

سورہ الزخرف آیت ۸۷ تا ۸۹ میں ارشاد ہوتا ہے :

ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ فانی یوفکون○ وقیلہ یٰرب ان ھولاء قوم لا یومنون○ فاصفح عنھم وقل سلم فسوف یعلمون○

(ترجمہ) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے اللہ نے' پھر کدھر یہ الٹے پھر رہے ہیں اور قسم ہے میرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

Marfat.com

کے اس قول کی کہ اے میرے رب یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ پس (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) رخ انور پھیر لیجئے ان سے اور فرمائیے تم سلامت رہو۔ اود (اس کا انجام) ضرور جان لیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول مبارک کی قسم فرمانا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و محبت اور دعا و التجا کے احترام کا اظہار ہے۔

علامہ محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہاں "سلام" دعائیہ نہیں بلکہ ان سے اپنی برات اور قطع تعلق کے اعلان کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ علامہ ابوحیان رحمتہ اللہ علیہ بحرمحیط میں رقمطراز ہیں کہ قل سلام میں کفار کو عذاب کی وعید اور دھمکی دی جا رہی ہے اور ان سے جدائی کا اعلان مقصود ہے۔

انسانوں کے تین طبقات ہیں۔ مومن' کافر اور منافق۔ چوتھا کوئی طبقہ نہیں۔ بقول حضرت فضل شاہ رحمتہ اللہ علیہ مومن کی مثال تر و تازہ سبزی کی مانند ہے۔ اس کا سب کچھ بنتا ہے۔ دنیا و آخرت دونوں میں یہ کامران ہوتا ہے۔ کافر باسی سبزی کی طرح ہے' اس کا بھی کچھ نہ کچھ بن جاتا ہے۔ اس کی دنیا بڑی خوبصورت ہوتی ہے لیکن آخرت میں جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔ منافق گلی سڑی سبزی کی مثل ہے۔ اس کا کچھ نہیں بنتا بجز اس کے کہ اسے کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیا جائے۔ اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہیں اور جہنم کے نچلے طبقے کے لائق ہے۔ اس کے ظاہر و باطن میں بعد المشرقین ہوتا ہے۔ مار آستین ہوتا ہے۔ قولاً اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیم کرتا ہے لیکن عملاً بغاوت کرتا ہے۔ یہ انتہائی ناپاک اور پلید ہوتا ہے۔

کوئی محب برداشت نہیں کرتا کہ اس کے محبوب کی مخالفت کی جائے اور اس سے دشمنی رکھی جائے۔ جب کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی اور منافقت کرتا ہے تو "ظاہراً" اور "باطناً" وہ ابتلا و اضطراب کے شکنجے میں کس جاتا ہے اور آخرت میں جہنم اس کی قیام گاہ ہے۔ سورہ النساء آیت ۶۱ میں ایسے لعینوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

واذا قیل لھم تعالوا الی مآ انزل اللہ والی الرسول رابت المنفقین یصدون عنک صدودا ○

(ترجمہ) اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس (کتاب) کی طرف جو اتاری ہے اللہ نے اور (آؤ) رسول (پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں

Marfat.com

کو منہ موڑ لیتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روگردانی کرتے ہوئے۔

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتہ العالمینی کا تقاضا ہے کہ کسی سائل کا سوال رد نہ کیا جائے۔ امیر المنافقین عبداللہ بن ابی جب بستر مرگ پر دراز ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس نے التماس کی کہ جب وہ مرجائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی قبر پر تشریف فرما ہوں۔ جب وہ مرگیا تو اس کا بیٹا جو مخلص مسلمان تھا حاضر ہوا اور اپنے باپ کے مرنے کی اطلاع دی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"جاؤ اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر آؤ۔"

اس نے عرض کیا۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ خود کرم فرمادیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے روانہ ہونے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی۔

"یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دشمن کی نماز جنازہ نہ پڑھیئے۔"

اسی وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن پکڑا کر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا جو سورۃ التوبہ آیت ۸۴ میں ہے :

ولا تصلّ علیٰ احد منهم مّات ابداً ولا تقم علیٰ قبره انهم کفروا باللّٰه ورسوله وماتوا وهم فسقون ○

(ترجمہ) اور نہ پڑھیئے نماز جنازہ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر۔ بیشک انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ مرے اس حالت میں کہ وہ نافرمان تھے۔

اللہ کریم کی محبت کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کی نماز جنازہ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھائے للذا روک دیئے گئے۔

محبت کئی رنگوں میں نمودار ہوتی ہے اور اس کا ہر رنگ جاذب نظر اور دلفریب ہوتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں محبوب ہوتا ہے وہیں جسمانی یا معنوی لحاظ سے اس کا محب بھی موجود ہوتا ہے۔ محب کبھی محبوب سے جدا نہیں ہوتا۔ وہ اس کے روم روم میں رسا بسا ہوتا ہے۔ اس کے

Marfat.com

ذہن میں آباد ہوتا ہے۔ اس کے دل میں مسکراتا ہے اور اس کی روح میں رنگ بکھیرتا ہے' یہ سب عشق مجازی میں ممکن ہے۔ لیکن جہاں عشق حقیقی ہو تو اس کے رنگ بے مثل ہوتے ہیں' اس کے انداز جداگانہ ہوتے ہیں۔ اس کے نغمات سرمدی ہوتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت ہے یہ ماورائے عقل و تصور ہے۔ لوگ صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا رب ودود نے بتایا ہے۔ اس کا اندازہ صرف اس ایک بات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور بس۔

اس جہاں میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجنے سے قبل اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی جائے قیام کا نام بھی اس کی پسند کے مطابق آسمانی کتب میں المحبہ۔ المحبة اور المحبوبة لکھ دیئے تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور دعا کی وجہ سے یہ شہر (مدینہ منورہ) انہیں ناموں سے موسوم ہوا۔

مدینہ منورہ کا قدیم نام یثرب تھا جو لفظ تثریب سے بنا ہے جس کے معنی توبیخ اور ملامت کے ہیں۔ چونکہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمدہ نام محبوب و مرغوب اور برے ناموں سے نفرت تھی اس لئے خالق کائنات نے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناز برداری کرتے ہوئے اس مکروہ نام کو محبوب نام " مدینة الرسول " سے بدل دیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ پاک کی گلیوں کے دونوں سروں پر فرشتے بیٹھے ہوئے اس کی پاسبانی کرتے ہیں۔ آخر کیوں نہ ہو یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تشریف فرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اس کے سامنے رہتا ہے۔ کسی کی کیا مجال و جرات کہ کوئی انہیں گزند پہنچا سکے۔ حضرت حکم ابن ابی الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از اسلام کا اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میری بیٹی نے مجھے ملامت کی اور کہا۔

"میں نے تم لوگوں سے زیادہ بد اندیش اور ناکام نہیں دیکھا۔"

اس پر میں نے کہا۔

"اے میری بیٹی! مجھے ملامت نہ کرو۔ میں تم سے وہی بات بیان کرتا ہوں جو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ ایک روز ہم نے باہم گفتگو کی کہ ہم برابر قریش کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ یہ (آنحضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہماری مسجد میں نماز پڑھتا ہے اس کے لئے کچھ بندوبست کرو۔ چنانچہ ہم لوگوں نے باہم اس امر کا عہد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکہ سے قتل کر

Marfat.com

دیں۔ جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور چاہا کہ حملہ کریں تو ہم نے ایک ایسی مہیب و ہولناک آواز اپنے عقب سے سنی کہ ہم سمجھے تہامہ میں کوئی پہاڑ نہیں بچا جو ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو گیا ہو۔ پس ہم لوگ بے ہوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ختم کی اور واپس اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پھر ہم نے دوسری شب میں ایسا ہی ارادہ کیا۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اٹھ کر چلے تو دیکھا کہ صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں ایک دوسرے سے مل گئیں اور ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل ہو گئیں۔ پس قسم اللہ کی ہمیں ان باتوں نے کوئی فائدہ نہ دیا۔"

زندگی کا حاصل اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے جو فرض عین ہے۔ اور محبت بھی ایسی کہ اس میں کسی نوع کی ذرہ برابر ملمع سازی و کھوٹ نہ ہو۔ اس محبت لازوال کے مقابل تمام محبتیں ہیچ و بے وقعت اور در خور اعتنا نہیں۔ لیکن جو سرے سے رب کریم کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتا ہی نہیں تو درحقیقت وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی نہیں مانتا۔ وہ لاکھ دعویٰ محبت الٰہی کرے اس کا قول قابل سماعت ہی نہیں۔ قرآن پاک میں ابلیس کی بڑی بین مثال موجود ہے وہ محض اس لئے راندۂ درگاہ الٰہی ہوا تھا کہ اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پہلے بشر کو ماننے اور اسے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کی جبین مقدس میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جگمگا رہا تھا۔ وہ دراصل حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکاری تھا کیونکہ وہ بھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل پیدا کئے گئے تھے۔

رب تعالیٰ نے سب کچھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ شرط محبت ہی نہیں کہ محب اپنے لئے کوئی چیز رکھے لہٰذا ہر چیز کا مالک و مختار سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مومن اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اس ضمن میں ہر طرح کے تشکیک و اشکال و ابہام کو رفع کرنے کے لئے سورہ الاحزاب آیت ۶ میں ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم "یعنی نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مومن نہیں جس کا دنیا و آخرت میں میں والی نہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ من لم یر نفسہ فی ملک الرسول ولم یرو لایتہ علیہ فی جمیع احوالہ لم یذق حلاوۃ سنتہ یعنی جو شخص اپنے آپ کو حضور

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام نہ سمجھے اور اپنے تمام حالات و احوال میں اپنے آپ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمرانی تسلیم نہ کرے اس نے سنت کی شیرینی کا مزہ ہی نہیں چکھا۔

اس سے الم نشرح ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوؐ! اے مومنو! اس بات کو حرزِ جان بنالو کہ جب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے والی و حاکم ہیں تو پھر تمہیں اپنی جانوں پر کوئی اختیار نہیں اور تمہیں یہ قطعاً حق نہیں پہنچتا کہ من مانی کرتے پھرو۔ اپنی راہیں خود متعین کرو۔ اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خود ساختہ پیمانے بناؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جانوں کا والی و مالک و حاکم تسلیم نہ کرنے کے مترادف ہے' یہ بغاوت ہے۔

محب ہمیشہ اپنے محبوب کے حوالے سے عطا کرتا ہے خواہ محبت مجازی ہو یا حقیقی۔ رب کریم اپنے بندوں پر بے حد رحیم و کریم ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق جہنم کا ایندھن بنے۔ لیکن اس نے اپنی بخشش کو صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و ادب سے مملو کر دیا ہے۔ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک شخص تھا جو بہت ہی بدکار اور بڑا ہی پریشان روزگار تھا۔ اس نے اپنی عمر کے دو سو برس فسق و فجور میں گزار دیئے تھے۔ طرح طرح کے ظلم و فساد حد سے بڑھ کر مخلوق اللہ پر کئے تھے۔ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ لوگوں نے اس کی مرگ پر جشن منایا' اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر اس کی لاش کو گھسیٹ کر کوڑے میں ڈال دیا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا :

"اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہمارے ایک دوست نے دنیا سے کوچ کیا اور دشمنوں نے اسے کوڑے میں ڈال دیا ہے' اس کو وہاں سے نکال کر تجہیز و تکفین کے بعد بنی اسرائیل کو اس پر جنازہ پڑھنے کی ترغیب دلاؤ تاکہ نماز سے وہ بخشا جائے اور قبولیت کا درجہ پائے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب اس آدمی کی لاش پر نظر پڑی تو پہچان لیا کہ یہ وہی بدکار آدمی ہے جس نے دو سو برس فسق و فجور میں بسر کئے۔ حیران رہ گئے چونکہ اس کام پر مامور تھے اس لئے فرمانِ ربی کے مطابق کمربستہ ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے اس کے حال کی بابت دریافت کیا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے بذریعہ وحی بتایا۔

"اے موسیٰ (علیہ السلام) ! میرے بندوں نے جو جو گناہ اور بے ادبیاں اس سے مشاہدہ کیں حقیقت میں وہ شخص سینکڑوں گنا بڑھ کر ان کی پاداش کا سزاوار تھا۔ لیکن ایک دن اس نے توریت کو کھولا اور

Marfat.com

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو آخرت کے بھی سردار ہیں نعت کو پڑھا۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نے اس کے دل میں جوش مارا یہاں تک کہ وہ ورق جس پر میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا تھا اپنے چہرے پر ملا اور اس کو چوما۔ پس اس مبارک نام کی برکت و بزرگی کے باعث اس کے دو سو برس کے گناہ میں نے معاف کر دیئے اور اس کو میں نے اپنے مقبول بندوں میں لے لیا۔"

علاوہ ازیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رحم کو بھی اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے مشروط کر دیا ہے۔ سورہ ال عمران آیت ۱۳۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون○

(ترجمہ) اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ کی اطاعت یہ ہے کہ اس کے احکام کو مانا جائے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت یہ ہے کہ ان کا اتباع کیا جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو شاہد کے حوالے سے مانا جائے۔ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہی رب کریم کی اطاعت ہے لہٰذا سورہ النور آیت ۵۶ میں رحم کا مستحق صرف اسے قرار دیا گیا ہے جو فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اطاعت گزار ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :

واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون○

(ترجمہ) اور صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول (پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اطاعت گزار رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ صرف رحم کیا جاتا ہے بلکہ اس کے لئے دو مژدے اور ہیں۔ ایک یہ کہ اسے دنیا و آخرت میں کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔ سورہ النور آیت ۵۲ میں ارشاد رب العالمین ہے :

ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولیک ھم الفائزون○

(ترجمہ) اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہتا ہے اللہ سے اور بچتا رہتا ہے اس (کی نافرمانی) سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور دوسرا مژدہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین ہوں گے۔ سورہ

Marfat.com

النساء آیت ۶۹ میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :

ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولیک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین و الصد یقین واشھداء والصلحین و حسن اولیک رفیقاO

(ترجمہ) اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔

صدیق کا لغوی معنی نہایت راست باز اور راست گفتار ہے۔ اور مقامات قرب الٰہی میں سے ایک مقام کا نام بھی ہے۔ الشیخ محمد عبدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صدیقین وہ لوگ ہیں جن کی فطرت اور جن کا باطن ہر گرد و غبار سے یوں پاک صاف ہوتا ہے کہ جب ان پر حق پیش کیا جاتا ہے تو بے ساختہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔ خیر و شر کے درمیان انہیں التباس نہیں ہوتا بلکہ جیسے نگاہ سیاہ و سپید کے درمیان بے تکلف امتیاز کر لیتی ہے اسی طرح وہ حق و باطل اور خیر و شر میں امتیاز کر لیتے ہیں۔

امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو کبھی نور برہان اور کبھی قوت بیان سے اور کبھی شمشیر و سناں سے دین الٰہی کی حقانیت کی شہادت دے وہ شہید کہلاتا ہے اور راہ خدا میں قتل ہونے والے کو اسی مناسبت سے شہید کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی جان قربان کر کے دین کی حقانیت کی گواہی دی۔ اور وہ افراد جو دنیا میں دین کی صداقت کے شاہد رہے وہی قیامت کے روز لتکونوا شھداء علی الناس کے مصداق ہوں گے۔ اور صالحین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو عقائد و اعمال دونوں کے لحاظ سے صالح ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کا یہ کتنا شیریں ثمر ہے۔

لیکن اگر اطاعت محبوب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زندگی سے خارج کر دیا جائے تو پھر وہ کفر و شرک و ضلالت ہے۔ حیوانوں سے بدتر ہے' سراسر گمراہی ہے' ازلی و ابدی خسران و نقصان ہے۔ ایسا شخص دنیا جہاں کے رفاہی و فلاحی کام کرتا پھرے وہ در خور اعتنا نہ ہوں گے۔ اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں تہی دامن و نامراد رہتا ہے۔ سورۃ محمد ﷺ آیت ۳۳ میں رب کریم ارشاد فرماتا ہے :

یایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکمO

(ترجمہ) اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی اور نہ ضائع کرو اپنے عملوں کو۔

Marfat.com

محب کبھی محبوب کی مخالفت کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور جو قولاً و عملاً مخالفت کرے تو وہ محب نہیں ہو سکتا۔ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کے طوق کو زینت گلو بنانے کے لئے لازم ہے کہ ان کی اطاعت و اتباع و ادب کیا جائے۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب نہیں بناتا۔ آپ ﷺ کے ساتھ دل و جان سے زیادہ محبت و عشق نہیں کرتا۔ آپ ﷺ کا ادب و احترام و توقیر و تعظیم نہیں کرتا۔ آپ ﷺ کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ نہیں بناتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظر میں وہ ذلیل ترین ہے۔ اس سے زیادہ روئے زمین پر گمراہ نہیں۔ سورہ المجادلہ آیت ۲۰ میں فرمان ربی ہے :

ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولیک فی الا ذلین ○

(ترجمہ) بیشک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وہ ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوں گے۔

یہ بدترین لوگ جو عدم اطاعت و اتباع و ادب و محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے گمراہ ہوئے تھے۔ حال پر ہیں یا آئندہ ہوں گے دراصل شیطان کے حلقہ ارادت و عقیدت سے نکلنا نہیں چاہتے اور اپنی گمراہی و ضلالت و کفرو شرک کی طرح طرح کی منطقیں وضع کرتے اور حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں' یہ حق سے پاگل کتے کی طرح بدکتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں قرآن پاک کی سورہ الفرقان آیت ۸ ۔ ۹ میں اس کی اس طرح وضاحت ہے :

او یلقی الیہ کنز اوتکون لہ جنۃ یا کل منھا وقال الظلمون ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً ○ انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلاً ○

(ترجمہ) (ایسا کیوں نہ ہوا) کہ اتارا جاتا اس کی طرف خزانہ یا (کم از کم) اس کا ایک باغ ہی ہوتا۔ کھایا کرتا اس (کی آمدنی) سے اور ان ظالموں نے یہاں تک کہہ دیا کہ تم پیروی نہیں کر رہے مگر ایک ایسے شخص کی جس پر جادو کیا گیا ہے۔ ملاحظہ تو کیجئے کیسے بیان کرتے ہیں آپ کے متعلق طرح طرح کی مثالیں۔ سو وہ (اس بے ادبی کے باعث) گمراہ ہو گئے۔ پس وہ راہ نہیں پا سکتے۔

ان کور باطنوں کے پاس وہ آنکھ کہاں جو نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ سکے۔ ان کے بشری حواس بھی کفرو شرک کے تعفن کے باعث ایسے ماؤف ہو چکے ہیں کہ بشریت کاملہ کے اس مرقعہ زیبا اور پیکر حسن و جمال کی رعنائیوں کو بھی دیکھنے سے یہ لوگ قاصر ہیں۔ ان کی کوتاہ بینی صرف بازاروں میں ان کا چلنا دیکھ سکی لیکن عرش کی بلندیوں پر ان کا محو خرام ناز ہونا انھیں دکھائی نہ دے

Marfat.com

سکا یہ کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی فرشتہ نہیں ہوتا۔ فرشتوں کے سردار تو اس کی رکاب تھامنے اور باگ پکڑنے کو اپنے لئے باعث عز و افتخار سمجھتے ہیں۔ اسے تو ہر وقت میری معیت حاصل ہے جو فرشتوں کا خالق و مالک ہوں۔ فانک باعنینا (تو ہماری نگاہوں میں بس رہا ہے) کی شان سے وہ بے خبر ہیں۔ وہ یہی دیکھتے رہے کہ یہ پھٹے پرانے کپڑے زیب تن فرماتا ہے۔ اس کے ہاں اکثر جو کی روٹی پکتی ہے۔ بلکہ کئی کئی ماہ تک اس کے ہاں چولھا ہی گرم نہیں ہوتا۔ اس سے انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ مفلس ہے' نادار ہے لیکن انہوں نے انا اعطیناک الکوثر پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ انہوں نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سننے سے کان بند کر لئے۔ اعطیت مفاتیح خزائن الارض (صحیح بخاری) مجھے ساری زمین کے سارے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ دنیا اور دنیا کی متاع فانی کو اس نے اپنے دامن استغنا سے گرد کی طرح جھاڑ دیا ہے۔ اس کی نگاہ مازاغ کو حوروں کا حسن' جنت کی بہاریں' عرش و کرسی کی عظمتیں اپنی طرف منعطف نہ کر سکیں۔ وہ تو میرے حسن حقیقی کے مشاہدہ میں نعمت استغراق سے سرشار ہے۔ اور کافر اپنی نادانی اور کم ظرفی کے باعث یہ سمجھنے لگے ہیں کہ مفلس ہے' نادار ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی باغ نہیں۔ کتنے کودن ہیں یہ کہنے والے۔ یہ سارا گلشن عالم اس کا ہے۔ فردوس بریں کے در و دیوار۔ قصور و اشجار پر اسی کا نام نقش ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے مقام کو نہ پہچان کر' تیری عظمت سے بے خبر رہ کر' تیری شان کا انکار کر کے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کاش انہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل نصیب ہوتا تو انہیں تیرے حسن سرمدی اور تیری محبوبیت کا پتہ چلتا۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر مسجد نبوی میں منبر پر کھڑا ہوا کچھ کہہ رہا ہے ذرا اسے سنو تو۔

و اجمل منک لم ترقط عین
و احسن منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

(ترجمہ) چشم فلک نے اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں بھی اور کبھی بھی آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔ اور کسی عورت نے کسی زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل بچہ نہیں جنا۔ پیدا کرنے والے نے آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی تخلیق اس طرح کی

Marfat.com

گئی ہے جیسے آپ ﷺ کی مرضی تھی۔

اور یہی حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دوسرے موقع پر یوں حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں ۔

له همم لا منتهیٰ لكبارها
وهمته الصغری اجل من الدهر

(ترجمہ) اس کے بڑے بڑے حوصلوں اور ہمتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اس کا سب سے چھوٹا حوصلہ زمانے سے بھی بزرگ تر ہے۔

لیکن نہ وہ عشق و محبت کی راہ پر چلے اور نہ انہیں تیری معرفت نصیب ہوئی۔ وہ بدنصیب اعتراضات اور الزامات کے خار زاروں میں ہی سر پٹخ پٹخ کر رہ گئے۔ اسی لئے تو کبھی کہتے ہیں کہ جادوگر ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ نہیں اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ کبھی کہتے ہیں خود کلام گھڑتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں بہت سے لوگ اس کی امداد کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں شاعر ہے۔ غرضیکہ کوئی بات بن نہیں آتی' کہیں قدم نہیں جمتے۔ یوں ہی واہی تباہی بک رہے ہیں۔ حقیقت کا راستہ گم کر بیٹھے ہیں اور ظن و تخمین کے ریگزاروں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب و حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کرنا یا گستاخی کرنا غضب الٰہی کو بھڑکا دیتا ہے۔ علم و تقدس کے تمام محلات مسمار کر کے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ روح البیان میں رقمطراز ہیں کہ ایک فاضل اجل سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے تو ایک محجوب اور محروم ازلی نے کہا۔

"ہوائے نفس سے کسی کو چھٹکارا نہیں خواہ وہ بھی ہو (وہ سے اشارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا) کیونکہ انہوں نے بھی کہا ہے احببت الی من د نیاکم ثلاث الطیب و النساء و قرة عینی فی الصلوة" یعنی تمہاری دنیا سے تین چیزیں میرے لئے پسند کی گئی ہیں۔ خوشبو' نساء اور میرے آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

میں نے اس گستاخ سے کہا۔

"تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی۔ حدیث مبارک میں احببت یعنی (میں پسند کرتا ہوں) کا لفظ نہیں بلکہ حبب (میرے لئے مرغوب بنا دی گئی ہیں) کا لفظ ہے۔ ہوائے نفس تو تب ہوتی کہ احببت کا لفظ ہوتا۔"

فرماتے ہیں اس گستاخ کا منہ تو میں نے بند کر دیا لیکن میں اس کی بدزبانی پر بڑا غمگین ہوا

Marfat.com

کہ اپنے آپ کو امتی کہلانے والا شخص بھی ایسی بات زبان پر لا سکتا ہے۔ رات کو خواب میں حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا۔

"لا تغتم فقد کفیاک امرہ" غمزدہ نہ ہو ہم نے اس کا کام تمام کر دیا۔"

صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ قتل کر دیا گیا ہے۔

علامہ مرحوم اگر آج ہوتے اور ان امتیوں کا حال دیکھتے جو اپنے آپ کو بشریت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم پلہ ثابت کرنے کے لئے کس سوقیانہ انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواجی زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو ان کا کلیجہ پھٹ جاتا۔

شب پرہ می طلبد بدر تمامت نقصان
او نداند کہ ابد نور تو ظاہر باشد

ہر کہ از روئے جدل بر تو سخن میراند
بمثل شد اگرش بو علی' کافر باشد

(ترجمہ) چمگادڑ یہ چاہتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدر کامل کے نور کو کم کر دے۔ وہ بیوقوف یہ نہیں جانتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ابد تک درخشاں رہے گا۔ جو بدبخت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر زبان طعن دراز کرے وہ عقل و فہم میں بو علی سینا کی مانند بھی ہو تو وہ دولت ایمان سے محروم ہے' کافر ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک تو بڑی اعلیٰ و ارفع ہے۔ اگر کوئی شخص اولیاء و مشائخ پر بے جا اعتراض کرتا ہے تو وہ نعمت و برکت سے محروم کر دیا جاتا ہے اور علم و عرفان کا دروازہ اس کے لئے بند ہو جاتا ہے۔

ایسے رو سیاہ و سیاہ قلب و روح بے ادب و گستاخ ملعون کسی نہ کسی طرح محبوب و حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچانے پر کمربستہ رہتے ہیں اور طرح طرح کی تدابیر کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے عذاب الیم کی وعید ہے۔ جہنم کے شعلے ان کے لئے چشم براہ ہوتے ہیں اور قبران کا کچومر نکالنے کے لئے مضطرب و بیتاب ہوتی ہے۔

سورہ انفال آیت ۱۳ میں ہے :

ومن یشاقق اللہ ورسولہ فان اللہ شدید العقاب ○

(ترجمہ) اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو

Marfat.com

بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

سورہ النساء آیت ۱۱۵ میں ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی و نصله جهنم وساءت مصیراO

(ترجمہ) اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے بعد کے روشن ہو گئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مومنین کی راہ سے تو ہم پھرنے نہیں دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

سورہ التوبہ آیت ۶۱ میں ہے۔

ومنهم الذین یوذون النبی و یقولون هو اذن قل اذن خیر لکم یومن باللّٰه و یومن للمومنین و رحمة للذین امنوا منکم والذین یوذون رسول اللّٰه لهم عذاب الیمO

(ترجمہ) اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو (اپنی بد زبانی سے) اذیت دیتے ہیں نبی (کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور کہتے ہیں یہ کانوں کا کچا ہے۔ فرمایئے وہ سنتا ہے جس میں بھلا ہے تمہارا۔ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مومنوں (کی بات) پر اور سراپا رحمت ہے ان کے لئے جو ایمان لائے تم میں سے۔ اور جو لوگ دکھ پہنچاتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتا دیا گیا کہ کوئی ہو جس نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل رحیم کو ایذا پہنچائی وہ دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ اب وہ لوگ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات علمی کا انکار کرتے ہیں اور اس برے ارادے اور نیت سے قرآن پاک و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ انہیں کوئی ایسی چیز ہاتھ آجائے جس سے وہ اپنے ناقص اور غلیظ خیال کے مطابق اللہ کے پیغمبر ﷺ کا کوئی کمزور پہلو تلاش کر سکیں اور اس رفعت و تقدس مآب کی جناب میں بازاری الفاظ بڑی بے حیائی اور بے باکی سے اپنی تقریروں اور تحریروں میں استعمال کرتے ہیں وہ خود سوچیں کہ ان کا حشر کیا ہو گا۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

سورہ توبہ آیت ۶۳ میں ہے۔

Marfat.com

الم یعلموا انه من یحاد داللہ و رسوله فان له نار جهنم خالداً فیها ذلک الخزی العظیم○

(ترجمہ) کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے لئے آتش جنہم ہے۔ ہمیشہ رہے گا اس میں یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

محب اپنے محبوب کی تمنا پوری کرنے کا منتظر رہتا ہے اور اسے پورا کرنے میں تعجیل سے کام لیتا ہے۔ محب کو محبوب کی ہر ادا بڑی بھاتی ہے لیکن کوئی ادا ایسی پسند آتی ہے کہ اسے بار بار دیکھنا پسند کرتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا اور آرزو پر بے حد خوشی ہوتی ہے۔ بعض اوقات وہ کسی ادا و آرزو کو متعدد بار دیکھنا چاہتا ہے اور بسا اوقات کسی تمنا کو بہت جلد پورا کر دیتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

"میں نے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محب رب کریم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرزو کی تکمیل میں جلدی کرتے دیکھا ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ میں کوہ صفا پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے جبرئیل! قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والے اس حال میں شام کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک تھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے۔"

ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو ختم نہیں فرمائی تھی کہ آسمان کی طرف سے ایک سخت خوفناک قسم کی آواز آئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے جبرئیل! کہیں قیامت کے قیام کا حکم تو نہیں ہے۔"

عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نہیں بلکہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے۔"

چنانچہ وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

Marfat.com

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ جو ابھی گفتگو کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے سنا ہے۔ مجھے رب کریم نے زمین کی چابیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینے کے لئے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہیں تو سرزمین عرب کے تمام پہاڑ زمرد' یاقوت اور سونے کے بن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلیں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے ساتھ دنیا کی تاجداری عطا کردوں۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی عبد بننا پسند کرتے ہیں۔"

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے تواضع کی طرف اشارہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

"میں نبی عبد بننا پسند کرتا ہوں۔"

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف چہرہ مبارک کر کے سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی اور پسند کرتے تھے کہ کعبہ کی طرف رخ کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴ نازل ہوئی۔

قد نری تقلب وجهک فی السمآء فلنولینک قبلةً ترضها فول وجهک شطر المسجد الحرام ط و حیث ماکنتم فولوا وجوهکم شطره وان الذین اوتوا الکتب لیعلمون انه الحق من ربهم وما الله بغافل عما یعملون ○

(ترجمہ) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منہ کرنا آسمان کی طرف' ہم ضرور پھیردیں گے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پسند کرتے ہیں۔ (لو) اب پھیرلیں اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو پھیرلیا کرو اپنے منہ اس کی طرف اور بیشک وہ جنہیں کتاب دی گئی ضرور جانتے ہیں کہ یہ حکم برحق ہے ان کے رب کی طرف سے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔

یہ واقعہ ہجرت کے سترھویں مہینے ۱۵ رجب المرجب یوم دوشنبہ کو ہوا۔

متذکرہ آیت مبارکہ کی تفسیر یوں ہے کہ کعبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا قبلہ تھا۔ نیز اہل عرب کو اسلام کی طرف مائل کرنے کا

Marfat.com

ایک موثر ذریعہ تھا۔ یہ اور ان کے علاوہ کئی دیگر وجوہات بھی تھیں جنہیں نگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ رہی تھی جن کے باعث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی تمنا تھی کہ کعبہ کو قبلہ بنایا جائے اور چشم امید در رحمت کی طرف بار بار اٹھتی رہتی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ادا اتنی پیاری اور اس کی خوشنودی خاطر اتنی مطلوب تھی کہ اس آیت مبارکہ میں اعلان فرما دیا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قبلہ تمہیں پسند ہے وہی ہمیں پسند اور تیری خوشی کے لئے ہم کعبہ کو قبلہ مقرر فرماتے ہیں۔ قد نری تقلب وجھک (بہ صیغہ مضارع) فرمایا قدر اینا (ماضی) نہیں فرمایا۔ جیسے ظاہر حال کا تقاضا ہے۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تیرے رخ انور کا بار بار سوئے آسمان اٹھنا ایسی چیز نہیں ہے جسے قصہ ماضی بنا کر بیان کیا جائے۔ بلکہ چشم قدرت اس منظر روح پرور کا اب بھی یونہی مشاہدہ فرما رہی ہے۔ فرمایا ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا بار بار آسمان کی طرف اپنے رخ جہاں افروز کا اٹھانا کیا شان محبوبیت ہے۔ سبحان اللہ!

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ رہے تھے۔ دو رکعتیں ادا فرما چکے تھے کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اسی وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر کعبہ کی طرف کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی اپنے رخ کعبہ کی طرف پھیر لئے۔ مدینہ کی دوسری مسجدوں میں بھی جہاں جہاں جماعت ہو رہی تھی جب یہ حکم پہنچا تو اسی لمحہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے رخ پھیر لئے اور دنیا کو تسلیم و رضا کا ایک بے مثال نمونہ دکھایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محیر العقول ترقی کا راز اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنے قائد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی بے چون و چرا اطاعت میں مضمر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود کے اعتراضات سے دل گرفتہ نہ ہوں۔ ان کی کتاب میں تحویل قبلہ کا ذکر موجود ہے۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اب محض تعصب اور ہٹ دھرمی کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کے سامنے جتنے دلائل پیش کئے جائیں انہیں ہدایت نہ ہوگی۔

تفسیر ابن کثیر میں متذکرہ بالا آیت مبارکہ کی شان نزول کے سلسلہ میں رقم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نماز میں ہی سوئے کعبہ پھر گئے۔ مسلمانوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ اسی طرف رخ کر لیا۔

مسئلہ : اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا منظور ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں رو بہ قبلہ ہونا فرض ہے۔ کیونکہ ان (یہود) کی کتب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس سے اپنا رخ انور کعبہ کی طرف پھیریں گے اور ان کے انبیاء علیہم السلام نے بشارتوں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نشان بتایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس اور کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں پہلا نسخ قبلہ کا حکم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی یہاں تک کہ اکثر باشندے یہود تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کا حکم دیا۔ یہود اس سے بہت خوش ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی ماہ تک اسی رخ نماز پڑھتے رہے لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمنا قبلہ ابراہیمی کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور نگاہیں آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے۔ آخر کار متذکرہ بالا آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اس پر یہود کہنے لگے۔

"اس قبلہ سے کیوں ہٹ گئے۔"

جس کے جواب میں کہا گیا۔

"مشرق و مغرب کا مالک اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔"

اور فرمایا۔

"جدھر تمہارا منہ ہو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔"

اور یہ بھی فرمایا۔

"اگلا قبلہ امتحاناً تھا۔"

اور روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ مسجد حرام کی طرف کعبہ کی جانب میزاب کی طرف منہ کریں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امامت کرائی۔

عبدالرزاق میں ہے کہ ہم صبح کے وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مسعود میں جایا کرتے اور وہاں کچھ نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن ہم گئے تو دیکھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے کہا۔

"آج کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے۔"

لہٰذا میں بھی بیٹھ گیا تو رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متذکرہ بالا آیت مبارک تلاوت فرمائی۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"آؤ اس سے قبل کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوں ہم اس نئے حکم کی تعمیل کریں اور اول فرمانبردار بن جائیں۔"

چنانچہ ہم ایک طرف ہو گئے اور سب سے پہلے بیت اللہ شریف کی طرف نماز پڑھی۔

مردویہ میں بروایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ پہلی نماز جو رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کی طرف ادا کی وہ ظہر کی نماز ہے اور یہی صلوٰۃ وسطیٰ ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ پہلی نماز کعبہ کی طرف عصر کی ادا ہوئی۔ اسی وجہ سے اہل قبا کو دوسرے دن صبح کے وقت اطلاع پہنچی۔

ابن مردویہ میں بروایت نویلہ بنت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود ہے کہ ہم مسجد بنو حارثہ میں ظہر یا عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے ادا کر رہے تھے۔ دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کسی نے آکر قبلہ کے بدل جانے کی خبر دی۔ چنانچہ ہم نماز ہی میں بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو گئے اور باقی نماز اسی طرف ادا کی۔ اس گھومنے میں مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ آگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب خبر پہنچی تو خوش ہو کر فرمایا۔

"یہ ہیں ایمان بالغیب رکھنے والے۔"

ابن مردویہ میں یہ بھی بروایت حضرت عمارۃ ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہے کہ رکوع کی حالت میں ہمیں اطلاع ملی اور ہم سب مرد، عورت، بچے اسی حالت میں اس قبلہ کی طرف گھوم گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان یہی ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر نظر رکھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو ہو اسی کی صورت بنتی ہے۔ کعبہ شریف کی طرف رخ کرنے سے سچے ہی ساتھ چل سکتے تھے۔ مقام کے ساتھ لگے ہوئے لوگوں پر تو یہ بہت بھاری بات تھی حکم ہو گیا۔

"اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر دیجئے۔"

ارشاد کے مطابق تعمیل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی مومنین کے لئے معیار یہ ہو گیا کہ وہ جہاں بھی ہوں

Marfat.com

اپنا رخ اسی طرف کریں۔ مومنین کا رخ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ ہوتا ہے۔ تحویل قبلہ کے بارے میں اہل کتاب کو یقیناً معلوم تھا اور معلوم ہے کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اگر وہ اس حق کو چھپا رہے ہیں اور بیوقوفی سے اس پر طعن کرنے لگے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے کہے سے غافل تو نہیں ہے۔ انہیں ان کے کئے کی جزا ضرور دی جائے گی۔

منقول ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔

"اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سب لوگ میرے عاشق ہیں اور میں تیرا عاشق ہوں۔ سب میری رضامندی کے طالب ہیں اور میں تیری رضا کا طلبگار ہوں۔"

یہ ارشاد ربانی دلالت کرتا ہے کہ یہ محبت واحد ہے دو محبتیں نہیں ہیں لہٰذا جو محب اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کو چھوڑے وہ محب ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ اپنے دعوئ میں سچا نہیں بلکہ ناقص الایمان ہے۔ اور پھر عشق ازلی اور محبت لم یزلی نے ندا کی۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری غیرت دوئی کو پسند نہیں کرتی۔ میں دو ناموں کو روا نہیں رکھتا۔"

اس ندا پر قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ دلیل ناطق ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ○

عشاق محب اور محبوب کو' طالب اور مطلوب کو' عاشق اور معشوق کو' چکور اور چاند کو' پروانہ اور شمع کو الگ الگ نہیں دیکھتے۔ مجازی و حقیقی عشق کی شرع میں ایسا ہی ہے۔ اور جو ان کو جدا جدا تصور کرتا اور سمجھتا ہے وہ کور چشم ہے۔ بقول محبین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام اللہ نعت محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہٰذا ہر مقام پر رب کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ رکھا ہے۔

سورہ النساء آیت ۵۹ میں ہے۔

"اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔"

سورہ انفال آیت ۲۰ میں ہے۔

"حکم مانو اللہ تبارک وتعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور سن سنا کر اس سے منہ پھیرو۔"

سورہ توبہ آیت ۷۱ میں ہے۔

Marfat.com

"اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانیں جن پر عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ رحم کرے گا"

سورہ نور آیت ۶۲ میں ہے۔

"ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین لائے۔"

سورہ انفال آیت ۲۴ میں ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔"

سورہ الاحزاب آیت ۳۶ میں ہے۔

"اور جو حکم نہ مانے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔"

سورہ الاحزاب آیت ۵۷ میں ہے۔

"بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔"

سورہ التوبہ آیت ۱ میں ہے۔

"بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔"

سورہ توبہ آیت ۳ میں ہے۔

"اور منادی پکار دیتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔"

سورہ التوبہ آیت ۱۶ میں ہے۔

"اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے۔"

سورہ التوبہ آیت ۶۳ میں ہے۔

"کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔"

سورہ المائدہ آیت ۳۳ میں ہے۔

"وہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتے ہیں۔ ان کا بدلہ یہی ہے کہ۔"

سورہ التوبہ آیت ۲۹ میں ہے۔

Marfat.com

"اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔"

سورہ الانفال آیت ۱۳ میں ہے۔

"اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرے۔"

سورہ الانفال آیت ۱ میں ہے۔

"فرمائیں غنیمتوں کے مالک اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

سورہ التوبہ آیت ۵۹ میں ہے۔

"اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیا۔"

"کہتے ہیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

سورہ الانفال آیت ۴۱ میں ہے۔

"تو پانچواں حصہ خاص اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔"

سورہ توبہ آیت ۷۴ میں ہے۔

"اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔"

سورہ التوبہ آیت ۹۰ میں ہے۔

"اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ بولا تھا۔"

سورہ الاحزاب آیت ۳۷ میں ہے۔

"جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نعمت دی اور آپ (محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے نعمت دی۔"

اگر گوش قلب کھلے ہوں تو آج بھی یہ صوت سنی جا سکتی ہے۔ جب جسد آدم علیہ السلام میں روح پھونکے جانے کے بعد ساق عرش پر لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ رقم دیکھا تو سمجھ گئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اسم پاک کے ساتھ اسی ہستی کا ذکر کیا ہے جو اس کے نزدیک محبوب ترین خلق ہے' تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"اے آدم! (علیہ السلام) تم نے سچ کہا۔ وہ میرے نزدیک "احب الخلق" ہیں اور تو نے ان کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے لہٰذا معاف کیا۔"

حدیث قدسی اس پر صاد ہے جو حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہے۔

لولاک لما خلقت الا فلاک ولما اظہرت الربوبیۃ☆

یعنی اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کا اظہار کرتا۔

اور اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقو! یہ تو الم نشرح ہے کہ جو کچھ عطا ہوا' حال پر عطا ہو رہا ہے اور قیامت بلکہ بعد از قیامت تک جو عطا ہو گا اس کی صرف ایک ہی صورت ہے اور یہ کہ رب ودود سب سے پہلے عطا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر کرتا ہے' پھر اوروں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس قدر محبت و عشق زیادہ ہو گا اتنی ہی عطا بھی زیادہ ہو گی۔

لاریب اس حقیقت سے تم آشنا ہو گے کہ محبت و عشق کی انتہا نہیں لہٰذا انتہائے عطائے خداوندی بھی نہیں ہے۔ تار نفس کے ٹوٹنے کے بعد محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کو گل و گلزار اور بقعئہ نور بنا دے گا۔ عرصہ محشر کی تلخیوں اور شدائد کو مبدل بہ سکون و راحت کر دے گا۔ حوض کوثر سے جام طہور بھر بھر کر پلائے گا۔ پل صراط سے بلاخوف و خطر پار لے جائے گا اور فردوس میں موجب دیدار الٰہی ہو گا۔ لہٰذا جتنا زیادہ ممکن ہو زندگی کے باقی ماندہ لمحات و انفاس کو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق میں رنگ لو۔ دیوانے ہو جاؤ' حرز جان بنا لو۔ سورہ الانشراح آیت ۴ میں رب کریم فرماتا ہے:

"اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذکر کو اس لئے اے عاشقو! تم بھی فرمان ربی کی روشنی میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اپنی جلوتوں میں' اپنی خلوتوں میں' اپنی محفلوں میں بلند کرو۔"

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ متذکرہ آیت مبارکہ کی روشنی میں فرماتے ہیں:

"اے جان برادر! اپنے ایمان پر رحم فرما۔ خدائے قہار و جبار جل جلالہ سے لڑائی نہ باندھ' وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا ہے۔ ورفعنالک ذکرک یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں ہماری یاد ہو گی تمہارا بھی چرچا ہو گا۔ اور ایمان تمہاری یاد کے بغیر ہرگز پورا نہ ہو گا۔ آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے۔ موذن اذانوں اور خطیب خطبوں میں۔ ذاکرین اپنی مجالس میں اور واعظین اپنے منابر پر تمہارے ذکر کے

Marfat.com

ساتھ تمہاری یاد کریں گے۔ اشجار و احجار' آہو و سوسمار و دیگر جاندار و اطفال " شیر خوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بہ زبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے۔ چہار اکناف عالم میں لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ کا غلغلہ ہو گا۔ جز اشقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہو گا۔ مسبحان ملاء اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا۔ ادھر تمہارے محمود و رود مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و کرسی' ہفت اوراق' سدرہ' قصور و جناں' جہاں پر اللہ لکھوں گا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بھی تحریر فرماؤں گا۔ اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی' جگر کو ٹھنڈک' قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سامعین کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں۔ اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں اور سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔ اک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیص شان اور محو فضائل میں مشغول ہو تو میں قادر مطلق ہوں۔ میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا۔

حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ صاحبو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا منشاء اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفت و ثنا کرنا ہے اور اپنی ساری مخلوق کو بھی یہی حکم دے رکھا ہے کہ اس پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ اس کا ذکر بلند کرو۔ اس سے محبت کرو۔

یوں تو محب کو اپنے محبوب کی ہر شئے سے محبت ہوتی ہے اور وہ اس کا اکثر و بیشتر ذکر کرتا رہتا ہے۔ لیکن اس کی نظر میں اگر کوئی بڑی سے بڑی قسم ہے تو وہ اس کے محبوب کی عمر کی قسم ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو چونکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت ہے لہٰذا اس نے بھی سورہ الحجر آیت ۷۲ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کی قسم کھائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون ○"

(ترجمہ) اے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ کی زندگی کی قسم۔ یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہیں۔

علمائے تفسیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ و اجمل الثنا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات پاک کی قسم اٹھائی ہے اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت شان اور شرف رفیع کی قوی دلیل ہے۔ حضرت ابن

Marfat.com

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی چیز کو معزز اور مکرم پیدا نہیں کیا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی قسم اٹھانا تعظیم و تکریم کی انتہا ہے۔ مخلوق الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہ رب العزت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان پاک کی طرح عزت و حرمت نہیں رکھتی اور رب کریم نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے سوا کسی کی عمرو حیات کی قسم نہیں فرمائی۔ یہ مرتبہ صرف محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

جس طرح محب اپنے محبوب کے حسن و جمال کی تعریف کرتے وقت اس کے اعضاء کا ذکر کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب ہے اس نے بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارک کا کیا خوبصورت انداز میں اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے کہ روح مستانہ وار جھوم اٹھتی ہے۔ اس سے حق جل و علا کی کمال محبت و عنایت پائی جاتی ہے۔

سورہ البقرہ آیت ۱۴۴ میں چہرہ مبارک کا ذکر ہے۔

قد نری تقلب وجھک فی السماء ○ یعنی ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چہرہ کرنا آسمان کی طرف۔

سورہ النجم آیت ۱۷ میں آنکھ مبارک کا ذکر ہے۔

مازاغ البصر وما طغٰی ○ یعنی نہ درماندہ ہوئی چشم (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور نہ (حد ادب سے) آگے بڑھی۔

جیسے دوپہر کے وقت انسان سورج کو دیکھنے کی کوشش کرے تو آنکھ سورج کی روشنی کی تاب نہیں لا سکتی اور چندھیا جاتی ہے۔ فرمایا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ان انوار کی چمک دمک سے خیرہ ہو کر چندھیا نہیں گئیں۔ درماندہ ہو کر بند نہیں ہو گئیں بلکہ جی بھر کر ان کا دیدار کیا۔ یہاں عبد کامل کی اپنے معبود برحق کے ساتھ ملاقات کا ذکر ہے۔ جہاں ایک طرف عشق ہے' نیاز ہے اور سرا فگندگی ہے اور دوسری طرف حسن ہے' شان صمدیت ہے اور شان بندہ نوازی اپنے جوبن پر ہے۔

سورہ الدخان آیت ۵۸ میں زبان مبارک کا ذکر ہے۔

Marfat.com

فانما یسرنہ بلسانک لعلھم یتذکرون ○ یعنی پس ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

سورہ النجم آیت ۳ میں بھی زبان مبارک کا ذکر ہے۔

وما ینطق عن الھوی ○ یعنی اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔

سورہ الانشراح آیت ۱ میں سینہ مبارک کا ذکر ہے۔

الم نشرح لک صدرک ○ یعنی کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔

علامہ راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق اس آیت مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ نور الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہو جانا۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق نفس کو قوت قدسیہ اور انوار الٰہیہ سے اس طرح موید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے۔ ملکات کے ستاروں کے لئے آسمان بن جائے۔ اور گوناگوں تجلیات کے لئے عرش بن جائے۔ جب کسی کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اس کو ایک حالت' دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی۔ اس کے نزدیک مستقبل' حال اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا کہ غیب یا شہادت کے دونوں جہاں اس میں سما گئے ہیں۔ استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہو گئی ہیں۔ علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں۔ خلق کی بہبودی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تعلق معرفت الٰہی میں استغراق سے رکاوٹ نہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ اس میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا۔ حضرت امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ "قصیدہ بردہ" میں تحریر فرماتے ہیں ۔

فان من جودک الدنیا و ضرتھا
ومن علو مک علم للوح و القلم

(ترجمہ) یعنی دنیا اور آخرت دونوں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جود و کرم کے مظہر ہیں۔ اور لوح و قلم کا علم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

حضرت علامہ علی قاری حنفی رحمتہ اللہ علیہ آخری مصرع کی شرح میں کہتے ہیں کہ لوح و قلم کا علم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم

Marfat.com

کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

سورہ النجم آیت ۱۱ میں قلب مبارک کے بارے میں ہے۔

ما کذب الفواد ما رای ○ یعنی نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے۔

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صرف اعضاء مبارک کی نہیں بلکہ اس شہر کی بھی قسم کھائی جہاں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعثت کے بعد مقیم تھے۔ سورہ البلد آیت ۱۔ ۲ میں ارشاد ہوتا ہے:

لا اقسم بھذا البلد ○ وانت حل بھذا البلد ○ یعنی میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔ دراں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بس رہے ہیں اس شہر میں۔

جب اس آیت مبارکہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سماعت فرمایا تو بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں' اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کتنا مقام ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں سے مس ہونے والی مٹی کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا لا اقسم بھذا البلد ○

کیا خوش کن نظارہ تھا جب شب اسراء عرش پر قدم رنجہ فرمانے سے قبل محبوب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے نعلین مبارک اتارنے لگے تو ارشاد ہوا۔

"اے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! اسی طرح چلے آؤ۔"

اور پھر دید کے پیاسے عرش نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کو جی بھر کر بوسے دیئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف متذکرہ بالا پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا ہے تاکہ کوئی دریدہ دہن و روسیاہ اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب نہ ہو۔ غزوۂ بدر کے موقعہ پر جب جانثاران رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مٹھی بھر تھے تو رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مشت خاک کفار کی طرف پھینکی جس کے ذرات ہر کافر و مشرک کی آنکھ میں پڑے اور وہ اس نادیدہ آفت سے حواس باختہ ہو گئے۔ اس پر سورہ الانفال کی آیت ۱۷ غماز ہے کہ یہ فعل میرے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں بلکہ رب تعالیٰ نے کیا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی ولیبلی

Marfat.com

المومنین منه بلآءً حسناً ان اللہ سمیع علیم ○

(ترجمہ) پس تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انہیں۔ اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے نہیں پھینکی (وہ مشت خاک) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینکی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھینکی تاکہ احسان فرمائے مومنوں پر اپنی جناب سے بہترین احسان۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

محب کبھی اپنے محبوب کو رنجیدہ خاطر دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر محبوب اداس وملول و رنجیدہ ہو تو وہ تڑپ اٹھتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اس کی رنجیدگی فی الفور دور ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین فرمایا کرتے تھے۔ کفار و مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت و صداقت کے بہ دل و جان مداح تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام حقہ کے منکر تھے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے لہٰذا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی و تشفی کے لئے سورہ الانعام آیت ۳۳ میں ارشاد فرمایا۔

قد نعلم انه لیحزنک الذی یقولون فانهم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون ○

(ترجمہ) (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جانتے ہیں کہ رنجیدہ کرتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں۔ تو وہ نہیں جھٹلاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ ظالم (دراصل) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی ایسا نبی نہیں کہ جب اس کی قوم نے اس پر تہمت لگائی ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اس کا دفاع فرمایا ہو مگر ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہا تو فوراً فرمایا۔

"یہ کاہن کا تو قول نہیں۔"

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہا گیا تو فرمایا۔

"ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کی تعلیم ہی نہیں دی اور نہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناسب ہے۔"

اور جب قوم نے گمراہ کہا تو فوراً فرمایا۔

"تمہارا ساتھی راہ حق سے نہ بھٹکا نہ بہکا۔"

Marfat.com

اور جب مجنوں کہا تو فرمایا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں۔"

قوم نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افترا پرداز کہا تو فرمایا۔

"بیشک جھوٹ تو وہی گھڑتے ہیں جو احکام الٰہی پر ایمان نہیں رکھتے اور جھوٹ بکنے والے تو یہ ہی ہیں۔"

اگر تدبر و غور سے مطالعہ قرآن پاک کیا جائے تو جگہ بہ جگہ محبتوں کے خوش رنگ گلاب کھلے ہوئے ہیں۔ اور رب تعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ برابر مشقت و تکلیف برداشت نہیں۔

نبوت کی نازک اور گراں ذمہ داریوں کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو از حد احساس تھا۔ جب وحی نازل ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح متوجہ ہوتے اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام جونہی کلام اللہ کی قرآت شروع کرتے تو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے بعجلت تلاوت فرماتے مبادا کوئی لفظ رہ جائے۔ بیک وقت تین امور درپیش ہوتے تھے۔

☆... سراپا توجہ بن کر سننا۔

☆... اسی وقت اس کی تلاوت کرنا۔ اور

☆... اس کے مفہوم کو سمجھنا۔

یہ بڑا وقت طلب اور تکلیف دہ کام تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تکلیف گوارا نہ ہوئی۔ اس زحمت سے بچانے کے لئے سورہ القیامت کی آیات ۱۶ ۔ ۱۹ نازل فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لاتحرک بہ لسانک لتجمل بہ○ان علینا جمعہ وقرانہ○ فاذا قرانہ فاتبع قرانہ○ ثم ان علینا بیانہ○

(ترجمہ) (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی یاد کر لیں اس کو۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اس کو پڑھانا۔ تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ پھر بیشک اس کی باریکیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔"

یہاں اللہ عزوجل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دیتا ہے کہ فرشتے سے وحی کس طرح

Marfat.com

لیں۔ آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لینے میں جلدی کرتے تھے۔ اور قرآت میں فرشتے کے بالکل ساتھ رہتے تھے۔ پس اللہ جل جلالہ نے حکم فرمایا کہ جب فرشتہ وحی لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہیں۔ پھر جس ڈر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے تو اس کی بابت تسلی دیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں اسے جمع کر دینا اور بروقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کا پڑھا دینا یہ ہمارے ذمہ ہے۔ اسی طرح اس کا واضح کرانا اور تفسیر و بیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرانے کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہیں۔ پس پہلی حالت تو یاد کرانا اور دوسری تلاوت کرانا۔ اور تیسری تفسیر مضمون اور توضیح طلب کرانا تینوں کی کفالت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ذمے لی۔ پھر فرماتا ہے کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جمع کرنا اور اسے پڑھوانا بھی ہمارے اوپر ہے۔ جب ہم اسے پڑھیں یعنی جب ہمارا نازل کردہ فرشتہ اسے تلاوت کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن لیں۔ جب وہ پڑھ چکے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں۔ ہماری مہربانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا یاد نکلے گا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حفظ کرانے' تلاوت کرانے کے بعد ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے معانی' مطالب' تبیین و توضیح کے ساتھ سمجھا دیں گے تاکہ ہماری اصلی مراد اور صاف شریعت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح آگاہ ہو جائیں۔

محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محب ہر اس شے سے ڈرتا ہے جس سے اس کے محبوب کو خطرہ ہو چہ جائیکہ اسے تکلیف پہنچے۔ اور جب معاملہ محبوب کی ہلاکت تک پہنچ جائے تو محب کے لئے خاموش رہنا ہرگز ممکن نہیں رہتا۔ اس لئے وہ حتی الوسع ہر وہ طریقہ اختیار کرے گا جس کی وجہ سے محبوب ہلاکت سے محفوظ ہو جائے۔

جب غزوۂ خیبر اپنے اختتام کو پہنچا تو ایک یہودی عورت نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے گوشت کا کونسا حصہ پسند کرتے ہیں۔"

اسے بتایا گیا۔ اس نے بکری ذبح کر کے پکائی اور اس کی دستی کو زہر آلود کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کھانا تناول کرنے کے لئے جلوہ افروز ہوئے۔ ابھی لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھا ہی تھا تو اس دستی نے اطلاع دی۔

"میں بلکہ تمام بکری زہر آلود ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ ان کا ورِ اقدس و رحمت

Marfat.com

و رافت سب کے لئے وا ہو۔ حتیٰ کہ منافق و فاسق سے بھی منہ نہ موڑا جائے۔ جو اسفل السافلین ہے۔ مار آستین ہے اور اس سے خیر کی توقع عبث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے استغفار فرمایا کرتے تھے۔

اس میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف و دشمن ہے وہ رب کریم کا پہلے مخالف و معاند ہے۔ یہی تقاضائے محبت بھی ہے۔ چنانچہ سورہ التوبہ آیت ۸۰ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم ذلک بانھم کفروا باللہ ورسولہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین ○

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش طلب کریں ان کے لئے یا نہ کریں۔ اگر آپ بخشش طلب کریں ستر بار جب بھی نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ انہیں۔ یہ محض اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ کا اور اس کے رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا قوم فاسقین کو۔

محبوب کے متعلقین سے بھی پیار ہوتا ہے ورنہ محبت سچی ثابت نہیں ہوتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر ہیں۔ اس لئے قیامت تک آنے والے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور امت کا غم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھائے جاتا تھا لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

"اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! تمہاری امت کو زیادہ مال ہم نے یوں ہی عطا نہ کیا تاکہ بروز قیامت ان پر حساب لمبا نہ پڑے۔ ان کی عمریں لمبی اس لئے نہیں کیں تاکہ وہ قسی القلب نہ ہو جائیں' مرگ مفاجات سے بھی محفوظ رکھا تاکہ بغیر توبہ ان کا دنیا سے نکلنا نہ ہو اور دنیا میں انہیں سب کے بعد اس لئے بھیجا تاکہ قبروں میں زیادہ دیر ٹھہرنا نہ پڑے۔"

محب کے لئے محبوب سے جدائی و فرقت کے چند لمحات صدیوں پر محیط ہوتے ہیں۔ وہ مثل ماہی بے آب محبوب سے وصل کا تمنائی ہوتا ہے۔ حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ صاحب حال بزرگ اور بحر عشق کے غواص تھے۔ فرماتے ہیں کہ محبوب سے بوقت وصل محب ہجر کے مقام پر اور بوقت فراق وصل کے مقام پر ہوتا ہے۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے پچاس سال بیت گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا۔

Marfat.com

"جاؤ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آؤ۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور قدموں کو بوسہ دے کر خواب راحت سے بیدار کیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا۔ سواری کے لئے براق پیش کیا۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پشت پر بیٹھا کر بصد ادب و انبساط سوئے مسجد اقصیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ رواں ہوا جہاں تمام انبیاء علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے۔ ادھر آسمانوں کو دلہن کی طرح سجایا گیا کیونکہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے گزرنا تھا۔

مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور ان کے شوق دید کو سکون نصیب ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں ان کی امامت فرمائی اور پھر اپنے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کیلئے چل پڑے۔

مقام سدرہ المنتہیٰ پر پہنچ کر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساجد الی اللہ ہوئے۔ اس جگہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سوئے عرش چلنے سے معذرت کر لی کہ یہ اس کا آخری مقام ہے اور اس سے آگے ایک شمہ برابر بڑھنے سے وہ تجلیات الہیہ سے خاکستر ہو جائے گا۔ چنانچہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکہ و تنہا چل پڑے۔ ایک مقام پر آواز سنائی دی۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے پاؤں نیچے کریں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو کوئی چیز ان کے ساتھ آ لگی اور پھر دور ہو گئی۔ پوچھا۔

"یا الٰہی! یہ کیا چیز تھی جس پر میرے قدم پہنچے اور پھر دور ہو گئی۔"

فرمایا۔

"وہ دور نہیں ہوئی بلکہ میں نے جو اللہ ہوں اس کو دور کر دیا۔"

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔

"کیوں۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کا خطاب آیا۔

"اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم ہمارے نزدیک اس قدر ہے کہ عرش 'اس کی عظمت کے باوجود اگر دس گنا بھی ہو جائے اور میری بارگاہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک میرے نزدیک زیادہ عزیز اور زیادہ محبوب ہو گی۔"

Marfat.com

اور جب محب و محبوب قریب ہوئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہل فرمائی اور کہا۔

"السلام علیک ایہا النبی"

ایک بزرگ نے یہاں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ جب بچھڑے ہوئے دو دوست جدائی کے بعد آپس میں ملتے ہیں تو پہلے وہ سلام کرتا ہے جس کے دل میں شوق و ولولہ زیادہ ہوتا ہے۔ انا الیہم اشد شوقاً "میں ان کے لئے بہت زیادہ مشتاق ہوں۔" اس کا یہی مطلب ہے۔ اور جو تم نے سنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے ساتھ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے تو اسی سنت کو برتتے تھے۔

وصل محبوب کے بعد محب کی آتش شوق و محبت فراواں ہو جاتی ہے۔ شعلہ بداماں ہو جاتی ہے۔ تاب فراق نہیں رہتا اور محبوب سے جلد وصل کی تمنا جوالا مکھی بن جاتی ہے۔

واقعہ معراج المحبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ عرصہ دنیا میں بہ ظاہر نہیں رکھا لیکن حقیقت میں موجود ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن موجود ہے' اسلام موجود ہے' شریعت محمدی موجود ہے' کلمہ موجود ہے' محبت موجود ہے اور یہ سدا رہیں گے۔

معراج شریف کے بعد تیرہ سال بیت گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو لے آؤ۔ اور یہ بھی فرمایا۔

"اے عزرائیل (علیہ السلام) وہ میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے حضور دم مارنے کی گنجائش نہیں۔ نہایت ادب کا مقام ہے اور میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہے اس کی تعمیل میں سرمو فرق نہ آئے۔"

چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی ہمراہی میں بارگاہ محبوبیت میں حاضر ہوئے اور بصد ادب عرض کی۔

"اے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا ہے۔ اگر فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کروں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کیا تم میرے کہنے پر عمل کرو گے۔"

عرض کی۔

Marfat.com

"مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں۔ یہ سماعت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ انہوں نے عرض کی۔

"یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رب ودود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا مشتاق ہے۔"

سنا تو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے ملک الموت! تجھے جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کر۔"

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم محب کے پاس تشریف لے گئے۔

وقت چلتے چلتے حشر کی ساعتوں کے ساتھ جب ملے گا تو صور اسرافیل پھونک دیا جائے گا اور پھر حشر برپا ہو جائے گا۔

روز حشر دراصل ان لوگوں کے حشر کا دن ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق نہیں کرتے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع نہیں کرتے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کرتے اور صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھتے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بے ادبی و گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں وہ بھی ہماری طرح کے انسان تھے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو سب و شتم کرتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں کیڑے نکالتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بنات طاہرات سے روگردانی و انحراف کرتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے فرامین کے مطابق فیصلے نہیں کرتے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کو فرسودہ اور دور حاضر کے تقاضے پورے کرنے کا اہل نہیں گردانتے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو تسلیم نہیں کرتے اور انکاری ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں۔

اس کے برعکس حشر کا دن محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین و عشاق کے لئے عید کا دن ہو گا۔ خوشی و مسرت' انبساط و نشاط کا دن ہو گا۔ نور و نکہت و راحت و سکون کا دن ہو گا۔ بشارتوں اور انعامات کا دن ہو گا۔ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی جلوہ گری کا دن ہو گا۔ اس روز محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام دوزخ میں نہ جائیں گے اور دخول جنت کا مژدۂ جانفزا سنیں گے۔

Marfat.com

باب ٦

ارشادات رسول عربی ﷺ بسلسلہ محبت و عشق

تمام محبتوں کا مرکز و محور نبی رحمت' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ لاریب یہی عظیم تر' اکمل تر اور افضل تر محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ایسی محبوب ہستی ہے جن سے نہ صرف حضرت انسان بلکہ چرندے' پرندے' وحوش' اشجار' احجار' پہاڑ' جنات' ملائکہ اور عرش و فرش محبت کرتے ہیں بلکہ رب ودود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرماتا ہے۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر لحظہ و آن صلوٰۃ وسلام بھیجتا رہتا ہے۔ ملائکہ کو بھی اسی کام پر مامور کر رکھا ہے اور مومنین کو بھی یہی فریضہ ادا کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

جس مقدس ہستی کی محبت کے گرد تمام محبتیں طواف کر رہی ہوں تو لامحالہ یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ اس کی رضا و خوشنودی میں ہی جنتوں کا خرام ہے۔ بہاروں کو دوام ہے۔ پھولوں میں رنگ و روپ اور خوشبو ہے۔ آبشاروں میں نغمات ہیں۔ دریا کی لہروں میں ترنگ ہے۔ ہواؤں میں مستی و کیف ہے۔ فضاؤں میں نور و نکہت ہے۔ چاند کی کرنوں میں خنکی و دلکشی ہے۔ آفتاب کی شعاعوں میں حرارت و تپش ہے۔ گلستانوں میں حسن و نکھار ہے۔ صحراؤں میں وسعت و پاکیزگی ہے۔ جنگلوں میں کشش و تازگی ہے۔ پہاڑوں میں عزیمت و جلال ہے۔ سمندروں میں خروش و عمق ہے اور پروانوں میں سوز و گداز ہے۔

وجود کائنات سے انگنت قرنوں قبل مصور و خالق نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے نور کو تخلیق فرمایا۔ ایک مرتبہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا۔

"تمہاری عمر کتنی ہے؟"

عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اچھی طرح تو نہیں جانتا البتہ اتنا علم ہے کہ آسمان چہارم پر ایک نجم ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا ہے اور اس کو میں نے ستر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔"

Marfat.com

بعد از سماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"اے جبرئیل! وہ میرا ہی نور تھا۔"

تمام ارواح کی تخلیق کے بعد باری تعالیٰ نے یوم الست ان کو اکٹھا فرمایا۔ ان میں انبیاء و مرسلین، صحابہ کرام، صحابیات، ازواج مطہرات و بنات طاہرات، اولیاء اللہ، بزرگان دین، مفسرین و محدثین و فقہاء، سلاطین و شاہان دوراں اور عوام الناس سب کی ارواح شامل تھیں۔ ان کو مخاطب کر کے کہا گیا۔

"اگر تمہارے زمانے میں میرا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہو تو اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا۔"

یہ اعلان عام تھا۔ ان پر جبر کا پتھر نہیں رکھا گیا تھا کہ وہ ضرور بالضرور وعدۂ محبت و اطاعت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کریں۔ یہ ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ لیکن انبیاء و رسل کو جو منجانب اللہ بندگان خدا کے رشد و ہدایت کے لئے مبعوث ہونے تھے انہیں یہ فریضہ بھی سونپا گیا کہ اپنے فرائض منصبی کے ہم آہنگ وہ میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد کا مژدۂ جانفزا بھی اپنے امتیوں کو سنائیں گے۔ اور اگر ان کی موجودگی میں وہ مبعوث ہو تو اس پر ایمان لائیں گے اور ان کی اطاعت بجالائیں گے۔

جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو اس ہنگام رب ودود کے ساتھ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں موجود تھا۔ ذرا اس منظر کو عالم تصور میں لائیں جہاں ہماری روح بھی موجود تھی۔ کتنا دلفریب و محبت آگیں نظارہ تھا۔ چنانچہ ان ارواح میں ایسی بھی تھیں جو جذبہ محبت و عشق سے لبریز نسیم حکم ربّانی کی عطرپاشیوں سے مستانہ وار جھوم رہی تھیں۔ لیکن ارواح کے اس انبوہ کثیر میں ایسی بھی تھیں جن کے ہونٹ مہربلب تھے۔ ان کے چہرے سیاہ تھے اور ان کی آنکھیں وحشت زدہ تھیں جو خلاؤں میں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔ مردود روحیں، بد روحیں، گمراہ روحیں، غلیظ روحیں، خبیث روحیں، راندہ درگاہ قرار پائیں۔ ان سے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت سے بغاوت کی سڑاند اٹھ رہی تھی۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین و عشاق کی ارواح بلٰی بلٰی کے پرجوش، ولولہ انگیز اور محبت میں ڈوبے نعرے لگا رہی تھیں اور باغی و بدبخت روحیں خاموش تھیں۔

یہ یوم الست ہی فیصلہ ہو گیا تھا کہ اللہ کے محبوب کے محبین و عشاق کی ارواح اس کارگہ عالم میں انسانی صورت میں آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوانہ ہوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک پر جانوں کا نذرانہ پیش کر دیں گی۔ لیکن خبیث روحیں دنیا میں دم واپسیں

Marfat.com

تک اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اطاعت و اتباع سے منحرف رہیں گی۔ ان میں سے بعض صاف انکار کردیں گی اور بعض منافقانہ روش اختیار کریں گی۔

جب انبیاء و مرسلین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا تو یاد دہانی کے لئے ان پر نازل کئے گئے صحائف و کتب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرما دیا۔ لہٰذا حسب وعدہ یوم الست انہوں نے فرائض نبوت کے ہم آہنگ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارے میں بھی اپنے امتیوں کو بتایا۔ بعض نے تمنا کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے نبوت لے کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا دے اور بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے استمداد طلب کی۔ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کے بعد عفو و درگزر کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ہی دیا کیونکہ انہوں نے سر عرش اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک بھی رقم دیکھ لیا تھا۔

جن بطون میں مسعود و محب روحیں تھیں تو ان لوگوں نے انبیاء و مرسلین کی صوت حق پر لبیک کہا۔ ان کی محبت و اطاعت و اتباع میں ثابت قدم رہے۔ اس طرح وہ رب کریم کی خوشنودی سے سرفراز ہوئے۔ لیکن خبیث ارواح کے حامل انسانوں نے انبیاء و رسل کو ماننے سے انکار کردیا۔ ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ انہیں ذہنی اور بسا اوقات جسمانی ایذائیں دیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیظ و غضب کا شکار ہوئے اور فنا کے گھاٹ اتر کر جہنم کا ایندھن بنے۔

سال صدیوں میں ڈھلتے رہے اور آخرکار وہ مسعود ساعت آ گئی جب باعث کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان رنگ و بو میں ورود فرمایا تو آتش کدۂ فارس نے بجھ کر اپنے پرستاروں پر روشن کردیا کہ تم باطل پر ہو۔ خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے اصنام نے گر کر اعلان کیا کہ ان کے پجاری گمراہ و مشرک ہیں۔ روم کے محلات کے کنگروں نے زمین بوس ہو کر اپنے عجز و انکساری کا اعتراف کیا۔ تاریخ عالم نے دیکھا کہ یوم الست اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے دیوانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کے گل و گلزار اپنے سینوں میں کھلائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی جانوں کے حقیر نذرانے پیش کئے۔ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے مبارک کی جگہ اپنا خون بہایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے عزیز و اقرباء' والدین اور اولاد و مال کو خیرباد کہا۔ یہی نہیں بلکہ جمادات و نباتات' چرندوں' پرندوں اور درندوں نے بھی اطاعت میں کسر نہ اٹھا رکھی۔ ملائکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس کی غلامی پر ناز کیا۔ ان کے برعکس پلید و غلیظ روحوں نے بہ شکل ابوجہل و ابولہب و عبداللہ بن ابی وغیرہم نے شاہ لولاک' رحمت مجسم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و ایذا رسانی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن ذلت و رسوائی و لعنت کے تاج پہنے۔ قبور کے اندر جاسوئے جہاں وہ تاقیامت اور بعد از قیامت جہنم میں عذاب الیم میں گرفتار رہیں گے۔ اور تاقیام قیامت ان کی جہنمی معنوی اولادیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد و مخالفت میں کوشاں' نار جہنم میں اپنے گھر تعمیر کرتی رہیں گی۔

سب سے افضل' خوبصورت' پائیدار' دائمی اور مثالی محبت اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اس محبت کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ محب محبوب کا اور محبوب محب کا ذکر بلند کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر وقت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اپنے خالق و مالک جل جلالہ کا ذکر بلند کرتے رہتے ہیں۔ حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو درود پاک پڑھتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے کیونکہ رب کریم ایسا کرتا ہے اور جو محو ذکر رہتا ہے وہ راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لہٰذا دونوں مقامات پر پورا رہنے کے لئے ذکر میں مصروف اور درود پاک میں مشغول رہنا چاہئے۔

رب ودود نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا ازل تا ابد رونما ہونے والے واقعات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر الم تر کیف کے الفاظ مبارکہ آئے ہیں۔ ان الفاظ کے پس منظر میں کسی خاص واقع کی طرف نشاندہی کی گئی ہوتی ہے۔ اس سے الم نشرح ہے کہ ماضی میں جب وہ واقع رونما ہوا تو اس ہنگام خدائے بزرگ و برتر کے ہمراہ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیں جیسے دو دوست ماضی کے کسی واقعہ کا تذکرہ کریں تو ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ "یاد ہے وہ واقعہ" اور اس طرح اسے یاد کرایا جاتا ہے۔ لیکن بقول ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ الم تر کیف کا اطلاق کیفیات پر ہوتا ہے کہ واقعہ کی طرف فکر کے ساتھ نظر کی جائے نہ کہ اپنی آنکھ کے ساتھ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ العالمین ہے۔ بہ ایں صورت جہاں جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رب العالمینی ہے وہاں وہاں اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتہ للعالمینی ہے۔ لہٰذا جہاں رب کریم ہے' وہاں اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ جہاں رب تعالیٰ ہو وہاں اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ جہاں رب العالمینی ہو وہاں رحمتہ العالمینی نہ ہو۔ اس کے ثبوت میں کلمہ طیبہ کو لے لیں اس کا ترجمہ ہے "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔" اس میں حال کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماضی میں موجود تھے۔ حال پر ہیں اور آئندہ رہیں

Marfat.com

گے۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سرچشمہ محبت و عشق و عرفان ہیں۔ تمام محبتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کی ضیا ہر سو مثل نور و نکہت پھیلی ہوئی ہے۔ لاریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و نظر رحمت سے۔

☆... اقلیم محبت حق میں قدم بڑھانے والوں کے لئے رہنمائی ہوتی ہے۔

☆... محبت و عشق کا در باز ہوتا ہے۔

☆... محبت و عشق کی بے شمار راہیں کشادہ ہوتی ہیں۔

☆... معرفت الٰہیہ میسر آتی ہے۔

☆... قربت الٰہیہ کے اسرار کی کلید دستیاب ہوتی ہے۔

☆... اللہ تبارک و تعالیٰ محبت کرنے لگتا ہے۔

لہٰذا یہ سلسلہ محبت و عشق محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات آبگینوں کی طرح محبین و عشاق کے قلوب و اذہان کے لئے باعث راحت جان و سکینہ و طمانیت ہیں۔

رسول معظم راحت جان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مؤدب و سرنگوں گوش بر آواز بیٹھے تھے۔ انوار و تجلیات کا عرش تا فرش تانتا بندھا ہوا تھا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ ان پر رشک کر رہا تھا۔ خوشبوؤں نے ہر سو خیمے گاڑ رکھے تھے۔ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم میں بیٹھ کر جو راحت و سکون اور کیف و سرور میسر آتا تھا وہ دنیا کی کسی چیز میں نہیں تھا۔ عالم عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبین و عشاق پر نظر رحمت فرمائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے نورانی الفاظ نکل کر فضا میں موتی بکھیرنے اور روحوں کو گرمانے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"بنی نوع انسان میں سے گروہ عشاق کا خمیر عشق و محبت الٰہی سے اٹھایا گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ازل سے لے کر آج تک ان لوگوں کی زبان پر رب ارنی انظر الیک ہی کا کلمہ ہے۔"

الفاظ کے یہ سنہری گہر قلوب عشاق پر کندہ ہو گئے۔ روحیں مستانہ وار جھوم اٹھیں۔

تاریخ عشاق اس بات پر شاہد ہے کہ جب عاشق روحیں عالم بالا سے عالم اسباب میں آتی ہیں تو بچپن سے ہی ان کے انداز و اطوار اور رنگ ڈھنگ عام لوگوں سے یکسر جداگانہ ہوتے ہیں اور پھر وقت انہیں ایسے سانچے میں ڈھال دیتا ہے جس سے ان کے جذبہ عشق و محبت کو جلا ملتی ہے۔

Marfat.com

ان عظیم و عالی مرتبت لوگوں کو اس جہان فانی میں غریق محبت الٰہیہ ہونے کے لئے اپنے ازلی جذب و مستی عاشقانہ کے رتھ پر سوار ہو کر مختلف مقامات پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا رہنمائی اور راستے کے پتھروں کو ہٹانے کے لئے کسی ولی اللہ اور مرشد کامل کی معیت و مریدی ناگزیر ہوتی ہے۔ ان کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ ان کے اشغال و افکار' طور طریقوں' نشست و برخاست' جلوت و خلوت' قول و افعال اور رکھ رکھاؤ سے محبت الٰہیہ آشکار ہوتی رہتی ہے۔ یہ بزرگ و برگزیدہ ہستیاں بوریہ نشین ہوں یا عام انسانوں کی طرح زندگی بسر کر رہی ہوں۔ فقیرانہ و درویشانہ رنگ میں ہوں یا اعلیٰ لباس میں ملبوس ہوں۔ خانقاہوں میں مقیم ہوں یا صحرا نوردی میں آبلہ پا ہوں۔ محراب و منبر پر جلوہ افروز ہوں یا حلقہ احباب میں موجود ہوں۔ گوشہ نشین ہوں یا معروف ہوں ان کے وجود کے اندر پھیلی ہوئی عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت الٰہیہ کے سدا بہار و خوش رنگ پھولوں کی مہک و خوشبو نے دور و نزدیک کو معطر کر رکھا ہوتا ہے۔ ان کی خاموشی و نطق محبت و عشق کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لٹا رہی ہوتی ہے۔ کیونکہ بزرگان دین اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ جو عطائے خداوندی کو تقسیم نہیں کرتا اس پر عطا کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔

عشاق اور مسافران راہ محبت و عشق حقیقی کی تربیت کا فریضہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولیوں کے سپرد ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ و مطہرہ ان کی مشعل راہ ہوتی ہے۔ صدیوں کے فاصلوں نے جن سئیات و گمراہیوں کو جنم دیا ہوتا ہے۔ اغیار و معاندین اسلام نے جن خباثتوں اور برائیوں کو برنگ جدیدیت پھیلا رکھا ہوتا ہے ان سے مسلمانوں اور بالخصوص مریدین کو پاک کرنے کی بھی ذمہ داری انہیں شیخین طریقت و رہبران شریعت پر ہوتی ہے۔ لہٰذا طالبان محبت و عشق الٰہیہ و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف کشش کرتے ہیں۔ ان کے قدموں میں جا بیٹھتے ہیں۔ ان کی معیت اختیار کرتے ہیں۔ ان کے حلقہ طریقت میں شامل ہوتے ہیں جس سے ان پر رنگ شہودی غالب آنے لگتا ہے۔

دنیائے محبت و عشق میں سب سے پہلا مقام فنا فی الشیخ کا ہے۔ یہ بڑی پر خار' دشوار گزار اور کٹھن گھاٹی ہے۔ اس مقام پر منہاج محبت و عشق کے راہرو کو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہار آفرین و مشکبار وادیوں سے بڑے اہتمام و التزام و حق الیقین کے ساتھ گزارا جاتا ہے۔ دنیائے دنی کی آلائشوں' جھمیلوں' تماشوں اور دلاویزیوں کو اس کے قلب و ذہن سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے۔ خلوت در انجمن کا سبق دیا جاتا ہے۔ خشوع و خضوع کے مرغزاروں کی سیر کرائی جاتی ہے۔ مکارم اخلاق کو اس کی سیرت بنا دیا جاتا ہے۔ نفس و شیطان اور تلبیس ابلیس سے مامون رہنے کی تربیت کی جاتی ہے۔ قرآن و حدیث و فقہ کی دولت سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ طریقت کے اسلوب

Marfat.com

سمجھائے جاتے ہیں۔ قصر حقیقت میں در آنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔ معرفت کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ خلوص کی ریشمی ڈوریوں کے ساتھ اس کے افکار و اعمال و کردار و خیالات کو باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کی زیست میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کے چراغ روشن کئے جاتے ہیں۔ آخرکار اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے بجزذات شیخ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ وہ فنافی الشیخ ہو جاتا ہے۔ اس کے لبوں پر اکثرو بیشتر یہی الفاظ ہوتے ہیں۔

"میرے مرشد جیسا کوئی نہیں۔"

اب وہ اپنے ہادی و رہبرو مرشد کی فہم رسا و ماوراء فہم و ادراک' بات اور حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور بغیر کسی چون وچرا کے اس پر عمل کرتا ہے۔

شیخ جب اس محب باصفا کی استقامت و عزیمت' ہمت و اولوالعزمی اور اس کے تفقہ فی الدین پر مہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے تو پھر وہ اس اہل قرار پاتا ہے کہ اسے کلیۃً محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی مقام فنافی الشیخ کے تقاضوں کو کماحقہ پورے کر نہیں پاتا' ان کی بجا آواری میں کسی نوعیت کی کجی و کمی رہ جاتی ہے اور بوجوہ وہ فنافی الرسول کے مقام کی اہلیت و وصف نہیں رکھتا تو اسے اسی پہلے مقام پر روک لیا جاتا ہے۔ تاحیات وہ اسی مقام پر رہتا ہے۔ اس کی زندگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت منعکس ہوتی ہے کیونکہ وہ اس راہ پر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس پر عنایات ربانی اور نظر رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارزانی ہوتی ہے اور اس کی ذات سے دوسرے لوگ بھی استفادہ کرتے ہیں۔

فنافی الشیخ کے بعد دوسرا مقام فنافی الرسول کا ہے۔ یہ مقام بے حد جاں گسل' جگر سوختہ اور بے اندازہ ادب و محبت کا مقتضی ہے۔ کیونکہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی رب ودود کی محبت ہے لہٰذا اس مقام پر ثابت قدم رہنے والا "کلیتہ" اس کے تمام تقاضے پورے کرنے والا اور جان کو محبوب کے ہاتھوں بیچ دینے والا ہی محبت الٰہیہ کے اہل قرار پاتا ہے۔

اس مقام کا تقاضا ہے کہ محب کی زیست اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کی شہکار ہو۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے عمل پیرا ہو اور مردہ سنتوں کو زندہ کرنے والا ہو۔ دین میں غلو و مصلحت آمیزیوں سے مبرا و گریزاں ہو۔ ہر لحظہ عمل کے میدان میں پا در رکاب ہو۔ اہل آرزوؤں' قلبی چاہتوں اور ضرورتوں کی کشش کی سنگلاخ چٹانوں کو پرکاہ کی حیثیت نہ دے اور لذائذ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا ممنوع گردانتا ہو۔

رسول رحمت و محبت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیہ ہے :

Marfat.com

" انی سید المحبین " یعنی میں محبت کرنے والوں کا سردار ہوں۔ لاریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سید العاشقین و المشتاقین ہیں۔ پس فنا فی الرسول کے مقام پر محب و عاشق کو' بے توقیر غلام کو اس عظیم الشان سردار و آقا کی بارگاہ میں کس طرح خاک پا بن کر رہنا چاہئے۔ دست بستہ حاضر خدمت رہنے کا کیا اسلوب ہے۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح راضی و خوش رکھا جاسکتا ہے اور اس کی ناراضگی سے کس نوع پہلو تہی کی جاتی ہے۔ آقا دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کی رمز آشنائی کس طرح ممکن ہے۔ ان کی بارگاہ میں ذات کی نفی کا معنی کیا ہے اور کیوں ضروری ہے۔ اپنی سوچ' فکر' عمل' قول کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار و قربان کس طرح کیا جاتا ہے۔ کلام اللہ کے رموز و اسرار سے آگاہی بخشی جاتی ہے۔ اسے تمام آلائشوں سے پاک کیا جاتا ہے اور جب وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تام ہو جاتا ہے تو فنا فی الرسول ہو جاتا ہے۔ اب اس کے قلب و نظر و روح میں بجز محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا آباد نہیں ہوتا۔ ہر جا و ہر مقام پر اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آتا ہے۔ محبت کے نور نے اس کے گرد ہالہ کیا ہوتا ہے۔ ہمہ وقت مسحور و محمود رہتا ہے۔ اس کے لبوں پر سدا یہی الفاظ ہوتے ہیں۔

" میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کوئی نہیں ۔"

اسی مقام پر اس کے اندر محبت الہیہ بھی شدت سے جلوہ گری کرنے لگتی ہے۔ کیونکہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت ہی رب کریم کی اطاعت و محبت ہے۔ لیکن اگر کوئی اس مقام عظیم و برتر کے تقاضے پورے کرنے میں بوجوہ معذور رہتا ہے تو اسے یہیں روک لیا جاتا ہے۔ متعدد اسی مقام پر پڑے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول رہتے ہیں۔ درود پاک کو حرز جان بنائے رکھتے ہیں۔ مست مئے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رہتے ہیں۔ ہر لحظہ اپنی زبان کو ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے تر رکھتے ہیں۔ جس سے چار دانگ عشق و محبت کی خوشبو پھیل جاتی ہے اور وہ اسی میں مگن دار آخرت کو سدھار جاتے ہیں۔

لیکن جو خوش بخت فنا فی الرسول کے مقام کا سند یافتہ قرار پاتا ہے تو اس پر صبغت اللہ غالب آجاتا ہے۔ اس کی رگ و پے میں رب ودود کی محبت سرایت کر جاتی ہے۔ اطاعت و اتباع و محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم عروج پر ہوتی ہے کیونکہ بارگاہ خداوندی میں منظور و مقبول رہنے کی یہی واحد صورت ہے۔

فنا فی اللہ محبت کا آخری مقام ہے۔ یہ انتہائی کٹھن و جاں لیوا مقام ہے۔ خشیت الٰہی سے محب کا خون خشک رہتا ہے۔ لرزاں و ترساں پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا ہے۔ مبادا بارگاہ خداوندی

Marfat.com

کے نااہل قرار پائے۔ اس مقام پر اونچا سانس لینا بھی جرم ہے۔ عاشقان باصفا جنید و بایزید رحمہم اللہ تعالیٰ کی مثال سامنے ہے۔ یہاں محب کے پیش نظر راحت انس و جاں اور سرخیل عاشقان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ رہتی ہے :

"اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ وہ اپنی محبت میں کسی دوسرے کی محبت برداشت نہیں کرتا۔"

یہی وجہ ہے کہ محب اللہ کی ذرا سی لغزش و کوتاہی پر گرفت ہو جاتی ہے۔

سیرو بزرگان دین کی کتب میں ایسی بہت سی امثال ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محب کی گرفت کرلی۔ تعرف میں ہے کہ کچھ لوگ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے پاس بیمار پرسی کے لئے آئے اور پوچھا۔

"آپ کا کیا حال ہے۔"

فرمانے لگیں۔

"اللہ کی قسم مجھے اپنی بیماری کا کوئی سبب معلوم نہیں۔ صرف اتنا ہوا ہے کہ مجھے جنت پیش کی گئی اور میرا دل اس پر مائل ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ میرے مولا کو غیرت آئی ہے کہ یہ میرے سوا کسی اور چیز کی طرف کیوں مائل ہوئی اور اس نے مجھے عتاب کیا ہے۔ اب راضی ہونا اسی پر موقوف ہے۔"

فنافی اللہ کے مقام پر فانی باللہ کی ہر حرکت باذن اللہ ہوتی ہے۔ اس کی حالت حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہو جاتی ہے جن کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے یوں ارشاد فرمایا :

"جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے قلبی محبت کرنے والے کو دیکھنا چاہتا ہے وہ (حضرت) ابوحذیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آزاد کردہ غلام (حضرت) سالم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔ جس کا ظاہر فعل الٰہی سے متحرک اور باطن اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت سے پر ہے۔"

یہ مقام و مرتبہ جو حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا صرف اور صرف آقا و مولا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت و عشق کا کرشمہ تھا۔

جب محب رب کریم کی محبت میں تام ہو جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی رحمتہ اللہ علیہ پھر محبوب جو کہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ وہی کرتا ہے۔

یہ مرتبہ محبوبیت ہے۔ اس کے ہونٹوں پر سدا یہی الفاظ رقصاں رہتے ہیں۔

"لوگو! میرے اللہ جیسا کوئی نہیں۔"

Marfat.com

فنا فی الشیخ کا مقام ہو تو مقصود رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و محبت کے اہل بنانا ہوتا ہے۔ فنا فی الرسول کا مقام ہو تو پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تام کے حصول کے لئے کوشاں رہنا پڑتا ہے اور اگر فنا فی اللہ کا مقام ہو تو تب بھی محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نور رہنمائی کرتا ہے۔ اگرچہ ان تینوں متذکرہ مقامات پر محبت الٰہیہ بھی جلوہ فگن ہوتی ہے کیونکہ جہاں محبوب ہو وہاں محب بھی ہوتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا و محبت و دوستی کے لئے' نفاذ اسلام کے لئے' قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کئے' احادیث مبارکہ سے اقتباس نور و ہدایت کے لئے' فہم قرآن و حدیث کے لئے' نہی عن المنکر کے لئے' سنت رسول کی روشنی میں زندگی ڈھالنے کے لئے' مردہ سنتوں کے احیاء کے لئے' باہمی بھائی چارے اور فروغ یگانگت کے لئے' اعلائے کلمتہ الحق کے لئے' رفع فساد فی الارض کے لئے' سئیات سے تحفظ کے لئے' گمراہی و ضلالت کے اندھیروں سے جانب روشنی سفر کرنے کے لئے' دنیا و آخرت میں فلاح و فوز و سرخروئی کے لئے' مکارم اخلاق کو حرز جان بنانے کے لئے' حوادثات زمانہ سے محفوظ رہنے کے لئے' روز محشر کی سختیوں سے مامون رہنے کے لئے' دنیا کے خارزاروں اور ستم ظریفیوں سے بچاؤ کے لئے' شیطان و نفس کے وسواس اور ہتھکنڈوں سے گلو خلاصی کے لئے اور ایمان و حلاوت ایمان سے بہرہ ور ہونے کے لئے محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصل اصول ہے۔

لیکن اگر اسے زندگی اور اس کی سانسوں سے جدا کر دیا جائے تو پھر اجالے متبدل بہ اندھیرے ہو جائیں۔ طاغوت و ابلیس رہنما ہو۔ شہوات و لذائذ دنیا کے لئے دوڑ لگ جائے۔ وجود انسان زمین کے سینے پر بوجھ بن جائے۔ رحمت الٰہیہ کا نزول رک جائے۔ فتنے اور فساد سر اٹھالیں۔ بد تہذیبی و اخلاق باختگی قابل گرفت و مواخذہ نہ رہے۔ گمراہی و بے راہروی جدیدیت سے منسوب کی جائے۔ ادب و احترام کی اساس مال و دولت اور فراوانی اسباب دنیا قرار پائے۔ مبلغین دین حقہ و شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوطی و ضدی و ہٹ دھرمی و قدامت پسند کے القابات سے نوازیں جائیں۔ دھوکا دہی و فریب کاری معمولات بن جائیں۔ مسلمانوں کی تابندہ و روشن تاریخ کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ علماء حق گوشہ نشین ہو جائیں اور علماء سوء دندناتے پھریں اور معاشرے میں بلند مقام حاصل کر لیں۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور احترام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو اہمیت نہ دی جائے۔ قتل و غارت و دہشت گردی عام ہو۔ اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے بھیس میں بہروپیے عوام کو لوٹیں۔ اختلاف و گروہ بندی و منافرت و عصبیت کے اصنام پوجے جائیں۔ ذاتی اغراض و مقاصد و مفادات کے لئے دین فروشی سے گریز نہ کیا جائے۔ اسلاف سے ناطہ و رشتہ توڑ کر

Marfat.com

بدمذہبوں‘ بے دینوں‘ مشرکوں اور کافروں سے دوستیوں اور محبتوں کی پینگیں بڑھائی جائیں۔ عبادات رسمی و دکھاوے کی رہ جائیں۔ خواہشات انسانی پر اسلام کا ملمع چڑھا دیا جائے۔ مطلب براری و حصول منصب و عہدہ کے لئے اسلام کو بطور ڈھال استعمال کیا جائے۔ نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بے حسی و لاپرواہی و مخالفت و تساہل پسندی کا مظاہرہ کیا جائے۔ رہبران سیاست و امراء و عالی منصبوں کے لئے لوگ قید و بند کی سختیاں جھیلیں اور ان کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے میں فخر محسوس کریں۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کرنے والوں کو زیرک و ہوشیار و نبض شناسائے زمانہ سمجھا جائے۔ رزق حلال کمانے والے بزدل اور زندگی کی دوڑ میں شکست خوردہ کا نام پائیں۔ عورتوں اور مردوں کا باہمی آزادانہ ملنا جلنا اور اختلاط روشن خیالی قرار پائے۔ اسلامی پردہ و حیا کو طنز و تمسخر کا نشانہ بنایا جائے۔ حسن و زیبائش کی نمائش قابل مدح و تحسین ہو اور زنان خانہ پر طعن و تنقید کے تیر برسائے جائیں کہ وہ بیچاری ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی ہے۔ حقوق و آزادی نسواں کا پرچم بلند کرنے والی مادر و پدر آزاد خواتین عائلی زندگی کو درہم برہم کرنے کے لئے شبانہ روز کوشاں رہیں۔ مسلمانوں کے مقابل کفار و مشرکین اور ان کے معاشرے اور قانون کو بہتر گردانا جائے۔ تعلیم قرآن و حدیث و فقہ عدم توجہی کا شکار ہو اور علم کسب کے حصول کے لئے مارے مارے پھریں۔ خواندہ صرف وہی متصور ہوں جو علم کسب و دنیا میں سند یافتہ ہوں اور ماہرین علم دین کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو۔ منافقت زندگی کا شعار بن جائے۔ انصاف بکنے لگے۔ تجارت میں بد دیانتی اصول فروغ اقتصاد سمجھی جائے۔ جبر و استبداد و حق تلفی در خور اعتناء نہ ہو۔ نیکوں کی بہ نسبت بد قماش و بدنام لوگ باعزت خیال کئے جائیں۔ حرام و حلال میں تمیز ختم ہو جائے۔ دروغ گوئی معیوب خیال نہ کی جائے۔ رذیل و کمترین افراد قوم کے حکمران ہوں۔ رزق سے برکت اٹھ جائے۔ اطمینان و سکون و طمانیت و سکینہ عنقا ہو۔ مصائب و آلام ہر دم منہ کھولے رہیں اور ان فسادات کا دور حاضر کے بزرجمہر روشنی نام رکھ دیں۔

محبت کی بنیاد ایمان اور ایمان کی بنیاد محبت و عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے بغیر نہ ایمان رہتا ہے‘ نہ دین‘ نہ آخرت۔ حق تو یہ ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ بھی نہیں ملتا۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر زیادہ محبت و عشق ہو گا اتنا ہی ایمان قوی و اکمل ہو گا۔ نیاز آگیں دل اور محبت بھری آنکھوں سے حسن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا جانا‘ جس قدر پہچانا اور جس قدر چاہا جائے گا اتنا ہی عرفان خداوندی نصیب ہو گا۔ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق ہی روح ایمان ہے۔ جس طرح روح کے بغیر جسم انسانی مردہ ہے بعینہٖ ایمان

Marfat.com

بنا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مردہ و مردود ہے۔ اور جب ایمان ہی نہ ہو تو پھر مومن و مومنیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ایک روز رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے' تو کسی نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی! ایمان کیا چیز ہے۔"

بروایت حضرت ابورزین العقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیرے نزدیک ماسوا سے زیادہ محبوب ہو جانا ایمان ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کی ہر شئے میں ذائقہ رکھا ہے اور ایک سے ایک جدا و یگانہ ہے۔ بعض ذائقوں کو الفاظ سے بیان کیا جاسکتا ہے لیکن کئی ایک کو صرف محسوس کیا جاسکتا ہے' ان کا اظہار ممکن نہیں۔ ایمان کی حلاوت و مٹھاس بھی انہیں میں سے ہے۔ لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ طریقہ ارشاد فرمادیا ہے جس سے حلاوت ایمان نصیب ہوتی ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ حلاوت ایمان سے لطف اندوز ہوگا۔

اول : اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سب سے زیادہ محبوب ہوں۔

دوم : اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہو۔

سوم : کفر پر رجوع ہونے کو اس طرح ناپسند جانے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو جانتا ہے۔"

متذکرہ حدیث پاک کے جز دوم کے بارے میں سنن و ابوداؤد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے' فرماتے ہیں :

"جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے دشمنی کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے روک دیا تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کرلی۔"

اور اس سے متعلقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔

"جو دو آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان میں افضل آدمی وہ ہے جو اپنے

Marfat.com

ساتھی سے بہت زیادہ محبت رکھتا ہے۔"

اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہر ایک کی کوشش ہو گی کہ وہ دوسرے سے بے حد محبت کرے۔ اس سے دونوں کے مابین کس قدر الفت ہو گی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے محبت کرنے کا ثمرہ ہے۔ اس سے یہ بات الم نشرح ہوئی کہ یہ محبت محبت الٰہیہ کے لوازمات میں سے ہے۔ یہ جس قدر قوی ہو گی اللہ کی محبت کی جڑیں اتنی مضبوط ہوں گی۔

اللہ واسطے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کے مقام و رتبہ کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو قرطبی میں ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید' لیکن قیامت کے دن قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہید ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں بتایئے وہ کون ہیں۔ ان کے اعمال کیا ہیں تاکہ ان لوگوں سے محبت کریں۔"

فرمایا۔

"وہ لوگ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی رشتہ ہے اور نہ مالی منفعت۔ بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور نور کے منبروں پر انہیں بٹھایا جائے گا۔ دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہو گا۔ لوگ حزن و ملال میں مبتلا ہوں گے' لیکن انہیں کوئی حزن و ملال نہ ہو گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۞ (۶۲-۱۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی و دشمنی کا معیار اللہ عزوجل کی محبت قرار فرمایا ہے اور جو بوقت دوستی و دشمنی اس معیار کو مدنظر نہیں رکھتا وہ فساد زمانہ سے مامون و محفوظ نہیں رہ سکتا۔ وہ دوستیاں اور دشمنیاں جن کی بنیاد دنیا ہے باعث ضیاع' خام اور راہ راست سے بھکانے والی ہیں۔

اہل اللہ اور نیکوکاروں کی دوستی ہمیشہ سودمند ہوتی ہے جو آخرت میں بھی قائم رہتی ہے۔ اسے تمام دوستیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک ساعت بیٹھنا صد سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ لہٰذا ہر ایرے غیرے کو دوست بنا لینا ناصائب و بعید از عقل و دانش اور مخالفت فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

Marfat.com

ہر شخص اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ یہ بھی قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس طرح پرندے ہم جنسوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اسی طرح اللہ کریم اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو عشاق و محبین ہیں وہ ان لوگوں سے محبت و معیت و دوستی اختیار کرتے ہیں جو الہ العالمین اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ان کے باغی اور ان کی محبت سے تہی دامن ہیں وہ اپنے جیسے افراد سے قربت و یارانہ کے متلاشی رہتے ہیں۔ اور ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوتے ہیں۔ بقول حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ جنتی اور بہشتی اسی دنیا سے بن کر جاتے ہیں۔

ایمان سے ایماندار و مومن بنتا ہے جیسا کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کا صحیح تر مفہوم یہ ہے کہ بندہ اللہ کریم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز سے زیادہ محبوب و دوست رکھے۔ ہر چیز میں مال و دولت' اہل و عیال' خویش و اقارب اور والدین سب شامل ہیں۔ اس ضمن میں متعدد احادیث مبارکہ کتب احادیث میں مرقوم ہیں۔ یہ مختلف مواقعوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

☆ .... بندہ اس وقت تک مومن کہلانے کا حقدار نہیں جب تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مال' عیال اور تمام مخلوق سے زیادہ عزیز و محبوب نہ جانے۔

☆ .... جب تک اپنے مال و دولت' خویش و اقارب' اہل و عیال اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے گا اس وقت تک کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا۔ (صحیح مسلم شریف)

☆ .... لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین (شیخین)

(ترجمہ) تم میں کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین' اولاد اور تمام نوع انسان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

☆ .... بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

"اس (پاک ذات) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی بطور تہدید سورہ توبہ آیت ۲۴ میں ارشاد فرمایا۔

قل ان کان اباؤکم و ابناوکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال نِ اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ لا یھدی القوم الفسقین○

(ترجمہ) (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمایئے اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویوں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔ زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔

متذکرہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر ضیاء القرآن میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی خوبصورت کی ہے' فرماتے ہیں۔

"اس آیت کریمہ میں ہر طرح کے بندھنوں کا ذکر فرمایا جارہا ہے۔ جن میں انسان اپنے آپ کو اپنی فطرت اور ضرورت کے باعث بندھا ہوا پاتا ہے۔ ماں باپ کی محبت اپنی اولاد سے اور اولاد کی محبت اپنے ماں باپ سے' بھائی بہنوں کی باہمی الفت' میاں بیوی کا گہرا تعلق یہ سب انسانی فطرت کے تقاضے ہیں۔ مال' کاروبار اور مکانات وغیرہ سے انسان کا لگاؤ اس لئے ہے کہ وہ زندگی بسر کرنے اور عزت و آرام سے گزارنے میں ان کا محتاج ہے۔ دین اسلام کیونکہ دین فطرت ہے وہ انسان کے طبعی تقاضوں اور اس کی ضروریات کا مناسب خیال رکھتا ہے اس لئے اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ سرے سے یہ محبت کے رشتے توڑ ڈالے جائیں اور ان چیزوں کی طرف سے بالکل توجہ ہی ہٹالی جائے۔ لیکن کیونکہ انسانی زندگی کی غرض و غایت صرف انہی چیزوں تک محدود نہیں بلکہ ان سے آگے اور بہت بلند ہے۔ اس لئے انسان کو انہی تعلقات اور انہی اشیاء میں کھو جانے سے روکا ہے اور حکم دیا کہ بیشک ان اشیاء سے محبت و پیار کرو لیکن صرف اس حد تک جب تک کہ یہ چیزیں تمہاری روحانی ترقی میں حائل نہ ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق سے نہ ٹکرائیں۔ ایثار و شہادت کے میدان میں جانے سے تمہارا راستہ نہ روکیں۔ اگر کبھی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر ان تعلقات کو اور ان چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے نکل جاؤ۔ تب تم اپنے آپ

Marfat.com

کو ایماندار کہلانے کے حق دار ہو۔

سچ تو یہ ہے کہ ایمان کا لطف ہی تب آتا ہے جب دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق شعلہ زن ہو۔ اس وقت یہ ساری زنجیریں خود بخود پگھل جاتی ہیں اور سارے حجاب تار تار ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کے تڑپتے ہوئے لاشے دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں۔ عورتیں اپنے شوہروں کے سر بریدہ جسم دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کرتی ہیں اور بہنیں دعائیں مانگتی ہیں کہ اے الٰہ العالمین! ہمارے ماں جائے کو شہادت نصیب فرمانا۔ اس وقت نہ رات کو نیند ستاتی ہے اور نہ دن کو تھکن محسوس ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے یہ اشعار جو "المنار" میں مرقوم ہیں پڑھئے اور اہل عشق و محبت کے بے تابیاں ملاحظہ فرمایئے ۔

احبک حبین حب الهوی
وحباً لانک اهل لذاکا

فاما الذی هو حب الهوی
فشیئی شغلت به عن سواکا

و اما الذی انت اهل له
فکشفک لی الحجب حتی اراکا

(ترجمہ) اے مولا! میں تجھ سے دوہری محبت کرتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ تو میرا محبوب ہے۔ دوسری یہ کہ تو اس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے۔
پہلی محبت نے تو مجھے ماسوا سے بے خبر کر دیا ہے۔
دوسری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حجاب سرک جائیں اور چشم شوق لذت دید حاصل کرے۔

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور راہ حق میں جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں کوئی چیز عزیز اور پیاری ہے تو پھر عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔ اب تم رحمت و عنایت کے مستحق نہیں رہے بلکہ ناراضگی اور عتاب کے سزاوار ہو گئے ہو۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ اور فرمان ربی سے بالصراحت عیاں ہے کہ ایک طرف اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور دوسری جانب ماسوا ہے جس میں مال و زر' عزیز و اقرباء' اہل و عیال' والدین' بہن بھائی' اسباب دنیا' محل ماڑیاں' جاگیریں' مناصب' جاہ و حشم' تجارت' سواریاں وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر ان اشیاء کی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کے سامنے پر کاہ کی بھی حیثیت و وقعت نہیں ہے تو لاریب یہ باعث تقویت محبت اللہ و رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور محمود ہیں اسی سے ایمان و مومنیت کی سالمیت و بقا ہے البتہ یہی ایمان کی حقیقت اور مومن ہونے کا ثبوت ہے۔ بصورت دیگر اگر بمقابل اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق ماسوا سے زیادہ دل جمعی و لگاؤ ہے تو پھر یہی باعث وبال' وجہ عذاب اور خسران عقبیٰ و آخرت ہے۔ موجب ناراضگی اللہ و محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ راہ نفس و شیطان ہے' غلامی خواہشات ہے' محل سراؤں میں قیام مصداق جہنم ہے۔ زر و جواہر معنوی لحاظ سے سانپ اور بچھو ہیں اور اہل و عیال نار دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ لہٰذا ان کا لازمی ثمرہ نخچیر بدعات و سیئات ہونا ہے۔ طلب و کشش مال حرام ہوتی ہے۔ تشریحات قرآن و حدیث و فقہ خواہشات کا لبادہ اوڑھ لیتی ہیں۔ بے سروپا تاویلات و توہمات کی بیساکھیوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ضعیف الاعتقادی' سہل انگاری' علم دین سے بے بہرہ پن اور خام خیالیوں کے قصور و محلات کی اساس مضبوط ہونے لگتی ہے۔ برائیوں اور گناہوں کی خوبرو بیوائیں ہر سو دندناتی پھرنے لگتی ہیں۔ ابلیس کے چیلے چانٹے اور لباس بزرگی میں بھیڑیئے اپنی کچھاروں سے باہر نکل آتے ہیں اور بے علموں' پریشان حالوں اور خواہشات گزیدہ افراد کی کمزوریوں سے استفادہ کرتے ہوئے ان کا خون چوسنے لگتے ہیں اور معاشرے میں گمراہیاں پھیلانے اور اعتقاداً و عملاً اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دوریاں پیدا کرنے لگتے ہیں۔

حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کے سینے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ و پیوست ہو اور اس کے مقابل ماسوا کی تمام اشیاء ہیچ و بے معنی و ناقابل التفات ہوں تو دم واپسیں ایسے شخص کی روح جسم سے اس طرح الگ ہوتی ہے جیسے مکھن سے بال نکلتا ہے۔ لیکن جس کے دل و دماغ و اعصاب پر ماسوا کی حکمرانی ہو تو بوقت سفر آخرت اس پر سختی روا رکھی جاتی ہے تاکہ وہ اس کے جال سے آزاد ہو جس نے اسے جکڑ رکھا ہے۔

محبت کا درخت گھنا اور سدا بہار ہے۔ اس کا سایہ مرور زمانہ کے حوادث سے عافیت کا سائبان ہے۔ خزاں اور پت جھڑ کے موسم اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ اطمینان و سکینہ و طمانیت اس کے برگ و بار اور شاخیں ہیں۔ اس کا ذائقہ تاحیات بلکہ بعد ممات بھی برقرار رہتا ہے۔ اس کا پھل دنیا میں شہد سے زیادہ شیریں' عرصہ محشر کی ہولناکیوں سے بچاؤ کا حصار اور مابعد رب ودود کا دیدار ہے۔ یہ درخت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا ہے۔ اس کے سائے میں جو آجاتا ہے پھر اس سے باہر کی دنیا اس کی نظروں میں ہیچ و درماندہ' حقیر و ذلیل' کمتر و بے مایہ ہو جاتی ہے۔ اللہ

Marfat.com

عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار و آمادہ رہتا ہے۔ قرآن و حدیث مبارکہ سماعت کرتے وقت اس پر خشیت الٰہی سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خنک و روح پرور و جانفزا باد نسیم مست و بیخود بنا دیتی ہے۔ محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی شجر پاک سے رب کریم کی محبت کی کونپلیں نکلتی اور گلاب کھلتے ہیں۔

نبی محترم و مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے:

"جس نے میرے ساتھ محبت کی اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کی۔ اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کی۔"

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ سورہ ال عمران آیت ۳۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم○

(ترجمہ) (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا اللہ تم سے اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر محبت الٰہیہ کا حصول ناممکنات میں سے ہے۔ لہٰذا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کے رنگین و خوبصورت محل میں در آنے کا واحد ذریعہ ہے۔

متذکرہ بالا فرمان الٰہی سے صاف مترشح و عیاں ہے کہ مسلمان کی زندگی کا واحد منشاء مقصود محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کرنے اور اس سے محبت کرنے کا ذریعہ و وسیلہ فقط محبت و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں جگہ جگہ اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول فرمایا ہے۔ احادیث مبارکہ اس پر صاد ہیں۔ قرآن و حدیث مبارکہ مسلمان کے لئے حجت ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کو نظرانداز کرنے سے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔ تو پھر رب کریم کی اطاعت و محبت کس طرح ممکن ہے۔ لہٰذا وہ اس سے بھی نامراد رہتا ہے۔

Marfat.com

ابلیس بہت بڑا موحد ہے۔ لیکن یہ بدبخت اللہ کے محبوب کو نہیں مانتا تھا' اسی لئے تو راندۂ درگاہ و لعین ٹھہرا۔

حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اطاعت قول سے اور اتباع عمل سے ہوتی ہے۔ دونوں پر عمل کرنا لابدی ہے۔ اگر کوئی قولاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کو مانتا ہو اور عملاً ان کی نفی کرتا ہو تو بہ ایں صورت وہ قابل گرفت و مواخذہ اور باعث ذلت و رسوائی ہے۔ حدیث پاک ہے "عالم بے عمل کے لئے سخت وعید ہے۔ بطور عذاب اس کے ہونٹ مسلسل آگ کی قینچی سے کاٹے جائیں گے۔ کیونکہ علم کے باوجود وہ عمل سے گریزاں تھا۔"

محبت کی ایک نشانی ذکر محبوب ہے زبان کو تر رکھنا ہے۔ ارشاد رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"من احب شیئا اکثر ذکرہ یعنی جس چیز سے کسی کو محبت ہو اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔"

اور محبوب کے ذکر سے محب بھی خوش ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ضمن میں حدیث مبارکہ ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا ہے تو رب ودود کی ذات اس بندے پر بہت خوش ہوتی ہے۔"

متذکرہ بالا احادیث مبارکہ اور فرمان ربی اس امر کا مقتضی ہے کہ جس قدر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تام ہوگی اسی قدر رب کریم اس بندے سے راضی و خوش ہوگا۔ براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنے کا دروازہ مقفل ہے۔ اسے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کی کلید سے ہی کھولا جا سکتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گوہر محبت اس وقت تک نصیب نہیں ہوتا تاوقتیکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے قلب و نظر و روح کو آباد نہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک پر تن' من' دھن نثار نہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بات نہ کی جائے اور شب و روز کو عملاً نہ سنوارا جائے۔ لیکن جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا منکر ہے۔ جو انہیں مردہ تصور کرتا ہے۔ جو ان کا باغی و گستاخ و بے ادب ہے۔ جو ان کو عام انسانوں جیسا سمجھتا ہے۔ جو ان کے علم پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ جو ان کی لائی ہوئی شریعت کو تسلیم نہیں کرتا اور جو ان کے ارشادات کو پس پشت ڈال دیتا ہے وہ گمراہ ہے۔ اس کی جنگ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہے۔ اس کے بارے میں رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

بات نہیں مانتا۔ احادیث کی کتب اور تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسے ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے دوست کے بارے میں ناشائشہ و نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے تو وہ اس دریدہ دہن سے لڑتا اور جھگڑتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے میرے دوست کے بارے میں ایسا کیوں کہا۔ لیکن جو شخص اللہ کے محبوب و حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زبان دراز کرے تو رب تعالیٰ اسے کیسے بخش دے گا۔ وہ تو اسے عذاب الیم کی سزا دے گا۔ دنیائے محبت کا یہی قانون ہے۔

محبوب کی ہر شے محبوب' پیاری اور جان سے عزیز تر ہوتی ہے۔ اس کے ہر قول و فعل سے محبت ہوتی ہے۔ اس کی ہر ادا سے محبت ہوتی ہے اور جب کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آقا و مولا و محبوب بنالے تو پھر زندگی ان کے نام ہو جاتی ہے۔ جو سانس لیا جاتا ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق کی خوشبو ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے لیل و نہار اور وجود کے اندر سنت خیرالوریٰ کے روپہلی و روشن و تاباں چراغ جلانے لگتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔

"جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔"

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل سے آقائے نامدار محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق وجود میں آتی ہے اور محبت و عشق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سنت پر عمل کرنے کی استقامت پیدا کرتی ہے۔ اور جو عمل محبت کے بغیر کیا جائے وہ بے جان ہے۔ محب کے لئے جہاں محبوب ہو وہیں جنت ہوتی ہے۔ اگر محبوب دل و دماغ اور خیالوں میں آباد ہو تو معنوی لحاظ سے وہیں جنت ہوتی ہے اور جنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت بہت بڑی نعمت و اعزاز ہے۔ یہ معیت مشروط ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی سنت سے۔ لہٰذا محب کے لئے لازم ہے کہ وہ تمام امور میں سنت خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت و افضلیت دے۔ اس طرح اس کی زیست سنت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ پھر جنت اس کا طواف کرنے لگتی ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں وہ محبوب ہو جاتا ہے۔

لیکن جس کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار نہیں' اس کو اہمیت نہیں دیتا' اس سے زندگی کو سجاتا نہیں' اسے رگ و پے میں جاری و ساری نہیں کرتا' اس کی حیات کھوکھلی' بے مصرف' بے مقصد اور بنجر ہے۔ جہنم کا ایندھن ہے۔

Marfat.com

قرآن حکیم کلام اللہ ہے اور حدیث پاک بیان قرآن ہے۔ حدیث مبارکہ کے آئینے میں ہی فہم قرآن ممکن ہے۔ بصورت دیگر قرآن مجید کو سمجھنا ماو شما کے بس کا روگ نہیں۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ثبوت اس پر عمل سے ملتا ہے اور اس میں مردہ سنت کو زندہ کرنا بھی شامل ہے۔ ارشاد رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اے فرزند! جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔"

قرآن و حدیث کی صورت میں ہمارے پاس دو نور ہیں لیکن شومئی قسمت سے مسلمان بے علمی کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں' قرآن پاک میں ہے۔

"اے اللہ! ہمارا علم بڑھا۔"

حدیث پاک میں ہے۔

"ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔"

ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔

"علم حاصل کرنے کے لئے اگر چین جانا ہو تو جاؤ۔"

اس علم سے مراد علم دین ہے۔ قرآن و حدیث و فقہ کا علم ہے۔ لیکن اکثر مسلمانوں نے اس سے مراد علم کسب لیا ہے اور اس کے حصول کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور علم دین کی طرف سے آنکھیں موند رکھی ہیں۔ دین علم کسب حاصل کرنے سے روکتا نہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ساری توانیاں اسی پر صرف کر دی جائیں۔ اس کے باوجود ہمارا حال یہ ہے کہ نہ دین کا علم ہے نہ دنیا کا۔ اس میدان میں سب سے پسماندہ ہیں۔

جہاں تک دین کا علم ہے تو اس کا یہ عالم ہے کہ اکثریت ناظرہ قرآن پاک بھی نہیں پڑھ سکتی اور اس میں علم کسب کے لوگ بھی شامل ہیں۔ معدودے چند نے ترجمہ کے ساتھ قرآن پاک پڑھا ہے اور خال خال لوگوں نے اس کی تفسیر پڑھی ہے۔ جہاں تک کتب احادیث کے مطالعہ کا تعلق ہے تو ایسے چند ہی لوگ ہیں جنہوں نے صحاح ستہ میں سے کوئی ایک کتاب حدیث مکمل پڑھی ہو اور فقہی مسائل کے بارے میں جاننا تو بہت دور کی بات ہے۔ اندریں حالات ہم نہ جانے ہر روز کتنی بار دین کو قتل کرتے ہیں اور ہماری آنکھ میں آنسو تک نہیں آتا۔

ہم نے دراصل اپنی چاہتوں' تمناؤں اور خواہشوں کو دین کا لبادہ اوڑھا رکھا ہے۔ صرف

Marfat.com

ایک مثال سے واضح ہو جائے گا کہ ہم حدیث مبارک پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ مردہ سنت کو زندہ کرنا تو بڑی بات ہے۔ وراثت میں لڑکیوں کے حصے کو لے لیں۔ کتنے لوگ ہیں جو اس پر عمل کرتے ہیں۔ خاص طور پر مکان کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ تو لڑکوں کا ہے۔ درحقیقت ہم خود مردہ ہو چکے ہیں اور مردہ کسی مردے کو زندہ نہیں کر سکتا۔ جب صورت حال یہ ہو کہ مردہ سنت زندہ کرنا تو درکنار ہم سنت پر عمل ہی نہیں کر رہے۔ تو پھر دعویٰ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسا۔ محبت ثبوت طلب کرتی ہے۔ حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قول کا عمل شاہد نہ ہو وہ قول سچا ثابت نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار و عاشق و محب تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود فرمائی تھی۔ اس کی دنیا کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور کوئی تصور تک نہیں کر سکتا تھا کہ کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹکنے والے قیصر و کسریٰ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ ان کے اندر ایسے اوصاف حمیدہ جنم لیں گے جو ضرب الامثال کی حیثیت اختیار کر لیں گے۔ عام زندگی و جہانبانی کے ہر میدان میں وہ اپنی مثال آپ ہوں گے۔ حرب و ضرب میں' اخلاق و کردار میں' معاملات و اعتقادات میں' حلم و بردباری میں' جرأت و عزیمت میں' ایثار و قربانی میں' عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت الٰہیہ میں' شجاعت و انصاف میں' کمزوروں کی داد رسی میں' غاصبوں سے مظلوموں کا حق دلانے میں' تقویٰ و پرہیزگاری میں' ایمان و اصابت رائے میں' علم و معرفت و برہان میں اور بعد میں آنے والوں کے لئے سرخیل و رہنما ہوں گے۔ لہٰذا ان کے اندر نقص تلاش کرنا۔ ان کے بارے میں معاندانہ رویہ رکھنا۔ ان کو سب و شتم کا نشانہ بنانا۔ ان پر اعتراض کرنا اور کمزوریاں تلاش کرنا اور ان سے پرخاش و عناد رکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب کو للکارنا ہے۔

یہ عظیم لوگ پیکر وفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ دین اسلام اور کلام اللہ انہیں کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ ان پر انگشت نمائی سے دین میں خلل و نقص واقع ہو جاتا ہے۔ اس کی صداقت و حقانیت داؤ پر لگ جاتی ہے۔ اے بیوقوفو! جن خوش بختوں کو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمہائے مبارک میں بیٹھنے کا موقع ملا ہو' جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و حکمت حاصل کی ہو ان کے مقام و مرتبہ و فضیلت کی کون ہمسری کر سکتا ہے۔

یہ لوگ بڑے ہی عظیم و عالی مرتبت تھے۔

ہر مقام پر پورے تھے' سادہ تھے لیکن شاہانہ کرو فر ان کا دست بستہ غلام تھا۔ عجز و انکساری

Marfat.com

کا مرقع تھے لیکن پرواز آسمانوں سے بھی ماوراء تھی۔ زمانہ امن میں دریا کی لہروں کی طرح نرم و سبک رفتار تھے لیکن بوقت جہاد ایسا طوفان تھے کہ سنگلاخ چٹانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتے تھے۔ سیرت و کردار و اخلاق کی ایسی شمعیں تھیں کہ ان کی ضیاء عرصہ محشر میں بھی کم نہ ہوگی۔ ایثار و قربانی کے پیکر تھے کہ دوسروں کے آرام و راحت کے لئے ہر شے قربان کرنے پر آمادہ و تیار رہتے تھے۔ عشق و محبت کا شاہکار تھے کہ ان کے حضور نفرتوں کا وجود بے معنی تھا۔ علم و عرفان و بصیرت اور عقل و دانش کے ایسے بلند مقام پر تھے کہ ان کے سامنے جہل و بے دینی اور کفر و شرک کے آسیب و عفریت جائے پناہ تلاش کرتے پھرتے تھے۔ وارث علم رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کے فیض کا نور چار دانگ عالم میں جلوہ فگن تھا اور آج بھی ہے۔

یہ لوگ بڑے ہی عظیم و عالی مرتبت تھے۔

جو وابستگان دامن محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جن کی ہمسری کا دعویٰ بڑے سے بڑا غوث و قطب بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ خود کو ان کے قدموں کی دھول کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔

یہ لوگ بڑے ہی عظیم و عالی مرتبت تھے۔

جن کا گستاخ و بے ادب گمراہ' بے دین اور راندۂ بارگاہ ربوبیت و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہ لوگ بڑے ہی عظیم و عالی مرتبت تھے۔

ان کو حبیب رب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم میں بیٹھنے کا شرف عظمیٰ حاصل تھا اور یہ عظمت و مرتبہ محض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے طفیل تھا۔ اور اس بارگاہ قدسیہ میں بیٹھنے والے کو جو مقام عطا کر دیا جاتا تھا اس میں وہی صفات بدرجہ اتم جلوہ گری کرنے لگتی تھیں۔

لاریب جو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر محبت اور ادب کے ساتھ گامزن ہو وہ ہر مقام پر پورا ہوتا ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس کی زندہ جاوید تصویر تھے۔ ان میں سے اگر کسی کو مجاہدین اسلام کا سپہ سالار مقرر کر دیا جاتا تھا تو اس کے اندر عسکری قائدانہ صلاحیتیں نکھر کر اس طرح اجاگر ہو جاتی تھیں کہ اس کے مدمقابل افواج غنیم کا امیر خواہ کتنا ہی تجربہ کار و جہاں دیدہ ہوتا طفل مکتب نظر آتا تھا۔ اور اگر کبھی جرنیل صحابی رسول ﷺ کو اسی فوج میں بحیثیت عام مجاہد کے دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لئے کہا گیا تو جبین مقدس پر

Marfat.com

شکن تک نمودار نہیں ہوئی اور وہ نہایت بے جگری و سرفروشانہ انداز اور اطاعت شعاری کے ساتھ لڑا۔ اگر کسی کو حکمرانی کے فرائض تفویض کیے گئے تو اس میں وہ اوصاف پیدا ہو گئے کہ لوگوں نے محسوس کیا کہ اس سے بہتر منتظم و امیر اور کوئی نہیں ہے۔ اگر کسی کو مسند ارشاد پر بٹھا دیا تو علم و عرفان کے سمندر موجزن ہو گئے۔ اگر کسی کو کرسی انصاف پیش کی گئی تو اس کے فیصلوں نے ثابت کر دیا کہ وہ یگانہ روزگار منصف تھا۔ الغرض جانثاران سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں جو جس رنگ، روپ اور انداز میں سامنے آیا وہ اس مقام پر ہر لحاظ سے پورا اترتا تھا۔

یہ لوگ بڑے ہی عظیم و عالی مرتبت تھے۔

یہ ہر جگہ اور ہر مقام پر پورے تھے۔ اگر کسی نے اسلوب جہانگیری سیکھنے ہوں تو ان سے سیکھے۔ اگر مجاہدانہ زندگی کا ڈھنگ جاننا ہو تو ان کے در اقدس پر آئے۔ اگر سپہ سالاری کے رموز سے آگہی مقصود ہو تو ان کی حیات مقدسہ کا بہ نظر تعمّق مطالعہ کرے۔ اگر کسی نے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لذتوں سے آشنا ہونا ہو تو ان عاشقان پاک طینت کے نقش قدم پر چلے۔ اگر کسی نے عدل و انصاف کی بالادستی برقرار رکھنی ہو تو ان عظیم لوگوں کے انصاف کے پیمانوں کو سامنے رکھے۔ اور اگر کسی نے درس و وعظ کی گدی پر بیٹھنا ہو تو ان سے سبق سیکھے' کیونکہ یہ پاک ہستیاں ہر مقام پر پوری تھیں اور یہ سب عالم عالیان ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لازوال' نظر رحمت اور عطا کا اثر تھا کہ ان غلاموں کے سینوں کو انگنت صفات عالیہ' اوصاف حمیدہ کا معدن و مخزن بنا دیا تھا۔ اسی لئے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ "میرے صحابی چمکتے ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔" ان میں سے اگر کسی ایک کا بھی دامن تھام لیا جائے تو چمنستان زیست میں سدا بہار رنگا رنگ پھول مسکرا سکتے ہیں۔ ناسازگاری حالات سے نجات مل سکتی ہے اور مصائب و آلام سے چھٹکارا نصیب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ روشن چراغ ہیں جن کو رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے روشنی بخشی تھی' جو نہ صرف اس جہاں رنگ و بو میں بلکہ اخروی زندگی میں بھی ان کی تب و تاب ماند نہ پڑے گی۔ اور یہ سب محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کی وجہ سے ہے۔

ان غلامان و عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے :

"جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔"

Marfat.com

اس حدیث پاک کی روشنی میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ محبت کرنا اور ان سے بغض رکھنے کو اپنے ساتھ محبت کرنا اور بغض رکھنا قرار دیا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و بغض رکھنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ محبت و بغض رکھنا ہے۔

اقلیم محبت کا قانون بھی یہی ہے کہ دوست کے دوست کو دوست اور دوست کے دشمن کو دشمن سمجھا جائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تو محبت و عشق کا دعویٰ کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یا دو یا زائد یا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و عناد رکھے اور ان کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو تو اس کا دعویٰ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سراسر باطل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محب ہونا تو درکنار وہ تو راندۂ بارگاہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے۔

"یا الٰہی! مجھے اپنی محبت عطا فرما۔ اور ان لوگوں کی محبت عطا فرما جنہیں تجھ سے محبت ہے۔ اور اس چیز سے محبت کرنا سکھا دے جو مجھے تیری دوستی سے قریب تر کر دے اور اپنی محبت کو مجھ پر اس قدر غالب کر دے کہ مجھے اس میں ایسی لذت محسوس ہو کہ پیاسے کو پانی ملنے پر ایسی لذت نصیب نہ ہوتی ہو۔"

اس کے باوجود کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کریم سے بدرجہ اتم محبت تھی لیکن پھر بھی اپنی دعا میں محبت الٰہیہ کے طالب تھے اور ان لوگوں کی محبت کے بھی جنہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ یہ دعا مانگ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں کے لئے رہنمائی فرمائی ہے۔ وگرنہ سب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے محتاج و طلبگار ہیں۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل امتیوں کے لئے درس و دعوت عمل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"جس دن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک نیا درد اور تازہ عشق (الٰہی) پیدا نہ ہو اس دن کے چڑھنے میں اللہ کرے برکت ہی نہ ہو۔"

ہمیں بھی بارگاہ رب العزت میں بہ الحاح و زاری دعا کرنی چاہئے۔

"اے بار الٰہ! ہمیں بھی ہر روز ایک نیا درد اور تازہ عشق محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما۔"

لاریب یہی راہ قرب الٰہی ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کنز سعادت و عظمت نہیں ہے۔ درحقیقت عشاق کی عزت و مقام صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق سے وابستہ

Marfat.com

ہے۔ اس کے بغیر نہ کسی کی کوئی حیثیت و عزت ہے نہ عظمت و بزرگی ہے۔

اس دعا کی روشنی میں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کی دعا مانگنی چاہئے جو سرخیل عاشقان رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جن سے ان کا رب کریم راضی اور خوش تھا۔ چہ جائیکہ ان کے ساتھ بغض و منافرت کا سانپ سینے میں پالا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دیا کرو اور ادب سکھایا کرو۔ اول' مجھ سے محبت کی تعلیم۔ دوم' میرے اہل بیت سے محبت کی تعلیم اور سوم' قرآن پاک کی تلاوت کی تعلیم۔"

اس سے والدین پر فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ادب کے ہم آہنگ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی تعلیم دیں۔ لیکن جو خود ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشقِ کے سبق سے ناآشنا ہو وہ اپنی اولاد کو خاک تعلیم دے گا۔ جہاں تک اہل بیت سے محبت کا تعلق ہے تو اس میں ازواج مطہرات بالیقین شامل ہیں اور یہ نص قرآن سے ثابت ہے۔ اگر کوئی اہل بیت سے کسی ایک یا سب ازواج مطہرات و امہات المومنین کو خارج سمجھتا ہے وہ فرمان ربّی کا باغی و مخالف ہے۔ تلاوت قرآن پاک کی تعلیم بھی فرض ہوئی۔ اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ آفتاب عشق کی شعاعیں سینوں میں روشنی بھر دیتی ہیں۔

شافع نشور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو تو پھر محبت سے کیا ہوا معمولی سا کام بھی دولت کونین کے حصول کا باعث بن جاتا ہے اور یہ سب محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ و رحمت ہے۔

"جو میری محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں باپ بیٹا کو بخش دے گا۔ قیامت کے روز ملائکہ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ۔"

اور ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

"جس گھر میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے اس گھر کی زیارت کے لئے ملائکہ دن میں ایک مرتبہ ضرور آتے ہیں۔"

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر بیٹے کا صرف نام محمد یا احمد رکھنے پر اتنا عظیم ثمرہ کہ بخشش بھی ہو' جنت بھی ملے اور گھر زیارت گاہ ملائکہ ہو۔ اس میں کسی عمل کا دخل نہیں ہے۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار پیار ہے۔ لیکن آج کل اولاد کے لئے جدید و

Marfat.com

موڈرن نام تلاش کئے جاتے ہیں جن میں سے اکثر کا کوئی معنی و مطلب نہیں ہوتا اور ان کے برعکس اسلامی اسماء کو پرانے تصور کیا جاتا ہے۔ ہم کس قدر بدنصیب ہیں کہ ان ناموں کے سامنے جدیدیت کی دیوار کھڑی کر کے ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے اور بے عملی میں بہت بڑی نعمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

اے کم عقلو! اسلام سے زیادہ کوئی دین جدید نہیں ہے۔ یہ ہر زمانے اور وقت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ یہ تا قیام قیامت جدید ہی رہے گا۔ یہ ایسا جدید ہے کہ اس میں کسی ترمیم کی حاجت نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ لہٰذا اس میں تغیر و تبدیلی ممکن ہی نہیں۔ اس سے بڑھ کر مخلوق اللہ کے مسائل اور الجھنوں کو حل کرنے کے لئے کونسا قانون و دین لاؤ گے۔ اس کے مقابل سب باطل اور کھوٹے ہیں۔ جو فساد فی الارض کو تو جنم دے سکتے ہیں لیکن ان سے خیر و برکت اور اصلاح احوال و انصاف کی توقع عبث ہے۔

حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک شب قسمت جاگی۔ عالم رویاء میں زیارت عالم عالیان صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ اس سے قبل کہ حضرت شاہ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ نبوت میں کچھ عرض کرتے رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تم ہم سے محبت کرتے ہو اور جو مجھے محبوب رکھتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔"

اس سے علم ہوا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے محبین و عشاق کا پتہ ہوتا ہے۔ اور یہ کس قدر خوش بختی ہے کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت میں ہو۔

سچی محبت آکاس بیل کی طرح محب کو اس طرح چمٹ جاتی ہے کہ پھر وہ سدا ساتھ رہتی ہے اور کبھی جدا نہیں ہوتی۔ لاریب محب ہمیشہ اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں بعد زمانی اور فاصلے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اور یہ محبت کی کرامت ہے کہ سدا سہاگن ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔"

ایک روز کا واقعہ ہے کہ راحت انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ محب اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار و محبت سے اپنی روحوں اور قلب و نظر کو جلا بخش رہے تھے کہ ایک دیہاتی مدینہ منورہ میں دربار رسالت صلی اللہ علی وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

Marfat.com

"اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت ہے۔ لیکن میرا گھر مدینہ منورہ سے بہت دور ہے میرے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں۔"

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔"

"المرء مع من احب" یعنی ہر آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر محبت کی بنا پر اپنے دوست کے ساتھ ہے' خواہ جسمانی طور پر وہ کتنے ہی فاصلہ پر کیوں نہ ہو۔ اور یہ ساتھ ایسا ہے جو صرف دنیا کی حد تک قائم نہیں بلکہ دار البقا میں بھی برقرار رہتا ہے۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیہ ہے۔

"جو جس سے محبت کرتا ہے بروز قیامت اس کے ساتھ ہو گا۔"

ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔ اس کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟"

فرمایا۔

"تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔"

عرض کی۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بہت سی نمازیں نہیں' بہت سے روزے نہیں' بہت سے صدقات نہیں' البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔"

سنا تو فرمایا۔

"تو قیامت میں اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔"

اس حدیث مبارکہ کے راوی بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں۔ دیہاتیوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب ہو گی۔"

ارشاد فرمایا۔

"تم نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے۔"

عرض کیا۔

"میں نے کچھ سامان نہیں کیا بجز اس کے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم سے محبت کرتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تو اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔"

اس پر موجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔

"کیا ہم بھی اسی طرح ہوں گے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہاں"

اس دن ہم لوگوں کو بہت خوشی ہوئی۔

اس حدیث مبارکہ کی روایت بھی حضرت انس بن مالک نے کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" من احبنی کان معی فی الجنۃ ○ یعنی جو مجھ سے (دنیا میں) محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔

"ایک آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے مل نہیں سکا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔"

ان احادیث مبارکہ سے عیاں ہے کہ انسان کو دامن محبت پھیلاتے وقت غور و خوض کر لینا چاہئے کہ وہ کس سے محبت کر رہا ہے۔ معاندین اسلام' بدمذہبوں اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے محبت کی پینگیں بڑھانے کا واضح مطلب یہ ہے کہ انجام انہیں کے ساتھ ہو گا۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق سب سے افضل و اعلیٰ ہے جس کے ثمرات دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں باعث رحمت و سکینہ و طمانیت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی ضامن ہے۔ اس سے حشر و نشر و جنت میں معیت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت غیر مترکہ میسر آتی ہے۔ اور یہ محبت کمی صوم و صلوٰۃ و صدقات کے باوجود اپنے محب و عاشق کے لئے باعث راحت و اطمینان ہے اور اس کے انعامات کی حد و شمار نہیں۔

اگر کسی اور سے محبت کی جائے تو وہ خالصتاً" اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کرنی چاہئے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ علماء

Marfat.com

حق یا دیگر نیکوکار وغیرہم۔ یہ پیمانہ ہے دوسروں سے بھی محبت کرنے کا۔ اگر اس کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے تو پھر جس سے بھی محبت کی جائے گی خواہ وہ کوئی سیاستدان ہو یا عالم سوء۔ کوئی دانشور ہو یا عالی منصب و جاہ فرد وہ اس کے لئے بت بن جاتا ہے اور بت سے وفا کی امید عبث ہے۔ یہی شخصیت پرستی ہے اور پھر لوگ انہی بتوں کی محبت میں پس دیوار زندان میں جاتے ہیں۔ شدائد بھی برداشت کرتے ہیں اور جانیں بھی قربان کرتے ہیں۔ یہ ایسی دلدل ہے جس سے باہر نکلنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اور یہ بت ان بے عقلوں اور دیوانوں کے بل بوتے پر اپنی سیاست و دانشوری و عالی منصبی و چودھراہٹ کی دوکانیں چمکاتے ہیں۔ اپنی چرب زبانی و منافقت و دروغ گوئی سے ان کور چشموں اور خواہشات و اغراض کے ماروں کو مسحور و ہمنوا و شیدا بنائے رکھتے ہیں۔ نتیجتاً یہ لوگ ان مطلب پرستوں اور دنیا کے متوالوں کی جھوٹی محبت کا بدبودار پیرہن بڑے اہتمام سے اپنے جسموں پر سجائے گمراہیوں کی گھاٹیوں اور ذلتوں کی پستیوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔

یہی حال کسی غیر قوم سے محبت کرنے کا ہے۔ جس قوم سے بھی محبت کی جائے گی وہ اس کے افکار و خیالات' اس کے انداز و اطوار اور اس کے طرز زندگی کو اپنائے گا اور ہر جگہ اس کے گن گاتا پھرے گا۔ ایسے لوگ اپنی قوم کے دشمن اور غیر قوم کے بہی خواہ و ہمدرد ہوتے ہیں۔ یہ غیروں کو مسلمانوں پر فوقیت دیتے اور انہیں قنوطی' ذلیل و خوار' پست خیال' قدامت پسند' متشدد' اکھڑ مزاج اور دہشت گرد خیال کرتے ہیں۔ اگر ان کی محبوب قوم کا جمینیٹر (گندگی اٹھانے والا) بھی ان سے ملاقی ہو تو وہ اسے سر آنکھوں پر بٹھا لیتے ہیں۔ ان لوگوں کی مثال سگ پلید کی سی ہے جو اپنی قوم کا دشمن اور دوسری قوم کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

سب سے ارفع و اعلیٰ مقام محبت کا ہے۔ محب سے اگر کوئی کمی بیشی یا خطا ہو جائے تو اس سے مواخذہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی محبت کو دیکھا جاتا ہے۔ جس شخص نے بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی تھی کہ میرے پاس زیادہ صوم و صلوٰۃ و صدقات نہیں مگر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سینے میں موجزن ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محب کے جواب یہ نہیں ارشاد فرمایا تھا کہ صلوٰۃ و صوم و صدقات میں کثرت کرو بلکہ صرف اتنا فرمایا تھا کہ تم بروز قیامت اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔ لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ صوم و صلوٰۃ و صدقات وغیرہ سے پہلو تہی کی جائے۔ ان کے ادا کرنے کا حکم بھی محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے۔ اور محبوب کی ہر بات اور حکم واجب التعمیل ہوتا ہے۔ اور جب محب اپنے محبوب کے حکم کو محبت و صدق و خلوص سے بجا لاتا ہے تو محبوب بہت خوش ہوتا ہے اور محب کی محبت میں بے حد اضافہ ہوتا ہے۔ وہ محب ہی کیا جو من مانی کرتا پھرے۔ دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ

Marfat.com

کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لازوال سے سینے میں چراغاں کرنا سہل اور بازیچہ اطفال نہیں۔ اگر اس کے لئے زیست کو بھی نچھاور کرنا پڑے تو سودا پھر بھی بہت سستا ہے۔

حدیث مبارکہ ہے۔

"دنیا سے محبت کرنے والا ہیجڑا۔ عقبیٰ سے محبت کرنے والا نامرد اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنے والا مرد ہے۔"

لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت عقبیٰ و فردوس کی خاطر نہیں کرنی چاہئے یہ محب کی شان سے بعید ہے۔ جب اللہ کریم اور اس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مل جائیں تو بہشت کہیں بھاگ جائے گی۔

ایک روز آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ انوار وتجلیات کی برسات ہو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت اس وجہ سے کرو کہ وہ تم کو ہر صبح اپنی نعمت سے سرفراز کرتا ہے اور مجھ سے اس لئے محبت کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے۔"

اس کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہی حق ہے اور عشاق کو ہمیشہ اس فرمان عالیہ کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس وقت سے ہے جب کائنات کا وجود تک نہ تھا۔ ان کی محبت ازلی و دائمی ہے۔ رب کریم سے محبت کرنے کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ بیان فرما دی ہے۔ وہ معطیٔ مطلق ہے، کارساز مطلق ہے، مسبب الاسباب ہے، قادر مطلق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی نعمتوں کے شکرانے کے ذریعے ہی محبت ممکن ہے۔ لیکن اس نے اپنی محبت کو بصورت محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان رنگ و بو میں بھیج دیا اور فرما دیا کہ جو میرے پیارے صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے وہ درحقیقت مجھ سے ہی محبت کرتا ہے۔ اور اسی محبت لاثانی کو باعث نجات و حصولِ عرفان الٰہیہ بنا دیا ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔

اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود نعمت عظمٰی ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہے۔ اگر صرف اس ایک بات کا ہی رب کریم کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا ہے تو شکر ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر اللہ کریم کی اس نعمت عظمٰی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے بہ دل و جان محبت کریں تو پھر بھی حق محبت ادا نہیں کیا جا سکتا۔

رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی متذکرہ بالا حدیث مبارکہ پر جتنا غور کریں نت نئے محبت و اسرار الٰہیہ کے در باز ہوتے جاتے ہیں۔ اس سے الم نشرح ہے کہ محبت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم آہنگ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بھی محبت ہوتی ہے۔ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت رب ودود کے لئے بھی تیار کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے خالق و مالک کو فراموش نہ کر دے۔ لہٰذا بیک وقت دونوں سے محبت کرنے کے لئے فرمایا گیا۔ بالفاظ دیگر جب کوئی محبت الٰہیہ کے حلقہ میں داخل ہوتا ہے تو اس ہنگام اس کے دل میں محبت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجزن ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ فنافی اللہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی مثال حضرت شیر محمد شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ کی حیات پاک سے ملتی ہے۔ جب وہ فنافی الشیخ تھے تو فرمایا کرتے تھے۔

"لوگو! میرے مرشد جیسا کوئی نہیں۔"

جب وہ فنافی الرسول کے مقام پر تھے تو کہا کرتے تھے۔

"لوگو! میرے رسول ﷺ جیسا کوئی نہیں۔"

اور جب فنافی اللہ ہوئے تو کہتے تھے۔

"لوگو! میرے رب جیسا کوئی نہیں۔"

اس کے باوجود اگر ان کے مرشد کا ذکر چھڑ جاتا یا شرف ملاقات حاصل ہوتا تو ادب سے نام لیتے تھے اور محفل مرشد میں سر خم کر کے بیٹھتے تھے۔ اور جب محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو گردن کو بپاس ادب و محبت جھکا دیتے تھے۔ سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی بجا آوری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے۔ اور رب کریم کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اور جو انعامات بارگاہ خداوندی سے عطا ہوتے تھے انہیں مخلوق اللہ میں تقسیم فرماتے رہتے تھے۔ کیونکہ بقول حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ جو ایسا نہیں کرتا اس پر عطا کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ مخلوق اللہ کی صراط مستقیم و محبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رہنمائی کرتے اور محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رب ودود کی محبت کے قابل بناتے تھے۔

ایک روز محبین و عشاق اپنے ہادی و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ہالہ کئے بیٹھے تھے۔ انوار و تجلیات نے انہیں گھیرے میں لے رکھا تھا کہ ایک شخص بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی احب اللّٰہ (میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں)

Marfat.com

سنا تو ارشاد فرمایا۔

"استعد للبلاء" (بلا کے لئے تیار ہو جا)۔

پھر ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انی احبک (حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں)۔"

سن کر ارشاد فرمایا۔

"استعد للفقر" (پھر فقر کے لئے تیار ہو)۔

اسی ضمن میں ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔"

فرمایا۔

"ہوش اور اپنے کہنے پر نظر ثانی کر کیونکہ محبت کی منزل بڑی کٹھن اور راستہ بڑا ہی دشوار ہے۔"

اس شخص نے تین بار یہی کہا۔

"میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔"

اس پر ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر تو اپنے قول میں سچا ہے اور میری محبت میں پکا ہے تو پھر اپنے آپ کو فقر کے لئے تیار کر۔"

غور کریں ایک جگہ فرمایا بلا کے لئے تیار رہو اور دوسری جگہ ارشاد ہوا فقر کے لئے تیار ہو۔ یعنی بلا میں ڈالنا یا آزمائش میں مبتلا کرنا مولا کریم کی صفت ہے اور فقر اختیار کرنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ہے۔ ہر ایک کو اپنی صفت سے لگاؤ ہے۔

اہل علم نے فقر کی متعدد تعریفیں بیان کی ہیں۔ میرے خیال میں فقر کے لفظ "ف" سے مراد خود کو ماسوا سے فارغ کرنا۔ لفظ "ق" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں اپنے جذبات' خیالات' محسوسات' افکار' سوچوں اور افعال وغیرہ سب کو بعوض محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرق کر دینا اور لفظ "ر" سے مراد اپنی ذات کو درمیان سے رخصت کرنا ہے۔

فنا فی اللہ کے مقام پر جہاں بلاؤں کا نزول ہوتا ہے تو اللہ جل جلالہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے فقر کا مقام بھی برقرار رہتا ہے۔ اللہ کریم اور اس کے رسول رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت لازم وملزوم ہے اس لئے دونوں کے نرغے میں رہتا ہے۔ اور محبت و عشق میں یہ دونوں مقامات کھوٹے کھرے میں امتیاز کے لئے از بس ضروری ہیں۔

Marfat.com

راہ محبت و عشق میں قدم اٹھانا جان کو جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس راستے میں سختیاں، بلائیں، تکالیف اسی لئے رکھی گئی ہیں کہ کم حوصلہ و بے ہمت لوگ اس پر چلنے کے اہل نہیں ہیں۔ جتنی اس نام محبت و عشق میں کشش و مقناطیسیت و جاذبیت ہے اتنا ہی اس میں طوفان، گرداب، ابتلا، مصائب اور موت سے پہلے مرجانا اور فقر و فاقہ ہے۔ لیکن سچا عاشق و محب ان کو خاطر میں نہیں لاتا۔ کیونکہ محبت الٰہیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ان کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ محبت و عشق انہیں راحت میں بدل دیتے ہیں۔

سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ازل سے بہہ رہا ہے اور ابد الآباد تک بہتا رہے گا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا راز پنہاں ہے۔ اس لئے ہر دور اور ہر زمان میں عشاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں قربانیاں دیتے رہیں گے۔ سر کٹاتے رہیں گے۔ نثار ہوتے رہیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت و رحمت اپنے ان امتیوں پر بھی تھی جو بعد کے ادوار میں آنے والے تھے اور ان کے جذبات کا بھی علم تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"میری امت میں مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو بعد میں آنے والے ہیں۔ ان میں ہر ایک مجھے محبوب جانے گا اور کہے گا کہ کاش مجھے ایک نظر جمال مبارک پر ڈالنے کا موقع ملتا۔ اور اس کے مقابلے میں مجھ سے میرا تمام مال و منال لے لیا جاتا اور مجھے دیدار حاصل ہو جاتا۔"

اس میں کیا شک و شبہ ہے کہ ہم عاصیوں کے دل میں یہی تمنا کروٹیں لے رہی ہوتی ہے کہ کاش حضور نبی کریم رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن لازوال سے قلب و نظر و روح کو طمانیت و سکون و راحت نصیب ہو۔ اور یہ تڑپ اور جذبہ سدا زندہ رہتا ہے۔ خواہ ہم گناہوں کے دلدل میں سرتاپا پھنسے ہوئے ہوں۔ یہ تڑپ بھی اصل میں محبت کا جز ہے۔ اگر محبت نہ ہو تو پھر تڑپ بھی جنم نہ لے۔

گنہگار سے گنہگار انسان بھی جب راحت انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک سنتا ہے تو اس پر گونہ کیف سا طاری ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے تو بے چین و مضطرب ہو جاتا ہے۔

اعمال حسنہ کے لحاظ سے ہم تہی دامن ہیں۔ وقت کا دھارا تیزی سے بہہ رہا ہے۔ اور ہم دنیا کے لہو و لعب میں سرتاپا غرق ہیں لیکن اس کے باوجود سیدا لمحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم دل کے کسی

Marfat.com

نہاں خانے میں موجود و متبسم ہیں۔ بس ہم جیسے عاصیوں کا یہی کنز حیات ہے' یہی سرمایہ آخرت ہے' عالم عالیان صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا کس قدر خیال ہے اور ہم کس قدر کم ظرف ہیں کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گلابوں کے حصول کے لئے قدم آگے نہیں بڑھاتے۔ ہمارا کام سیدھے رخ' محبت کی سمت بڑھنا ہے اس سعی کو قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن جزولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جن لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات ۔ ۔ ۔ ہوئی اور وہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ کے بعد آنے والے ہیں ان کا سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گا"

ارشاد فرمایا۔

" اسمع صلٰوۃ اھل محبتی و اعرفھم " یعنی میں اپنے اہل محبت کا درود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں۔"

یہ ہم خطا کاروں پر احسان عظیم ہے کہ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اسے نہ صرف سماعت فرماتے ہیں بلکہ پڑھنے والے کو پہچانتے بھی ہیں کہ کون ابن کون ہے۔ اس ہنگام صلوٰۃ و سلام کا تحفہ بھیجنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت کے سائے میں ہوتا ہے۔ کیا کرم گستری و عنایت و رحمت ہے۔

نماز کے بارے میں ارشاد عالیہ ہے کہ جب پڑھو تو اس طرح کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہ خیال کرو کہ رب کریم تم کو دیکھ رہا ہے تاکہ اس کی موجودگی کے احساس سے عبادت میں خشوع و خضوع پیدا ہو۔ اور صلوٰۃ و سلام کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتا ہے تاکہ پڑھنے والا کلی طور پر ادب و محبت کا اظہار کرے۔

فنا فی اللہ کے مقام کے کون اہل اور کون نہیں ہے۔ جب تک اس کا علم نہ ہو اس مقام تک رسائی اور اس کا حق ادا کرنا ممکن نہیں۔ اس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کون جانتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"محبت حق ایک ایسا بادشاہ ہے جو ہر دل میں جلوہ افروز نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے دل میں متمکن ہوتا ہے

Marfat.com

جو اس کے شایان شان ہو۔ یہ تو نوشتہ تقدیر ہے کہ عشق الٰہی دانا دل ہی میں قرار گیر ہوتا ہے۔"

ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"عشق الٰہی ایسی بساط ہے کہ جس میں کوئی ایسا شخص قدم رکھنے کی جسارت نہیں کر سکتا جس نے اٹھارہ ہزار دنیاؤں کو لات نہ مار دی ہو۔ اور محبت دوست کے سوا اس کی نظر میں کوئی شے نہ جچتی ہو۔ پھر وہ اپنی محبت میں منفرد ہوگا۔"

یہ ہے وہ دانا دل جو محبت الٰہیہ کے اہل و لائق ہے۔ ایک دنیا تو کیا اس کی نظر میں اٹھارہ ہزار عالمین کی شمہ برابر وقعت و قدر نہ ہو اور وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ بس وہ ہو اور محبت دوست۔

کسی چیز کے حصول کے لئے اولین شرط طلب ہے جس کے گرد تمام تر مساعی گردش کرتی ہے۔ طلب کے بغیر تو ایک قدم بھی اٹھانا ناممکن ہے لہٰذا طلب و سعی لازم و ملزوم ہیں۔ اور جو سعی و کوشش خلوص نیت اور جذبے سے کرتا ہے وہ ایک نہ ایک دن اپنی منزل و مقصود کو پالیتا ہے۔

حدیث قدسی ہے۔

" من طلبنی و جد نی و من وجد نی احبنی و من احبنی عرفنی ومن عرفنی عشقنی و من عشقنی قتلہ و من قتلہ مغلی دیتہ و انا دیتہ"

(ترجمہ) جس نے مجھے طلب کیا پالیا۔ جس نے مجھے پا لیا مجھ سے محبت کی۔ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے مجھے پہچان لیا۔ جس نے مجھے پہچانا وہ مجھ پر عاشق ہوا۔ اس کو میں نے قتل کیا۔ جس کو میں نے قتل کیا بس اس کا خون بہا میرے ذمے ہے۔ اور میں اس کا خون بہا ہوں۔

محبت کا چاند بھی کیسے کیسے افق پر طلوع ہوتا ہے۔ پہلے طالب کے اندر محبت الٰہیہ پیدا کی۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ خود اس کے قریب ہوگیا۔ اسے اپنی محبت بخشی' پھر پہچان عطا کی' پھر اسے صرف اور صرف اپنا ہی والہ و شیدا بنا لیا۔ بعد ازاں بلاؤں کے ذریعے اسے قتل کیا اور خون بہا بھی اس کا خود بن گیا۔

محبت الٰہیہ میں اس کا محب ایسے ایسے مقامات سے گزرتا ہے کہ اس کے روبرو موت کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ قتل ہونے کے لئے خود گردن پیش کر دیتا ہے۔ جبکہ اس قتل کا خون بہا بذات خود اللہ تعالیٰ ہو تو اس سے بڑا اعزاز محب کا اور کیا ہوگا۔ کیا عطا ہے' کیا کرم ہے' شرط صرف یہ ہے کہ کوئی اس کی راہ محبت پر چلے تو سہی۔

Marfat.com

اگر کسی کے اندر محبت الٰہیہ کی طلب جلوہ گری کرے تو لامحالہ ذہن میں سوال ابھرتا ہے کہ وہ کس نوع کی سعی بلیغ کرے اور کس در پر جائے جہاں سے راستہ ملے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تشنگان محبت الٰہیہ کی رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

"جسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت مطلوب ہو اسے چاہئے کہ اہل ذکر کی مجلس میں بیٹھے۔" یعنی اہل عرفان کی محبت کو حضور حق کی ہم نشینی کے قائم مقام ٹھہرایا گیا ہے۔

اہل ذکر کی محفل سے صرف وہی استفادہ کر سکتا ہے جس نے بیسوائے دنیا کو طلاق دے دی ہو۔ تعرّف میں حضرت احمد بن سمین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ کے راستے پر جا رہا تھا کہ دیکھا ایک شخص پکار رہا ہے۔

"اے لوگو! میری اللہ کے واسطے مدد کرو۔"

میں نے کہا؟

"تجھے کیا ہوا ہے۔"

اس نے کہا۔

"یہ درہم لے لو کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر نہیں کر سکتا۔"

میں نے وہ درہم لے لئے جو تعداد میں چودہ تھے۔ اس کے بعد اس شخص نے بلند آواز سے کہا۔

"اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔"

یہ معمولی سی دنیا اس شخص اور اللہ جل جلالہ کے ذکر کے مابین حائل تھی اور جب اس نے اس دنیا سے چھٹکارا حاصل کر لیا تو والہانہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارنے لگا اور کہا۔

"میں نے دنیا کو تیرے لئے چھوڑ دیا ہے۔"

ولی اللہ کی محفل ہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ اور ان کی محبت و عشق ملتا ہے۔ ان سے صرف نظر کر کے کوئی لاکھ جتن کرتا رہے وہ بار آور ثابت نہیں ہو سکتا۔

ابن ماجہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مبارکہ روایت کی ہے' فرماتے ہیں۔ ایک شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

"مجھے ایسا عمل بتائیں جس کے کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے بندے مجھ سے محبت کرنے لگیں۔"

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"دنیا سے منہ موڑ لو اللہ کریم تم سے محبت کرے گا۔ اور جو لوگوں کے قبضہ میں ہے (لوگوں کے پاس کی اشیاء) اس سے بھی منہ موڑ لو تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔"

دنیا اور اہل دنیا سے گلوخلاصی کا ڈھنگ عارف باللہ ولی اللہ اور بزرگان دین ہی بتا سکتے ہیں۔ یہی وہ مبارک و بزرگ ہستیاں ہیں جن کی محفل وہ پہلی منزل ہے جس کے ذریعے ہی محبت و عشق کی دیگر منازل طے کی جا سکتی ہیں۔ درحقیقت انہیں کی محافل و مجالس میں پرکھا جاتا ہے کہ کون فنافی الشیخ، کون فنافی الرسول، کون فنافی اللہ کے اہل ہے۔ اگر کوئی فنافی الشیخ کے مقام کا بھی اہل نہ ہو تو دنیا اسے پھر اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور وہ پھر اس کے گرداب بلا میں پھنس جاتا ہے۔ ان ولیوں کی معیت و قرب کے حصول کے لئے خلوص، وفا، یقین، اعتقاد اور محنت شاقہ کے سکے چلتے ہیں۔ ریا، جھوٹ، منافقت، اغراض، لالچ، خواہشات اور نافرمانی ان بزرگوں کی محفلوں کے کھوٹے سکے ہیں۔

جب کوئی عاشق صادق اپنے مرشد و شیخ کی ہدایت کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کے لئے شبانہ روز پابرکاب رہتا ہے تو آخرکار ایک نہ ایک دن وہ فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :

"جو بندہ اپنی طاعتوں سے میری قربت کو تلاش کرتا ہے میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

محبت کے اس مقام پر محب کی ہر حرکت اور قول اس کا اپنا نہیں رہتا۔ وہ ایسا فنافی اللہ ہوتا ہے کہ اسے ہر سو اللہ ہی اللہ دکھائی دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔

" من مات فی اللہ فقد مات شہیداً ○ " یعنی جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مر گیا وہ شہادت کی موت مرا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب اپنے کسی غلام کو عبادت الٰہی میں ذوق و شوق سے سرگرم دیکھتے تو اسے آزاد کر دیتے۔ چنانچہ آپ کے اکثر غلام اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لئے لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے اور آپ حسب عادت انہیں آزاد کر دیتے۔ آپ کو عرض کی گئی۔

Marfat.com

"آپ کے غلاموں کی یہ عبادتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے نہیں بلکہ آپ کو فریب دینے کے لئے ہیں۔"
سنتے تو فرماتے۔
"من خادعنا باللہ خدعنا" (جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے نام سے دھوکا دیتا ہے ہم اس کے دھوکے میں آنے کے لئے تیار ہیں۔)
یہ بھی محبت الٰہیہ کا ایک خوبصورت رنگ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کو اپنی اطاعت و محبت قرار دیا ہے لہٰذا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو واصل بحق ہوتا ہے لاریب وہ بھی درجہ شہادت پر فائز ہوتا ہے۔

اللہ کا محب ہر لحظہ و ہر آن اپنے رب سے ملاقات کا خواہاں رہتا ہے اور اس کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے اسے مخاطب ہو کر فرمایا۔
"کیا تم نے کبھی دوست کو دوست کی جان لیتے ہوئے دیکھا ہے۔"
چنانچہ اسی وقت وحی نازل ہوئی۔
"تم نے کبھی دوست کو دیدار دوست سے کراہت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"
تب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا۔
"اے ملک الموت! اب میری جان لینے میں تاخیر نہ کر۔ میں بالکل راضی ہوں۔"
اور جب یہی مقام رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی مبارک معلوم کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جانے کو ترجیح دی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا غیرت مند ہے۔ اپنی محبت میں کسی اور کی پیوندکاری پسند نہیں فرماتا۔ یہی وجہ ہے کہ ماسوا اور اٹھارہ ہزار عالمین کو جو ترک کر دیتا ہے وہی اہل محبت الٰہیہ قرار پاتا ہے۔
ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
"اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ وہ اپنی محبت میں کسی دوسرے کی محبت برداشت نہیں کرتا۔"

اور جب کوئی محب صادق اطاعتوں کے ذریعے اور ماسوا سے کنارہ کشی اختیار کر کے صرف اور صرف اللہ جل جلالہ سے محبت کرتا اور فنافی اللہ ہو جاتا ہے تو وہ بھی اپنے محب سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر اس کا آسمانوں اور زمین پر اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں حدیث مبارکہ ہے

Marfat.com

جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول عربی و اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔

" جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ندا دیتا ہے۔ میں اللہ فلاں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تو بھی اس سے محبت رکھ۔"

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو ندا کرتے ہیں۔

" اللہ کریم فلاں کو دوست رکھتا ہے۔ تم بھی اسے دوست رکھو۔"

تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر دنیا میں (بھی) اس کی مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔

متذکرہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو ہمارے دعوے محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اللہ تبارک وتعالیٰ کی قلعی از خود کھل جائے گی کہ ہمارا حال کیا ہے اور ہم کہاں کھڑے ہیں۔ اور اس معیار محبت پر کس حد تک پورا اترتے ہیں۔ اپنا تجزیہ کرنے پر بجز ندامت کے ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور سر شرم سے جھک جائیں گے۔ آئیں بارگاہ رب العزت میں دعا کریں۔

" اے اللہ تعالیٰ! ہمیں معاف فرما اور اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت و نعمت محبت ہم عاصیوں کو عطا فرما۔"

Marfat.com

باب ۷

انبیاء کرام علیہم السلام کا نظریہ محبت و عشق

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل عشق کا نور و مشک و عنبر آسمانوں اور زمین پر رقصاں و نغمہ سنج تھا۔ یہ آبادی کی نسبت ویرانوں اور تنہائیوں میں خوب پنپتا اور محیرالعقول مدارج طے کرتا ہے۔ اسے بجز محبوب کے اور کوئی خیال و تصور نہیں ہوتا اور اس کی یاد ہر سانس میں آباد ہوتی ہے۔ حضرت انسان کے خمیر میں عشق کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ جب سیدنا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے چالیسویں صبح کے آغاز میں آنکھ وا کی تو عشق پر نگاہ پڑی۔ عشق نے اپنی جنس کی طرف والہانہ پرواز کی۔ بہشت کی بہاروں اور حوروں کے حسن لازوال و بے مثل کی قدر و قیمت پرکاہ کے بھی مساوی نہ رہی چنانچہ بہشت کو لات مار کر محبوب کے عشق سرمدی و حقیقی کی جستجو میں اس عاشق اول نے دنیا کے ویرانوں میں قدم رکھا۔ ہر آن بچشم نم رہتے تھے۔ سیل اشک کسی لحہ تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اقلیم محبت کے ضوابط میں سے ایک پر پورا اترنے میں بھول ہو گئی تھی اور وہ یہ کہ شجر ممنوعہ کی طرف رغبت سے ایک لحظہ کے لئے توجہ محبوب حقیقی کی طرف سے ہٹ گئی تھی۔ بس یہی خطا تھی۔ ویرانہ دنیا کی راہ لی کیونکہ بہشتی باغات و محلات میں عشق کا سبق نہیں پڑھایا جاتا اور نہ ہی وہاں دوران قیام طائر عشق کو پر پرواز کھولنے کا موقعہ ملتا ہے۔ عشق تو اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کہ ویرانے میں وحشت کا گہوارہ بن جائے۔

وقت کے ہم آہنگ انسانوں کا جم غفیر دور و نزدیک پھیلنے لگا۔ ابلیس لعین نے محبت کا رخ منعم حقیقی کی طرف سے ہٹا کر دنیا اور اس کی رنگینیوں کی طرف مبذول کرانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ دنیا کے لذائذ کے متوالوں کی نظر میں محبت کے مفہوم و معانی میں مصنوعی رنگ بھر دیئے اور اس کی ردائے اطہر و منزہ میں خواہشات نفسانی کے جگہ بہ جگہ پیوند لگا دیئے۔ لوگ اپنی چاہتوں اور اپنے مفادات کے آبگینوں کے حوالے سے اس کی تشریح و تعریف کرنے لگے۔

محبوب حقیقی کے علاوہ کسی دوسرے سے محبت کا اظہار یا اس کا دم بھرنا باعث فساد فی الارض ہے اور عشق کے قانون میں حرام و گردن زدنی ہے۔ لیکن شیطان نے پرستاران دنیا کا رخ

Marfat.com

دولت، عورت، زمین، حکومت، منصب، خواہشات اور نفس کی محبت کی طرف موڑ دیا اور وہ اس راہ پر بگٹٹ دوڑنے لگے۔ محبوب حقیقی کی بجائے بتوں کو الٰہ اور محبوب بنالیا۔ اور محبت کے بہروپ میں ان پر جانیں قربان کرنے لگے۔ اکثریت اس دام ہمرنگ زمیں کی نخچیر ہو گئی۔ لیکن معدودے چند اپنے محبوب حقیقی کی محبت و اطاعت میں سرمست و سرشار رہے۔

وقت اول الذکر لوگوں کو نادانستہ طور پر ذلت و رسوائی و عذاب شدید کی طرف نادیدہ آہنی زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی آتشیں وادیوں کی طرف گھسیٹتا رہا اور موخرالذکر افراد کے لئے اسی ظلمت کے ماحول میں روشنی۔ عالم افراتفری و نفسا نفسی میں اطمینان و سکینہ اور گناہوں اور عصیاں کی پرخار گھاٹیوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت و اطاعت کے تنہت بار پھول کھلانے کا سامان کرتا رہا۔ سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے عہد مسعود تک دنیا اپنے خالق و مالک سے منحرف و باغی ہو چکی تھی۔ لہٰذا بجز چند نفوس قدسیہ اور عاشقان صادق کے طوفان نوح علیہ السلام نے سب کو ملیا میٹ کر دیا۔ زمین پاک ہو گئی۔ سچی محبت کی خوشبو پھر پھیلنے لگی۔ آدم ثانی سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے ساتھیوں کی اولادوں سے دنیا کی ویرانی میں پھر چہل پہل ہونے لگی اور پھر وقت کا پہیہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک دور میں داخل ہوا۔

محبت قربانی سے عبارت ہے اور عشاق اپنی جان کا نذرانہ ہاتھوں میں لئے محبوب کی گلی میں گھومتے رہتے ہیں کہ اسے محبوب کے قدموں پر نثار کر دیں۔ لخت جگر کی قربانی اہل دنیا کی نظر میں سب سے عظیم و ارفع قربانی تصور کی جاتی ہے اور جب محبوب حقیقی نے سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنے بیٹے سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کرنے کا عالم رویاء میں اشارہ فرمایا تو عشق خنداں ہو گیا۔ محب کی محبت کا امتحان مقصود تھا۔ محبوب کے حکم کی ادائیگی میں تساہل بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے بیٹے کو ساتھ لیا اور بڑے جوش و جذبے سے اس کے گلے پر چھری چلادی۔ رب تعالیٰ نے ملائکہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اے فرشتو! دیکھ لو میرا خلیل میری محبت میں کس قدر صادق ہے۔"

محبوب نے اپنے محب کی قربانی کو بڑی قدر سے دیکھا۔ کرم خاص سے قربانی کے لئے بہشت سے جانور بھجوا دیا اور اسے بیٹے کی قربانی کے قائم مقام کر دیا۔ اور قیامت تک اس رسم عاشقی کو جاری کر دیا۔ قربانی کرتے وقت رب ودود کی محبت و رضا اور محب صادق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی نیت لازمی ہے ورنہ خون اور گوشت کی محبوب حقیقی کی نظر میں کوئی قدر و منزلت نہیں۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں جگر پارۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حلقوم مبارک پر چھری چلنے کا نظارہ اہل آسمان نے بچشم حیرت و استعجاب دیکھا تھا۔ یہ عشق کی معراج تھی۔ محبت کی اس آزمائش میں پورا اترنے کے بعد محب صادق بے اختیار پکار اٹھے۔

"اے اللہ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

اللہ کریم نے ملائکہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"سن لو ابراہیم (علیہ السلام) کیا کہہ رہا ہے۔ گواہ ہو جاؤ میں نے اسے اپنا خلیل بنالیا ہے۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی محبت کا یہ انداز دیکھا تھا۔ بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔

"اے رب ودود! تیرے ساتھ کسی بشر کی ایسی محبت پہلے دیکھی نہ سنی۔ بیشک وہ اس اہل ہے کہ تیرا دوست ہو۔ اگر اجازت ہو تو میں اس کی محبت کی آزمائش کروں۔"

اجازت مل گئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کوہ صفا پر تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ اس وقت حضرت خلیل اللہ علیہ السلام خانہ کعبہ کی عمارت کے اندر تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بہ آواز بلند کہا۔

"یا اللہ"

جب یہ آواز محب صادق سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گوش نواز ہوئی تو فوراً باہر تشریف لائے۔ محبوب کے اسم پاک کی چاشنی و مٹھاس نے آپ کو تڑپا دیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جو اس ہنگام لباس بشریت میں تھے فرمایا۔

"اے خواجہ! ایک مرتبہ پھر اللہ کا نام اس طرح لو۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔

"اس پاک نام کے سننے کا شکرانہ ادا کرو پھر نام لوں گا۔"

آپ نے کہا۔

"جو کچھ میرے اختیار میں ہے سارے کا سارا دے دوں گا۔ میرے اتنے اونٹ ہیں سب محبوب کی رضا و محبت میں قربان کرتا ہوں۔ اب کہو۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھر کہا۔

"یا اللہ"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال و متاع اللہ کی راہ میں دے دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

Marfat.com

پھر پوچھا۔

"کیا فرمائش ہے۔"

فرمایا۔

"ایک مرتبہ پھر کہو۔ میرے جسم میں جاں ہے وہ بھی راہ دوست میں فدا کروں۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھر اسی انداز سے کہا۔

"یا اللہ"

تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خلوص عشق پر آفرین کہی اور بولے۔

"حضرت ابراہیم علیہ السلام محبت حق میں صادق ہیں۔"

اور واپس جا کر بارگاہ صمدیت میں سجدہ زیر ہو گئے اور عرض کی۔

"یا الٰہی! میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تیری محبت میں ویسا ہی پایا جیسا سنا تھا۔"

محبت حق میں صادق و مخلص وہی ہے جو ہر وقت یاد دوست میں مشغول رہے۔ ایک لحظہ ذکر حق سے غافل نہ رہے۔ "حجتہ العارفین" میں ہے من احب شیئاً اکثر ذکرہ یعنی جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔

عشق مسلسل و پیہم آزمائش کا نام ہے۔ دنیا کی باطل محبت کے متوالے اور ریا محبین عشق حق سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہے ہیں اور ان کی راہ میں خار مغیلاں بچھاتے رہتے ہیں۔ اور اذیتوں کے در کھول دیتے ہیں۔ نمرود اور اس کی رعیت جو زر و جواہر اور بتوں کے پرستار تھے' جو کفرو شرک کی اندھیری قبروں میں رہتے تھے' انہیں ایک آنکھ نہ بھاتا تھا کہ کوئی محب حق اللہ تعالیٰ کی توحید و الوہیت کے گیت گاتا پھرے۔ ان کے مٹی اور پتھروں کے خداؤں کی نفی کرے لہٰذا اس موحد سے نجات پانے کے لئے حکومتی سطح پر فیصلہ کیا گیا کہ اسے نذر آتش کر دیا جائے۔ چنانچہ بہت بڑی چتا تیار کی گئی اور جب وہ خوب بھڑک اٹھی اور اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں بٹھا کر اس کی جانب پھینک دیا گیا۔ لیکن ان کوتاہ عقلوں اور مسلوب الفہم انسانوں کو کیا خبر تھی کہ آتش عشق سے بڑھ کر کوئی آگ نہیں۔ اس کے سامنے تو جہنم کی آگ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ تو انسانوں کی روشن کی ہوئی آگ تھی۔ عشق پر پھر امتحان کا وقت آیا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہم السلام کو فرمایا۔

"جاؤ۔ اگر میرا خلیل کہے تو اس کی مدد کرو۔"

Marfat.com

حکم سننے کی دیر تھی کہ آن واحد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوست کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔
"اے اللہ کے خلیل میری مدد کی ضرورت ہو تو ارشاد فرمائیں۔
پھر حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا۔
"اے اللہ کے دوست اگر اجازت ہو تو ایسی ہوا چلاؤں جس سے آتش نمرود کی لکڑیاں اڑ کر کفار و مشرکین کے مکانوں اور محلات پر گریں اور انہیں جلا کر خاکستر کر دیں۔"
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں مقرب فرشتوں کی باتیں سنیں اور ارشاد فرمایا۔
"مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں۔ میرا محبوب خود دیکھ رہا ہے۔ اگر اس کی یہی رضا ہے کہ جل جاؤں تو میرا جل جانا ہی بہتر ہے۔"

سچے عاشق ہی ایسے مقامات سے خنداں بہ لب گزرنے کا شرف رکھتے ہیں۔ یہ باتیں عقل کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ وہ بیچاری کیا جانے عشق کسے کہتے ہیں۔ ملائکہ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ اہل دنیا بھی پھٹی نگاہوں سے تک رہے تھے۔ عشق کی راہوں پر صرف عشق ہی گامزن ہوتا ہے' کسی اور جذبے کی مجال نہیں کہ اس راہ پر قدم بھی رکھ سکے۔ عشق کا مفہوم بطریق احسن سب پر الم نشرح ہو گیا تھا۔ ہر نوع کے ابہام کے بادل چھٹ گئے تھے۔ آسمان و زمین کی ہر شے کی نظریں آتش نمرود اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر مرکوز تھیں۔ نمرود' اعیان سلطنت اور دیگر کفار و مشرکین خوش تھے کہ لذائذ و رنگینی دنیا کے عاشقوں کی مخالفت کرنے والوں کا کتنا عبرتناک انجام ہوتا ہے۔ لیکن ان نادانوں اور دلدادگان دنیا اور غلامان نفس امارہ اس حقیقت سے غافل تھے کہ محبوب حقیقی کے عاشق صادق پر دنیا کی آگ بے اثر ہو جاتی ہے اور اس کی جلانے کی قوت سلب ہو جاتی ہے۔

منجنیق سے پھینکے جانے کے بعد شعلہ زن آگ کے وسط میں گرنے کے لئے آپ تیزی سے بڑھ رہے تھے لیکن اس سے قبل کہ آپ آگ میں گرتے محبوب حقیقی نے آگ کو حکم دے دیا۔
"ینار کونی بردًا و سلماً علی ابراھیم۔" (۲۱/۶۹)

دیکھنے والی آنکھیں آگ کے شعلے اور اس سے اڑنے والے انگارے دیکھ رہی تھیں لیکن اس کی جلانے کی صلاحیت معدوم ہو چکی تھی اور وہ اللہ کے دوست کے لئے سلامتی والی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ بڑے بڑے انگارے مشکبار پھولوں میں مبدل ہو گئے تھے۔ اور آپ اس طرح گرے جیسے پھولوں کے انبار پر کوئی گرتا ہے۔ عشق کامیاب ہو گیا تھا اور دنیا کے طالب مردار لوگ خجل و شرمندہ

Marfat.com

ہوئے۔ عشق بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

" عاشقو! محبوب کی کسی آزمائش اور کسی امتحان سے منہ نہ موڑنا۔ صبر و استقامت کے ساتھ ان مقامات سے گزرنا۔ اس میں سراسر رحمت' فیضان اور قرب محبوب ہے۔

ہر دور میں محبوب حقیقی کے محبین صادق ہوتے رہے ہیں۔ لیکن تعداد میں کم ہوئے ہیں کیونکہ اس راہ میں ہر کس و ناقص کا گزر نہیں۔ چہار اکناف عالم میں عاشقان حقیقی کے واقعات بکھرے پڑے ہیں۔ حضرت شمعون علیہ السلام جب عشق کی راہ سے گزرے تو بے اختیار پکار اٹھے۔

" محبت کرنے والے دنیا اور آخرت کا شرف حاصل کر گئے۔"

لاریب اللہ کے محب ہی اشراف ہیں اور درجات انہیں کے لئے ہیں۔

ازل سے سفر کرتے ہوئے عشق نے ایک روز حضرت ایوب علیہ السلام کے در اقدس پر دستک دی۔ آپ علیہ السلام نے اسے سینے سے لگایا اور آزمائشوں کے آلاؤ بھڑک اٹھے۔ آپ علیہ السلام بفضل ایزدی تمام امتحانوں میں پورے اترے۔ فرمایا۔

" سچا عشق عاشقوں کے دلوں میں ہر طرح کے ترک' قربانی اور محبوب کی خاطر ہر قسم کی اذیتیں برداشت کرنے کی لاانتہا طاقت پیدا کر دیتا ہے۔"

دعوت الی الحق محبت کا دوسرا نام ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے رب تعالیٰ سے محبت کا درس لیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

" رب کریم کی ذات عشق ہے اور عشق اللہ تعالیٰ کا رنگ ہے۔ عاشق تن من کی ہوش گنوا کر جیتے جی مرجاتے ہیں۔ جس سے ان کو باطن میں بے بہا لذت نصیب ہوتی ہے۔ انہیں روح کی پہچان ہو جاتی ہے اور حضرت حق کا دیدار ہو جاتا ہے۔"

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہ السلام سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ہمراہ ایک راستہ پر جا رہے تھے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام گویا ہوئے۔

" اے میری خالہ کے بیٹے! آج مجھے ایک عظیم گناہ کا مشاہدہ کرنا پڑا اور وہ یہ تھا کہ ایک عورت کے ساتھ تصادم ہو گیا تھا۔ اللہ کی قسم مجھے کوئی پتہ نہیں کہ وہ کیا بات ہوئی تھی۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

" سبحان اللہ۔ بھائی! آپ میرے ساتھ چل رہے تھے اور آپ کا دل کہاں تھا۔"

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواباً کہا۔

" دل اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو تھا۔"

Marfat.com

یہ کہنے کے بعد قدرے توقف کے بعد پھر بولے۔

"اے عیسیٰ! (علیہ السلام) اگر میرا دل ایک لمحہ کے لئے کسی دوسرے کے ساتھ لگ جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کرلے تو میں یہ گمان کروں گا کہ میں نے کبھی اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور حق معرفت کبھی مجھے حاصل نہیں ہوا۔ اور ایک لمحہ بھی عارف نہیں ہوا تھا۔"

یہ بات سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا۔

"آپ کو مبارک ہو یہ معرفت کمال۔"

اسی لئے واقفکان اسرار عشق و محبت کہتے ہیں کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ وہ دل ہی کیا جو ہر لحظہ و لحہ دلبر کی یاد سے آباد و آراستہ نہ ہو۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تین مرد دیکھے جن کی لاغری و ناتوانی حد سے زیادہ تھی۔ چہرے نور کے آئینے معلوم ہوتے تھے۔ پوچھا۔

"یہ حال کیوں ہے؟"

عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسول! حق تعالیٰ کی محبت نے یہ حال کر دیا ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"تم ہی مقربان بارگاہ حق ہو۔ تم ہی خاصان درگاہ حق ہو۔ تمہیں نزدیکان حضرت حق ہو۔ بے شک اولین و مقدس حکم یہ ہے کہ تم مکمل طور پر دل و جان سے اللہ سے محبت کرو۔"

اور جب رب ودود نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اپنے بندوں کو حکم دیا۔

"اے میرے بندو! اگر میری محبت کے طلبگار ہو تو میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرو۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اپنے رب کریم، ملائکہ، مومنین اور کائنات کی ہر شئے کی محبت کا مرکز بن گئی۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو
(نواز رومانی)

Marfat.com

باب 8

انبیاءِ کرام علیہم السلام کا محبوب اللہ ﷺ سے عشق

مرسلین و انبیاء علیہم السلام سابقون کی حیات مقدسہ اس حقیقت پر صاد ہے کہ انہیں جس قدر مدارج اور سعادتیں اللہ تبارک وتعالٰی نے عطا فرمائیں وہ سب محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی مرہون منت تھیں۔ تبلیغ حق و وحدانیت کے ہم آہنگ وہ سدا متمنی رہے کہ انہیں خالق و مالک کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف نصیب ہو اور وہ اپنے امتیوں کو تلقین فرماتے رہے کہ ان کے بعد اگر انہیں نبی آخرالزمان' راحت انس و جان' خلاصۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ رحمت ملے تو ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر ان پر ایمان لے آئیں اور بوقت ضرورت ان کے قدموں پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیں۔ یہی محبت اللہ جل جلالہ نے امتیان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بکمال فضل وکرم مرحمت فرمائی ہے۔

تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کے طفیل عطا ہونے والے مدارج و انعامات کے تذکرہ کے لئے الگ دفتر درکار ہے۔ ان صفحات پر چند ایک انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

تخلیق کائنات کی بنیاد محبت ہے۔ اگر عشق کی نظر سے دیکھا جائے تو یوں نظر آتا ہے کہ روز نشور سب سے اہم سوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بارے میں ہو گا۔

"کیا تم نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی طور پر محبت کی۔"

"اگر محبت کی تو اس کا حق کس حد تک ادا کیا۔"

"اگر محبت نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔"

جنہوں نے محبت کی ہو گی انہیں محبت کے درجے کے مطابق مختلف جنتوں کی جزا ملے گی اور جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد و دشمنی رکھی ہو گی تو ان کی اعمالوں کے مطابق انہیں جہنم کے مختلف طبقات میں بھیج کر دائمی سزا و عذاب دیا

Marfat.com

جائے گا۔

سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو بذریعہ وحی خالق کون و مکان نے ارشاد فرمایا۔

"میرے اہل زمین کو فرما دو کہ مجھ سے محبت کرو۔"

اور پھر محبت کے ثمرات کے بارے میں فرمایا۔

"جو مجھ سے محبت کرے میں اس کا حبیب ہوں۔ جو میری ہم نشینی کرے' میں اس کا ہم نشین ہوں جو میرے ذکر سے مانوس ہو' میں اس کا انیس ہوں۔ جو میری مصاحبت کرے میں اس کے ساتھ ہوں۔ جو مجھے چن لے میں اسے چننے والا ہوں۔ جو میری اطاعت کرے میں اس کی دعا قبول کرنے والا ہوں۔ جو بندہ بھی قلبی یقین رکھتے ہوئے مجھ سے محبت کرے میں اسے اپنے لئے قبول کر لیتا ہوں' اسے اپنا بنا لیتا ہوں۔ میری مخلوق میں کوئی اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ جس نے مجھے حق کے ساتھ تلاش کیا' اس نے مجھے پا لیا۔ اس لئے اے اہل زمین سارا فریب ختم کر دو اور میرے کرم' مصاحبت اور مجلس کی طرف آؤ۔ میرے ساتھ مانوس رہو۔ میں تمہارا انیس ہوں گا اور تیزی سے محبت کروں گا۔"

اور پھر فرمایا۔

"میں نے اپنے محبوبین کی مٹی اپنے خلیل علیہ السلام' مناجات کرنے والے موسیٰ علیہ السلام اور اپنے منتخب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹی سے پیدا کی اور اپنے عشاق کے دل اپنے نور سے پیدا کئے اور ان کی نعمت میری عظمت کے ساتھ ہے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ جنت کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی۔

"اے داؤد (علیہ السلام)! کب تک تم جنت مانگتے رہو گے اور میرا عشق نہیں مانگو گے۔"

عرض کیا۔

"اے اللہ تعالیٰ! تیرے عاشق کون ہیں۔"

فرمایا۔

"میرے عاشق وہ ہیں جن کو میں نے ہر مشقت سے پاک کر دیا۔ انہیں انتباہ کے ساتھ آگاہ کر دیا۔ ان کے دلوں کو ہر طرف سے ہٹا کر اپنی طرف لگا دیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہیں۔ میں ان کے قلوب کو اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے ہوں۔ انہیں اپنے آسمان پر رکھتا ہوں۔ (یعنی ان کا دھیان ہر وقت اللہ کی طرف رہتا ہے) پھر میں اپنے منتخب ملائکہ کو بلاتا ہوں۔ جب وہ جمع ہو جاتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں تو میں انہیں کہتا ہوں کہ میں نے تمہیں سجدے کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ تمہارے

Marfat.com

سامنے اپنے عشاق کا دل پیش کر کے تم پر ان کو باعث فخر کروں کہ یہ میرے عشاق ہیں۔ ان کے دل میرے آسمان میں فرشتوں کے سامنے اس طرح روشن و تاباں ہوں گے جس طرح اہل زمین کے لئے آفتاب روشن ہے۔

اے داؤد (علیہ السلام)! میں نے اپنے عشاق کے دل اپنی رضا سے پیدا کئے۔ ان کی نعمت میرے رخ کے نور سے ہے۔ میں نے انہیں اپنے لئے باتیں کرنے کے لئے چن لیا۔ ان کے اجسام کو زمین نے اپنے مقام نگاہ پر کر دیا۔ ان کے لئے ایسی راہ متعین کر دی ہے کہ وہ اس کے ذریعے میری طرف نظر کناں ہیں۔ ہر روز ان کے شوق میں اضافہ ہو رہا ہے۔"

سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام جب زبور پاک کی تلاوت فرماتے تھے تو ایک نور نظر آتا تھا۔ محراب انبساط و نشاط سے جھومنے لگتا تھا اور حجرہ پاک منور ہو جاتا تھا۔ جب یہ مشاہدہ فرمایا تو عرض کیا۔

"اے اللہ! یہ نور کیسا ہے؟"

فرمایا۔

"یہ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ میں نے اسی نور کی طفیل دنیا و آخرت، بہشت و دوزخ بنائے ہیں۔"

جب سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام نے باآواز بلند اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیا تو پرندے، جنگلی وحوش، کوہ و دشت و بیابان اور صحرا سے ایک گونج سنائی دی۔

"صدقتا یا داؤد۔"

اے داؤد علیہ السلام آپ نے درست فرمایا۔ اس دن کے بعد جب بھی آپ علیہ السلام زبور پاک کی تلاوت فرمانے لگتے تو "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" پڑھ لیتے تھے۔

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے چرند، پرند، جنات اور ہوا کو مسخر فرما دیا تھا۔ ان پر آپ علیہ السلام کی حکمرانی تھی۔ ایک روز آپ علیہ السلام نے کعبۃ اللہ میں نماز و قیام فرمایا اور کعبہ کے قریب پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائیں اور بیس ہزار دنبے اللہ کی راہ میں قربان کئے اور پھر اپنی قوم کے اشراف و معززین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

"یہ وہ مقام ہے جہاں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوں گے۔"

وہ لوگ کس قدر خوش بخت ہوں گے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت موجود ہوں گے اور دولت ایمان سے مالا مال ہوں گے۔

Marfat.com

یہ بشارت دینے کے بعد آپ علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے اور وادی نمل سے گزرتے ہوئے جانب منزل بڑھے۔

Marfat.com

باب ۹

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا نظریہ محبت و عشق

معراج محبت جن ذوات ستودہ صفات کے مقدر ہوئی وہ اصحاب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان کی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فقید المثال ولازوال تھی۔ ان میں سے اگر کسی ایک کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور باقی دنیا جہان کے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دوسرے پلڑے میں ڈال دیا جائے تو پھر بھی صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پلڑا بھاری رہے گا۔

لاریب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمت عظمیٰ ہے اور یہ خاص قلوب میں رکھی جاتی ہے۔ کسی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا۔

"الفت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور نفرت شیطان کی جانب سے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ بذات خود محبت ہے۔ رب ودود ہے۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ محبت کے نور سے جگمگا رہا ہے۔ خالق ارض و سما کی محبت کا دار و مدار اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جو اس نعمت سے سرفراز ہوتا ہے وہ ماسوا کی محبت سے دستبردار ولا تعلق ہو جاتا ہے اور اگر ماسوا کا خیال ہوا کے دوش پر ذہن سے گزرے یا توجہ اس طرف منعطف ہو تو یہ کچی محبت کا ثبوت ہے اور خام محب جہان عشق و محبت میں سرخرو نہیں ہوتے۔ اس حال پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"جس نے اللہ جل شانہٗ کی خالص محبت کا مزہ چکھا وہ دنیا کی طلب نہ کرے گا اور سب لوگوں سے وحشت کرنے لگے گا۔"

محب جب سر تا پا غریق یاد محبوب ہوتا ہے اور محبت و عشق کے لازوال رنگ شہودی میں رنگ جاتا ہے تو پھر محبوب کی نگاہ التفات محب پر مرتکز ہوتی ہے۔ اس ہنگام محبت کو ایسا نطق مل جاتا

Marfat.com

ہے جسے الفاظ کے سہارے کی حاجت نہیں ہوتی۔ سچ تو یہ ہے کہ محبت کی اپنی زبان ہوتی ہے جو صرف محب اور محبوب ہی سمجھتے ہیں۔ سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"تم اللہ تعالیٰ کو شوق و محبت سے یاد کرو۔ وہ وصل و قربت کے ساتھ تمہارا ذکر کرے گا۔"

ایک روز کسی نے سیدنا حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔

"محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کیسے تھے۔"

سنا تو ان کے چہرہ اقدس پر محبت کی روشنی پھیل گئی اور فرمایا۔

"میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں چھ باتیں تھیں۔

اول : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی پیوند خاک نہیں ہونے دیتے تھے، بلکہ اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا لیتے تھے۔ وہ اس طرح پانی بطور تبرک حاصل کرنے کے لئے جھپٹ پڑتے تھے کہ دیکھنے والا محسوس کرتا کہ ان میں لڑائی ہو گئی ہے۔

دوم : رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن مبارک اپنے چہروں پر سجا لیتے تھے۔

سوم : سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نیچے گرنے نہیں دیتے تھے۔

چہارم : رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجاآوری میں جلدی کرتے اور کسی قسم کی تاخیر روا نہ رکھتے تھے۔

پنجم : ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں خاموش و مؤدب بیٹھتے تھے۔ اور

ششم : ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے۔"

یہ فرمانے کے بعد قدرے توقف سے ارشاد فرمایا۔

"اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و طاقت فقط عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ اس عارضی زندگی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر موت کو ترجیح دیتے تھے۔"

اصحاب رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں عشق و محبت ایک ناقابل تسخیر عظیم قوت ہے۔ اس سے ستاروں پر کمند ڈالنا۔ خون و آگ کے سمندروں کو عبور کرنا۔ خاردار، دشوار گزار اور کٹھن وادیوں سے گزرنا۔ فرش تا عرش روحانی پرواز کرنا۔ سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرانا اور انگنت باطل قوتوں سے نبرد آزما ہونا نہایت سہل و آسان ہے بشرطیکہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق خون کی طرح جسم انسان میں دوڑنے لگے۔

Marfat.com

باب ۱۰

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشقِ رسولِ کریم ﷺ

یہ حقیقت گل و گلزار کی طرح صدیوں سے آج تک محیط ہے کہ بعثت نبوت کے بعد جن انفاسِ قدسی نے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و محبت و اطاعت و اتباع میں تن' من' دھن' والدین و اولاد' عزیز و اقربا' دوست احباب' مکان و زمین اور وطن کی قربانی بخندہ جبین پیش کی وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ کفار و مشرکین کے شدائد و مظالم ان کی راہ کے پتھر نہ بنے۔ اپنوں اور پرائیوں کی بے اعتنائی و مخالفت پاؤں کی زنجیر نہ بنی۔ نت نئے مصائب و آلام کی دشوار گزار و کٹھن گھاٹیوں اور غضب و انتقام کی جلتی سلوں پر سے وہ مسکراتے ہوئے اس شان سے گزرے کہ نہ صرف اہل زمین بلکہ ملائکہ بھی دنگ رہ گئے۔

یہ برگزیدہ نفوس محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین محب و عشاق تھے جن کی تربیت اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی۔ پس رب کریم نے ان کو اہل تقویٰ اور تمام مخلوق پر فضیلت بخشی تاکہ وہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ساتھی بنیں۔

شرعی ترازو فاتبعونی ہے۔ اس سے مدعی ایمان و محبت الٰہی کا وزن کیا جائے گا۔ اس میں وہ شخص کامیاب و کامران ہوگا جو اقوال' افعال' احوال اور اخلاق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنے والا ہوگا۔ اس پر پورے عملی طور پر صرف صحابہ کرام رضوان اللہ وتعالیٰ عنہم اترے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے امام اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیشوا اور وہ متبعین تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قائد اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سردار اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون تھے۔ ہر شے میں ان کے لئے مقتدا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و احوال کو جانیں تاکہ ان کو بجا لا سکیں۔

Marfat.com

اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صراحتاً" اپنے قول مبارک کے ذریعے اتباع کا حکم نہ بھی دیتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تب بھی اتباع کرتے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق محب و عاشق تھے۔ بلکہ ان کے لئے اتباع کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہی کافی تھا۔ اس کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو کسی اور شے کی ضرورت نہیں تھی۔ جب وہ دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل کیا ہے تو وہ اسے کر گزرتے کسی اور وجہ سے نہیں صرف اس لئے کہ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی علت و حکمت سے آگاہی بھی ضروری خیال نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنے اوپر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام و اکرام' توقیر و وقار' محبت و عشق' لازم و فرض سمجھتے تھے لہٰذا یہ معتبر و قابل صد احترام ہستیاں اتباع و اطاعت و محبت اور عدم معصیت کے انتہائی آخری درجہ پر تھیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہی وہ مقتدر و ارفع و عظیم لوگ ہیں جو خالق کون و مکاں کی رضا اور مثل نجوم ہونے کی اسناد سے سرفراز ہوئے اور یہ مقام و مرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ اس سے انہیں یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع و محبت و عشق میں رشد و ہدایت کے ایسے چراغ روشن کئے جن کی ضیاء تاقیام قیامت ماند نہ پڑے گی۔ ان کی روشنی میں گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والے نشان منزل پائیں گے۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کے آب شیریں و جاوداں سے لطف اندوز ہوں گے اور واصل باللہ ہوں گے۔

ان ستودہ صفات عظیم بزرگوں کا کون ہم پلہ و ہمسر ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے خون سے چمنستان اسلام کی آبیاری کی۔ اس دین کی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا پسندیدہ ہے۔ جو دین فطرت ہے۔ جو مکمل و اکمل ہے۔ جو ہر دور کے تقاضوں پر پورا اترتا ہے۔ جو کسی ترمیم سے بالاتر ہے۔ جو برائیوں کا قاطع اور جنتوں کا خرام لئے ہوئے ہے۔ جس پر گامزن ہونے سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی و خوش ہوتا ہے۔

یہ مبارک و مسعود لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہی تھے جن کے توسط سے کلام اللہ اور تعلیمات محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تک پہنچی ہیں۔ یہ قابل رشک و محبت حضرات حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم میں بیٹھنے والے تھے۔ براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب علم و عرفان کرتے تھے۔ ان محترم و مکرم لوگوں کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کے لئے بڑے سے بڑا غوث و قطب باعث صد افتخار سمجھتا ہے۔

سب کے سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم قابل تعظیم و تکریم ہیں۔ یہ بڑی شان

Marfat.com

والے ہیں۔ جنہیں محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و قرب نصیب ہوا ہو۔ اس سے بڑا بھلا اور شان والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ ہر حال میں اپنے نفوس اور ہر قیمتی متاع کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت میں قربان و فدا کر دیتے تھے۔ جان کا نذرانہ پیش کرنا تو ان کے لئے حقیر سا تحفہ تھا۔ حالت جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے۔ ہر کوئی اس تمنا کا اظہار کرتا تھا کہ اس حال میں میرے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے۔ مگر ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں کانٹا بھی چبھ جائے۔

یہ اس اہل ہیں کہ ان کی منقبت و مدح و ستائش میں محبت و عقیدت و احترام کے نغمات اور پھول بکھیرے جائیں۔ ان کا اسم پاک ادب سے لیا جائے کیونکہ محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ کمال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم کو ہی حاصل ہے۔ یہ عاشقان باصفا محبت و عشق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مقام پر پورے اترے۔ پھر ان سے کیوں نہ محبت و عشق کا سبق لیا جائے۔ یہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو بہ دل و جان اپنانے میں حریص تھے۔ پھر کیوں نہ ان کے نقش پا پر زندگی کی راہیں استوار کی جائیں۔ یہ کفار پر شدید اور باہم بے حد نرم و رحم دل تھے۔ پھر کیوں نہ ان کا اسلوب معاشرت اختیار کریں اور باہمی کدورتیں مٹا ڈالیں۔ یہ جب ایک دوسرے سے ملتے تو ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے مثل ماہی بے آب رہتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق میں اشکبار رہتے تھے۔ پھر ان کی سنت پر کیوں نہ عمل کریں جن سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دونوں راضی و خوش ہوں۔ یہ عظیم لوگ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ سماعت کرنے کے لئے میلوں پاپیادہ یا سواری پر سفر کرتے تھے اور اسے حرز جان بناتے تھے۔ پھر کیوں نہ ہم درس حدیث پاک کی جگہ بہ جگہ نورانی و مشکبار محافل کا اہتمام کریں اور قلب و روح کو آشنا و وقف محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کریں۔ یہ حضرات ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرمٹتے تھے پھر ہم کیوں نہ ان کی راہ کو اپنائیں۔ یہ دین کے معاملے میں بڑے باغیرت تھے۔ اس میں نئی راہیں تلاش کرنے والے نہیں تھے۔ پھر کیوں نہ ہم ان کے انداز اختیار کریں۔

صاحبو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و توقیر کا ہی ایک شعبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم سے محبت اور ان کی تعظیم ہے۔ خواہ وہ مہاجر ہوں یا انصار۔ لہٰذا ان پر طعن نہ کیا جائے اور نہ ان سے حسد و بغض رکھا جائے۔ لاریب ابتدائے خلق سے

Marfat.com

لے کر قیام قیامت تک اس زمین پر سب سے بہتر دور والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور وہی ہمارے عادل شہداء ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر آئمہ نے اس شخص کو زندیق و کافر قرار دیا ہے جو ان پر طعن کرے یا ان سے حسد رکھے۔ جب ان کے ساتھ بغض و عداوت حرام ہے تو اس کے مقابل ان کی محبت و توقیر لازم ہوگی۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اگر وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حشر و قرب چاہتے ہیں تو ان کی اتباع کریں' ان کے مسلک کو اپنائیں' ان کے نقش قدم پر چلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و طاعت میں ان کا طریق اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں تاکہ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں۔

یوں تو ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان سب کا ایک ایک لمحہ محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوتا تھا۔ لیکن اکثر کا حال کتب میں دستیاب نہیں۔ جن اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی واقعہ میرے محدود مطالعہ میں آیا ہے' ان کا ذکر خیر کر دیا ہے۔ باقی حضرات کی ارواح مقدسہ سے میں شرمسار و معذرت خواہ ہوں۔ ترتیب کے لحاظ سے پہلے عشرہ مبشرہ' بعدہ اصحاب بدر اور پھر دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات قلم بند کیے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علم الانسان کے ماہرین کی تحقیق کے مطابق جو انسان نحیف ولاغر دکمزور جسم و جثہ اور چھوٹے قد و قامت کا ہو تو وہ دو اوصاف میں سے کسی ایک وصف میں نمایاں مقام پیدا کرتا ہے۔ اگر اس کا حسب و نسب شریف ہوتا ہے تو اس کے اندر بالطبع اپنے قائد سے غایت درجہ عشق و گرویدگی' والہانہ لگاؤ' محبت اور اس کی اتباع کامل کا ولولہ پایا جاتا ہے۔ اگر رذیل اور پست اصل و نسل سے تعلق رکھتا ہے تو بالعموم حسد و رشک اور جلن و کڑھن کا مظاہرہ کرتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریف حسب و نسب کے مالک' کریم النفس' نیک طینت' بہی خواہ اور غمگسار شخص تھے۔ اس لئے مذکورہ بالا نفسیاتی اصول کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر ان اوصاف و خصوصیات کا پایا جانا ناگزیر تھا جن کو قائد کا عشق و محبت' اس کی ذات پر پورا یقین و اعتقاد اور اس کی اتباع کا بے لوث جذبہ و ولولہ جیسے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی وصف درحقیقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کی کلید ہے۔ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محرکات عمل کی تمام پیچیدہ گتھیوں کو ایک ایک کرکے کھول دیتی ہے۔ اور

Marfat.com

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کو دوسری شخصیات سے علیحدہ مقام عطا کرتی ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وسیع الظرف شخصیت تھے۔ اس لئے کہ حلم و بردباری اور محبت و مودت جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت کا جز و لاینفک تھے ان کا یہی تقاضا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر اگرچہ فطری طور پر شدت بھی پائی جاتی تھی اس لئے کہ گرویدگی اور عشق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فطرت ثانیہ بن چکا تھا۔ ہر وہ انسان جو اپنے دوست اور ساتھی کے اخلاص اور پاکیزگی سیرت کا دل سے معترف ہو اس کا مدافعت میں شدت اختیار کر جانا طبعی امر ہے۔ اس طرح جو شخص اپنے قائد کا گرویدہ و عاشق ہو گا اس کی اتباع و اقتداء کے معاملہ میں انتہائی حریص ہو گا اور اس کے متعین کردہ راستے سے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہونا گوارا نہ کرے گا۔ اس مخصوص نوعیت کی شدت کے علاوہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراپا حلم و رحمت تھے۔ جب بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دو ایسے راستے آئے جن میں ایک عفو و درگزر کی طرف جاتا اور دوسرا سختی اور شدت کی طرف تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ پہلا ہی راستہ اختیار فرماتے اور دوسرے سے اجتناب فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت میں جو جذبہ محبت و عشق بدرجہ اتم موجود تھا تو اس کی بقول صاحب "معارج النبوت" ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بوڑھوں میں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند فرمایا اور انہیں اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق بنادیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عشق و گرویدگی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و گرویدگی کا درجہ بعد میں تھا۔ بالفاظ دیگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے جو گرویدگی تھی اس کا درجہ مقدم تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے جو محبت تھی اس کا درجہ بعد میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک معتمد دوست کی حیثیت سے جانا پہچانا اور اس اعتماد کی بنا پر نبوت پر ایمان لائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول درجہ کے مقتدی تھے۔ حالات و واقعات اس بات پر صاد ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر فضل و کمال میں ثانی رہے۔ تصدیق نبوت میں ثانی، اسلام قبول کرنے میں ثانی، ہجرت میں ثانی، غار ثور میں ثانی، خلافت علیٰ منہاج النبوت میں ثانی مگر عشق نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اول رہے۔

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر سے بہت قبل تشریف لے جاتے اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ مبارک پر سر رکھ دیتے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو بغل گیر ہو کر ارشاد فرماتے۔

"اتنی سویرے کیوں آتے ہیں۔"

عرض کرتے۔

"اس واسطے کہ سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کروں۔"

قرآن حکیم میں ایمان کامل کا معیار یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جان و مال و اولاد غرضیکہ تمام دنیاوی تعلقات پر غالب آجائے۔ اس معیار پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کوئی شخص پورا نہیں اتر سکتا۔ دراصل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمایہ حیات و فخر و نازش وہ عشق تھا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ تھا اور جو درد بن کر رگ رگ میں جان کے عوض ہر وقت ساری رہتا تھا۔ یہ عشق ہی درحقیقت وہ سرچشمہ تھا جس سے دوسرے کمالات پیدا ہوئے تھے۔ جب تک رسالت و نبوت کا آفتاب جہاں تاب اس عالم ناسوت میں ضو فگن رہا' اس سے ایک دن کے لئے بھی جدا نہیں ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حالت یہ ہو گئی تھی کہ زبان پر نام مبارک آیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق دیکھ کر بے اختیار لبوں پر یہ شعر تیر جاتا ہے۔

صادق و صدیق و غم خوار نبیؐ
در دلش عشق محمدؐ ہم چو جاں

محب کو محبوب کے علاوہ کوئی اور پیارا نہیں ہوتا اور وہ ہمہ وقت اسی کے خیالوں میں مستغرق رہتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے دریافت کیا۔

"آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ پیارا ہے یا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔"

فرمایا۔

"محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو انہیں کے ذریعے سے پایا ہے۔ وہ تشریف لائے تو ہمیں اللہ تعالیٰ ملا ورنہ وہ تو ازل سے موجود ہے۔"

Marfat.com

پہلا تبلیغی مرکز کوہ صفا کے دامن میں دار ارقم تھا۔ ابتدائے اسلام میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمانوں کی تعداد چالیس نفوس سے متجاوز نہ تھی۔ ایک روز محب صادق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہیے۔"

چنانچہ سب مسلمان کعبہ میں آ کر بیٹھ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور موجودگی میں اعلانیہ دعوت اسلام دینے لگے۔ اس پر مشرکین برافروختہ ہو کر مسلمانوں پر پل پڑے۔ زود و کوب کیا' اذیتیں پہنچائیں اور طرح طرح کے اہانت آمیز سلوک کیے۔ عتبہ بن ربیعہ نہایت ظالم و شقی تھا۔ وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد ہو گیا اور اپنے جوتوں سے اس قدر مارا پیٹا کہ چہرے نے متورم ہو کر ناک تک کو ڈھک لیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ بنو تیم کو اطلاع ہوئی تو فوراً موقع پر پہنچ گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین کے نرغے سے نکال کر خون آلود کپڑوں میں گھر لے گئے۔ سب کو یقین ہو چکا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانبر نہ ہو سکیں گے۔ اس بنا پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے کسی فرد نے اس وقت کعبہ کے اندر چیخ کر کہا تھا۔

"اگر ابوبکر نہ بچے تو ہم عتبہ کو بھی جیتا نہ چھوڑیں گے۔"

غرض گھر پہنچنے کے بعد یہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احاطہ کیے اس وقت تک بیٹھے رہے جب تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افاقہ نہ ہو گیا۔

جب ہوش آیا تو بنو تیم اور ان کے والد ابو قحافہ نے ان سے بات کرنا چاہی تو انہوں نے بڑی محبت سے پوچھا۔

"میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کیسا ہے۔"

اس پر بنو تیم کو غصہ آگیا اور ان کو ملامت کرتے ہوئے چل دیئے۔ پھر انہوں نے اپنی والدہ ام الخیر سے بھی دریافت کیا' ماں نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

فرمایا۔

"ام جمیل بنت خطاب کے پاس جا کر معلوم کریں۔"

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ ام جمیل کے پاس تشریف لے گئیں۔ جنہوں نے

Marfat.com

ابھی اپنا ایمان ظاہر نہیں فرمایا تھا۔ انہوں نے ام الخیر کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا اور خیال کیا کہ شاید وہ مشرکین کی مخبری کے لئے آئی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ام الخیر نے کہا۔

" آپ خود ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چل کر ان کی تسلی کر دیں۔"

حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے گئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید درد و کرب کی حالت میں پایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے ام الخیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

" ان کی موجودگی میں۔"

" ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔"

" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سلامت ہیں۔"

حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا لیکن تسلی نہ ہوئی۔ مزید دریافت کیا۔

" کس مقام پر تشریف رکھتے ہیں۔"

" ارقم بن ابی الارقم کے مکان میں۔"

سنا تو فوراً وہاں جانے کی خواہش ظاہر کی۔ ماں نے اس اندیشہ سے روکنا چاہا کہ بغیر کھائے پیئے یوں ہی باہر جانے اور چلنے پھرنے سے حالت اور زار ہو جائے گی۔ مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں کچھ نہ کھاؤں پیوں گا۔

دونوں خواتین انگشت بدنداں تھیں کہ اس شخص کو اپنے دوست اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ گہرا عشق ہے۔ چنانچہ وہ ان کے مطالبے کے آگے جھک گئیں اور اس بے تاب و تواں جسم کو اپنے کندھوں کا سہارا دے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئیں۔ چہرہ انور دیکھتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والہانہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور بوسے لینے لگے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو محبت و عشق رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اس کے معترف نہ صرف مسلمان بلکہ اغیار بھی تھے۔ محب صادق کی نظر میں محبوب ہمیشہ درست، قابل اعتماد اور شک و شبہ سے بالا ہوتا ہے۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے تو واقعہ بیان فرمایا۔ اس وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں حاضر نہ تھے۔ کفار قریش نے سوچا کہ اب وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے باز رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان کے پاس گئے

Marfat.com

اور کہنے لگے۔

"کیا اب بھی تم اپنے دوست کے عشق میں مبتلا رہو گے۔ تمہارا دوست اب یہ کہنے لگا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے رات کی تاریکیوں میں بیت المقدس لے گیا۔"

سنا تو فرمایا۔

"اگر انہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات فرمائی ہے تو اس کے سچ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔"

وہ بڑے حیران ہوئے کہ جو چیز ان کے لئے ماورائے تصدیق ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ادنیٰ موجب شک و ریب بھی ثابت نہیں ہوئی۔ بولے۔

"کیا یہ بات تمہاری عقل سلیم تسلیم کرتی ہے۔"

فرمایا۔

"اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس و ظن بات فرمائیں اور یہ کہیں کہ میں نے آسمانوں کو صبح سے شام میں طے کر لیا تو جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق مانوں گا اور یہ میرے لئے کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوگی۔"

لہذا کفار قریش اپنے مقصد میں ناکام لوٹ گئے اور عشق جیت گیا۔ دشمنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دین اسلام نے جب ایذا رسانیوں کی انتہا کر دی تو باذن اللہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست و عاشق صادق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سوئے مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ راستے میں غار ثور میں قیام فرمایا۔ جب کفار مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں غار ثور کے دہانے پر پہنچے تو ثانی اثنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ اٹھے کہ اگر انہوں نے نیچے جھانک کر دیکھا تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیں گے۔

جب دیکھا کہ فی الوقت دشمنوں کا خطرہ ٹل گیا ہے تو غار ثور سے نکل کر منزل کی طرف چل پڑے۔ دوران سفر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی مضطربانہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے تاکہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نوع کا خطرہ درپیش نہ آئے۔ آخر کئی دنوں کی مسافت کے بعد محب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک بالائی آبادی میں پہنچے جس کو حرۃ یا قبا کہتے ہیں۔ یہاں عمرو بن عوف کا ایک ممتاز خاندان آباد تھا۔ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس کو ہی میزبانی کا شرف عطا فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اتر کر خاموش بیٹھ گئے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے بات چیت کے لئے کھڑے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے اب تک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی پیغمبر

Marfat.com

آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر سلام کرتے تھے۔ اتنے میں دھوپ کی تمازت میں تیزی آ گئی۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے فوراً بات چیت کا سلسلہ ختم کر دیا اور بعجلت اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس سے ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ گوہر مقصود کون ہے۔ دیوانگان جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں ہر دن صبح سویرے اس مقام پر آتے تھے اور گردن اٹھا اٹھا کر دیکھتے تھے کہ کب کوکبۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کی اڑتی ہوئی گرد نظر آئے۔

مدینہ منور کی فضا بڑی محبت و سکون والی تھی۔ مسلمان اطمینان سے زندگی بسر کر رہے تھے لیکن کفار و مشرکین کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ چنانچہ وقت کے پل کے نیچے سے بہت سا پانی گزر گیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں روز افزوں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا الاؤ بھڑکتا جا رہا تھا۔ ایک دن اچانک پہلا معرکہ حق و باطل میدان بدر میں برپا ہوا۔ ایک طرف کفار قریش کا اژدھام تھا اور دوسری طرف اسلام کے دامن سے وابستہ کل تین سو تیرہ نفوس قدسی تھے۔ بوڑھے آسمان نے یہ سماں کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ میدان کارزار میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ صاحبزاد عبدالرحمٰن سے تھا۔ عتبہ کے مقابل اس کا فرزند حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور حضرت سیدنا عمر فاورق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا ماموں برسرپیکار تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ خون میں نہا گیا۔

اگرچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ میں مصروف تھے لیکن دھیان اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری سے غافل نہ تھے۔ ایک مرتبہ ردائے مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ اقدس سے گر گئی۔ جب دیکھا تو فوراً تڑپ کر آئے اور اٹھا کر شانہ اقدس پر رکھ دی اور پھر رجز پڑھتے ہوئے غنیم کی صف میں گھس گئے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن جب اسلام سے وابستہ ہو گئے تو انہوں نے اپنے والد سے عرض کی۔

"غزوۂ بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں کئی بار آئے مگر میں نے اعراض کیا اور آپ کو قتل نہ کیا۔"

اس پر ارشاد فرمایا۔

"بیٹا! اگر اس وقت تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں ضرور تمہیں قتل کر دیتا۔ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں محبت پدری کی قطعاً پرواہ نہ کرتا۔"

غزوہ بدر میں ہزیمت اٹھانے پر کفار و مشرکین مکہ کی آتش انتقام اور بھڑک اٹھی چنانچہ

Marfat.com

غزوہ احد برپا ہوا۔ یہ شدید تر جنگ تھی۔ اس میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں پیش پیش تھے جو آخر وقت تک صبر و استقلال کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان میں ڈٹے رہے۔ جب دیکھا کہ زرہ کا حلقہ پیارے دوست اور محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک میں چبھ گیا ہے تو بے چین ہو گئے۔ مضطرب ہو کر اس کو کھینچ لینے کے لئے جھک پڑے۔ مگر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم دلائی کہ وہ خود حلقہ زرہ کو نکالنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کے یہ لمحات کتنا دشوار ہو جاتے تھے۔ رات بھر ماہی بے آب کی طرح جگر سوختہ سے اس طرح آہ اٹھتی جس طرح کوئی چیز جل رہی ہو۔

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے کہ عرض کیا۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو خوشبو' نیک خاتون اور نماز مرغوب ہیں اور مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔"

"کیا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عرض کی۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو تکتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنا۔"

جس سے محبت ہو تو اس کے عزیز و اقرباء و احباب و اولاد وغیرہ سے بھی انس و محبت ہوتی ہے کیونکہ وہ ان میں بھی اپنے محبوب کا پرتو دیکھتا ہے یہی محبت کا دستور ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخیل عاشقان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"میرے نزدیک اپنے خویش و اقارب کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش و اقرباء سے محبت رکھنا زیادہ پسندیدہ ہے۔"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہر قول و فعل' انداز و اطوار' نشست و برخاست' سفر و حضر' اخلاق و کردار' میل ملاقات اور معاملات و تعلقات میں اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا گہرا رنگ جھلکتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ برابر تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ جب محسوس کرتے کہ یہ صورت حال

Marfat.com

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند خاطر نہیں تو بے چین و مضطرب ہو جاتے تھے اور اس صورت حال کو دور کرنے کے لئے سختی سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں داخل ہو رہے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ بلند آواز سے بول رہی ہیں۔ چونکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع صوت خلاف ادب تھا اس لئے غصہ آ گیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارنے کے لئے طمانچہ اٹھایا۔

محب کا مال و جان سب محبوب کے لئے وقف ہوتا ہے۔ وہ انہیں محبوب کے قدموں میں نثار کرنے میں بے حد راحت و خوشی محسوس کرتا ہے اور موقع کی جستجو میں رہتا ہے کہ کب وہ ان فانی اشیاء کو محبوب پر نثار کر کے لافانی بنا لے۔

9 ہجری میں غزوہ تبوک برپا ہوا۔ یہ سال خشک سالی اور عام مالی تنگ دستی و زبوں حالی کا تھا' جس کی وجہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لشکر کو جیش العسرۃ اور حضرت سیدنا ابن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو غزوۃ العسرۃ کہتے تھے۔ اس موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاریوں کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ تمام عشاق حسب حیثیت اس میں شریک ہوئے۔ ان دنوں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کافی مال تھا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبقت لے جانے کا اچھا موقع تھا۔ اس میں سے نصف لے کر بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو کچھ تھا سب اٹھا لائے۔ اس وقت کانٹوں سے بخیہ شدہ عبا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہن رکھی تھی۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

"ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔"

عاشق زار نے عرض کیا۔

"بس میں نے ان کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اب مجھ کو یقین ہو گیا کہ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

اسی اثنا میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا۔

"اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی عبا زیب تن کر رکھی ہے جسے سامنے سے کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا ہے۔"

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"اس نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔"
حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا۔
"اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا سلام ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پہنچائیں اور ان سے پوچھیں کیا یہ اس فقر و تنگ دستی پر خوش ہیں یا ناراض۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کا سلام پہنچایا اور یہ سوال پوچھا۔ اس پیکر تسلیم و رضا اور محب صادق نے کتنا پیارا جواب دیا۔ عرض کیا۔
"میں اپنے رب کریم پر کیسے ناراض ہو سکتا ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں تجھ پر راضی ہوں جس طرح تو مجھ سے راضی ہے۔"
یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے پھر عرض کیا۔
"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس اللہ کی قسم جس اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تمام حاملین عرش اس قسم کی عبائیں پہنے ہوئے ہیں اور اسی طرح سے خلال کئے ہوئے ہیں جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس یار و محب نے کیا ہے۔"
ایک روز رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ارشاد فرمایا۔
"ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زیادہ کسی اور کے جان و مال سے ہمیں فائدہ نہیں پہنچا۔"
یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عالم گریہ میں عرض کیا۔
"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری جان اور میرا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کس کے لئے ہیں۔"

محبوب کے پیکر ناز سے محب کی نظر آباد ہوتی ہے۔ یہی حال حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بہ نسبت سر اقدس کے بڑھاپے کے آثار زیادہ تھے۔ حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما منبر کے پاس تشریف فرما تھے کہ رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اپنے دولت کدہ سے باہر آئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھاپا تیزی سے آرہا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش مبارک ہاتھ سے اٹھائی اور اسے دیکھا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ہاں مجھے سورۂ ہود اور اس کی بہنوں نے بوڑھا کر دیا۔"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں اس کی بہنیں کونسی۔"

فرمایا۔

"الواقعہ ۔ القارعہ ۔ المعارج ۔ الشمس اور الحاقہ ۔"

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب فراش ہو گئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیدنی تھی۔ ہر لحظہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال دامن گیر رہتا تھا۔ دوران بیماری ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندے کو یہ حق دیا ہے کہ خواہ وہ دنیا کو اختیار کرے خواہ آخرت کو۔ لیکن اس نے آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اختیار کیا۔"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو سمجھ گئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنا ذکر فرما رہے ہیں۔ عشق نے سنا تو تڑپ اٹھا۔ محبت کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ اضطراب و بے قراری نے نرغے میں لے لیا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجر و فراق کا تصور کر کے لرزہ براندام ہو گئے زار و قطار رونے لگے۔ یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری جانیں اور ہماری اولاد قربان ہو۔ کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ سکیں گے۔"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ محبت و عشق کے گہرے پانیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا۔

"مسجد میں لوگوں کے گھروں کے جس قدر دروازے ہیں وہ بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ) کے دروازے کے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

"میں نے اپنے صحابہ میں سے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ اور اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بناتا۔ لیکن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے میرا تعلق ہم نشینی۔ بھائی چارے اور ایمان کا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے پاس اکٹھا کرے۔"

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب و ذہن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ جم کر رہ گئے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے نے دنیا کے مقابل آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اختیار کیا ہے۔ دل ہر لحظہ مشوش رہتا تھا۔ رہ رہ کر اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا سوچ کر تڑپ اٹھتے تھے۔ ایک روز دوران علالت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں قدرے افاقہ ہوا۔ یہ ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کا واقع ہے' بعد از نماز عاشق صادق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باذن حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنح تشریف لے گئے جہاں ان کی اہلیہ محترمہ حضرت خارجہ بنت زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقیم تھیں۔ اسی دوران میں محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کریم کا بلاوا آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔

یہ سانحہ عظیم نہایت جاں گداز و المناک تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس کا کبھی تصور بھی نہ کیا تھا کہ ان کا محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم یوں ایک دن داغ مفارقت دے جائے گا۔ جس کو دیکھو غم و اندوہ سے نڈھال و دل گرفتہ تھا۔ ہر آنکھ پر نم تھی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً اطلاع دی گئی تو وہ برودش ہوا واپس آئے۔ تصویر غم بنے ہوئے تھے۔ در مسجد نبوی پر ایک ہنگامہ برپا تھا۔ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال غیر تھا۔ بغیر کسی سے گفتگو کیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ اس ہنگام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یمنی کپڑے میں محو استراحت تھے۔ نورانی چہرہ مبارک سے نقاب اٹھا کر جبین اقدس پر بوسہ دیا۔ پھر محبت و عشق کی نظریں روئے انور پر گڑھ گئیں۔ آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے اور غم ناک آواز میں بڑے ادب و آہستگی سے کہا۔

Marfat.com

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں۔ اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدر تھی اس کا مزہ چکھ لیا اس کے بعد پھر کبھی موت نہ آئے گی۔"

اور چہرہ مبارک پر چادر ڈال کر حجرہ سے باہر تشریف لے گئے۔ اور غم و الم کے سمندر میں ڈوب گئے۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے زندگی بھر کا ساتھ چھوٹ گیا تھا۔ غم فراق سے جگر پارہ پارہ تھا۔ دل زخموں سے چور تھا۔ آنکھیں دیدار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہو گئی تھیں۔ وہ گلی، کوچے، راہیں اور پگڈنڈیاں جہاں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خرام ناز فرمایا کرتے تھے اداس اداس۔ مغموم مغموم اور نڈھال نڈھال تھیں۔

منصب خلافت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر استوار و برقرار رکھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عالیہ و احکامات پر عمل سے سرمو انحراف نہ کیا۔ یہی تقاضائے محبت و عشق تھا۔ لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیائے دل و نظر صرف اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں سے آباد تھی۔ ہجر و فراق اور فرقت و جدائی کی پرچھائیں ہر لحظہ و آن قلب و جگر کے پار اترتی جا رہی تھیں۔ اور پھر بحر ہجر و فراق میں ایک دن ایسی طغیانی آئی کہ شاعر نہ ہونے کے باوجود جذبات محبت و عشق نے اشعار کا لبادہ اوڑھ لیا۔ ان کا ترجمہ ہے ؎

☆ اے آنکھ گریہ کر اور اس سے ملول نہ ہو۔ ایسے سردار کے شایان شان ہے کہ اس پر روئیں۔

☆ ایسے سردار پر جو آزمائش کے وقت بہترین ثابت ہوئے۔ آج ان کی شام اس طرح ہوئی کہ قبر میں دفن ہو گئے۔

☆ وہ مالک جو بندوں کا والی اور شہروں کا پروردگار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

☆ کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی۔ آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے۔

☆ جب میں نے اپنے پیغمبر کو جو کہ سب کے پیغمبر تھے زمین کے اندر جاتے دیکھا تو مکانات باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو گئے۔

☆ میں اس شیدائی کی طرح خوف زدہ ہو گیا جو گھبرایا ہوا حیران و پریشان پھر رہا ہو۔ میری

Marfat.com

ہڈی کمزور و سست و شکستہ ہو گئی۔

- ☆ اے عتیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو دفن ہو گیا۔ اب تو اکیلا رہ گیا۔ تکان اور تعجب تجھ پر طاری ہے۔
- ☆ اے کاش میں اپنے صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قبل ہی کسی قبر میں اس طرح دفن ہو جاتا کہ مجھ پر پتھر ہوتے۔
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے نئے نئے حوادث پیش آئیں گے جن کی گراں باری سے پسلیاں اور سینے تھک جائیں گے۔
- ☆ غم و الم کے گروہ رات بھر پلٹ پلٹ کے میرے پاس آتے رہے وہ ایسے سخت تھے کہ پتھروں کی طرح تمام شب جسم کو توڑا کیے۔
- ☆ اے کاش (اسی وقت میں بھی مر گیا ہوتا) جس وقت دن کو مجھے خبر ملی اور لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔
- ☆ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قیامت قائم ہو جاتی کہ نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مال و دولت کو دیکھتے نہ اولاد کو۔
- ☆ واللہ مخلوقات میں سے جو چیز مجھ سے کھوئی جا چکی ہے میں ہمیشہ اس کی ثنا و صفت کیا کروں گا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو جاؤں گا۔
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غم و الم کیا کچھ مجھے آزار پہنچاتے رہیں گے جب میں یاد کروں گا کہ اب کبھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب نہ ہو گا۔
- ☆ سب کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پاکیزہ اخلاق تھے۔ عفت و پرہیزگاری میں ہم سب کسی کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر نہیں سمجھتے تھے۔
- ☆ میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان' کیا تابوت تھا' کیسا جسم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کتنی پاکیزہ تھی' اخلاق کیسے اچھے تھے' بدن کتنا لطیف تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت و قرب کئی سالوں پر محیط تھا۔ اس دوران میں شاذ ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر حاضر رہے ہوں گے۔ ورنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر آن ایک جانثار و محب کی حیثیت سے خدمت عالیہ میں حاضر رہتے تھے۔ محب صادق کو یہ کب گوارا ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب سے کبھی جدا رہے۔ لیکن اب محب صادق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین موت نے دیوار کھڑی کر دی تھی۔

Marfat.com

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں محو تھے کہ بے اختیار زبان درفشاں سے نکلا۔

اجدک ما لعینک لاتنام
کان جفونھا فیھا کلام

(ترجمہ) اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی تم پر بہت شاق گزری ہے۔ تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ سو نہیں سکتیں کیونکہ ان کی پلکوں میں زخم ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا غم برداشت نہ ہو سکا۔ وہ سوز دروں سے اندر ہی اندر پگھلتے رہے جس کی وجہ سے جسم مبارک روز افزوں نہایت لاغر و کمزور ہوتا جا رہا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق دن بدن بڑھ رہا تھا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے اسباب میں سے ایک ہجر و فراق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھا۔

محبوب سے جس قدر محبت زیادہ ہوتی ہے اس کا ادب و توقیر و احترام و تعظیم بھی اسی قدر ہوتی ہے۔ محبت کو پرکھنے کا یہی پیمانہ ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے کا یہ عالم تھا کہ تازیست منبر پر اس جگہ نہیں بیٹھے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔

حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے برس حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، ابھی اتنا ہی کہا تھا قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الاول یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سال جب خطبہ دینے کھڑے ہوئے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سانحہ یاد آ گیا اور بلک بلک کر رونے لگے۔ سنبھل کر پھر خطبہ شروع کیا لیکن پھر ہچکی بندھ گئی۔ آخر تیسری بار ضبط سے کام لے کر خطبہ تمام کیا۔

۱۲ ہجری میں جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اس دوران میں حضرت عتاب بن اسید، حضرت سہیل بن عمرو، حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور حضرت حارث بن ہشام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور مصافحہ کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک چھیڑ دیا۔ حضرت

Marfat.com

سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے جاتے تھے' بات بات پر سرد آہ کھینچتے تھے' جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہی "اواہ منیب" ہو گیا۔ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے محب بھی تھے اور محبوب بھی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجر و فراق کے اثرات روز افزوں گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ موت کا شدت سے انتظار تھا کہ کب آئے اور غلام بارگاہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت آخر آیا تو طبیعت میں ملاقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ و شوق بے حد فراواں تھا۔ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کی کہ مجھ کو غسل تم ہی دینا۔ انہوں نے کہا۔

"مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا۔"

فرمایا۔

"تمہارا بیٹا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ پانی ڈالتا رہے گا۔"

اس کے بعد فرمایا۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے۔"

بتایا گیا۔

"تین سفید کپڑے ....."

پھر پوچھا۔

"آج کونسا دن ہے۔"

حاضرین نے کہا۔

"دو شنبہ"

سنا تو فرمایا۔

"میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال کس روز ہوا تھا۔"

"دو شنبہ کے روز۔"

جواب ملا۔ ارشاد ہوا۔

"تو پھر میں بھی امید کرتا ہوں کہ میری موت بھی آج کے ہی دن ہو گی۔"

پھر وصیت کی۔

"جب میرا وصال ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ کے سامنے لے جائیں اور عرض

Marfat.com

کرنا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یار غار حاضر ہے۔ اس کے لئے کیا ارشاد ہے۔ اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے حجرہ کے اندر دفن کر دینا۔"

ان وصیتوں سے فارغ ہوئے ہی تھی کہ سکرات موت شروع ہو گیا۔ عین اس وقت جب کہ جان کنی کا وقت تھا تو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو سرہانے بیٹھی تھیں حسرت سے یہ شعر پڑھا۔

وابیض تسلتسقی الغمام بوجهه
شمال الیتامٰی عصمة الارامل

(ترجمہ) وہ نور صورت جس کے چہرے کا صدقہ دے کر بادلوں سے بارش مانگی جائے جو یتیموں پر مہربان اور فقیروں کی پناہ ہو۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان میں یہ شعر پڑا تو چونکہ شاعر نے یہ شعر دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا تھا۔ اس لئے ان کے جذبہ احترام و ادب و محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گوارا نہیں کیا کہ وہی شعر ان کے لئے بھی پڑھا جائے فوراً آنکھیں کھول دیں اور فرمایا۔

"یہ شان تو صرف رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔"

اور پھر آپ کی دوشنبہ کو فوت ہونے کی آخری تمنا پوری ہو گئی۔ یہ تیرہ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق کیا گیا۔ در حجرۂ اقدس از خود کھل گیا۔ اندر سے آواز آئی۔

"دخل الحبیب الی الحبیب" یعنی دوست کو دوست کے پاس داخل کر دیں۔

چنانچہ قبر کھو دی گئی۔ سر مبارک محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا اور لحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے ملا دی گئی اور پہلوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کر دیئے گئے تو عشق کو قرار آ گیا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کا دل تھے اور اس کے لئے ان میں انتہائی درجے کا تعصب تھا۔ اپنی قوم کے نظام اور اپنے شہر کی منزلت کا انہیں حد سے زیادہ خیال تھا۔

Marfat.com

اس کے علاوہ وہ ایک باعمل انسان تھے اور فکر کی درستی ان کے نزدیک زندگی میں فعال اثر رکھتی تھی۔ لیکن محض سوچنے کے لئے سوچنا' محض نفس فکر سے شغف اور اس کی تہوں میں چھپی ہوئی حقیقت کی کنج کاوی کے لئے اس میں غلطاں پیچاں رہنا۔ جب حقیقت اور فکر کا کوئی ایسا مظہر نہ ہو جس سے لوگ اپنی زندگی میں متاثر ہوں' لاحاصل ہے۔ اس سے نہ کوئی تڑپ پیدا ہوتی ہے نہ کسی قوم کی شیرازہ بندی میں کوئی کام لیا جاسکتا ہے۔ یہ تھی زندگی کے تمام معاملات میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے۔ بلکہ جذباتی مسائل میں بھی ان کا نقطہ نظر یہی تھا۔ وہ اسے بالکل پسند نہ کرتے تھے کہ ایک نوجوان کسی حسینہ کو پرچانے کے لئے اپنا سارا وقت اس کی ناز برداریوں یا اس کے حسن و ادا کی قصیدہ خانیوں میں گزار دے۔ بلکہ وہ اسے کمزوری سمجھتے تھے جو ایک مکمل مرد کے شایان قرار نہیں دی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک دن بھی ان عشق فروشوں کو اپنی توجہ سے نہیں نوازا تھا جو محبت کے راگ الاپنے کو اپنا فن بنا بیٹھے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے کہیں اور چلے جائیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی خاص طور پر نصیحت فرمائی تو انہیں جاتے دیکھ کر حضرت سیدنا عمر فاروق ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد صدمہ ہوا اور وہ ان کی جدائی سے بہت گھبرائے۔ حضرت ام عبداللہ بنت ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں۔

"اللہ کی قسم جب ہم حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو حضرت سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے اور میرے پاس کھڑے ہو گئے۔ وہ ابھی تک اپنے شرک پر قائم تھے اور ہمیں ان کی ذات سے طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔

"ام عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! جانا یقینی ہے۔"

میں نے کہا۔

"ہاں۔ اللہ کی قسم ہم ضرور اللہ کی زمین میں نکل جائیں گے۔ تم لوگوں نے ہمیں بہت ستایا۔ ہم پر ظلم و ستم کے بہت پہاڑ ڈھائے یہاں تک کہ اللہ نے ہمارے لئے نجات کی راہ پیدا کر دی۔"

بولے۔

"اللہ تمہارے ساتھ ہو۔"

جیسی رقت اس وقت میں نے ان پر طاری دیکھی کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ میرا خیال ہے ہمارے جانے سے وہ سخت دلگیر تھے۔ جب ان کے شوہر آئے تو انہوں نے اپنی اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو ان کے سامنے دہرائی اور کہا۔

Marfat.com

"میرا خیال ہے وہ اسلام قبول کرلیں گے۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کے نظام اور اس کے وقار کا بہت خیال تھا۔ وہ ڈرتے تھے کہ نئے دین کی اشاعت سے مکہ کی عظمت و منزلت کو ٹھیس لگے گی۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دعوت الی اللہ کے فرائض بڑے دل نشین انداز میں انجام دیتے ہیں اور زمین میں کسی قسم کا فساد نہیں پھیلاتے۔ پھر وہ اپنے دین پر بھی پوری قوت سے قائم ہیں اور اپنے عقیدے کو زندگی کی ہر چیز یہاں تک کہ خود زندگی سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں تو ان کے متعلق از سر نو غور کرنا شروع کر دیا۔ اور اسی ذیل میں اپنی بدسلوکیوں پر بھی نظر ڈالی۔ انہوں نے سوچا' مسلمانوں کو دھمکیاں دی گئیں' اذیتیں پہنچائی گئیں' ان پر طرح طرح کے ستم ڈھائے گئے لیکن نہ ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا ہوئی نہ ان کے دلوں میں کمزوری نے راہ پائی بلکہ ہر مصیبت کے جواب میں ان کی زبان یہی کہتی رہی۔

"اللہ ہمارا رب ہے۔"

اور جب ان پر مصائب و مظالم کی انتہا کر دی گئی تو انہوں نے وطن کو اپنے عقیدے پر قربان کر دیا اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایک اجنبی ملک کی طرف ہجرت کر گئے۔ ایسی صورت میں اس دین کو محض فکری و نظری قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اس کا اپنے متبعین کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر کوئی اثر نہ ہو' بلکہ وہ ایک زبردست قوت ہے جو مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر یکساں اور غیر معمولی اثر رکھتی ہے۔

اسی نوع کی سوچوں نے حضرت سیدنا عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نرغے میں لے رکھا تھا کہ ایک روز عالم غیب سے بڑا عجیب واقعہ پیش آیا۔ افضل الفوائد (راحت المحبین) میں بقول حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو آئینہ محبت رکھا گیا' اس میں ایسی صورت نظر آئی جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پوچھا۔

"ایسی خوبصورت چیز کیا ہے۔"

اس صورت نے کہا۔

"حق تعالیٰ کی محبت ہوں۔"

پوچھا۔

"مجھے کب ملے گی۔"

Marfat.com

کہا۔

"جب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو طہ پر اپنی خطاؤں کا خرقہ پھاڑ ڈالے گا اور اسلام قبول کرے گا۔ پھر میں تیرے نصیب ہوں گی۔"

اس واقعہ نے ان کے قلب و نظر میں ہیجان برپا کر دیا۔ لیکن کوئی فیصلہ نہ کر پائے۔ سوچوں کے گہرے پانیوں میں ڈوب گئے۔ آئینہ محبت میں دیکھی ہوئی صورت محبت حق تعالیٰ دل و دماغ میں جم کر رہ گئی تھی۔

بروایت مسند امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ حضرت سیدنا عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں موجود تھے۔ میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الحاقہ کی تلاوت شروع فرمائی۔ قرآن مجید کے اسلوب نے مجھے حیرت میں ڈال دیا' میں نے اپنے دل میں کہا۔

"قریش سچ کہتے ہیں یہ شخص شاعر ہے۔"

اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

انہ لقول رسول کریم۔ وما بقول شاعر قلیلاً ما تومنون O

(ترجمہ) بے شک یہ ایک رسول کریم کا قول ہے کسی شاعر کا کلام نہیں۔ تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔

اب میرے دل نے کہا۔

"یہ کاہن ہے۔"

اور اسی وقت لسان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات جاری ہو گئیں۔

ولا بقول کاھن قلیلا ماتذکرون O تنزیل من رب العلمین ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذ نا منہ بالیمین O ثم لقطعنا منہ الوتین O فما منکم من احد عنہ حاجزین O

(ترجمہ) اور نہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم بہت کم نصیحت اندوز ہوتے ہو۔ یہ پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے اور اگر وہ ہم پر کوئی بات گھڑ لاتا تو ہم ضرور اس کا دایاں ہاتھ پکڑتے اور اس کے بعد اس کی گردن کاٹ ڈالتے اور تم میں سے کسی کی قوت اسے بچا نہ سکتی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ ختم کی تو اسلام پوری قوت سے میرے دل پر اثر انداز ہو چکا

Marfat.com

تھا۔

اب اسلام کی حقانیت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی تھی۔ قبولیت دین حقہ کی کشتی ساحل مراد سے ہمکنار ہونے والی تھی۔ ایک روز شمشیر بدست گھر سے نکلے۔ قدم بے اختیار صفاء میں واقع دارارقم کی طرف اٹھنے لگے جہاں فخر موجوادت، راحت انس و جاں، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی بری نیت سے نہیں جا رہے تھے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ تھا اور ہو بھی کیسے سکتا تھا، جب کہ وہ جانتے تھے کہ وہاں چالیس عاشقان باصفا، سرفروشان اسلام اور غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جن میں حضرت سیدنا امیر حمزہ اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جری و سورما اور بہادر شامل تھے۔ یہ ان کے لئے ماورائے فہم و ادراک تھا کہ وہ تن تنہا ان سب پر غالب آجائیں گے۔ وہ تو محبت الٰہی کی تڑپ لئے ہوئے تھے۔ کشاں کشاں چلے جا رہے تھے کہ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ پوچھا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

بولے۔

"محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف۔"

وہ سمجھے کہ شاید عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کسی برے ارادے سے جا رہے ہیں۔ کہا۔

"پہلے اپنے گھر والوں کی خبر لو۔"

"گھر والے کون۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا۔

"تمہارا بہنوئی اور چچازاد بھائی حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔"

سنا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہن کے گھر پہنچے۔ اس وقت حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں قرآن پاک کے اجزاء لئے دونوں میاں بیوی کو سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہٹ پا کر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے اور قرآن پاک کے اجزاء بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چھپا لئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن لی تھی۔ لہٰذا گھر میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"کیا پڑھ رہے تھے۔"

Marfat.com

"کچھ نہیں۔"

بہن نے جواب دیا۔ وہ بہنوئی کی طرف بڑھے تا کہ اس سے پوچھیں۔ بہن نے سمجھا شاید وہ اسے مارنے کے لئے بڑھے ہیں لہٰذا وہ آڑے آگئی۔ نادانستہ طور پر ہاتھ بہن پر اٹھ گیا۔

"ہاں ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں۔ کر لو جو جی چاہے۔"

بہن کو محبت کی نگاہ سے دیکھ کر بولے۔

"مجھے دکھاؤ جو تم ابھی پڑھ رہے تھے۔"

"ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔"

"ڈرو نہیں۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ بہن نے انہیں قرآن پاک کے وہ اجزاء دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سورہ طٰہٰ کی آیات ہیں۔"

جب طٰہٰ کا نام سنا تو عالم غیب سے رونما ہونے والے واقعہ کے الفاظ کانوں میں گونج گئے۔

"حق تعالیٰ کی محبت اس وقت ملے گی جب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو طٰہٰ پر اپنی خطاؤں کا خرقہ پھاڑ ڈالے گا۔"

لہٰذا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ آیات مقدسہ تلاوت کیں تو بولے۔

"کتنا حسین اور کتنا بزرگ ہے یہ کلام۔"

یہ سن کر حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوٹھڑی سے باہر نکل آئے اور کہا۔

"اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا مانگتے سنا تھا کہ یا اللہ ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن خطاب کی قوت اسلام کے شامل حال کر۔ اور اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ بہرحال اللہ ہے۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"اے خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میری رہنمائی کرو کہ میں اسلام لے آؤں۔"

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار ہاتھ میں لئے طوق غلامی پہننے کے لئے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔ اس وقت عالم یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں سوز و

Marfat.com

گداز اور روح میں کیف و سرور کے کوندے لپک رہے تھے چنانچہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھ کر کنزایمان سے مالامال ہوئے اور رب کریم کی محبت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حاصل کرلیا۔

حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد اب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام تر توانائیاں اور جوش و جذبہ سربلندی اسلام اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار کرنے کے لئے تھا۔ قدم قدم پر محبتوں کے گلاب نچھاور کرتے تھے۔ سانسوں کی ڈور ذکر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بندھی ہوئی تھی۔ ایک روز بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے' عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"نہیں ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب تک میں تم کو تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں۔"

اس پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔"

اس پر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اب (درجہ کمال حاصل ہو گیا)۔"

اس گفتگو سے معیار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی روشن ہوا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اور تام ہونے کی شہادت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ یہ بہت بڑا درجہ اور سند ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر کمربستہ رہتے تھے اور اگر کوئی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی بات کرتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار نیام سے باہر نکل پڑتی تھی۔

اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل اب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں اپنے اور پرائے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ غزوۂ بدر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ غصے میں بھرا ہوا جنگ کے میدان میں اترا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر مقابلہ کیا اور پھر چرخ نیلی فام نے دیکھا کہ بھانجے نے ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک اتر گئی۔ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیامت تک کے لئے یہ نظیر قائم کردی کہ قبیلہ اور

Marfat.com

رشتہ داری سب کچھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ شیفتگی تھی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ناراض ہو کر چند ایام کے لئے علیحدگی اختیار فرمائی تو ان دنوں اپنا بیشتر وقت ایک بالاخانے میں بسر کرتے تھے۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بالاخانے میں رہتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رباح آستانے پر بیٹھا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے سہارے بالاخانے میں آتے جاتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری ہوتی تھی۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو گھبرائے ہوئے کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح سے حاضری کی اجازت چاہی۔ رباح نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس سے انہیں یہ اندازہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ آواز دی لیکن پھر کوئی جواب نہ ملا۔ اپنے آقاو مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات کے لئے بے قراری دو چند ہوتی جا رہی تھی۔ لہٰذا انہوں نے بلند آواز سے پھر کہا۔

"اے رباح! میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاید خیال ہے کہ میں اپنی بیٹی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں واللہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیں تو میں اس کی گردن اتار دینے کے لئے تیار ہوں۔"

عشق انتہائی بلندیوں سے بول رہا تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاخانے میں آئے اور دیکھا کہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھری چارپائی پر دراز ہیں جو برگ خرما سے بنی ہوئی ہے۔ جس پر کوئی توشک وغیرہ نہیں۔ بوریائے خرما کے نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہیں۔ بدن مبارک پر تہ بند کے سوا کچھ نہیں۔ سرہانے تکیہ میں خرما کی چھال بھری ہے۔ ایک کونے میں مٹھی بھر جو رکھے ہوئے ہیں۔ پاؤں مبارک کے قریب شجر سلم کے کچھ پتے پڑے ہوئے ہیں۔ سر مبارک کے پاس ایک کھونٹی پر تین کھالیں لٹک رہی ہیں یہ دیکھ کر محبت سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔

"ابن خطاب! کیوں روتے ہو۔"

Marfat.com

عرض کیا۔

"کیوں نہ روؤں۔ بوریائے خرما کے نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خزانہ میں جو ہے نظر آ رہا ہے۔ قیصروکسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے کا یہ حال ہے۔"

فرمایا۔

"اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ آخرت ہمارے واسطے اور دنیا ان کے لئے ہو۔"

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دنیا سے بے رغبتی اور زہد کی تلقین فرمائی۔ جس سے انہیں کچھ تسلی ہوئی۔

بعدازاں انہوں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے بارے میں کیوں متردد ہیں۔ اگر ان کو طلاق دے دی ہے تو اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتے' حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہم السلام' یہ ناچیز' ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر تک اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور ہنس پڑے۔ جب حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش مزاجی کے عالم میں پایا تو مسرت کی انتہا نہ رہی اور جب پتہ چلا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو طلاق نہیں دی تو باذن محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اداس و ملول صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو پکار کر یہ مژدہ سنایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو طلاق نہیں دی۔

جب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے تو حضرت سیدنا عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ طرح طرح کے وسواس کا شکار ہو گئے۔ عاشق صادق کے لئے یہ سانحہ عظیم ہوتا ہے جب اس کا محبوب بستر علالت پر دراز ہو۔ دن طرح طرح کی سوچوں میں گزر رہے تھے کہ ایک دن حضرت سیدنا عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لبوں سے نکلا۔

کازلت مذ و صنعوا فراش محمدٌ
کیما یھر من خالفاً اتر جع

(ترجمہ) جب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر تیمار داری کے لئے رکھا گیا اسی وقت سے

Marfat.com

میں خوفزدہ ہوں اور درد محسوس کر رہا ہوں۔

اور پھر ایک دن اس خوف و درد نے حقیقت کا روپ دھار لیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب آقاء و مولا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ محبت و عشق نے اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور نہ ہی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی دوسرے سے یہ سننے کے لئے آمادہ و تیار تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ مارے غم کے دیوانوں کی سی حالت ہو گئی۔ لہٰذا عالم بے خودی میں شمشیر بکف کہہ رہے تھے۔

"جو شخص کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز وفات نہیں پائی بلکہ اپنے رب کریم کے حضور تشریف لے گئے ہیں اسی طرح جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تھے اور چالیس رات غیرحاضر رہنے کے بعد واپس اپنی قوم میں آ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یقیناً واپس تشریف لائیں گے اور منافقین کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔"

محبوب جب نظروں کے سامنے ہوتا ہے تو محب کو سکینہ و طمانیت و سکون و اطمینان ہوتا ہے لیکن جب وہ نظروں سے اوجھل ہو تو عالم بیقراری و اضطراب دیدنی ہوتا ہے۔ اور جب یہ صورت حال ہو کہ محبوب اپنے رب کریم کے پاس چلا گیا ہو تو محب کو کسی پل چین نہیں آتا۔ یادوں کے سمندر میں سدا طغیانی رہتی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔ اپنے محبوب آقا و مولا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم میں بسر کئے ہوئے لمحات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود کی یادیں ہی اب سرمایہ حیات تھیں۔ جب یادوں کا الاؤ بھڑکتا تو رقت طاری ہو جاتی اور روتے روتے بیتاب ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کے لئے تشریف لے گئے۔ ان دنوں حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلب میں تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے جابیہ میں ملے اور پھر بیت المقدس تک ہمرکاب رہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان کی فرمائش کی۔ مغرب کا وقت تھا۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ میں اذان کی۔ جیسے جیسے اذان آگے بڑھی وہاں پر موجود مسلمان نورانی کیف کے آغوش میں جذب ہوتے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو گئی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ جب کو دور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گیا۔

Marfat.com

محبوب کو جو چیز عزیز و محبوب ہو تو محب کی نظر میں بھی وہ بے حد محترم ہوتی ہے۔ اور اسے دوسروں پر فوقیت دی جاتی ہے۔ یہی دستور محبت ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو دس دس ہزار اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بارہ ہزار سالانہ وظیفہ دیتے تھے اور یہ وجہ بیان فرمائی کہ ان کو دو ہزار اس لئے زائد دیتا ہوں کہ وہ عالم عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھیں۔

محبوب کا نام محب کی سانسوں میں رسا بسا ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک ایسا اسم پاک ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کے ملائکہ و انبیاء و مرسلین کو' مومنین کو اور کائنات کی ہر چیز کو دل و جان سے پیارا و محبوب ہے۔ یہ ایسا اسم پاک ہے جہاں رقم ہوتا ہے وہاں خوشبوؤں کے قافلے اترتے ہیں۔ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ محبتوں کی باد نسیم رقص کناں ہوتی ہے۔ عشق کے گل و گلزار کھلتے ہیں۔ عقیدتوں کے لعل و گوہر نثار ہوتے ہیں۔ قوس قزح کے رنگوں کی دلفریبیاں ہوتی ہیں۔ بوسوں کی برسات ہوتی ہے۔ قرۃ العین ہوتی ہے۔ صلوۃ و سلام کے نغمے بکھرتے ہیں۔ ادب سے گردنیں خم ہوتی ہیں۔ دلوں میں کیف و سرور کے آبشار گرتے ہیں اور اس اسم کی عظمت و پاکیزگی کا یہ عالم ہے کہ جب اس کو لبوں پر لانا ہوتا ہے تو دہن کو پہلے ہزار بار مشک و گلاب سے دھونا پڑتا ہے۔ لیکن پھر بھی دہن اس قابل نہیں ہوتا کہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لبوں سے ادا کیا جائے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی زید کے پروتے کا نام بھی محمد تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے ان کو پکار کر برا بھلا کہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو تڑپ اٹھے۔ اس نام کی توہین عاشق صادق کو کب گوارا تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فوراً بلا کر فرمایا تمہارے نام کی وجہ سے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر گالیاں نہیں پڑ سکتیں لہٰذا اسی وقت ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکوں کے پاس آدمی بھیجا کہ ان میں جن کا نام محمد ہے بدل دیا جائے۔ یہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

"امیر المومنین! میرا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کردہ ہے۔"

محب نے سنا تو اپنا سر جھکا دیا۔ فرمایا۔

"اگر یہ سچ ہے تو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا نام میں نہیں بدل سکتا۔"

عبدالحمید کے والد کا نام محمد تھا۔ ایک شخص نے انہیں کہا۔

"اے محمد! اللہ تیرے ساتھ یہ کرے اور یہ کرے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو اسے بلا کر کہا۔

"تمہارے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو ایسا کہا جائے واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں اس نام سے نہیں پکارا جائے گا۔"

لہٰذا اس کا نام تبدیل کر دیا۔

محبت ہو تو اتباع و اطاعت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے اور محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ جو عمل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو محب بھی بلا چون وچرا وہی عمل کرے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو ہرگز نہ چومتا۔"

دنیائے محبت و عشق میں یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں محبوب ہوتا ہے وہ جگہ و مقام محب کی آنکھ کا تارا ہوتا ہے۔ اس کی جنت بھی وہیں ہوتی ہے۔ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تمنا تھی اور ہے کہ اگر موت آئے تو شہر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ ولولہ اور جذبہ ہر وقت شعلہ زن رہتا تھا کہ مدینہ پاکیزہ کی خاک نصیب ہو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

"اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرمانا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت عنایت فرمانا۔"

عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالیٰ کبھی رد نہیں فرماتا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ابو لولوہ فیروز نے حملہ کیا جو ایران کا باشندہ تھا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نصرانی غلام تھا' جو نہاوند کی جنگ میں گرفتار ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اسی سے ہوئی۔ وصال سے قبل آرزو تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے دفن ہوں۔ اس غلش نے بیتاب کر رکھا تھا۔ چنانچہ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

"ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ۔ کہنا عمر سلام کہتا ہے۔ امیر المومنین مت کہنا۔"

جب وہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ رو رہی تھیں۔ عرض کیا۔

"عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سلام کہتے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دونوں رفیقوں کے پاس دفن ہوں۔"

Marfat.com

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

"میں نے یہ جگہ اپنے لئے رکھی تھی لیکن اپنے نفس پر عمر کو ترجیح دیتی ہوں۔"

جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیتابانہ پوچھا۔

"کیا جواب لائے۔"

عرض کیا۔

"جو بات آپ کو محبوب تھی ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منظور کر لی ہے۔"

فرمایا۔

"الحمدللہ۔ میرے نزدیک کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں۔"

پھر صاحبزادے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"جب وصال ہو تو جنازہ لے جانا۔ دروازے پر پہنچ کر سلام کرنا اور کہنا۔ عمر اجازت چاہتے ہیں۔ اگر وہ مجھ کو اجازت دیں تو اندر لے جانا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔"

وصال کے بعد وصیت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ درِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رکھا اور خود سلام کے بعد عرض کیا۔

"عمر بن خطاب اجازت طلب کرتے ہیں۔"

اندر سے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب مرحمت فرمایا۔

"اندر لے آؤ۔"

لہٰذا بے قرار عاشق کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں دفن کرتے ہی قرار آگیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دو نوروں والے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا خیال فرماتے تھے۔ ان کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کا انداز سب سے منفرد و یگانہ تھا۔ جس وقت انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دیا اور بیعت ہوئے اسی لیے وہ ہاتھ ان کی نظر میں بے حد محترم و ذی وقار اور محبوب ہو گیا تھا۔ اب محبت و عشق کا تقاضا یہ تھا کہ وہ ہاتھ جسے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست نور سے مس ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا کسی طرح کی نجاست سے آلودہ نہ ہو۔ لہٰذا ان کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ اس پر صاد ہے کہ پھر انہوں نے دم واپسیں تک اس ہاتھ کو نجاست یا

Marfat.com

محل نجاست سے مس نہ ہونے دیا۔

جس طرح گلاب کی خوشبو کو مقید نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح چاند کی روشنی کو پھیلنے سے روکا نہیں جا سکتا۔ جس طرح دن کے اجالے کو چھپایا نہیں جا سکتا' اسی طرح قبول اسلام کی مہک ظاہر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتی۔ لہٰذا گردش ایام نے دیکھا کہ وہی عثمان بن عفان جو کل تک سب کی آنکھ کا تارا تھا جب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق و متوالا بنا اور دین اسلام کا والہ و شیدائی ہوا تو رسیوں میں جکڑے ہوئے کمرے میں بند پڑا تھا۔ ان کا چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ مقفل کمرے کے باہر ٹہل رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کمرے کے دروازے پر رکا اور باآواز بلند بولا۔

"عثمان! جب تک تم اپنے آباؤاجداد کے دین کی طرف لوٹ کر نہیں آتے اسی حالت میں رہو گے۔"

"چچا! جب تک جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے اس میں سے حب رب ودود اور اسلام کی محبت نکل نہیں سکتی۔"

کمرے کے اندر سے آواز آئی۔ چچا کا غصہ اور بھڑک اٹھا۔ منہ سے جھاگ اڑنے لگا۔ غضبناک لہجے میں بولا۔

"میرا نام حکم بن العاص ہے۔ جب تم پر شدائد کے در وا کروں گا تو ہبل و لات و منات و عزیٰ کی طرف لوٹے بغیر کوئی چارۂ کار نظر نہیں آئے گا۔"

"چچا! میں بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جس طرح چاہو دل کی حسرت نکال لینا۔"
دوبارا کمرے کے اندر سے آواز سنائی دی تو حکم بن ابوالعاص غصے سے پھنکارنے لگا۔

ظلم ہمیشہ حق کو دبانے کے لئے روا رکھا جاتا ہے۔ لیکن بالآخر فتح حق کا مقدر ہے۔ چچا کے ظلم نے شکست مان لی اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کی بلندیوں پر محو پرواز رہے۔ دین اسلام کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اور اپنے رب کریم اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنی دولت سے مسلمانوں کے لئے آسانیاں بہم پہنچاتے رہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنی محبت و شیفتگی تھی کہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی دیکھ کر بے قرار رہتے تھے اور جب موقع ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحائف پیش کرتے تھے۔

محبوب موجود ہو تو محب کوئی کام اس کے بغیر نہیں کرتا۔ اگر ایسا کرے تو یہ محبوب سے تقدم کی صورت ہو گی جو جہان محبت و عشق میں روا نہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کی محبت بھی ایسی تام تھی کہ محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے کبھی کوئی کام اپنی مرضی سے سرانجام نہیں دیا۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے گئے تو کفار مکہ نے روک دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محب صادق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیبیہ سے صلح کے معاملہ میں مکہ بھیجا۔ کفار نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طواف کے لئے کہا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا اور فرمایا۔

" جب تک میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم اس کا طواف نہیں کریں گے میں طواف نہیں کر سکتا۔"

سب سے زیادہ تکلیف دہ اور سوہان روح منظر وہ ہوتا ہے جب دل و جان سے پیارا محبوب نظروں کے سامنے تاحیات رخصت ہو رہا ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے جانے کا منظر کوئی معمولی منظر نہ تھا۔ تمام عشاق و محبین کے قلوب پر جو گزر رہی تھی یہ وہی جانتے تھے۔ کسی کو ہوش نہ تھا۔ جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا و مولا فخر موجودات و باعث کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سنا تو اتنا دھچکا لگا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی۔ بے اختیار لبوں سے نکلا۔

فیا عینی ابکی ولا تسامی
وحق البکاء علی السید

(ترجمہ) اے میری آنکھ! خوب رو اور رونے سے نہ تھک اس لئے کہ آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رونے کا وقت آن پہنچا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال یہ تھا کہ دل و دماغ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں کا آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ اکثر و بیشتر اپنے ہادی و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں اس قدر مستغرق و محو ہوتے کہ گرد و پیش کا ہوش نہ رہتا تھا۔ اپنی حالت کے بارے میں ایک دن خود ہی ارشاد فرمایا کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت ہو چکی تو میں مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے لیکن میں نے اپنے غم کی وجہ سے ان کا خیال بھی نہ کیا۔

محبت صرف محبوب کی ذات تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے اہل بیت، عزیز و اقربا اور اہل قرب تک پھیلی ہوتی ہے۔ ان میں اسے محبوب کی جھلک نظر آتی ہے اور وہ ان کی خدمت کے

Marfat.com

لئے ہمہ وقت آمادہ و تیار رہتا ہے۔

ایک مرتبہ اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی روز فقر و فاقہ سے گزر گئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو بے چین و مضطرب ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اسی وقت کئی بورے گیہوں' آٹا' کھجور' بکری کا گوشت اور تین صد نقد لے جا کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا۔

"جب اس قسم کی ضرورت پیش آئے تو عثمان کو یاد فرمایا جائے۔"

محبت و ارادت کا لازمی نتیجہ ہے کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل یہاں تک کہ حرکات و سکنات اور اتفاقی باتوں میں بھی محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کرتے ہوئے متبسم ہوئے۔ لوگوں نے بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔

"میں نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کو اس طرح وضو کر کے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔"

محب کی دلی آرزو و تمنا ہوتی ہے کہ نہ صرف زندگی میں بلکہ بعد از موت بھی کسی طرح محبوب کا قرب و نزدیکی نصیب ہو۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب فتنہ نے سر اٹھایا تو اس دوران میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام جاتے ہوئے بارگاہ خلافت میں عرض کیا۔

"اے امیر المومنین! یہاں کے حالات قابل اطمینان نہیں۔ آپ میرے ساتھ شام چلیں۔ وہاں آپ کا بال بیکا نہیں ہو سکتا۔"

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی آواز سے کہا۔

"خواہ میرا تن سر سے جدا ہو جائے لیکن میں جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مظلوم شہادت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت و عشق میں صداقت کا عملی ثبوت دے دیا اور شہر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں آسودہ خواب ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب محبوب پر جان نثار کرنے کے موقعہ کی تلاش میں رہتا ہے اور اسے موت کا شمہ برابر خوف نہیں ہوتا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی زندہ جاوید مثال ہیں۔ ہجرت کی شب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر مبارک پر استراحت کا حکم دیا اور خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سوئے مدینہ چل پڑے۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اطہر کا گھیرا کر رکھا تھا تاکہ قتل کر دیں۔ اس ہنگام حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موت سے بے نیاز ہو کر محو استراحت ہونا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ لاریب محب کے لئے محبوب کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

وقت کے ہم آہنگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے چراغ کی روشنی تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہر قول و فعل سے محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ٹپکتا تھا۔ صلح حدیبیہ کے وقت جب معاہدہ ضبط تحریر میں لانے کی خدمت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوئی۔ انہوں نے دستور کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ سے عبارت کی ابتداء کی تو مشرکین نے لفظ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پر اعتراض کیا اور کہا۔

"اگر ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان لیتے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو حذف کر دینے کے لئے فرمایا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و ادب اور غیرت نے گوارا نہ کیا کہ اس لفظ کو مٹا دیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک محبت کا سب سے بڑا کرشمہ یہ ہے کہ دور کے لوگوں کو قریب کر دیتی ہے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ اس پر گواہ ہے کہ انہوں نے حتی الامکان لوگوں کو محبت کے ذریعے قریب کرنے کی سعی بلیغ کی۔

اولاد سے محبت فطری جذبہ ہے جس پر کسی کا بس نہیں۔ ایک روز حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دائیں بائیں زانو پر بٹھایا ہوا تھا اور ان کے

Marfat.com

چہروں کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں کی کوکھ سے ملی تھی۔ باپ کی محبت بھری نظروں سے اپنی جانب دیکھتے دیکھ کر گویا ہوئے۔

"اے والد مکرم! آپ ہم سے بہت محبت فرماتے ہیں۔"

"ہاں۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے دل کی جانب نظر فرمائے گا تو وہ آپ کے دل میں اپنی محبت کے سوا دوسروں کی محبت دیکھے گا۔"

لخت جگر کی بات سن کر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا شروع کر دیا اور بہت زیادہ روئے۔ پھر بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے جب کہ تمہاری طرح کی پیاری اولاد اور میرے جیسا محبت کرنے والا باپ ہو۔"

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹے کی ذہانت کا جائزہ لینے کے لئے فرمایا۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

"والد گرامی! یہ تو نہایت دو ٹوک بات ہے کہ محبت اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے کیونکہ محبت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق ہے۔ لہٰذا محبت تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کریں اور شفقت اولاد کا حق ہے لہٰذا شفقت اولاد سے کریں' مخلوق شفقت کی مستحق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔"

زندگی کے دن سایہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑے اطمینان و سکون سے بسر ہو رہے تھے کہ رب ودود کی طرف سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاوا آ گیا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محب کے فرمان پر لبیک کہا اور اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس جانکاہ صدمہ کا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے حد اثر ہوا کیونکہ بچپن و جوانی سب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں گزرے تھے۔ لہٰذا اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکتہ کی سی حالت طاری ہو گئی۔

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے والوں میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ غسل کے بعد پانی کے چند قطرات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

گوشہ چشمان اور ناف میں جمع ہو گئے تھے وفور محبت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پی لئے جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و حفظ میں مزید اضافہ ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نڈھال کر رکھا تھا۔ کسی پل چین نہ آتا تھا۔ ایک روز جذبات غم و فرقت نے اشعار کا لبادہ اوڑھ لیا۔

لقد غشيتنا ظلمة بعد موته
نهاراً فقد زادت على ظلمة الدجى

الا طرق الناعى بليل فراعنى
و ارقنى سما استقر مناديا

☆ ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔

☆ ہائے رات کو آنے والا مجھے جدائی کی خبر دے کر لرزہ براندام نہ کرتا اور آواز دے کر ساری رات مجھے نہ جگاتا۔

اپنے آقا و مولا محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیست بے کیف و بے رنگ نظر آتی تھی۔ ظاہر ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد محب صادق کی دنیا اداس و ویران ہو گئی تھی۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنجیدہ اور چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وجہ پوچھی۔ کہا۔

"آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھ سے زیادہ غمگین کسی کو دیکھا ہے۔"

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر غریق محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رہا کرتے تھے کہ لوگوں کو اکثر و بیشتر تلقین فرمایا کرتے تھے۔

"لوگو! اپنی اولاد کو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی تعلیم دو۔"

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امین الامت حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں ہروقت سرشار رہتے تھے اور ہر لحظہ و آن محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے سبقت کے منتظر رہتے تھے۔ یوم احد عتبہ بن ابی وقاص کے حملے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک میں خود کی دو کڑیاں گھس گئیں تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑتے ہوئے آئے اور مشرق کی جانب سے حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاگتے ہوئے آئے۔ دونوں عاشق اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت کی تھی' انہوں نے کہا۔

"اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں اللہ تعالیٰ کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اجازت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک سے خود کے حلقے نکالوں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دے دی۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دانتوں سے خود کا ایک حلقہ پکڑ کر کھینچا تو پشت کے بل گر پڑے اور ایک دانت ٹوٹ گیا۔ انہوں نے دوسرا حلقہ دانتوں میں لے کر کھینچا تو دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف رفع کرنے کے لئے اپنے دو دانت قربان کر دیئے۔

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت کا کوئی ایک خاص رنگ نہیں ہوتا بلکہ یہ متنوع رنگوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے اور یہ سدا اپنے محبوب اور اس سے متعلقات کے گرد گردش کرتی رہتی ہے۔ حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مدینہ منورہ سے بہت محبت تھی کیونکہ محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں فوت ہونا بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ جوں جوں بیماری طویل ہوتی گئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے چینی دو چند ہوتی جاتی تھی۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اشکبار دیکھ کر پوچھا۔

"روتے کیوں ہو؟"

عرض کیا۔

"معلوم ہوتا ہے اسی سرزمین کی خاک نصیب ہوگی جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ترک کر چکا ہوں۔"

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محب صادق کو تسلی دی اور ان کے دل پر ہاتھ مبارک رکھ کر تین مرتبہ فرمایا۔

"اے اللہ! سعد کو صحت عطا فرما۔"

Marfat.com

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نے حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک نئی زندگی عطا فرمائی۔

محب سب کچھ بھول سکتا ہے لیکن جس شخص نے اس کے محبوب کو کوئی اذیت یا تکلیف پہنچائی ہو یا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہو تو اس شخص کو وہ تا زیست اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور اس کے لئے اس کے کسی گوشہ دل میں ترحم و رافت نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس شخص کے ساتھ اس کا نسبی تعلق ہی کیوں نہ ہو۔ عتبہ بن ابی وقاص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی تھے۔ انہوں نے حالت کفر میں غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور زخمی کیا تھا۔ حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

"واللہ میں عتبہ سے زیادہ کبھی کسی شخص کے خون کا پیاسا نہیں ہوا۔"

محب کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ محبوب پر نثار ہو جائے اور اس کے لئے موقعہ کی تاک میں رہتا ہے۔ خاص طور پر جب غنیم کی طرف سے نقصان پہنچانے کا احتمال ہو تو اسے چین نہیں پڑتا۔

ایک مرتبہ صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے تشریف لا رہے تھے۔ بوقت شب ایک جگہ قیام فرمایا۔ اس جگہ غنیم کے حملے کا خطرہ موجود تھا۔ کافی دیر سے جاگ بھی رہے تھے کہ اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔

"کیا اچھا ہوتا اگر میرے اصحاب میں سے آج رات کوئی پہرہ دیتا۔"

حضرت سیدہ صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابھی فقرہ مبارک مکمل نہیں ہوا تھا کہ اسلحہ کی جھنکار سنی۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

آنے والے نے عرض کی۔

"سعد بن ابی وقاص"

فرمایا۔

"تم کیسے آئے؟"

عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! از خود خیال آیا کہ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا چاہئے۔ اس فرض کو ادا کرنے کے لئے حاضر خدمت ہو گیا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمایا تو اپنے اس محب و جانثار سے بے حد خوش ہوئے اور دعا

Marfat.com

دی۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا اندھیر ہو گئی تھی۔ اب تو فقط یادیں رہ گئی تھیں اور یادیں ہمیشہ محب کو رلا دیتی ہیں' تڑپا دیتی ہیں۔ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلب حزیں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے ہمیشہ مملو رہتا تھا۔ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوستوں کو دعوت پر مدعو کیا۔ کھانے بیٹھے تو روٹی اور گوشت دیکھ کر بے اختیار رو پڑے۔ حضرت سیدنا نوفل بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو بولے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کو تمام زندگی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نصیب نہیں ہوئی' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس بنا پر یہ خیال آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتنے دنوں تک دنیا میں رہنا ہمارے لئے بہتر نہیں ہے۔"

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ایسی کشش و مقناطیسیت ہے کہ حلقہ بگوش اسلام ہونے کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز محبت و عشق بن جاتے ہیں۔ اسم حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے کو سعادت ازلی تصور کیا جاتا ہے۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نچھاور کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اذیت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر محب ماہی بے آب ہو جاتا ہے اور اذیت پہنچانے والے کی جان کے درپے رہتا ہے۔ حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر مبارک سولہ سال کی تھی۔ ایک دفعہ افواہ اڑی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے گرفتار کر لیا ہے۔ یہ سنا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ اٹھے۔ تلوار بے نیام کی اور مجمع کو چیرتے ہوئے آستانہ مقدس پر حاضر ہوئے۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا۔

"زبیر! یہ کیا؟ ننگی تلوار لے کر کیوں آ رہے ہو۔"

عرض کیا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ اللہ نہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ لہٰذا زمام صبر

Marfat.com

ہاتھ سے نکل گئی۔"

یہ ساعت فرمایا تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان پر صلوٰۃ پڑھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے بہت خوش ہوتے تھے تو فرماتے۔

"اللھم صلی علی فلاں۔"

یعنی اے اللہ فلاں شخص پر رحمت نازل فرما۔ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی تلوار کے لئے دعا کی۔

یہ پہلی تلوار تھی جو راہ فدویت و جاں نثاری میں ایک بچے محب کے ہاتھ سے بے نیام ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوہ احد میں دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی جنگی تیاریوں اور یلغار سے یوں عیاں ہوتا تھا جیسے وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے فیصلہ کن جنگ کر رہے ہیں۔ ادھر عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نفری میں کم ہونے کے باوجود جس پامردی و دلیری و جان سپاری سے غنیم کے ساتھ نبرد آزما تھے اس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں عشاق میں سے تھے جو اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اس انداز سے کر رہے تھے کہ آسمان پر ملائکہ بھی عش عش کر اٹھے ہوں گے۔

اس غزوہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پروانہ وار فدویت و جان نثاری کے حیرت انگیز مناظر دکھا رہے تھے۔ کفار کا ہر طرف سے نرغہ تھا۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ خون آشام تلواریں چمک چمک کر آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں، صدہا کفار رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یورش کر رہے تھے۔ اس وقت جمال نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ شیدائی ہالہ بن کر خورشید نبوت کو آگے، پیچھے، دائیں، بائیں ہر طرف سے بچار رہا تھا۔ تیروں کی بوچھاڑ کو ہتھیلی پر روکتا۔ تلوار اور نیزہ کے سامنے اپنے سینے کو سپر بناتا۔ جب کفار کا نرغہ زیادہ ہوتا تو شیر کی طرح تڑپ کر حملہ کرتا اور دشمن کو پیچھے ہٹا دیتا۔ کسی نابکار نے ذات قدسی صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا وار کیا۔ خادم و غلام جان نثار حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ پر روک لیا اور انگلیاں شہید ہوگئیں۔ آہ کی بجائے زبان سے لفظ حسن یعنی خوب ہوا نکلا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اگر تم اس لفظ کی بجائے بسم اللہ کہتے تو ملائکہ آسانی تمہیں ابھی اٹھا لے جاتے۔"

Marfat.com

غرض آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر تک بہادری سے مدافعت کرتے رہے یہاں تک کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدد کے لئے آپہنچے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت کی راہیں سدا بہار پھولوں سے اٹی رہتی ہیں۔ جب عاشق ان پر گامزن ہوتا ہے تو پہلے قدم پر ہی وہ مسحور و بے خود ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے وہ ان راہوں پر آگے بڑھتا ہے اس کی زندگی پھولوں کی طرح خوشبودار اور رنگین ہو جاتی ہے۔ دنیا کی آلائشیں اس کے وجود سے رفتہ رفتہ نکل جاتی ہیں۔ اور وہ صرف اپنے محبوب کا ہو رہتا ہے۔ اور اسی کے خیالوں میں محو و مست رہتا ہے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلدستہ اخلاق میں چار پھول ایسے نازک' لطیف اور شگفتہ تھے جن پر ساری خوبصورتی کا انحصار تھا۔ وہ تھے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم' اتباع سنت' امر بالمعروف اور حق گوئی۔ ابھی دس برس کے نابالغ بچے تھے اور جوش محبت کا یہ عالم تھا کہ صبح اٹھ کر کاشانہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آنکھوں کو مشرف کرتے۔ صبح کاذب کی تاریکی میں حضرت سیدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کمسن بچہ بستر راحت سے اٹھتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان وضو مہیا کرنے کے لئے مسجد نبوی کا راستہ لیتا تھا۔ ایام شباب میں ان کی محبت کی کوئی حد نہ تھی۔ شمع نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار شیفتہ تھے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آواز ان کے قالب میں نئی روح پھونک دیتی تھی۔

ایک روز انہوں نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان درفشاں سے سنا۔

"محبت کرنے والا محبوب کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا"

تو کہنے لگے۔

"اگرچہ میں ان پاکیزہ ہستیوں کی طرح عمل نہ کر سکا مگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور امید ہے کہ اسی محبت کی بنا پر ان کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔"

محب کی نظر میں آثار محبوب کی جان سے زیادہ قدر و منزلت ہوتی ہے اور وہ اس کے لئے سرمایہ حیات ہوتے ہیں۔ حضرت سیدنا انس بن مالک' حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے کہ وہ آثار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کی جگہوں کا قصد کیا کرتے تھے۔ ان راستوں کو ڈھونڈتے جن راستوں پر اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم لگے ہوئے

Marfat.com

تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں بطور تبرک پانی پیتے تھے۔ اور حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ بھی تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت نے ہر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مشوش و آزردہ کر رکھا تھا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوں تو محبین و عشاق کو بھلا کس طرح چین نصیب ہو سکتا تھا۔ علالت کو تین یوم گزر چکے تھے۔ تمام عشاق باصفا بفرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں صلوٰۃ ادا کرتے تھے۔ ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہیں لائے تھے۔ نگاہیں دیدار کے لئے ترس گئیں۔ ایک دن افاقہ محسوس کیا تو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر دیکھا۔ لوگ اس وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں صلوٰۃ ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک قرآن پاک کے ورق کی طرح پرنور تھا۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں ہم نے ارادہ کر لیا کہ صلوٰۃ کو بھول کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں ہی محو ہو جائیں۔ سب کی توجہ حجرہ مبارک کی طرف مرکوز تھی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصلیٰ سے پیچھے ہٹ آئے۔ سب صلوٰۃ توڑنے کو تھے کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ پوری کرنے کے لئے فرمایا۔

کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس علالت سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم داغ مفارقت دے جائیں گے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بچپن سے لے کر اب تک محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی بلندیوں پر محو پرواز تھی۔ اپنے محبوب و آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اگرچہ ظاہری آنکھیں دیدار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترس گئی تھیں۔ لیکن محبت کی معنوی آنکھوں پر باب فیض اب تک بند نہ ہوا تھا۔ کشتہ عشق نبوت حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے اور صبح کو واقعات شبینہ کی یاد تازہ کر کے گریہ و زاری کا ایک طوفان بپا کرتے تھے۔ عاشق صادق کے تڑپانے کے لئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک چیز نشتر کا کام کرتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے اور فرط محبت سے بے قرار ہو جاتے تھے۔

ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کا ایک ایک خال و خط زبان مدیح میں نبات محبت گھول رہا تھا۔ اسی عالم میں شوق زیارت کا زبردست جذبہ ظہور پذیر ہوا۔ حرماں نصیبی نے وہ ایام سعید یاد دلائے جب محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم عالم ماوی کے گلی کوچوں میں پھرا کرتے تھے۔ اور حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے شرف غلامی پر ناز کیا کرتے تھے۔ دفعتاً" حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا اور زبان سے بے اختیارانہ یہ جملہ نکلا۔

"قیامت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا ہو گا تو عرض کروں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حاضر ہے۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زیادہ بے چین و بے قرار ہو جاتے تو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات نکال لاتے اور ان ظاہری یادگاروں کو دیکھ کر دل کو تسکین دیتے اور جمعیت خاطر کا سامان بہم پہنچاتے تھے۔

وقت گزرتا رہا' آتش محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندر سے سوختہ کر دیا تھا۔ کوئی لمحہ ایسا نہ گزرتا تھا جب ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرتے ہوں۔ لاریب قرب محبوب جب فراق محبوب سے بدل جاتا ہے تو زندگی کے لمحات انتہائی تلخ' اذیت ناک اور کرب آشنا ہو جاتے ہیں۔ اور محب اندر ہی اندر گھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال اس سے مختلف نہ تھا۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات کا خیال روز افزوں گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ اور پھر دنیا سے آخرت کے لئے رخت سفر باندھ کر اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہونے کا وقت آ گیا جس کا بے قراری سے انتظار تھا۔

وصال سے قبل اس عاشق صادق نے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی۔

"اے ثابت! یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس بال ہے لے لو۔ وصال کے بعد اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عصا مبارک میرے پہلو اور کرتہ کے درمیان رکھ دینا اور جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ کو اس میں ضرور شامل کر لینا۔"

اور پھر یہ غلام اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیوانہ وار چلا گیا۔

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس چیز سے محبوب کا تعلق ہو جائے محب کی نظر میں وہ امر ہو جاتی ہے۔ موجب راحت و

Marfat.com

سکون ہو جاتی ہے۔ اس کی قلبی آرزو ہوتی ہے کہ وہ چیز سدا اس کے پاس رہے کیونکہ اس سے اسے محبوب کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ استن حنانہ کو اپنے گھر میں بطور تبرک رکھ لیا تھا۔ اور جب تک دیمک نے چاٹ کر اس کو راکھ نہ کر دیا حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مکان سے علیحدہ نہ کیا۔

حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت کی آتش جب شعلہ زن ہوتی ہے تو پھر محب کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ محبوب کے قرب سے سکینہ حاصل کرے۔ اس کے لئے وہ موقعہ کی تلاش میں رہتا ہے اور جب اسے ایسا موقع میسر آتا ہے تو پھر وہ محبوب پر واری ہونے لگتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بھلے، صالح، شگفتہ مزاج، ہنس مکھ اور ملیح آدمی تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسی گفتگو کر رہے تھے جس سے لوگ خوب ہنس رہے تھے۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو میں ہاتھ مارا تاکہ وہ خاموش ہو جائیں۔ انہوں نے بصد ادب عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔"

آپ علیہ صلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"اس کا مجھ سے قصاص لے لو۔"

عرض کیا۔

"یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر قمیص ہے اور میرا جسم ننگا ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیراہن مبارک اٹھا دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقاء و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پہلو کو والہانہ چومنا شروع کر دیا اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ قربان، بدلہ سے میرا مقصد صرف یہی تھا۔"

حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت صادقہ میں سر دار بھی کمی و انحطاط رونما نہیں ہوتا بلکہ یہ افراط کا رخ اختیار کرتی ہے۔ ۴ ہجری میں سریہ رجیع کے موقع پر حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کے

Marfat.com

ہاتھوں اسیر ہو گئے۔ مقام تنعیم میں لے جا کر سولی پر چڑھانے لگے۔ کفار نے کہا۔

"اے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس وقت تمہارا دل چاہتا ہو گا کہ تمہاری جگہ تمہارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"میں تو یہ برداشت نہیں کرتا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا بھی چبھے۔ ایسی ہزاروں جانیں ہوں تو ان پر قربان کر دوں۔"

اور جب سولی پر چڑھے تو بولے۔

"اے اللہ! میرا آخری سلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے۔"

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منور میں اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باآواز بلند وعلیکم السلام فرمایا۔ وہاں پر موجود محبین نے عرض کیا۔

"اے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! کس کے سلام کا جواب دیا ہے۔"

ارشاد فرمایا۔

"تمہارے دینی بھائی خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ابھی ابھی مکہ میں سولی پر چڑھا دیا گیا ہے۔ اس نے سلام بھیجا ہے۔"

حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صرف محبت ہی ایسی چیز ہے جو آخرت میں بھی برقرار رہتی ہے۔ اور صرف ایک ہی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی محبت و عشق آخرت میں بھی محب کو اپنے قدموں سے جدا نہیں کرتی۔

حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لایا کرتے تھے اور دیگر خدمات بھی بجالاتے تھے۔ ایک روز رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مانگو"

انہوں نے عرض کیا۔

"میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ مانگتا ہوں۔"

Marfat.com

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"یہ تمہارے لئے ہے کچھ اور بھی۔"
حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔
"میرا مقصد تو وہی ہے۔"

حضرت سیدنا زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب صادق دلی طور پر متمنی ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی تمام تکالیف اپنے سر لے اور اسے کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف نہ ہو۔ اور یہ خواہش زندگی کے آخری لمحات تک برقرار رہتی ہے۔ اس کی زندہ جاوید مثال حضرت سیدنا زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ ہے۔

غزوہ احد کے بعد قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور درخواست کی۔

"یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چند اصحاب کو قرآن و فقہ کی تعلیم کے لئے بھیجیں۔"

ان لوگوں کے کہنے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا خبیب بن عدی اور حضرت سیدنا زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ راستے میں بیر معونہ کے مقام پر معرکہ پیش آیا۔ حضرت سیدنا زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ ان کو مکہ لاکر صفوان بن امیہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ صفوان بڑا خوش تھا کہ اپنے باپ کے عوض ان کو قتل کروں گا۔ تنعیم مقتل قرار پایا۔ صفوان نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا۔

"زید بن دشنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تنعیم لے چلو۔"

بعد ازاں بہت سے لوگ قتل گاہ پہنچے ان میں ابوسفیان بھی تھے۔ جنہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہوں نے حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔
"زید! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھ رہا ہوں سچ سچ بتانا۔"
"کہو۔"

ابوسفیان بولے۔
"اگر تمہارے بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور ہم ان کی گردن ماریں اور تم اپنے گھر میں محفوظ رہو تو تم اس کو پسند کرتے ہو۔"
سنا تو عاشق و فدائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً کہا۔

Marfat.com

"واللہ تو تو قتل کی بات کر رہا مجھے تو یہ بھی منظور نہیں کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خار بھی چبھے اور میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں۔"

ابو سفیان محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے کی بات سن کر دنگ رہ گیا اور اسی عالم میں بے ساختہ منہ سے نکلا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب ان سے جس قدر محبت کرتے ہیں میں نے آج تک دنیا میں کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس کے ساتھی اس طرح محبت کرتے ہوں جس طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اپنے آقا سے کرتے ہیں۔"

اور پھر اس عاشق صادق کو قتل کر دیا گیا۔

حضرت سیدنا زاہر ابن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حقیقی محبت میں دیوانگی ہی اصل میں فرزانگی ہوتی ہے۔ عقل بے چاری تو منطق و دلیل میں پھنسی جواز تلاش کرتی رہتی ہے۔ اور نہ ہی محب کو یہ پرواہ ہوتی ہے کہ دنیادار جب اسے کوئی حرکت کرتے دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔

حضرت سیدنا زاہر ابن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بدوی صحابی تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ جنگل کے پھل اور سبزی وغیرہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور ہدیہ لایا کرتے تھے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہری اشیاء کپڑا وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے انس تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔

"زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔"

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی متاع بیچ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت کی جانب جا کر ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھ دیا اور ان کو گود میں لے لیا۔ وہ بولے۔

"کون ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔"

اور پھر انہوں نے مڑ کر دیکھا تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ وہ اپنی پشت کو بقصد برکت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اطہر سے چمٹاتے تھے اور تسکین نہیں ہوتی تھی اور جذبہ محبت فراواں ہوتا جا رہا تھا۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزاحاً ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"کوئی ہے جو ایسے غلام کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خریدے۔"
وہ بولے۔
"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فروخت کرتے ہیں تو مجھے کم قیمت پائیں گے۔"
رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گراں قدر ہو۔"
اور یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تھا۔

حضرت سیدنا سواد بن غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اگر عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنے آقا و مولا' سید الانبیاء' شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے سدا لپٹے رہتے اور ایک پل کے لئے بھی جدا نہ ہوتے۔ لیکن ایسا ممکن نہیں تھا لہٰذا وہ اس ٹوہ میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح وہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کے آب زلال کے جام بھر بھر کر پئیں۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا سواد بن غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں چادر اوڑھ رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"حظ حظ' ورس ورس۔"
اور لکڑی یا مسواک ان کے پیٹ میں چبھوئی۔ وہ کھسک گئی اور ان کے جسم میں نشان پڑ گیا۔ انہوں نے عرض کی۔
"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قصاص لوں گا۔"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"قصاص لے لو۔"
اور اپنا شکم مبارک ان کے لئے کھول دیا۔ انصار نے کہا۔
"اے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لوگے۔"
انہوں نے جواباً کہا۔
"ہاں۔"
اور پھر انہوں نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا۔
"میں اسے چھوڑتا ہوں تاکہ اس کے بدلے قیامت میں میری شفاعت کریں۔"

Marfat.com

حسن کہتے ہیں کہ اس وقت انہیں ایمان نے پا لیا۔

اس لحاظ سے حضرت سیدنا سواد بن غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خوش بخت تھے کہ ایسا ہی واقعہ انہیں غزوہ بدر میں پیش آیا۔

حضور رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صف آرائی میں مشغول تھے۔ ہاتھ مبارک میں ایک تیر کی لکڑی تھی۔ حضرت سیدنا سواد بن غزیہ انصاری جو بنی عدی نجار کے حلیف تھے صف سے آگے نکلے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھڑی سے ان کے پیٹ کو ٹھوکا دیا اور فرمایا۔

"استو یا سواد"

یعنی اے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ضرب لگائی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے لہٰذا مجھے قصاص دیں۔"

سماعت فرمایا تو ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا۔

"اپنا قصاص لے لو۔"

اس پر حضرت سیدنا سواد بن غزیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو پے در پے بوسے دینے لگے۔

"اے سواد! تم نے ایسا کیوں کیا۔"

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہیں اور میں قتل سے بے خوف نہیں ہوں۔ میں نے چاہا کہ آخری ملاقات میں میرا بدن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر سے مس ہو جائے۔"

عاشق صادق کی یہ محبت و جذبہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

حضرت سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کو دم واپسیں بھی صرف اور صرف اپنے محبوب کا ہی خیال دامن گیر ہوتا ہے اور اسی خیال میں مگن وہ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہی معراج محبت ہے۔ غزوہ احد میں حضرت سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہ زخم لگے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

"سعد بن ربیع کی کون خبر لائے گا۔"

سنا تو حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور لاشوں کا گشت لگایا۔ ان کا نام لے کر آواز دی۔ شہر خموشاں میں ہر طرف سناٹا تھا۔ کوئی جواب نہ آیا۔ لیکن جب یہ آواز دی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھیجا ہے تو ایک ضعیف آواز کان میں پہنچی۔

"میں مردوں میں ہوں۔"

یہ حضرت سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخیر وقت تھا۔ دم توڑ رہے تھے۔ زبان قابو میں نہ تھی۔ انہوں نے دریافت کیا۔

"تمہارا کیا حال ہے۔"

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ تمہاری خبر لاؤں۔"

انہوں نے نحیف آواز میں کہا۔

"میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا اور خبر دو کہ مجھے بارہ نیزے لگے جو جسم کے آر پار ہو گئے ہیں اور انصار سے کہنا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوئے اور تم میں سے ایک بھی زندہ رہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔ ان کے لئے رب کریم کے نزدیک کوئی عذر نہ ہوگا۔ میں نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے کی بیعت کی تھی۔"

اور پھر ان کی روح مبارک جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت سیدنا سالم بن عمیر الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم کا جو گستاخ و بے ادب ہے وہ رانده درگاه رب العزت ہے، جہنمی ہے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو حق نہیں دیتا کہ وہ سینہ زمین پر دندناتا پھرے اور دریدہ دہنی کرے۔

ابو عفک یہودی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر لوگوں کو ابھارتا تھا۔ مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کے لئے اشعار کہتا۔ عام مسلمانوں اور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت میں ہجویہ اشعار کہتا اور اسلام کا مذاق اڑاتا تھا۔

حضرت سیدنا سالم بن عمیر الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سنتے تو غم سے سینہ چھلنی ہو جاتا تھا۔ انہوں نے نذر مانی کہ وہ اس لعنتی و ملعون کو قتل کر دیں گے یا پھر خود ناموس رسالتماب صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں گے۔

غزوہ بدر کے بعد وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور بصد ادب و نیاز عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایک نذر مانی ہے۔"

"کیسی نذر۔"

"ابو عفک کے قتل کی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، مسلمانوں اور اسلام کی مذمت میں شعر کہتا ہے۔ یہ میری برداشت سے باہر ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر پوری کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

اجازت عطا ہونے کے بعد حضرت سیدنا سالم بن عمیر العمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تاک میں رہنے لگے کہ کب موقعہ ملتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ لوگوں میں گھرا رہتا تھا۔ ایک ایک دن سال پر بھاری تھا۔

موسم گرما کی ایک رات تھی۔ ابو عفک میدان میں دنیا و مافیہا سے غافل سویا ہوا تھا۔ جب حضرت سالم بن عمیر العمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو وہاں پہنچ گئے۔ اس کے منحوس سراپا پر نظر ڈالی اور پھر تلوار اس کے جگر پر رکھ کر اس زور سے دبائی کہ جسم سے نکل کر بستر میں گھس گئی۔ وہ فوراً بیدار ہو گیا زور زور سے چیخا چلایا۔ تڑپا اور پھر دم دے دیا تو اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نصیب ہوا۔

حضرت سیدنا صفوان بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب بھی کوئی محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت ہوتا تھا تو اسی لمحے اس کے وجود کے اندر محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بحر بے کنار موجزن ہو جاتا تھا اور لب اس کا اظہار کرنے میں راحت و طمانیت محسوس کرتے تھے۔

حضرت سیدنا صفوان بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسلام پر بیعت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا۔ اس پر حضرت سیدنا صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسح کیا۔ پھر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"(قیامت کے دن) آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔"

حضرت سیدنا طلیب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت محب کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے اور جب کوئی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا ہے تو محب تڑپ کر سامنے آجاتا ہے اور ایذا دہندہ سے اگرچہ وہ مثل کوہ مضبوط اور قبیلہ و خاندان کے لحاظ سے کتنا ہی بلند و بالا ہو ٹکرا جاتا ہے۔

ایک دن ابوجہل اور دیگر چند قریشی کفار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی۔ حضرت سیدنا طلیب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رہا نہ گیا۔ ابولہب کے سر پر لکڑی ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ مشرک ان پر ٹوٹ پڑے اور گرفتار کر لیا۔ پھر ابولہب نے ان کی حمایت میں کھڑے ہو کر ان کو چھڑوا دیا۔ کسی نے ان کی والدہ حضرت اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔

"آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے فرزند طلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنے کو ہدف بنا رکھا ہے۔"

"سنا تو بولیں۔"

"جس دن میرا بیٹا طلیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں مشرکوں سے جنگ کرے وہ دن اس کی زندگی کا انتہائی خیر و برکت والا دن ہو گا۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کی زندگی کی روشنی دیدار محبوب سے ہے اور جب اس کا دیدار نہ ہو تو اس کی زیست اندھیر ہو جاتی ہے۔ وہ محبوب کے علاوہ کسی شے کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو موذن بھی تھے ایک روز اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے تو عرض کیا۔

"اللہ کی قسم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روزانہ زیارت نہ کروں تو میری موت واقع ہو جائے۔"

Marfat.com

یہ کہ کروہ عاشق صحابی زار و قطار رو پڑے۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو بولے۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور ہم پر بھی موت آجائے گی۔ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے اور ہم اگر جنت میں گئے بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے کہیں دور ہوں گے۔"

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سماعت فرمایا تو کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک آیت کریمہ نازل فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کریں پس وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔"

وقت کا دھارا تیزی سے بہتا رہا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ ایک روز اپنے باغ میں کام کر رہے تھے کہ ان کے بیٹے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سنائی۔ بس پھر کیا تھا غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ نہایت محبت آمیز اور درد بھرے انداز میں بارگاہ رب العزت میں کہنے لگے۔

"اے اللہ! میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر یہ دنیا میرے لئے قابل دید نہیں رہی۔ جہان کو دیکھنے والی میری آنکھ لے لے کیونکہ بغیر تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ جمال کے میں اسے نہیں چاہتا۔"

چنانچہ اسی وقت نابینا ہو گئے۔ لوگوں نے کہا۔

"تم نے یہ دعا کیوں مانگی۔"

فرمایا۔

"لذت نگاہ آنکھوں میں ہے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب میری آنکھیں کسی کے دیدار کا ذوق ہی نہیں رکھتیں۔"

حضرت سیدنا عمر بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت محبوب سے اظہار محبت و عشق کے نت نئے راستے از خود تلاش کرتی ہے۔ یہی مزاج محبت ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عمر بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے فیاض صحابی تھے۔ ان کو راحت انس و جاں، محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرتے تو وہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دعوت ولیمہ کرتے تھے۔ ▪

حضرت سیدنا عبداللہ ابن ابی سقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بحر الفت ہمیشہ متلاطم رہتا ہے۔ اس کی شوریدہ سر موجیں سینہ محب میں ہر لحظہ و ہر آن بلند و بالا ہوتی رہتی ہیں۔ محبوب کی یاد نے اسے ہمہ وقتی گھیرے میں لے رکھا ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی سقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں حجتہ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں رکاب میں ایسی معلوم ہوتی تھیں کہ گویا چھوہارے کی درخت کا گابھا ہوں۔ میں جوش محبت و پیار سے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پیروں سے لپٹ گیا۔ اتفاقاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے میرے چھڑی لگ گئی۔ میں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قصاص ملنا چاہیے۔"

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھڑی مجھے دے دی اور فرمایا۔

"لو قصاص لے لو۔"

مجھے موقعہ مل گیا۔ پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پنڈلی اور پیروں کو چوم لیا۔

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تام محبت میں محبوب کی خاطر محب کو کوئی اذیت، اذیت اور کوئی تکلیف، تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ جوں جوں اس پر ظلم و استبداد کے گرز برسائے جاتے ہیں اس کی محبت و عشق میں نہ صرف نکھار پیدا ہوتا ہے بلکہ اس میں متعدد بہ اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔

رؤساء بنی مخزوم حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ماں اور باپ کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ ایک روز مکہ کے میدان میں گرم ریت پر انہیں ننگا لٹایا ہوا تھا اور گرم ریت ان پر گراتے تھے۔ ان کے اعضا پر گرم پتھر رکھتے تھے کہ اگر گوشت ان پتھروں پر رکھا جاتا تو کباب ہو جاتا، تاکہ وہ دین اسلام سے پھر جائیں اور عیاذاً باللہ کلمہ کفر کہیں کہ لات و عزیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہیں۔ وہ نہیں کہتے تھے۔ بلکہ وہ کہتے تھے۔

Marfat.com

"مصیبت نعمت ہے۔ مصیبت پر رونا غلطی ہے۔"

عاشقم برقہر و بر لطفش بجد
اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

(ترجمہ) میں اس کے لطف اور اس کے قہر دونوں پر از حد عاشق ہوں۔ حیرت کی بات ہے میں ان دونوں متضاد مقامات کا عاشق ہوں۔

ایسے وقت میں حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور فرمایا۔

"اے آلِ یاسر! تھوڑا صبر کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لئے جنت کا وعدہ کر لیا ہے۔"

اور پھر یہ محب صادق محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کندن بن گیا۔ ان کے افکار و خیالات کا محور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق تھا۔ ان کے اعمال و افعال کی جان اتباع و اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور ان کی جنت فردوس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تھی اور ان کے کام آنا تھا۔

تعمیر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی تھی۔ حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور ایک اینٹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لاتے تھے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت بذات خود اپنے اوپر گواہ و شاہد ہوتی ہے۔ اسے کسی اور کی شہادت کی حاجت و احتیاج نہیں ہوتی کیونکہ اس کا ہر قول و فعل اس امر کا غماز ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا عشق تھا۔ اکثر نعت کہا کرتے تھے جو عشق و محبت میں ڈوبی ہوتی تھی۔ ایک شعر میں کہتے ہیں۔

"اگر حضور پر نور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کھلی ہوئی نشانیاں نہ بھی لاتے جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خبر رسالت دینے کے لئے کافی ہے۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق اور جوش ایمان

Marfat.com

ایک دوسرے پر گواہ تھے۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب محبوب سے ہمیشہ خائف رہتا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کہیں وہ اس سے کسی بات پر ناراض نہ ہو جائے کیونکہ محبوب کی ناراضگی محب کے لئے بے حد شاق اور جانگسل ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا اور رونے لگتے تھے۔

حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت جب کسی کو اپنا نخچیر بناتی ہے تو پھر اسے بجز محبوب دنیا کی کسی آسائش و آرام اور شے سے کوئی واسطہ و تعلق نہیں رہتا۔ سب کچھ تج دیتا ہے۔ اس کی نظروں میں دنیا اور اس کی رنگینیوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہتی۔

بیہقی نے شعب میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا کہ وہ مینڈھے کی کھال پہنے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اس شخص کو دیکھو۔ اس کا دل اللہ تعالیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ ایک دن وہ تھا جب میں نے دیکھا تھا کہ اس کے والدین اس کو عمدہ سے عمدہ کھانا کھلاتے تھے اور پلاتے تھے اور یہ ایسا قیمتی لباس پہنے ہوئے تھا جس کو دو سو درہم میں خریدا گیا تھا۔ مگر اب رب کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اس کو اس حال کو پہنچا دیا ہے اور یہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔"

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کے لئے وہ لحات انتہائی کربناک، جان لیوا اور تکلیف دہ ہوتے ہیں جب اسے علم ہو کہ اس ملاقات کے بعد اب محبوب سے حشر سے پہلے ملاقات نہ ہو گی۔ اس کے لئے جیتے جی موت واقع ہو جاتی ہے اور زیست بے رنگ و بے کیف نظر آنے لگتی ہے۔

جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا۔ نصیحتیں فرمائیں

Marfat.com

اور جب یہ کہا۔

"اے معاذ! شاید تیری اب میرے ساتھ ملاقات نہ ہو۔ البتہ تجھے میری مسجد اور قبر انور کی زیارت ضرور ہو گی۔ اگر ہمارے اور تمہارے درمیان ملاقات ممکن ہوتی تو لازماً میں تھوڑی وصیت کرتا۔ لیکن قیامت تک ہم نہیں مل سکیں گے۔"

جب حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تو ان کے سینہ کے جوالا مکھی سے آتش فراق کا شعلہ دماغ تک جا پہنچا۔ جلے ہوئے دل' فراق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے روتی ہوئی آنکھوں اور فگار سینہ کے ساتھ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے وداع ہو کر سوئے یمن روانہ ہو گئے۔

جب قطع مسافت کے بعد یمن کے دارالسلطنت صنعا میں پہنچے تو لوگ ان کی خدمت کے لئے بڑھے۔ انہوں نے فرمایا۔

"اللہ کی پناہ میں آراستہ منزل اور فرش بچھی ہوئی جگہ کی طرف رغبت کروں۔ مجھے تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماروں کی عیادت' کمزوروں کی امداد' یتامیٰ کی قربت' فقراء کے ساتھ ہم نشینی' اپنی ذات سے انصاف دینے اور عام مخلوق کے حالات کی دیکھ بھال اور انہیں نصیحت کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔"

ایک رات انہوں نے آواز سنی۔

"اے معاذ! تم بستر راحت پر آرام کر رہے ہو جبکہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سکرات موت میں ہیں۔"

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے اور خیال کیا کہ شاید قیامت قائم ہو گئی ہے۔ جب دنیا کو اپنی حالت پر دیکھا تو اس آواز کو نفسیاتی خیال سمجھ کر پھر آرام کے لئے لیٹ گئے۔

دوسری رات کو ہاتف نے پھر آواز دی۔

"اے معاذ! تجھے کیسے آرام حاصل ہوتا ہے حالانکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے۔"

یہ سنا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بستر سے اچھل کر کھڑے ہو گئے اور اونچی آواز سے آہ و زاری کرتے تھے۔ وامحمداہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے تھے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے۔ الغرض اس قدر فریاد و فغاں کی کہ عورتیں اور مرد بیدار ہو کر گھروں سے باہر نکل آئے اور ان کے گرد جمع ہو گئے۔ نالہ و زاری اور سوگواری کے طریق میں ان سے موافقت کی۔

Marfat.com

جب آفتاب عالمتاب نے مطلع سے سر نکالا تو حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔ جب مدینہ منورہ سے ابھی فاصلے پر تھے تو ایک رات آواز سنی۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ معاذ کو خبر پہنچادے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شربت وصل پی کر دوستاں کی صحبت سے مفارقت اختیار کی ہے۔"

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی۔

"اے پکارنے والے تو کون ہے اور اس تاریک رات میں یہ وحشت ناک خبر دیتا ہے۔"

جواب ملا۔

"میں عمار بن یاسر ہوں جو یمن کی طرف جا رہا ہوں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے پاس اس مضمون کا ایک خط ہے۔"

جب حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا یقین ہو گیا تو آہ و زاری کرنے اور عالم اضطراب میں دھاڑیں مارنے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا۔

"اے عمار! تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کی قسم! اصحاب کو تو نے کس حال میں چھوڑا۔"

انہوں نے جواب دیا۔

"ایسے گلہ کی مانند جس کا کوئی چرواہا نہ ہو۔"

اس کے بعد حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وا محمداہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہوئے مدینہ کے نواح میں پہنچے۔ ایک بوڑھی عورت اس علاقہ میں بھیڑیں چرا رہی تھی۔ اس نے حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ورد کو سنا تو کہا۔

"اے اللہ کے بندے! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا لیکن میں نے ان کی بیٹی کو دیکھا ہے کہ اپنے والد گرامی کی وفات پر روتی تھی اور کہتی تھی۔

"یا ابتاہ! آسمان سے خیر منقطع ہو گئی۔"

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سنا تو شور فراق اور آتش اشتیاق جو ان کے سینہ میں مشتعل تھی بھڑک اٹھی اور آنسوؤں کے قطرات آبدار مرجان کے موتیوں کو خونباز آنکھوں سے صفحات رخسار پر بہاتے تھے۔

Marfat.com

رات کے وقت جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در اقدس پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی۔

"اس رات میں بیواؤں کے غم کدہ کا دروازہ کون کھٹکھٹاتا ہے۔"

عرض کیا۔

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم معاذ بن جبل ہوں۔"

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لونڈی سے کہا تو اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آئے۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں سلام پیش کیا اور عرض کی۔

"یا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا! مجھے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کی کیفیت سے آگاہ فرمائیے۔"

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کی روح کی غذا، آنکھوں کا نور اور قلب کا سرور محبوب کا دیدار ہے اور جب اسے یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب نہیں ہوتی تو اس کی زندگی خزاں رسیدہ اور دنیا اجاڑ و ویران ہو جاتی ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتے تھے۔ ان کا کام تھا کہ جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے آتش شوق بجھائیں۔ ایک موقع پر انہوں نے بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا اظہار کیا اور عرض کی۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ جمال میری جان کا سرمایہ راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں تو دل خوشی و انبساط سے لبریز ہو کر جھوم اٹھتا ہے۔"

محب کے لئے وہ لمحہ بڑا پریشان کن اور باعث تشویش ہوتا ہے جب حلقہ عشاق سے محبوب اچانک اٹھ کر چلا جائے۔ اور پھر دیر تک نہ لوٹے تو محبین کے دل و دماغ کے پاتال پر طرح طرح کے وساوس ابھرنے لگتے ہیں۔

ایک روز عاشقان رسول اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپس آنے میں

Marfat.com

دیر کر دی۔ سب گھبرا گئے کہ کہیں ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ سب سے زیادہ گھبراہٹ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طاری تھی۔ لہٰذا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ حتیٰ کہ بنی نجار کے ایک باغ میں پہنچے اور اس کا دروازہ ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب اس کا دروازہ نہ ملا تو ایک چھوٹی سی نالی پر نظر پڑی جو کہ باغ میں جاتی تھی۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکڑ کر اس نالی کے ذریعے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا ابوہریرہ ہے۔"

انہوں نے عرض کیا۔

"جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کیا بات ہے۔"

عرض کیا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے کہ اٹھ کھڑے ہوئے اور واپسی میں دیر لگائی۔ ہم گھبرا گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ پس ہم سب لوگ پریشانی کی حالت میں اٹھے اور سب سے پہلے میں ہی پریشان ہونے والا تھا۔ میں اس دیوار کے قریب پہنچا اور لومڑی کی طرح سکڑ کر اندر داخل ہوا۔ باقی حضرات سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اعظم وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے پیچھے ہی ہیں۔"

محب کو محبوب سے ایک لمحہ کی جدائی بھی بڑی ناگوار و مشکل وہ گراں معلوم ہوتی ہے چہ جائیکہ وہ سرائے دنیا سے کوچ کر کے آخرت کی راہوں پر چلا گیا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہر محب و عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ناقابل بیان تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق نے اس کا کر دیا تھا۔

صاحبزادہ حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض اوقات ان راستوں پر کھڑے ہو جاتے جو دیہاتوں سے شہر مدینہ منورہ آتے تھے۔ جب وہ کسی دیہاتی کو پا لیتے تو اس سے دریافت کرتے۔

"کیا تو نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔"

اگر وہ ہاں میں جواب دیتا تو اسے جانے دیتے اور اگر اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

Marfat.com

کا شرف نہ پایا ہوتا تو اسے کہتے۔

"آ میں تجھے محسن انسانیت' باعث تخلیق کائنات' رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و شمائل سناتا ہوں۔"

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے اور آخر میں فرماتے۔

"میرے والدین فدا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد میں نے نہیں دیکھی۔"

اور اس طرح وہ اپنے قلب محزون کو تسکین فراہم کرتے تھے۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اگر پسند فرماتے تو کوہ احد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونا بن کر چلتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر اختیار فرمایا۔ کئی کئی روز محل سرائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کھانا پکانے کے لئے آگ روشن نہیں ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے چپاتیاں آئیں تو انہیں دیکھ کر رو پڑے۔ وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

"میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی نہیں دیکھی۔"

محبوب کے آثار و ذریت بھی محب کے لئے محبت کی روشنی کا مینار ہوتے ہیں جن سے وہ سکینہ و برکت حاصل کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔

"وہ جگہ دکھائیں جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا۔"

انہوں نے بتایا تو حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آثار و ذریت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے برکت حاصل کرنے کے لئے اسے بوسہ دیا۔

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منور تشریف لائے تو ہر انصار کی قلبی تمنا تھی کہ رحمتہ العالمینی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماہ تاباں اس کے گھر میں طلوع ہو اور اسے خدمت اقدس کا موقعہ ملے۔ ناقہ جس پر شاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے وہ معمور من جانب اللہ تھی کہ از خود جس کے گھر کے سامنے جا کر رک جائے گی اسے شرف مہمانی محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوگا۔

Marfat.com

ناقہ مستانہ وار چلی جا رہی تھی۔ جب وہ کسی گھر کے سامنے پہنچتی تو صاحب خانہ کا دل دھڑکنے لگتا اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمانی کا موقعہ اسے ملے اور جب وہ اس کے گھر سے آگے چلی جاتی تو وہ غم کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا۔ خوشی کا تصور ملیامیٹ ہو جاتا اور اس کی آنکھیں نم آلود ہو جاتی تھیں۔ چلتے چلتے ناقہ ایک مکان کے سامنے رک گئی۔ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حسرت سے اس مکان کو دیکھنے لگے۔ یہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش گاہ تھی۔ ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ خوشی کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ وہ روئے زمین پر خود کو سب سے زیادہ خوش بخت تصور کرتے تھے۔ انہوں نے بصد ادب و محبت بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بالائی منزل پر تشریف لے چلیں۔"

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نچلی منزل میں قیام فرمانا پسند کیا تاکہ ملاقاتیوں کو آسانی ہو۔

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شبانہ روز عاشقانہ جان نثاری کا مظاہرہ کرتے رہے۔ رات میاں بیوی بالائی منزل کے ایک کونے میں بسر کرتے اس خوف سے کہ کہیں ان کی حرکت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ ہو۔

ایک دن اتفاقاً پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا' چھت معمولی تھی۔ اس اندیشہ سے کہ کہیں پانی ٹپک کر نچلی منزل میں نہ چلا جائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تکلیف نہ ہو گھبرا گئے۔ گھر میں میاں بیوی کے لئے صرف ایک ہی لحاف تھا۔ انہوں نے لحاف پانی پر ڈال دیا تاکہ سارا پانی اس میں جذب ہو جائے۔ لحاف گیلا ہو گیا۔ میاں بیوی نے رات بھر سردی کھائی لیکن محبت و عشق نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرہ برابر تکلیف پہنچے۔

ایک دن حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصد ادب و نیاز گزارش کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس چھت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں وہاں اوپر نہیں رہ سکتا۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ اپنے اس عاشق صادق کے ہاں فروکش رہے۔ بڑے اہتمام سے کھانا تیار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما لیتے تو پس خوردہ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ تبرکاً" کھاتے تھے بلکہ غایت محبت و عقیدت کے باعث کھانے میں جہاں ان کے آقا و مولا صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے نشانات ہوتے وہیں وہ بھی انگلیاں ڈالتے تھے۔

محبت بڑی دور رس ہوتی ہے۔ اسے الہام ہو جاتا ہے کہ محبوب کے لئے کس وقت کیا خدمت سرانجام دینی ہے۔

غزوۂ خیبر میں حضرت سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا والد' چچا' بھائی' شوہر اور دوسرے قریبی رشتہ دار واصل جہنم ہو گئے تھے۔ اس زخم خوردہ عورت کی طرف سے انتقامی جذبے کے تحت کسی قسم کی خطرناک کاروائی کا ارتکاب خلاف قیاس نہیں تھا۔ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ برہنہ تلوار ہاتھ میں لے کر اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے قریب پہرے پر کھڑے ہو گئے اور ساری رات جاگ کر گزاری دی۔ صبح کو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیمے کے پاس دیکھا تو فرمایا۔

"تم یہاں کیسے؟"

انہوں نے محبت و عقیدت کے نورانی جذبات سے سرشار ہو کر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں۔ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ چچا اور شوہر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرا دیا۔ اس لئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں اس کی طرف سے بے خوف نہ تھا۔ چنانچہ پہرے پر کھڑا ہو گیا کہ اگر اس کی طرف سے کسی قسم کی ناپسندیدہ حرکت کا شبہ ہو تو میں فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤں۔"

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثار رفیق کی بات سن کر مسکرا دیئے اور انہیں دعا دیتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا۔

"اے اللہ! جس طرح ابو ایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے میری حفاظت کی ہے تو بھی اسی طرح ان کی حفاظت فرما۔"

محب محبوب کی خدمت میں ہر وقت چوکس رہتا ہے تاکہ اس کے محبوب کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا و مروہ کے درمیان سعی فرما رہے تھے کہ کسی پرندے کا پر گرا۔ اس سے قبل کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پر گرے حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فی الفور پکڑ لیا۔ اس پر آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ! تجھ سے ہر وہ شے دور کر دے جو تجھے ناپسند ہو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل گرفتہ و ملول و اداس تھا۔ اگر کوئی جائے سکون تھی تو وہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس تھا۔ ایک روز حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور مزار پاک پر اپنے رخسار رکھ دیئے۔ مروان نے دیکھا تو کہا۔

"کچھ خبر ہے یہ کیا کرتے ہو۔"

سنا تو فرمایا۔

"میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہوں۔"

حضرت سیدنا ابو الہیثم بن التیہان الانصاری رضی اللہ عنہ

جب محبوب اچانک اپنے کسی محب کے گھر آجائے تو سارے جہان کی خوشیاں اور راحتیں سمٹ کر اس کے آنگن میں آجاتی ہیں۔ کیف و سرور کے عالم میں اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے اور جب تک محبوب وہاں قیام کرتا ہے محب دیوانہ وار اس پر اپنی محبتیں نچھاور کرتا رہتا ہے۔ اور خدمت و ادب میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے صحابی حضرت ابوالہشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ان کی اہلیہ محترمہ نے بتایا کہ پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آئے تو دیکھا کہ ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب تشریف فرما ہیں۔ محبت و خوشی کی انتہا نہ تھی۔ قدموں کے ساتھ لپٹ گئے۔ بار بار کہتے۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔"

اور اپنے سینے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے لگایا اور برکتیں حاصل کیں اور کہا۔

"آج میرے معزز و مکرم مہمان سے بڑھ کر روئے کائنات پر کوئی کسی کا مہمان نہیں۔"

حضرت سیدنا ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ذی احتشام مہمانوں کو اپنے باغ میں لے گئے۔ چادر بچھا دی اور اجازت لے کر کھجوروں کے خوشے توڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پیش کئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"فقط پکی ہوئی کھجوریں ہی کیوں نہ لائے۔"

Marfat.com

محب نے عرض کی۔

"میری تمنا تھی کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے خود پسند فرمائیں۔"

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب کے آثار بھی محب کی محبت کو فروغ و جلا بخشتے ہیں اور وہ ان سے راحت و سکون حاصل کرتا ہے۔ وہ محبوب کی نشانی کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے اور ہجر و فراق کے زمانے میں یہ نشانیاں محب کے لئے گراں مایہ سرمایہ ہوتی ہیں۔ وہ ان آثار و نشانیوں کے پس منظر میں محبوب کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور بیتے دنوں کی یادیں اس کے وجود کے اندر پھول مہکا دیتی ہیں۔ محب کو اگر پتہ چل جائے کہ اس کے محبوب کی نشانی فلاں شخص کے پاس ہے تو وہ اس وقت تک بیتاب رہتا ہے جب تک کہ اسے حاصل نہ کر لے۔

حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ شاعر تھے۔ کو قصیدہ بانت سنانے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر ردائے مبارک عطا فرمائی۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ چادر مبارک حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تیس ہزار درہم کے عوض خرید لی محض اس لئے کہ انہیں آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ لہٰذا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک حاصل کر لی۔ اگر اس ردا مبارک کی قیمت زیادہ بھی طلب کی جاتی تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادا کر دیتے۔ کیونکہ محبوب کی نشانی انمول ہوتی ہے۔ یہی وہ چادر مبارک تھی جسے خلفاء عیدین کے روز اوڑھ کر نکلتے تھے۔

ایک بار حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت عالیہ میں آدمی بھیجا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اور موئے مبارک ارسال فرمائیں۔ بروایت مرجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ دونوں چیزیں میرے ذریعے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوائیں۔ حصول برکت کی خاطر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر مبارک کو اوڑھ لیا اور موئے مبارک کو پانی سے دھو کر اس پانی کو پی لیا اور بقیہ پانی اپنے جسم پر مل لیا اور اپنے جذبہ محبت و عشق و اشتیاق کو تسکین پہنچائی۔

جب محب کو کوئی شخص اس کے محبوب کے مشابہ دکھائی دیتا ہے تو وہ اسے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ بے حد احترام سے پیش آتا ہے کیونکہ اس میں اسے اپنے محبوب کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور مسعود میں بصرہ کے علاقہ میں ایک شخص کابس بن ربیعہ السامی البصری رہتے تھے۔ ان کی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گونہ صورتا مشابہت پائی جاتی تھی۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مذکورہ شخص کے متعلق علم ہوا تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جوش مارا۔ انہوں نے حاکم بصرہ عبداللہ بن عامر کو مکتوب ارسال کیا کہ کابس بن ربیعہ کو احترام کے ساتھ میرے طرف روانہ کر دیں۔

جب کابس بن ربیعہ آئے تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً تخت سے اٹھے۔ ان سے بغل گیر ہوئے' ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور مرغاب نامی علاقہ جو نہر مرو کے پاس تھا کی زمین ان کو عطا فرمائی۔

محب کو محبوب کی وجہ سے اس کے متعلقین سے بھی عقیدت و انس ہوتا ہے اور وہ ان سے نہایت مشفقانہ و مہربانہ رویہ روا رکھتا ہے۔ یہی تقاضائے محبت ہے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام ابراہیم حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شہر والوں سے ان کے احترام و تکریم کی بنا پر خراج معاف کر دیا اور اس طرح اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کا اظہار فرمایا۔

وقت کا دھارا تیزی سے بہتا رہا۔ گردش لیل و نہار نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر زندگی کے اختتام پذیر ہونے کا اعلان کر دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کرتہ مبارک' ناخن اور موئے مبارک بطور تبرک و نشانیاں موجود تھے جن کو زندگی بھر برکت کے لئے حرز جان بنائے رکھا۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عاشق صادق کو کرتہ مبارک مرحمت فرمایا تھا۔ جو انہوں نے اپنے وصال کے دن کے لئے محفوظ رکھ چھوڑا تھا۔ موئے مبارک کے بارے میں فرمایا۔

"ایک مرتبہ میں صفا کے مقام پر رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال مبارک کٹوانے کا ارادہ فرمایا۔ یہ خدمت میں نے سرانجام دی اور مشقص کے ساتھ بال مبارک کاٹے اور ان میں سے بال میں نے حاصل کیے۔"

اور پھر وصیت فرمائی۔

"جب میرا وصال ہو تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ مبارک میں مجھے کفنانا اور ناخن

Marfat.com

اور موئے مبارک جو شیشہ میں محفوظ ہیں میری آنکھوں اور منہ کے اندر بھر دینا۔ شاید اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی برکت سے میری مغفرت فرمائے۔"

لاریب محب آخر وقت میں بھی محبوب کی نشانی ساتھ رکھتا ہے۔ یہی تو دلیل محبت و عشق ہے۔

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوۂ احد میں ہر محب کی کوشش تھی کہ اس کے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اگرچہ وہ بڑی بے جگری سے برسرپیکار تھا لیکن دل و دماغ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا۔ دوران جنگ جب بڑا ہی نازک وقت آیا تو اس ہنگام اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں بڑی جراٴت مندی کے ساتھ کفار کی طرف بڑھتے رہے۔

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاتی باپ تھے بڑے مشہور قدر انداز تھے۔ انہوں نے اس غزوہ میں اس قدر تیر برسائے کہ دو تین کمانیں ان کے ہاتھ میں ٹوٹ کر رہ گئیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم تنہا ہیں تو دفاع کے لئے انہوں نے سپر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر اوٹ کر لی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی وار نہ آنے پائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گردن مبارک اٹھا کر غنیم کی فوج کی طرف دیکھتے تو حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی محبت اور والہانہ انداز میں عرض کرتے۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، گردن مبارک بڑھا کر نہ دیکھیں مبادا کوئی تیر لگ جائے۔ یہ میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔"

اسی دوران میں اور جانثاروں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دائرہ میں لے لیا۔ لیکن دشمنوں نے شدید حملہ کیا۔ حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنوں کی تلواروں کو ہاتھ پر روکا جس سے ان کا ایک ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔

محبت ایسی خوشبو اور روشنی ہے جو چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز سے از خود نمودار ہوتی رہتی ہے۔ جب حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں کوئی چیز آتی تو خود

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خرگوش پکڑ کر لائے۔ حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ذبح کیا اور ایک ران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیر لیکن پرخلوص نذر قبول کر لی۔

جب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے سفر فرما کر اپنے اللہ تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غم و الم کا اپنا رنگ اور اپنا انداز تھا۔ جب حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے اور مدینہ منورہ کی گلیاں سنسان دکھائی دیں تو کئی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح مدینہ منورہ کی سکونت ترک کر کے ملک شام چلے گئے۔ لیکن جدائی کے آلاؤ سینے میں ہر دم بھڑکتے رہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بہت ستاتی تو آستانہ نبوت کا رخ کرتے اور مہینوں کا سفر طے کر کے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور قلب و روح کی تسلی و راحت کا سامان حاصل کرتے تھے۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب نہیں چاہتا کہ وہ اپنے محبوب سے جدا ہو۔ بعض اوقات اس حقیقت کا اظہار زبان سے بھی ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آدمی کسی ایک جماعت سے محبت کرتا ہے لیکن اس جیسے اعمال کی طاقت نہیں رکھتا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ابوذر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم جس شخص سے محبت رکھتے ہو اسی کے ساتھ ہو۔"

عرض کیا۔

"میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔"

ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"تم یقیناً اسی کے ساتھ ہو جس سے محبت رکھتے ہو۔"

وقت گزرتا رہا' محبت پلتی رہی' عشق پروان چڑھتا رہا' زیارت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے مشام جان کو معطر کرتے رہے۔ ایک روز جب محبت نے جوش مارا تو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں قیام پذیر تھے۔

دریافت فرمایا۔

"اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تمہیں کیا چیز یہاں لائی۔"

عرض کیا۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔"

تھوڑی دیر کے بعد وقفے وقفے سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر' حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے۔ سب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

"تمہیں کیا چیز یہاں لائی۔"

سب نے یہی عرض کیا۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔"

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ ایک مقام پر رک کر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب تک میں نہ آؤں تم اسی جگہ رہنا۔"

یہ فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دور آگے بڑھ گئے۔ اسی اثنا میں حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجنبی آواز سنی۔ عاشق چونکہ بدگمان ہوتا ہے اس لئے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطرہ کا اندیشہ ہوا اور چاہا کہ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤں۔ مگر اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آ گیا لہٰذا رک گئے۔ محب کے لئے محبوب کے حکم کی تعمیل سب سے زیادہ مقدم ہوتی ہے اس لئے انہوں نے تعمیل حکم کو اپنے اس جذبہ پر ترجیح

Marfat.com

دی جو محبت کی وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اجنبی آواز سنتے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں۔

حضرت سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت کے انگنت رنگ ہیں۔ بسااوقات محب کو بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ کس رنگ میں ظاہر ہوگی اور جب وہ ظاہر ہوتی ہے تو پھر ایک عالم اس کا مشاہدہ کرتا اور عش عش کر اٹھتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر بہت بڑے بڑے بال تھے۔ ایک بار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد انہوں نے تاحیات نہ سر کے آگے کے بال کٹوائے اور نہ مانگ نکالی۔

ایک روز حضرت ابن مجریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"اے چچا! آپ اپنے بال کیوں نہیں کترواتے۔"

حضرت سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"میں ان بالوں کو کبھی نہ کترواؤں گا جن کو میرے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے مس کیا ہے اور ان میں برکت کی دعا دی ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کے لئے یہ ممکن نہیں کہ محبوب تو سفر اور گرمی کے شدائد برداشت کرے اور وہ اپنے گھر میں سکھ اور چین سے رہے۔ محب کی تو یہ شان ہے کہ وہ ہمیشہ ہی چاہتا ہے کہ محبوب کی تکالیف بھی اس پر وارد ہوں اور محبوب آرام سے رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک کو روانگی سخت گرمیوں کے زمانے میں ہوئی۔ ان دنوں حضرت سیدنا عبداللہ بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پر موجود نہ تھے۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ ان کی دونوں حسین و جمیل بیویوں نے اپنے اپنے کمروں کو ان کی پذیرائی کے لئے خوب سجایا ہوا ہے۔ خس کے پردوں کو بسار کر ان سے نہایت عمدہ فرش تیار کر رکھا ہے۔ چھڑکاؤ کا بندوبست بھی کر رکھا ہے۔ آرام و آسائش کی ان اشیاء کو دیکھ کر کہنے لگے۔

Marfat.com

"سبحان اللہ! یہ کہاں کا انصاف و محبت ہے کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آئندہ و گزشتہ گناہوں سے منزہ پیدا فرمایا قیامت کی اس تپش اور گرم ہوا کے جھکڑوں میں صحراؤں کی تپتی ریت میں کفار سے بغرض قتال محو سفر ہوں اور میں حسین عورتوں کی صحبت سے لطف اٹھاؤں' واللہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں ان کمروں میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک میں اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس مہم میں شامل ہو کر تلافی مافات نہ کرلوں۔"

چنانچہ زاد سفر لیا' اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور سوئے تبوک چل پڑے۔ جونہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبوک کے قریب پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک شترسوار کو دور سے دیکھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"وہ ابو خشیمہ ہو گا۔"

جب وہ نزدیک پہنچے تو آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل درست نکلا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن خشیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر سارا واقعہ گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا۔

"اے ابو خشیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ تیرے لئے بہتر بات ہے کہ تو نے فانی ناز و نعمت کو اختیار نہ کیا اور تم رضائے الٰہی میں کھو گئے جو تیرے لئے بہتر ہے۔"

حضرت سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوہ احد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑی آزمائش و امتحان گاہ تھا۔ ہر محب جان کی بازی لگائے ہوئے تھا۔ اس کی انتہائی کوشش تھی کہ دشمن محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رہے اور اس کے لئے وہ جان کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے تھا۔

عتبہ بن ابی وقاص جو قریش کا مشہور بہادر تھا صفوں کو چیرتا ہوا آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر تلوار ماری جس سے مغفر کی دو کڑیاں پیوست ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرف سے حصار میں لے لیا۔ حضرت سیدنا ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو تڑپ اٹھے۔ وہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھک کر سینہ سپر ہو گئے۔ جو تیر آتا تھا اسے پشت پر روکتے تھے حتیٰ کہ تیر لگنے سے ان کی پشت چھلنی ہو گئی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ابن عبداللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے مقابل محب کو تمام خونی رشتے بے معنی اور کھوکھلے نظر آتے ہیں اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر محب بذات خود ان خونی رشتوں کا قلع قمع کرنے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے میں سرمو ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔

مریسیع کے معرکہ میں مال غنیمت کے لالچ میں بہت سے منافقین بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ ایک دن چشمہ سے پانی لینے میں ایک مہاجر اور انصاری میں جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے اپنی اپنی جماعت کو آواز دی۔ تلواریں نیاموں سے باہر آ گئیں۔ چند آدمیوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو بھڑکانے کا موقعہ مل گیا اس نے انصار سے کہا۔

"تم نے یہ بلا خود مول لی ہے۔ مہاجرین کو تم نے اتنا سر پر چڑھا دیا ہے کہ اب وہ تمہارے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اب بھی تم ان کی دستگیری چھوڑ دو تو یہاں سے چلے جائیں گے۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو وہ غصہ سے بیتاب ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

"اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔"

عبداللہ بن ابی امیر المنافقین کے لڑکے مسلمان ہو چکے تھے۔ انہیں اطلاع ملی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں آ کر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا جانتی ہے کہ میں اپنے والد کا کتنا اطاعت گزار ہوں۔ لیکن اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرضی ہے تو مجھے حکم دیں میں جا کر ان کا سر کاٹ لاتا ہوں۔"

حضرت سیدنا ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کسی لمحے بھی محبوب کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت اسی کے خیالوں میں مگن رہتا ہے اور اگر کسی خاص موقع پر محبوب سے ملاقات ہوئی ہو تو یہ دورانیہ صدیوں پر بھاری ہوتا ہے

Marfat.com

اور اس کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے انہماک سے حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاوت قرآن اور اسلام کی تفسیر کرتے ہوئے سن رہے تھے۔ اس دوران میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو حضرت سیدنا ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دیدار چمک اٹھتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کے لئے بے چین ہو جاتے تھے۔ ایک بار حضرت سیدنا ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا کس قدر شوق ہے کب سال جائے گا اور موسم حج آئے گا اور ہم اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔"

حضرت سیدنا انس ابن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب محب کو یہ علم ہو کہ اس کا محبوب اب ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گیا ہے تو پھر محب بھی زندہ رہنا پسند نہیں کرتا کیونکہ اس کی زندگی محبوب سے وابستہ ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت انس ابن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شریک تھے۔ جب ان تک یہ خبر پہنچی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو دشمن کی صفوں میں گھس گئے یہ سوچ کر کہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے اور اسی (۸۰) سے زیادہ زخم کھا کر شہید ہوئے۔

حضرت سیدنا ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب محبت کے سمندر میں طوفان آتا ہے تو پھر محب کو کسی بات کا ہوش نہیں رہتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

ایک بار حضرت سیدنا ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور دیوانہ وار رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں، سر اقدس اور

Marfat.com

پاؤں کو بوسہ دیا۔

حضرت سیدنا ابوالدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قربانی اور ایثار کا دوسرا نام محبت ہے۔ جب محبوب کوئی چیز طلب کرے تو محب کل متاع لا کر حاضر کر دیتا ہے اور اس میں اسے جو راحت و انبساط میسر آتا ہے زبان اس کے اظہار سے قاصر ہے۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ ولہ اجر کریم ○ (سورۃ الحدید آیت ۱۱)

(ترجمہ) یعنی کون ہے جو (اپنا مال) اللہ تعالیٰ کو (بطور) قرض حسنہ دے اور اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دے اس کے مال کو اس کے لئے (اس کے علاوہ) اسے شاندار اجر بھی ملے گا۔

تو حضرت سیدنا ابوالدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے۔"

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہاں"

وہ بولے۔

"اپنا دست مبارک مجھے دکھائیے۔"

اور پھر انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر گزارش کی۔

"میں نے اپنا یہ باغ اللہ تبارک وتعالیٰ کو قرض دیا۔"

اس باغ میں چھ صد کھجور کے درخت تھے۔ ان کی بیوی اور بچے اس میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت سیدنا ابوالدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کرنے کے بعد باغ کی طرف آئے اور باہر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی۔

"اے دحداح کی ماں!"

Marfat.com

"لبیک۔"

اس نے جواب دیا۔ فرمایا۔

"اس باغ سے بال بچے لے کر نکل آؤ۔ میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔"

اس نیک بخت بیوی نے جب یہ سنا تو پکار اٹھیں۔

"اے دحداح کے باپ! تم نے بڑا نفع والا سودا کیا ہے۔"

اور خود بھی باہر نکل آئیں اور اپنے بال بچوں اور ساز و سامان کو وہاں سے نکال دیا۔

حضرت سیدنا ابوطیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غلبہ محبت و عشق میں جب کوئی خلاف عقل و شرع عمل ظہور پذیر ہوتا ہے تو اس میں محب محض معذور و بے اختیار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس پر مواخذہ نہیں ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوطیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگھی لگائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پی لیا۔ حالانکہ شریعت میں خون کا پینا منع ہے۔ مگر اس نے ایسا غلبہ محبت میں کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معذور قرار دیا اور ارشاد فرمایا۔

"تو نے آگ سے بچنے کے لئے ایک باڑ بنالی ہے یعنی دوزخ سے بچ گیا ہے۔"

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کو محبوب کی ہر ادا، نین نقش، ملبوس وغیرہ سب پیارے لگتے ہیں اور جب وہ اپنے محبوب کا کسی سے تذکرہ کرتا ہے تو اس کا ایک ایک لفظ عشق کے نورانی پانی میں دھلا ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اپنی جان و مال سے زیادہ تھی۔ اس کا اثر ہر بات سے نمایاں تھا۔ جب وہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے تو ہر لفظ محبت و عشق کے آب حیات میں ڈوبا ہوا نکلتا۔ فرماتے۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سے خوبصورت تھے۔ میں نے سرخ چادر اوڑھے دیکھا تھا جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھلتی تھی کسی پر نہ پھلتی تھی۔"

Marfat.com

حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت سراسر ادب ہے اور یہی محبت کی روح رواں ہے۔ اور محبوب کی ہر چیز قابل احترام ہوتی ہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی گھر میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ تمام کمرہ بھرا ہوا تھا۔ کوئی جگہ خالی نہ تھی۔ اتنے میں حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ اندر جگہ نہ پاکر دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اپنی چادر مبارک اتار کر ان کی طرف پھینک دی کہ بیٹھ جائیں۔ حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر انور کو چہرے سے لگایا' چومتے ہوئے رونے لگے اور یہ کہتے ہوئے چادر مبارک واپس کر دی۔

"میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس کپڑے پر بیٹھنے کی جرات نہیں کر سکتا۔"

حضرت سیدنا حارث ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کے لئے وہ لمحہ زندگی و موت کا ہوتا ہے جب اسے اطلاع ملے کہ فلاں شخص اس کے محبوب کے درپے آزار ہے۔ پھر وہ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا اور محبوب کے دشمن سے ٹکرا کر سر کی بازی لگا دیتا ہے۔

حضرت سیدنا حارث ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیدائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب انہیں خبر ملی کہ کفار مکہ ان کے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے آزار ہیں تو یہ جانثار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سینہ سپر ہو کر تن تنہا دشمنوں کے مقابلہ پر نکل آئے اور مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہو کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے شہید اول کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔

حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب محبوب سے کوئی شے بچا کر نہیں رکھتا۔ درحقیقت محب کی تمام اشیاء اور اس کی جان

Marfat.com

مال محبوب کی امانت ہوتا ہے۔ اسی لئے بوقت ضرورت وہ ان کو محبوب کے حوالے کر دیتا ہے اور اس پر نثار ہو جاتا ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہی حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکانات تھے۔ جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاتون کو شرف زوجیت سے نوازتے تو وہ اپنا مکان خالی کر دیتے تھے۔ اس طرح انہوں نے یکے بعد دیگر تمام مکانات اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیئے تھے۔ ان میں چار مکان تو کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے اور پانچ مکان گارے اور کھجور کی شاخوں کے تھے۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شجر محبت بے حد تناور، گھنا، شیریں، لذیذ اور روح افزا مگر بے انتہا غیور ہوتا ہے جو ایک بار اس کے سائے میں بیٹھ جائے تو پھر تاحیات وہ اسے فراموش کر سکتا ہے نہ ہی اسے کسی اور سائے کی آرزو ہوتی ہے۔ اس سائے کی بدولت اسے بے پایاں انعام و اکرام عطا ہوتا ہے جس سے وہ مشکل ترین اوقات میں بھی نہ صرف لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ ان مشکلات کو دل و جان سے عزیز بھی رکھتا ہے۔ اور جو اس محبوب سائے کا گستاخ و بے ادب ہو تو وہ اس کی نظروں میں خار مغیلاں کی طرح کھٹکنے لگتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا آیا جسے اہل نجد میں تقسیم فرما دیا۔ اس پر قریش و انصار کو شکایت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ان کو تالیف قلب کے لئے دیا ہے۔"

یہ سنا تو ایک شخص بولا۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈریئے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر میں نافرمانی کرتا ہوں تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کون کرتا ہے۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس گستاخی پر سخت غصہ آیا اور اس شخص کی گردن اڑا دینے کی اجازت چاہی لیکن رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک دیا۔

Marfat.com

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نصف موئے مبارک حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور دوسرے نصف ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بخشے۔ ہر ایک کو ایک یا دو بال مبارک ملے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی پیشانی مبارک کے بال مجھے عنایت فرمائیں تاکہ میں اس سے تبرک حاصل کروں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرماتے ہوئے اپنی جبین اقدس کے بالوں کو انہیں عطا فرمایا۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ موئے مبارک اپنی ٹوپی میں رکھ لئے۔ ان مقدس بالوں کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے۔ محبت کی نظروں سے ان کی زیارت کرتے تھے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔ اس کے بعد جس دشمن پر حملہ کرتے مظفر و منصور ہوتے اور فتح و نصرت مسلمانوں کے قدم چومتی تھی۔ غنیم پر حضرت سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنتے ہی آدھی شکست طاری ہو جاتی تھی۔ اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ میں اترتے تو ہزیمت دشمنان اسلام کا مقدر بن جاتی اور وہ ہزاروں لاشیں چھوڑ کر دم دبا کر راہ فرار اختیار کرتے تھے۔

جنگ یرموک کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ نسطورہ نامی پہلوان سے ہو رہا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی زمین پر گر پڑی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسطورہ کے مقابلے کی بجائے ٹوپی کی طرف لپکے اور رفقاء کو بھی کہا۔

"اللہ تم پر رحم کرے میری ٹوپی مجھے دو۔"

اتنے میں بنی مخزوم کی قوم میں سے ایک آدمی نے ٹوپی پکڑا دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پہن کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ نسطورہ کو قتل کر دیا۔

جب جنگ ختم ہوئی تو اہل لشکر نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا۔

Marfat.com

"اتنے کڑے وقت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوپی کی طرف متوجہ کیوں ہوئے۔ اگر وہ اس وقت سر پر نہ بھی ہوتی تو اس سے کیا فرق پڑتا۔"

اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"تمہیں کیا معلوم کہ اس میں میرے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بال تھے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور یہ کافروں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔"

حضرت سیدنا خالد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کو محبوب اور محبوب کے حوالے سے اس کے محبین سے بھی پیار ہوتا ہے اور جب محبوب سے دائمی جدائی ہو جاتی ہے تو محب صادق ہر لمحہ اس کی یادوں میں مستغرق رہتا ہے اور نگاہوں میں بیتے زمانے کے حسین خدوخال بصورت آنسوؤں اور سسکیوں کے جلوہ گری کرنے لگتے ہیں۔

حضرت عبدۃ بنت حضرت سیدنا خالد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد محترم کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق میں گریہ و زاری کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتی ہیں۔

"حضرت سیدنا خالد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کام کاج سے فراغت کے بعد بستر پر سونے کے لئے دراز ہوتے تو وہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے شوق ملاقات کا اظہار کرتے اور ان کا نام لے لے کر ان کی یاد میں روتے اور کہتے۔

میرا سب کچھ وہی ہیں۔ وہ ہماری اصل و نسل ہیں۔ میرا دل انہی کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن ہجر و فراق کی گھڑیاں طویل ہوتی جا رہی ہیں۔"

اور پھر بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے۔

"اے میرے رب! میری روح کو جلدی قبض فرما لے تاکہ میں ان سے جا ملوں۔"

اور پھر وہ رونے لگتے اور آہ و زاری کرنے لگتے۔ انہی حسین یادوں میں محویت کے عالم میں سسکیاں لیتے لیتے آخرکار سو جاتے تھے۔

حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب کسی محب پر محبت و عشق کا غلبہ ہوتا ہے تو پھر وہ نہ صرف عالم بیداری میں اپنے محبوب کے لئے مضطرب و بیتاب ہوتا ہے بلکہ عالم رویاء میں بھی اسے محبوب دکھائی دیتا ہے اور اسی

Marfat.com

سے اس کی زندگی عبارت ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات ایک حسین خواب دیکھا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی چوم رہا ہوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طالب صادق کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ ارشاد فرمایا۔

"تم اپنے خواب کی تعبیر ابھی حاصل کرو۔"

ارشاد سنتے ہی یہ جانثار فرط محبت سے بے خود ہو گئے۔ والہانہ انداز میں آگے بڑھے اور عقیدت و محبت سے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو چومنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت سیدنا خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس چیز کو محبوب کا ہاتھ لگ جائے تو وہ قیمتی اور نادر ہو جاتی ہے اور محب کے لئے وہ بیش بہا سرمایہ ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک پیالہ مانگ لیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ اسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے۔

"وہ پیالہ لے آؤ تاکہ ہم اسے آب زمزم سے بھر لیں۔"

حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پیالہ حضرت سیدنا عمر فاورق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا کرتے تھے اور وہ اس میں آب زمزم بھر کر پیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کا دل محبوب کی قربت سے نہیں بھرتا اور وہ لمحہ بھر کے لئے بھی اس سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا۔ اس کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ زندگی بھر محبوب کے قدموں میں پڑا رہے اور محب کے لئے حقیقتاً زندگی کا یہی ماحصل ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ علی الصبح بستر خواب سے اٹھ کر سیدھے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں آجاتے تھے۔ بعض اوقات اتنا سویرا ہوتا کہ سحری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے حجرہ شریف میں بلا لیتے تھے۔

حضرت سیدنا زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ محب خود کو بے حد خوش طالع سمجھتا ہے جس کی زندگی کے آخری لحات اس کے محبوب کے قدموں کے بوسے پر اختتام پذیر ہوں۔

غزوہ احد میں جب مہر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجوم کفار نے گھیر لیا تو اس وقت سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا۔

"کون مجھ پر جان دیتا ہے۔"

حضرت سیدنا زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند انصاریوں کو لے کر یہ خدمت بجالانے کے لئے بڑھے۔ ہر ایک نے جانبازی سے لڑتے ہوئے اپنی جان فدا کر دی۔ مگر ایک زخم بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لگنے نہیں دیا۔

حضرت سیدنا زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخموں سے چور چور ہو کر دم توڑ رہے تھے۔ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔

"زیاد کا لاشہ میرے قریب لاؤ۔"

لوگ اٹھا کر لائے۔ ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی کہ حضرت سیدنا زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین پر گھسٹ کر اپنا منہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر رکھ دیا۔ آخری بوسہ دیا اور اسی حالت میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب جو نام بھی محب کا رکھ دیتا ہے تو پھر وہی اسے سب سے زیادہ عزیز و پیارا لگنے لگتا ہے اور وہ اسی نام سے خود کو پکارا جانا پسند کرتا ہے۔

حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے

Marfat.com

تھے۔ ایک شخص جو تھک گیا تھا اس نے اپنا سامان بھی ان کے کندھے پر رکھ دیا۔ یہ پہلے ہی بہت زیادہ سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو مزاح کے طور پر فرمایا۔

"تم تو سفینہ ہو۔"

یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ لوگ اصل نام کو بھول گئے۔ اگر کوئی پوچھتا۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے۔"

تو نہ بتاتے کہ سفینہ ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے۔ اور کہتے۔

"اس نام کو ہرگز کبھی نہ بدلوں گا۔"

لاریب محبوب کی پسند محب کی پسند ہوتی ہے۔ یہی تو محبت ہے۔

حضرت سیدنا سوادۃ بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت اظہار کے لئے نت نئے بہانے تلاش کرتی رہتی ہے تاکہ محبوب کا قرب نصیب ہو اور جب وہ اس مقصد وحید میں کامیاب ہو جاتی ہے تو اسے سکون میسر آجاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا سوادۃ بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر کو زرد رنگ کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں چھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیٹ پر چھڑی لگائی اور فرمایا۔

"میں نے اس کام سے منع نہیں کیا"

عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قصاص چاہتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے سمجھایا کہ ایسا کرنا مناسب نہیں۔ لیکن وہ نہ مانے۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا اور ارشاد فرمایا۔

"قصاص لے لو۔"

پس حضرت سوادۃ بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر محبت و عشق میں ڈوبے انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن مبارک کا بوسہ لے لیا۔

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب کی خاطر محب کی راہ میں کوہ و دمن اور بحور و لق و دق ریگستانوں کی پرکاہ جتنی بھی وقعت نہیں۔ اسے تو بس محبوب کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مسلمانوں کو ابوسفیان کے تجارت سے واپس آنے کی اطلاع ملی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کرنے لگے۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو ہم سمندروں میں کود جائیں اور اگر ارشاد ہو تو ہم مقام برک غماد تک اپنی سواریوں کو دوڑا دوڑا کران کے جگر خشک کردیں تو ہم ایسا بھی کرنے کے لئے حاضر ہیں۔"

یہ جذبہ و محبت میں ڈوبی عرض سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب لوگوں کو بلایا اور چلتے چلتے بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔

حضرت سیدنا طلحہ ابن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب محبوب سامنے ہو تو محب فراوانی جذبۂ محبت و عشق سے مدہوش ہو جاتا ہے۔ اس کی حرکات و سکنات دیوانگی اختیار کرلیتی ہیں۔ اسے خود پر ضبط کا یارا نہیں رہتا۔ وہ محبوب کے حکم کی تعمیل میں ہمہ وقت آمادہ و تیار رہتا ہے۔

حضرت امام بغوی و حضرت امام طبرانی بروایت حضرت سیدنا حسین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جب تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منور تشریف لائے تو حضرت سیدنا طلحہ ابن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت وہ نوجوان کمسن تھے۔ شرف ملاقات پاتے ہی اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے چمٹ گئے۔ ہاتھوں اور قدموں کو چومنے لگے اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے جو چاہے حکم دیں میں کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت خوش ہوئے اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"جاؤ اپنے کافر باپ کو قتل کردو۔"

اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنا تو اسی وقت قسم اٹھا کر باپ کے قتل کے ارادے سے روانہ ہوئے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس بلالیا اور فرمایا۔

"میں صلہ رحمی کے لئے آیا ہوں قطع قرابت کے لئے نہیں۔ باپ کے قتل کا حکم میں نے محض امتحاناً

Marfat.com

دیا تھا۔"

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت و عشق کے ہزاروں رنگ اور روپ ہوتے ہیں اور محب پر کسی وقت بھی کوئی رنگ غالب آسکتا ہے اور پھر وہ سدا کے لئے اس رنگ میں رنگ جاتا ہے۔

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت و عقیدت اور ادب ملحوظ خاطر تھا کہ جس ہاتھ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اس ہاتھ کو پھر عمر بھر مقام بول کو مس نہیں کیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت رب جلیل کا عطیہ عظیم ہے۔ یہ نعمت جس کو میسر آجاتی ہے تو اس کی دنیا و آخرت میں بہاریں رقص کرنے لگتی ہیں۔ محبوب کے علاوہ اس کا ہر شے سے رشتہ و ناطہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جہاں جہاں محبوب نے نشست کی ہو' آرام کیا ہو' جن راستوں پر چلا ہو۔ جہاں کوئی عمل کیا ہو' وہ سب مقامات اس کے لئے قابل عزت و احترام و ادب و زیارت اور باعث فروغ محبت و عشق ہوتے ہیں۔ وہ جب ذکر محبوب سنتا ہے تو اس کے دل کے کنول کھل اٹھتے ہیں۔ اس کی ہر تکلیف و درد کا مداوا محبوب کا اسم مبارک ہوتا ہے اور جب محبوب اس دنیا سے پردہ کر جاتا ہے تو پھر محب کے لئے ہر نوع کی دنیاوی آسائش و آرام کا تصور تک عنقا ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے بارے میں حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے جاتے اور اپنا ہاتھ منبر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست گاہ پر رکھتے اور پھر فرط محبت سے اس کو بوسہ دے کر اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ ان کا پاؤں سن ہو گیا۔ انہوں نے کہا۔

"اس مقام پر اس کے پٹھے جمع ہیں۔"

میں نے کہا۔

"آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب ہے اسے پکاریئے۔"

Marfat.com

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔
"یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"
اور پھر اسے خود ہی کھول دیا۔ وہ بالکل ٹھیک تھے۔

جب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا۔ زندگی بے رنگ و کیف ہو گئی۔ اس کی بعد انہوں نے نہ کوئی مکان بنایا اور نہ باغ لگایا۔ صرف اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو سینے سے لگائے رکھا جو ان کا سرمایہ حیات تھی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک آتا تو بے اختیار رو پڑتے تھے اور جب کبھی سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر محبت بھرا سلام کہتے تھے۔ اور جب کبھی اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس کے قریب سے گزرتے تو اپنی آنکھیں بند کر لیتے تھے۔

اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار ہی تھے جو باعث تسکین قلب محزوں تھے لہٰذا ان کے اتباع کا بھی از حد خیال رکھتے تھے۔ بقول زبیر بن بکار وہ ہر اس مسجد میں جس میں ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ہوتی وہاں حضور اکرم کے نقوش پا کی چھان بین کرتے اور ہر وہ راستہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تھا اپنی اونٹنی کو روک کر اس میں فکر و تامل کرتے تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔
"میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہیں خدا نخواستہ میری اونٹنی کے کھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مبارک کے کھروں کے بعض نشانات کے اوپر نہ پڑ جائیں۔

جب حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر پر جاتے تو اسی جگہ راستہ میں قیام فرماتے جہاں ان کے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما ہوئے تھے۔ اور جس جس مقام پر نماز ادا فرمائی ہوتی وہاں نماز ادا فرماتے اور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھی اسی جگہ پر اپنی اونٹنی بٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا تھا۔ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتے اور اس کو ہمیشہ پانی دیتے تاکہ وہ درخت جس سے ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنواز یاد وابستہ ہے سدا سر سبز و شاداب رہے۔ اور بطور تبرک اپنے محبوب و آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں پانی نوش کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے جا رہے تھے کہ حج

Marfat.com

کے راستہ میں ایک مقام پر اپنی اونٹنی کو چکر دیا۔

کسی نے پوچھا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

فرمایا۔

"وجہ تو میں نہیں جانتا مگر میں نے اس مقام پر اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے' تو میں نے بھی وہی کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کے لئے محبوب سے ہمیشہ کے لئے جدائی ناقابل برداشت ہوتی ہے اور بعض اوقات اس کے لئے یہ صدمہ جانکاہ ثابت ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سان و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایک روز ان کا محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب کو کوہ غم کے نیچے دبا کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں گے۔ انہوں نے زخم زخم قلب و روح کے ساتھ فرقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مرثیہ کہا جس کے ایک ایک شعر سے ان کی دلی کیفیت اجاگر ہے جس میں تڑپ ہے' درد ہے' اضطراب ہے۔ مرثیہ کا ترجمہ یہ ہے۔

- ✯ میری رات دراز ہو گئی اور مجھے مصائب شدیدہ و حوادث عظیمہ جو بلیات کے جامع تھے پیش آئے۔
- ✯ موت کی خبر دینے والے نے صبح کو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر دی تھی جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔
- ✯ اپنے آپ کو قتل کر ڈالنے سے اگر کسی مرنے والے کی زندگی واپس آسکتی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالتا۔ لیکن موت کو کوئی دفع کرنے والا دفع نہیں کر سکتا۔
- ✯ میں نے قسم کھالی تھی کہ کسی مرنے والے شخص کی موت پر اس کی مدح و ثنا نہ کروں گا جب تک کہ کوہ ثبیر و کوہ فارع سربلند ہیں۔
- ✯ لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روؤں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حادثے کے پیچھے پیچھے رہوں گا۔ درحقیقت مجھے اللہ تعالیٰ ہی کی جناب میں واپس جانا ہے۔
- ✯ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور انبیاء علیہم السلام کی روحیں بھی قبض کیں' قوم عاد پر بھی مصیبت نازل ہوئی اور قوم تبع پر بھی۔

Marfat.com

- ⭐ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کون ہمارا انتظام کرے گا۔ اور کیا قریش میں کوئی ایسا امام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کر سکے۔
- ⭐ قریش میں تین ہیں کہ وہی اس امر میں عنان اقتدار رکھتے ہیں۔ اور کام بنانے والا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔
- ⭐ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اس کے لئے موزوں ہوں گے۔ ان تینوں کے بعد چوتھا کوئی نہیں۔
- ⭐ اگر ہم میں سے کسی کہنے والے نے ان کے علاوہ کچھ کہا۔ تو ہم اس کو نہ مانیں گے۔ اور کہیں گے کہ دیکھنے والا سننے والا اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔
- ⭐ کیا اچھا ہو کہ قریش اپنا معاملہ انہیں میں سے کسی کے سپرد کر دیں کیونکہ صحیح بات ہی لوگوں کے حق میں مفید ہوتی ہے۔
- ⭐ اس میں ایک ساعت بھی دیر نہ کرو اس لئے کہ جب اس کا استقرار ہو گیا تو لالچ اور طمع اس کی آرزو نہ کر سکیں۔

دن گزرتے رہے، غم فراق محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اندر سے گھولنا شروع کر دیا۔ اور جب یہ غم برداشت نہ ہو سکا تو ان کا کلیجہ پھٹ گیا اور اسی صدمہ سے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے عدم کی راہ لی۔

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب پر محبوب کے حسن و جمال کا اس قدر رعب و دبدبہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا۔

جب حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دم واپسیں آیا تو اپنے لخت جگر کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اے میرے بیٹے! مجھے کوئی شخص بھی رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب اور پیارا نہیں تھا۔ اور نہ ہی میری نظروں میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا تھا۔ جلالت و ہیبت میں بھی کوئی میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار کے باعث میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا تھا کہ آنکھیں بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکوں۔ یہاں تک کہ اگر مجھے کہا جائے کہ ذرا اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کے بارے میں بیان کریں تو میں بتا نہیں سکتا کیونکہ میں نے نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی نہیں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب کی عطا سے محب کسی صورت میں بھی دست کش ہونے پر آمادہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کے لئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور اس کے لوح دل پر ہر وہ واقعہ رقم ہوتا ہے جس سے اس کے محبوب کی خوشگوار یا سوہان روح یادیں وابستہ ہوں۔

راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام کی ابتداء دائیں ہاتھ سے فرماتے تھے۔ ایک روز حضرت سیدہ میمونہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں دائیں جانب حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں جانب حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا دودھ لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے کر حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

"حق تو تمہارا ہے اگر ایثار کرو تو خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دے سکتے ہو۔"

سنا تو عرض کیا۔

"میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھوٹا کسی کو نہیں دے سکتا۔"

حضرت سعید بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ جو تابعی تھے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"پنج شنبہ کا دن۔ کون پنج شنبہ۔"

اتنا کہنے پائے تھے کہ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ سامنے پڑے ہوئے سنگریزے ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ جب اس کی وجہ پوچھی۔

"ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پنج شنبہ کے دن میں کیا ایسی بات ہے۔"

تو عالم بے قراری میں گویا ہوئے۔

"اسی دن میرے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے شدت پکڑی تھی۔"

اور جب کبھی انہیں جمعرات کا دن یاد آجاتا تو بے حد مضطرب ہو جاتے تھے۔ بے اختیار ان کی لبوں سے نکلتا۔

"ہائے جمعرات کا دن"

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجتہ الوداع کہنے کو مکروہ جانتے تھے، مگر اس کی وجہ بیان نہ فرمائی۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وداع و

Marfat.com

رخصت فرما جانا یاد آجاتا تھا اور یہ یاد حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے انتہائی درد و الم کا باعث تھی۔ دراصل یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کی باتیں تھیں۔ کوئی بھی محب اپنے محبوب کی جدائی اور ان لمحات کو یاد کر کے کانپ اٹھتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت کی رہنما خود محبت ہوتی ہے لہٰذا محب ہمیشہ محبت کی راہ پر گامزن رہتا ہے اور وہ محبت سے جو بھی عمل کرتا ہے وہ محبوب کی نظر میں پسندیدہ ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے۔ ان سے نکلا ہوا خون ایک برتن میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔

"زبیر! اس کو کہیں باہر دفن کر آؤ۔"

چنانچہ وہ برتن باہر لے گئے اور سوچنے لگے کہ اس خون کو کہاں دفن کروں۔ اندر سے محبت نے آواز دی۔

"اسے تبرک سمجھ کر پی لو۔ ایسا موقع پھر کبھی نہ آئے گا۔"

انہوں نے آوازہ محبت و عشق پر لبیک کہا۔ خون کو آبِ شیریں کی طرح پیا اور واپس بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

"خون کا کیا کیا۔"

انہوں نے عرض کیا۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو ایسی جگہ چھپا دیا ہے جسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

یہ سماعت فرمایا تو کہا۔

"شاید تم نے اسے پی لیا ہے۔"

"جی ہاں۔"

حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اس کی وجہ سے لوگ تمہارا دبدبہ مانیں گے۔ لوگوں پر تم کو غلبہ اور برتری حاصل رہے گی اور جہنم کی آگ تمہارے جسم کو نہیں جلا سکتی۔"

چنانچہ لوگوں نے دیکھا اور تاریخ اس کی گواہ ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طاقت و قوت اسی کی بدولت تھی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عمارہ بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب کے قدموں میں جان دینے کا نشہ ایسا نشہ ہے جو بعد از مرگ بھی نہیں اترتا اور جانثار قبر کے اندر بھی اس سے سرشار رہتا ہے۔

غزوہ احد میں کفار و دشمنان اسلام سے قتال کرتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخم ہائے کاری لگے۔ جب جانبر ہونے کی توقع نہ رہی تو حضرت سیدنا عمارہ بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو اپنے محبوب آقاو مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔ اپنے رخسار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے لگاتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب ہمیشہ محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اگر وہ بظاہر نابینا بھی ہو تو پھر بھی محبت کی آنکھ اسے راستہ دکھا دیتی ہے اور وہ منزل مقصود کو پالیتا ہے۔

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی بے حد کمزور تھی۔ لیکن ان میں جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اگر کان میں پڑ جاتا کہ فلاں مشرک و کافر و یہودی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجو کرتا یا نازیبا الفاظ سے یاد کرتا ہے تو تڑپ اٹھتے تھے کہ ابھی جا کر اس کا کام تمام کر دوں۔

ان دنوں عصما بنت مروان یہودیہ بے حیائی و زبان درازی میں دور و نزدیک مشہور تھی۔ اس کی کوشش تھی کہ مسلمان دین اسلام ترک کر دیں۔ جب اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئی تو اس نے رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گوئی شروع کر دی۔ ان دنوں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

ایک دن پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے ہیں۔ عاشق صادق حاضر خدمت ہوئے۔ بحر محبت میں طغیانی آئی ہوئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عصما یہودیہ کی دریدہ دہنی بہت بڑھ گئی ہے۔ جو کہتی پھرتی ہے ناقابل برداشت ہے۔ اجازت دیں کہ اسے قتل کر دوں۔"

Marfat.com

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبہ عشق صادق کو ملاحظہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تن تنہا چل پڑے۔ سینے کے اندر ایک طوفان برپا تھا۔ چشم فلک نے ایسا نظارہ پہلے کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ ایک نابینا عاشق کس شان سے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن وگستاخ کو قتل کرنے جارہا ہے۔

رات کا وقت تھا۔ عصما ملعونہ سو رہی تھی۔ اسے حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہونے کا قطعاً پتہ نہیں چلا۔ اس کے قریب بچے سو رہے تھے۔ ایک چھوٹا بچہ اس کا دودھ پی رہا تھا۔ حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بچے کی موجودگی کا احساس ہوا تو بڑے آرام سے اسے ماں سے علیحدہ کر کے لٹا دیا اور پھر نیام سے بڑی آہستگی سے تلوار نکالی اور اس کے سینے پر رکھ کر اتنے زور سے دبائی کہ جسم سے پار ہو گئی۔ وہ تڑپی، مچلی اور پھر جہنم واصل ہو گئی۔ اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آگئے۔

نماز فجر کے بعد رحمتہ العالمین، نور مجسم، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محب حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

"عمیر۔"

"حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

انہوں نے عرض کیا۔

"بنت مروان کو قتل کر دیا۔"

"جی یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

اس وقت حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ فرمانے لگے۔

"اس نابینا کو دیکھو کتنی سعی کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کیا کام سرانجام دیا ہے۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ نابینا نہیں بلکہ بصیر ہے۔"

لہٰذا اس دن سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمیر بصیر کے نام سے مشہور ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب اظہار محبت کے لئے جو بھی طریق اختیار کرتا ہے وہ رنگ محبت ہی ہوتا ہے۔ اور یہ رنگ کسی حال میں بھی زائل نہیں ہوتا۔

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب حماد ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گھی اور کبھی شہد کی کپی ہدیہ میں بھیجا کرتے تھے اور جب گھی یا شہد کا مالک ان کے پاس قیمت مانگنے کو آتا تو اسے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آتے اور عرض کرتے۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو اس کے مال کی قیمت دے دیجئے۔"

یہ سن کر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرماتے تھے اور اس کو قیمت دیئے جانے کا حکم دے دیتے تھے۔

غالباً حضرت سیدنا عبداللہ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت سے ہدیہ پیش کرنے کے لئے قرض چیز لاتے تھے۔ جب قرض ادا کرنے کی صورت نہ ہوتی تو قرض خواہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آتے تھے۔

ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے گئے۔ انہوں نے شراب پی رکھی تھی۔ کسی نے کہا۔

"اے اللہ! اس شخص پر لعنت کر۔ اکثر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا ہے۔"

اس پر حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اس کو لعنت نہ کرو۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے۔"

حضرت سیدنا عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبت کی لغت میں مصیبت کا لفظ نہیں ہے۔ اگر محب پر محبوب کی طرف سے کوئی مصیبت وارد نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے شاید محبوب کی نظر میں اس کا پہلا سا مقام نہیں رہا اور محبت میں کمی واقع ہو گئی ہے۔

حضرت سیدنا عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا حال خود بیان فرماتے ہیں، کہتے ہیں۔

Marfat.com

"میں نے اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت حاصل کرلی ہے کہ اس محبت نے مجھ پر کل مصیبتوں کو آسان کر دیا ہے اور حکم قضا پر مجھ کو راضی کر دیا ہے۔ پس مجھے اس محبت کی وجہ سے کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ میں صبح کس مصیبت پر کرتا ہوں اور شام کس مصیبت پر۔"

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو اپنے حوائج میں سرگرداں دیکھتے تھے تو کہتے تھے۔

"اے میرے پروردگار! اور لوگوں نے اپنی اپنی حاجتوں میں صبح کی ہے اور میں نے تیری رحمت کی امید میں صبح کی ہے۔ پس تجھ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔"

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال آیا تو رونے لگے اور فرمایا۔

"لوگوں کو چاہئے کہ اسی دن کے لئے عمل کریں۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب کا ہر فرمان قابل تعظیم و تعمیل ہوتا ہے۔ محب اس سے نہ روگردانی کر سکتا ہے اور نہ یہ برداشت کرتا ہے کہ کوئی اس پر عمل نہ کرے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لڑکوں کو بلوایا اور روغن زیتون منگوا کر ان سے کہا۔

"تم اس کو اپنے سروں میں ڈالو۔"

ان کے لڑکوں نے انکار کیا۔ پس وہ ان کو مارنے لگے اور کہا۔

"کیا تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیل سے اعراض کرتے ہو۔ میرے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم لوگ روغن زیتون کو کھاؤ اور بدن میں لگاؤ۔"

حضرت سیدنا عثمہ ابو ابراہیم جہنی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کے لئے محبوب کی شمہ برابر تکلیف بھی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ وہ اس وقت مضطرب و بے قرار ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ تکلیف رفع نہ ہو جائے محب پر جو حق عائد ہوتا ہے اس کی ادائیگی کے لئے وہ فوراً پابہ رکاب ہو جاتا ہے۔

ایک روز محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت عثمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی' انہوں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں' مجھے رنج ہو

Marfat.com

رہا ہے اس کیفیت کو دیکھ کر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے عیاں ہے۔"
محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر ان کی طرف دیکھا پھر ارشاد فرمایا۔
"اس کی وجہ گرسنگی ہے۔"
حضرت عشمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر گئے مگر گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ وہاں سے بنی قریظہ کے پاس گئے اور مزدوری کرنے لگے۔ ایک ڈول پانی کے عوض ایک چھوہارا ٹھہرا۔ یہاں تک کہ ایک مٹھی بھر کر چھوہارے جمع ہو گئے۔ ان کو لے کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' چھوہارے پیش کئے اور عرض کیا۔
"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھائیے۔"
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"میں سمجھتا ہوں کہ تم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتے ہو۔"
حضرت سیدنا عشمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔
"جی ہاں قسم اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان' اپنی اولاد' اپنے گھر والوں اور اپنے مال سے زیادہ محبوب ہیں۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"آگاہ ہو جاؤ کہ تم کو فاقہ اور مصیبت کے لئے مستعد ہو جانا چاہئے کیونکہ جو شخص مجھے محبوب رکھتا ہے اس کو یہ مصائب اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ پیش آتے ہیں جس تیزی کے ساتھ پانی پہاڑ سے گرتا ہے۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب کی جوتیوں کے نیچے جو خاک آتی ہے محب کے لئے وہ کحل البصر کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر اسے محبوب کی کفش برداری کی سعادت مل جائے تو اس کی خوش بختی پر چاند ستارے رشک کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین' بستر اور مسواک اٹھاتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔

محمد بن یحییٰ حضرت قاسم رحمتہ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں۔
"جب رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تو حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک پاؤں سے اتارتے اور اپنی آستینوں میں چھپا لیتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو نعلین مبارک پہناتے اور آپ کے ساتھ عصا پکڑ کر چلتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک میں داخل ہو جاتے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دوسرے عشاق کی طرح حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے اداس و ملول رہتے تھے۔ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ہر جمعرات حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے کبھی نہیں سنا کہ یہ نہ کہا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حتیٰ کہ ایک شام ابھی یہ الفاظ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہے ہی تھے کہ ان کی آنکھیں برس پڑیں اور گلے کے پٹھے پھول گئے اور کہا۔

"میں نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلے گلے کی صورت میں زیارت کی ہے۔"

حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محب کی دنیا محبوب کی محبت و عشق سے آباد ہوتی ہے۔ اس دنیائے رنگا رنگ میں گستاخ محبوب کو حد ادب کے اندر رہنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے اور بوقت جدائی محب کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ وہ محبوب کے بہت قریب رہے تاکہ ان لمحات کو دوام مل جائے۔

غزوہ حدیبیہ میں حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ قریش مزاحم ہوئے اور ان کی طرف سے گفت و شنید کے لئے عروہ بن مسعود ثقفی آئے۔ وہ ابھی اسلام سے مشرف نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہتھیار لگائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کی جانب خوض پہنے کھڑے تھے۔ عربوں کی عادت کے مطابق عروہ اثنائے گفتگو بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا تھا۔ یہ طریقۂ تخاطب بے باکانہ و گستاخانہ تھا۔ حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر رہ جاتے تھے۔ آخر ضبط کا یارا نہ رہا۔ عروہ کو ڈانٹ کر کہا۔

"خبردار اب ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھنے نہ پائے۔ اسے قابو میں رکھو۔"

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸ ہجری میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہوا تو تجہیز و تکفین کے وقت حضرت سیدنا مغیرہ

Marfat.com

بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ جب لوگ جسد مبارک کو قبر انور میں رکھ کر باہر نکلے تو انہوں نے عمداً اپنی انگوٹھی گرا دی اور بولے۔

"میری انگوٹھی۔ میری انگوٹھی۔"

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"اندر جا کر نکال لو۔"

انہوں نے قبر میں اتر کر اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو ہاتھ سے مس کیا اور لوگوں سے کہا۔

"میرے اوپر مٹی ڈال دو۔"

جب مٹی گرائی جانے لگی اور پنڈلیوں تک آگئی تو اس وقت قبر مبارک سے نکلے۔

انہوں نے جان بوجھ کر انگوٹھی اس لئے گرائی تھی تاکہ یہ شرف ان کے ساتھ مخصوص ہو جائے کہ وہ ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے آخری جدا ہونے والے ہیں چنانچہ لوگوں سے فخریہ کہا کرتے تھے۔

"میں تم سب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری جدا ہونے والا ہوں۔"

لوگوں نے کہا۔

"اگر تم نے سب سے آخر میں شرف حضوری کا ارادہ کیا تھا تو اسے حاصل کر لیا۔"

حضرت سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جانثاری کا سبق سیکھنا ہو تو عاشق صادق کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا چاہئے پھر محبت کی حقیقت آشکار ہوتی ہے۔

غزوہ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ حضرت سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب کھڑے تھے۔ زخم پر منہ رکھ کر چوسنے لگے اور ادب کے پیش نظر خون کو زمین پر پھینکنے کے بجائے پی گئے۔ دوسرے عشاق جو نزدیک ہی کھڑے تھے انہوں نے پوچھا۔

"تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیتے ہو۔"

بولے۔

"ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مقدس میں شربت کی طرح پیتا ہوں۔"

رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اگر کسی کو ایسے شخص کے دیکھنے کی تمنا ہو جس کا خون میرے خون سے آمیز ہوا ہو تو مالک بن سنان

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھئے۔"

اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت جانبازی سے لڑے اور شہادت حاصل کی۔

حضرت سیدنا وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محبوب جب پہلی بار محب کو دکھائی دیتا ہے تو وہ دیوانہ ہو جاتا ہے اور محبت و عشق اسے جھکا کر محبوب کے قدموں سے لپٹا دیتی ہے۔

حضرت سیدنا وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم وفد کی صورت میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سے ناآشنا تھے۔ ہمارے دریافت کرنے پر کسی نے بتایا۔

"یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور مبارک قدموں سے چمٹ گئے اور انہیں چوما۔

حضرت سیدنا ہبہات بن جلبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نادیدہ محبوب کی طرف بے لوث و صادق محبت از خود راستہ تلاش کر لیتی ہے اور آخرکار محب کو اس کے قدموں میں پہنچا دیتی ہے۔ اور جب وہ محبوب کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کی محبت کے ڈنکے آسمانوں میں بھی بجنے لگتے ہیں۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک یہودی عالم دین تھا۔ اس کا نام جلبیب تھا۔ اس کا ایک فرزند ہبہات تھا۔ حسن و جمال میں یکتا۔ بڑا خلیق اور کمال سیرت کا حامل تھا۔ اس نے اپنے والد کے خزانے میں ایک ڈبیہ دیکھی جو سرخ موتیوں سے بنی ہوئی تھی اور اس پر مشک کی ایک مہر لگی ہوئی تھی تاکہ کوئی شخص اسے کھول نہ سکے۔

ہبہات نے اس ڈبیہ کو دیکھا تو بڑا غضبناک ہوا اور باہر نکلا تو باپ نے وجہ پوچھی' کہنے لگا۔

"ایک عرصہ ہو گیا ہے آپ نے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھی مگر یہ ڈبیہ ہمیشہ بند رکھی۔"

باپ نے کہا۔

"بیٹا! اس میں جواہرات ہیں نہ خزانہ۔ اس میں چند اوراق ہیں جن پر ایک عربی کا نام لکھا ہوا ہے۔ جب تم علماء کی مجالس میں بیٹھ کر فاضل ہو جاؤ گے اور ہر بات سمجھنے لگو گے تو اس کا مطالعہ بھی کر لینا۔

Marfat.com

چونکہ تم ابھی ناپختہ ذہن ہو اس لئے ڈبیہ کا راز دیدہ دانستہ پوشیدہ رکھا گیا ہے۔"

ایک روز جلبیب بادہ نوشی میں مصروف تھا۔ ہبہات موقعہ پا کر خزانہ میں گیا۔ ڈبیہ کھولی تو نور کی ایک شعاع نمودار ہوئی جس کے سامنے چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی۔ ڈبیہ کے اندر دو ورق تھے جن پر لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ اس کلمہ طیبہ کے بعد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ تحریر تھے۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو پیوستہ ہوں گے۔ داڑھی مبارک گھنی ہو گی۔ جسے بھی ان کا زمانہ میسر ہو ان کی بات سنے ان کا کلام قرآن ہو گا۔ وہ انسانوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیں گے۔ مخالفین سے نہیں ڈریں گے۔"

ہبہات کی نگاہیں اس کاغذ پر پڑیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں اتر گئی۔ اس کاغذ کو آنکھوں پر ملا' چوما اور کہنے لگا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش میں معلوم کر سکتا کہ آپ خاکی ہیں یا نوری' آسمانوں پر ہیں یا زمین پر' دریاؤں میں رہتے ہیں یا جنگلوں میں۔"

اس نے اپنی محرومی اور سوگواری کا اس انداز سے اظہار کیا کہ بے ہوش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی والدہ اس کمرے میں آئی تو بیٹے کو بے ہوش پا کر حیران رہ گئی۔ اس کے باپ کو بلایا۔ لخت جگر کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے چہرے سے چہرہ ملنے لگا۔ ماتھے کو چومنے لگا۔

جب لڑکا ہوش میں آیا تو والدین کو اپنے سرہانے غمزدہ پایا۔ وہ غصے میں آکر کہنے لگا۔
"اے والد محترم! تم میری آنکھوں کی روشنی نہیں دیکھتے اور بڑھاپے کے باوجود اس رحمت الٰہی سے محظوظ نہیں ہوئے۔ آپ مجھے کفر کی تعلیم دے رہے ہیں اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اتباع سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

باپ یہ باتیں سنتے ہی غصے میں پاگل ہو گیا۔ لڑکے کو بالوں سے پکڑا اور زمین پر دے مارا اور زور زور سے مارنے لگا۔ جب اس کا ظلم بڑھ گیا تو حیی بن اخطب' کعب بن اشرف اور ابولبابہ وغیرہ اس کی سفارش کے لئے آئے۔ انہوں نے ہرچند کوشش کی مگر ہبہات کا باپ نہ رکتا تھا اور اسے مسلسل سزا و ایذا دے رہا تھا۔ انہوں نے بچے کا قصور پوچھا تو کہنے لگا۔

"اس کا قصور تو سزائے قتل کے لائق ہے۔ یہ دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آیا ہے۔"
سب نے نصیحت کی مگر بے سود۔ ہبہات کہنے لگا۔
"میں نے سوچ بچار کرنے کے بعد ان واہی فرسودہ دینوں کو ترک کر دیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے صراط مستقیم کو اختیار کر لیا ہے۔ ان پر ایمان لے آیا ہوں۔"

چنانچہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ترک کرنے پر مجبور کرنے کے لئے اسے ٹاٹ کے کپڑے پہنا دیئے۔ تہہ خانے میں محبوس کر دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ تین دن کے بعد ایک جو کی روٹی اور پانی کا کوزہ دیا جاتا تھا۔ بہلت کو ان کی عادت نہ تھی۔ سخت تنگ ہوا' وہ اس سختی سے روتا رہتا تھا۔

ایک دن باپ نے دیکھا تو کہا۔

"کیا تم اپنے دین پر قائم ہو یا نہیں؟ اور دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے باز آئے ہو یا نہیں۔"

بیٹے نے جواب دیا۔

"اے باپ! میرا رونا طعام و آب کی کمی و بے لطفی کی وجہ سے نہیں بلکہ مجھے تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق ہے۔"

باپ نے اس سے باز آنے کو کہا تو بیٹا بولا۔

"اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جس طرح میرے دل میں جاگزیں ہے اس سے توبہ نہیں کی جا سکتی۔"

جب سختی اور شدت حد سے گزر گئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے تین چیزوں کی التجا کی۔

"اے اللہ! تو عبادت کے لائق ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل میرے طعام کو خوشگوار۔ پانی کو شیریں اور سیاہیوں کو نورانی بنا دے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی التجا کو قبول فرما لیا۔ وہ ایک عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں جھیلتا رہا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو خبر شہر میں عام ہو گئی کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ جلبیب نے اپنے غلاموں اور خادموں کو بلا کر کہا۔

"اگر تم لوگ میری مرضی کے مطابق ایک کام کر لو تو میں تمہیں آزادی دے دوں گا۔"

سب نے وعدہ کیا۔ وہ کہنے لگا۔

"بہلت کو تہہ خانے سے نکال کر دور کسی جنگل میں لے جاؤ۔ وہاں سخت مشقت کراؤ۔ اس کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچو۔"

چنانچہ بہلت کو باندھ کر غلاموں کے حوالے کر دیا۔ وہ اس سے چوپانی کرواتے۔ بکریاں چراتے۔ اس

Marfat.com

کی حفاظت کراتے۔ تپتے ہوئے صحراؤں میں اسے گھسیٹتے پھرتے اور سخت کاموں میں لگائے رکھتے تھے۔

ایک رات سخت اندھیری تھی' بادل چھائے ہوئے تھے' بجلی چمک رہی تھی' بادل گرج رہے تھے۔ نوجوان عاشق ہبہات کے دل میں آتش عشق بھڑک اٹھی۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو سے اس کا سینہ منور ہو گیا۔ بارگاہ الٰہی میں سرنیاز خم کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اے میرے اللہ ! تو آسمانوں سے بارش برساتا ہے' اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے' اپنے بندوں کو سیراب کرتا ہے۔ اے اللہ ! میرا شوق محبت دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے حد و حساب ہو گیا ہے۔ میں نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اے اللہ ! اب مجھ پر رحمت فرما اور میری جان پر احسان فرما۔ میری آنکھوں کو دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منور فرما۔"

جونہی یہ دعا زبان پر آئی تو اس کی گردن سے رسی ٹوٹ کر گر پڑی اور پاؤں سے زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ وہ اٹھ کر سوئے مدینہ منورہ چل پڑا۔ اس مقام سے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اسی (۸۰) میل کے فاصلے پر تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کو حکم دیا۔

"اے زمین سمٹ جا۔"

چنانچہ زمین سمٹ گئی اور فاصلہ بہت کم رہ گیا۔ صبح ہوتے ہی ہبہات مدینہ پاک میں حضرت سیدنا عمار بن واثلہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا۔

وہ تھکا ماندہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ حضرت سیدنا عمار بن واثلہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حال دل پوچھا تو کہا۔

مرا غمی است کہ پیدا نمی توانم کرد
حکایت دل شیدا نمی توانم کرد

(ترجمہ) مجھے ایک ایسا غم ہے کہ جس کا اظہار ممکن نہیں۔ میرا دل عاشق ہے مگر اس کی حکایت بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"اے نوجوان ! تجھے دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے مجھے سارا واقعہ سناؤ تاکہ تمہاری مدد کر سکوں اور تمہارے کام آسکوں۔"

ہبہات نے جب حضرت سیدنا عمار انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے اسم محمد صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم سنا تو زار زار رونے لگا اور کہا۔

"کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔"

"ہاں۔"

حضرت سیدنا عمار بن واثلہ انصاری صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا تو بہلت اٹھا اور حضرت سیدنا عمار انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے سے اپنا منہ ملنے لگا اور ان کی آنکھوں کو چومنے لگا اور کہہ رہا تھا۔

"ان آنکھوں پر میری جان قربان ہو جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ میرا ان قدموں پر نثار جو راہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلے ہیں۔"

حضرت عمار بن واثلہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نوجوان سے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھلکتا دکھائی دیا۔ اس کے سر پر دست شفقت رکھا۔ اس کی گردن میں باہیں ڈال کر بڑا پیار کیا اور بہلت کو ساتھ لے کر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

جونہی طالب مطلوب کی بارگاہ میں پہنچا اور جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محظوظ ہوا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہ رب العزت سے پیغام لے کر آئے اور کہا۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا ہے اور بہلت کو دوست بنانے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے عشاق میں سے اتنا بڑا محبت کرنے والا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں بڑے دکھ اٹھائے ہیں اور راہ عشق میں محنت و مصیبت اٹھاتے وقت صبر ایوب علیہ السلام سے کام لیا ہے۔"

اہل دل نے احبب بہا بافانہ یحبک کے جملہ کے متعلق بڑے لطیف نکات بیان کئے ہیں اگر یہ کہا جائے۔

"عاشق کی محبت محبوب کی محبت کا سبب ہوتی ہے بلکہ محب کی محبت تو محبوب کی علامت ہوا کرتی ہے۔"

لاریب جب تک محبوب کی طرف سے محبت کا اشارہ نہ ہو محب اپنی محبت کی منزل طے نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۱۱

شاعر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق رسول کریم ﷺ

سرزمین عرب میں ابھی اسلام کا سورج طلوع نہیں ہوا تھا تو اس وقت بھی بڑے نامور شعرا موجود تھے۔ وہ اپنے قبیلہ کی مدح سرائی اور دوسرے قبیلہ کی ہجو گوئی میں اپنا جواب آپ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جب لوگ رفتہ رفتہ دامن اسلام سے وابستہ ہونے لگے تو ان میں دو ایسے حضرات بھی تھے جو شعری دنیا میں نابغہ روزگار تھے۔ ان میں سے ایک حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان ہر دو اصحاب میں سے اول الذکر بے حد مشہور و معروف ہیں۔ ان کے رہوار قلم نے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و مدح و نعت میں ایسی جولانیاں دکھائیں کہ سامعین کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت کے ناپیدا کنار سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتے اور کفار و مشرکین کے شعراء کے کلام کا اس قدر مسکت و جامع جواب دیتے کہ ان کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ کار نظر نہ آتا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فن آسمان کی بلندیوں پر ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مواقعوں پر رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و فراق میں کئی اشعار کہے تھے جو آج بھی اپنی تابانیوں کے ساتھ زندہ جاوید ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی محبان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ بے مثل کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسجد نبوی میں محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ محبین و جانثار مؤدب بیٹھے تھے۔ اسی لمحے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و سوز میں ڈوبی ہوئی آواز فضا میں ابھری۔

واجمل منک لم ترقط عین
و احسن منک لم تلد النساء

Marfat.com

خلقت مبرّا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

(ترجمہ) چشم فلک نے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہیں بھی اور کبھی بھی آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔ اور کسی عورت نے کسی زمانہ میں آپ ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل بچہ نہیں جنا۔ پیدا کرنے والے نے آپ ﷺ کو ہر عیب و نقص سے مبراو منزہ پیدا فرمایا ہے۔ گویا آپ ﷺ کے خالق نے آپ ﷺ کی اس طرح تخلیق کی جیسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی۔

عاشقان رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم اشعار سن کر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے پانیوں میں غوطہ زن تھے اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔

"تم نے درست کہا۔"

محبوب حق صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل و مقام و مرتبہ کے بارے میں بجز رب کریم کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ البتہ محبین کو اس ضمن میں جس قدر ادراک و آگہی ہوئی انہوں نے اس کا اظہار کیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں۔

- میں حلفاً" بیان کرتا ہوں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میں کسی کو دخل دینے کی مجال و ہمت نہ تھی۔ اور اس حقیقت میں قطعاً باطل کی گنجائش نہیں ہے۔
- میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نبی محترم و محتشم کی مثل کسی عورت کو ایسا حمل ہوا اور نہ ایسا وضع حمل ہوگا جیسے نبی رحمت و ہادی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔
- روئے زمین پر رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند کوئی ایسا نہیں گزرا جو ہمسائے کی ذمہ داری یا وعدہ ایفا کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وفاشعار ہو۔
- بدر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک نور تھے کہ ان سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ ان کے امر میں برکت تھی۔ وہ احتیاط و ہدایت فرمانے والے تھے۔ ان کے برابر کون ہو سکتا ہے؟
- میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم انبیائے سابقون کی تصدیق فرمانے والے تھے اور طالب خیر کے حق میں سب سے زیادہ احسان فرماتے تھے۔

عشاق کے قرۃ العین، گم کردہ راہوں کے ہادی، روح کائنات، منبع انوار اور مصدر رشد و

Marfat.com

ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کارگہ عالم کو الوداع کہہ کر ملائے اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار و محبین بلکہ دنیا جہان کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے زہر سے ہلکان و خستہ تھا۔ کسی پر سکتہ کا عالم طاری تھا' کسی کے نطق نے جواب دے دیا تھا' کسی کی آنکھیں ساون بھادوں کا سماں پیش کر رہی تھیں' کسی کو فرقت و ہجر کا یقین نہیں آ رہا تھا' کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بصارت سلبی کی دعا کی اور کسی نے ترک سکونت اختیار کر لی۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب محزوں پر جو بیتی اور جس بحر غم میں غرق ہوئے اس نے اشعار کا جامہ پہنا اور بے اختیار پکار اٹھے۔

★ اے بہترین مخلوقات! میں پہلے ایک نہر جاری میں تھا لیکن جب صبح ہوئی تو ایک تنہا تشنہ کام جیسا رہ گیا۔
★ اب تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نیند ہی نہیں آتی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سرمہ کی کرکری پڑ گئی ہے' کہ آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتے۔
★ اس مہدی صلی اللہ علیہ وسلم پر جزع و فزع کی بنا پر میری نیند اڑ گئی ہے جو اب زمین کے آغوش میں ہے۔ اے سنگریزوں کو سب سے بہتر روندنے والے دور نہ ہو جانا۔
★ صد افسوس اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ کا کیا ہو گا جب کہ وہ جو زمین پر بہترین ہستی تھی۔ آج زیر زمین مدفون ہے۔
★ اے میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میرا پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی سے بچاتا۔ مجھ پر افسوس ہے' کاش ایسا ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بقیع الغرقد میں دفن ہو جاتا۔
★ پاک دامن عفیفہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اکلوتے فرزند دلبند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو نیک ترین سعادت کے ساتھ تولد ہوئے ان کی یاد میں برکت ہے۔
★ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا پاک وجود ایسا نور تھا جس نے تمام روئے زمین کو روشن کر رکھا تھا۔ جس نے بھی اس نور سے فیض پایا اس نے ہدایت پائی۔
★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینہ منورہ کی سرزمین ویران و سنسان دکھائی دیتی ہے۔ اب میں اہل مدینہ کے ساتھ کیسے بیٹھوں گا۔ وائے حسرت' افسوس میں نے جنم ہی نہ لیا ہوتا۔
★ میرے ماں باپ اس نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں جو یوں دوشنبہ کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

Marfat.com

☆ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وصال کے بعد از ہوش رفتہ بن گیا ہوں۔ کاش مجھے آج ہی کوئی کالا سانپ ڈس لے تاکہ میں اپنے آقا و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں۔

☆ کاش میری نسبت اللہ تعالیٰ کا جلد امر آجائے اور میں آج ہی کے دن یا کل رحلت کر جاؤں۔

☆ وائے حسرت۔ موت کے ساتھ ہی ہماری قیامت قائم ہو جاتی تو ہم اس سردار سے ملتے جن کے خیمے غل و غش سے پاک تھے اور جن کی اصل و نسل کریم تھی۔

☆ اے رب کریم! مجھے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت الفردوس میں جمع فرما تاکہ حاسدین کی آنکھوں میں زخم پڑ جائیں۔

☆ اے جلال والے! بلندی والے! اور بزرگی والے رب! ہمیں جنت الفردوس میں یکجا کر دے اور اس کو ہمارے لئے لازم بنا دے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم میں جب تک حیات ہوں جب بھی کسی کی فوتیدگی کے بارے میں سنوں گا تو میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روتا اور تڑپتا رہوں گا۔

☆ شہروں کی وسعتیں انصار پر تنگ ہو گئیں۔ انہوں نے اس حالت میں صبح کی کہ برنگ سرمہ ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ولادت ہم ہی میں تھا۔ ہمارے ہی ہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر ہے۔ جس کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمتیں ہمارے ساتھ ہیں ان کا انکار نہیں ہو سکتا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیں عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہر احتیاط کے وقت انصار تو پیغمبر کی ہدایت فرمائی۔

☆ اللہ کریم اور جو اس کے عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اور جتنی پاک مخلوق ہے سب بابرکت احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر و بیشتر غم فراق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے جذبات و احساسات کا مختلف محافل و مواقعوں پر اشعار کی صورت میں اظہار فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔

☆ اے آنکھ! اس طرح فیاضی کے ساتھ آنسو بہا کہ سیلاب آجائے۔ اور تو پے در پے سیل اشک اور نالے سے کبھی نہ اکتائے۔

Marfat.com

☆ آج کے بعد تمہارے آنسو میرے لئے ختم نہ ہوں کیونکہ میں مصیبت زدہ ہوں اور تسلی پانے والا نہیں۔

☆ اشکباری کے بعد اب تم دونوں کا مجھے روکنا ایسا ہی ہے جیسے سراب سے کسی کو دھوکا ہوا ہو۔

☆ اے آنکھ تو میرے سینے پر چار چار آنسو بہا کیونکہ پسلیوں کے اندر جلا دینے والا مہین سوز پنہاں ہے۔

☆ چشمے اور مشک کے پانی کی طرح آنسو بہا۔ ایسا پانی جسے نالے سے لے کر نتھار کے سقّا اٹھائے لئے پھرتا اور پلاتا ہو۔

☆ ایسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رو جو ہمارے تھے۔ خالص و مخلص تھے۔ تمام خلق اللہ میں سب سے زیادہ روادار تھے۔ عفیف تھے اور نادان نہ تھے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت اور حق کے حامی تھے۔ نہایت فیاض و سخی تھے۔ مصیبت زدوں کو دکھوں سے آزادی دلانے والے تھے۔ کریم تھے' بزرگ تھے اور سربلند تھے۔

☆ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نہایت درجہ علانیہ اور کھلی ہوئی مکرمت والے۔ بھوکوں کو بہ کثرت کھانا کھلانے والے اور جرم کے بے حد بخشنے والے تھے۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمائی نہایت پاک تھی۔ بخشش بڑی عظیم تھی۔ تمام مخلوق میں سب سے ارفع تھے۔ روادار تھے مگر کاہل و ضعیف نہ تھے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کی آگ کو بھڑکاتے۔ سواریوں کو افسربن کے معرکے میں لے جاتے اور جب آتش جنگ مشتعل ہوتی تو سب کے آگے ہوتے تھے۔

☆ اللہ رحمٰن کے حضور میں اس بشر کا تزکیہ نہیں کرتا۔ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے۔

☆ میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ مجھے اچھے اچھے بزرگوں کے داغ مفارقت میں مبتلا کر رہا ہے اور میں فارغ البال باقی ہوں اور ہنوز حیات ہوں۔

☆ اے آنکھ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کا تذکرہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رو جو بہترین سرخیل اور بہت ہی اچھے والی تھے۔

ایک اور موقع پر جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دردو خیالات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا۔

Marfat.com

☆ مسکینوں کو خبر دے دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی خیر و خوبی بھی ان سے رخصت ہو گئی ہے۔ جو علی الصبح ہی ان سے منہ موڑ کے چلے گئے تھے۔

☆ کوئی بتائے اب کون ایسا ہے کہ باران کا سامان نہ ہو تو وہ ہمیں اپنا بنا کے رکھے گا اور ہمارے اہل و عیال کو کھلائے، پلائے گا۔

☆ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے کہ آپ کی محفل اقدس میں اگر ہم نشین سے کوئی لغزش سرزد ہوتی یا اس کی گفتگو معیار پر پوری نہ اترتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی تھی۔

☆ میرے ہادی و مولا صلی اللہ علیہ وسلم ضیاء تھے، نور تھے، جن کی اتباع میں ہم چلتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بعد ہمارے گوش و بصر وہی تھے۔

☆ اے کاش! لوگوں نے جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کے پیٹ میں اتار کر نہاں کر دیا ہے اور لحد پر خاک ڈالی ہے۔

☆ کاش اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا اور کوئی مادہ و نر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بقید حیات نہ رہتا۔

☆ تمام قبیلہ بنی النجار کی گردنیں جھک گئیں۔ یہ بات اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی تقدیر میں مقدر ہو چکی تھی۔

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ بڑے معروف شاعر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر تڑپ اٹھے اور بے ساختہ ان کے لبوں پر مچل گیا۔

☆ اے آنکھ اچھی طرح اشکبار ہو کیونکہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے اعلیٰ و برگزیدہ تھے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رو اور جب جنگ سر پر آگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہانا ہی چاہئے۔

☆ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اشک بہا کیونکہ ناقہ پر جتنے لوگ سوار ہو چکے ہیں وہ ان سب سے زیادہ اچھے اور سب سے زیادہ متقی تھے۔

☆ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سردار تھے، بزرگ تھے اور تمام جہان میں سب سے بڑھ چڑھ کر تھے۔

Marfat.com

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار اور مناقب سب پر فائق تھے۔ ہاشم کی یادگار تھے' جن پر سب کی نظر لگی ہوئی تھی۔
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی بنا پر ہم بطور خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحی ہیں جو تارکی میں ہمارے لئے چراغ کی مانند تھے۔
- محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حق میں بشیر بھی تھے' نذیر بھی تھے اور ایسے نور تھے جن کی شعاع نے ہم کو روشن کر رکھا تھا۔
- اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے طفیل میں ہمیں محفوظ رکھا اور رحم فرما کر آتش دوزخ سے نجات دی۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۱۲

غلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق رسول کریم ﷺ

جو عزو شرف رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے وہ بھلا شہنشاہیت و ملوکیت میں کہاں ہے۔ اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہی حقیقی شہنشاہ ہیں اور شاہان و ملوک دنیائے دنی ان کی چوکھٹ کے فقیر و گدا ہیں۔ یہ غلام جب چاہیں کسی کی سلطنت چھین کر تاج شاہی دوسرے کے سر پر رکھ دیں اور وہ دم نہ کشیدم دیکھتے رہ جائیں اور زمانے کی ٹھوکریں ان کا مقدر بن جائیں۔

لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غلاموں کے جاہ و منصب اور کمال و مرتبت کا اندازہ کون کر سکتا ہے جو اپنے آقا و مولا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر باش رہے۔ ان میں کچھ ایسے تھے جو مختلف ہاتھوں میں فروخت ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہنچے اور بعض ایسے تھے جنہیں کفار و مشرکین سے خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا لیکن ان کی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نے گوارا نہ کیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں سے جدا ہوں لہٰذا انہوں نے آزادی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو بدرجہ اولیٰ ترجیح دی۔

حضرت سیدنا زید بن حارثہ ملقب بہ حب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا تعلق یمن کے نہایت معزز قبیلے قضاء سے تھا اور والدہ سعدیٰ قبیلہ طے کی شاخ بنو معن سے تھیں۔ صغیر سنی کا آٹھواں سال تھا کہ ایک دفعہ وہ اپنی ماں کے ہمراہ چلے جا رہے تھے جو اپنے میکے جا رہی تھیں کہ بنو قین کے سواروں کی ایک جماعت دکھائی دی۔ وہ غارت گری کر کے آ رہے تھے۔ دونوں ماں بیٹا ابھی خوشی جا رہے تھے کہ وہ غارتگر ان کے قریب آئے۔ زید کو اٹھایا اور چل پڑے۔ سعدیٰ کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ منت سماجت کی۔ آہ و زاری کی لیکن ان پتھردلوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سوار زید کو لے کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ زید کا بھی برا حال تھا۔ وہ زور زور سے چلا رہا تھا لیکن ماں بیٹا دونوں بے بس و مجبور تھے۔ سعدیٰ کو میکے جانا بھول گیا۔ واپس

Marfat.com

لوٹ گئی اور لخت جگر کی جدائی نے برا حال کر دیا۔

زید کا والد حارثہ بن شرجیل بھی بیٹے کے غم میں ماہی بے آب تھا۔ اس نے زید کی تلاش میں صحرا و بیابان' جنگل اور وادیاں' شہر اور بستیاں' قریہ اور قصبے چھان مارے مگر بیٹے کا کہیں سراغ و نشان نہ ملا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور بیٹے کی تلاش و جستجو میں سرگرداں و پریشان رہا۔ وقت کے ہم آہنگ بیٹے سے جدائی کے زخم روز افزوں گہرے ہوتے چلے گئے۔

بنو قین کے سوار زید کو عکاظ کے میلے میں لے گئے تھے۔ وہاں ضروریات زندگی کی اشیاء کی علاوہ لونڈی غلام بھی بک رہے تھے۔ زید بھی بکاؤ مال تھا۔ حکیم بن حزم بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بعوض چار صد درہم زید کو اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لئے خرید لیا اور لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اب زید بن حارثہ مکہ کی امیر ترین تاجرہ اور عالی حسب و نسب بیوہ خاتون کا غلام تھا اور جب وہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں تو انہوں نے زید کو اپنے سرتاج کے لئے ہبہ کر دیا۔ اب زید کے آقا و مولا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس واقعہ کو کئی سال بیت گئے۔

زید کا والدین سے جدا ہونے کا واقعہ بظاہر بڑا دردناک تھا لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ تقدیر نے اس پر کتنا عظیم احسان کیا تھا اور گھیر کر اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف عطا کیا تھا۔ اب وہ شب و روز اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف جنت کی خنک و روح پرور راہوں پر گامزن تھا۔

وقت تیزی سے محو پرواز رہا۔ ایک سال بنی کلب کے چند آدمی حج کے خیال سے آئے تو انہوں نے یوسف گم گشتہ کو پہچان لیا اور یعقوب صفت حارثہ کا ماجرا غم کہہ سنایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب باپ کے دکھ کے بارے میں سنا تو اس کی تشفی کے لئے چند اشعار پڑھے اور بنی کعب کے لوگوں سے کہا۔

"یہ اشعار میرے باپ کو سنا دینا۔"

باپ کو جب معلوم ہوا کہ بیٹا بقید حیات ہے تو خوشی کی انتہا نہ رہی' دل چاہتا تھا کہ پر لگ جائیں اور اڑ کر مکہ پہنچ جائے۔ اس نے اپنے بھائی کعب کو ساتھ لیا اور جتنی تیز روی سے ممکن تھا اپنی گم گشتہ منزل کی طرف چل پڑا۔

جب حارثہ مکہ مکرمہ میں وارد ہوا تو کشاں کشاں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا

Marfat.com

اور عرض کی۔

"اے ابن عبداللہ! اے فرزند ہاشم! اپنی قوم کے سردار! آپ غمگین کو غم سے چھڑاتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس اپنے دل بند کے معاملے میں آئے ہیں۔ وہ آپ کے پاس ہے۔ ہم پر احسان کریں اور اس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کریں۔"

"وہ کون ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"زید بن حارثہ۔"

سماعت فرمایا تو لب لعلیں کو جنبش دی۔

"تم زید کو اختیار دو کہ وہ کس کو ترجیح دیتا ہے۔ اگر تمہیں ترجیح دے بغیر فدیہ ادا کئے وہ تمہارا ہے اور وہ مجھے ترجیح دے تو واللہ میں ایسا نہیں کہ وہ مجھے اختیار کرے اور میں اس کے لئے کسی اور کو اختیار کروں۔"

یہ سنا تو حارثہ بن شرجیل نے عرض کی۔

"آپ نے ہمیں نصف سے زائد دے دیا اور احسان کیا۔"

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا اور دریافت فرمایا۔

"کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو۔"

"جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرے والد حارثہ اور دوسرے میرے چچا کعب ہیں۔"

"یہ تمہیں لینے آئے ہیں۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہے مجھے پسند کرو یا ان دونوں کو چن لو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی اور کو ترجیح دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میرے ماں باپ ہیں۔"

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب اور محبت سے عرض کی۔

والد اور چچا نے جب بیٹے کو یہ کہتے سنا تو حیرت بدنداں رہ گئے۔ اپنی سماعت پر یقین نہیں آتا تھا کہ آزادی پر زید غلامی کو فوقیت دے گا۔ مگر وہ اس غلامی کی عظمت سے نابلد و ناآشنا تھے، بیک زبان بولے۔

"ہزار افسوس! تم آزادی' باپ' چچا اور خاندان پر غلام بن کر رہنا چاہتے ہو۔"

محبت آزمائش سے گزر رہی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً کہا۔

Marfat.com

"ہاں! میرے مالک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ایسی ہے کہ ان پر میں کسی اور کو اختیار نہیں کر سکتا۔ ان کی غلامی کا لطف صدہا آزادیوں پر حاوی ہے۔"

رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) زید کی غیر متزلزل وفا شعاری' محبت اور قربانی ملاحظہ فرمائی تو زید کو مقام حجراسود کے پاس لے گئے اور اعلان فرمایا۔

"اے حاضرین! گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے۔ میں اس کا وارث ہوں۔"

اب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی حیثیت سے سایہ رحمتہ العالمینی میں لیل و نہار بسر کرنے لگے۔ روز افزوں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا رنگ گہرا ہوتا گیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد حیات صرف اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا تھا۔ دن بھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور قدموں میں گزر جاتا تھا لیکن اوقات شب برنگ ہجر و فراق سوہان روح بن جاتے تھے۔ ساری رات تصور و یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں بیت جاتی تھی۔ اسی محبت کی وجہ سے آپ کو "حب رسول" کا لقب عطا ہوا۔

ایک صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا۔

"آج رات تو نے کیسے گزاری۔"

عرض کیا۔

"اے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! سارا دن تو میں روزے سے رہا اور ساری رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی آگ میں جلتا رہا۔"

سماعت فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

"اس کے صلہ میں جو انعام ملا وہ بھی بیان کرو۔"

حکم کی تعمیل میں عرض کیا۔

"اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا والے جس طرح آسمان کو بے پردہ دیکھتے ہیں میں نے اس طرح عرش اور عرش والوں کو بے حجاب دیکھا اور آٹھوں بہشت اور ساتوں دوزخ بھی دیکھے اور پھر میں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ کون جنتی اور کون دوزخی ہے۔ اور میں نے حوض کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا بھی دیکھا اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اجازت ہو تو ابھی روز حشر کے حالات بتا دوں۔"

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع فرما دیا۔

Marfat.com

ایک روز محفل عشق و محبت سجی تھی۔ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پروانوں کا ہجوم تھا۔ چاہتوں اور پیار کے دریا موجزن تھے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی کھلائی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں "اماں" کہہ کر خطاب فرماتے تھے۔ سید المحبوبین و مشتاقین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اگر کوئی کسی جنتی عورت سے شادی کرنا چاہے اسے ام ایمن سے نکاح کرنا چاہئے۔"

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کرنے پر آمادہ ہو گئے اور ان سے نکاح کر لیا حالانکہ وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عمر میں دو چند اور حبشی الاصل تھیں۔ ان کے بطن سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے اور والد کے بعد بیٹے کا لقب بھی "حب رسول" ہوا۔

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا تعلق یمن سے تھا۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور ارشاد فرمایا۔

"دل چاہے تو اپنے خاندان والوں میں چلے جاؤ اور اگر دل چاہے تو میرے ساتھ رہو۔ میرے ساتھ رہو گے تو میرے اہل بیت میں تمہارا شمار ہو گا۔"

ثوبان نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے اس سے بڑا اور کیا فخر و اعزاز ہو سکتا ہے۔ میں اپنے خاندان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیتا ہوں۔"

اور پھر حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوت و خلوت میں ہر وقت اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔

جیسے جیسے وقت گزرتا رہا حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے ہادی و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بھی پروان چڑھتی رہی اور پھر سرتاپا محبت کے رنگ میں رنگ گئے۔

ایک مرتبہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمتہ العالمین کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ ایک یہودی عالم حاضر ہوا اور کہا۔

"السلام علیک یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"

خالی لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت برافروختہ ہوئے اور یہودی کو

Marfat.com

اس زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔
"یہ کیا۔"
اس نے پوچھا۔
"تم نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں کہا۔"
آپ نے جواباً کہا تو وہ بولا۔
"میں نے اس میں کیا گناہ کیا کہ ان کا خاندانی نام لیا۔"
اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"ہاں میرا خاندانی نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔"

ایک روز کا ذکر ہے کہ راحت انس و جاں، شافع یوم نشور تشریف فرما تھے اور بھی اصحاب اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر خدمت تھے۔ اسی اثنا میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فنا فی الرسول تھے اور ضبط محبت کا یارا نہ تھا بارگاہ قدس میں حاضر ہوئے۔ حال یہ تھا کہ متغیر، رنگ روپ اڑا ہوا اور حالت شکستہ و پراگندہ تھی۔ چہرے سے اندوہ و غم نمایاں تھا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

"ثوبان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ! کیا حلیہ بنا رکھا ہے۔ تمہارا تو رنگ ہی فق ہے۔"
عرض کی۔
"اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ! نہ تو مجھے کوئی بیماری ہے اور نہ درد و تکلیف بجز اس کے کہ میں جب جمال جہاں آراء کو نہیں دیکھتا تو متوحش و پریشان ہو جاتا ہوں اور شدید وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ اور جب تک حاضر خدمت ہو کر جمال جہاں تاب اور حسن بے مثل سے فیض یاب نہیں ہو جاتا سکون نہیں ملتا۔ اس سے قبل میں آخرت کے بارے میں سوچ رہا تھا اور لرزہ براندام و خوفزدہ تھا کہ میں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہاں زیارت کر سکوں گا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ مقام اعلیٰ پر ہوں گے اور اگر میں جنت میں داخل بھی کیا گیا تو میری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ رفیعہ کے مقابلے میں کہیں زیادہ نیچی ہو گی اور اگر جنت میں داخل نہ ہوا تو کبھی بھی نہ دیکھ سکوں گا۔"

جب حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حال دل بیان کیا تو اس ہنگام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آثار وحی نمودار ہوئے اور من یطع اللّٰہ و الرسول فاولیک الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبین و الصد قین نازل ہوئی۔ جس کا مطلب ہے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان نبیوں کے ساتھ ہوں گے جن نبیوں اور صدیقوں پر اللہ نے انعام فرمایا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ابو عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ہر وہ چیز جس سے آپ کے آقاو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نسبت یا یادوابستہ تھی اسے دل و جان سے عزیز رکھتے تھے۔ آپ کے پاس ایک کٹورا تھا جسے چھیل کر عمدہ و خوبصورت نہیں بنایا گیا تھا لیکن آپ ہمیشہ اس میں پانی نوش فرماتے تھے۔ ایک دن آپ اسی کٹورے میں پانی پی رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا تو بولے۔

"کاش آپ ہمارے ان لطیف عمدہ کٹوروں کو استعمال کریں۔"

سنا تو آپ کے چہرے پر محبت کے نور کی لہر دوڑ گئی اور فرمایا۔

"میں نے اس میں اپنے آقاو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے۔"

حضرت سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غلام خانے میں ایک سیاہ فام حبشی غلام جس کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے اور رسیاں اس کے زخموں میں دھنسی ہوئی تھیں کسمپرسی کے عالم میں زخموں کی تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ اس کا پورا جسم زخم بنا ہوا تھا۔ سارا دن اس غلام پر کبھی کوڑے برستے رہے تھے' کبھی اس کے گلے میں رسی ڈال کر نوکیلے کنکروں' سنگریزوں اور پتھروں پر گھسیٹا گیا تھا۔ کبھی اسے لوہے کی زرہ پہنا کر تیز دھوپ میں لٹایا گیا تھا۔ کبھی اس کے سینے پر بھاری پتھر کی سلیں رکھ دی گئی تھیں کہ سانس لینا دوبھر ہو جاتا تھا اور کبھی اسے جلتے کوئلوں پر لٹایا گیا تھا۔ یہ مظالم اس ستم رسیدہ غلام پر ہر روز ڈھائے جاتے تھے اور یہ اس جرم کی سزا تھی کہ وہ صرف ایک اللہ کو مانتا تھا۔ لیکن آفرین ہے اس کے ثبات' پختگی ایمان اور محبت پر کہ ان شدائد کے باوجود اس کے لبوں سے صرف احد احد کا لفظ ہی نکلتا تھا۔ اور یہ وہ لفظ تھا جس کو اس کا آقا امیہ کسی نوع سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا غلام اس کے تین سو ساٹھ خداؤں سے ناطہ توڑ کر صرف ایک اللہ کو مانے۔

یہ جور و ستم جو حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روا رکھے جاتے تھے ان کو برداشت کرنے کا حوصلہ صرف وہ دل آویز مسکراہٹ عطا کرتی تھی جو اس غلام کو دیکھ کر عالم عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک پر پھیل جاتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے تو اسے یوں محسوس ہوتا جیسے بادلوں کے گھونگھٹ سے چاند نکل آیا ہو۔ چلچلاتے زخموں پر مرہم کا پھاہا رکھ دیا گیا ہو۔ جلتی تپتی دوپہر میں نسیم سحر چلنے لگی ہو اور برستے کوڑے

Marfat.com

یوں لگتے تھے جیسے پھولوں کی برسات ہو رہی ہو۔ یہ سب رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کا کرشمہ تھا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسکراہٹ امیہ کے مظالم کو اس کی نظر میں بے توقیر و ہیچ بنا دیتی تھی۔

ایک روز سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بلال کی اذیت دیکھی نہیں جاتی۔"

سماعت فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

"ابوبکر! مت گھبراؤ۔ حق کا سورج زیادہ دیر تک گرہن میں نہیں رہتا' آزمائشوں کی انہیں بھٹیوں میں عشق و ایمان کا سونا نکھرتا ہے۔ وہ دن بہت جلد آ رہا ہے جب اہل ایمان کی دنیا بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا آقا کہہ کر پکارے گی۔"

اور پھر ایک دن سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل ایمان کے آقا سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیہ کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے خرید لیا۔ اس وقت وہ بھاری پتھروں کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ آنکھیں خون اور آنسوؤں سے دھندلائی ہوئی تھیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"بلال! اب تم غلامی سے آزاد ہو۔"

لیکن ان میں جواب دینے کی سکت نہ تھی۔ خاموش رہے اور پھر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بازو سے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے بازو سے پکڑا اور انہیں نیم مردہ حالت میں آدھا راستہ چلاتے اور آدھا راستہ گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ پر پانچ دن بے ہوش رہے۔ کبھی تھوڑی دیر کے لئے ہوش بھی آجاتا تھا۔ اس دوران میں زخموں کا علاج بھی ہوتا رہا۔ چھٹے روز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدرے چلنے پھرنے کے قابل ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا۔

"بلال! آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم متواتر تین دن تیرے کمرے میں جا کر دعائے صحت فرماتے رہے ہیں اور جب تک تیرا بخار نہیں اترا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں جاری رکھیں۔"

قدرے توقف کے بعد پھر فرمایا۔

"اور جب میں نے تمہاری صحت یابی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا تو اتنے خوش تھے

Marfat.com

کہ میں نے کبھی کسی کو اتنا خوش نہیں دیکھا۔"

ساتویں روز سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنکوں کی چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ جب اپنے محب کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں۔ اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر ہوئے اور گلے لگا کر ارشاد فرمایا۔

"بلال! جب تک دنیا قائم ہے یہ بات یاد رکھی جائے گی کہ اسلام کی راہ میں اذیت برداشت کرنے والے پہلے شخص تم تھے۔"

اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو مبارک ان کے چہرے پر گر رہے تھے اور وہ یوں محسوس کرتے تھے جیسے جنت الفردوس میں محو خرام ہوں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بازو پکڑ کر اپنے ساتھ چٹائی پر بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ جس کے بارے میں وہ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے تھے کہ آقا ایسی محبت و شفقت کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور پھر یہیں سے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی بائیس سالہ رفاقت کا آغاز ہوا۔

ایک رئیس مسلمان نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربان (سائیس) رکھ لیا۔ فرائض کی انجام دہی کے بعد جو وقت ملتا وہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گزارتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب فراش ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچی تو حیرت زدہ رہ گئے۔ دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا تو گھسٹتے ہوئے آئے اور قدم مبارک پر اپنا سر رکھ دیا اور بوسے لینے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاشق کے سرد چشم کو بوسہ دیا اور فرمایا۔

"کیا حال ہے۔"

عرض کیا۔

"جس کے پاس اچانک محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو اس کی خوشی کا کیا حال ہوگا۔ سب رنج راحت میں بدل گئے ہیں۔"

وقت گزرتا رہا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق میں طغیانی آتی گئی۔ ہر آن اس جذبہ سے سرشار رہتے تھے۔ جیسے جیسے محب محبوب کے عشق میں فنا ہوتا جاتا ہے محبوب کی نظر میں اس کے مقام و مرتبہ و درجات میں بلندی آتی جاتی ہے۔

Marfat.com

شب معراج ملائکہ کے جھرمٹ میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جنت الفردوس کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک حور کو دیکھا کہ رنج و غم میں مبتلا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے فرمایا۔

"حور سے پوچھو کیوں ملول و محزون و اشکبار ہے۔"

جب اس سے دریافت کیا تو بولی۔

"میں نے اپنا یہ حال اس لئے بنا رکھا ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت مجھ پر پڑے تو اپنا حال عرض کروں۔"

حال بیان کرنے کی اجازت مل گئی تو گویا ہوئی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے جنت کی حوروں میں حسن و جمال کی ملکہ بنایا ہے۔ ہر طرف میرے حسن کا چرچا ہے۔ اگر نقاب الٹ دوں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اور جنت میں دوپہر کا اجالا ہو جائے۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ بروز قیامت ہر حور کسی نہ کسی جنتی شخص کے حوالہ کی جائے گی۔ میرا بھی ضرور کوئی جوڑا ہو گا جس کی دائمی رفاقت نصیب ہو گی یہ خیال میری سوچوں پر مسلط ہو گیا۔

ایک روز خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"اے بار الٰہ! جنت میں میرا جوڑا کون ہو گا۔"

رحمتوں کا دریا جوش میں آیا۔ التجا قبول ہوئی۔ حکم ہوا۔

"سامنے جو آئینہ ہے اسے ایک نظر دیکھ لو۔ تیرے جوڑے کی جھلک نظر آجائے گی۔"

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیوانہ وار آئینے کی طرف بڑھی کہ اپنے محبوب و مقبول ساتھی کی جھلک دیکھوں۔ جونہی نگاہ اٹھائی دل پر بجلی گری۔ آرزوؤں کا خرمن جل گیا۔ اس وقت سے بے چین ہوں کہ ایک بدشکل سیاہ فام کے ساتھ میرا کیوں جوڑا بنایا گیا۔

"اپنے جوڑے کا جو سراپا تم نے آئینہ میں دیکھا تھا اس کے بارے میں کچھ بیان کر۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر لب مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اس نے عرض کی۔

"وہ سر تا پا مجسم سیاہی' موٹے موٹے ہونٹ' چوڑے دانت' بھدا چہرہ' تنگ و تاریک پیشانی' چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور بے ڈھنگا قد تھا۔"

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمایا تو جلال سے سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے فرمایا۔

Marfat.com

"جو سراپا تو نے بتایا ہے وہ میرے پیارے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہے۔ ایک عاشق سراپا' ایک مومن و وفاکیش' نگار خانہ ہستی کے ایک گوہر نایاب کو پاکر تو اپنی کم نصیبی کا شکوہ کر رہی ہے۔ تجھے معلوم نہیں بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرا عاشق مجسّم ہے۔ بروز قیامت اس کے جسم کی سیاہی حوران جنت کے رخساروں پر تل بنا کر تقسیم کردی جائے گی۔ وہ ایسا عاشق ہے کہ اس نے عشق ہی کی وجہ سے ہر آزمائش سے منہ پھیرلیا۔ وہ تو حسن مجرد کا تماشائی ہے۔ اپنے حسن و جمال پر غرور نہ کر۔ ہو سکتا ہے کہ جس دن تو ستر ہزار نقاب الٹ کر بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے آئے تو میرا بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجھے ناپسند کردے۔"

یہ ارشاد عالیہ سن کر حور اضطراب شوق کی وجہ سے چیخ اٹھی۔ تڑپ تڑپ کر عرض کی۔

"سرکار! سرکار صلی اللہ علیہ وسلم! میری معذرت قبول فرمائیں۔ میرا غم والم جاتا رہا۔ مجھے وہی سیاہ فام بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند ہے۔ یہ تو میری خوش نصیبی کی معراج ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق زار میرے حصے میں آیا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی معذرت قبول فرمائی اور آگے تشریف لے گئے۔

جب مسلمانوں کو ہجرت کا حکم ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ لیکن عاشق صادق کو تاب فرقت نہ تھی۔ لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زید محبوب کی تمنا لئے مدینہ منورہ کی راہوں میں آنکھیں بچھائے منتظر رہتے تھے۔ دل کی دھڑکنوں میں بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بسے ہوئے تھے۔ ایک دن یادوں نے اس طرح گھیرا ڈالا کہ دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دعا فرمانے لگے۔

"اے اللہ! میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرما۔ زمین کی طنابیں کھینچ لے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد سے جلد مدینہ منورہ پہنچا۔"

ہجرت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ آرا ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی و انبساط کا ٹھکانہ نہ تھا۔ قدموں پر نثار ہوئے جا رہے تھے۔ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ سے زیادہ وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بسر کرتے تھے۔

رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت سحری بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کا معمول بنالیا۔ ایک دن جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دولت کدۂ نبوت پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سحری تناول فرما رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال گزرا کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ عرض کی۔

Marfat.com

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سحری تمام ہو چکی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمایا لیکن کھاتے رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکرر عرض کی۔

"اللہ کی قسم سحری کا وقت آخر ہو لیا۔"

جونہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوالہ دست مبارک سے رکھ دیا۔ کسی کے پوچھنے پر بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے اندازے کے مطابق اختتام سحری کا اعلان کر رہا تھا لیکن میری نظر آفتاب کے اس مرکز پر تھی جہاں ابھی سحری کے ختم ہونے میں چند لمحے باقی تھے۔ لیکن جیسے ہی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قسم کھائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی قسم کو سچا کرنے کی خاطر آفتاب کو حرکت دی اور اس خط تک پہنچا دیا جہاں سحری کا وقت واقعی ختم ہو جاتا ہے۔

سبحان اللہ! کیا مقام و مرتبہ تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کا۔ قسم کھا کر جو کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ وہ بات پوری کر دیتا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں سرتاپا رنگے ہوئے تھے۔ ہر لحہ خیال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق رہتے تھے۔ نعمت دیدار کے لئے مثل ماہی بے آب مچلتے تھے۔ آپ کے لبوں پر اکثر یہ الفاظ مچلتے رہتے تھے۔

قم قم یا حبیبی کم تنام — طالب المولٰی لا ینام
قم قم یا حبیبی کم تنام — العاشق و المعشوق لا ینام
قم قم یا حبیبی کم تنام — والعشق والمحبۃ لا ینام
قم قم یا حبیبی کم تنام

(ترجمہ) کھڑے ہو کھڑے ہو اے حبیب کب تک سوؤ گے۔ اللہ کا طالب نہیں سوتا۔ کھڑے ہو کھڑے ہو اے حبیب ہم کب تک سوو گے۔ عاشق و معشوق نہیں سوتے۔ کھڑے ہو کھڑے ہو اے حبیب کب تک سوؤ گے۔ عشق و محبت نہیں سوتے۔ کھڑے ہو کھڑے ہو اے حبیب کب تک سوؤ گے۔

اور جب اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتے تو سکون و قرار آجاتا تھا۔ لیکن کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک دن ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم داغ مفارقت دے کر

Marfat.com

اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے جائیں گے اور پھر وہ وقت آ گیا جب قبلہ عشاق و محبین' سیدالمرسلین' رحمت عالم' نور مجسم' خلاصہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محب اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس لمحے عشاق کے قلوب و اذہان پر کیا گزری تھی۔ ان کی ارواح کس طرح تڑپی تھیں۔ احاطہ بیان و تحریر سے باہر ہے۔ ہر محب و عاشق کے گلستان قلب و نظرو روح میں خزاں نے ڈیرے جما لئے تھے۔ غموں کے بھاری پتھران پر گرے تھے۔ جینے کی تمنا نے دم توڑ دیا تھا۔ مدینہ منورہ کے گلی کوچے جہاں ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خرام ناز فرمایا کرتا تھا اداس اداس اور مغموم دکھائی دیتے تھے۔ ہر محب اپنے ہی غم فراق میں غلطاں و پیچاں تھا۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت دیدنی تھی۔ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف نظریں جمائے بیٹھے رہتے تھے۔ شدت غم سے کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ بے قرار و مضطربانہ حجرہ شریف میں داخل ہو کر اپنے مطلوب و محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی بلائیں لیتے اور اپنے دل کو یہ کہتے ہوئے تسلی دیتے۔

"میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر محو خواب ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر میں بیدار ہوں گے اور غلام کو یاد فرمائیں گے۔ ہاں! ہاں! ابھی پکاریں گے۔

"یا بلال!"

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد موذن تھے۔ ان کی اذان میں محبت بھرا انداز ہوتا تھا۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی اور آب زمزم سے دھلی زبان سے جب "اشہد ان محمد رسول اللہ" کی صدا بلند کرتے تو مسجد نبوی کے محراب میں رونق افروز ہادی دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے تھے۔ لیکن جب ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کریم کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے اندر سے کچھ ٹوٹ گیا تھا حالانکہ وہی آواز تھی۔ سروں میں وہی گونج تھی۔ اذان کے الفاظ کا لحن بھی ان کے وجود کے اندر حزنم تھا لیکن جب اذان کہی' محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے۔ انگلی کے اشارہ کا شوق شمع حسن ازلی کا پروانہ نہ بن سکا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ہولارا پورا نہ ہو سکا تو دیار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے در و دیوار کو غمگین' اداس اور اشکبار آنکھوں سے تر کرتے ہوئے بے قرار نگاہوں سے سلام کرتے ہوئے اور درود سلام کے نغمات گاتے ہوئے مدینہ منورہ کو خیرباد کہنے کے لئے نکلے۔

بوقت رخصت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی گلی کوچوں میں کہتے پھرتے تھے۔

"اے لوگو! تم نے کہیں میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کا پتہ بتا دو۔"

اس منظر نے مدینہ منورہ کے در و دیوار ہلا کر رکھ دیئے تھے۔ کہرام مچ گیا تھا۔ اہل ایمان کے آقا و محبوب عاشقان کے ہجر و فراق نے سکون قلب چھین لیا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس سے آنسوؤں کا سیلاب نہ امڈ رہا ہو اور پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی غم ہجر میں ملک شام کے شہر حلب کے طرف جانے والی شاہراہ پر چل پڑے۔ اہل مدینہ انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے۔ جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے تھے۔ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرفراز ہو کر فنافی الرسول ہو چکے تھے۔ پھر وہ ہجر و فراق کے روح فرسا صدمہ کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلب میں قیام اختیار کئے ایک سال بیت گیا تو ایک شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خواب میں آئے اور ارشاد فرمایا۔

"اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا تھا۔ کیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا۔"

خواب دیکھا تو فوراً بیدار ہو گئے اور عرض کی۔

"لبیک یا سیدی"

اور پھر اسی وقت رات کے اندھیرے میں اونٹنی پر سوار ہو کر سوئے مدینۃ الرسول چل پڑے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا تھا' اب چین کہاں تھا' پر ہوتے تو اڑ کر حاضر خدمت ہو جاتے۔ الغرض شب و روز مسلسل چلتے ہوئے وارد مدینہ منورہ ہوئے اور سیدھے مسجد نبوی پہنچے۔ وہاں جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی نہ دیئے تو حجرات مبارک میں تلاش کیا۔ وہاں نہ ملے تو مزار پرانوار پر حاضر ہوئے اور رو رو کر عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلایا کہ ہم سے مل جاؤ۔ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ میں چھپ گئے۔"

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے خود ہو کر قبر انور کے پاس گر پڑے۔ کافی دیر کے بعد جب کچھ طبیعت سنبھلی تو لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر باہر لائے۔

اس دوران میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد کی خبر سارے مدینہ منورہ میں پھیل گئی تھی۔ لوگوں کے کہنے پر حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور

Marfat.com

کہا۔

"آپ اذان دیں۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار نہ کر سکے۔ مسجد نبوی کی چھت پر چڑھے اور اذان کہنا شروع کی۔ جب لوگوں نے لحن بلالی سنا تو ہر شخص غم و اندوہ سے نڈھال تھا۔ خواتین روتی تھیں اور بچے ان سے دریافت کرتے تھے۔

"بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آگئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کب تشریف لائیں گے۔"

دوران اذان جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "اشہدان محمد رسول اللہ" کہا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے تو غم ہجر میں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو پھر روتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

عشق کے انداز اور رنگ ڈھنگ سب سے منفرد و یگانہ ہوتے ہیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاحیات غم فراق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے نڈھال رہے۔ ہر لحظہ آتش ہجر میں جلتے رہتے تھے اور پھر وصل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دروازہ کھولا۔ دم واپسیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ گویا ہوئیں۔

"واکربا" ہائے افسوس۔"

سنا تو آنکھیں واکیں اور فرمایا۔

"یہ تو خوشی کا ہنگام ہے۔ میری اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملاقات ہوگی۔"

اور پھر موت کی تلخی ملاقات کی حلاوت میں بدل گئی۔ محبت و عشق کی ملاقات جو عشاق کے دلوں کے لئے باعث سکون و راحت ہے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۱۳

نامعلوم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق رسول کریم ﷺ

ہر صحابی رسول اپنے آقاء و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے رنگ میں رنگا ہوا تھا اور وہ اس محبت کو سب پر فوقیت دیتا تھا۔ اس محبت کے مقابل اس کی نظر میں دنیا' اس کے لوازمات' مال و دولت' اولاد و اقربا اور ازواج و والدین کو شمہ برابر اہمیت نہیں دیتا تھا۔ اور جب بھی وقت محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا در آزمائش باز کرتا تو وہ اس میں بہرنوع پورا اترتا تھا۔ یہی وہ جذبہ و کیفیت تھی جس کے ثمر میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ستاروں سے تشبیہ دی اور ارشاد فرمایا کہ ان میں سے جس کسی کی بھی اتباع کرو گے فلاح و فوز پاؤ گے اور قادر مطلق رب ودود نے ان کے سروں پر سند رضا کا تاج رکھ دیا۔ وہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کی بدولت نصیب ہوا تھا۔ کوئی بڑے سے بڑا غوث' قطب' ابدال ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ خود کو ان پاک طینت عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقت جہاد فی سبیل اللہ گھوڑوں کے دوڑنے سے اڑنے والے گرد و غبار سے بھی بہت کمتر خیال کرتا تھا۔

نگاہ عشق و مستی کی قوت پرواز کا ادراک کرنا ایں خیال است و محال است و جنوں۔ یہ جب ماضی کی طرف اٹھتی ہے تو حال نظروں میں گھوم جاتا ہے اور جب سوئے آسمان اٹھتی ہے تو لوح محفوظ پر نظریں جم جاتی ہیں۔ اس کی انتہائے پرواز کا اندازہ بجز عاشقان صادق کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ جب ماضی کے سینے میں جھانکتے ہیں تو صدیاں اپنا دامن سمیٹنے لگتی ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں۔ عشاق ماہ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مثل نجوم ہالہ کئے بیٹھے ہیں۔ سب مودب و خاموش ہیں لیکن ہمہ تن گوش ہیں کہ کب ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صوت دلنواز سنائی دیتی ہے۔ عرش تا فرش نور نے چادر تان رکھی ہے۔ اسی اثنا میں مہجور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی درد محبت میں ڈوبی ہوئی آواز فضا میں ابھرتی ہے۔ لہجہ میں حد درجہ ادب' بے پناہ خشیت اور انتہائی محبت کا غماز ہے۔ کہتا ہے۔

Marfat.com

"اے میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ستاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی مکھڑا دیکھ کر دل مضطر کو تسکین دے لیتا ہوں۔ لیکن رہ رہ کر یہ خیال دل میں چٹکیاں لینے لگتا ہے کہ اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میری موت کے بعد یہ کس طرح ممکن ہو سکے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء و رسل علیہم السلام کے سردار ہونے کی وجہ سے جنت کی اعلیٰ منازل میں ہوں گے اور اگر مجھے جنت میں بھیجا گیا تو نہ معلوم کہاں ہوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہو سکوں۔"

اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار محبت نے حاضرین کے دلوں کو مضطرب کر دیا' سب تڑپ اٹھے' محبت کے جذبوں میں طغیانی آگئی۔ اسی اثنا میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتا ہے۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے محبت ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمایا تو ارشاد فرماتے ہیں۔

"پھر آزمائش و درویشی کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

یہ ارشاد گرامی سنا تو وہی محب پھر عرض گزار ہوتا ہے۔

"اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے بھی محبت رکھتا ہوں۔"

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"تو پھر مصیبت و بلا کے لئے تیار رہ۔"

ایک محب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے جمال مبارک کو اس طرح ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا کہ نہ تو وہ آنکھ جھپکتا تھا اور نہ ادھر ادھر دیکھتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

"تیرا کیا حال ہے۔"

عرض کرتا ہے۔

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک سے بہرہ مند ہو رہا ہوں۔ اور آپ کے دیدار سے لذت ذوق حاصل کر رہا ہوں۔ البتہ مجھے اس کا غم ہے کہ روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے یہ دیدار نصیب فرمائے گا یا نہیں۔"

اس عاشقِ زار کی باتیں سن کر ہر شخص تڑپ اٹھا۔ محبت مختلف رنگوں میں آشکارا ہو رہی

Marfat.com

تھی۔ معاً ایک محب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے بڑے عجز و محبت کے ساتھ اٹھتا ہے۔ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک الٹ کر اس کے اندر گھس کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتا اور لپٹ جاتا ہے۔ سب لوگ اس دیوانے کو دیکھتے ہیں۔ ماحول میں عشق و محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ سب اس کی قسمت پر رشک کر رہے ہیں۔ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم' اس کی طرف دیکھ رہے ہیں' کیا سماں ہے۔ آسمان کے فرشتے بھی اس نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ کتاب عشق کے ورق آہستہ آہستہ کھل رہے تھے۔ تشنگی دید ہے کہ بجھنے کا نام نہیں لیتی۔ جمال جہاں آرا ایسا تھا کہ اس کے دیکھنے سے پیاس میں بے حد و حساب اضافہ ہوتا جاتا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض عشاق ایسے تھے کہ آٹے میں پانی ملا کر پی لیا کرتے تھے۔ جب اس کی وجہ دریافت کی تو ان کا صرف ایک ہی جواب تھا۔

"یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ کہیں عشق اور ذکر الٰہی سے فارغ نہ ہو جائیں۔ شاید یہی سانس آخری سانس ہو اور ذکر و محبت اور عشق الٰہی سے خالی نہ ہو جائیں۔ عشق کی دنیا میں اس کیفیت کا نام دم بقدم ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہر لحظہ مئے عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں مست و بے خود رہتے تھے۔ درحقیقت یہی فرزانگی تھی۔ جو سانس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے تہی ہو اسے بربادی سے تعبیر کرتے تھے۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک محب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بینائی سے محروم تھے۔ ان کی بیوی یہودن تھی۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی عناد رکھتی تھی۔ ایک دن وہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیر سے گھر تشریف لائے۔

"اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں۔"

بیوی نے استفسار کیا۔ گویا ہوئے۔

"میں اپنے آقا و مولا' ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی پند و نصائح سے مستفید ہو رہا تھا۔"

غیر مسلم بیوی نے سنا تو اس کے عناد کی بھٹی کا الاؤ بھڑک اٹھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہنے لگی۔

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو۔"

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کب برداشت تھا۔ ایک دو بار منع کرنے کے باوجود جب وہ

Marfat.com

اپنے خبث باطن کا اظہار کرنے سے باز نہ آئی تو انہوں نے تلوار لی اور اسے واصل جنہم کر دیا۔
مقتولہ کے وارث بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مقدمہ لے گئے۔

"کیا تم نے اپنی بیوی کو قتل کیا ہے۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں نے اپنی یہودن بیوی کو قتل کیا ہے۔ اس نے میرے مذہبی عقائد و جذبات کو مجروح کیا تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی مرتکب ہوئی تھی۔"

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سماعت فرمایا تو اپنے اس محب کو غازی کا خطاب عطا فرمایا اور اس کی تعریف فرمائی۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور محب صادق تھے جن کی بی بی ام ولد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دل دکھانے والے الفاظ کہتی تھی۔ اسے بار بار سختی کے ساتھ منع کرتے تھے لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔

"ایک بات کان کھول کر سن لو' میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی منفی کلمہ نہیں سن سکتا۔ یہ آخری بار کہہ رہا ہوں۔"
انہوں نے خشمگیں نظروں سے بیوی کی طرف دیکھ کر کہا۔

ایک بار رات کو اس نے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ سے اپنی زبان کو آلودہ کیا۔ اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایسا کہتے ہوئے سن لیا۔ بس پھر کیا تھا' تمام تعلقات بھول گئے۔ اس کے بطن سے موتیوں جیسے دو بچے بھی تھے ان کی محبت بھی راستے سے ہٹ گئی۔ غضبناک ہو کر کلہاڑی اٹھائی اور اس کا پیٹ چاک کر دیا اور وہ تڑپ تڑپ کر راہی جہنم ہوئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ناشائستہ الفاظ کہنا تو بہت بڑی بات تھی اگر کوئی محبوب رب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو ناپسند کرتا تھا تو عشاق کے لئے یہ بھی ناقابل برداشت تھا۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ دسترخوان پر کدو کا سالن لایا گیا تو اسے ذوق و شوق کے ساتھ کھانے لگے گویا خوان نعمت آسمان سے ان کے لئے اتار گیا ہے۔ فرمانے لگے۔

Marfat.com

"یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب غذا تھی۔"
ان کا ایک صاحبزادہ جو پاس ہی بیٹھا ساتھ کھانا کھا رہا تھا' بے خیالی میں بول پڑا۔
"لیکن مجھے تو یہ پسند نہیں۔"

یہ سننا تھا کہ فوراً ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ تلوار نکال لائے اور اس کے قتل پر آمادہ ہوئے۔ غصہ اس بات پر تھا کہ اسے ایسی بات کہنے کی جرات کیسے ہوئی۔ افراد خانہ نے بیچ بچاؤ کر کے لڑکے کو بچا لیا۔ لیکن باپ نے عمر بھر اس کی صورت نہ دیکھی۔ وقت رحلت جب بیٹا شرمسار اور معافی کا خواستگار ہو کر سامنے آیا تو منہ پھیر لیا اور کہا۔
"ایسی اولاد کی صورت دیکھ کر میں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔"

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے رب کریم کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کا برا حال تھا۔ اٹھتے بیٹھتے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال دامن گیر رہتا تھا۔ مثل کباب سیخ بے کل رہتے تھے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے روبرو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ خشیت طاری ہو جاتی تھی اور بعض زار و قطار رونے لگتے تھے۔

جس مبارک آئینہ کو رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے وقت استعمال فرماتے تھے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا تھا لہٰذا اس نے اپنے اندر ہمیشہ کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کو محفوظ کر لیا تھا۔

بقول امام آلوسی رحمتہ اللہ علیہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار فرحت آثار کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔ مسجد نبوی میں منبر اور مصلیٰ کے پاس جاتے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما کر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اس منظر کو یاد کر کے وہ مثل ماہی بے آب تڑپنے لگتے تھے۔ بعض اوقات وہ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حال دل بیان کرتے اور کہتے۔
"ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے بغیر چین نہیں آ رہا۔"
تو وہ بھی آبدیدہ ہو جاتی تھیں۔

بعض اوقات وہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ اقدس پر دستک دیتے۔ ان کے پاس وہ آئینہ مبارک تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر استعمال تھا۔ ان

Marfat.com

کی بیکلی و بے قراری دیکھ کر ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ آئینہ لا کر ان کو دیتیں۔ مثل پروانہ وہ آئینہ مبارک میں دیکھنے لگتے تو بجائے اپنی صورت کے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نظر آتا تھا۔ بس پھر کیا تھا آتش عشق مزید شعلہ بداماں ہو جاتی۔ انہیں یوں محسوس ہوتا جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے جلوہ افروز ہوں۔

محب کو بجز اپنے محبوب کے دیدار و جلوہ کے کوئی دوسری چیز پسند نہیں آتی۔ بروایت حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی بینائی جاتی رہی لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے۔ جب افسوس کا اظہار کرنے لگے تو انہوں نے محبت آمیز لہجے میں کہا۔

"میں ان آنکھوں کو صرف اس لئے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے محبوب رب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تھا اور یہی ان کا مقصود تھا۔ اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے اس لئے اب اگر مجھے چشمان آہو بھی مل جائیں تو مسرت نہ ہو گی۔

یہ سنا تو عیادت کے لئے آنے والوں پر رقّت طاری ہو گئی۔

صرف ایک محبت ایسی ہے جو نہ صرف اس جہاں رنگ و بو میں بلکہ اخروی زندگی میں بھی قائم و دائم رہے گی اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے وصال کا وقت قریب آتا تو وہ لوگ جو جدائی کے صدمہ کی وجہ سے افسوس کرنے لگتے تو وہ ان سے کہتے۔

"افسوس کس بات کا ہے بلکہ خوشی کرو۔ ہماری ملاقات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے والی ہے۔

اور پھر خنداں برلب اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پہنچ جاتے تھے۔

ایک غزوہ میں دو باپ بیٹوں نے اس بات کے لئے قرعہ اندازی کی کہ دونوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کون جائے۔ قرعہ بیٹے کے نام کا نکلا۔ باپ نے کہا۔

"بیٹا! اس غزوہ میں تو اپنی جگہ مجھے جانے دے۔"

بیٹے نے کہا۔

"ابا جان! یہ تو جنت لینے کا معاملہ ہے۔ اس میں اپنے اوپر آپ کو ترجیح نہ دوں گا۔"

چنانچہ بیٹا غزوہ میں شریک ہوا۔ اور اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہید ہوا اور

Marfat.com

بزبان حال عرض کیا۔

بجرم عشق تو ام می کشند و غوغائیست
تو نیز برسر بام آکہ خوش تماشائیست

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۱۴

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ

کہتے ہیں عورت سراپا محبت ہے اور یہ جب کسی سے محبت کرتی ہے تو دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر محبت کرتی ہے۔ ٹوٹ کر محبت کرتی ہے۔ دنیا و مافیہا سے ماورا محبت کرتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محور عشق و محبت ہیں ان سے صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی الفت و پیار کا اپنا رنگ تھا جس میں وہ منفرد و یگانہ تھیں۔ یہ مقدس ہستیاں اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا بھی بے حد خیال رکھتی تھیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کی خاطر اپنی ذات کی پرواہ نہیں کرتی تھیں۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک اشیاء کو بطور یادگار محفوظ کر لیتی تھیں اور ان کے استعمال میں جس رنگ محبت کا اظہار کرتی تھیں وہ بھی بے نظیر تھا۔

حضرت سیدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جس گھر میں رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدوم میمنت لزوم لے جاتے اس کی قسمت پر عرش و فرش رشک کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ جب اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی تھیں تو ان کا غنچہ دل موج بہاراں سے کھل اٹھتا تھا۔ ان کی خوشی کی انتہا نہ ہوتی تھی۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما کر اٹھتے تو محب صادقہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیں پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کر کے رکھ لیتی تھیں اور اس کو جان و دل سے عزیز رکھتی تھیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما رہے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبین مبارک سے

Marfat.com

پسینہ پونچھ رہی ہیں۔ فرمایا۔

"ام سلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ کیا کر رہی ہو؟"

بولیں۔

"برکت حاصل کر رہی ہوں۔"

ایک دن رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس محسوس ہوئی فرمایا۔

"ام سلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پانی لاؤ۔"

سامنے مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ وہ اس میں سے پانی انڈیلنے لگیں تو ارشاد فرمایا۔

"اسے ہی لے آؤ۔"

وہ مشکیزہ لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دہانہ اپنے منہ مبارک سے لگایا اور پانی پیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔

ایک دن آپ گھر پر تشریف رکھتی تھیں کہ اسی اثنا میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور کہا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں کچھ کھانا بھیج دو۔"

سنا تو تڑپ اٹھیں۔ سب کام کاج چھوڑ کر اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرنے لگیں۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیں کہ بارگاہ نبوت میں پیش کر دیں۔

اس وقت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں مع چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو ارشاد فرمایا۔

"تم کو ابو طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھیجا ہے۔"

"جی ہاں۔"

فرمایا۔

"کھانے کے لئے۔"

عرض کی۔

"جی"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بمع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے بڑی محبت سے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور ساری روٹیاں اور سالن لاکر سامنے رکھ دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لخت جگر تھے۔ ان کے گیسو بڑھے رہتے تھے۔ ایک روز انہوں نے ارادہ کیا کہ ان کو کاٹ ڈالیں تو ان کی والدہ ماجدہ تڑپ اٹھیں۔ بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان بالوں کو مت کاٹنا۔ ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پکڑا کرتے تھے۔

فراغت حج کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام منیٰ میں موئے مبارک ترشوائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔

"حجام سے ان بالوں کو مانگ لو۔"

اور پھر برکت کی غرض سے ان کو ایک شیشی میں بند کر کے رکھ لیا۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے مشکبار تھی۔ یہاں تک کہ دم آخر آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی۔

"میرے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک جو میں شیشی میں بھر کر رکھا کرتی تھی کفن میں خوط کی ساتھ عرق مبارک بھی شامل کر دینا۔"

اور پھر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

حضرت سیدہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عبد مناف المعروف ابوطالب سے ان کی دختر ام ہانی کا رشتہ مانگا۔ لیکن چچا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہبیرہ بن ابی وہب کو ترجیح دی اور اس کا پیام قبول کر کے ام ہانی اس کے حبالہ عقد میں دے دی اور کہا۔

"بھتیجے! میں نے ہبیرہ سے رشتہ کر دیا ہے۔ محسن محسن کے ساتھ برابر کا احسان کرتا ہے۔"

"اور پھر وہ وقت آیا کہ ام ہانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں۔ ہبیرہ بن ابی وہب سے رشتہ ازدواج ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنے لئے پیام ڈالا۔ اس پر وہ بولیں۔

اللہ کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد جاہلیت میں بھی محبت تھی اور اسلام کے زمانہ کے تو

Marfat.com

کہنے ہی کیا ہیں۔ لیکن میں بچوں والی عورت ہوں۔ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو گی اور مجھے یہ قطعاً گوارا نہیں۔ ان میں کوئی لیٹا ہے اور کوئی شیر خوار ہے۔ ان کی موجودگی میں بھلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا راحت دے سکوں گی۔"

وہ نہیں چاہتی تھیں کہ چھوٹے بچوں کی وجہ سے ان کے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام و سکون میں خلل واقع ہو۔ اسی اثنا میں راحت و انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ لیکن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پانی کی بجائے دودھ لا کر پیش کیا۔ تھوڑا سا نوش جان فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا کٹورا واپس کر دیا۔ لہٰذا اسے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پی لیا اور عرض کیا۔

"میرا روزہ تھا لیکن پھر بھی میں نے یہ دودھ پی لیا۔"

فرمایا۔

"کیوں پی لیا۔"

عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھوٹا تھا۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اس چیز کو بھی چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا جس پر میں قادر نہیں۔ لیکن جب میں ان پر قادر ہو گئی تو میں نے وہ پی لیا۔"

حضرت سیدہ ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عالی مرتبت و بہادر حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ احد میں زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ جب فتح شکست میں بدلی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا دیکھا تو مشکیزے کو ایک طرف رکھ دیا اور قریب ہی پڑے ہوئے شہید کی تلوار اٹھائی اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کھڑی ہو گئیں تاکہ دشمن کا تیر یا کوئی ہتھیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے اور جب کوئی قریب آتا تو اس سے بڑی بہادری و جرات کے ساتھ نبرد آزما ہوتی تھیں۔

ابن قمیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا موذی دشمن تھا وہ آیا تو اس کے ساتھ بے جگری کے ساتھ لڑیں اور میدان جنگ سے مار بھگایا۔ لیکن اس معرکہ میں خود بھی جسم پر کاری زخم کھائے مگر اس کے باوجود سینہ سپر جنگ کرتی رہیں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ام عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تو نے تو مردوں سے بڑھ کر بہادری دکھائی ہے۔ جتنی طاقت تجھ میں

Marfat.com

ہے وہ کسی اور میں کہاں۔"

اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے زخموں پر پٹی بندھوائی اور دریافت فرمایا۔

"بتاؤ کیا چاہتی ہو۔"

عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دعا فرمائیں کہ آخرت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ نصیب ہو۔"

جب حضور آیہ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ مبارک اٹھائے تو کہنے لگیں۔

"اب دنیا میں کسی مصیبت کی مجھے پرواہ نہیں۔"

پھر اپنے زخمی بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور اس سے کہا۔

"بیٹا! آخر دم تک دشمنوں سے برسرپیکار رہنا۔"

حضرت سیدہ سودہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پانچ چھ چھوٹے چھوٹے بچوں کے ہمراہ حضرت سودہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندگی کے دن گزار رہی تھیں۔ ان کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب و محترم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ ایک مرتبہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قریشی خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ جواب میں اس نے بڑے ادب اور محبت کے ساتھ کہلا بھیجا۔

"بخدا میری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک محبوب ترین ہیں۔ لیکن میں اس بات کو سخت ناپسند کرتی ہوں کہ میرے بچے صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے چلاتے رہیں۔"

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہیں دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک خاص بستر اور تہبند بنوا لیا تھا جس کو زیب تن فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرماتے تھے۔ یہ دونوں یادگاریں انہوں نے بے حد سنبھال کر رکھیں اور آخر میں یہ دونوں مبارک اشیاء مروان نے بڑی محبت کے ساتھ حاصل کر لی تھیں۔

Marfat.com

حضرت سیدہ فاطمہ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور بھی جانثار و عشاق محبتوں کے دیپ جلائے بیٹھے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت فاطمہ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر خدمت ہوئیں اور بڑے ادب کے ساتھ گویا ہوئیں۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک وہ وقت تھا کہ میں دنیا بھر میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے سوا کوئی اور مکان گرے اور اب محبت کا یہ عالم ہے کہ میں چاہتی ہوں کہ دنیا میں کوئی اور مکان رہے یا نہ رہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان قائم رہے۔"

اس محب خاتون کی بات سماعت فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تم اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتی جب تک تو مجھے اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے۔

عرض کی۔

"بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب میرا یہی حال ہے۔"

حضرت سیدہ کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں بیٹھی تھیں کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جنت کی بہاریں رقص کرنے لگیں۔ سامنے مشک لٹکی ہوئی تھی جس میں پانی بھرا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس کے دہانے سے کھڑے کھڑے پانی پیا۔ کچھ دیر گھر کو رونق بخشی اور پھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اٹھیں اور مشک کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

حضرت سیدہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہر وقت لبریز رہتا تھا اور اس کا اظہار بھی مختلف طریقوں سے کرتی رہتی تھیں۔ اور جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کا سمندر دل کی دنیا میں ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا تو بے اختیار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لبوں سے نکلتا۔

"بابا یعنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔"

Marfat.com

حضرت سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راہی دار البقاء ہوئے تو فراق و ہجر کے خنجروں نے سب کا کلیجہ چھلنی کر دیا۔ حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھی یہ سانحہ جانکاہ ناقابل برداشت تھا۔ ان کے دکھ نے اشعار کا لبادہ اوڑھا اور زبان سے اداس جھرنوں کی طرح بہنے لگا۔ ان اشعار کا مطلب تھا۔

شام ہی سے سواریاں متوحش ہیں۔
جن پر وہ سوار ہوتے کہ سواری کی ان سے زینت بڑھ جاتی۔
شام سے ہی سردار کو رو رہی ہیں۔
آنکھ سے رہ رہ کر آنسو آتے جاتے ہیں۔
فرط رنج و غم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو افاقہ تک نہیں۔
رہ رہ کے رنج بڑھتا ہے۔
وہ زرد ہو گئی ہیں۔
اس سوفار کی سی حالت ہو گئی ہے۔
جو بے کار ہو گیا ہو اور اس کا رنگ جاتا رہا ہو۔
اس رنج و غم کی چارہ گری میں۔
جو دیر سے جانے والا ہے۔
اس سینے میں اس کا درد ہے۔
ہتھیلیوں سے چہرے بگاڑ رہی ہیں۔
ایسے پر ایسا ہی ہوتا ہے۔
وہ فاضل تھے۔
سردار تھے۔
برگزیدہ تھے۔
ان کی وجہ سے حق پر دین مجتمع تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب میں کیسے جیوں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو انتقال کر گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

انہوں نے جب سنا کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کریم کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو تڑپ اٹھیں۔ غم نے شعروں کا روپ دھار لیا۔ ان کا مطلب ہے۔

اے آنکھ اچھی طرح رو۔
رونا ہی شفا ہے اس لئے رونے میں کمی نہ کر۔
جب لوگوں نے کہا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو ہر قسم کی آزمائش کا یہی وقت تھا۔
اے دونوں آنکھو!
ان کو روؤ جن کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے۔
وہ دنیا میں سب سے اچھے تھے۔
اور وحی آسمانی سے مخصوص تھے۔
یہاں تک روؤ۔
کہ اللہ تعالیٰ اپنی بہترین قضا و قدر سے کام لے۔
میں جانتی ہوں۔
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم کرتے تھے۔
رحمت بن کر اور روشنی لے کر۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں رو رہی تھیں کہ کسی نے سمجھایا تو بولیں۔

"مجھے یہ تو معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت ہوگی لیکن میں تو اس پر روتی ہوں کہ اب ہم سے وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔"

حضرت سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفر آخرت کی تیاری کی تو انہوں نے اپنے آقا و مولا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک اپنی بڑی ہمشیرہ حضرت

Marfat.com

اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا۔ جو انہوں نے بڑی محبت و ادب کے ساتھ سنبھال کر رکھا۔

اگر کوئی گھر میں بیمار ہوتا تو آپ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک نکال کر دھو کر اس کا پانی مریض کو پلا دیتی تھیں جس سے وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔

جبہ مبارک کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے اور نظروں کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مسعود اور حسین و جمیل چہرہ مبارک گھوم جاتا تھا۔

حضرت سیدہ شیماء السعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن تھیں۔ اپنی والدہ سعدیہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلایا کرتی تھیں۔ ننھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد پیار و محبت کرتی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاتی تھیں تو یہ اشعار بھی گاتی رہتی تھیں جن کا مطلب ہے۔

یا اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ رکھ یہاں تک کہ ہم ان کو جوان دیکھیں۔
پھر ہم ان کو ایک معزز سردار دیکھیں' اس حال میں کہ ان سے حسد رکھنے والے دشمن سرنگوں ہوں۔
اے اللہ! ان کو عزت دوام عطا کر۔

حضرت سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آپ کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا تو حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھڑے ہو کر وضو کرایا۔

ابو عبیدہ بن محمد بن عمار ابن یاسر نے آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھا تو آنکھیں غمناک ہو گئیں۔ فرمایا۔
"بیٹا! اگر تم نے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوتا تو گویا آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھا ہوتا۔"

حضرت سیدہ ام حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

صحابیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف بذات خود رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

محبت و عشق کرتی تھیں بلکہ اپنے چھوٹے بچوں کے دلوں میں بھی اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چراغ روشن کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتی تھیں۔

اگر بچے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چند دن نہ جاتے تو ان کی مائیں ان سے ناراض ہوتیں اور انہیں ڈانٹتی تھیں۔ حضرت سیدہ ام حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند دنوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف نہیں پایا تھا لہٰذا انہوں نے اپنے بچے کو خوب ڈانٹا۔

Marfat.com

باب ۱۵

نامعلوم صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کی نوید جب دوش صبا پر مدینہ منورہ پہنچی تو عشاق کے بحر عشق میں تلاطم آ گیا۔ خوشی و انبساط نے ہر سو ڈیرے ڈال لئے۔ ہر لب پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا۔ پیر و جواں' زن و شو مدینہ منورہ سے باہر نکل کر اس راستے پر محبت کی نظریں بچھا دیتے جس طرف سے ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جلوہ فرمانا تھا۔ چرخ نیلی فام نے ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ لوگ پلک جھپکنے سے بھی مجتنب تھے کہ تشنگی دید کو بجھانے میں دیر نہ ہو اور جب دن بھر کا تھکا ماندہ آفتاب دامن افق میں منہ چھپانے لگتا تو عاشقان باصفا حسرت دید لئے گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ چند یوم ایسے ہی ہوتا رہا۔ وقت کے ہم آہنگ ان کے شوق دیدار میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور پھر وہ یوم سعید آیا جب محبوب رب کریم صلی اللہ علیہ وسلم دور سے تشریف لاتے دکھائی دیئے۔ فرط خوشی سے آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ دل کی دھڑکنوں میں ہلچل مچ گئی۔

اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں ایک جماعت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں دف بجاتی اور گاتی ہوئی نکلیں۔ اور قبائل انصار کی خواتین گلیوں اور دروازوں پر نکل کر گانے لگیں۔ وہ عربی اشعار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کر رہی تھیں جن کا ترجمہ ہے۔

★ ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پڑوسی ہو گئے۔

★ ہمارے اوپر چودھویں رات کا چاند ثنیۃ الوداع سے طلوع ہوا۔

★ ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے جب تک کہ اللہ کریم کے نام لینے والے باقی ہیں۔

جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو بہت سے مسلمان مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ کفار و مشرکین نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ وہ ان کے ترک سکونت کی رہ میں حائل تھے۔ یہ لوگ اس وقت کے منتظر تھے کہ کب انہیں موقع ملے کہ وہ اڑ کر اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پہنچ کر اپنے جذبہ عشق و محبت کو سکون آشنا کریں۔ ان میں

Marfat.com

سے اکا دکا چھپ چھپا کر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاتا تھا تو وہ اپنے سب دکھ درد بھول جاتا تھا۔

ایک روز راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ بہت سے محبین بھی حاضر خدمت تھے۔ اس محفل پاک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ اسی اثنا میں ایک عورت جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آئی تھی حاضر خدمت اقدس ہوئی۔ وہ طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے آئی تھی۔ اس نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم میں نہ تو اپنے شوہر کی عداوت اور اس کی نفرت سے ہجرت کر کے نکلی ہوں اور نہ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف آئی ہوں۔ بجز اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتی ہوں۔"

غزوہ بدر میں شکست و ہزیمت اٹھانے کے بعد کفار و مشرکین مکہ کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ وہ انتقام کی آگ میں جل رہے تھے اور موقع کی تلاش میں تھے۔ غزوہ احد برپا ہوا تو ان کا جوش انتقام دیدنی تھا۔ جنگی تیاری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ مسلمان بھی بڑی بے جگری سے نبرد آزما ہوئے۔ نتیجتاً دشمن کو پھر منہ کی کھانی پڑی اور شکست سے داغدار پیشانیاں لئے جان کی خیر منانے کے لئے بھاگے۔ پہاڑ پر متعین مسلمانوں کے دستہ نے جب دیکھا کہ دشمن نے راہ فرار اختیار کی ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن کے بغیر ہی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ خالد بن ولید نے جو اس وقت تک حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے تھے جب پہاڑ کو خالی پایا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ فتح مبدل بہ شکست ہو گئی۔ کسی دریدہ دہن نے افواہ اڑا دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح دور و نزدیک پھیل گئی۔ مدینہ منورہ میں اس خبر نے کہرام مچا دیا۔ بروایت حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواتین کا برا حال تھا۔ آنسو ساون بھادوں کا سماں پیش کر رہے تھے جو رکنے کا نام نہ لیتے تھے۔ ان میں سے ایک صحابیہ نے ان عورتوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"تم رونے میں جلدی نہ کرو جب تک میں دیکھ نہ لوں۔"

چنانچہ وہ پیادہ ہی تیز تیز ڈگ بھرتی چل پڑی۔ اس کا ارادہ سوائے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرنے کے اور کچھ نہ تھا۔

اس پردہ نشین انصاریہ کا تعلق بنو دینار سے تھا۔ اس کا دھیان اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا۔ نگاہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک جلوہ گر تھا اور کانوں میں مدینہ

Marfat.com

منورہ کے گوشہ گوشہ سے عورتوں کے رونے کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ دور سے اس نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آتے دیکھا۔ اس نے دیکھا چند لوگ کسی شہید کا جسد پاک اٹھائے ہوئے ہیں۔

اس نے پوچھا۔

"یہ کون ہے؟"

"تیرا بھائی ہے؟"

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ اس عاشق رسول صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا تو دریافت کیا۔

"مجھے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاؤ۔ ان کا کیا حال ہے۔"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں۔"

تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شہید کا جنازہ قریب سے گزرا۔ پوچھا۔

"یہ کس کی میت ہے؟"

"یہ تیرا باپ ہے۔"

جواب ملا تو سن کر بیتابانہ پوچھا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔"

"بحمد للہ وہ ٹھیک ہیں۔"

یہ سن کر وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ وہ لوگ آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شہید کو اٹھائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پاس سے گزرے تو کہا۔

"یہ کون ہے؟"

"تیرا خاوند ہے؟"

جواب ملا تو عالم وارفتگی میں بولی۔

"مجھے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبردو۔"

"وہ بہ فضل تعالیٰ ہم میں موجود ہیں۔"

اس شہید کے پیچھے ایک اور میت آرہی تھی۔ وہ انصاریہ اس طرف متوجہ ہوئی۔ بولی۔

"یہ کس کو اٹھائے ہوئے ہو؟"

"یہ تیرا بیٹا ہے۔"

سنا تو تڑپ کر بولی۔

"مجھے صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاؤ۔"

Marfat.com

ایک جانثار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"وہ سامنے ہیں۔"

"للّٰہ مجھے کسی طرح رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دو۔

چنانچہ اسے کسی طرح ریل پیل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا گیا۔ جب اپنی آنکھوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ سے قلب و روح کو منور کیا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیا اور وہ جملہ کہا جو تاریخ عشق و محبت میں اپنی مثال آپ ہے۔ گویا ہوئی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربان جائیں۔ کل مصیبة بعدک جلل یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے سب مصائب ہیچ ہیں۔ مجھے پرواہ نہیں کہ کون شہید ہوا۔"

غزوہ احد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ نے عشاق کے دل ہلا کر رکھ دیئے تھے۔ صحابیات رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہن خاص طور پر بے حد مضطرب ہو گئی تھیں۔ اس واقعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوات پر تشریف لے جاتے تو صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن فرط محبت سے اپنے آقا و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانتی تھیں۔ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دف بجا کر گاؤں گی۔"

محب کے لئے اس سے بڑھ کر امتنان و سکینہ کی کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ محبوب اس کے گھر میں آئے۔ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سعادت کونین سے بہرہ ور ہونے کے لئے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک اس گھر میں آئیں اکثر و بیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت پر مدعو کرتے رہتے تھے۔ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں۔

ایک بار کسی صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اس کو عاشق صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محفوظ رکھا۔ جب کوئی بیمار ہوتا یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو وہ اس سے پانی پیتی اور پلاتی تھی۔

غزوہ خیبر کا موقع تھا۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

Marfat.com

خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا۔ اس کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ وہ اس ہار کی بے حد قدر کرتی تھیں۔ اسے عمر بھر گلے سے جدا نہیں کیا۔ جب بھی اس کی نظر ہار پر پڑتی تو دریائے محبت جوش پر آجاتا تھا۔ جب اس عاشقہ صادقہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس نے وصیت کی۔

"میرے ساتھ اس ہار کو بھی دفن کر دینا۔"

وہ اس ہار کو انتقال کے بعد بھی خود سے جدا کرنا پسند نہ کرتی تھیں۔ یقین ہے کہ یہ ہار روز قیامت اور خلد بریں میں بھی اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے میں ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے محب رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو عاشقان باصفا کے قلوب کی نگری اجاڑ و ویران ہو گئی۔ نین ہر لحظہ و ہر آن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منور کے گلی کوچوں میں تلاش کرتے رہتے تھے کہ شاید دُرِ یتیم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی موڑ پر ملاقات ہو جائے۔ عالم تصور میں انہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے اور مسجد نبوی میں تشریف فرما دکھائی دیتے تھے۔ لیکن دل کو کسی پل چین و قرار نہیں تھا۔

بروایت صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن آپ کی خدمت اقدس میں ایک خاتون حاضر ہوئی۔ اس کی حالت و حلیہ غمازی کر رہا تھا کہ وہ عظیم غم و اندوہ سے دوچار ہے۔ بصد ادب اس نے عرض کی۔

"ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا! حجرہ انور کھول دیں۔ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے آئی ہوں۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے در حجرۂ جنت کھول دیا۔ وہ عورت اندر داخل ہوئی۔ زیارت سے عشق کی پیاس بجھائی اور پھر رونے لگی۔ لحظہ بہ لحظہ اس کی حالت غیر ہوتی جاتی تھی۔ اور پھر روتے روتے ہی شہید ہو گئی۔ فراق کے بحر بیکراں کو اس نے لمحوں میں عبور کر لیا اور آن واحد میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئی۔

رہوار وقت بگٹٹ دوڑتا رہا۔ ہر گزرنے والا لمحہ ماضی کے اتھاہ سمندر میں جذب ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد مسعود آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ ہر شب مخلوق اللہ کی پاسبانی و خبر گیری، خدمت خلق اور حالات و احوال کا جائزہ لینے کے لئے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے تھے۔

حسب معمول ایک رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر تھے کہ ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ روشن ہے۔ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک بوڑھی خاتون اون کاتنے میں مصروف ہے اور ساتھ

Marfat.com

ساتھ بڑی دردیلی آواز میں اشعار پڑھ رہی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رک گئے اور سماعت فرمانے لگے۔ وہ گہرے خیالوں میں مستغرق کہہ رہی تھی۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار صلی علیک المصطفون الاخیار
قد کنت قواما بکی الاسحار یالیت شعری و المنایا الحوار
هل تجمعنی و حبیبی الد ار

(ترجمہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ابرار لوگ درود بھیجتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چیدہ چیدہ اخیار کا درود ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو عبادت کرنے والے اور ہنگام صبح گریہ و زاری کرنے والے تھے۔ ہائے افسوس اسباب موت متعدد ہیں۔ کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روز نشور مجھے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہو گا۔

یہ اشعار سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد شدت سے ستانے لگی وہیں بیٹھ گئے اور زار و قطار رونے لگے اور پھر دروازے پر دستک دی۔ اندر سے اشعار پڑھنے کی آواز آنا بند ہو گئی اور پھر ایک آواز فضا میں ابھری۔

"کون ہے؟"

"عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

اندر سے پھر آواز آئی۔

"رات کے ان اوقات میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یہاں کیا کام ہے۔"

"اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ تم پر کوئی خطرہ نہیں۔ دروازہ کھول۔"

تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بوڑھی عورت کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا۔

"جو اشعار تم پڑھ رہی تھی انہیں دوبارا پڑھو۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر بوڑھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن و غم دو چند ہو گیا اور پھر وہ اندوہ گیں آواز میں شعر پڑھنے لگی۔

جب وہ آخری مصرعہ پر پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم گریہ میں کہا۔

"مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرتے ہوئے کہہ کہ ہم دونوں کو آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کا ساتھ نصیب ہو اور اسے معاف کرنے والے عمر کو معاف کر دے۔"
چنانچہ اس خاتون نے کہا۔
"وعمر فاغفرلہ۔
یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راضی ہو گئے اور لوٹ آئے۔
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک بردہ لے کر آئی' انہوں نے دریافت کیا۔
"تم جانتی ہو بردہ کیا ہے۔"
اس نے جواباً کہا۔
"ہاں! ایک چادر ہے جس کے حاشیے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔"
اور پھر اس عورت نے بارگاہ نبوت میں عرض کی۔
"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہناؤں۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت بھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہن کر تشریف لائے جو ایک تہہ بند تھی۔ جماعت میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔
"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ چادر مجھے عنایت کر دیں۔"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"اچھا۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تھوڑی دیر بیٹھے پھر اندر تشریف لے گئے اور اس چادر کو تہہ کر کے اس کے پاس بھیج دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا۔
"تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو رد نہیں فرماتے۔"
اس شخص نے جواب دیا۔
"واللہ! میں نے تو صرف اس لئے مانگا کہ جب میں مر جاؤں گا تو میرا کفن ہو۔"
حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہی چادر اس کا کفن ہوئی۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۱۶

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن وہ عظیم ترین ہستیاں ہیں جنہیں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نہ صرف اس کارگہ عالم میں نصیب ہوا بلکہ یہ شرف دار آخرت میں بھی برقرار رہے گا۔ یہ پاک دامن و عفت ماب امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن ایسی تھیں جن کے متعلق بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔ ان مایہ ناز نفوس قدسیہ کو جو محبت و عشق اپنے سرتاج و آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ اس میں وہ منفرد و یگانہ تھیں۔ ہر زوجہ معزز سدا اس بات کی خواہاں و متمنی رہتی تھی کہ اس کا رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سنگ دوسری زوجہ محترم کی نسبت زیادہ وقت گزرے اور اگر کبھی کوئی ایسا موقعہ میسر آجاتا تو اسے یوں محسوس ہوتا جیسے دنیا جہاں کی مسرتیں اور خوشیوں کے چاند اس کی جھولی میں آگرے ہوں۔ فرط انبساط سے وہ پھولے نہیں سماتی تھی۔ کتب سیر شاہد ہیں کہ ہر محب زوجہ اطہر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشی کی جویاں رہتی تھی اور اس کے لئے وہ کسی نوع کی قربانی دینے سے قطعاً دریغ نہیں کرتی تھی۔

حضرت سیدہ خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امارت کا مزاج خدمت و ادب کروانا اور دوسروں سے ایثار و قربانی طلب کرنا ہے لیکن جب کسی سے دلی و روحانی محبت ہو تو معاملہ الٹ ہو جاتا ہے۔ سیدہ حضرت خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ کی امیر ترین خاتون تھیں۔ ان دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق و ستودہ صفات کی گواہی مکہ کی ہر گلی و کوچہ دے رہا تھا۔ عام و خاص سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ حضرت خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عقیدت نواز نگاہیں بھی کسی ایسے ہی فرد مقدس کی جستجو میں تھیں۔ بڑے اشتیاق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پذیرائی کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ بصد ادب سامان تجارت ملک شام لے جانے کے لئے استدعا کی۔ چچا ابو طالب کے ذریعے معاملہ طے پا گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت کے لئے غلام میسرہ ساتھ کر

Marfat.com

دیا۔ اس تجارت سے پہلے کی نسبت دوگنا منافع ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے طے شدہ رقم سے زیادہ پیش خدمت کی اور قبول کرنے کی التجا کی اور دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا ارادہ استوار کر لیا۔ اپنی باندی نفیسہ کو پیامبر بنا کر بھیجا اور پھر آپ کا ایما پا کر اکابرین خاندان کی موجودگی میں آپ سے نکاح ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں ڈال دیا کہ جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کئی غلام اور باندیاں گھر کا کام کاج کرنے اور خدمت کے لئے موجود تھیں لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت نے گوارا نہ کیا کہ کوئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرے۔ اس سعادت کو وہ خود سمیٹنا چاہتی تھیں لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بذات خود کیا کرتی تھیں اور اس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ لہٰذا تاحیات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محبت بھری خدمت میں گزار دی۔

تعظیم و تکریم اور ادب محبت کا شعار ہے۔ لہٰذا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ساری زیست اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر آمنا و صدقنا کہا اور سر تسلیم خم کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے بارے میں اپنی زوجہ محترمہ کو بتایا تو انہوں نے کہا۔

"بے شک آپ سچ کہتے ہیں۔"

اور جب اعلان نبوت فرمایا تو فوراً ایمان لے آئیں۔

جب مکہ میں کفر و الحاد کی تاریک فضا میں رسالت کی صدا نے ارتعاش پیدا کیا تو وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و صداقت کے گن گاتے تھے جان کے دشمن بن گئے۔ سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرب کی فطرت سے بخوبی آشنا تھیں لہٰذا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فکرمند رہتی تھیں۔ اگر غیر معمولی دیر ہو جاتی تو طرح طرح کے وساوس دل و دماغ کو گھیر لیتے تھے۔ ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلیں۔ راستے میں ایک شخص ملا اور اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ڈر گئیں کہ کہیں کوئی بدخواہ نہ ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو۔

اس واقعہ کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ فرمایا۔

Marfat.com

"وہ جبرئیل تھے' مجھ سے کہہ گئے ہیں کہ تم کو ان کا سلام پہنچا دوں اور جنت میں ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دوں جو موتیوں سے بنا ہو گا۔ جس میں شور و شغب' محنت و تکلیف کا گزر نہ ہو گا۔"

حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کو پاکیزہ مذاق و مزاح کا ملکہ قدرتی طور پر ودیعت ہوا تھا۔ اکثر اپنی گفتار سے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا دیا کرتی تھیں اور محبوب جب خوش ہو تو محب کی مسرت کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستا ہوا دیکھ کر بے حد محظوظ ہوتی تھیں۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریف میں موجود تھے کہ انہوں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کل رات کو میں نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک رکوع میں رہے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میری نکسیر نہ پھوٹ جائے اور خون بہنے لگے' اس لئے میں اپنی ناک پکڑے رہی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سماعت فرمایا تو تبسم فرمایا تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل کی کلی کھل گئی۔

حضرت خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں۔ نکاح سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور اپنا قدم مبارک ان کی گردن پر رکھ دیا ہے۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنے شوہر حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا' سنا تو بولے۔

"میں وصال پاؤں گا اور حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے شادی کر لیں گے۔"

تھوڑے عرصے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عالم رویاء میں دیکھا کہ چاند آسمان سے پھٹ کر ان پر گرا ہے۔ اس کا تذکرہ بھی انہوں نے اپنے خاوند سے کیا تو جواباً کہا۔

"میں بہت جلد واصل بحق ہوں گا اور تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آجاؤ گی۔"

اور پھر خواب نے حقیقت کا روپ دھار لیا۔ سیدہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہو گئی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی نکاح فرمالیا۔

سن رسیدگی کی وجہ سے سیدہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہر لحظہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہ ہونا پڑ جائے۔ محب کو محبوب کے قدموں کے علاوہ دنیا جہاں اندھیر دکھائی دیتا ہے۔ ادھر وقت کا ہر لمحہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑھاپے کی طرف لے جا رہا تھا۔

ایک دن جب محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں موجود تھے تو انہوں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے شوہر کی کوئی حرص نہیں۔ مجھے تو اب سب سے زیادہ عزیز یہ امر ہے کہ قیامت کے روز میرا حشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی حیثیت سے ہو۔ میں اپنی باری کا دن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیتی ہوں۔"

دنیائے محبت میں یہ بہت بڑا فیصلہ اور ایثار تھا جو سیدہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق میں کیا تھا۔ اس کا علم جب سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہوا تو ان کے لئے یہ نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں سیدہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ممتاز تھیں۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ساتھ تھیں۔ اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں سے ارشاد فرمایا۔

"اس حج کے بعد گھر سے نہ نکلنا۔"

چنانچہ واپسی پر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجرہ نشین ہو کر رہ گئی تھیں اور اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی سختی سے تعمیل کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب ان سے دریافت کیا گیا۔

"آپ اپنی بہنوں کی طرح حج و عمرہ کو کیوں نہیں جاتی ہیں۔"

تو بولیں۔

"حج اور عمرہ تو میں کر چکی ہوں۔ اب تو اس گھر سے میرا جنازہ ہی نکلے گا۔"

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصتی کے بعد کاشانہ نبوت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم میں تشریف لائیں تو عاقلہ و بالغہ تھیں۔ انیس کا سن تھا۔ تمام تر جذبات محبت اور مقصد حیات کا محور و مرکز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی تھا۔ خواب و بیداری میں سدا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور و خیال رہتا تھا۔ جب کبھی رات کو آنکھ کھل جاتی اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب پاتیں تو اطمینان کا سانس لیتی تھیں اور اگر کبھی قریب نہ پاتیں تو مثل سیماب مضطرب ہو جاتی تھیں۔

رات وبے گام گزر رہی تھی۔ ہر سو خاموشی محیط تھی۔ معاً" سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ کھل گئی۔ حجرہ اقدس میں اندھیرا تھا۔ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب نہ پایا تو بیکل ہو گئیں۔ بمقتضائے عشق است و ہزار بدگمانی ہوا کے دوش پر ایک خیال ذہن میں در آیا کہ مبادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسری زوجہ محترمہ کے پاس تشریف نہ لے گئے ہوں۔ گھر میں چراغ نہیں تھا۔ ادھر ادھر ٹٹولنے لگیں۔ ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و طیب پاؤں مبارک سے ہاتھ مس ہوا جو اس ہنگام بارگاہ ایزدی میں سربسجود تسبیح و تہلیل میں مشغول تھے۔ جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں موجود پایا تو اپنے خیال پر خجل و شرمندہ ہوئیں' بے اختیار مبارک ہونٹوں سے نکلا۔

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہوں میں کس خیال میں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں۔"

ایک دن پھر ایسا ہی ہوا کہ ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نصف شب کے قریب بیدار ہو گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب نہ پایا تو بیتابانہ اٹھ کر اندھیرے میں تلاش کرنے لگیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نہیں تھے۔ بہ عجلت حجرہ مبارک سے باہر نکلیں اور تلاش میں چل کھڑی ہوئیں۔ چلتے چلتے قبرستان پہنچ گئیں۔ دیکھا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم دعا و استغفار میں مشغول ہیں۔ الٹے پاؤں واپس لوٹ آئیں۔

جب صبح ہوئی تو سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کے واقعہ کا تذکرہ کیا۔ سماعت فرمایا تو لب لعلیں کو جنبش دی۔

"ہاں رات کو کوئی کالی سی چیز سامنے جاتی معلوم ہوتی تھی وہ تم ہی تھیں۔"

وقت کروٹیں بدلتا رہا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے تو اپنی محبوب ترین زوجہ اطہر سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر اقدس رکھ کر دراز ہو گئے۔

Marfat.com

محب کی عید ہو گئی۔ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑے پیار سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ نکالنے لگیں۔ عنبرین گیسوؤں کو سر مبارک کے دونوں طرف کر دیا اور جبین انور کے بالوں کو بادہ وحدت سے مخمور چشمان مبارک کے درمیان چھوڑ دیا اور خود حسن لازوال کے جلووں میں کھو گئیں۔ ایسا کبھی کبھی ہوتا تھا جب کہ جنت کے حوریں یہ منظر خوش کن دیکھ کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقسوم پر رشک کیا کرتی تھیں۔

محب کو محبوب کی پسند و ناپسند کا خیال ہر لحظہ دامن گیر رہتا ہے۔ خاص طور پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند و ناپسند کو بہ درجہ اولیٰ مد نظر رکھتی تھیں۔

حضرت کریمہ بنت ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک خاتون نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مہندی لگانے کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا۔

"اس میں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی کیونکہ میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بو پسند نہیں۔"

اسے امام احمد' ابو داؤد' نسائی اور بیہقی نے روایت کیا۔ امام ابو داؤد اور امام منذری نے اس پر سکوت فرمایا ہے یعنی خضاب مہندی کے ساتھ جائز ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بو پسند نہ تھی اس لئے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے ناپسند رکھا۔ محب کی شان یہی ہوتی ہے کہ محبوب کی پسند کو پسند اور اس کی ناپسند کو ناپسند کرتا ہے۔

ایک دن سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چرخہ کات رہی تھیں۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف فرما اپنی نعلین مقدس کو پیوند لگا رہے تھے۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر مشکیں پسینہ کے قطرات نمودار ہوئے۔ ان سے نور کی شعائیں پھوٹ رہی تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ دلکش و خوبصورت منظر دیکھا تو اپنا کام بھول گئیں اور اس نظارہ روح پرور میں کھو گئیں۔

"عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) !تمہیں کیا ہوا۔"

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ عرض کی۔

"یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی جبین اقدس پر پسینے کے قطرے نور کے ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر اسی کیفیت کا مشاہدہ ابو کبیر الہذلی کر لیتا تو بے ساختہ پکار اٹھتا کہ میرے اس شعر کا مصداق

Marfat.com

واقعتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اذا نظرت الی اسرة وجهه
برقت بروق العارض المتهلل

(ترجمہ) جب میں نے اس کے روئے روشن کو دیکھا تو اس کے رخساروں کی روشنائی اور صفائی میں وہ شکن بصورت چودھویں کے چاند نظر آئے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمایا تو حسین ہونٹوں پر نورانی مسکراہٹ کی ہلکی سی لہر دوڑ گئی۔

اکثر خواتین بارگاہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں حاضر ہو کر مختلف امور پر مشورہ و رائے طلب کیا کرتی تھیں۔ ایک روز چند خواتین نے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا اور کہا۔
"انہیں دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں۔"

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان عورتوں کی باتیں سنیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی تعریف میں دو اشعار پڑھے جن کا ترجمہ ہے۔

☆ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک کے اوصاف اہل مصر سن پاتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت لگانے میں سیم و زر نہ بہاتے اور زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین انور دیکھ لیتیں تو وہ اپنے ہاتھ کاٹنے کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ کر پھینک دیتیں۔"
اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر فرمایا ۔

لنا شمس و الافاق شمس
فشمس خیر شمس السماء
فشمس الناس تطلع بعد فجر
فشمس تطلع بعد العشاء

(ترجمہ) یعنی ایک میرا سورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے۔ میرا سورج آسمان والے سورج سے بدرجہا بہتر ہے۔ لوگوں کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے لیکن میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

بعض اسفار میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو بھی ہمراہ لے جایا

Marfat.com

کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی سفر میں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ساتھ تھیں۔ ہر رات بلاناغہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محمل میں تشریف لاتے اور جب تک قافلہ چلتا رہتا گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔

"آؤ ہم اپنا اپنا اونٹ بدل لیں۔"

اونٹ بدل لیا گیا۔ جب رات ہوئی تو رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محمل میں تشریف لائے۔ دیکھا تو سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرکے بیٹھ گئے۔ ادھر سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف آوری کی منتظر تھیں۔ رات انتظار میں بیت گئی۔ جب قافلہ نے پڑاؤ ڈالا تو سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ضبط کا یارا نہ رہا۔ محمل سے اتر پڑیں۔ دونوں پاؤں گھاس پر رکھ دیئے اور بولیں۔

"اے اللہ! میں حفصہ کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی تو کوئی بچھو یا سانپ بھیج جو مجھ کو آکر ڈس لے۔"

غزوہ بنی المصطلق جسے غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں' میں سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ بوقت روانگی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بڑی بہن سیدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک ہار لے کر زیب تن فرمایا۔ بیدا کے مقام پر جو مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے مختصر پڑاؤ کے دوران میں ہار کا دھاگا ٹوٹ گیا اور ہار کہیں گم ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کو طویل کر دیا تا کہ گمشدہ ہار مل جائے۔ اس منزل پر پانی نہ تھا۔ مجاہدین اسلام کے پاس بھی پانی موجود نہ تھا۔ نماز کا وقت فوت ہونے کے قریب تھا۔ بعض لوگوں نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی۔

"یہ تکلیف ہار کی گمشدگی کی وجہ سے پہنچی ہے۔"

یہ سن کر وہ اپنی بیٹی کے پاس آئے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آغوش میں سر اقدس رکھے محو استراحت تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹی پر خفگی کا اظہار فرمایا اور غصے میں کچوکے بھی مارتے رہے۔ لیکن محب کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام و سکون بے حد مرغوب تھا لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنبش تک نہ کی کہ مبادا محبوب و عالی مرتبت شوہر اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک خواب سے بیدار ہو جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی اور لشکر اسلام

Marfat.com

نے صبح کی نماز تیمم کر کے پڑھی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ارد گرد تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بیٹھی تھیں۔ اسی اثنا میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور ادب سے بیٹھ گئے۔

"یہ مجھ سے توسیع نفقہ کا تقاضا کرتی ہیں۔"

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تو ان دونوں جانثاران رسول عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سنا تو اپنی اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور سخت انداز میں کہا۔

"کیا تم پیغمبر اسلام سے وہ چیز طلب کرتی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے۔"

"واللہ ہم آئندہ کبھی ایسا نہیں کریں گی۔"

دونوں ازواج مطہرات نے بیک زبان کہا اور اپنے مطالبے سے دستبردار ہو گئیں۔ لیکن دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہنوز مصر رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ صورت حال پسندیدہ نہ تھی۔ سوءِ اتفاق انہی دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گر پڑے اور پنڈلی مبارک پر زخم آیا۔ ان حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے لئے علیحدگی اختیار کر لی اور ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے مبارک کے متصل ایک بالاخانہ مین جو رصدگاہ اور تخلیہ و عبادت کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ تنہا نشینی اختیار کر لی۔

___ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا برا حال تھا۔ جدائی کے لمحات گزرنے کا نام نہ لیتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ہجرو فراق کے ایام سوہان روح بنے ہوئے تھے۔ کسی پل چین نہ تھا' ایک ایک دن گن کر گزار رہی تھیں۔ جب تنہا نشینی کی مدت پوری ہو گئی تو سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانے سے نیچے اتر آئے تو سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ جب دیکھا تو خوشی کی انتہا نہ تھی۔ چہرے مبارک سے اداسیوں کے گہرے بادل یکدم چھٹ گئے اور وہاں مسرتوں کا چاند طلوع ہو گیا۔ عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایک ماہ کے لئے عہد فرمایا تھا۔ ابھی تو انتیس ہی یوم ہوئے ہیں۔"

ارشاد فرمایا:

مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے۔"

اس کے بعد رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

"عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! میں ایک بات تم سے کہتا ہوں۔ اس کا جواب اپنے والدین سے مشورہ کر کے دینا۔"

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ احزاب کی اٹھائیس اور انتیس آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں جو بالاخانے سے اترنے سے قبل نازل ہوئی تھیں۔ جن کا ترجمہ ہے۔

"اے نبی! اپنی ازواج سے فرمادیں کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو محسنات ہوں گی۔ اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔"

کلام الٰہی کا یہ خطاب سنتے ہی سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ثانیہ ضائع کئے بغیر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس امر میں والدین سے مشورہ کروں۔ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حسن انتخاب اور احسن جواب سے بے حد مسرور ہوئے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا احوال بیان کرتے ہوئے عرض کی۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے دل میں بسے ہوئے ہیں اور میری جان آپ کی محبت میں مستغرق ہے۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے جنت میں آپ کی ازواج مطہرات میں سے رکھے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اگر تم اس مرتبہ کو چاہتی ہو تو کل کے لئے کھانا بچائے نہ رکھو اور کسی کپڑے کو جب تک کہ اس میں پیوند لگ سکتا ہے بیکار نہ کرو۔"

چنانچہ محب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت و نصیحت کی آئینہ دار رہیں۔

وقت تیزی سے بھاگا جا رہا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کی بنیاد اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور رب قدوس کی رضا کا راز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں مضمر ہے۔ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہمیشہ اسی تگ و دو میں رہتی تھیں کہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و رضا میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ یہ صورت حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری اور رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے جانے کے بعد بھی برقرار رہی۔

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا حادثہ جانکاہ محبان کے قلب و روح پر جبل احد سے بھی ہزاروں گنا وزنی و بوجھل تھا۔ ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حالت زار کا اندازہ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پرانوار پر ایک کروٹ لیٹ جاتی تھیں۔ ایک روز انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے نکل کر ان کے پاس آئے۔ فوراً خواب سے بیدار ہوگئیں زبان اطہر سے نکلا۔

"واللہ! یہ اس غم کی وجہ سے ہے جس میں میں مبتلا ہوں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس نہ آئیں گے۔"

اور انہوں نے مزار اقدس پر ترک کر دیا۔ لیکن قلب و نظر میں غم واندوہ کے ڈیرے تھے۔ چہرہ اقدس کی بشاشتیں ماند پڑ گئی تھیں اور زندگی کی ساری خوشیاں روٹھ گئی تھیں۔

جن کپڑوں میں خیر البشر و الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تھا۔ ان کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پاس محفوظ رکھ لیا تھا۔ جب یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ستانے لگتی تو انہیں نکال کر محبت سے دیکھ لیتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کمبل دکھا کر فرمایا۔

"اللہ کی قسم میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔"

ان کپڑوں کے علاوہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ مبارک بھی محفوظ تھا۔ جسے تبرکاً" بڑا سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ جب اسے دیکھتی تھیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بسر کئے ہوئے ایام کی یادیں تازہ ہو جاتی تھیں۔

جب سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو یہ جبہ مبارک سیدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے لیا اور اپنے پاس محفوظ رکھ لیا۔ چنانچہ جب کوئی شخص ان کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔

محبوب کی ہر چیز عزیز ہوتی ہے۔ اس کے عزیز و اقربا اور ملنے جلنے والے بھی محترم و معزز ہوتے ہیں۔ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کا بہت خیال رکھتی تھیں اور ان کی بات نہ ٹالتی تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ جان کی غیر محدود فیاضیوں سے گھبرا کر کہا۔

"اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیے۔"

Marfat.com

اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتنی ناراض ہوئیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کرنا ترک کر دی۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیالی لوگوں نے سفارش کی تو انکار نہ کر سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کی بھی عزیزوں ہی کی طرح عزت کرتی تھیں۔ اور جہاں تک ہوتا ان کی بات رد نہ کرتی تھیں۔

حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعلیم یافتہ، متورع، شب بیدار، اطاعت گزار اور حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غریق خاتون تھیں۔ فصاحت و بلاغت او زور بیان کا ملکہ خاندانی ورثہ میں ملا تھا۔ اپنے محبوب صو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ بڑے انہماک و توجہ سے سنا کرتی تھیں۔ نکتہ سنج تھیں۔ کسی مسئلہ کے کلی ادراک و فہم کے لئے فورا بارگاہ نبوت میں عرض کر کے دریافت کر لیا کرتی تھیں تاکہ کوئی ابہام نہ رہے۔

ایک سفر کے دوران میں جب سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ جب کارواں چلتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محمل میں تشریف لے جاتے ہیں تو بحر محبت میں طغیانی آ گئی۔ ایک دن اپنی سہیلی و بہن سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔

"آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں۔"

اونٹ تبدیل کر لئے گئے۔ حسب معمول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محمل کے پاس تشریف لائے تو وہاں سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کر کے بیٹھ گئے اور سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل اطہر کو قرار آ گیا۔

جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ کے لئے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے علیحدگی اختیار کی تو ہجر و فراق کی برچھیوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل مبارک چھلنی کر دیا۔ ذہن میں کبھی خیال تک نہ آیا تھا کہ کبھی ایسے لمحات بھی آ سکتے ہیں۔ ایک ایک ساعت سال پر بھاری تھی۔ اور جب ایک ماہ کی علیحدگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اختیار دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا چاہتی ہیں یا الگ ہونا پسند کرتی ہیں تو سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فورا عرض کی۔

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کا تو تصور بھی نہیں کر

Marfat.com

سکتی۔"

روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی وجہ سے ایک طلاق رجعی دی۔ جب اس کی خبر ان کے ماموں عثمان قدامہ اور پسران حضرت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہوئی تو آئے وہ ان کے سامنے بے ساختہ رونے لگیں اور بولیں۔

"اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اکتا کر طلاق نہیں دی۔"

اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردہ کرلیا تو فرمایا۔

"حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے تھے اور کہا تھا کہ میں حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے رجوع کرلوں کیونکہ وہ کثرت سے روزے رکھنے والی اور شب بیدار ہے اور جنت میں میری زوجہ ہوگی۔"

جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال آیا تو سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ مبارک بتا رہا تھا کہ ان کے قلب حزیں پر کیا بیت رہی ہے۔ اتھاہ غم نے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو بے اختیار اشکوں کی لڑیاں آنکھوں سے نکل کر پیوند خاک ہونے لگیں کیونکہ ان کا محبوب اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے داغ مفارقت دے گیا تھا۔

حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن سے ہی منفرد و یگانہ عادات و اوصاف سے متصف تھیں۔ غرباء و مساکین کو کھانا کھلا کر قلبی راحت و سکون محسوس کرتی تھیں۔ اگر کوئی بے حد فیاضی سے منع کرتا تو اس کی قطعاً پرواہ نہیں کرتی تھیں۔ انہیں خواص حمیدہ کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "ام المساکین" کے لقب سے بہرہ ور ہوئیں۔

جب سن بلوغت کو پہنچیں تو طفیل بن الحارث بن عبد المطلب کے عقد میں آئیں لیکن بوجوہ اس نے طلاق دے دی تو اس کے بھائی عبیدہ بن الحارث کی زوجیت میں آئیں۔ دونوں میاں بیوی زیور اسلام سے آراستہ ہوئے۔ کفار مکہ کو جب علم ہوا تو ان نفوس قدسیہ پر شدائد و مصائب کے در باز کر دیئے۔ لیکن کسی دکھ اور تکلیف کو خاطر میں نہ لائے۔ روز افزوں ان کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا شعلہ مزید بھڑکتا رہا۔

ہجرت کے بعد یہ جوڑا پرسکون زندگی بسر کرنے لگا۔ ہر وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی محبت کا چراغ دل و دماغ میں فروزاں رکھتے۔ ایک دن دونوں محب بیٹھے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے مشام جان کو معطر کر رہے تھے کہ اطلاع ملی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیاری کی اور غزوہ میں شرکت کے لئے چلے گئے۔

غزوہ بدر میں حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوگی کے دن بسر کرنے لگیں۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ آیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی مرضی کا اظہار فرما دیا۔ دونوں کی شادی ہو گئی۔ بیوگی سہاگن کے روپ میں ڈھل گئی۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی زوجہ کی طرح شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے تھے۔ جب بھی میاں بیوی بیٹھتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر کرتے اور دلوں کو ٹھنڈک پہنچاتے۔

غزوہ احد برپا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں شریک ہوئے اور داد شجاعت دیتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنگن میں پھر بیوگی نے ڈیرے جما لئے۔ ایک دن گھر میں یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں مگن بیٹھی تھیں کہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے لئے پیام بھیجا۔ سماعت پر یقین نہیں آتا تھا۔ خوش بختی کی انتہا نہ تھی۔ کہلا بھیجا۔

"میرے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مختار ہیں۔"

اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر اقدس پر ام المومنین کا تاج زریں سج گیا۔ سارے کرب ملیامیٹ ہو گئے' ہر سو خوشبو' رنگ' حسن' رعنائی اور محبت کا نور پھیل گیا۔ جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر اور یاد سے راحت جان کا سامان کیا کرتی تھیں اس کی رفاقت و قرب نصیب ہو گیا تھا جو دار آخرت میں بھی برقرار رہے گا۔ محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نکھار آ گیا تھا۔ لیکن یہ قرب و رفاقت زیادہ دیر تک قائم نہ رہی کہ شادی کے صرف آٹھ ماہ بعد پیغام اجل آ گیا۔ خوشی اس بات کی تھی کہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے قدموں میں جان دوں گی۔ اور وہ اپنے ہاتھوں لحد میں اتاریں گے۔ علاوہ ازیں مسرت اس امر کی تھی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کارگہ عالم کو الوداع کہیں گے تو دار آخرت میں ان کا استقبال کروں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جب جسد پاک پر مٹی ڈال دی گئی تو اس وقت یوں احساس ہوا جیسے فضا میں آواز گردش کر رہی ہو اور محبت آمیز لہجے

Marfat.com

میں کہہ رہی ہو۔

"الوداع اے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم! روز قیامت ملاقات ہو گی۔"

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنی زیست کا مقصد وحید بنا رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں تو آتے ہی ان کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کر کے خدمت اقدس میں پیش کیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور خادم تھے دراصل وہ سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے۔ انہوں نے جب اپنے غلام کو آزاد کیا تو یہ شرط عائد کی۔

"جب تک میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم اس کارگہ عالم میں جلوہ افروز ہیں تم پر ان کی خدمت لازم ہو گی۔"

جب سورہ احزاب کی آیات تخییر نازل ہوئیں تو دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی دریافت فرمایا۔

"اگر چاہو تو بھلے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر پسند ہو تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو اختیار کر لو۔"

سنا تو بصد ادب عرض کی۔

"یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی عزیز و محبوب نہیں۔ میرا مطمع حیات ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و محبت ہے۔"

زوجہ محترمہ کا یہ جواب سماعت فرمایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد محظوظ ہوئے۔

ام المومنین سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عزیمت کا زندہ جاوید شاہکار تھیں۔ قبول اسلام کے بعد بڑے مصائب و آلام برداشت کئے تھے۔ بحر حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق رہتی تھیں۔ انہیں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور ان کی تعلیمات سے بے پناہ محبت تھی۔ حدیث پاک کا تو بے حد شوق تھا۔ ایک روز بیٹھی بال گندھوا رہی تھیں کہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے مسجد نبوی میں کھڑے ہوئے۔ جب آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا۔

"یاایھا الناس۔"

تو سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور بڑے ادب و پیار سے بحالت قیام سارا خطبہ مبارک سنا۔

جب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما رہے ہوتے تو سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی محبت سے اپنے محبوب آقا و شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین انور سے پسینہ مبارک پونچھ کر ایک شیشی میں محفوظ کر لیا کرتی تھیں۔

ایک روز کسی لڑکی کی شادی تھی۔ جب اس کو سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں لایا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شیشی میں سے تھوڑا سا پسینہ مبارک نکال کر اس لڑکی کے بدن پر لگایا۔ جب تک وہ لڑکی بقید حیات رہی خوشبو اس کے بدن سے نہ گئی اور پھر جب اس کے بطن سے ایک لڑکی نے جنم لیا تو اس نوزائیدہ میں بھی وہی خوشبو تھی۔ حتیٰ کہ اس کی ساری اولاد میں یہ خوشبو قائم تھی۔ اس لئے اس خاندان کا نام عطار پڑ گیا۔

ایک مرتبہ سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک مل گئے۔ انہیں چاندی کی ڈبیہ میں بڑی محبت و پیار سے سنبھال کر رکھ لئے۔ بروایت صحیح بخاری شریف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں سے جب کسی کو کوئی تکلیف یا بیماری لاحق ہوتی تو پانی کا بھرا پیالہ لے کر وہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در اقدس پر حاضر ہوتا' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موئے مبارک کو ڈبیہ سے نکال کر پانی میں ہلا دیتی تھیں لہٰذا ان کی برکت سے تکلیف رفع ہو جاتی تھی۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم محبوب کے لئے واجب العمل و تعظیم ہے اور اس کی ادائیگی میں جو کیف و سرور پنہاں ہوتا ہے اسے صرف محب ہی محسوس کر سکتا ہے۔ اور جب محبوب کسی بات پر خفگی و ناراضگی کا اظہار کرے تو وہ لمحہ محب پر بے حد و حساب شاق و گراں ہوتا ہے اور وہ محبوب کو راضی کرنے کے لئے فوراً خفگی کو دور کرتا ہے۔ ایک مرتبہ سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ تھا۔ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا تو سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو فوراً توڑ دیا کیونکہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا سے زیادہ حسین اور خوبصورت چیز دنیا جہاں میں نہیں۔

ام المومنین سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیور تھیں جیسا کہ ہر محب ہوتا ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے اس سفر میں سیدہ حضرت صفیہ بنت حیی اور سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمراہ تھیں۔ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا دن تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہودج سمجھ کر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہودج کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے باتیں بھی کیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو بڑی غیرت سے بولیں۔

"یا رسول اللہ! یہودی کی بیٹی سے میرے دن کی باری میں گفتگو فرما رہے تھے۔"

لیکن یہ الفاظ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پچھتائیں۔ خود بھی اس بات پر اپنے لئے دعائے مغفرت مانگا کرتی تھیں اور اپنے آقائے و مولا تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عرض کیا کرتی تھیں۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دعائے مغفرت مانگیں۔ مجھے اس بات پر غیرت نے ابھارا تھا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے ایام تیزی سے محو پرواز تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب فراش ہو کر سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں منتقل ہو گئے تو سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے ہاں اپنے شوہر نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت و خدمت کے لئے تشریف لے جاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف پر بے چین و مضطرب ہو جاتی تھیں اور کسی پل بھی چین نہ آتا تھا۔

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بیمار دیکھ کر سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"مسلمان کے لئے مصیبت کے وقت چیخنا مناسب نہیں۔"

اور پھر اسی بیماری کے دوران میں سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے بچھڑ گئے۔ جب یہ منظر دیکھا تو تڑپ اٹھیں۔ وفور محبت و عشق سے اپنا ہاتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھ دیا۔ اس کے بعد کئی جمعے گزر گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پکاتیں۔ وضو کرتیں مگر ہاتھ سے اس دن کی خوشبو نہ گئی اور یہ خوشبو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں کے دیپ روشن کر دیتی تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دردِ فراق سے تڑپ اٹھتی تھیں۔

Marfat.com

حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبہ سے سرشار و مخمور رہتی تھیں۔ اس بات پر کامل و اکمل یقین تھا کہ رشد و ہدایت' رضائے الٰہی اور اخروی انعامات کا واحد ذریعہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ اور جس دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق نہیں وہ دل ویرانہ ہے۔ شیطان کی آماجگاہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دور ہے قابل نفریں ہے۔

ایک سفر میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کئی ازواج تھیں۔ جن میں سیدہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں۔ سوئے اتفاق ان کا اونٹ جس پر وہ سوار تھیں بیمار پڑ گیا اور اس پر سفر جاری رکھنا ممکن نہ رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ! صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا اونٹ بیمار ہو گیا ہے۔ اسے اپنا اونٹ دے دو تاکہ وہ منزل تک پہنچ جائیں۔"

سیدہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی فیاض' سخی اور بامروت خاتون تھیں۔ لیکن اس وقت نہ جانے ان کے منہ سے کیوں نکل گیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات پسند خاطر نہ ہوئی ان سے خفا ہو گئے اور ذی الحجہ اور محرم الحرام کے دو ماہ تک ان سے تعلق منقطع کر لیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

" آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی نے مجھے نڈھال اور قریب قریب ناامید کر دیا تھا۔"

حقیقت تو یہ ہے کہ جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں تو اس سے رب تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود سے عہد کیا۔

" آئندہ ایسی بات کبھی نہ کہوں گی ۔"

اور پھر سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔

" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری خطا معاف کروا دو۔ ورنہ جیتے جی مر جاؤں گی۔"

چنانچہ بڑی مشکل سے سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی خطا معاف کرائی اور

Marfat.com

ان کی جان میں جان آئی۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ بعد از نماز عصر تمام ازواج کے ہاں تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور پھر اس زوجہ کے پاس چلے جاتے جس کی باری ہوتی تھی۔ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شہد آیا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شہد کا شربت بنا کر بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا کرتی تھیں اس طرح محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند لمحات مزید گزار لیتی تھیں۔

حجتہ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ارشاد فرمایا تھا۔

"اس حج کے بعد گھر سے نہ نکلیں۔"

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی سختی سے تعمیل کی اور کبھی گھر سے باہر نہ نکلیں۔

ربیع الاول ۱۱ ہجری میں وہ عظیم سانحہ رونما ہوا جس کا اصحاب رسول رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کے لمحات آ گئے تو ہر دل سوگوار اور آنکھ اشکبار تھی۔ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے جانے کا یقین نہیں آتا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس صدمہ جانکاہ کے بھاری پتھر دل پر اٹھائے۔ آنکھوں سے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے' جس ہستی کو راضی کرنا رب کریم کو راضی کرنا تھا وہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی تھی۔ دنیا اندھیر نظر آتی تھی۔

وقت اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں کے سہارے گزرتا رہا اور پھر سیدہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی اس جہان سے گزرنے کا ہنگام آ گیا تو وصیت فرمائی۔

"مجھے میرے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تابوت پر اٹھایا جائے۔"

اور اس طرح تادم واپسیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت فرماتی رہیں۔

حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

والدین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم برہ رکھا تھا۔ جب شادی کی عمر کو پہنچیں تو مسافع بن صفوان سے بیاہ ہو گیا۔ دونوں میاں بیوی بڑی خوشگوار زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن خواب گاہ

Marfat.com

میں آرام کر رہی تھیں۔ چاند آسمان کی پنہائیوں میں محو خرام تھا۔ ہر سو خاموشی پہرہ دے رہی تھی۔ عالم خواب میں کیا دیکھتی ہیں کہ یثرب کی طرف سے مہر منیر چلتا چلا آرہا ہے اور پھر ان کی گود میں اتر آتا ہے۔ خواب دیکھنے کے بعد فوراً آنکھ کھل گئی اور اس پر غور و خوض کرنے لگیں۔

"اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے۔"

آپ سوچنے لگیں اور ان کے کانوں میں قبیلے کے کئی لوگوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔

"محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین روز افزوں پھیلتا جا رہا ہے۔ جو ایک بار حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے پھر اس پر مرمٹتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور عشاق کی ایسی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔"

اور انہوں نے خود ہی خواب کی تعبیر نکال لی اور زیر لب مسکرا دیں۔ دل ہی دل میں آپ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین میں شامل ہو گئی تھیں۔ اس سے آپ کے روم روم میں سرخوشیاں رقص کرنے لگیں۔

صبح جب وہ خواب گاہ سے باہر آئیں تو چہرے پر عجیب طرح کی بشاشت تھی۔ مسافع نے جب اپنی زوجہ کو غیر معمولی خنداں و بشاش دیکھا تو وجہ دریافت کی۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیا بتاتیں کہ وہ بھی نبی امی، مہر بطحا صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو گئی ہیں۔

مسافع بن صفوان اور اس کا سسر حارث بن ابی ضرار اسلام کے سخت دشمن تھے۔ حارث بنی مصطلق کا سردار تھا۔ اس نے مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو حضرت بریدہ بن مصیب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج کر حقیقت حال معلوم کی۔ انہوں نے خبر کی تصدیق کر دی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کے ہمراہ بنی مصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔

مریسیع کے مقام پر مختصر سی جنگ ہوئی۔ غنیم کے دس افراد جہنم واصل ہوئے جن میں برہ کے خاوند مسافع بھی تھا۔ حارث بن ابی ضرار نے راہ فرار اختیار کرنے میں عافیت سمجھی۔ مال غنیمت میں برہ بھی آئیں۔ حالات نے مشہور و معروف سردار کی لاڈلی بیٹی کو کنیز بنا دیا تھا۔ مال غنیمت تقسیم ہوا تو برہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئیں۔ یہ صورت حال آپ کے لئے بڑی پریشان کن اور سوہان روح تھی۔

"میں آپ کی مکاتبہ بننے کے لئے تیار ہوں۔"

برہ بنت حارث نے حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔

Marfat.com

"ٹھیک ہے۔ آپ نو اوقیہ سونا دے کر آزادی حاصل کر لیں۔"

جب یہ سنا تو بہت مسرور ہوئیں لیکن معاً خیال آیا کہ اتنا سونا جس کی رقم چار ہزار درہم بنتی تھی آئے گا کہاں سے۔ اگر کسی سے مانگوں تو کون دے گا۔

آپ سوچوں کے سمندر میں ڈوب گئیں۔

"مجھے لوگوں سے مکاتبت کی رقم مانگ کر ادا کر دینی چاہئے۔"

ایک خیال ذہن میں ابھرا اور پھر ایک اور خیال نے چہرے پر رونق بکھیر دی۔

"مجھے سب سے پہلے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر دستک دینا چاہئے جہاں سے کبھی کوئی نامراد نہیں لوٹا۔"

اور پھر آپ مسجد نبوی کی طرف چل پڑیں۔

جب آپ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو سیدہ حضرت صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وہاں تشریف فرما تھیں۔ برہ بنت حارث جا کر ادب سے بیٹھ گئیں۔ مدینے کا چاند نظروں کے سامنے تھا۔

"کون ہو اور کیسے آئی ہو۔"

ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوئی ہوں۔"

اور پھر کلمہ پڑھا۔ کملی والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خنداں ہو گیا۔ آپ پھر گویا ہوئیں۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں جو اپنے قبیلے کا سردار ہے اور اب قید ہوں۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئی ہوں۔ اس نے مجھے نو اوقیہ سونے پر مکاتبہ بنایا ہے۔ میں ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ میری مدد فرمائیں تاکہ مکاتبت کی رقم ادا کر سکوں۔"

حارث بن ابی ضرار کو جب پتہ چلا کہ اس کی بیٹی کو کنیز بنا کر مسلمان لے گئے ہیں تو بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی۔

"میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی۔ میری شان اس سے بالاتر ہے۔ زر فدیہ لے کر اسے آزاد کر دیں۔"

اور پھر حارث بن ابی ضرار پر حق روشن ہو گیا۔ وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

جب حضرت برہ بنت حارث آزاد ہو گئیں تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں رہنے کو ترجیح دی اور باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ جب محبوب کبریا صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برہ سے نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے بصد خوشی قبول کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برہ کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا اور اس طرح سیدہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو اپنے خواب کی تعبیر نکالی تھی وہی نکلی۔ اب خوابیدہ محبت جاگ پڑی تھی۔

ام المومنین سیدہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کی نور و نکہت سے بھرپور فضاؤں میں بے مثل زندگی کے ایام گزار رہی تھیں۔ ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے میں گزر رہا تھا۔ اپنے بے مثل شوہر نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا سی تکلیف پر مثل ماہی بے آب مضطرب و بے چین ہو جاتی تھیں۔ یہ بات ماوراء وہم و گمان تھی کہ یہ حسین و خوشگوار و محبت آفرین زندگی صرف چھ سالوں پر محیط ہے اور اس کے بعد وہ بیوگی و جدائی کے کانٹوں سے زخم زخم حیات بسر کریں گی۔

اور جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو دنیا اندھیر ہو گئی۔ دل میں ہول اٹھتا تھا۔ آنکھوں سے اشک رواں تھے' لیکن لبوں پر یہ الفاظ تھے۔

"اے باری تعالیٰ! تو جس حال میں رکھے میں ویسے ہی راضی ہوں۔ مجھے حوصلہ عطا فرما۔"

اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جدا ہوئے پینتالیس سال بیت گئے تھے۔ یہ مہ و سال آتش فرقت کے شعلوں میں بسر ہوئے تھے۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک ۷۱ سال تھی۔ یہ ربیع الاول ۵۶ ہجری کا واقعہ ہے' بیٹھی سوچ رہی تھیں۔

"اسی ماہ میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی ہوئی تھی۔"

یہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوچیں اور گہری ہو گئیں۔

"محبت اور اتباع کی یہ بھی تو صورت ہے کہ اسی مہینے بلاوا آجائے۔"

اور پھر بلاوا آ گیا۔ طویل جدائی کے بعد اب وصل کا وقت آ گیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محب سیدنا حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے ہی سے تیار تھیں اور پھر روح قفس عنصری سے پرواز کر کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پہنچ گئی۔

حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ہجرت کے بعد رملہ اور ان کا شوہر عبید اللہ بن جحش حبشہ میں ہنسی خوشی سے زندگی بسر

Marfat.com

کر رہے تھے۔ اسی دوران میں ان کے ہاں ایک بچی نے جنم لیا جس کا نام حبیبہ رکھا اور پھر رملہ ام حبیبہ کے نام سے مشہور و معروف ہو گئیں اور یہ کنیت اصل نام پر غالب آ گئی۔

وقت گزرتا رہا۔ ایک روز ام حبیبہ گہری سوچوں میں مستغرق تھیں ان کے لئے یہ خیال سوہان روح بنا ہوا تھا کہ ان کے شوہر کا رویہ روز افزوں بدلتا جا رہا ہے۔ پہلے جیسی گرم جوشی و محبت نہیں رہی تھی۔ بظاہر کوئی وجہ بھی نظر نہیں آتی تھی۔ جب کسی نتیجہ پر نہ پہنچیں تو خود سے کہا۔

"شاید یہ میرا وہم ہو۔"

لیکن اس کے باوجود دل میں ایک پھانس سی اٹک کر رہ گئی تھی اور پھر ایک دن وہم کا ریچھ اصل روپ میں عالم خواب میں دکھائی دیا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ عبیداللہ کی نہایت کریہہ و مکروہ شکل ہے فوراً آنکھ کھل گئی۔ دماغ میں خیالات کا ہجوم ہونے لگا۔

"یقیناً کوئی بات ہے۔"

ایک جملہ ذہن کے پاتال پر ابھرا۔ اور پھر ایک سوچ کی لہر ابھری۔

"عبیداللہ کی حالت بدل گئی ہے۔"

اب نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ صبح ہوئی تو عبیداللہ نے ام حبیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے حبیبہ کی ماں! میں نے دین کے بارے میں بہت سوچا اور آخرکار اس نتیجے پر پہنچا کہ تمام مذاہب میں سے نصرانیت بہترین ہے۔ چنانچہ میں اس کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں نے اسلام کو اختیار کر لیا تھا۔ اس کی وجہ میں خود بھی نہیں جانتا۔ لیکن اب میں نے نصرانیت کی طرف رجوع کر لیا ہے۔"

ام حبیبہ نے بہت سمجھایا' رات کا خواب سنایا' لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ دین اسلام سے مرتد ہو گیا۔ لہٰذا میاں بیوی میں علیحدگی ہو گئی۔ اور کچھ عرصہ بعد وہ واصل جہنم ہوا۔

اب ام حبیبہ پر بیوگی کے سائے پھیل گئے۔ پردیس میں یکہ و تنہا تھیں۔ ایک دن مغموم و افسردہ بیٹھی تھیں۔ حبیبہ کھیل رہی تھی۔ طائر خیال پرواز کرتا ہوا مکہ پہنچ گیا۔ آنکھوں کے سامنے اپنے باپ ابوسفیان صخر بن حرب کا چہرہ گھوم گیا جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا اور پھر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی چہرہ نظروں میں گھوم گیا اور قلب و نظر میں طمانیت و سکینت نے ڈیرے ڈال لئے۔

رات آہستہ آہستہ بیت رہی تھی۔ ہر سو خاموشی محیط تھی۔ ام حبیبہ آرام فرما رہی تھیں'

Marfat.com

کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص آتا ہے اور ام المومنین کہہ کر خطاب کرتا ہے۔ آنکھ کھل گئی۔ زندگی کا بہترین خواب تھا۔ اس پر غور و خوض کرنے لگیں اور تعبیر یہ نکالی کہ تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں شرف زوجیت سے نوازیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائیں۔ چہرہ مبارک پر سرمدی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تمام دکھ درد بھاپ بن کر فضا میں تحلیل ہو گئے۔ اب اس لمحے اور وقت کا انتظار تھا کہ کب کوئی پیغام لے کر آتا ہے۔ دل میں جاگزیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نے نیا رنگ اختیار کر لیا تھا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات کا علم ہوا تو حضرت عمر بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط دے کر شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا۔ انہوں نے نفس مضمون پڑھنے کے بعد اپنی باندی ابرہہ کو ام حبیبہ کے پاس بھیجا۔

"عدت ختم ہو گئی ہے آپ کی۔"

ابرہہ نے دریافت کیا۔

"ہاں! آج ہی ختم ہوئی ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو۔"

ام حبیبہ نے دریافت فرمایا تو ابرہہ بولی۔

"بادشاہ سلامت نے بھیجا ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ خط دریافت فرمایا ہے کہ کیا آپ ان کی ازدواج مطہرات میں شامل ہونے پر آمادہ ہیں۔"

خواب زندہ جاوید صورت میں سامنے آ گیا تھا۔

"شاہ حبشہ سے کہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اپنی رحمت سے نوازے۔ مجھے کوئی عذر نہیں۔"

ام حبیبہ کا عندیہ پا کر شاہ حبشہ نے تقریب نکاح منعقد کی اور ان کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا دیا۔ اب آپ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی دیر تھی کہ رگ و ریشہ میں روشنیاں اور نور بھر گیا۔ اب آپ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقرئی تخت پر براجمان ہو گئی تھیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق شاہ حبشہ نجاشی نے دو کشتیوں کا بندوبست کر دیا جس میں سیدہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ سولہ دوسرے مہاجرین تھے جو سوئے مدینہ روانہ ہوئے۔ اگرچہ تمام مسلمان ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت کے لئے موجود تھے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے ثبوت میں شاہ نجاشی نے حضرت سرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور خاص ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت و دیکھ بھال کے لئے مامور کر دیا۔

Marfat.com

تیرہ سال حبشہ میں گزارنے کے بعد سیدہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس تشریف لے جارہی تھیں۔ ہر لمحہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک نئی مسرت و کیف و ذمہ داری سے ہمکنار کر رہا تھا۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ میں وارد ہوئیں تو ان دنوں آپ کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی مہم پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ میں رک گئیں اور اپنے محبوب شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کی لحہ لحہ منتظر و چشم براہ تھیں۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کا ایک ایک پل صدیوں پر بھاری تھا اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس تشریف لائے تو سیدہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نظریں فرش راہ کیے ہوئے تھیں۔

وقت نور و نکہت کی مشکیں فضاؤں میں گزرنے لگا۔ سارا وقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور رضا میں بسر ہو رہا تھا۔ ۶ ہجری میں قریش مکہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ ہوا تھا جو قریش کی عہد شکنی کی بدولت ختم ہو گیا تھا۔ اس کے ثمرات کا جب سرداران قریش کو احساس ہوا تو انہوں نے ابوسفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے مدینہ منورہ بھیجا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات سے قبل وہ اپنی دختر سیدہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے چلا گیا۔ کئی سالوں کے بعد باپ بیٹی کی ملاقات ہوئی۔ جب وہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پاک پر بیٹھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محب سیدہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر مبارک کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے جب دیکھا تو بولا۔

"بیٹی! میں نہیں سمجھ سکا کہ تو نے بستر کو مجھ سے بچایا ہے یا مجھے بستر سے بچایا ہے۔"

اس پر سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔

"یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اطہر ہے اور آپ ابھی شرک کی نجاست سے آلودہ ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بیٹھنے سے اس بستر مبارک کے تقدس میں فرق آئے۔"

ابوسفیان نے سنا تو غصے سے چہرہ تمتما اٹھا اور بڑبڑاتا ہوا بیٹی کے حجرہ سے باہر نکل گیا۔

حضرت سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حیی بن اخطب اپنے بھائی ابو یاسر سے راز دارانہ انداز میں محو گفتگو تھا۔ اسے قطعی احساس نہیں تھا کہ اس کی گیارہ سالہ ذہین و فطین بیٹی صفیہ قریب ہی کہیں موجود ان کی باتیں سن رہی ہے۔ حیی بن اخطب کہہ رہا تھا۔

"ابو یاسر! بخدا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہی نبی مرسل ہیں جن کا ذکر ہماری کتاب توریت

Marfat.com

میں ہے۔"

"پھر کیا ارادہ ہے۔"

ابو یاسر بولا۔

"کیسا ارادہ۔"

ابن اخطب نے بھائی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ ہمیں ان کو مان لینا چاہیے۔"

ابو یاسر نے کہا تو حیی بیخ پا ہو گیا۔ بولا

"میں مرتے دم تک ان کی مخالفت کروں گا اور کوشش کروں گا کہ ان کی راہ میں جتنے روڑے اٹکا سکوں اٹکاؤں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو سنا تھا وہ صفیہ کے ذہن میں نقش ہو گیا۔ اکثر و بیشتر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجاتا تھا۔ ایک انجانی سی کشش آپ کے لئے دل میں پاتی تھیں۔

وقت تیز رفتار ندی کی طرح بہتا رہا' اور پھر ایک روز صفیہ کی شادی کنانہ بن ربیع سے ہو گئی۔ کیف آگیں شب و روز گزرنے لگے۔ لیکن جب بھی وہ تنہا ہوتیں تو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ذہن میں گردش کرنے لگتا تھا اور جب بھی انہیں اپنے باپ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے کسی واقعہ کا علم ہوتا تو دل پر چوٹ سی لگتی۔ چہرے پر اداسیوں کے سناٹے پھیل جاتے۔ دل ہی دل میں باپ سے نفرت ہونے لگتی۔ ایک فقرہ دماغ میں گھومنے لگتا۔

"کیا میرے باپ سے جو توریت کا بڑا عالم ہے یہ حقیقت مخفی ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کی مخالفت کی اور معاندانہ روش اختیار کی وہ کبھی سرخرو و بامراد نہیں ہوا۔ اور جلد یا بدیر وہ قعر مذلت و رسوائی میں جا گرتا ہے۔"

اور پھر ان کے ذہن میں فرعون بدانجام کا واقعہ گھومنے لگتا۔

ایک شب صفیہ محو خواب تھیں۔ کیا دیکھتی ہیں کہ وہ اس عظیم ہستی کے ساتھ ہیں جنہیں لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور ایک فرشتہ ان دونوں کو پروں میں چھپائے ہوئے ہے۔ صبح جب بیدار ہوئیں تو انہوں نے خواب کا ذکر اپنے گھر والوں سے کیا تو انہوں نے اسے برا بھلا کہا اور خوب زجر و توبیخ کی۔ تھوڑے عرصے کے بعد انہوں نے ایک اور سپنا دیکھا کہ یثرب سے ایک چاند طلوع ہوا اور ان کے آغوش میں آگرا ہے۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنے شوہر کنانہ

Marfat.com

بن ربیع سے کیا۔ وہ خواب سنا رہی تھیں اور کنانہ لعین کا خون کھولتا جا رہا تھا اور پھر فضا میں ایک مضبوط ہاتھ بلند ہوا اور زناٹے کے ساتھ صفیہ کے حسین و خوبرو چہرے پر جم گیا جس نے وہاں ایک دائمی نشان چھوڑ دیا اور غضبناک لہجے میں بولا۔

"اچھا تو مدینے کے بادشاہ کی ملکہ بننے کے خواب دیکھ رہی ہے۔"

یہودیوں کی اسلام دشمن حرکات و سکنات اور سیاسی حالات متقضی تھے کہ خیبر کی طرف سے اطمینان ہو چنانچہ اسلامی لشکر برق رفتاری سے منزلوں پہ منزلیں طے کرتا ہوا تین دنوں میں منزل مقصود پر پہنچ گیا اور خیبر کے یہودیوں کو اس وقت اسلامی لشکر کی آمد کا علم ہوا جب وہ صبح دم باہر کھیتوں میں جانے لگے۔

صفیہ کو جب علم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر یلغار کی ہے تو ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین تصور میں کھوئی رہتی تھیں اور مسلمانوں کی فتح کے لئے دعا بھی کرتی تھیں۔ جب سے انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا تھا ان کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انس و رغبت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور قلبی و ذہنی طور پر وہ حلقہ اسلام میں داخل ہو چکی تھیں۔

خیبر فتح ہو گیا۔ کنانہ بن ربیع محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عوض قتل کر دیا گیا۔ قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں۔ ان سے فرمایا۔

"اے خاتون! میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر خوشی سے قبول کرتی ہو تو میں تجھے عزت و احترام سے اپنے پاس رکھ لوں گا اور اگر تجھے اپنا آبائی مذہب پسند ہے تو بھی تجھے آزاد کر کے تیری قوم کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ فیصلے کی تجھے پوری آزادی ہے۔"

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی دعوت اسلام دینے سے بہت قبل میں اسلام کی صداقت و حقانیت کی قائل ہو چکی ہوں اور اس کی محبت میرے دل میں موجزن ہے۔ علاوہ ازیں خاندان میں اب میرا رہا ہی کون ہے۔ میرا یہودیوں سے کیا واسطہ و تعلق۔ میں پورے خلوص سے خود کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن محبت سے وابستہ کر چکی ہوں۔"

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے حبالہ عقد میں لے آئے۔

خیبر کے معاملات سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ واپسی کا پروگرام بنا۔ اونٹ لایا گیا تاکہ سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس پر سوار ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران مبارک کو زینہ بنایا تاکہ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوں۔

Marfat.com

"میں اس طرح اونٹ پر سوار نہیں ہوں گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"
انہوں نے عرض کی۔
"کیوں۔"
محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔
"یہ ادب اور محبت کے منافی ہے کہ میں اپنا پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک پر رکھ کر اونٹ پر چڑھوں۔"
اور پھر انہوں نے اپنا گھٹنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک پر رکھا اور اونٹ پر سوار ہو گئیں۔

خیبر سے چھ میل دور تبار کے مقام پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خلوت چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں سے اسلامی لشکر نے چل کر صہباء کے مقام پر ڈیرے ڈالے۔ جب یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمے میں تشریف لے گئے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھ کر استقبال کیا۔
"تبار میں کیا ہوا تھا۔"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو بولیں۔
"مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں کے قریب ہونے کی وجہ سے ڈر تھا کہ کہیں وہ اپنی بدفطرت کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔"
اس محبت کے اظہار نے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قدر و منزلت کو اور بھی بڑھا دیا۔

ناز و نعم میں پلنے، گھر میں لونڈی غلام ہونے کے باوجود سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کام کاج اور خانہ داری میں ید طولیٰ رکھتی تھیں۔ بڑے لذیذ کھانے پکاتی تھیں۔ خصوصاً اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے دل پسند اور مرغوب کھانے تیار کر کے بارگاہ عالیہ میں پیش کرتی تھیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ہاں تشریف فرما ہوتے تو کھانا پکا کر تحفتاً ان کے ہاں بھیجا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے۔ جب چند دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہ ہوا تو ام المومنین سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی بات کرنے کے لئے وہاں تشریف لے گئیں۔ بعد ازاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گھر پہنچانے کے لئے ساتھ تشریف لائے۔

Marfat.com

جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہمراہ تھیں۔ سوئے اتفاق سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ دوران سفر بیمار پڑ گیا اور اس پر سفر جاری رکھنا ممکن نہ رہا۔ یہ سوچ کر کہ مبادہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیچھے رہ جائیں رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر ان کو رونے سے منع فرماتے تھے اسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھیں۔ محبوب جب محب کی دلجوئی کرتا ہے تو پھر صورت حال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی طرح چپ نہ ہوئیں تو محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرزنش فرمائی اور تمام لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا۔

سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد عشق و محبت تھا۔ شرع محبت میں محبوب کی شمہ برابر خفگی محب کو بیکل و مضطرب کر دیتی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو احساس ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو گئے ہیں۔ بس پھر کیا تھا' تڑپ اٹھیں' سوچنے لگیں کہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح منایا جائے۔ عالم پریشانی میں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں۔ انہوں نے جب حالت دیکھی تو بولیں۔

"صفیہ! کیا بات ہے۔"

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خفا ہیں اور یہ میرے بس سے باہر ہے کہ آپ ﷺ ناراض ہوں۔"

"پھر میں کیا مدد کر سکتی ہوں۔"

حضرت صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا۔

"تم جانتی ہو میں اپنی باری کسی قیمت پر کسی کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوتی مگر میں تمہیں دیتی ہوں۔ شرط یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دو۔"

سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دل کھول کر سامنے رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اور پھر زعفران میں رنگا ہوا ایک دوپٹہ لیا۔ اس پر ہلکا ہلکا پانی چھڑکا تاکہ اس کی خوشبو فضا کو معطر کر دے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں اور خیمہ کا پردہ اٹھایا۔

"عائشہ! یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے۔"

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑے ادب سے عرض کیا اور پھر پورا واقعہ گوش گزار کیا جس پر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راضی ہو گئے۔

کاشانہ عشق و محبت میں حیات مستعار کے ایام کیف و انبساط کے بادلوں میں گزر رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فراق کے لمحات آ گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے۔ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن عیادت کو آئیں۔ سیدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محبوب رب دوجہاں سے بے حد محبت و پیار تھا۔
نہایت حسرت سے بولیں۔
"کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری مجھ کو ہو جاتی۔"
یہ سن کر دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"واللہ یہ سچ کہہ رہی ہے۔"

حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

دوسرے شوہر کی فوتیدگی پر میمونہ بنت حارث کی زندگی کی گاڑی بیوگی کے مقام پر آکر رک گئی تھی۔ اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں شامل ہوئیں تو پھر متحرک ہو گئی تھی۔ سارے دکھ درد اور غم و الم خواب و خیال ہو گئے تھے۔ اب ہر لمحہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے خنک و مشکبار سایوں سے گھرا ہوا تھا۔ اطمینان تھا' سکون تھا اور راحت تھی۔

ام المومنین سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام و دلجوئی و رضا کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی تھیں۔ کوشاں رہتی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی ادائیگی میں ذرہ بھر سرتابی نہ ہو اور اطاعت و اتباع و محبت میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ محبت کا یہ عالم تھا کہ باری کے دن کا بڑی شدومد سے انتظار کرتی تھیں۔ اور اس کے لئے خاص اہتمام فرماتی تھیں۔

سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی' انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

راہ میں آزاد کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھر میں نہ پایا تو پوچھا۔ عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے اللہ کی خوشنودی و رضا کے لئے آزاد کر دیا ہے۔"

فرمایا۔

"کنیز صحت مند و توانا تھی۔ بہتر ہوتا اگر تم اسے اپنے کسی عزیز کو دے دیتیں۔"

اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے دل و دماغ میں مرتسم کر لیا اور اسے زندگی کا ایک رہنما اصول سمجھ کر اپنا لیا۔ لہٰذا عزیز و اقربا اور رشتہ داروں کے ساتھ فیاضانہ اور ہمدردانہ سلوک اور ان کی حاجت براری ان کا محبوب نصب العین بن گیا۔

واقدی کی بعض کتب میں مرقوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے یہاں زمانہ رضاعت میں پہلا کلمہ "اللہ اکبر" فرمایا تھا۔ اور دار آخرت کی طرف سفر فرماتے وقت "والرفیق الاعلیٰ" کا آخر کلمہ زبان مبارک سے ادا فرمایا تھا۔ اس کلمہ کی ادائیگی کے ساتھ ہی ام المومنین سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تصویر غم و اندوہ بن گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا صدمہ عظیم اٹھانا پڑا۔ لیکن یہ وقتی جدائی تھی۔ محبوب سے دائمی رفاقت کے لئے در مرگ سے گزرنا لازمی تھا۔ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے اس جہان رنگ و بو میں کوئی حسن، کوئی رنگ اور کوئی نغمہ نہیں تھا۔ لہٰذا طبیعت و مزاج میں دنیا سے بے رغبی و بے تعلقی نے ڈیرے ڈال لئے۔ دنیاوی زیب و زینت سے بے نیاز ہو گئیں۔ لباس بے حد سادہ زیب تن فرماتی تھیں۔ بروایت حضرت عبداللہ الخولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لباس مبارک اکثر ایک دوپٹے اور ایک لمبی سی قمیص پر مشتمل ہوتا تھا۔ وہ اتنا لمبا ہوتا تھا کہ چہرہ اقدس کے سوا سارے جسم کو ڈھانپ لیتا تھا اور اسی لباس سے نماز ادا فرماتی تھیں۔ ایسے لباس کو آجکل میکسی کہتے ہیں۔ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی کام یا نماز میں مشغول ہوتیں تو خیر ورنہ مسواک جو ہر وقت پانی میں پڑی رہتی تھی کرنے لگتی تھیں۔ سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے حضرت یزید بن اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"میری خالہ جان اپنے بالوں پر بھی اتنی توجہ نہ دیتی تھیں۔ شاید اس لئے کہ دنیا ان کی نظروں میں ہیچ ہو گئی تھی۔"

وقت کا تیز رفتار دھارا بہتا رہا۔ ۵۱ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مسعود میں جب کہ ام المومنین سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک ۸۰ یا ۸۱ سال کی

Marfat.com

تھی بغرض حج تشریف لے گئیں۔ واپسی پر جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچیں تو اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ جان جان آفریں کے سپرد کرنے سے قبل اپنے بھانجوں کو جو رفیق سفر تھے وصیت کی۔

"بیٹا! مجھے سرف میں سپرد خاک کرنا اور اس مقام پر کرنا جہاں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شادی کی رات ملاقات ہوئی تھی۔"

اور پھر روح قفس عنصری سے عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔

Marfat.com

باب 17

بنات طیبات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عشق رسول کریم ﷺ

دین و ایمان کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا والہ و شیدا ہے۔ قرابتداری' نسبی اور ازدواجی رشتوں کی فطری محبت کے علاوہ بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و پیار بحیثیت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کرنا از بس ضروری تھا۔ لہٰذا اس لحاظ سے بھی رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاہرو مطہر صاحبزادیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرماتی تھیں۔

جب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو اس وقت سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک دس سال' سیدہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک سات سال' سیدہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چھ سال اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک پانچ سال تھی اور یہ سب شہزادیاں بچپن کے عہد زریں سے گزر رہی تھیں۔ اپنے عظیم و اعظم والد رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و مشرکین مکہ کی زیادتیوں اور بدسلوکیوں کے متعلق جب کوئی بات سنتی تھیں تو ان کے غنچوں کی طرح معصوم و پاکیزہ قلوب مسوس کر رہ جاتے تھے۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیٹیاں عین عنفوان شباب میں واصل بحق ہو گئی تھیں۔ بوقت وصال سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اکتیس برس۔ سیدہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بائیس برس' سیدہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اٹھائیس برس اور سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چھبیس برس تھی۔ اول الذکر تینوں جگر گوشوں کو اپنے والد گرامی نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت کا دلخراش منظر دیکھنا نہیں پڑا کیونکہ ان کا پہلے ہی وصال ہو چکا تھا۔ اس صدمہ جانکاہ سے صرف سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوچار ہونا پڑا۔ جو سب سے چھوٹی تھیں اور زیادہ عرصہ اپنے ابا جان محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت و رحمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کے سامنے گزارا تھا۔

Marfat.com

سیر کی کتب میں صرف دو صاحبزادیوں کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے چند واقعات ملتے ہیں حالانکہ تمام بنات عالیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شیدائی تھیں۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد عشاق جھرمٹ کئے بڑے ادب سے بیٹھے تھے۔ فضا میں ایسی خاموشی محیط تھی جس میں ان کی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کی حسین قوس قزح رقص کناں تھی۔ وہ سب منتظر تھے کہ ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرور و دل پسند صوت ان کے گوش میں رس گھولے۔ تھوڑی دیر کے بعد محبوب رب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لب لعلین کو جنبش دی اور زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا۔

"زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میری بیٹیوں میں سب سے پیاری بیٹی ہے جو میری محبت میں کافروں کے ہاتھوں سب سے زیادہ ستائی گئی۔"

اور پھر فضا میں خاموشی چھا گئی۔

طائر خیال سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار اقدس پر لے گیا جہاں وہ شہیدہ جنت کے باغ میں آسودۂ خواب تھیں اور پھر ان کی پاک و اطہر زندگی کے وہ لحات نظروں میں گھوم گئے جو ان کی اپنے والد گرامی و ذیشان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے غماز تھے۔

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بہنوں میں سب سے بڑی تھیں۔ وہ جب بھی سنتی تھیں کہ کفار و مشرکین نے ان کے رؤف و رحیم والد اقدس اور رب العالمین کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت و کوفت پہنچائی ہے تو ان کا نازک و مطہر دل صدمہ سے پارہ پارہ ہو جاتا تھا۔

اعلان نبوت کے بعد بتوں کے پجاریوں اور اندھیرے کے مسافروں نے امین و صادق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانیوں کے لئے اپنے دانتوں کو بہت تیز کر لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن راستوں سے گزرتے تو معاندین آوازیں کستے تھے۔ گزرگاہوں میں کانٹے بچھا دیتے تھے لیکن آپ نے بھی ان ناعاقبت اندیشوں کے لئے بد دعا نہ فرمائی۔ ان تکلیف دہ مراحل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری و جانثار بیٹی سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر و بیشتر ہمراہ ہوتی تھیں اور اپنی طاقت سے بڑھ کر اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بجالاتی تھیں۔

ایک مرتبہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مقام منیٰ پر دعوت دین دے رہے تھے۔ سامعین پر پیغام حق گراں گزر رہا تھا۔ اسی اثنا میں کچھ دریدہ دہن جہنمیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

مذاق اڑانا شروع کیا اور بعض شقی القلب بدبختوں نے پتھر مارنا شروع کر دیئے۔ چشم فلک نے کبھی ایسا نظارہ نہ دیکھا ہو گا کہ لوگ پتھر مار رہے ہوں اور اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں دے رہا ہو۔ لیکن لوگ تھے کہ ان کی عقلوں پر پردے پڑ گئے تھے۔

زخموں سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چور چور تھے کہ اسی اثنا میں ایک بچی عالم پریشانی و اضطراب میں بھاگی آ رہی تھی۔ دوپٹہ سر سے ڈھلک کر کندھوں پر پڑا تھا' ایک ہاتھ میں پانی اور دوسرے میں رومال تھا۔ یہ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ انہوں نے اپنے ننھے منے پیارے پیارے ہاتھوں سے اپنے عظیم و اعظم والد محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی پلایا اور پھر رومال سے خون پونچھنے لگیں۔ آنکھوں سے آنسو بھی رواں تھے۔

"یہ کون بچی ہے۔"

لوگوں میں سے کسی نے پوچھا۔

"زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معصوم بیٹی کو اس قدر پریشان و مضطرب دیکھا تو سینے مبارک سے چمٹا لیا اور فرمایا۔

"زینب! میری بچی اپنے سر کو ڈھانپ لے۔"

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عالم پریشانی میں احساس تک نہیں ہوا تھا کہ دوپٹہ مبارک کب سر اقدس سے ڈھلک کر دوش پر آگرا تھا۔ فوراً دوپٹہ سے سر مبارک کو ڈھانپ لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا۔

"میری پیاری بیٹی! اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اپنے بابا جان کی ہلاکت کا خوف نہ کر۔ وہ میرا حامی و ناصر ہے۔"

جب نور مجسم رحمت عالم عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار و مشرکین مکہ کے شدائد و مظالم کی انتہا ہو گئی تو بفرمان ربی بطرف مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ جب سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی اطلاع ملی کہ ابا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں تو غم فرقت میں سسکیاں بھر کر رونے لگیں۔ ان کے شوہر ابو العاص نے اپنی زوجہ محترمہ کی دلجوئی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور حتی المقدور سعی کی کہ وہ اداس و دلگیر نہ ہوں لیکن ان کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا غم دو آتشہ تھا۔ ایک مشفق و محبت کرنے والے عظیم باپ سے فرقت کا غم اور دوسرا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری کا غم۔ ان دونوں غموں نے مل کر سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت پر بہت بڑا اثر ڈالا تھا۔

Marfat.com

غزوہ بدر میں سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ابوالعاص بن ربیع مشرکین کے ہمراہ شریک تھے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی گرفتار کرلیا۔ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے فدیہ میں وہ ہار جو ان کی والدہ محترمہ سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا۔ اپنے دیور عمر بن ربیع کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو زوجہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اگر مناسب خیال کرو تو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے شوہر کو رہا کر دو اور اس کا ہار بھی واپس کر دو۔"

سب نے بخوشی ابوالعاص کو رہا کر دیا اور ہار بھی واپس کر دیا گیا۔ لیکن یہ شان نبوت کے منافی تھا کہ ابوالعاص کو صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی حیثیت سے بغیر کسی فدیہ کے چھوڑ دیا جائے لہٰذا ابوالعاص کا فدیہ یہ قرار پایا کہ وہ مکہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دے۔

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لانے کے لئے ابوالعاص کے ہمراہ راحت انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور ہدایت فرمائی۔

"تم بطن میں رک کر انتظار کرنا۔ جب زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آجائیں تو اپنے ہمراہ یہاں لے آنا۔"

حسب الارشاد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطن کے مقام پر رک گئے اور ابوالعاص مکہ کی راہ پر چل پڑے۔

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اپنے شوہر کو دیکھا تو بے حد مسرور ہوئیں لیکن ابوالعاص تصویر غم بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے فدیہ میں بھیجا ہوا ہار بیوی کو واپس کیا تو وہ گویا ہوئیں۔

"یہ کیا۔"

"فدیہ میں میں نے تم کو مدینہ بھیجنا ہے۔"

ابوالعاص نے کہا اور اپنے بچوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اٹھا کر گلے لگایا اور پیار کرنے لگے۔

ابوالعاص کو اپنے بیوی بچوں سے بے حد انس تھا۔

Marfat.com

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔"

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا۔

"ایک شریف اور کریم شخص جو کرتا ہے وہی سلوک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ روا رکھا۔"

ابوالعاص نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود آپ اپنے آباؤاجداد کے دین پر رہیں گے۔"

زوجہ محترمہ نے کہا تو ابوالعاص خاموشی سے زمین کی جانب دیکھنے لگے۔ لیکن وہ دل ہی دل میں فیصلہ کر چکے تھے کہ وقت آنے پر وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی کنانہ بن ربیع کے ساتھ مدینہ منورہ جانے کی اجازت دے دی اور کنانہ کو بلا کر سمجھا دیا کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو بطن میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دے اور خود بغرض تجارت تشریف لے گئے۔

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخت سفر کی تیاری کرنے لگیں۔ اسی اثنا میں ہند بنت عتبہ آئیں اور بولی۔

"اپنے باپ کے پاس جانے کی تیاری ہے۔

لیکن سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حکمۃً خاموش رہیں۔ ہند پھر گویا ہوئی۔

"بہن اس میں چھپانے کی کیا بات ہے اگر واقعی جا رہی ہو اور زاد راہ کی ضرورت ہے تو بے تکلف کہہ دو۔ خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"

"جیسا اللہ چاہے گا ہو جائے گا۔ بہت شکریہ۔"

جب سفر کی تیاری مکمل ہو گئی تو سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچوں سمیت اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ کفار کے تعرض کے خیال سے کنانہ بن ربیع نے تیر کمان ساتھ لے لئے۔ اونٹ کی رسی پکڑی اور آگے آگے چل پڑا۔

کفار کو جب علم ہوا کہ زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ جا رہی ہیں تو برداشت سے باہر ہو گیا۔ چنانچہ ان کی ایک جماعت اس عظیم و مطہر مسافرہ کی تلاش میں نکلی اور وادی ذی طوی میں پہنچ کر راستہ روک لیا۔ اس جماعت میں ہبار بن اسود جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا زاد بھائی کا بیٹا اور رشتہ میں سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی لگتا تھا موجود تھا۔

اس نے اور ایک دوسرے ہشام نامی شخص نے بیک زبان کہا۔

"کہ واپس لوٹ جاؤ۔"

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے بیتاب تھیں بولیں۔

"میں واپس نہیں جاؤں گی۔"

لیکن کفار بضد تھے کہ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس چلی جائیں کیونکہ وہ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی کوفت پہنچانا چاہتے تھے۔ جب کفار نے دیکھا کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ جانے پر مصر ہیں تو قرابت داری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہبار نے ایک پتھر اٹھا کر کھینچ کر مارا جو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم میں پیوست ہو گیا اور زخمی حالت میں اونٹ سے زمین پر گر گئیں۔ ان دنوں وہ امید سے تھیں لہٰذا حمل ساقط ہو گیا۔ ہشام خنجر تان کر آگے بڑھا تاکہ بنت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے۔ اسی اثنا میں کنانہ نے پوزیشن سنبھال لی اور کہا۔

"اب اگر کسی نے قدم آگے بڑھایا تو تیروں سے چھلنی کر دوں گا۔"

سب اپنی اپنی جگہ پر رک گئے۔ ابوسفیان آگے بڑھا اور بولا۔

"تم اپنے تیروں کو تھوڑی دیر روکے رکھو میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

کنانہ نے تیر ترکش میں رکھ لئے اور بولا۔

"جو کہنا ہے کہو۔"

ابوسفیان بولا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھوں جو مصیبتیں، تکلیفیں، شکست، رسوائی اور ذلت ہم لوگوں کو پہنچی ہیں اس سے تم بے خبر نہیں ہو۔ اب اگر تم بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اعلانیہ ہمارے سامنے لے جاؤ گے تو لوگ اسے ہماری کمزوری و بزدلی پر محمول کریں گے۔ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت تم لوٹ چلو جب ہنگامہ فرو ہو گا تو چوری چھپے لے جانا۔"

کنانہ نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور واپس آ گئے۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حالت کے پیش نظر سفر چند ایام کے لئے ملتوی کر دیا گیا اور جب طبیعت سنبھلی تو کنانہ ایک روز مخفی طور پر ان کو لے کر روانہ ہوئے اور بطن میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے واپس چلے آئے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر بے اختیار چشمان مبارک نم آلود ہو گئیں۔

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت تکالیف برداشت کیں۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر جو زخم لگا تھا وہ بظاہر مندمل ہو گیا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد دوبارا ہرا ہو گیا تھا اور وہی جان لیوا ثابت ہوا اور درجہ شہادت پر فائز ہوئیں۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی چاروں صاحبزادیوں سے یکساں محبت تھی۔ سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے چھوٹی تھیں لہٰذا ان سے قدرے زیادہ لاڈ تھا اور وہ بھی اپنے ابا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد پیار کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط اور دوسرے چند اوباشوں نے اونٹ کی اوجڑی لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر ڈال دی اور خوشی سے تالیاں بجانے لگے اور قہقہے لگاتے ہوئے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے۔ کسی نے جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس واقع کی اطلاع دی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جن کی عمر مبارک اس وقت بہت زیادہ نہیں تھی جب سنا تو جوش محبت سے دوڑتی ہوئی آئیں اور اوجڑی کو بڑے جوش و جذبے میں عجلت سے ہٹایا۔ آنکھوں میں آنسو بھی تھے اور عقبہ کو بد دعائیں دیں جس نے ان کے والد گرامی کو اذیت پہنچائی تھی۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی ایک گلی میں سے تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی بدبخت نے مکان کی چھت پر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر گندگی پھینک دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے تو سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیکھ کر تڑپ اٹھیں۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ انہوں نے اپنے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس اور کپڑوں کو دھویا اور عرض کی۔

"ابا جان! آپ لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ہیں' سیدھا راستہ دکھاتے ہیں اور لوگ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرتے ہیں۔"

بیٹی کی محبت بھرے جذبات سنے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"حق کی مخالفت گمراہوں کا شیوہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا پیغام وحدانیت بہرحال پہنچانا ہے۔ فکر مند نہ ہو' اللہ کریم تیرے باپ کا محافظ ہے۔"

جب بھی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام تشریف لے جاتے تو راستے میں لوگ

Marfat.com

مذاق اڑاتے تھے۔ سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتی تھیں۔ معصوم و پاک دل پر گہرے زخم لگتے تھے۔ اندر ہی اندر کڑھتی رہتی تھیں۔ اور چہرے مبارک پر غم اور پریشانی ڈیرے ڈال لیتی تھی۔

مکہ میں جب ظلم و استبداد کی انتہا ہو گئی تو بحکم ربی رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم بطرف مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ یہاں اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار و مشرکین مکہ کے قیام کے دوران جیسی تکالیف تو پہنچا نہیں سکتے تھے لیکن ان کی دشمنی میں شدت بھی آ گئی تھی اور اس کی نوعیت بھی بدل گئی تھی۔ وہ کسی نہ کسی نوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشکلات پیدا کرتے رہتے تھے اور دین اسلام کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔

۳ ہجری میں دشمنان اسلام نے غزوہ بدر میں ہزیمت و شکست کی انتقامی جنگ کی آگ احد کے مقام پر روشن کی۔ اس غزوہ میں دیگر خواتین کے علاوہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شریک تھیں۔ اس غزوہ میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف دانت مبارک کو ضعف پہنچا تھا بلکہ جسم اقدس پر بھی زخم آیا تھا۔ جب سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی خبر ملی تو برق رفتار سے آئیں۔ زخم صاف کئے پانی پلایا اور ٹاٹ کا کپڑا جلا کر زخموں پر لگایا۔

وقت سبک رفتاری سے گزرتا رہا یہاں تک کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملائے اعلیٰ کی طرف مراجعت کا وقت آ گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب فراش ہوئے تو سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دن رات کا چین عنقا ہو گیا۔ چہرہ مبارک پر غم کی پرچھائیوں نے ڈیرے جما لئے تھے۔ بات بات پر رخساروں پر آنسو ڈھلک آتے تھے۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لخت جگر کی حالت ملاحظہ فرمائی تو وصال سے ایک دن قبل سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے قریب بلایا اور کان میں کچھ فرمایا۔ سننے کی دیر تھی کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ پیاری و لاڈلی بیٹی کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تو پھر پاس بلایا اور کان میں کوئی بات کی۔ بس پھر کیا تھا فوراً ہنس پڑیں۔

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دونوں حالتیں ملاحظہ فرمائیں تو فرمایا۔

"فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا۔"

عرض کی۔

"ابا جان نے پہلی مرتبہ فرمایا کہ میں اس مرض میں اپنے رب کریم کے پاس چلا جاؤں گا تو میں رونے

Marfat.com

گی اور دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم مجھ سے آکر ملو گی تو میں فرط و انبساط سے ہنس پڑی۔"

وصال سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی۔ جب سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ابا جان کی یہ حالت دیکھی تو دکھ سے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ بے اختیار مبارک ہونٹوں پر یہ الفاظ تیر گئے۔

"واکرب اباہ۔"

مطلب تھا ہائے میرے باپ کی بے چینی۔ جب یہ الفاظ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمائے تو ارشاد فرمایا۔

"تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہو گا۔"

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دار بقا کا سفر اختیار کیا تو سیدہ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ درد غم نے بے حال کر دیا تھا۔ عظیم ترین محبت کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔

آنکھوں سے ساون بھادوں کی بارش کی طرح آنسو ٹپک رہے تھے۔ لاڈوں سے پلی بیٹی یتیم ہو گئی تھی۔ حالت اضطراب میں لبوں پر یہ الفاظ مچل گئے۔

"یا ابتاہ یا ابتاہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کے بلاوے کو قبول فرمایا۔ واہ ابتاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت الفردوس میں اقامت فرمائی۔ وا ابتاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی خبر جبرئیل امین علیہ السلام کو کون پہنچائے۔ واہ ابتاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کس پر لائیں گے۔ اے اللہ! فاطمہ کی روح کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے ملا دے۔"

"اے اللہ! مجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب فرما۔ اے اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ثواب سے دور نہ فرما اور روز قیامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔"

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہوئے تو بروایت بخاری سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔

"کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا۔"

تو وہ درد فراق سے مثل ماہی بے آب تڑپ اٹھے۔

Marfat.com

شادی کے بعد جب سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات و زیارت کے لئے تشریف لاتی تھیں تو جداگانہ رنگ ہوتا تھا۔ لیکن آج ملنا سوہان روح بنا ہوا تھا۔ تصویر غم بنی لرزاں و ترساں حجرۂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں داخل ہوئیں۔ ایک تازہ تربت تھی جو آنکھوں کے سامنے تھی۔ ضبط کا بندھ ٹوٹ گیا۔ لپک کر مزار انور کی مٹی مبارک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی۔ سیلاب اشک رواں ہو گیا۔ مبارک لبوں کی تھرتھراہٹ میں یہ اشعار ابھرے ؎

ما ذا علی من شم تربة احمد
الا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام عدن لیالیا

(ترجمہ) جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سونگھ لی۔ تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔ وہ مصائب جو مجھ پر ٹوٹے ہیں یہ مصیبتیں اگر "دنوں" پر ٹوٹتیں تو ایام راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

بصد حسرت و محبت سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزار اقدس کو آنسوؤں کے غلاف میں لپٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں۔ معاً ان کے ہونٹوں پر فاطمہ بنت الاجم کے اشعار تیر گئے جن کا ترجمہ ہے۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ایک ایسے پہاڑ تھے جس کے سائے میں' میں پناہ گیر ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چلچلاتی دھوپ میں چلنے کے لئے تنہا چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں عزت و عظمت کی حامل تھی اور وسیع بیابانوں کو بلاخوف و خطر یکہ و تنہا طے کر جاتی تھی۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری قوت اور پناہ گاہ تھے۔ آج میں اتنی بے کس و بے سہارا ہو گئی ہوں کہ کمترین دشمن سے بھی بچاؤ کے لئے فکرمند ہوں اور ظالم سے محفوظ رہنے کے لئے میرے پاس کوئی ڈھال نہیں سوائے اپنے دست ناتواں کے۔ میں جب قمری کے ٹہنی پر بین سنتی ہوں تو پکار اٹھتی ہوں کہ ہائے یہ صبح کیسی غمناک ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا غم سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح میں پیوست ہو چکا تھا۔ لہٰذا بمطابق اسد الغابہ سیدہ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب تک حیات رہیں کبھی تبسم نہیں فرمایا۔ اکثر روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تشریف لے

Marfat.com

جاتی تھیں۔ سلام پیش کرتیں اور گھنٹوں وہاں بیٹھ کر آنسو بہاتی رہتی تھیں۔

گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک قمیص مبارک موجود تھی جسے سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھوں میں لے کر روتی رہتی تھیں۔ اس کو پیار کرتی تھیں اور آنکھوں سے لگاتی تھیں۔ ایک دن ایسا ہی حال طاری تھا کہ جذبات عشق و محبت نے اشعار کا قالب ڈھال لیا۔ ان کا ترجمہ ہے۔

"آسمان کے کنارے غبار آلود ہوئے۔ آفتاب کی چمک ماند پڑ گئی اور زمانے تاریک ہو گئے۔

نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زمین غمگین ہو گئی اور شدت غم سے بے قرار ہو کر کانپنے لگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں مشرق و مغرب کے تمام علاقے اور بستیاں گریہ کناں ہیں اور عرب کے تمام قبائل مضر ہوں یا یمانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات پر مصروف گریہ ہیں۔ پہاڑ' فضا' حتیٰ کہ صاحب غلاف بیت اللہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں رو رہا ہے۔

اے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کرنے والے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھیلائی ہوئی روشنی کس قدر بابرکت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن حکیم نازل کرنے والے رب کی رحمت ہو۔"

طائر وقت تیزی سے پرواز کرتا رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کو چھ ماہ ہونے کو آئے تھے۔ ایک روز سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت روئیں۔ اسی اثنا میں فضا میں اللہ اکبر کی صدائے روح افزا بلند ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز ادا کی اور نیند نے غلبہ کیا۔ عالم رویاء میں ملائکہ نظر آئے۔ یوں محسوس ہوا جیسے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اڑا کر آسمان کی طرف لے جا رہے ہوں۔ یہاں تک کہ ایک دلکشا و خوبصورت مقام پر پہنچیں جہاں بے حد حسین قصور و محلات' حوریں اور غلمان تھے۔ دریافت فرمایا۔

"یہ دلنواز محل کس کے ہیں۔"

ملائکہ نے جواب دیا۔

"آپ کے بابا جان' دوسرے انبیاء و صدیقین کے ہیں۔"

اسی اثنا میں سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور کے تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کو پہلو میں بٹھایا۔ سر پر بوسہ دیا اور فرمایا۔

Marfat.com

"اس سفید محل اور کشادہ باغات کو دیکھو۔"

عرض کی۔

"ابا جان! یہ کس کے ہیں۔"

ارشاد فرمایا۔

"تیرے، تیرے شوہر اور تیرے بچوں کے لئے۔"

اور پھر سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ کھل گئی۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تمنا فزوں تر ہو گئی اور پھر ایک دن عشق و محبت کی منازل طے کرتی ہوئیں جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چھبیس سال تھی واصل بحق ہوئیں اور خاندان میں سب سے پہلے اپنے ابا جان کی خدمت حاضر ہو گئیں۔

Marfat.com

باب ۱۸

اہل خاندان کا عشق رسول کریم ﷺ

خاندان بنو ہاشم میں سے جو افراد نور ایمان سے منور ہوئے انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد انس و محبت تھی۔ ان میں سے بعض نے مختلف موقعوں پر اپنے جن جذبات و ادب اور محبت کا اظہار کیا وہ تاریخ کے اوراق میں ستاروں کی مانند جگمگا رہے ہیں۔ ان بزرگ ہستیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رشتہ میں پھوپھی ہونے کے ساتھ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عتاب آمیز لہجے میں کہتی تھیں۔
"کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چل دیئے تھے۔"

گیارہ ہجری میں جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے حد صدمہ و قلق ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غم فراق میں محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی مرثیے کہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔

مرثیہ اول

- مجھے اپنی جان پر افسوس ہے میں نے اس شخص کی طرح شب بسر کی جس سے سب کچھ چھن گیا ہو اور رنج و غم میں رات بھر جاگتا رہا ہو۔
- میری یہ حالت ایسے غم و حسرت کے باعث ہوئی ہے جنہوں نے مجھے مسلسل گھیر رکھا ہے۔ کاش یہ تدریجاً نازل ہوئی ہوتیں۔
- وہ سب رنج و غم مجھ پر یکبارگی ٹوٹ پڑا جب لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے مقدر سے موافقت فرمائی۔ جب ہم نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

مشرف بہ وفات ہیں تو ہمارے سر کے بال کیسے سفید ہو گئے۔

♥ جب ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے ویران ہیں۔ جہاں میرے حبیب ﷺ رہتے تھے وہ خالی ہو چکے ہیں۔

♥ اس حادثہ نے دل کو اتنا طویل رنج پہنچایا ہے کہ جی بیٹھ رہا ہے اور اب مرعوب جیسے ہو رہے ہیں۔

♥ کاش مجھے خبر ہوتی۔ میں کیسے صحیح و تندرست رہ سکتی ہوں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جدا ہو گئے ہیں۔

♥ وہ درحقیقت تمام مخلوق میں سب سے بڑے تھے۔ سب کے سردار تھے۔ ان کی محبت ہر دل میں ہے۔

♥ میں اللہ تعالیٰ سے ہی اس کی شکایت کرتی ہوں اور وہی مجھے کافی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میری کلفت اور گریہ کو خوب جانتا ہے۔

مرثیہ دوم

♥ اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! رو تارے جب تک طلوع ہوتے رہیں۔ کسی صبح کو رونے سے تھک نہ جانا۔

♥ وہ ایسے تھے جن کے لئے رونا سزاوار ہے۔ وہ بزرگ سردار اور پاک تھے۔

♥ ان کے جاتے رہنے سے زمین ویران ہو گئی اور مخلوق میں کون ہے جس پر مصیبت نہ پڑی ہو۔

♥ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے بعد میں تادم واپسیں درد دل میں مبتلا رہوں گی۔

♥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہاؤ۔ مدینہ منورہ کے حاضر و غیب سب ہی کے لئے رونا سزاوار ہے۔

♥ وہ بد شکل عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روئے گی جس کی بصارت ایسی جاتی رہی ہو کہ جہاں پردہ اور حجاب کا موقع ہو وہاں بھی حجاب نہ کر سکے۔

♥ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پیر مرد روئے گا جس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے لڑکے ہوں اور وہ انہیں لئے ہوئے پھر رہا ہو۔

♥ سوار جب ریگزار طے کرتے ہوئے مقصد میں ناکام رہیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی

Marfat.com

کا ماتم کریں گے۔

♥ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاتے رہنے سے بطحاء روئے گا' مکہ مکرمہ روئے گا' دیار حجاز روئے گا۔

♥ تمام قبائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاتے رہنے کا درد بھرا گریہ کریں گے اور اس میں بیتابی ان کو مدد دے گی۔

♥ اے میری آنکھ تو کیوں نہیں روتی۔ تجھے تو دل کھول کر آنسو بہانا چاہیے۔

مرثیہ سوم

♥ اے میری دونوں آنکھو! روؤ اور اچھی طرح روؤ۔

♥ اے میری دونوں آنکھو! اس طرح روؤ کہ بجائے آنسو کے بیتابی اور سخت دردناک رنج کی تراوش ہو۔

♥ ان پر جو اللہ تعالیٰ کے منتخب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمام بندوں کا پروردگار اور مخلوق کا آفریدکار ہے' انہیں کو انتخاب فرمایا تھا۔

♥ ان پر جو ہدایت و تقویٰ و ارشاد اور تاریکی کے بعد روشنی کے مرتضیٰ تھے۔

♥ ان پر جو پاک تھے' اللہ تعالیٰ کے فرستادہ تھے' مقبول تھے' ایسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہیں اللہ کریم ہی نے منتخب فرمایا تھا۔

مرثیہ چہارم

♥ میں نے اس حالت میں رات گزاری کہ شب بھر ایسے شخص کی طرح جاگتا رہا جس کا سب کچھ چھن گیا ہو۔ یہ حالت اس درد کے باعث تھی جو رگ و پے میں جاری و ساری تھا۔

♥ اس درد نے پیرانہ سالی سے قبل ہی مجھے بوڑھا بنا دیا ہے۔ میرا سر ایسا سفید ہو گیا جیسے برف کے گالے سے پہاڑ کی چوٹی سفید نظر آتی ہے۔

♥ یہ درد ان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاتے رہنے کا درد ہے جو نور ہی نور تھے۔ حقیقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔

♥ سرشت کے بہت ہی شریف' بڑے سردار' بڑے بہادر' بڑے طاقتور' نہایت منتخب شریف بشر۔

Marfat.com

- نادار' بے نواؤں اور تمام ہمسائیوں کے والی و وارث۔ جس پردیسی پر ظلم ہوا ہو اس کے ماوا و ملجا تھے۔
- اب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں جا رہے ہیں تو کیا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام زندگی بزرگی و بہتری میں بسر کی ہے۔
- ہر امر میں توفیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیق ہوتی تھی۔ جو حادثہ پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل اس کی مشکل آسان ہوئی۔

مرثیہ پنجم

- اے آنکھ! اسی طرح آنسو بہا' ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو پاک تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں نہایت رجوع رکھنے والے تھے۔
- مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماتم کر اور بڑی فیاضی کے ساتھ عام و خاص آنسوؤں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوگ منا۔
- اے آنکھ! اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کون ہے جسے تو روئے گی۔ وہی تو تھے جن کو ہمارے پروردگار اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب سے مخصوص فرمایا تھا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح تھے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ رحیم تھے' مہربان تھے' بات کے سچے تھے' پاک لباس والے تھے۔
- مشفق تھے' ناصح تھے' شفیق تھے' ہمارے نہایت آمرزگار معبود کی جانب سے ہم پر رحمت تھے۔
- اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت و سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور وہ مالک الملک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین جزا دے۔

مرثیہ ششم

- اے آنکھ! آنسو بہا اور بیدار رہ اور ایسے گزر جانے والے کا ماتم کر جو سب میں اچھے تھے۔
- ایسے شدید رنج کے ساتھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماتم کر جو دل میں پیوست ہو گیا ہو اور دل اس رنج سے گویا ہلاک ہو رہا ہو۔
- قریب تھا کہ میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دوں' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ تقدیر

Marfat.com

نازل ہوئی جو کتاب مجید میں مرقوم ہو چکی تھی۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بندوں پر مہربان' ان کی حق میں رحمت اور بہترین رہنما تھے۔
- زندگی اور موت ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے راضی رہے اور جزا میں اس ہیشگی کے دن انہیں بہشت عنایت فرمائے۔

مرثیہ ہفتم

- میری رات بیداری کیساتھ پھر آئی۔ بیقراری سے بستر پر پہلو لگنے نہیں پاتا۔
- ایسے غموں نے مجھے گھیر رکھا ہے۔ کمزور کر رکھا ہے جو حقیقت میں سخت امور لے کر اترے ہیں۔
- وہ تمام مخلوق کے حق میں رحمت تھے۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس کو راہ راست دکھائی اور سیدھی منزل پر پہنچایا۔
- پاک سرشت' پاکیزہ منش' پاکباز' نہایت شریف النسب' فیاض۔
- روشن خو' عادت کے سچے' عفیف' راستی کے ساتھ وعدہ وفا کرنے والے' طلبگاروں کے منتہائے مقصود۔
- جب تک جیے مخلوق میں نیکی کے ساتھ جیے۔ فیض حاصل کرنے والوں کے لئے ان کا فیض حقیقت میں مال غنیمت تھا۔
- نہایت قابل تعریف حالت میں ہم سے منہ موڑ کے چلے گئے۔ بندوں کا پروردگار جزا میں ان کو بہشت بخشے۔

مرثیہ ہشتم

- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہماری امید تھے۔ آپ ہم پر احسان کرتے تھے۔ ظالم نہ تھے۔ آپ رحم دل' رہبر اور معلم تھے۔ آج ہر رونے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میری ماں' خالہ' چچا اور ماموں قربان ہوں۔ پھر میں خود اور میرا مال بھی۔ کاش کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رکھتا تو ہم کیسے خوش قسمت تھے۔ مگر اس کا حکم ہو کر رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنات عدن میں

Marfat.com

داخل ہوں۔

حضرت اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر پردہ فرمایا تو آپ نے اپنے غم کا اظہار دو مرثیوں میں فرمایا۔

مرثیہ اول

- اے آنکھ! تیرا برا حال ہو' جب تک تو باقی ہے اپنے آنسوؤں سے میری مدد کر اور میری بات مان۔
- اے آنکھ! تیرا برا حال ہو' جو ملک بھر کی حق میں نور تھے۔ اے آنکھ میری مدد کر۔
- کوئی نصیحت کرنے والی اگر تجھے نصیحت کرے تو کہہ دے کہ تیرا برا ہو کس امر پر اور کس بات میں تو مجھے نصیحت کر رہی ہے۔
- میں گریاں ہوں تو ان پر گریاں جو تمام ملک میں سب کے لئے نور تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے' لہٰذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔
- باایں ہمہ اگر تو مجھے نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتی تو جیسا جی میں آئے ملامت کر لے۔ یا جی چاہے تو رہنے دے۔
- یہ ایسی مصیبت ہے جس نے مجھے پست کر دیا۔ میری عظمت کم کر ڈالی اور مجھ کو بوڑھا کر دیا۔

دوسرا مرثیہ

- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری امید گاہ تھے۔ ہمارے ساتھ مراعات کرتے تھے۔ خشک مزاج اور ناروا سلوک نہ کرتے تھے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حق میں مہربان تھے' رحیم تھے' ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آج جسے رونا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روئے۔
- تیری حیات کی قسم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر میں نہیں روتی۔ میں تو اس فتنہ و ہنگامہ پر روتی ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد برپا ہونے والا ہے۔
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیش

Marfat.com

آنے والے حوادث سے ڈر کے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل پر داغ لگ رہے ہیں۔

- اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اللہ تبارک وتعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ ہے۔ اس قبر پر رحمت نازل فرمائے جو مدینہ منورہ میں ہے۔
- اے ابوالحسن (علی بن ابی طالب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گیا۔ تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔ اب آخر زمانے تک دردناک رنج وغم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر روتا رہ۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میری ماں، خالہ، چچا اور ماموں سب فدا ہوں اور خود میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا، ثابت قدم رہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغام کو راستی کے ساتھ پہنچایا۔ دین کو استوار فرمایا۔ روشن و صاف بنایا۔
- انسانوں کا پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہمارے درمیان رہنے دیتا تو ہم کو فلاح ہوتی۔ لیکن ہمارا معاملہ تو چلنے والا ہی تھا۔
- یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اور بہشت عدن میں بخوشی در آئیں۔

حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ انہوں نے بھی فگار دل کا اظہار چند مرثیوں کی صورت میں کیا۔

پہلا مرثیہ

- اے میری دونوں آنکھو! جب تک زمانے کی درازی قائم ہے روؤ۔ اور جی بھر کے آنسو بہاؤ جس میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے۔
- اے میری آنکھ! اچھی طرح اشکبار ہو۔ مرتے دم تک اتنے دولاب اشک بہا جس میں کمی واقع نہ ہو۔
- اے میری آنکھ! اشکبار ہو اور کوشش کر کے اشکبار ہو۔ ان کے لئے جو برگزیدہ تھے۔ نور لے کے آئے تھے۔ ان کے علاوہ خلق اللہ میں اور کسی پر نہ رو۔
- ایسا رونا کہ سیلاب آجائیں۔ کیونکہ عدل و خیر والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت

Marfat.com

مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

♥ موت سے میں بچتی تھی۔ ڈرا کرتی تھی اور تقدیر میں جو لکھا جا چکا ہے اس سے خوفزدہ تھی۔

♥ کہ اس روشن ذات کو میں کھو نہ بیٹھوں جس کے وسیع اخلاق ہیں' فخر کے لائق ہے۔ ہر قسم کے عیب و امراض اخلاقی اور مکر و فریب سے اسکا دامن پاک ہے۔

♥ اب تو قابل تعریف اوصاف کے ساتھ جا۔ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے جزائے خیر دے اور مغفرت نازل کرے۔

دوسرا مرثیہ

♥ اے میری آنکھ! تو جب تک باقی ہے احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں سب سے اچھے تھے فیاضی کے ساتھ آنسو بہاتی رہ۔

♥ اے میری آنکھ! آمادہ ہو جا اور اچھی طرح سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رو جو تمام ملک کے نور تھے۔

♥ تجھ پر افسوس ہے۔ ہر ایک حادثہ اور ہر ایک معرکہ میں تجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہاں ملیں گے۔

♥ ان پر رو جو برکت والے تھے' توفیق والے تھے' صاحب تقویٰ تھے' حق کے حامی تھے' ہدایت والے رہنما تھے۔

♥ وہ جو قبر میں جا چکے ہیں اب ان کے بعد کون ایسا رہ گیا ہے کہ قیدیوں کو رہا کرائے۔ آزادی دلائے۔

♥ اب اس حاجت مند کے کون کام آئے گا' جو ہر طرف سے نکالا جاتا ہو۔ اسے دھکے دیئے جاتے ہوں۔ پابہ زنجیر ہو اور لوہے کی بندش کا گلہ کر رہا ہو۔

♥ اب ہر شام و سحر اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحی کس پر آیا کرے گی۔ جو ہمارے ہی درمیان رہ جایا کرتی تھی۔

♥ اے فضیلتوں والے! فیاض' سردار! تجھ پر ہمارے پروردگار کی رحمت و سلام ہو۔

♥ تیرے بدلے ان سب کو موت کیوں نہ آئی جو لعنتی ہیں۔ بدخلق ہیں' اصل و نسل کے کمینے ہیں۔

Marfat.com

تیسرا مرثیہ

- اے میری دونوں آنکھو! آنسوؤں کی جھڑی لگا دو' ان پر جو نور کے ساتھ برگزیدہ تھے۔ اور خاندان ہاشم کے تھے۔
- ان پر روؤ جو بڑے بڑے حوادث کے بعد برگزیدہ ہو کے آئے تھے اور حق و نور و ہدایت و ارشاد کو ساتھ لائے تھے۔
- تم دونوں سے جہاں تک رویا جا سکے اس پسندیدہ حق پر روؤ جس کے عزم استوار و محکم تھے۔
- ان پر روؤ جو مظالم کے بعد نیکی و عدل و تقویٰ دین و اسلام کے پسندیدہ تھے۔
- پاک تھے' برکت والے تھے' متحمل تھے' فیاض تھے' صاحب فضیلت تھے۔ آپس میں بہترین رحم و کرم کے ساتھ رہنے سہنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔
- اے میری دونوں آنکھو! جب انہیں کا غم تمہیں اٹھانا پڑا تو ان کے بعد اب اولاد آدم میں کس کو روؤ گی۔
- اچھی طرح روؤ اور ہر صبح کو اس کا ماتم کرو جو قحط کے زمانے میں یتیموں کا والی و وارث تھا۔

حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروز جمعۃ المبارک اپنے کاشانہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور سوئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے۔ سرراہ سیدنا حضرت عباس بن عبد المطلب عم رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان تھا' جب آپ ﷺ ان کے گھر کے قریب سے گزرے تو اچانک پرنالہ ٹپک پڑا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"آپ نے میرا پرنالہ اکھاڑ ڈالا۔ واللہ وہ جس جگہ تھا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا تھا۔"

سنا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"یہ لازم ہے کہ تمہارے لئے میرے سوا کوئی سیڑھی نہ ہو اور اسے سوائے آپ کے کوئی دوسرا ہاتھ نہ لگائے۔"

Marfat.com

چنانچہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا۔ انہوں نے اپنے دونوں پاؤں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شانوں پر رکھے اور پرنالہ دوبارا اسی جگہ نصب کر دیا جہاں وہ پہلے تھا۔

یہ محبت کے منافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز کو کہیں لگائیں اور اسے وہاں سے اکھاڑ دیا جائے۔ چنانچہ سیڑھی کی بجائے آپ نے اپنے شانوں پر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان کو اٹھایا تاکہ پرنالہ دوبارا وہیں لگا دیا جائے۔

حضرت ہند بنت الحارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن تھیں۔ انہوں نے جب یہ روح فرسا خبر سنی کہ ان کے جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو بے اختیار ان کے لبوں سے یہ ابیات نکلیں۔

♥ اے آنکھ! ایسی فیاضی سے آنسو بہا جیسے ابر باراں مینہ برساتا ہے۔

♥ وہ پرانا کنواں اوپر سے بند ہو گیا ہو جس طرح اندر ہی اندر نالی میں اس کا پانی بہتا ہو اسی طرح تو بھی آنسو بہا۔

♥ مجھے ایک دشوار خبر پہنچی ہے کہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برکت والے فرزند جاتے رہے۔

♥ وہ صاحب یمن و برکت اب ایک قبر میں ہیں۔ ان پر خاک کا لحاف ڈال رکھا ہے۔

♥ کیا تم سب میں وہ شریف گھرانے کے نہ تھے۔ کیا ننھیال اور ددھیال میں کوئی ایسی شرافت رکھتا تھا جس میں کسی قسم کی آلائش نہ ہو۔

حضرت ہند بنت اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی کی بیٹی تھیں۔ اس لحاظ سے رشتہ میں بہن لگیں۔ انہوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت حسرت آیات پر اپنی دلی کیفیات کا اظہار تین مرثیوں کی شکل میں کیا۔

پہلا مرثیہ

♥ اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اس رحلت کر جانے والے پر تیرے گریہ نے میرے ہال

Marfat.com

سفید کر دیئے اور قد کو جھکا دیا ہے۔

- یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس طرح عطا فرماتے تھے کہ کسی کو کدورت نہ ہوتی۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیوں اور غلاموں کی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دستگیری فرماتے۔
- ہر ایک مشکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے جائے پناہ تھے۔ جب خنک ہوا چلتی اور ٹھنڈ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آرام پہنچاتے تھے۔
- جتنے لوگ سواریوں پر سوار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب میں بہترین اور نسب میں شریف ترین تھے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہو گئے۔ ہم تو اپنے لئے حیات کے منتظر تھے۔
- اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اب صبر کر' میری مصیبت نے تہامہ اور نجد تک کو غمزدہ کر رکھا ہے۔
- خشکی و تری والے سب اس میں شریک ہیں۔ اس مصیبت نے کسی کو تنہا نہیں چھوڑا۔
- آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دامن سے خیر و فلاح کی صبح طلوع ہوا کرتی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیک بخت تھے۔ نیک بختی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جنم لیتی تھی۔

دوسرا مرثیہ

- اے آنکھ! رو' گھبرا نہ جا۔ صبح سویرے ہی ایسے کی سنائی آئی ہے جسے میں چاہتی تھی۔
- بہترین شخص کی سنائی آئی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب تک میں زندہ رہوں ایسا دوسرا شخص نہ ملے گا۔
- اگر ہم جیتے رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمرہ میں دیکھتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا ہے تو میں نہ روتی۔
- ہاتمی نے قصداً یہ خبر صبح کو سنائی اس لئے کہ یہ خبر مرگ بڑی بھاری مصیبت ہے۔
- حقیقت میں یہ مصیبت بہت ہی بڑھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر طرح کی تکلیف مجھے پیش آئی۔
- مخلوقات کے پروردگار ہی سے میں اس کی شکایت کرتی ہوں۔ اس لئے کہ مجھ پر جو گزری ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔
- اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں پست ہو گئی' واقع میں بہت بڑا حادثہ ہے

Marfat.com

تیسرا مرثیہ

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد طرح طرح کی خبریں آتی رہیں ان کو دیکھنے سننے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو معاملہ نہ بڑھتا۔
- ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کھو بیٹھے جیسے پانی کو زمین کھو بیٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں آئے انہیں دیکھئے' ان کے ساتھ رہیے اور چلے نہ جائیے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند تھے۔ ایسے نور تھے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ عزت والے معبود کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتابیں نازل ہوتی تھیں۔
- جبرئیل علیہ السلام جو آیات لے کر ہمارے پاس آیا کرتے تھے اب ہم سے غائب ہو گئے اور ہر ایک غیب اسی طرح پردہ میں چلا جاتا ہے۔
- میں نے حقیقت میں ایسے کی مصیبت اٹھائی ہے جو والد کی حیثیت میں تھے۔ عادات و اخلاق کے نہایت نرم۔ خالص کردار اور خاندان کے تھے۔

Marfat.com

باب ۱۹

باندیوں کا عشق رسول کریم ﷺ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تھے تو صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن فرط محبت سے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی بخیر و خوبی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانتی تھیں۔ ان میں کیا آزاد اور کیا باندیاں سب شامل تھیں۔

بوقت رخصتی ان معزز و محترم خواتین کے نازک دل مسوس کر رہ جاتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و سلامت واپسی تک وہ ہر لحظہ و ہر آن اسی خیال و فکر میں غلطاں و پیچاں رہتی تھیں۔

"ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہوں۔"

محاذ جنگ سے آنے والی خبر کے سننے کے لئے وہ بے حد مشتاق رہتی تھیں اور جب انہیں اطلاع ملتی کہ ان کے ملجا و ماوا صلی اللہ علیہ وسلم بخیر ہیں تو ان کی روح اور دل انبساط کے جھولے جھولنے لگتے اور چہروں پر طمانیت و سرخوشی رقص کرنے لگتی۔ اور جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف نہ لے آتے ان پاکباز صحابیات اور باندیوں کو سکھ اور چین نصیب نہ ہوتا تھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کے موقعہ پر تشریف لے گئے' جب واپس آکر مدینہ منور کی سرزمین کو اپنے مبارک قدموں سے نوازا تو ایک سیاہ رنگ کی لونڈی حضرت جاریہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت جنگ سے لوٹائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے دف بجا بجا کے گاؤں گی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اگر تو نے نذر مانی ہے تو اسے پورا کرو ورنہ نہیں۔"

پس اس لونڈی نے دف بجانا شروع کر دی۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۲۰

بچوں کا عشق رسول کریم ﷺ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و پیار ہی دراصل سرمایہ حیات ہے اور جس دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر محبت و الفت ہے وہ اتنا ہی امیر و کبیر ہے اور جو دل اس کنز سے تہی ہے وہ روئے زمین پر سب سے زیادہ مفلس و بدبخت اور بدنصیب ہے۔

رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حب کی دولت لازوال سے بچے بھی مالامال تھے۔

حضرت ابن ابی عمرو المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ارشاد فرماتے ہیں۔

"میں ابھی بچہ تھا۔ مجھے میرے والد گرامی منیٰ کے مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئے' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تھے۔ میرے والد محترم نے بتایا۔
یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"
یہ سنا تو قریب جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی مبارک کو محبت سے پکڑا اور بطور تبرک اسے مس کیا۔

حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کتب مغازی و سیر میں بڑا تذکرہ و شہرہ ہے۔ اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو یہ سب بڑے اسماء مبارک ہیں۔ نو دس سال کی عمر میں ان مسعود بچوں نے جو کارنامہ سرانجام دیا اس کی مثال تاریخ امم میں نہیں ملتی۔

یہ دونوں بھائی حضرت عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر گوشہ تھے۔ بدباطن و جہنمی عمرو بن ہشام المعروف ابوجہل محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا۔ نت نئی تدابیر سوچتا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا عناد و بغض و دشمنی کا چرچا عام تھا۔ حضرت

Marfat.com

معاذ و معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس کے بارے میں سنا تھا لہٰذا انہوں نے عہد کیا تھا۔

"بد باطن ابوجہل جہاں نظر آئے گا اسے مٹا کر دم لیں گے۔"

غزوہ بدر کا موقعہ آیا تو دونوں بھائیوں نے اس میں شرکت کے لئے استدعا کی۔ بے حد ذوق و شوق کا اظہار کیا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص انہیں غزوہ میں حصہ لینے کی اجازت فرمادی۔

جنگ زوروں پر تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں بائیں انصار کے یہی دونوں بچے چھوٹی چھوٹی تلواریں لئے کھڑے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن میں خیال گزارا۔

"اگر میرے دائیں بائیں قوی و مضبوط لوگ موجود ہوتے تو ایک دوسرے کی مدد کر سکتے تھے۔"

اتنے میں ایک بچے نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"چچا جان! ابوجہل کو پہچانتے ہیں۔"

"ہاں۔ تمہاری کیا غرض ہے۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا۔ برا کہتا اور گالیاں بکتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میں اس سے جدا نہیں ہوں گا۔ یہاں تک کہ وہ لعنتی مرجائے یا میں مرجاؤں۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سوال و جواب پر متعجب ہوئے۔ اسی اثنا میں دوسرے بھائی نے بھی یہی سوال کیا اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے کہا۔ اسی لمحے اتفاقاً ابوجہل میدان میں دوڑتا ہوا نظر آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں بچوں کا مخاطب کر کے کہا۔

"تمہارا مطلوب جس کے بارے میں تم سوال کر رہے تھے وہ جا رہا ہے۔"

یہ سننے کی دیر تھی کہ دونوں بھائی ہوا کے دوش پر اس کی طرف لپکے اور جا کر چشم زدن میں اس دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پے در پے وار کئے کہ وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور خاک و خون میں نہا گیا۔ یہ سب کچھ اتنی عجلت میں ہوا کہ لشکر کفار بھونچکاں دیکھتا رہ گیا اور جب اسے حیرت و استعجاب سے نجات ملی تو اس کا سردار جہنم کے بھڑکتے شعلوں کی نذر ہو چکا تھا۔

Marfat.com

باب ۲۱

تابعین کا نظریہ محبت و عشق

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' محبت تامہ کے باوجود محب خود کو محبت میں خام متصور کرتا ہے۔ اور محبوب کے ہجر و فراق میں مثل ماہی بے آب تڑپتا رہتا ہے۔ وہ محبوب کی یاد و خیال سے کبھی ایک لحہ بھر کے لئے بھی غافل نہیں ہوتا۔ سدا مست و بے خود رہتا ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی اور کیف و سرور نہیں ہے۔ محبت کا متوالا صرف اس وقت ہوشیار ہوتا ہے جب اسے مشاہدہ جمال محبوب ہوتا ہے۔

محب آزمائش کی کٹھالی میں اکثر و بیشتر ڈالا جاتا ہے تاکہ اس کی محبت میں روز افزوں ترقی ہو اور وہ سدا محبوب کی یاد میں محو رہے۔ لہٰذا اس پر مصائب و آلام کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو وہ انہیں عطیہ محبوب سمجھ کر سینے سے لگاتا ہے۔ محبوب کا شکر ادا کرتا ہے کہ وہ اس کی نظر میں تو ہے۔ لہٰذا وہ خنداں بہ لب دوست کے عطا کردہ درد و مصیبت پر صبر کرتا ہے۔ اسے مقام صدق حاصل ہوتا ہے اور محب صادق شمار ہوتا ہے۔

ہر روز محب نہ جانے کتنے مقامات سے گزرتا ہے اور ہر مقام پر عجب شان ہوتی ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ عاشق پر دہشت محیط ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت اس مضبوط گرفت کا نام ہے جو عاشق کی خرد پر محبوب کی ہیبت کی وجہ سے محبوب کی طرف سے مایوس ہو جانے کے بعد اس کی ملاقات کے وقت پائی جاتی ہے۔ لیکن اس حالت کے گزر جانے کے بعد حب حقیقی اس امر کی مقتضی ہے کہ محب پر کسی نوع کی آفت نہ پائی جائے۔

جہاں محبت میں مرد و عورت میں کوئی تخصیص نہیں۔ عورت بھی مردان حق میں شمار ہوتی ہے۔ ایک دن حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے پاس تشریف فرما تھے۔ اس وقت موضوع گفتگو محبت حق تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس ہنگام نہ میرے دل

Marfat.com

میں یہ خیال گزرا کہ میں مرد ہوں اور نہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کے دل میں خیال گزرا کہ وہ عورت ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا۔

"جب میں (حضرت) رابعہ بصری رحمتہ اللہ عنہا کے پاس سے اٹھا تو میں نے دیکھا کہ سرمایہ عشق الٰہی سے میرا دامن تہی ہے اور اخلاص عشق سے حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی جھولی مالامال ہے۔"

محبت ایک مقام ہے اور اس مقام تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں۔ ایک روز حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کسی نے دریافت کیا۔

"خواجہ! آپ محبت کے مقام میں کتنے عرصے میں پہنچے۔"

فرمایا۔

"تین روز میں۔"

سوال کرنے والا حیران رہ گیا کہ محبت ایسے عظیم و ارفع مقام پر تین دنوں میں بھی پہنچا جا سکتا ہے۔ حیرانگی کے عالم میں پوچھا۔

"یا شیخ! کیسے؟"

آپ نے اپنی زبان درفشاں کو جنبش دی اور کہا۔

"پہلے روز دنیا کو ترک کیا۔ دوسرے روز آخرت کو ترک کیا۔ اور تیسرے روز مقام محبت میں جا پہنچا۔"

ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اگر کسی چیز کی قدر و منزلت ہے تو وہ ہے عشق الٰہی۔ اور عشق الٰہی رزق حلال سے پیدا ہوتا ہے۔ رزق حلال کے بغیر یہ سعادت حاصل نہیں ہو سکتی۔ عاشق اس مرحلے پر بڑا ثابت قدم ہوتا ہے۔ راہ محبت میں جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس مصیبت سے اس طرح خوش ہوں جیسے دنیادار لوگ دنیاوی نعمتوں کے ملنے پر شاد کام دکھائی دیتے ہیں۔

لوگو! حقیقی ایمان صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت ہے جس کی ڈوری رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق سے بندھی ہوئی ہے۔ عشق الٰہی کے مرتبے پر پہنچنے سے قبل بندہ موت کے تصور سے کانپ اٹھتا ہے مگر اس مرتبے پر پہنچنے کے بعد موت اس کے نزدیک محبوب سے وصال کی لذت بن جاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ عشق یہ ہے کہ انسانوں سے قطع تعلق جزبہ عشق حق نہیں ہوتا۔ اور جس کو عشق حقیقی ہو اسے انسانوں کا ملاپ مضرت رساں نہیں ہوتا۔ البتہ انسانی موانست عشق حق کے لئے سنگ حائل ہوتی ہے اور گرفتار موانست حقیقت عشق سے بے خبر ہوتا ہے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۲۲

تابعین کا عشق رسول کریم ﷺ

تابعین وہ محترم ہستیاں تھیں جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت سے اپنے قلب و نظر کو کیف و سرور بخشا تھا۔ انہیں دیکھ کر تابعین حضرات کے دل میں ہوک سی اٹھتی اور لبوں پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے۔

"کاش یہ سعادت ہمیں بھی نصیب ہوتی کہ اپنی آنکھوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے۔"

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نادیدہ عشاق تھے۔

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ

بقول حضرت امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ شب معراج ایک مقام پر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے خراٹوں کی آواز سماعت فرمائی تو دریافت فرمایا۔

"یہ کس کی آواز ہے؟"

غیب سے جواب ملا۔

"یہ اویس قرنی (رحمتہ اللہ علیہ) کی آواز ہے اور میں نے چند فرشتوں کو اس آواز پر متعین کر دیا ہے کیونکہ یہ آواز مجھے بہت پسند ہے۔"

جب مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم فلک الافلاک پر پہنچے تو مشاہدہ فرمایا۔

"کسی کی جسمانی روح کا قالب ربانی فیض و برکات کی چادر اوڑھے ایک تخت مرصع و نورانی پر بڑے اطمینان و فراغت کے ساتھ بے نیازی کے انداز سے پاؤں پھیلائے ہوئے پڑا ہے۔"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

"جبرئیل! یہ کیا۔"

انہوں نے عرض کیا۔

Marfat.com

" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شان و جرأت حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کے قالب کی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں دم مارا ہے اور درد و فراق میں قدم اٹھایا ہے۔"

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ ہر لحظہ و آن نشہ عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں مدہوش رہتے تھے۔ جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق دیدار نے مرغ بسمل کی طرح تڑپا دیا تو اپنی نابینا و ضعیفہ ماں کی خدمت میں عرض کی۔

" اماں جان! اب تاب فرقت نہیں۔ اجازت ہو تو سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر آؤں۔"

ماں نے جب لخت جگر کی بیتابی و بے قراری کا ادراک کیا تو فرمایا۔

" آٹھ پہر کی اجازت ہے۔"

یہ سننے کی دیر تھی کہ ننگے پاؤں، چاک گریبان، کمبل شانوں پر رکھے، بال پریشان، سوئے مدینہ منورہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ عالم سرخوشی میں قدم زمین پر ٹک نہیں رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہوا میں پرواز کر رہے ہوں۔ دوران سفر اگر کسی قافلے کی سواری میسر آجاتی تو اس پر سوار ہو جاتے۔ الغرض جب وارد مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے تو محبت سے اس کے در و دیوار کو بوسے دیتے تھے اور راہ گیروں سے دریافت فرماتے تھے۔

" اے لوگو! میرے محبوب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر کدھر ہے۔"

الغرض عالم وارفتگی و عشق میں در حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر پہنچے اور درد و فراق میں ڈوبی آواز سے عرض کی۔

" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔"

" اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف نہیں رکھتے۔"

ام المومنین صدیقہ کائنات سیدنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

عرض کی۔

" جب میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائیں تو ان کی بارگاہ میں میرا سلام پہنچا دیں اور بتائیں کہ قرن سے ان کا غلام دید کے لئے بے قرار حاضر ہوا تھا۔ مگر محروم زیارت رہا۔ شاید قسمت میں دیدار نہ تھا۔"

" آپ مسجد نبوی میں انتظار کریں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تو عرض کی۔

" ماں سے صرف آٹھ پہر کی اجازت لے کر آیا تھا۔ چار پہر گزر گئے ہیں۔ واپسی میں چار پہر لگ جائیں

Marfat.com

گے۔"

اور اُلٹے پاؤں لوٹ گئے لیکن اب ہجر و فراق کے گھاؤ اور بھی گہرے ہو گئے تھے۔

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کے واپس چلے جانے کے تھوڑی دیر بعد رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ فرمایا۔

"عائشہ! یہ نور کیسا ہے۔"

عرض کی۔

"قرن سے اس حلیہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دیوانہ آیا تھا۔"

سلام کہہ کر چلا گیا۔

"یہ نور اویس کا ہے۔ وہی دیوانہ آیا ہو گا۔"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک نم آلود ہو گئیں۔

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ فانی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب غزوہ احد برپا ہوا تو اس میں فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہونے کے متعلق سنا۔ جب یہ خبر قرن میں حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے سنی تو تڑپ اٹھے۔

"میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہو گیا ہو اور محب کے دانت سلامت ہوں۔"

یہ سوچ کر اپنا ایک دانت توڑ دیا۔ پھر خیال آیا۔

"شاید یہ دانت نہ ہو۔ ساتھ والا ہو۔"

لہٰذا وہ توڑ دیا۔ اسی شک و شبہ میں سارے دانت توڑ لئے اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی بجاآوری کے لئے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں عشاق کی پہلی اور آخری ملاقات تھی۔

ہر دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما متمنی تھے کہ انہیں حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کی اس خوبی کا علم ہو جس نے ان کی قدر و منزلت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بہت بڑھا دی تھی۔ دوران گفتگو انہوں نے دیکھا کہ حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک دانت بھی نہیں ہے۔ وجہ دریافت کی تو وہ گویا ہوئے۔

"جب مجھے اطلاع ملی کہ غزوہ احد میں میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہو گیا ہے تو اس خیال سے تمام دانت یکے بعد دیگر توڑ ڈالے کہ نہ جانے کونسا دانت مبارک شہید ہوا تھا

Marfat.com

اور پھر مجھے سکون نصیب ہوا تھا۔"

یہ سنا تو دونوں اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر رقت طاری ہو گئی اور اس امر کا اندازہ ہو گیا کہ پاس ادب و محبت کا یہی حق ہوتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہان رنگ و بو سے تشریف لے جانے کے بعد ایک مرتبہ عاشق صادق حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ آستان حرم تک پہنچے ہی تھے کہ کسی کی آواز سنائی دی۔

"وہ سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر و اقدس ہے۔"

"مجھے اس شہر سے باہر لے چلو۔ جس سرزمین پر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت ہیں۔ وہاں میرا رہنا مناسب نہیں۔ ایسی مقدس و مطہر زمین پر قدم رکھنا سوء ادبی ہے۔"

خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مسعود میں فتوحات کا سلسلہ دور دور تک پھیل گیا۔ اسلام کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا تھا۔ خلافت کے آخری ایام تھے کہ اسلامی لشکر بغرض جہاد عازم آذربائیجان ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی و رضا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں والہانہ انداز میں حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ شریک جہاد ہوئے اور پھر واپس قرن میں آ کر کشت عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجر و فراق کے اشکوں اور آہ نیم شبی سے آبیاری کرنے لگے۔

فنا فی العشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو ایک پتھر میں کھدی ہوئی قبر پہلے سے آپ کے لئے تیار تھی۔ دو جنتی کپڑے۔ مشکیں پانی اور خوشبو تک موجود تھی۔ اسی اثنا میں اسلامی لشکر کا ادھر سے گزر ہوا تو اس عاشق صادق کو انہوں نے دفن کیا اور پھر وہ اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔ جنگ میں فتح و کامرانی کے بعد جب مجاہدین اسلام اس جگہ سے گزرے تو وہاں قبر مبارک کا نام و نشان تک نہ تھا۔ تلاش کے باوجود وہ کہیں نظر نہ آئی اور پھر وہ عالم حیرت و استعجاب میں آگے بڑھ گئے۔ ادھر مقام قاب قوسین او ادنیٰ اور مقعد عند ملیک مقتدر پر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ سرتاپا گلیم نور میں آرام کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔

"یا الٰہی! یہ کون ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

"یہ تیرا عاشق اویس قرنی ہے' ستر سال بعد آرام کر رہا ہے۔"

Marfat.com

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ عام انسانوں سے چھپ کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اکثر ویرانوں اور تنہائیوں کو اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کے نحیف و نزار جسد خاکی کے اندر عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں۔ یوم قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ بھی حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گا اور ان کے ہم شکل ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں وہ فردوس بریں کی طرف تشریف لے جائیں گے۔

حضرت ثابت رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے جلیل القدر تابعی تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا تھا اور ان کے ہونہار تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر محفل سید الخیر الوراء صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و عشق سے لبریز ہوتی تھی۔ عہد نبوت کے حالات و واقعات بڑے ادب و شوق کے ساتھ اپنے تلامذہ کے گوش گزار کیا کرتے تھے اور جب وہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو ان کے ایک ایک لفظ سے محبت کا نور ظاہر ہوتا۔ ان کی اپنی حالت ایسی ہوتی جیسے وہ چشم تصور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر رہے ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کو بھی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت ثابت رحمتہ اللہ علیہ بالکل اپنے استاد محترم کے رنگ میں رنگ گئے تھے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ عہد نبوت کے بارے میں سوال دریافت کیا کرتے تھے تاکہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

ایک روز محفل ذکر محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم عروج پر تھی۔ ماحول میں عجیب کیف طاری تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت ثابت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مایہ ناز استاد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔

"آپ نے کبھی راحت انس و جان' ہادی برحق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دست مبارک چھوا تھا۔"

"ہاں"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ سنا تو حضرت ثابت رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں سوز محبت نے بے قراری پیدا کر دی بصد ادب عرض کیا۔

"اپنا ہاتھ مبارک بڑھائیں۔ میں اسے چوموں گا۔"

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ زمانہ یاد آگیا۔ آنکھوں میں محبت ہلکورے لینے لگی۔ اور ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ حضرت ثابت رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے ادب سے ہاتھ پکڑا اور والہانہ انداز میں اس کے بوسے لینے لگے۔

حضرت زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے' اس لئے تابعی تھے۔ ہر لحظہ غریق عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رہتے تھے۔ اکثر ان کے ہونٹوں پر یہ شعر مچلتا رہتا تھا

اکبادنا مجرحۃ من سیف بجر المصطفیٰ
طوبیٰ لاہل بلد ۃ فیھا النبی المحتشم

(ترجمہ) ہمارے جگر زخمی ہیں فراق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے۔ خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں۔

حضرت عبیدہ بن قیس رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ایک روز حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔

" ہمارے پاس حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا کردہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں آپ کا کیا خیال و عقیدہ ہے۔"

جواباً فرمایا۔

" اگر میرے پاس ان میں سے ایک بال بھی ہوتا تو میں اسے دنیا بھر کے سونے چاندی سے زیادہ قیمتی اور پیارا سمجھوں۔"

اور پھر بصد یاس کہا۔

" میری ایسی قسمت کہاں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال بھی میسر آئے۔"

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو محبت سے آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔ بصد حسرت و یاس کہا کرتے تھے۔

Marfat.com

"میں کتنا بدنصیب ہوں کہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکا۔"
اور پھر آنسو پونچھتے ہوئے فرماتے۔
"میں اس اعتبار سے بڑا خوش نصیب ہوں کہ مجھے جید اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتیں ملیں اور ان کی حکمت و فضیلت سے فیض یاب ہوا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو انوار سے بھرا تھا اور ان کی بارگاہ سے براہ راست فیضیاب ہوئے تھے۔"

حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ علیہ

عشق آداب سکھاتا ہے اور یہی روح محبت و عشق ہے۔ جب محبوب کا ذکر آجائے تو پھر محب کے لئے بیماری و تکلیف بے معنی ہو جاتی ہے اور وہ کسی حالت میں بھی محبوب کے ادب کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ محبت اسی کی مقتضی ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ علیہ حدیث پاک بیان کرتے وقت ادب و احترام کا پورا خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بیمار تھے اور چارپائی پر دراز تھے کہ حضرت مطلب بن حنطب رحمتہ اللہ علیہ ان کے پاس آئے اور ایک حدیث مبارک کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔
"مجھے بٹھادو۔ میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ لیٹے لیٹے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک بیان کروں۔"

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۲۳

تبع تابعین کا عشق رسول کریم ﷺ

تبع تابعین وہ سعد لوگ تھے جو تابعین کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ یہ لوگ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و محبت میں ہمہ وقت مست و بے خود رہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایک ساعت کے لئے بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے تساہل و کوتاہی عذاب عظیم سے کم نہیں۔

محب کے لئے ذکر محبوب سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں۔ تبع تابعین کو کلی ادراک و علم تھا کہ رب ودود کی رحمت' رضا اور قرب کی کلید حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جو دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نور سے تہی ہے وہ گوشت کا سب سے برا لوتھڑا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے قلوب عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد تھے۔ اور جب کبھی ان محترم حضرات کے روبرو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا تو تڑپ اٹھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے دل میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد احترام تھا۔ ایک مرتبہ کوئی شخص دور دراز سے مسافت طے کر کے سماع حدیث کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

"عبداللہ! ابھی مجھے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پاک سنائیں۔"

انہوں نے انکار کر دیا۔ نووارد فوراً اٹھ کر جانے لگا تو انہوں نے دوڑ کر اس کی سواری کی رکاب تھام لی۔ وہ بولا۔

"آپ نے حدیث کے سماع سے تو محروم رکھا مگر میری سواری کی رکاب پکڑ لی ہے۔"

انہوں نے جواباً فرمایا۔

"ہاں۔ میں اپنی ذات کو تو ذلیل کر سکتا ہوں مگر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین مجھے گوارا نہیں۔"

Marfat.com

حضرت یحییٰ بن معین رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے جب مدینہ منورہ میں داعی اجل کو لبیک کہا تو ان کی وفات کی خبر دور و نزدیک پھیل گئی۔ جنازہ میں شرکت کے لئے ایک مخلوق ٹوٹ پڑی۔ سب سے بڑی سعادت تو انہیں یہ نصیب ہوئی کہ ان کا جنازہ اسی تابوت میں اٹھایا گیا جس میں ان کے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد پاک اٹھایا گیا تھا۔ جس وقت ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو لوگوں کی زبان پر عام طور پر یہ جملہ تھا۔

"یہ اس شخص کا جنازہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو کذب بیانی سے بچاتا تھا۔"

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے ثقہ' عابد' کبیر اور صاحب قدر و منزلت تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے روم روم میں بسا ہوا تھا۔ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سنتے ہی آپ کے سینے میں محبت و عشق کی طغیانی آجاتی تھی اور پھر اتنا روتے کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو نہ رہتے تھے۔

حضرت امام زہری محمد بن شہاب قرشی رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے فقیہ و حافظ حدیث تھے۔ اہل علم آپ کی جلالت کے معترف تھے۔ اہل حجاز و شام کے امام تھے۔ نہایت ہی خوش و خرم اور مجلسی زندگی رکھنے والے تھے۔ ایک ایک نکتہ پر علم و عرفان کے دریا بہا دینے والے امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے جب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا جاتا تو اس طرح ہو جاتے کہ وہ اور حاضرین محفل ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں۔ کسی کو پہچانتے تک نہ تھے۔ ان کی نظروں میں' ان کے خیالوں میں' ان کے دل میں' ان کے وجود میں اور ان کی روح میں سوائے محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نہ رہتا تھا۔

Marfat.com

باب ۲۴

مفسرین کا نظریہ محبت و عشق

مفسرین کرام نے جب اللہ ذوالجلال کی آیات مبارکہ پر غور و تدبر کرنا شروع کیا تو ایک ایک لفظ میں حکمتوں کے موتیوں' رحمتوں کی جولانیوں' واقعاتی عبرتوں' اصلاح احوال و اقوال و افعال کے لئے موعظتوں' رضائے الٰہی کی برکتوں اور محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور محبتوں کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ جس قدر آیات قرآنی پر غور و پرداخت کرتے ہر بار نت نئی موشگافیاں' خیال آفرینیاں اور متنوع جتنیں قرطاس ذہن پر جلوہ نمائی کرنے لگتیں اور صاحب قرآن رحمت عالم عالمیان' فخر موجودات' محبوب کبریا و انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کا دلآویز رنگ ان کی زیست پر اس طرح چھا گیا کہ انہیں زبان حال سے اعتراف کرنا پڑا کہ قرآن مجید فرقان حمید کو صرف رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ و مطہرو اطہر کے آئینہ نور سے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

ان حضرات ذیشان نے اپنی بساط و پرواز کے حوالے سے عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جس مقام و مرتبہ تک رسائی حاصل کی اس کے مطابق انہوں نے اظہار خیال کر دیا۔

حضرت سید محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے۔ ان کے نقش پا کو اپنا خضر راہ نہیں بناتے اور ان کے ارشادات کے سامنے سمعنا و اطعنا کہتے ہوئے سر تسلیم خم نہیں کر دیتے اور پھر کہتے ہیں۔

"اے رب! ہمارے دل تیری محبت سے سرشار اور سینے نور عشق سے معمور ہیں۔"

وہ جھوٹے ہیں۔ ان کا تو اللہ تعالیٰ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر انہیں واقعی رب کریم سے الفت ہے تو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں۔ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف حاصل ہو گا تو ان کا دعوئی محبت مسلم اور انہیں خلعت محبوبیت بھی مبارک۔ محبوبیت

Marfat.com

حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں پختگی اور ثبات کا نتیجہ ہے۔

اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو ہر سو عشق و محبت کی جلوہ گری ہے۔ آخر محبت ہے کیا چیز جو ہر جگہ چھائی ہوئی ہے۔ حضرت سید محمد کرم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نظریہ کے مطابق محبت اس کشش اور میلان کو کہتے ہیں جو دل میں کسی باکمال ہستی کی طرف پیدا ہوتا ہے' خواہ وہ کمال جمال معنوی ہو یا صوری۔ حسن ظاہری ہو یا حسن سیرت و شمائل۔ اور یہ جذبہ اسے اس ہستی سے قریب تر ہونے کے لئے بیتاب رکھتا ہے۔

حضرت سید محمد کرم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے خیال میں اصل حسن ہے اور عشق اس کا فیض ہے۔ عشق کی بے تابیاں بھی حسن کی عطا ہیں۔ عاشق کے صبر و استقامت میں بھی اس کی دستگیری اور اس کی کرم فرمائی شامل ہوتی ہے۔ حریم ناز کے دروازے عشق نہیں کھولتا اور نہ کھول سکتا ہے بلکہ حسن کی دلنوازیاں آگے بڑھ کر اپنے آبلہ پا مہمانوں کا استقبال کرتی ہیں اور خود از راہ بندہ پروری اپنے رخ سے نقاب الٹ دیتی ہیں۔ تب ہی وہ گھڑی آتی ہے جب کوئی خسرویوں زمزمہ سنج ہوتا ہے۔

نخفت خسرو مسکیں ازیں ہوس شبہا
کہ بوسہ برکف پائت نہد بخواب رود

(ترجمہ) مسکین خسرو اسی شوق میں کئی راتیں نہ سو سکا اور جاگتا رہا تاکہ تیری قدم بوسی کر کے سو جائے۔

حسن کو مائل بہ کرم کرنے کے لئے ذکر ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جس کے وسیلہ جلیلہ سے بقول حضرت سید محمد کرم شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے رب تعالیٰ کی معیت اور اس کا عشق نصیب ہوتا ہے اور اسی محبت و فیض سے اس کی عظمت و کبریائی کے نورانی پردے اٹھتے ہیں اور محب صادق بسااوقات عظمت کو اٹھتا ہوا حریم قرب میں جبہ سائی کا شرف حاصل کرتا ہے۔

اہل اللہ کے مختلف گروہ ہیں اور ہر گروہ کا اپنا انداز' رنگ اور اسلوب ہے۔ لیکن ان سب میں ایک چیز مشترک ہے اور وہ محبت و عشق ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اہل اللہ میں شمار ہونے کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت سید محمد کرم شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خاص نیت اور عزم صادق کی زاد لے کر راہ عشق پر چل نکلے تو بارگاہ ربوبیت سے جلد ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوعنہ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی) کی نوید جانفزا سامع نواز ہوتی ہے۔ اس سرفرازی اور

Marfat.com

پذیرائی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کہا جاتا ہے۔

حضرت شیخ روزبہان بقلی رحمتہ اللہ علیہ

آپ ؒ آیت کریمہ وقطعنھم اثنتی عشرۃ اسباطا امما (پارہ ۹ ' سورۃ الاعراف ' آیت ۶۰) کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ اہل اللہ کے بارہ گروہ ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل موحد ہیں۔ ان کے علاوہ عارف ' عاشق ' سابق ' محب ' موقن ' (یقین والے) مکاشف ' (کشف والے) مشاہد ' سالک ' صادق ' راضی برضا اور مرید ہیں۔ یہ بارہ چشمے ہیں جن سے شربت ازلی حاصل ہوتا ہے۔ موحدوں کا چشمہ توحید۔ عارفوں کا چشمہ عبودیت۔ عاشقوں کا چشمہ اخلاص۔ سابقون کا چشمہ صدق۔ محبوں کا چشمہ تواضع۔ موقنوں کا چشمہ تسلیم و رضا۔ مکاشفوں کا چشمہ تسکین و وقار۔ مشاہدوں کا چشمہ سخا و اعتماد۔ سالکوں کا چشمہ یقین۔ صادقوں کا چشمہ عقل۔ راضیوں کا چشمہ محبت اور مریدوں کا چشمہ انس و خلوت ہے۔

اگر بہ نظر حقیقت دیکھا جائے تو اہل اللہ کے بارہ گروہ جن چشموں سے سیراب ہو کر مختلف گروہوں میں شامل ہوتے ہیں وہ دراصل ایک عاشق کی خصوصیات ہیں جن کی عدم موجودگی میں وہ عاشق کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ وہ صرف ایک محبوب کو مانتا ہے اور اسے سوائے ایک کے کوئی دوسرا نظر ہی نہیں آتا لہٰذا وہ موحد فی المحبت ہے۔

حضرت علامہ ابی الفضل شہاب الدین محمود الالوسی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

مفسرِ قرآن حضرت علامہ ابی الفضل شہاب الدین سید محمود الالوسی البغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا۔

"اللہ سے محبت کیا ہے۔"

تو بحرِ محبت میں طغیانی آگئی۔ ذرہ ذرہ خیالات کی لہریں لبوں سے نکل کر حاضرین محفل کی مزرعِ طلب کو سیراب کرنے لگیں۔ قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ والذین امنوا اشد حبا للّٰہ ○ ان کے سامنے تھی۔ جس کا مطلب ہے۔ اور جو ایمان والے ہیں ان کو سب سے زیادہ محبت اللہ تبارک و تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔ اور پھر ان کنتم تحبون اللّٰہ کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔

"عارفین کے نزدیک محبت کی حقیقت یہ ہے:۔ شوق کی آگ میں دل کا جلنا' لذت عشق سے روح کا وجد کرنا' انس کے سمندر میں حواس کا غرق ہونا۔ قدس کے پانیوں سے نفس کی طہارت کرنا۔ سر تاپا نظر بن کر محو نظارۂ محبوب ہونا۔ ظاہر و باطن کی آنکھ کا دونوں جہانوں سے بند کر لینا اور باطن یعنی روح

Marfat.com

کا غیب الغیب میں پرواز کرنا اور محب کا محبوب کے اخلاص سے متعلق ہونا' یہ تو محبت کی اصل ہے۔ رہی اس کی فرع تو وہ یہ ہے کہ ان تمام امور میں محبوب کی موافقت کرنا جن سے وہ راضی ہو۔ اس کی رضا کے لئے اس کی ڈالی ہوئی مصیبتوں کا استقبال کرنا اور اس کی قضا و قدر کے آگے ہمیشہ سر جھکائے رکھنا اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا۔ اور جہاں تک اس کے آداب کا تعلق ہے تو وہ یہ ہیں۔ شہوات اور مباح لذات کا چھوڑنا اور تنہائی میں سکون پانا۔ اس کی یادداشت میں دل کی نگرانی کرنا۔ صفات الٰہی کی بو سونگھنا یعنی مظہر صفات الٰہی ہونا۔ اور حرکات و سکنات میں تواضع اور مسکنت اختیار کرنا۔

اہل عشق وہ غربا و مساکین ہیں کہ مرنے کے بعد ان کی قبروں پر دوسری قبروں کے درمیان عجز و مسکنت کی مٹی پڑی ہوتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیائے محبت و عشق میں مباح اشیاء کا گزر بھی پسند خاطر نہیں کہ مبادہ محب کی توجہ اس طرف ہو جائے اور محب صادق کو یہ برداشت نہیں کہ ایک ثانیہ و لمحہ بھی یاد محبوب سے غافل ہو۔

فرمایا۔

محبت کا جو مقام محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ہے وہ اتنا بلند ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا طائر آرزو بھی وہاں دم نہیں مار سکتا۔

حضرت صاحب الھنار رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک دن بیٹھا لفظ خلیل پر غور و پرداخت اور تحقیق کر رہا تھا کہ عجیب و غریب مفاہیم و مطالب ذہن کے پاتال پر ابھرنے لگے۔ القا ہوا کہ "خلیل" کا لفظ اس حبیب اور محب پر بولا جاتا ہے جس کے دل میں اپنے محبوب کی محبت یوں بس جائے کہ کسی غیر کی محبت کی گنجائش تک نہ رہے۔ اور "خلت" اس محبت کو کہتے ہیں جو نفس میں رچ جائے۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

"اے محبوب! جہاں جہاں میری روح ہے تیرا عشق وہاں سما گیا ہے۔"

اس وجہ سے خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے۔

محبت کا مقام سب سے ارفع و اعلیٰ و افضل ہے۔

Marfat.com

حضرت حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں۔

میرے پیمانہ عشق کے مطابق جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا وہ مستحق لعنت ہے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۲۵

مفسرین کا عشق رسول کریم ﷺ

حضرت محمد نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ

آپ ہر وقت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں ڈوبے رہتے تھے اور عشاق کی اس سنت پر بڑی سختی سے عمل پیرا تھے کہ جس سے محبت ہو اسے کثرت سے یاد کرو۔ لہٰذا آپ کا محبوب ترین مشغلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھنا تھا۔ رات کے بیشتر حصہ میں نماز تہجد کے بعد نماز فجر اور نماز اشراق کے بعد دن کے اکثر و بیشتر اوقات میں درود پاک کو حرز جان بنائے رکھتے تھے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۲۶

محدثین کا نظریہ محبت و عشق

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت و عشق تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے والہ و شیدا تھے اس پر ان کی حیات مقدسہ کا ایک ایک لحہ شاہد ہے۔ اس امر کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا تھا کہ احادیث مبارکہ کو جب وہ ضبط تحریر میں لاتے' درس حدیث دیتے یا حدیث پاک کو بیان کرتے تو حزم و احتیاط کا جو پہلو اختیار کرتے۔ ادب و تعظیم کا جس انداز سے اظہار کرتے اور محبت و عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کیفیات ان پر طاری ہوتیں وہ دیدنی ہوتی تھیں۔

قلزم محبت و عشق اس قدر وسعت پذیر اور عمیق ہے کہ اس کا اندازہ لگانا ایں خیال است و محال است و جنوں کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس بحر ناپیدا کنار سے بقدر ظرف جس کو جتنا نصیب ہوتا ہے وہ اس کے آئینہ میں اپنے نظریہ محبت و عشق کو وجود بخشتا اور کتب و محافل میں ذکر کرتا ہے۔ لیکن ھل من مزید کا نعرۂ مستانہ پیار کی نکہت بار فضاؤں میں گونجتا رہتا ہے کیونکہ محبت و عشق کے وسیع و حسین گھاٹ پر قدم رکھنے کے بعد عشاق و محبین کی پیاس کبھی بجھتی ہی نہیں اور اس میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت آفریں عہد زریں و اعظم سے عاشقان حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مبارک قافلہ رواں دواں ہوا تھا اس میں زمانہ حال تک ہزاروں نفوس قدسیہ کے نورانی چہرے نظر آتے ہیں اور تاقیام قیامت اس میں نہ جانے اور کتنے لاکھوں کروڑوں محتشم باشان ہستیاں شامل ہوں گی یہاں تک کہ یہ قافلہ محبت و عشق قیامت کی سرحدوں پر جاکر اختتام پذیر ہو۔

محبت کا تقاضا اپنی جگہ صائب ہے کہ ان صفحات میں ہر محدث کا ذکر خیر ہو لیکن یہ ناممکنات میں سے ہے' بجز اس کے کہ "تبرکاً" چند ایک کا نظریہ محبت و عشق بیان کر دیا جائے۔

اصطلاح عام میں محبت اور عشق کو یکساں معانی و مطالب کا ملبوس فاخرہ اوڑھا کر ہر دو الفاظ

Marfat.com

کو ایک دوسرے کے بدل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ بلحاظ درجہ و مقام ان میں بعد عرش تا فرش ہے۔

بعض اصحاب نے حب مطلق کو ہی عشق کا نام دیا ہے۔ اکثر محدثین نے یہی رخ اختیار کیا ہے۔ حب مطلق کی منزل پر در آنے سے قبل محب کو کئی مدارج و مقامات کی سرحدیں عبور کرنا پڑتی ہیں۔ محبت اور عشق کے مابین حد فاصل برقرار رکھنے اور ان میں بالصراحت امتیاز کی وضاحت کے لئے ازبس ناگزیر ہے کہ ان پر جداگانہ بحث کی جائے۔

محبت کسے کہتے ہیں؟

اہل قرب میں سے کسی نے عرض کیا تو حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ جس مقام محبت پر کھڑے تھے وہاں سے بزبان حال پکار اٹھے۔

"تمام اشیاء کو ترک کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا نام محبت ہے۔"

یہ فرما کر انہوں نے دوئی کا پردہ چاک کر دیا کہ وہی اول و آخر ہے۔ انہیں ہر جا بجز وحدہ لاشریک کی ذات کے کچھ اور نظر نہیں آتا تھا اور وہ اسی کی یاد و ذکر میں ہمہ وقت ڈوبے رہتے تھے۔ یہ مقام و مرتبہ لاریب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں فنا ہونے کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے جسے فنانی اللہ کہتے ہیں۔

جب یہی سوال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے کیا گیا تو انہوں نے محبت کی تعریف میں اس کی واردات کا ذکر فرمایا۔ جن سے محب کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لہٰذا فرمایا۔

"محبت کی ناگن میرے کلیجے کو ڈس گئی ہے۔ اب اس کے لئے نہ کوئی طبیب کام آسکتا ہے اور نہ جھاڑ پھونک والا۔ بلکہ میرے لئے تو میرا محبوب ہی منتر بھی ہے اور تریاق بھی۔"

اس سے انہوں نے راہ نورد عشق و محبت پر روشن کر دیا کہ محب صادق کے لئے ماسوائے محبوب قلبی و روحانی سکون و راحت عنقاو ناپید ہے۔ اس لئے ہر لمحہ زندگی کو محبوب کی یاد و محبت سے روشن و آباد رکھا جائے۔

محبت کی تعریف کے ضمن میں حضرت عبدالرحمن بن مہدی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زبان کو جنبش دی اور فرمایا۔

"محبت کی علامات میں سے لقائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت شوق بھی ہے۔ اس لئے کہ ہر طالب و محب لقائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے۔"

Marfat.com

اگر بہ نظرِ غائر محدثین کرام کے نظریہ محبت کا جائزہ لیا جائے تو ان میں کوئی تفاوت نہیں۔ ان کے نظریات کے مطابق بجز محبوب کسی اور طرف توجہ منعطف کرنا دنیائے محبت میں روا نہیں۔ بہ صورت دیگر محب کے صادق المحبت ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔

بقول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ محبت کی صرف دو ہی اقسام ہیں۔ اس میں اول فطری یا جبلی یا پیدائشی اور دوم اختیاری ہے۔ جو محبت جبلی ہو اسے وجہ کمال تسلیم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ ذات کا حصہ ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی گئی ہوتی ہے اور اسے جدا نہیں کیا جا سکتا مثلاً ماں کی بچوں سے محبت لیکن کمال تو یہ ہے کہ کسی کی محبت کو اپنے اختیار و ارادہ سے کشتِ دل میں پیدا کیا جائے۔ پھر اسے پروان چڑھایا جائے جو بے حد محنت طلب کام ہے کیونکہ اس کی آبیاری خونِ جگر سے ہوتی ہے۔ اس کے لئے یکسوئی و کلی توجہ درکار ہے۔ اس محبت کو حضرت انسان اپنے مزاج و فطرت و ماحول کے مطابق کوئی بھی رنگ و روپ دے سکتا ہے لیکن بحیثیت خلیفۃ اللہ فی الارض اور احسن تقویم اختیاری محبت کو حقیقت کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے حضرت شاہ ولی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے نسخہ کیمیا عطا فرما دیا ہے۔ جس کی روشنی میں سچی اور خالص محبت کو ارضِ قلب میں پیدا کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اے راہ محبت کے مسافرو سن لو! طریقہ ابراہیمی سے علم و اعتقاد پختہ ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں اور نعمتوں کی وجہ سے محبت پیدا ہوتی ہے اور اس کا ثمرہ اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ عبادت کا شوق فراواں ہوتا ہے۔ سب سے عظیم و اعظم جو نعمت خالق کون و مکاں نے اپنے بندوں کو عطا کی ہے وہ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لہٰذا عالم کیف و مستی میں بے اختیار پکار اٹھتے ہیں۔

شب خواب چہ و سکوں کدام است
خود خواب بعاشقاں حرام است

(ترجمہ) یعنی رات کو سونا اور آرام و سکون کیسا عشاق کے لئے تو نیند حرام ہے۔
اس کی تائید حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی کی ہے کہ جو عاشق ہے اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور رہتی ہے۔

جب کوئی انسان جادۂ محبت پر گامزن ہوتا ہے تو اسے مختلف النوع منازل و مقامات کے بلند و پست سے گزرنا پڑتا ہے۔ جب وہ ایک منزل و مقام کے تمام تقاضے بکمال خلوص پورے کرتا ہے تو پھر اسے وہاں ثبات نصیب ہوتا ہے اور پھر اگلی منزل کے لئے رختِ سفر باندھتا ہے۔

ہر منزل کے تقاضے، مصائب و محن، رنگ و نغمہ جداگانہ ہیں۔ جوں جوں جادۂ محبت کا مسافر

Marfat.com

قدم بڑھاتا رہتا ہے اسے نت نئے حوادث' واردات' انقلابات سے واسطہ پڑتا ہے۔ کم ہمت تو راستے میں ہی کسی منزل پر ٹک جاتے ہیں لیکن عالی ہمت و اولوالعزم نفوس مستقل مزاجی سے تمام کیفیات و امتحانات سے بہ صمیم قلب' خنداں بلب' دامن اخلاص و وفا تھامے گزر کر آخرکار محبت تامہ کے رتھ پر سوار حب مطلق کے قصر رنگین میں داخل ہو جاتے ہیں۔

محدثین عظام کی نظر میں محبت کی کئی نشانیاں ہیں جنہیں بعض علامات کچھ درجات اور چند مراتب سے معنون کرتے ہیں۔ ہر محب نے ان کا اظہار اپنے مقام و رنگ و پیرایہ و فہم و تجربہ کے مطابق کیا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کی نظر میں محبت کی چند شرائط ہیں جن پر صدق دل اور اخلاص سے عمل پیرا ہونا ہر محب کے لئے لازمی ہے۔ یہ شرائط ایسی ہیں جن میں سے کسی ایک سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ بصورت دیگر محب اپنی محبت میں خام رہتا ہے اور اقلیم محبت میں خام محبت کا سکہ نہیں چلتا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

۱۔ **اتباع محبوب** : اگر محبت کا دعویٰ کرنے والا اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتا تو دعویٰ محبت میں سچا نہیں۔

۲۔ **حکم محبوب کی تعمیل** : خواہشات نفسانی کے مقابل احکام شریعت پر عمل کرنا اور انہیں ترجیح دینا۔

۳۔ **کثرت ذکر** : جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔

۴۔ **اشتیاق دید** : محب ہمہ وقت وصال یار کے لئے بے قرار اور مضطرب رہتا ہے۔ محبوب کی حسرت دید اسے دن رات بے چین رکھتی ہے۔ سچا محب اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا مشتاق رہتا ہے۔

۵۔ **محبوب کی تعظیم و توقیر** : جب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک کیا جائے تو غایت درجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی جائے۔

۶۔ **ذکر محبوب کی تعظیم** : محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک اور ان کے ذکر کے وقت انکساری اور ادب کا اظہار بھی از بس ضروری ہے۔

Marfat.com

۷- **محبوب کی پسند سے محبت** : جس چیز اور شخصیت سے محبوب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت فرمائی ہو یا پسند فرمایا ہو اس سے پیار کیا جائے۔

۸- **محبوب کی ناپسند سے نفرت** : ان اشیاء و امور سے نفرت کرنا بھی عین علامت محبت ہے جن سے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہو۔

۹- **محبوب کے دشمن سے عداوت** : اس سے دشمنی و عداوت رکھنا جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے سے کنارہ کشی اختیار کرے اور اس شخص کی محبت سے بھی احتراز کرے جو دین میں ایسی باتیں ایجاد کرے جو فتنہ و فساد کا سبب بنیں اور خلاف شریعت باتوں کو گوارا نہ کرے۔

۱۰- **قرآن و حدیث سے محبت** : اسلامی تعلیمات خصوصاً قرآن و حدیث سے محبت کرنا۔

۱۱- **امت مصطفوی ﷺ کی خیر خواہی** : امت مسلمہ کے ساتھ شفقت و مرحمت کے ساتھ پیش آئے۔ اس کو کلمات خیر سے یاد کرے۔ اس کی خیر خواہی کرے اور اس کو نفع پہنچائے اور اس کی اصلاح کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ اس سے نفرت و کدورت اور حسد و بغض و کینہ وغیرہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے۔

۱۲- **فقر و درویشی کا خوگر ہونا** : محبت کا دعویٰ کرنے والا زہد و تقویٰ اور فقر و فاقہ کا خوگر بھی ہو۔

۱۳- **محبوب کو ہر عیب سے مبّرا جاننا** : محب اپنے محبوب کو جمیع عیوب و نقائص سے مبّرا و منزہ ہونے پر عمیق قلب سے یقین رکھتا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا جامع ہونے پر صدق دل سے یقین رکھا جائے۔

ان تمام شرائط محبت کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان سب کا لب لباب یہ ہے کہ محبت ہی تو طاعت ہے اور مختصراً یہ کہ بغیر عشق کے موت میں کوئی مزہ نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے محبت کی علامات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، پیروی، اطاعت، سنتوں پر عمل، احکام کی تعمیل، کثرت درود پاک اور اسم پاک سن کر اظہار خشوع و خضوع بیان کی ہیں لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو ارفع و اعلیٰ علامت محبت تصور کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے وہ قرآن

Marfat.com

پاک کی طرف رجوع کرتے ہیں' جس میں مذکور ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی "فرما دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ کی محبت تمہیں حاصل ہو جائے گی۔" اور پھر اس ضمن میں اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"گویا اپنی متابعت کو اللہ کی محبت کی علامت و دلیل قرار دیا ہے اور اللہ کی محبت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دونوں ایک ہی ہیں اور لازم ہیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت ذکر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ لوازم محبت میں سے ہے اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ من احب شیئا اکثر ذکرہ یعنی "جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔" ان کے علاوہ بعض دیگر احباب کا بھی یہی نظریہ ہے کہ محبت دائمی ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے یہ ہمیشہ حاضر درگاہ رہتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کو سن کر عجز و انکساری اور خشوع و خضوع کی اہمیت کی وضاحت فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کی مثال دیتے ہیں جب وہ عظیم ہستیاں یعنی صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک کرتیں تو رونے لگتیں تھیں۔ خشوع اور غایت تعظیم کا اظہار کرتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت و جلال سے ان کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور یہی حال تابعین اور تبع تابعین کا تھا۔

کسی نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔

"اگر نہ جاننے اور پہچاننے والے کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس میں طلب کیسے پیدا ہوئی جب کہ اس نے مطلوب کے لئے جگر کو کباب اور آنکھوں کو غم ناک کیا ہے۔"

اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا۔

"جاننا پہچاننا شرط طلب نہیں بلکہ حسن محبوب کی دھوم ہی عشاق کو بے قرار و بیکل کر دیتی ہے اور جمال محبوب کی خوشبو و گفتگو دیوانگی عاشق کو جوش دلاتی ہے اس طرح کہ گلہائے رنگیں اس وادی میں بکثرت کھلتے ہیں اور اس طرح کی نیرنگیاں اس راہ میں اکثر و بیشتر رونما ہوتی رہتی ہیں۔ یہ آتش عشق میں کودنے والوں کی دیوانگیاں اور جانگدازوں کی الفتیں ہیں جو دنیائے عشق میں اس طرح کے عجائب و غرائب پیدا کرتی رہتی ہیں۔

حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کے نکتہ نظر میں علامات محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ہیں جو متذکرہ بالا محدثین کی بیان کردہ نشانیوں میں سے ہیں۔ لیکن انہوں نے

Marfat.com

ان کو قدرے وسعت و وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ کہتے ہیں کہ اقوال و افعال میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتداء و اتباع سنت' اوامر و نواہی میں تعمیل' نہ صرف لسان بلکہ قلب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر' جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتاق ہونا۔ زبان کے علاوہ دل اور بدن سے تعظیم کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرنا اور ان کے ساتھ بغض رکھنے والوں سے بغض رکھنا محبت و الفت کی علامتیں اور نشانیاں ہیں۔

الغرض راہ نورد محبت کے اندر جیسے جیسے علامات محبت جلوہ گری کرنے لگتی ہیں اس کی زندگی میں بہاریں رقص کناں ہونے لگتی ہیں۔ وہ ہر لحظہ مست خرام اور تصور جاناں میں مستغرق رہتا ہے۔ یہاں تک کہ غلبہ محبت اسے اس مقام تک لے جاتا ہے جہاں تک طبعیت سرایت کرتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اللھم اجعل حبک احب الی من اھلی و مالی و نفسی ومن الماء البارد الی العطشان یعنی اے اللہ! اپنی محبت مجھ میں اپنے اہل و عیال و مال اور اپنی جان سے زیادہ محبوب بنادے اور پیاسے کو ٹھنڈا پانی جیسے محبوب ہوتا ہے اس طرح محبوب کردے۔

جب کوئی محبّ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ چہار اکناف اسے بجز محبوب کوئی دکھائی نہیں دیتا تو پھر اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت عطا کی جاتی ہے۔ یہ آغاز ہے اور جو اس محبت میں بھی مسلسل و پیہم قدم بڑھاتا رہتا ہے تو اسے مقام شہود پر فائز کردیا جاتا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی جزا حصول معیت محبوب ہے۔ یہ معیت معنوی اور روحانی ہے اگرچہ جسمانی مفارقت و جدائی درمیان میں ہو۔

مقام شہود کے مکیں پر جب رنگ شہودی بدرجہ اتم غالب آجاتا ہے اور وہ اسے اپنے اندر ڈھانپ لیتا ہے تو بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ایسے شخص کے لبوں سے بے اختیار نکلتا ہے۔

فلست اریٰ الا الحبیب محمداً

رسول الہ الخلق جم المناقب

(ترجمہ) یعنی میں بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا۔ وہ مخلوق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مناقب کے جامع ہیں۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق وہ پکار اٹھتا ہے۔

"حضور اکرم میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً بھی مستوجب محبت ہیں اور شرعاً و فطرتاً بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستحق و موجب محبت ہیں کیونکہ آپ کے ساتھ ہماری محبت اپنی جانوں۔ اپنے

Marfat.com

مالوں اور اپنی اولاد و اقربا سے کہیں زیادہ وافر و اکثر ہے اور جو بھی اخلاص کے ساتھ ایمان صحیح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا ہے اس کا وجدان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی نہیں ہوا ہے۔ لیکن یہ بات جدا ہے کہ کسی میں محبت کا بہت زیادہ وافر حصہ پایا جاتا ہے اور کسی میں کمتر تو اس کا مدار ترک شہوات اور عدم احتجاب غفلت پر ہے۔

جب کسی محب کا یہ حال ہوتا ہے تو اسے صرف رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات محبوب اور مستوجب محبت نظر آتی ہے تو اس کے ایمان پر بھرپور عالم شباب ہوتا ہے۔ اور پھر بقول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ محبت اہل ایمان کی حیات قلب اور غذائے روح بن جاتی ہے۔ سلوک الی اللہ اور احوال محبت میں رضا سے بڑھ کر کوئی دوسرا بلند و برتر و افضل مقام و حال نہیں ہے لہٰذا سالک کا جسد محبت کے بغیر بے روح اور جو سانس بجز محبت لیا جاتا ہے وہ برباد و قابل مواخذہ ہوتا ہے۔

یہ فنافی الرسول کا مقام ہے اور جب کوئی محب صادق فنافی اللہ کی بلندیوں کی طرف بغرض پرواز ہمت کے پروں کو کھولتا ہے تو عالم غیب سے آواز آتی ہے۔

"کیا تو اللہ سے محبت رکھتا ہے۔"

اس مقام پر حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محب کو خاموشی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ اگر اس نے ہاں میں جواب دیا تو یہ وصف محبین کا سا نہیں۔ لہٰذا ناراضگی مول لینا کسی صورت درست نہیں اور اگر نہیں کہا تو کافر ہو جائے گا۔ بہتر ہے کہ انتظار کرے اور دیکھے کہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ اگر اس پر غم و اندوہ کے جھکڑ چلنے لگیں تو سمجھ لے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اور اگر اس پر دنیا کو کشادہ کر دیتا ہے تو یہ اس کے بغض کی دلیل ہے اور وہ اس لافانی ذات کی محبت کا اہل نہیں ہے۔

اختیاری محبت محنت شاقہ کی طالب ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزوم اور ہمزاد ہیں۔ محبت میں جس قدر محنت سے کام لیا جائے گا اتنی ہی زیادہ دامان محبت میں وسعت و ہمت پرواز آتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ محب کی ذات محبوب کے اندر جذب ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت نے محنت کو لوح محفوظ پر دیکھا تو پوچھا۔

"تو کون ہے؟"

محنت نے جواب دیا۔

Marfat.com

"میرا نقش تیرے جیسا ہے اور تیرا نقش میرے نقش کی مانند۔ صرف ایک نقطے کا فرق ہے یہاں محبت و محنت نے باہم پیمان باندھا اور کہا جہاں تو ہو گی وہاں میں بھی ہوں گی۔ اور جہاں میں وہاں تو۔"

لہٰذا محنت کو محبت سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ مملکت محبت میں محب کے لئے راحت و آرام و سکون حرام ہے۔

عشق ایسا لفظ ہے جس کے زبان پر آتے ہی اس کی برقی روئیں وجود کے اندر خرام ناز دکھانے لگتی ہیں۔ عجب سا کیف و سرور چھا جاتا ہے اور زیست کی تلخیاں نغمہ و سرور کا روپ دھار لیتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی نظر میں عشق قلوب میں ایک ایسی آتش ہے جو محبوب کے علاوہ سب کچھ بھسم کر ڈالتی ہے بس کیا ہی اچھا جنون اور کیا ہی خوب مجنون۔ پھر فرماتے ہیں کہ کلام قدسی میں ہے۔

"انت عشقی وانا عشقک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

یہ فرما کر اس کلام قدسی کی حلاوتوں میں کھو جاتے ہیں۔ حال یہ ہے جیسے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہو۔ حاضرین دم بخود بیٹھے ہیں۔ پھر ایکا ایکی اپنا سر مبارک اٹھاتے ہیں۔ گرد و پیش میں نظر دوڑاتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں۔

درد عشق آمد دوائے ہر دلے
حل نشد بے عشق ہرگز مشکلے

گر عشق ہمیں مونس و ہم خانہ ماست
غمہا ہمہ یک جرعہ پیانہ ماست

(ترجمہ) یعنی ہر درد کی دوا درد عشق ہے۔ عشق کے بغیر کوئی مشکل آسان نہیں ہوتی۔
اگر یہی عشق میرا مونس و ہم خانہ ہے تو سارے غم میرے پیمانے کا ایک گھونٹ ہیں۔

عشق کی لذتیں پھر گھیرا تنگ کر دیتی ہیں۔ ہر سو عشق کی خوشبو اور رنگ پھیل جاتا ہے۔ تخلیق کائنات کا منشاو مقصود بصورت عشق نظروں میں گھوم جاتا ہے۔ پھر بے اختیار فرماتے ہیں۔

از عقل فرو گزر در عالم عشق
او نیز غلام دل دیوانہ ماست

(ترجمہ) یعنی عشق میں عقل سے بے پرواہ ہو کر چل کیونکہ یہ بھی میرے دل دیوانہ کا غلام ہے۔

Marfat.com

ماحول میں پھر سکوت چھا گیا۔ قدرے توقف کے بعد پھر پکار اٹھے۔

"عشق لوگوں کے ارادوں سے بالا ہے اور ہجر و وصال سے بھی مبرّا۔ جب کوئی چیز خیال میں نہ آ سکے تو وہ احاطہ و مثال سے بھی آزاد ہوتی ہے۔"

معاً کسی نے منزل عشق و رہرو عشق کی نشاندہی کے لئے عرض کیا تو زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا۔

منزل عشقت مکان دیگر است
مرد ایں رہرو نشان دیگر است

(ترجمہ) یعنی تیرے عشق کی منزل کا مکان ہی اور ہے۔ راہ عشق کے راہروؤں کی علامات ہی دوسری ہیں۔

لوگ اس فرمان کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے لگے کہ فضا میں ایک آواز ابھری۔

"یا مرشدی! جادۂ عشق کے بارے میں ارشاد ہو۔"

فرمایا۔

عجائب رہ عشق اے رفیق بسیار است
ز پیش آہوئے ایں دشت شیر نر برمید

(ترجمہ) یعنی اے دوست! جادۂ عشق کی عجائبات بے شمار ہیں۔ اس جنگل کے آہو سے پہلے شیر نر نکلتا ہے۔

محفل پر عشق کا رنگ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ ایک مبتدی نے پوچھا۔

"یا شیخ! محبت اور ایذا چہ معنی دارد۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے سنا تو خیالات کے جزیروں میں کھو گئے۔ پھر گویا ہوئے۔

"محبوب کی ایذا رسانی جو اپنے اندر کچھ مصلحتیں اور مقاصد رکھتی ہے اہل محبت کی نظر میں خوب اور پسندیدہ ہے۔ بلکہ انہیں تو نعمتوں سے بھی زیادہ لذت اسی میں ملتی ہے۔"

اور پھر یہ شعر پڑھا۔

ہجرے کہ بود مراد محبوب
از وصل ہزار بار خوشتر

(ترجمہ) یعنی عاشق کی دوری جسے محبوب زیادہ تر پسند کرتے ہیں حقیقت میں عشق کے لئے وصال یار سے بھی ہزاروں مرتبہ اچھی ہے۔

Marfat.com

اور جب کسی نے شرح عشق کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا۔

"عشق میں ہر لحظہ و ہر آن نیا مقام و نیا جلوہ ہے۔"

پھر یہ شعر پڑھا۔

ہرچہ گویم عشق را شرح و بیاں
چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

(ترجمہ) یعنی میں عشق کی جو بھی شرح بیان کرتا ہوں جب عشق اختیار کرتا ہوں تو اپنے کہے پر شرمسار ہوتا ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعویٰ عشق دیگر است جب تک کہ عشق سے نسبت نہ ہو۔ اس کی تشریح یوں بیان کرتے ہیں کہ بندہ مومن جس کا اعتقاد ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ تمام صفات کمالیہ سے موصوف ہیں۔ اپنے کمال کو ان کی یاد یا ذکر پر موقوف سمجھتا ہے اور وہ ہمیشہ حق تعالیٰ کے نام کو یاد کرتا رہتا ہے اور ان کی نعمتوں اور رعنائیوں کو ملاحظہ کرتا رہتا ہے۔ اور اس حالت پر مداومت کی وجہ سے اس کے دل میں بے قراری' اضطراب اور قلق و جوش کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور روز افزوں ترقی کرتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ حق تعالیٰ کا نام زبان پر لا نہیں سکتا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی روح جسم سے پرواز کر جائے گی۔ غرض جب نفس میں یہ کیفیت متمکن ہو جاتی ہے اور جوہر قلب میں اتر جاتی ہے اور نفس ناطقہ پر اس کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو اس کو نسبت عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ عاشقیت میں جو لذت ہے وہ دوئی کے اٹھ جانے میں نہیں غلطی پر ہیں کیونکہ عاشق دوئی کے سبب آتش عشق میں جلتا رہتا ہے اور ایسے میں وہ شرک خفی کا مرتکب ہوتا ہے اگرچہ یہ مرتبہ حسنات الابرار کا ہے مگر سئیات المقربین میں شمار ہوتا ہے جب کہ صاحب شہود عظمت استغنا اور جلال و جمال سے لذت یاب ہوتا ہے اور اس لذت کا درجہ لذت عاشقیت سے کہیں بلند ہے۔

حضرت علامہ ابن ابی جمرہ مالکی اندلسی رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔

★ دین اس شخص کو آسان ہے جسے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہے کیونکہ محبت کے بعد محبوب کا حکم اور کوئی فعل ناگوار نہیں ہوتا۔

★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اتباع میں ہے' باتوں میں نہیں ہے۔

Marfat.com

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محب سے کسی وقت بھی محبوب سے غفلت کی گنجائش نہیں مبادا کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو محبوب کی ناراضگی کا سبب بن جائے۔ پس اس کو ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کی فکر ضروری ہے۔ اگر اس فکر میں کمی ہے تو محبت اور طلب میں کمی ہو گی اور جتنی طلب میں کمی ہو گی اسی قدر مقصود کے حصول میں دیر ہو گی۔

☆ راہ محبت و عشق کی منازل پر نہیں بلکہ جو محبت ان منازل کے اندر ہے اس پر فریفتہ ہونا چاہیے۔

وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے باہم محبت کرنے والوں کی تین اقسام ہیں۔

(الف) اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے محبت ہو مگر ساتھ میں کسی دنیوی منفعت کی بھی امید ہو خواہ ظاہری ہو یا باطنی۔ ظاہری جیسے مال و دولت' باطنی جیسے جاہ و عزت۔ تو یہ تو طالب غرض ہے' اس کا مقصود دنیا ہی ہے۔ بس یہ ہو گا اور اس کی غرض۔ خواہ وہ پوری ہو یا نہ ہو۔

(ب) صحبت و رفاقت تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہو مگر اس کے ساتھ کسی اخروی نفع کی بھی امید ہے خواہ ظاہری ہو یا باطنی۔ ظاہری جیسے توفیق اعمال صالحہ و ذکر و شغل وغیرہ۔ اور باطنی جیسے اخلاق حمیدہ و نسبت و احسان و اخلاص کا حصول۔ علوم و معارف کا ورود اور مرنے کے بعد شیخ کی شفاعت سے دخول جنت وغیرہ۔ پس یہ بھی طالب حاجت اور صاحب غرض ہے۔ مگر اس کا نفس پہلے سے بلند حوصلہ ہے کہ اس کو منافع کی طلب تو ہے۔ مگر منافع اخرویہ کی طلب ہے۔ منافع دنیویہ کی طلب نہیں۔ اور اسی قسم کے لوگ ان حضرات کے پاس زیادہ ہوتے ہیں جو بزرگ کہلاتے ہیں۔

(ج) صحبت و رفاقت و محبت محض اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہو اور کوئی غرض نہیں۔ نہ دنیوی نہ اخروی۔ یعنی شیخ سے تعلق صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ والا ہے اور اس قابل ہے کہ اس سے محبت اور تعلق پیدا کیا جائے۔ خواہ تم کو نفع ہو یا نہ ہو۔ جیسے بادشاہ عادل سے سب کو محبت ہوتی ہے اگرچہ کسی خاص شخص کو اس کے عدل سے نفع حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ مگر عدل کمال ہی ایسا ہے کہ جس میں بھی ہو اس سے طبعاً" محبت

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ والا ہونا وصف ہی ایسا ہے کہ جس میں یہ وصف ہو اس سے محبت اور تعلق ہونا چاہئے اگرچہ کسی خاص شخص کو اس سے نفع نہ پہنچا ہو۔ جس کو یہ بات حاصل ہو بس وہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے محبت کرنے والا سچ مچ کہہ سکتے ہیں۔ اور جو ایسا ہو گا اس کو اپنے بھائی کی کوئی بات بھی جو اس کے حق میں صادر ہو متغیر نہ کرے گی۔ کیونکہ اس کی محبت اپنے واسطے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا تعلق اس کے کسی برتاؤ سے بدل نہیں سکتا اور جو ایسا نہ ہو وہ امتحان کے موقعہ پر بہت کم ثابت قدم رہے گا اور اگر ایک کی نیت اللہ کے لئے ہو اور دوسرے کی نیت کچھ اور ہو یعنی دنیا کے لئے تو ہر شخص کو اس کی نیت کا پھل ملے گا۔

☆ جب ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل پر غالب ہو جاتا ہے تو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دل پر غلبہ ہوتا ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ محبت و معرفت الٰہیہ ہونا ظاہر ہے۔

☆ مطلوب کے سامنے اپنے محبوب کو آگے بڑھاؤ تو مرغوب کو پالو گے۔

☆ عاشق جہاں بھی جاتا ہے محبوب کے ذکر کے ساتھ جاتا ہے۔

☆ عشق و محبت کی شان یہ ہے کہ اگر ایک وقت محبوب سر پر تاج شاہی رکھے تو جیسا اس وقت خوش ہو کر محبوب کا شکریہ ادا کرتا ہے اسی طرح اگر دوسرے وقت تاج شاہی سر سے اتار کر ایک بھنگی کے سامنے عجز و نیاز کا حکم دے تو اس حکم کو بھی خوشی سے بلا چون و چرا بجالائے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۲۷

محدثین کا عشق رسول کریم ﷺ

محدثین کرام ایسے محبین رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کے اسما مبارک آسمان شہرت و محبت پر مثل نجوم تاقیامت تابندہ رہیں گے۔ انہی نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو جس لگن ' ادب و عشق و حزم و احتیاط اور عرق ریزی سے روایت و درایت کی روشنی میں خاصی تحقیق و تدقیق کے بعد نہایت خوبصورت انداز میں مدون و یکجا کیا اس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ایسے عظیم و قابل صد ستائش کارہائے صرف محبت و عشق سے ہی سرانجام دیے جا سکتے ہیں۔

ان میں دوسرا طبقہ ان محترم ہستیوں کا ہے جنہوں نے درس و مطالعہ حدیث میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ یہ یگانہ روزگار افراد شبانہ روز اپنے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال دیاد میں مگن رہتے ہیں۔ فرمان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں اپنی اور دوسروں کی زندگی ڈھالنے میں ہمہ وقت کوشاں ہیں۔

ہر محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اپنا رنگ اور انداز ہوتا ہے۔ محدثین عظام اور مدرسین حدیث کا رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا اپنا انداز ہے کہ سامع وجد سے جھومنے لگتا ہے۔

حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عشق اور والہانہ شیفتگی تھی کہ جب وہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتے یا حدیث نبوی ﷺ سماعت فرماتے تو ایسا زار و قطار روتے کہ دیکھنے والوں کو ان کے حال پر رحم آنے لگتا تھا۔

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت ایوب سختیانی رحمتہ اللہ علیہ کی اس والہانہ کیفیت کو دیکھ کر ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو گیا اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم سے اجلال کو دیکھ کر ان سے احادیث ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیں۔ یہی وہ وصف تھا جس کی بنا پر میں ان کو دوسرے اساتذہ سے افضل سمجھتا تھا۔

حضرت ایوب سختیانی رحمتہ اللہ علیہ نے دو بار فریضہ حج ادا کیا۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ہمراہ تھے۔ دوران سفر جب بھی وہ کسی حدیث پاک کی روایت سنتے تو بے خود ہو کر رونے لگتے۔

حضرت صفوان بن سلیم رحمتہ اللہ علیہ

محب کے روبرو جب اس کے محبوب کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو پھر محبوب کی یاد میں وہ ایسا محو و محبوس ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے گردوپیش کا ہوش تک نہیں رہتا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شمار بہت بڑے عابدوں اور زاہدوں میں ہوتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جب ان کے سامنے ذکر خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتا تو بیکل ہو جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے اتنا روتے تھے کہ لوگ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے اور ان کو اپنی جگہ پر چھوڑ جاتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمتہ اللہ علیہ

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات انتہائی ناگوار لگتی تھی کہ ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کوئی باآواز بلند بولے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمتہ اللہ علیہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھاتے تو قرآن حکیم کی یہ آیات مبارک پڑھتے۔

" لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون○ " (سورۃ الحجرات' آیت ۲)

جب ماحول میں خاموشی طاری ہو جاتی تو پھر اس کا مفہوم یہ بیان فرماتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سماعت کرتے وقت خاموش رہنا اسی طرح فرض ہے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام فرمانے کے دوران میں خاموش رہنا اور سننا فرض تھا۔

حضرت محمد بن المنکدر رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سید القراء تھے۔ طالبان حدیث مبارکہ اکثر و بیشتر آپ کے پاس آتے رہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے بارے میں دریافت کرتے رہتے تھے۔ آپ ہر وقت غریق عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رہتے تھے۔ لہٰذا جب لوگ آپ سے حدیث رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ پر اس قدر گریہ طاری ہوتا کہ لوگ آپ کی حالت پر رحم کھانے لگے۔ انہوں نے حضرت محمد بن المنکدر رحمتہ اللہ علیہ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھا تو یوں لگا جیسے اس سے خون کھینچ لیا گیا ہو اور ہیبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی زبان آپ کے منہ میں ہوتی اور اس سے ایک لفظ تک نہ نکلتا تھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث قادری دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ جب آپ بغرض زیارت دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے تو برہنہ پا داخل ہوئے۔ جوتوں سمیت وہاں جانا محبت کے منافی سمجھا اور جب تک وہاں رہے ننگے پاؤں رہے۔

حضرت ابوالبرکات سید احمد رحمتہ اللہ علیہ

فخر موجودات سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت آپ کا سرمایہ حیات تھا۔ دوران تقریر و بیان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسم گرامی نہایت ادب و احترام' عقیدت و محبت اور آداب و القاب کے ساتھ لیتے تھے۔ عموماً رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ان الفاظ میں فرماتے۔

"سرور انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم۔"

جب اسم پاک لیتے تو درود پاک ضرور پڑھتے تھے اور فرط محبت میں آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

درس حدیث مبارکہ کے دوران میں حضرت سیدی ابوالبرکات رحمتہ اللہ علیہ فرماتے۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام احادیث مبارکہ کے انوار و برکات اور اسرار و رموز سے آگاہی کے لئے لازمی شرط ہے۔ اور یہ باصرار فرمایا کرتے تھے کہ حدیث شریف کا مطالعہ ہمیشہ باوضو کرنا چاہئے۔"

ایک مرتبہ آپ مسجد وزیر خان میں حدیث شریف پڑھا رہے تھے کہ ایک گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عقب سے آکر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی گردن پر کاری ضرب لگائی جس سے آپ کی زلفیں کٹ گئیں۔ بہت گہرا زخم آیا مگر محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محویت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو مطلق احساس نہ ہوا۔ تلامذہ نے شور مچایا تو آپ کے چہرے پر حیرانگی کے آثار نمودار ہوئے مگر جب خون بہہ کر سینے کی طرف آنے لگا تو پھر آپ کو محسوس ہوا کہ یہ واقعہ آپ ہی کے ساتھ ہوا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ

بقول حضرت فضل شاہ رحمتہ اللہ علیہ موت وصل کا دروازہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کو مرنے کا اشتیاق ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بعد از وصال قبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو گا تو ایسی موت پر ہزار زندگیاں قربان۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ جب اس ضمن میں حدیث مبارکہ پڑھاتے تو والہانہ انداز میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

کشتے کہ عشق دارد نہ گزاروت بدیں ساں
بجنازہ گرینائی بمزار خواہی آمد

Marfat.com

باب ۲۸

فقہاء کا نظریہ محبت و عشق

عشق کے بارے میں ہر شخص کا اپنا نظریہ ہوتا ہے۔ وہ عشق کی جس منزل و مقام پر ہوتا ہے اس کی روشنی میں اس کا مفہوم بیان کرتا' تفسیر کرتا اور تشریح و تعریف کرتا ہے۔ اور جوں جوں وہ عشق کی مزید منازل طے کرتا ہے تو عشق کے بارے میں اس کے نظریات و مفاہیم و تشریحات میں بھی تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔

فقہاء قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ سے شرعی مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور عشق کے بارے میں ان کا اپنا خیال و نظریہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں مجھے جو بھی نصیب ہوا صرف عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ ایسا عشق جس میں باہوش دیوانگی' علم باعمل اور نیت پر خلوص کا دور دورہ ہے۔ یہ تسلیم شدہ اصول ہے کہ محب کو محبوب کی ہر شے پسند آتی ہے اور وہ ہر ایسا عمل کرنا پسند کرتا ہے جس سے محبوب کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت بڑھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ کسی شے کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ سچی محبت کا معیار یہ ہے کہ دل اور دماغ محبوب کی عیب جوئی سے پاک ہو۔ محبوب کا حسن و جمال و کمال ہی سدا پیش نظر رہے۔

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ جو شخص مدینہ منورہ کی زمین کو عدم طیب سے نسبت کرے اور اس کی ہوا کو ناخوش کہے وہ واجب التعزیر ہے۔ اس کو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ صحیح کرے۔

Marfat.com

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ عشق و محبت کا ماخذ و منبع دل ہے۔ اگر دل کا تعلق کسی چیز سے ہو جائے تو ارادہ اس تعلق کو قوی تر بنا دیتا ہے اور ایک دائمی کشش و جذب پیدا ہو جاتا ہے۔

فرماتے ہیں۔

اے غافل! تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے اور دعویٰ محبت کرتا ہے۔ اللہ کی قسم یہ عجیب تماشا ہے۔ اگر اس کی محبت میں سچا ہے تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محب محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔ ہر دن تو اس کی نعمت سے شروع کرتا ہے اور اسے ضائع کر کے شکریہ ادا کر رہا ہے۔

حضرت ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ ہر محب کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی مدار بیان بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے۔ جب تک رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں' باپ' اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم ہی کا نام ہے۔

رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی کئی نشانیاں بتائیں۔ مثلاً

- ☆ آل و اصحاب' مہاجرین و انصار و جمیع متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے۔
- ☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھے' اگرچہ وہ اپنا باپ' بیٹا' بھائی یا کنبہ کیوں نہ ہو۔ اور جو ایسا نہ کرے وہ دعویٰ محبت میں دروغ گو ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی الفت رکھے۔
- ☆ شان اقدس میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں۔ کوئی ایسا لفظ جس سے کم تعظیمی کا ذرہ برابر بھی تاثر ملتا ہو زبان پر نہ لائے۔
- ☆ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا نہ کرے' یہ جائز نہیں۔ بلکہ یوں کہے یانبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' یاحبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ☆ اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو تو روضہ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلے سے

Marfat.com

دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے' کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلوٰۃ و سلام عرض کرے۔ بہت قریب نہ جائے۔ نہ ادھر ادھر دیکھے اور خبردار! خبردار!! آواز کبھی بلند نہ کرنا کہ عمر بھر کا سارا کیا دھرا اکارت جائے۔

☆ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و احوال لوگوں سے دریافت کرے اور ان کی پیروی کرے۔

"آب زمزم جس مراد کے لئے پیا جائے اسی کے لئے ہے۔" یہ ارشاد عالیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس ضمن میں حضرت ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مثلاً اگر رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھنے کی نیت سے پیو گے تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ ہو گا۔ الغرض جس مراد کے لئے پیو گے وہی پوری ہو گی۔ مثلاً محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم' شفائے امراض' حصول علم وغیرہ۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۲۹

فقہاء کا عشق رسول کریم ﷺ

محبین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل کائنات اور سرمایہ حیات عشق ہے اور وہ ہمہ وقت اسی میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

فقہاء میں حضرت نعمان بن ثابت المعروف امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مقام سب سے بلند و برتر ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفی کی پیروکار ہے۔ آپ فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک قصیدہ رقم فرمایا جس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی محبت و عشق کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب خاموش ہوتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تصور میں مستغرق ہوتا ہوں اور جب بولتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مدح سرائی کرتا ہوں۔ جب سنتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پاک ہی سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھتا ہوں۔"

حضرت امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کبھی خود اور کبھی خلیفہ ہارون رشید کی استدعا پر ان سے ملنے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن تشریف فرما تھے کہ دسترخوان پر کدو پک کر آیا۔ وہاں پر موجود ایک شخص نے کہا۔

"کدو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔"

دوسرے شخص نے کہا۔

"مجھے پسند نہیں۔"

حضرت امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے سنا تو چہرہ خشمگیں ہو گیا۔ غصے سے بولے۔

Marfat.com

"تو میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو ناپسند کرتا ہے۔"
اور تلوار نکال کر اس کے قتل کے درپے پر ہوئے اور فرمایا۔
"تو مرتد ہو گیا ہے۔"
اس نے فوراً توبہ کر لی۔

دنیائے عشق میں محبوب کی پسند کو ناپسند کرنا محبت کی تکذیب ہے۔ مزید براں اگر کوئی محبوب کی پسند کو ناپسندیدگی سے دیکھے تو محب کے لئے یہ ناقابل برداشت ہے۔ یہی حال حضرت امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

محبوب کی یاد کبھی آنسو بن کر اور کبھی ردائے ادب و تعظیم میں آشکارا ہوتی ہے۔ محبت کا دراصل کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ اس کا رنگ وہی ہوتا ہے جو محب اپنے اوپر چڑھا لیتا ہے۔ محب محبت میں جس قدر صادق و تام ہوتا ہے محبت کا رنگ بھی اتنا ہی پختہ' خوش رنگ اور پائیدار ہوتا ہے۔ جو محب کی ہر ہر حرکت و ادا و انداز سے منکشف ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاک طیبہ کے ساتھ اس قدر عشق و فریفتگی تھی کہ تمام عمر مدینہ کریم میں بسر فرمائی اور شہر سے باہر کہیں بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔
"کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مدینہ طیبہ سے نکل جاؤں اور میری موت آجائے اور میں مدینہ باسکینہ کی خاک پاک میں دفن ہونے سے محروم رہ جاؤں۔"

آپ صرف ایک مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے اور پھر دوبارہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ نہیں گئے کہ مبادہ وہاں وقت آخر آجائے۔ لہٰذا مدت العمر مدینہ منورہ میں رہے اور آخرکار شادکام ہوئے اور آج جنت البقیع میں آسودہ خواب ہیں۔

آپ کا قلب مبارک عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر معمور تھا کہ ضعف پیری و کبرسنی کے باوجود مدینہ منورہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں چلتے تھے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے اصطبل میں خراسان کے بہترین گھوڑے اور مصر کے اعلیٰ ترین خچر تھے۔ میں نے ان سے بہتر گھوڑے اور خچر کہیں نہیں دیکھے تھے۔ ایک روز میں نے از راہ تعجب ان سے کہا۔
"یہ جانور کیا بھلے معلوم ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

فرمانے لگے۔

"اے شافعی! یہ سب میں تمہیں بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ انہیں قبول کر لو۔"

میں نے عرض کی۔

"کم از کم ایک گھوڑا تو اپنی سواری کے لئے رکھ لیں۔"

سنا تو ارشاد فرمایا۔

"مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس ارض مقدس میں جسم عنبریں صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہے اس زمین پر میں سوار ہو کر چلوں یہ گستاخی ہے۔"

آپ تاحیات قضاء حاجت کے لئے مدینہ طابہ کے حرم محترم سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ البتہ بیماری یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے بیت الخلاء استعمال کر لیتے تھے۔ آپ تین دن میں صرف ایک مرتبہ بیت الخلاء جاتے تھے اور فرماتے۔

"بار بار جانے سے مجھے شرم آتی ہے۔"

ایک دن حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ خلیفہ مہدی کا ایک خاص مصاحب ربیع مدینہ منورہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تین ہزار اشرفیاں پیش کیں۔ آپ نے نذر قبول فرمائی۔ ربیع نے رخصت سے قبل عرض کیا۔

"یا حضرت! خلیفہ کی یہ خواہش ہے کہ آپ ان کے ہمراہ بغداد تشریف لے چلیں۔"

اس پر حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے ربیع سے پوچھا۔

"کیا تم میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے واقف ہو۔"

"نہیں۔"

ربیع نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے اس کے سامنے وہ حدیث بیان کر دی جس کا مفہوم تھا۔

"مدینہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ اگر وہ اس بات کو سمجھیں۔"

ربیع نے آپ کا اشارہ سمجھ لیا اور جذبہ احترام سے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔

"بغداد جانے کی بات دوسری ہے۔ اگر مجھے ایک دن بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر نظر نواز نہ ہو تو قلب پر قیامت سی گزر جاتی ہے۔"

آپ کے ان الفاظ میں ایسا رعب و جلال تھا کہ ربیع کانپ اٹھا۔ اس نے اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت باتیں سنی تھیں مگر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اسے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کے عشق کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ سوچوں کے بحر ناپید اکنار میں غرق تھا کہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی آواز پھر کانوں سے ٹکرائی۔ فرما رہے تھے۔

"ربیع! میں نور کے اس حصار سے نکل کر بھلا کہاں جا سکتا ہوں۔ میں تو پہچانا ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے حوالے سے جاتا ہوں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹا تو یہ مالک بے نشان ہو جائے گا۔"

یہ فرما کر حضرت مالک رحمتہ اللہ علیہ نے ربیع کو تین ہزار اشرفیوں کی تھیلی واپس لوٹا دی اور فرمایا۔

"ربیع! امیرالمومنین سے کہہ دینا کہ مالک مدینہ منورہ کی خاک پاک کے ایک ذرے کے عوض ساری دنیا کی دولت ٹھکرا دینے کا جذبہ رکھتا ہے۔"

ربیع نے جب حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا یہ طرز عمل دیکھا تو خاصا گھبرا گیا۔ بمشکل گویا ہوا۔

"اعلیٰ حضرت! ہمارے امیرالمومنین کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا۔ آپ اپنی خوشی سے جہاں کہیں بھی رہیں بس اتنی التجا ہے کہ ہمارے خلیفہ کے حق میں دعا فرماتے رہیں۔"

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے سماعت فرمایا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی "اے باری تعالیٰ! تو خلیفہ کو اس کے حسن نیت کا صلہ عطا فرما۔"

بقول حضرت مصعب بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ جب حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا۔ حالت غیر ہو جاتی، حتیٰ کہ اہل مجلس پریشان ہو جاتے۔ ایک روز کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

"اگر تم وہ دیکھ لو جو میں دیکھتا ہوں تو پھر یہ سوال نہ کرو۔"

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ حدیث مبارکہ کے بیان و سماعت کے وقت ادب کو بدرجہ اتم ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ ایک دن کسی نے آپ سے دریافت کیا۔

"آپ حضرت عمرو بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث کیوں نہیں لیتے۔"

فرمایا۔

"میں ان کے پاس گیا تھا۔ مگر وہاں لوگ حالت قیام میں حدیث پاک لکھ رہے تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا مقام کھڑے ہو کر لکھنے سے بلند سمجھتا ہوں۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ عقیق گیا۔ میں نے ان سے ایک حدیث مبارکہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں

Marfat.com

نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا۔

"میری نگاہ میں تو اس سے بلند ہے کہ تو ہم سے چلتے ہوئے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے۔"

ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے جریر بن عبدالحمید قاضی نے حالت قیام میں حدیث مبارک پوچھی تو آپ نے فرمایا۔

"اسے قید میں ڈال دو۔"

بتایا گیا۔

"یہ تو قاضی ہیں۔"

فرمایا۔

"قاضی کو زیادہ ادب سکھانا چاہئے۔"

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تھے وہ حدیث پاک بیان کر رہے تھے۔ انہیں بچھو نے سولہ دفعہ ڈنگ مارا۔ ان کا رنگ متغیر اور زرد ہو گیا لیکن حدیث مبارکہ بیان کرنا نہ چھوڑی۔ جب فارغ ہوئے طلبہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا۔

"آج میں کچھ عجیب معاملہ دیکھ رہا ہوں۔"

فرمایا۔

"ہاں! مجھے بچھو نے سولہ دفعہ کاٹا مگر میں نے صبر کیا۔ میں نے یہ فقط اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی تعظیم میں کیا۔"

ایک مرتبہ خلیفہ وقت آپ کے مکان پر حاضر ہوا۔ آپ نے گھر سے نکلنے میں دیر کی۔ جب باہر تشریف لائے تو خلیفہ نے عرض کی۔

"اے مالک! تم ہمیشہ خلفاء کو ذلیل ہی کرتے ہو۔"

فرمایا۔

"نہیں واللہ! میں نے جب آپ کی آواز سنی تو یہ سمجھا کہ میرے پاس آنا صرف اس لئے ہوا ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا ہے اور میں اس وقت بے وضو تھا۔ مجھے گوارا نہ ہوا کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کے متعلق بے وضو گفتگو کروں۔ اس لئے میں نے وضو کیا اور فوراً باہر آ گیا۔ اس کے سوا مجھے کچھ خبر نہیں کہ دیر ہوئی یا سویر۔"

جب طلبہ درس حدیث کے لئے آپ کو گھر بلاتے تو اچھی طرح وضو کرتے' خوشبو لگاتے'

Marfat.com

عمدہ لباس زیب تن فرماتے، مشک و اگر کی دھونی لیتے پھر حدیث پاک پڑھانے کے لئے بیٹھتے تھے۔ یہی تو محبت و عشق اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ

آپ رضی اللہ عنہ کا دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور اور دماغ خوشبوئے رسالت ﷺ سے مہکتا رہتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کے والد کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا۔ وہ اس مقدس بال کو وفور محبت میں اپنے ہونٹوں پر رکھ کر بوسہ دیتے تھے۔ کبھی آنکھوں سے لگاتے تھے اور جب کبھی علیل ہوتے تو اس بال کو پانی میں ڈال کر اس کا غسالہ پیتے اور شفا حاصل کرتے تھے۔

Marfat.com

باب ۳۰

ائمہ کرام کا نظریہ محبت و عشق

ائمہ کرام رحمہم اللہ کا مقام و مرتبہ و شہرت دوام الم نشرح ہے۔ ان کی تبحر علمی، ژرف نگاہی، معاملہ فہمی، اسلوب رشد و ہدایت، طرز نگارش، خیال آفرینی، تعمق فکر و نظر، معرفت و حکمت، شاوری محبت و عشق حقیقی اور خلوت در انجمن طرز معاشرت کا ایک عالم معترف و مداح و گرویدہ ہے۔ ان کے قلوب محبت حقیقی سے سوزاں تھے اور وہ اسے ہی ملجاو ماوا تصور کرتے تھے کیونکہ انہیں اس حقیقت کا عرفان و بصیرت تھی کہ اصلاً یہی معراج معرفت الٰہیہ ہے۔ محبت ہی روح رواں ہے۔ محبت کے چراغ عرش تا فرش جگمگا رہے ہیں۔ اور یہی وہ روشنی ہے جسے ظلمت کا سینہ چاک کرنے کا شرف حاصل ہے۔ شقاوت قلبی کو سوز و گداز سے ہمکنار کرتی ہے اور روحوں کی بالیدگی و پاکیزگی و عروج کا باعث بنتی ہے۔ انہیں ہر جا محبت ہی محبت نغمہ سرا دکھائی دیتی ہے اور یہ محبت ان قلوب کی تلاش و جستجو میں سرگرداں رہتی ہے جو مخلصانہ طلب محبت میں بے قرار و مضطرب رہتے ہیں۔ محبت و عشق کے بارے میں ان کا اپنا انداز فکر و نظر ہے۔

حضرت امام احمد قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرماتے ہیں۔

✯ محبت کے لفظ کی تعریف کوئی بیان نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے کوئی جان سکتا ہے۔ یعنی جب تک محبت پیدا نہ ہوگی اس کی لذت سے آشنا نہ ہوگا۔ اور محبت کی کیفیت جب تک قلب و جگر پر وارد نہیں ہوتی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے۔

حضرت امام ابوالفتح احمد بن محمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرماتے ہیں۔

✯ معشوق ہر حال میں معشوق ہے لہٰذا استغناء اس کی صفت ہے اور عاشق ہر حال میں عاشق ہے لہٰذا افتقار یا محتاجی اس کی صفت ہے۔ یعنی عاشق کو ہمیشہ معشوق کی ضرورت

Marfat.com

ہے اس لئے افتقار ہمیشہ اس کے صفت رہے گی۔ اور معشوق کو کسی چیز کی ضرورت نہیں کہ خود را دارد (کیونکہ وہ خود کو کافی ہے) لہٰذا لامحالہ استغناء اس کی صفت رہے گی۔

* فرماتے ہیں۔

☆ معرفت گویا آگ ہے اور محبت آگ کی آگ ہے۔

* فرماتے ہیں۔

☆ مرد کو چاہئے کہ دریائے عشق میں غواصی کرے۔ اگر اس کی موج مہر اس کو ساحل لطیف تک پہنچادے تو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔ اور اگر نہنگ قہر اس کو نگل جائے تو اس کا ثواب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ثابت ہو گیا۔

حضرت امام ابن قیم الجوزیہ رحمتہ اللہ علیہ

* فرماتے ہیں۔

تمام دین چار اصولوں پر گھومتا ہے۔

☆ محبت

☆ عدوات

☆ تعمیل احکام اور

☆ اجتناب ممانعت

لہٰذا جس کی محبت' عدوات' تعمیل اور اجتناب اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے اس کا ایمان مکمل ہے۔ اور جس نے ان چارگانہ اصولوں میں سے کسی میں کوتاہی کی بقدر اس کے اس کے ایمان میں نقص آجائے گا۔

* جہاں تک محبت کا تعلق ہے اس کی چار اقسام ہیں۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنا۔

☆ جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند ہے اس سے محبت کرنا۔

☆ جو محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں ہو۔

☆ ایسی محبت کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کے ساتھ کسی دوسرے سے بھی کی جائے۔

ان کے علاوہ ایک اور محبت ہے اور وہ طبعی محبت ہے۔ اس میں انسان ان چیزوں سے محبت کرتا ہے جو اسکی طبعی مقتضیات سے ہیں۔ مثلاً پیاسا پانی سے اور بھوکا روٹی سے۔

محبت میں خلت بلند ترین مقام ہے۔ بالفاظ دیگر خلت کمل محبت کا نام ہے۔ اس میں قلب

Marfat.com

کے اندر محبوب کی محبت کے سوا کسی کی بھی محبت نہیں ہوا کرتی۔ خلت ایسا منصب ہے جو کسی قسم کی شرکت برداشت نہیں کرتا۔

التتیم محبت کا آخری درجہ ہے۔ التتیم کے معنی ہیں کہ محب اپنے محبوب کی عبادت و پرستش کرنے لگ جائے۔ تیم الحب (محبت نے اس کو انسان بنا دیا ہے۔)

حب فی اللہ کمال ایمان میں سے ہے۔ محبت میں محب اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کا تابع ہوتا ہے۔ جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت مضبوط ہو جاتی ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اسے انہیں سے محبت ہو جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبت ہے۔ پھر جب بندہ انہیں سے محبت کرنے لگتا ہے جن سے ان کا رب اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتا ہے تو اس کی یہ محبت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حقوق کے سلسلے میں ہے۔ مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ایک مسلمان انبیاء کرام علیہم السلام' اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اور فرشتوں سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی دشمنی کی وجہ سے ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ اس قسم کی محبت و عداوت کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دشمن اس کے ساتھ گو کتنا ہی احسان کرے اور اس کی ضروریات پوری کرے مگر پھر بھی اس کی عدوات محبت سے نہیں بدلے گی۔

* فرماتے ہیں۔

☆ تعبد کی یہ خاصیت ہے کہ خضوع اور انکساری کے ساتھ محبوب سے محبت کی جائے۔ اور محبوب کے سامنے اپنے کو ذلیل و حقیر اور بے قدر و بے توقیر کر دیا جائے۔ محبت کے آخری درجہ کا نام ہی تعبد ہے اور اس محبت کے اس درجہ کا نام عربی میں " التتیم " ہے۔

محبت کے ابتدائی درجہ کو " علاقہ " کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں قلب کا محبوب سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ علاقہ کے بعد " الصبابہ " کا درجہ ہے۔ اسے الصبابہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قلب پوری گرویدگی کے ساتھ محبوب کی طرف جھک جاتا ہے۔ اس کے بعد " الغرام " کا درجہ ہے۔ الغرام نام ہے قلب کی اس محبت کا جو قلب کے اندر ہمیشہ کے لئے لازمی طور پر جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اور کسی وقت بھی دل سے الگ نہیں ہوتی۔ اس کے بعد درجہ " عشق " کا ہے۔ یہ افراط محبت کا درجہ ہے۔ پھر درجہ ہے شوق کا۔ اور شوق نام ہے قلب کے اس سفر کا جو پوری تیزی سے محبوب کی طرف شروع کیا جائے (شوق کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے متعلق ہوتا ہے۔)

جس کی محبت قوی تر ہے اس کی ساری محبتیں اس محبوب اعلیٰ سے وابستہ ہیں جس کی محبت

Marfat.com

کے سوا تمام محبتیں باطل اور موجب عذاب ہیں۔ وہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور سے محبت بھی کرتا ہے تو صرف محبوب اعلیٰ کی خاطر یا اس لئے کہ یہ محبت محبوب اعلیٰ کی محبت کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ شخص محبوب اعلیٰ کے سوا ان سب سے ناطہ توڑ لیتا ہے جو محبوب اعلیٰ کی محبت میں رخنہ انداز ہوتی ہے۔

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کی جائے تو یہ محبت لوازمات عبودیت اور موجبات عبودیت میں سے ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا اور ایسی محبت کرنا کہ اپنی جان و مال' آباؤاجداد اور اولاد سے بھی زیادہ ہو۔ ان تمام کی محبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مقدم سمجھنا عین تکمیل ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی محبت کئے بغیر ایمان مکمل ہی نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنے کے معنی میں ہے۔ یہی حکم ہے ہر اس محبت کا جو اللہ فی اللہ ہو۔

⁂ فرماتے ہیں۔

☆ پیمانہ محبت یہ ہے کہ دیکھو کون اس چیز سے محبت کرتا ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت کرتا ہے اور اس سے کراہت کرتا ہے جس سے پروردگار کراہت کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے' اس سے زیادہ محبت ہو۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا و محبت اور خوف و رجا کی نشانی غیر کی محبت و رضا اور خوف و رجا سے قطع نظر کر لینا ہے کہ انسان رب کریم کی محبت میں ڈوب کر ماسوا کی محبت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور جب دل اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت و محبت اور جلال و جبروت سے بھر جاتا ہے تو اس پر سکینہ اترتی ہے اور ایک نور چھا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں عاشق ایسے ایسے کام سرانجام دیتا ہے جو کسی اور کے بس کا روگ نہیں ہوتے۔

⁂ فرماتے ہیں۔

☆ جسے دنیا میں رب کریم کی معرفت و محبت' اس کا ذکر و تقرب اور اس سے انسیت حاصل نہ ہو سکی بلکہ خواہشوں اور گناہوں میں ڈوبا رہا اس کی روح بدن سے جدا ہو کر بھی اسی قسم کی روحوں کی ساتھ رہے گی جیسے بلند حوصلہ شخص کی روح جو دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت و تقرب و انسیت کی کیفیت میں ڈوبا ہوا تھا' بدن سے جدا ہو کر بھی اپنے مناسب ارواح علویہ کے ساتھ رہتی ہے۔ غرضیکہ قیامت کے دن بھی اور عالم برزخ میں بھی انسان اسی کے ساتھ ساتھ ہے جس سے اسے محبت کا تعلق ہے۔ حق تعالیٰ قیامت کے دن مناسب روحوں کو ملا دیتا ہے جیسا حدیث پاک میں گزر چکا ہے یعنی پاکیزہ روحیں پاکیزہ

Marfat.com

روحوں کے ساتھ رہتی ہیں اور گندی روحیں گندی روحوں کے ساتھ۔

حضرت امام جعفر بن محمد الملقب بہ صادق رحمتہ اللہ علیہ

* فرماتے ہیں۔
* عشق جنون ہے۔ فی نفسہ نہ مذموم ہے نہ محمود۔
* فرماتے ہیں۔
* عشق الٰہی صرف عطائے الٰہی ہے جو محمود المحود ہے۔
* فرماتے ہیں۔
* عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حالت طہارت بیان کی جائے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ

* فرماتے ہیں۔
* لفظ عشق کا اشتقاق عشقہ سے ہے اور عشق ایک گھاس ہوتی ہے جو درختوں اور پھلوں پر چمٹ جاتی ہے۔ اور ان کی لطافت و رطوبت کو چوس لیتی ہے۔ اور بغیر خشک کئے اس کو نہیں چھوڑتی۔ جانور اس کو کھاتے ہیں تو پھر ان کی لیڈ سے تنور کو روشن کرتے ہیں اور روٹیاں پکاتے ہیں۔ پھر اس راکھ کو کوڑے میں پھینک دیتے ہیں اور باغ والے اس کو بطور کھاد باغوں میں ڈالتے ہیں تو یہی گھاس پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی عشقہ جب درختوں پر لپٹتی ہے تو دیکھو اس قدر تغیر و تبدل اور کٹنے جلنے کے بعد بھی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے اور اپنی جنس سے جدا نہیں ہوتی۔ یہی حال عشق کا ہے کہ جب جوانی میں کسی کو لگ جاتا ہے تو پھر اس سے جدا نہیں ہوتا۔ اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے اور اس کی تمام خواہشوں اور لذتوں کو کھو دیتا ہے۔ مزاج اس کا متغیر کرتا اور اس کی نسل کو خشک کرکے منقطع کر دیتا ہے۔

عشق ایک پیالہ ہے جس کے اندر فنا اور ہلاکت کی آگ بھری ہوئی ہے اور آدمی کو حیران و پریشان بنا دیتا ہے۔ اس کے وجود کو معدوم کرتا ہے اور عشقہ گھاس کی طرح اس سے جدا نہیں ہوتا' یہاں تک کہ معشوق سے وصل نہ ہو۔ یہی حال مومن کے عشق الٰہی کا ہے کہ جب تک وہ اپنے مطلوب کو نہ پہنچے اس سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ فرماتا ہے۔

Marfat.com

"وجوہ یومئذ ناضرہ الٰی ربہا ناظرۃO"

* فرماتے ہیں۔

☆ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موت سے ہمکنار ہونے والا شہید ہے۔

حضرت امام حلیمی رحمتہ اللہ علیہ

* فرماتے ہیں۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام و تعظیم ایمان کا ایک حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام محبت سے بلند تر ہے۔

حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (حجتہ الاسلام ابو حامد) رحمۃ اللہ علیہ

صحرا نوردی کے دوران میں آپ نے کسی شہر سے باہر ایک پرانی و خستہ مسجد میں قیام کیا تو مداحان حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور طالبان محبت و عشق آپ کی آمد کا سن کر زیارت و حصول علم و عرفان کے لئے وہاں پہنچے۔ ان کی دلی تمنائیں ان کے چہروں سے جھانک رہی تھیں۔ ولی اللہ کی نظر باطن پر ہوتی ہے لہٰذا آپ سمجھ گئے کہ ان کی آمد کا مدعا و مقصود کیا ہے۔

* فرمایا۔

☆ "محبت و عشق کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو پوچھو کیا پوچھنا ہے۔"

اذن تکلم پا کر حاضرین یکے بعد دیگر دریافت کرنے لگے۔

"یا امام! انس و شوق کے بارے میں بتائیں۔"

* فرمایا۔

☆ جب دل کی نظر کسی ایسی چیز پر پڑے جو سامنے موجود ہو تو اس سے جو فرحت' راحت اور لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ باقی ماندہ کی طرف التفات نہ کرے تو یہ انس ہے۔ لیکن اگر انس کے باوجود باقی ماندہ کی طرف ملتفت ہو بلکہ اس کے لئے زیادہ بے قرار و سراپا طلب و تقاضا ہو تو دل کی اس کیفیت کا نام شوق ہے اور شوق کے بغیر محبت ہو ہی نہیں سکتی۔

"یا امام! محبت کے بارے میں بتائیں۔"

* فرمایا۔

☆ طبیعت کا میلان کسی ایسی چیز کی طرف جس سے لذت حاصل ہوتی ہے اسے محبت کہتے

Marfat.com

ہیں۔ اگر یہ میلان و رغبت شدید و قوی و پختہ ہو تو اس کو عشق کہا جاتا ہے۔ آخر معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا غلام بن جاتا ہے اور اس کی خاطر ہر مملوکہ چیز خرچ کر دیتا ہے۔

محبت ایک پاک درخت ہے۔ اس کی جڑیں مضبوط ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچ گئی ہیں اور اس کے پھل قلب و زبان و اعضاء میں ظاہر ہوتے ہیں۔

مقالات سلوک الی اللہ میں بلند ترین درجہ مقام محبت ہی کا ہے اس کے سوا جو مقالات ہیں وہ یا تو مقام محبت کے مقدمات ہیں یا اس کے توابع و نتائج۔ محبت الٰہی تمام مقامات کی انتہائی غایت اور بلند ترین چوٹی ہے۔ اس لئے کہ ادراک محبت کے بعد کوئی سا مقام ہو خواہ وہ شوق ہو یا انس یا رضا سب اسی کے توابع و ثمرات اور محبت سے پہلے جتنے مقالات ہیں مثلاً صبر و زہد و توبہ سب ہی محبت کے مقامات ہیں۔ لاریب محبت کی نہ اول ہے اور نہ آخر۔ نہ ابتداء ہے اور نہ انتہا۔

"یا امام! محبت کی علامت و نشانیاں بتائیں۔"

❊ فرمایا۔

★ محبوب کی اطاعت کرے اور اس کی مخالفت سے بچے۔

★ موت سے کراہت نہ کرے کیونکہ دوست کو دیدار دوست سے کراہت کب ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے کہ جو شخص دیدار الٰہی سے محبت رکھتا ہے حق تعالیٰ بھی اس کے دیدار سے محبت رکھتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ایسا شخص زاد آخرت کے بنانے میں بے قرار رہتا ہے۔

★ حق تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے محبوب کو نثار کر دے۔ اور جو چیز بھی اسے اپنے حق میں ذریعہ قربت معلوم ہو اس سے ہرگز دستبردار نہ ہو۔ اور جو چیز اس سے دوری کا باعث ہو اس سے لازماً کنارہ کش رہے۔

★ ذکر الٰہی کی تازگی اور شگفتگی سے اس کا دل بھی محروم نہ رہے اور نہ صرف اس کے ذکر کو تازہ رکھے بے تکلفی سے اس کا مشتاق بھی رہے کیونکہ دوست کو دوست کی دوستی کے ذکر میں کیا حجاب اور کیسی جھجک۔ وہ اکثر اس کے ذکر میں لگا رہتا ہے۔ محبت کامل ہو تو محبوب کی یاد دل سے کبھی محو نہیں ہوتی۔

★ قرآن شریف کو دوست رکھے کہ وہ اس کا کلام ہے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو دوست رکھے کہ وہ اس کے دوست ہیں۔ اور ہر اس چیز کو دوست رکھے جسے اس کے ساتھ کسی بھی طرح کی مناسبت ہے کیونکہ اس کی نسبت بھی عزیز ہے۔

☆ خلوت کے لئے بے قرار اور مناجات کے لئے مضطرب رہتا ہے۔ بلکہ یوں کہ گویا ان کی حرص میں گرفتار رہے اور ہمیشہ اس انتظار میں رہے کہ کب رات آئے گی اور دنیاوی جھمیلوں سے چھٹکارا پا کر خلوت میں حضور دوست میں پہنچ سکوں گا۔

"یا امام! سچی محبت کی علامات بتائیں۔"

* فرمایا۔

اس کی تین علامتیں ہیں۔

☆ دوسروں کی بجائے محبوب کی زبان اختیار کرے۔

☆ دوسروں کی ہم نشینی کی بجائے محبوب کی ہم نشینی اختیار کرے اور

☆ دوسروں کی رضامندی کی بجائے محبوب کی رضامندی حاصل کرے۔

"یا امام! اسباب محبت کے بارے میں بتائیں۔"

* فرمایا۔

☆ محبت نفس یعنی اس کی بقا و کمال کی محبت۔

ہر شخص کو اپنی ذات سے محبت ہوتی ہے۔ وہ اپنی ذات کو چاہتا ہے اور اس کے دوام و کمال و بقا کو چاہتا ہے۔ اور موت' نیستی و نقصان اور موانع کمال کو ناپسند کرتا ہے۔ مال' اولاد اور دوست کی بقا چاہتا ہے کیونکہ وہ ان کی بقا کو اپنی ذات کی بقا سمجھتا ہے۔ ان سے محبت دراصل اس کی اپنی ذات کی محبت پر مبنی ہے۔

علم صحیح انسان کو اپنی ذات کی محبت سے نکال کر اپنی ذات کے خالق و موجد کی محبت کی طرف لے جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی ذات کو قیام ہے۔

* محبت حسن

☆ انسان میں جذبہ محبت کا ایک نہایت قوی محرک "احسان" ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ احسان کا سلوک کرتا ہے تو ایسا شخص ضرور اس کی نظر میں محبوب ہو جائے گا۔ اور وہ ایسے محسن کو جان و دل سے محبت کرنے لگے گا۔ انسان بندۂ احسان ہوتا ہے۔

* محبت صاحب کمال

☆ کمال سے محبت بھی فطرت انسانیہ کا ایک ناقابل انکار خاصہ ہے۔ طبیعت انسانی مجبور ہے کہ

Marfat.com

کمال سے محبت کرے۔ اور ذی کمال کی محبت میں گرویدہ ہو جائے۔ ضروری نہیں محب پر کوئی خاص احسان ہوا ہو۔ محسن محض اپنی ذات و اوصاف کی وجہ سے بھی محبوب ہوتا ہے۔ گو اس کا احسان محب تک کبھی نہ پہنچے کیونکہ کمال سے محبت انسان کی فطرت میں ودیعت ہے۔

محبت جمیل یعنی حسن و جمال (حسن چہرے کی خوبصورتی کو' جمال اعضاء کے سڈول پن کو اور ملاحت دونوں کو شامل ہے۔)

حسن و عشق نے ازل ہی سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ حسن و جمال سے محبت ایک طبعی و فطری چیز ہے۔ حسن و جمال طبعاً" محبوب و مرغوب ہیں۔ حسن سے بلاشہوت بھی محبت ہو سکتی ہے۔ حق تعالیٰ کا جمال بے مثال اگر انسان کو معلوم ہو جائے تو ممکن ہے کہ وہ اس پر ہزار جان سے گرویدہ ہو جائے۔

صورتیں دو قسم کی ہوتیں ہیں اور دونوں میں حسن و جمال ہوتا ہے۔ ایک صورت ظاہری جو چشم ظاہر سے محسوس ہوتی ہے۔ دوسری صورت باطنی جو چشم باطن سے مدرک ہوتی ہے۔ دونوں بالطبع محبوب ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صالحین و ابرار سے ہمیں محبت ہوتی ہے گو ہم نے ان کو دیکھا بھی نہ ہو۔

* محبت حاصلہ از تعارف روحانی

☆ جب کسی شخص کی طبیعت دوسرے شخص کے مناسب و موافق ہوتی ہے تو وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

ہر شخص کو فطری طور پر اپنی ذات اور اس کے دوام و بقا سے محبت ہوتی ہے۔ احسان بھی محبت کو پیدا کرتا ہے۔ کمال ہر قسم کے جذبات محبت کو بیدار کرتا ہے اور حسن و جمال کے شعلہ کو بھڑکاتا ہے۔ اور افراد میں مناسبت باطنی یا ان کی ارواح میں تناسب بھی محبت کا باعث ہوتا ہے۔

مستحق محبت فقط ایک ذات پاک حق تعالیٰ کی ہے اور کوئی دوسرا مستحق محبت فی ذاتہ' نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ سے محبت بھی بذاتہ نہیں بلکہ ان سے محبت اللہ جل شانہ' کی محبت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیونکہ محبوب کا محبوب! محبوب ہوتا ہے۔ محبوب کا رسول و پیغامبر بھی محبوب ہوتا ہے۔ محبوب کا محب بھی محبوب ہوتا ہے اور ان سب کی محبت عین محبت الٰہی ہے۔

"یا امام! محبت کے اثر کے بارے میں بتائیں۔"

* فرمایا۔

Marfat.com

☆ محبت کے واسطے معرفت یعنی پہچان یا علم و ادراک کی ضرورت ہے۔ اگر پہچان نہ ہوگی تو محبت کیسے ہو سکتی ہے۔ اور جب محبت ہوتی ہے تو دلوں کو ہلاک کر کے رکھ دیتی ہے۔ ہروقت محبوب کا تصور دلوں کو حیران رکھتا ہے۔ اور محبوب کے ہجر و فراق کی آگ میں جلنے والوں کے لئے ایک المناک آتش ہے۔ اور محبت دلوں کی پیاس بھی ہے۔

گراں قدر محبت دائمی شوق اور اعتراف فضل کی تلقین کرتی اور دنیا سے غافل بناتی ہے۔ دل پر ذکر حق کا نہیں بلکہ ذات حق کا غلبہ ہوتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ دل ہر طرح کے تخن سے خالی ہو جائے اور مکمل طور پر اسی کا بلکہ اسی سا ہو جائے۔ اور دوسری کسی شے کی اس میں گنجائش ہی نہ رہے۔ اور یہ انتہائی درجہ کی محبت کا نتیجہ ہوتا ہے جسے عشق کہتے ہیں اور عاشق کی تمام سرگرمیاں معشوق ہی کے لئے وقف ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی تو یوں بھی ہوتا ہے کہ دل عاشق تصور معشوق میں اس درجہ مستغرق ہوتا ہے کہ خود معشوق کا نام بھی اسے بھول جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے محبت الٰہی کا ذائقہ چکھا۔ اسی ذائقہ نے انہیں طلب دنیا سے بے پرواہ اور لوگوں سے متوحش کر دیا تھا۔ یہی غایت درجہ لوازم محبت کا خاصہ ہے۔

"اے امام! عشق کے بارے میں بتائیں۔"

* فرمایا۔

☆ عشق کا سبق پڑھایا نہیں جاتا بلکہ یہ خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ اگر تم اس منزل تک پہنچ گئے تو اس کا جاننا "مستحیلات" یعنی ایک حال سے دوسرے حال میں آجانے کے برابر ہے۔ اس لئے عشق، محبت اور ذوق کا دوسرا نام ہے۔ محبت اور ذوق کو نہ تقریر کے ذریعے بیان کیا جا سکتا ہے اور نہ تحریر کے ذریعے اس کی اصل روح کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح مٹھاس، کھٹاس اور تلخی کو کوئی شخص تقریر و تحریر کے ذریعے بیان کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔

جب آتش عشق کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کا دھواں دماغ تک پہنچ کر اس کے ہوش و حواس پر مسلط ہو جاتا ہے۔ تب ایک ایسے شخص کی مانند جو محو خواب ہو اسے نہ کچھ دکھائی دیتا ہے اور نہ سنائی دیتا ہے۔ یعنی وہ جو کچھ دیکھتا یا سنتا ہے اس سے بالکل غائب، غافل اور غیر حاضر ہوتا ہے جیسے کہ ایک مست ہوا کرتا ہے۔

اے طالبان محبت و عشق! عشق کی لذت کی مقدار عشق کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے۔ جس کا عشق زیادہ ہوتا تو اس کی لذت بھی زیادہ ہوتی ہے اور جن عشاق کی محبت حد سے تجاوز کر جاتی

Marfat.com

ہے ان کی باتیں سننے میں لطف آتا ہے۔ وہ اپنے کلام میں معذور سمجھے جاتے ہیں۔

"یا امام! محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بارے میں بتائیں۔"

* فرمایا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی حق تعالیٰ کی محبت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں اور رسول بھی۔ اس لئے ان سے محبت و دوستی گویا حق تعالیٰ ہی سے دوستی و محبت رکھنا ہے۔ لیکن جو رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے مگر علماء و فقراء سے محبت نہ رکھے وہ کذاب ہے۔

"اے امام! اللہ جل جلالہ کی محبت کے بارے میں بتائیں۔"

* فرمایا۔

☆ ذکر و فکر کی بدولت انس و محبت کا مقام حاصل ہوتا ہے اور یہی انتہائی اور بلند ترین مقام ہے کیونکہ رضا' خود سپردگی اور شوق خود محبت ہی کے تابع ہوتے ہیں۔

حق تعالیٰ کی محبت ایمان کی قوت سے بہت مطابقت رکھتی ہے۔ یعنی جس قدر ایمان مضبوط ہوگا اسی قدر یہ محبت بھی مستحکم ہوگی۔ لیکن جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے مگر آزمائش میں شکایت کرے تو وہ کذاب ہے۔

یہ فرما کر حضرت ابو حامد محمد بن محمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی نشست سے اٹھے اور مسجد سے باہر نکل کر بغرض صحرا نوردی ویرانوں' جنگلوں اور بیابانوں کی طرف چل پڑے اور مداحان امام بڑی محبت و عقیدت سے انہیں جاتے ہوئے بڑی دور تک دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

حضرت امام محمد بن سعید بوصیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ نشہ محبت و عشق حقیقی میں مستغرق تشریف فرما تھے۔ رہوار قلم تیزی سے رواں تھا آسمان محبت سے خیالات کے سچے موتی دل کے پاتال پر گر رہے تھے جو الفاظ کا جامہ پہن کر صفحہ قرطاس پر بکھر رہے تھے۔ آپ تحریر فرما رہے تھے۔

ارباب تصوف کے نزدیک نعمتیں چھ ہیں۔

☆ نعمت نفس ہے کہ اس کے مقابلے میں طاقت و احسان کیا جائے اور نفس منقلب ہو۔

☆ نعمت قلب ہے کہ وہ یقین و ایمان ہے اور اس میں قلب منقلب ہے۔

Marfat.com

☆ نعمت روح ہے کہ وہ خوف و رجا ہے اور اس میں وہ منقلب ہے۔
☆ نعمت عقل ہے کہ وہ حکمت و بیان ہے اور اس میں وہ منقلب ہے۔
☆ نعمت معرفت ہے کہ وہ ذکر اور قرآن ہے اور اس میں وہ منقلب ہے۔
☆ نعمت محبت ہے کہ وہ الفت و مواصلت ہے۔ اور امن من الھجران ہے۔ اور اس میں منقلب ہے۔

حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نعمت عظمیٰ ہیں کہ تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں۔

عاشق جب اپنے عشق کو مخفی کر کے محبت کا منکر ہوا تو وہ عشق جو متصوفین کے نزدیک قلب انسان میں ہوتا ہے' اس نے بڑھتے بڑھتے مشک کی خاصیت پیدا کر لی کہ جتنا اسے مخفی کیا گیا اتنا ہی وہ ظاہر ہونے لگا تو سلطان محبت کے دربار میں جو شہر قلب میں مقیم ہے۔ عاشق نے جب انکار محبت کیا تو مدعی نے کہا۔

"اگر تجھ پر سحر عشق نہیں تو کس لئے خون آلود آنسو اپنے مقلئہ چشم سے بہا رہا ہے۔"

اگر تجھے محبت نہ ہوتی تو کھنڈروں پر آنسو نہ بہاتا اور نہ بان و پہاڑ کی یاد سے جاگتا رہتا۔ اگر سلطان محبت مدینہ قلب میں نہیں ہے تو تیری پرانی عمارت جسم پر آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ اور تیری بے خوابی شجرۃ البان اور جبل محبوب کے ذکر سے کیوں بڑھ رہی ہے۔ یعنی اے منکر و ساتیر محبت اگر تجھے مرض عشق نہیں ہے تو محبت کے آنسو دیار محبوب کے کھنڈروں پر کیوں بہا رہا ہے۔ اور وہ درخت بان جو قامت محبوب کی یاد دلا رہا ہے اور علم جو کوہ اضم ہے اس کی یاد تجھے بے خواب کر رہی ہے۔

غم عشق نے تیرے رخساروں پر گریہ و بکا اور لاغری کے دو نشان ایسے قائم کر دیئے ہیں کہ گل بہار کی طرح زرد اور شاخ غم کی طرح سرخ ہے۔ اب انکار بے سود ہے۔

عاشق حالت وصل میں خوف فراق سے روتا رہتا ہے اور حالت ہجر میں غم فراق سے نالاں رہتا ہے۔ عاشق کو چاہئے کہ عشق کو چھپائے اور محبوب کے راز کا کتمان کرے۔ اور ہر بے چینی و اضطراب میں صبر کرے اور محبوب کی بے پرواہی سے ڈرے۔

قلب عاشق اظہار سر عشق پر کبھی راضی نہیں ہوتا۔ لیکن جب شہادت' خبر صادق شخص سے صادر ہو جائے تو مجبوراً ماننا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس طرز پر اظہار عشق و محبت ہوا کہ آنسو اور قلب حزیں دونوں نے شہادت دی۔ بے شک عاشق نکتہ چینی اور اعتراض کی آواز سے بہرہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

ایحسب الصب ان الحب منکتم
مابین منسجم منه و مضطرم

لولا الھوی لم ترق دمعاً علی طلل
ولا ارقت لذکر البان والعلم

فکیف تنکر حباً بعد ما شھدت
به علیک عد ول الد مع و السقم

واثبت الوجد خطی عبرة وضنی
مثل البھار علی خدیک والعنم

نعم سری طیف من اھوی فارقنی
الحب یعترض اللذات بالالم

یالآئمی فی الھوی العذ ری معذ رة
منی الیک ولو انصفت لم تلم

عدتک حالی سری بمستتر
عن الوشاة ولا دائی بمنحسم

★ کیا محبت میں رونے والا عاشق یہ خیال کرتا ہے کہ بہتے ہوئے آنسوؤں اور سوختہ دل کی آڑ میں اس کی محبت کا راز چھپ جائے گا۔ ہرگز اس طرح چھپ نہیں سکتا۔

★ اگر تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں تو پھر کھنڈرات یعنی مکہ مکرمہ کے آثارلت پر کیوں آنسو بہا رہا ہے ایسے ہی محبت میں درخت بان اور کوہ اضم کی یاد میں کیوں راتوں کو جاگتا ہے۔

★ تیری محبت پر تیرے آنسو اور تیری بیماری گواہی دے رہی ہے۔ یہ دونوں پکے اور سچے گواہ ہیں تو پھر تو اپنے عشق سے کس طرح انکار کر سکتا ہے۔

★ اور درد محبت نے تیرے رخساروں پر آنسو اور لاغری کے باعث زرد گلاب اور گلنار کی مانند دو غم کے نمایاں آثار پیدا کر دیئے ہیں۔

★ رات مجھے محبوب کا خیال آگیا جس کے باعث میں رات بھر جاگتا رہا۔ ہاں محبت دنیاوی لذات کو غم کے باعث فنا کر دیتی ہے یا اس میں مائل ہو جاتی ہے۔

★ اے میرے عشق پر ملامت کرنے والے! میرا عشق بنی عذرا کے جوانوں جیسا ہے جو

Marfat.com

کبھی ختم نہیں ہوتا۔ لہٰذا میری معذرت قبول کیجئے اور اگر تو انصاف کرتا ہے تو مجھے ملامت نہ کرتا۔

☆ میرے عشق کا تذکرہ دوسروں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ اب تو نہ تو میرا راز محبت چھپ سکتا ہے۔ اور نہ یہ میرا مرض رفع ہو سکتا ہے۔

جب آپ لکھ چکے تو ورطہ حیرت میں ڈوب گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے شہپر محبت و عشق نے اڑا کر آپ کو عشق کے ایسے مقام پر پہنچا دیا ہو جس کے رنگوں، نغموں اور بلندیوں نے آپ کو مبہوت کر دیا ہو۔ آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا اور ہونٹ تھرتھرا رہے تھے جیسے زبان محبت میں اپنے محبوب سے ہم کلام ہوں۔

حضرت امام حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ

* فرماتے ہیں۔

☆ محبت کی علامت یہ ہے کہ کبھی انسان کو اختیار دیا جائے کہ تیرے سامنے دو چیزیں ہیں۔ ایک تیرا ذاتی فائدہ ہے اور ایک زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان دونوں میں سے جس کو تو چاہے حاصل کر لے۔ اگر وہ کہتا ہے مجھے ذاتی فائدے سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہی مجھے اس کے عدم حصول پر کوئی افسوس۔ مجھے تو سرور کونین راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت چاہیے کیونکہ اس کے عدم حصول پہ دکھ اور قلق ہے تو اسے محبت کہا جائے گا۔

Marfat.com

باب ۳۱

آئمہ کرام کا عشق رسول کریم ﷺ

محبت کے کئی رنگ ہیں اور ہر رنگ میں اس کی عجب شان ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں وہ فلاح یافتہ نہیں۔ ہدایت سے دور اور انعامات الٰہیہ سے محروم و بے بہرہ ہے۔ آئمہ کرام بھی شناور بحر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ان کا اپنا انداز تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ

موت سے کسی کو مفر نہیں۔ آپ جب بستر مرگ پر دراز ہوئے تو اپنے کفن دفن کے بارے میں ضروری وصیتیں کیں۔ آپ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اور موئے مبارک تھے۔ جن کی زیارت سے آپ قلب و روح کو سرور بخشا کرتے تھے۔ آخری وقت میں انہیں منگوا کر زیارت سے مشرف ہوئے۔ محبت سے بوسہ دیا اور پھر فرمایا۔

"بعد از مرگ انہیں میرے کفن میں رکھ دینا۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ مجھ سے جدا ہوں۔"

اور پھر روح جسد خاکی سے پرواز کر گئی۔

حضرت شیخ کبیر سید احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ

آپ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ ہر وقت محبت کے گہرے پانیوں میں غوطہ زن رہتے تھے۔ ایک مرتبہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ صلوٰۃ و سلام کے بعد جذبات محبت نے اشعار کا روپ دھار لیا اور فراق و ہجر میں ڈوبی درد بھری آواز سے پڑھنے لگے جن کا ترجمہ ہے۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دوری کے حال میں اپنی روح ارسال کیا کرتا تھا۔ وہ زمین بوسی کر لیتی تھی۔ ایسی حالت میں وہ میری قائم مقام ہوتی تھی اور اب جسمانی حاضری کے ساتھ حاضر دربار

Marfat.com

عالیہ ہوں۔ دایاں ہاتھ مبارک نکالئے تاکہ میرے لب اس سے حظ حاصل کریں۔"

چنانچہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک روضہ منور سے باہر نکلا۔ حضرت امام رفاعی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی محبت و ادب سے بوسہ لیا اور قلب سوختہ کو راحت و سکون میسر آیا۔ آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔ دست مبارک کی خوشبو سے مشام روح معطر ہو گئی تھی اور جہاں محبت میں شدید طغیانی آگئی تھی۔

حضرت امام ابن قیم الجوزیہ رحمتہ اللہ علیہ

عشق رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شخصیت معمور تھی۔ مدینہ منورہ کے ذرہ ذرہ سے آپ کو بے حد انس و پیار تھا۔ اس مقدس شہر میں آپ سواری پر نہیں بیٹھے اس خیال سے کہ ممکن ہے کبھی اس جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ چلے ہوں اور جس جگہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے یہ نہ تو انداز محبت ہے نہ طور غلامی ہے۔

حضرت امام احمد المقری المغربی المالکی رحمتہ اللہ علیہ

"مدینہ طیبہ تمام جہانوں سے افضل ہے۔"

یہ الفاظ آپ نے زبان محبت سے، اس وقت ادا کئے جب آپ مناسک حج ادا کرنے کے بعد دیار محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب گامزن ہوئے۔ جہاں سینہ کے روگوں سے شفا نصیب ہوتی ہے۔

آپ خیال حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم میں مگن جب سرزمین مدینہ پاک میں داخل ہوئے تو ہوا کے دوش پر ایک خیال حسین دماغ میں در آیا۔

"اگر اس سرزمین پر دعا مقبول نہیں تو پھر کہاں مقبول ہو گی۔"

اور پھر اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے مدینہ کے بسنے والو! تم سب مجھے اس پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے محبوب ہو۔"

اور جب آپ روضۂ اطہر و اقدس پر حاضر ہوئے تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ بزبان حال کہنے لگے۔

"جب میں نے سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا تو میں حیا اور شرمندگی کی وجہ سے گم ہو گیا۔ مجھ پر ایسی چیزوں (گناہوں) کا بوجھ تھا جو خشیت کا تقاضا کرتی تھیں۔ ماسوائے اس کے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو اس بارے میں وسیلہ بنا دوں کہ مجھے

Marfat.com

چھٹکارا اور معافی نصیب ہو جائے۔"

- ☆ اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس طرح بھاگ آیا ہوں جیسے خوف رکھنے والا بھاگتا ہے۔
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس تمام امیدوں کے حصول کا مرکز منتہی ہے۔
- ☆ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قول و عمل کے سمندر میں ڈوبنے والے کی دستگیری فرمائیں۔
- ☆ مجھے ایسی روشنی عطا فرمائیں جو مجھے یہ پہچان عطا کرے کہ یہ میرے لئے اچھی نہیں۔
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شافع اور بھلائی چاہنے والے ہیں اور پھسلنے کے وقت ہمارا سہارا ہیں۔
- ☆ حضرت صدیق و فاروق اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہماری پناہ گاہ ہیں اور مشکل میں سہارا ہیں۔

اور جب وہاں سے الوداع ہونے کا وقت آیا تو آپ کا دل ہجر و فراق میں تڑپ اٹھا اور خود سے کہا۔

"کاش واپسی نہ ہوتی۔"

اور پھر اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی۔

- ☆ اے نافرمانوں کی شفاعت کرنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میری امید ہیں اور امید کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناامیدی کا خوف کیسے ہو سکتا ہے۔
- ☆ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں موجود ہیں تو جسم کا دور ہونا کوئی دوری نہیں۔
- ☆ جو طیبہ میں زندگی گزارنے کی لذت و مزا ہے وہ کسی اور شہر میں کہاں۔

اور پھر واپسی کی اجازت طلب کی اور لوٹ گئے۔

جب حضرت امام احمد المقری المغربی المالکی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کوئی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تو آپ مستانہ وار کہتے۔

"اے میرے اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ذکر کرنے والے کہ زمانہ ان کے ذکر سے مبارک اور پاکیزہ ہے اور ان کا ذکر بار بار کر کیونکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات محبوب ہوتی ہے۔"

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ نے نقش نعلین رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا تو بیساختہ پکار اٹھے۔

" تیری اصل کو بدر الدجیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا ہے۔ اس لئے تیرا مقام کوئی جان ہی نہیں سکتا۔ پہننے والے اور حکایت کرنے والے کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔"

حضرت شیخ امام ابو عبداللہ محمد التوزری رحمتہ اللہ علیہ

آپ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ایک مرتبہ ایک انڈہ پر سیاہ خط کے ساتھ واضح طور پر لفظ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لکھا ہوا تھا کہ اس کو ہر شخص بخوبی پڑھ سکتا تھا۔ جب آپ نے دیکھا تو محبت نے جوش مارا اور بزبان اشعار اپنے جذبات کا اظہار فرمایا جن کا ترجمہ ہے۔

☆ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اس طرح چاشت کے وقت چمک رہا ہے جس طرح کہ جدی سیارہ آسمانوں کی بلندیوں پر چمک رہا ہے۔

☆ پس آپ کے انوار چمک رہے ہیں اور ان انوار کی شعاعیں سورج کی مانند روشن ہیں کہ انہوں نے منزل کو شرف بخشا۔

☆ جو بھی توحید پرست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دیکھتا ہے وہ اس کو بہترین طریقہ سے بوسے دیتا ہے۔

☆ جو بھی اس نام پاک کو اپنا وظیفہ بناتا ہے تو گویا کہ اس کے منہ سے میٹھے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔

☆ یہ دلوں کے لئے زیادہ پسندیدہ اور زیادہ میٹھا ہے ہر چیز سے اور زمانہ میں اس کے سبب ٹھنڈے میٹھے چشمے رواں دواں ہیں۔

☆ یہ بلندی و بزرگی کے سر کا تاج ہے اور عورتوں کے زیور سے بڑھ کر حسین ہے۔

☆ یہ صبح کے وقت موتیوں کی طرح چمکتا ہے اور یہ خوبصورتی کے لباس کی اکمل شکل ہے۔

حضرت امام عراقی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے جب نقش نعلین مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو محبت کی زبان میں یوں کہا۔

☆ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین کو پہن کر اس کی عظمت میں اضافہ فرما دیا۔ اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا۔

- ☆ اور کائنات کے نزدیک اس نعل کی عظمت اس لئے ہے کہ اس کو انس و جن کے شفاعت فرمانے والے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں نے مس کیا ہے۔
- ☆ کاش کہ میرا چہرہ فرش راہ ہو اور پیارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارکہ اوپر سے گزریں۔
- ☆ تاکہ میں وہ کامیابی حاصل کرلوں کہ وہ مجھے ہر قسم کے رنج والم سے چھٹکارا دلا دے۔
- ☆ میں ایسی امید لے کر مدح کر رہا ہوں جس کا چاند ماند نہیں پڑتا۔
- ☆ اور ہر لغزش جو کہ مجھ سے سرزد ہو چکی ہے۔ اس کی معافی طلب کرتا ہوں کیونکہ اس کا فضل میرے کبیرہ گناہوں سے بھی بڑا ہے۔

حضرت شیخ قاسم القنبوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے جب نقش نعلین رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو محبت سے جھوم اٹھے۔ نقش مبارک کو بوسہ دیا اور عالم وارفتگی میں کہا۔

- ☆ میں نے اس نعل مبارک کا نقش دیکھا جس نعل مبارک کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم آتے اور جاتے تھے۔
- ☆ میرے ہر طرف عشق کی آگ بھڑک رہی ہے اور میرے آنسو اس کو ٹھنڈا کرتے کرتے ختم ہو چکے ہیں۔
- ☆ کتنے ہی موسلا دھار بارش برسانے والے بادل ہیں کہ ان کا صاف پانی زمین پر پھیل جاتا ہے اور ان میں بجلی اس طرح چمکتی ہے جیسا کہ محبوب۔
- ☆ کتنے ہی مٹی ہوئی رسموں کو دوبارا زندہ کرنے والے ہیں اور دل میں نئے ولولے اور خواہشات پیدا کرتے ہیں۔
- ☆ اور الخیر الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارکہ کو دیکھ کہ وہ ساری مخلوق سے حسین ہیں۔ اور ہر صاحب ہمت کے لئے رحمت و مہربانی کی دلیل ہیں۔
- ☆ پس اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس مثال (نقش) کے ساتھ ہر محبت کرنے والے کو خوشخبری ہو اور اس کا منہ اس کے بوسے لینے سے نہ تھکے۔
- ☆ اور میں نے اپنے اعضاء و جوارح اس کے ساتھ مس کئے اور بے شمار غم والم سے

Marfat.com

نجات پائی۔

- وہ مجھے گناہوں کی پستیوں سے نکال کر بلند کر گیا اور میرے نفس کے سارے گناہ مٹا دیئے۔
- میں اس کا حق ادا نہیں کر سکتا اگرچہ اس کی جلالت و عزت کی خاطر قدموں کی بجائے سر کے بل قیام کروں۔
- اور اپنے نفس سے کہوں کہ اب خوشیاں منا کہ فضل رب سے تجھے بہت بڑی نعمت ملی ہے۔
- اور اے نقش نعل دیکھنے والے! اس سے خوشیاں حاصل کر اور زندگی تمام آزمائشوں سے پاک گزار۔
- گویا کہ یہ تیرے پاس ید بیضا ہے۔ تو تو ہر سیاہ و سرخ نعمت کا مغز اس سے حاصل کر۔
- اس نعل کریمہ کے دیکھنے والے اس کو غنیمت شمار کر اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا گھر غنیمت کے لحاظ سے زیادہ نفیس ہے۔
- بشارت ہو ہر اس شخص کے لئے کہ جس نے اپنے رخسار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت سے ملے اور اپنا بڑھاپا وہاں سے ہی شروع اور وہاں ہی ختم کیا۔
- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پاکیزہ سلام ہدیہ بھیجتے ہیں کہ اس سے جو چاہے خوشبوؤں کے حلے لوٹے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے ثقہ، جلیل اور صاحب ورع تھے۔ اپنے دور کے لوگوں سے افضل تھے۔ لیکن اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر سنتے ہی آپ کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی۔ رنگ ایسا ہو جاتا تھا جیسے خون ابھی بہنے والا ہے۔ الفاظ زبان کا ساتھ چھوڑ دیتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے آپ کی زبان منہ میں خشک ہو جاتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کے ہم نشینوں پر دشواری پیدا ہو جاتی اور حیرت و استعجاب سے آپ کی حالت کا مشاہدہ کرتے رہتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے دریافت کیا۔

"یا حضرت! محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی آپ ذکر پاک سماعت فرماتے ہیں تو آپ کا یہ حال ہو جاتا ہے۔ اس کی حکمت ہمیں بھی عطا ہو"

ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"دوستو! اگر تم وہ دیکھتے جو میں دیکھتا ہوں تو تم اس کا ہرگز انکار نہ کرتے۔ اس کے علاوہ کچھ کہنے کا یارا نہیں ہے۔"

حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ

جب کبھی آپ کے کان میں حدیث مبارکہ کی آواز پڑتی تو وہ خود پر قابو نہ رکھ سکتے تھے۔ محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مثل ماہی بے آب بے قرار ہو جاتے اور چیخ و پکار کے ساتھ رو پڑتے تھے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ

ادب کا تقاضا ہے کہ جب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقدس آئے تو قلب و روح کے ہم آہنگ سر بھی جھک جائے۔ جب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم آجاتی تو حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ پر خشوع طاری ہو جاتا تھا۔

حضرت امام جعفر بن محمد الملقب بہ صادق رحمتہ اللہ علیہ

آپ کثیر المزاح اور بڑے ہنس مکھ تھے۔ مگر جب آپ کے روبرو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو ایکا ایکی ان کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ اس حالت میں انہیں دیکھ کر کوئی شخص باور نہیں کرتا تھا کہ یہ ہنس مکھ اور کثیر المزاح بھی ہو سکتے ہیں۔ حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر احترام فرماتے تھے کہ ہمیشہ طہارت کی حالت میں حدیث پاک بیان کرتے تھے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۳۲

قاضیوں اور مفتیوں کا نظریہ محبت و عشق

مسند انصاف پر متمکن مفتیان و قاضیان شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مقدمات فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کی نظر قرآن و حدیث و فقہ پر بڑی عمیق ہوتی ہے۔ یہ معزز لوگ ولی اللہ بھی ہوتے ہیں جن کے شب و روز عبادت و ریاضت' عامتہ الناس کی اصلاح احوال اور فیض رسانی میں بسر ہوتے ہیں۔ متلاشیان حق ان کی محافل میں بیٹھ کر معرفت الٰہیہ و حب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سدا بہار گلہائے رنگیں سے اپنی زندگیوں میں مہکار پیدا کرتے ہیں۔ عشق و محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کے اپنے اپنے نظریات ہیں۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ

ایک روز آپ اپنی نشست گاہ میں تشریف فرما تھے۔ ارادت مند ہالہ کئے بیٹھے تھے۔ اصول یہ ہے کہ صاحب علم و معرفت کی موجودگی میں بولنے میں سبقت نہ کی جائے اور جب وہ گویا ہو تو اس کے بیان سے کماحقہ استفادہ کرنے کی سعی بلیغ کی جائے تاکہ راہ سلوک پر گامزن ہونا سہل ہو۔ لوگ اس حقیقت کے رمز آشنا تھے لہٰذا ماحول پر گہری خاموشی محیط تھی۔ کسی کو مجال جرات نہ تھی کہ لب کشائی کرے۔ آخر کار طویل سکوت کے بعد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے مراقبہ سے گردن مبارک کو اٹھایا۔ گرد و پیش میں نگاہ دوڑائی اور پھر آپ کے لبوں کو جنبش ہوئی۔ فضا میں سمندر کی طرح گہرا ایک فقرہ تیر گیا۔

"انسان کے تمام اعضا کی سرشت عشق سے کی گئی ہے اس لئے عاشقوں اور دیوانوں میں جو ولولہ ہے وہ ازل سے ابد تک رہے گا۔"

اور پھر قدرے توقف کے بعد فرمایا۔

"دراصل انسان کی اصل منزل عشق ہے۔ راہ سلوک میں اس منزل کے حصول کے لئے مختلف مراتب میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اولاً علم ہے یہ علم قرآن و حدیث و فقہ کا ہے۔ ثانیاً" عمل ہے' جو علم کے بغیر بے روح ہے۔ ثالثاً" درستگی نیت ہے جس پر عمل کا دارومدار ہے۔ رابعاً" صدق ہے جو

Marfat.com

متذکرہ مراتب ثلاثہ کے بعد مسافران راہ سلوک و عشق کے اندر جنم لیتا ہے۔ جب صدق مستحکم و جزو جان ہو جاتا ہے تو پھر مکتب عشق و محبت میں داخلہ ملتا ہے۔
بعد ازاں آپ نے بڑی رقت و جانسوزی سے چند اشعار پڑھے ۔

ابجد عشقت جو بیا موختم
پیرہن محنت و غم دوختم

حاصل عشق سخن بیش نیست
سوختم و سوختم و سوختم

(ترجمہ) تیرے عشق کی جب سے میں نے ابجد یعنی الف ب پڑھی ہے محنت و غم کا جامہ پہن لیا ہے۔ عشق کا حاصل زیادہ نہیں ہے بس یہی ہے کہ میں جل گیا۔ جل گیا۔ جل گیا۔

"یا مرشدی! پھر کیا ہوتا ہے؟"
فضا میں ایک آواز ابھری۔
"پھر وہ نووارد قصر عشق جس پر رفتہ رفتہ مختلف النوع رنگوں کے پردے سرکنا شروع ہوتے ہیں عالم وارفتگی میں پکار اٹھتا ہے۔"

بلا ست عشق منم کربلا بہ پرہیزم
چو عشق خفتہ بود شود من بر انگیزم

اگرچہ عشق خوش و وفا آمد خوش
مرا خوش است بہر دو بہم بر آمیزم

مرا رفیقاں گویند کز بلا بہ پرہیز
بلا دل است من از دل چگو نہ پرہیزم

(ترجمہ) میرے لئے عشق ایک بلا ہے اور میں بلاؤں سے پرہیز ہی کرتا ہوں۔ جب عشق سو جاتا ہے تو میری شوریدگی اسے بیدار کر دیتی ہے۔ اگرچہ عشق خوش آئندہ ہے اور وفا خوش آئند تر۔ میرے لئے یہی اچھا ہے کہ عشق و وفا دونوں کو ملا لوں۔ مجھے ساتھی کہتے ہیں کہ بلا سے پرہیز کرو۔ بلا تو دل ہے۔ میں دل سے کیسے پرہیز کر سکتا ہوں۔

اس ہنگام قلب میں محبوب کے لئے کسک ہر لحظہ تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ پھر جس سے محبت ہوتی ہے۔ اس کا تذکرہ بھی کثرت سے ہوتا ہے۔ لیکن ابتدائے عشق میں جب اس کے گلی کوچہ کا ذکر ہو تو ذرا

Marfat.com

صبر کا دامن تھام کر رکھے۔

اس مقام پر محب کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے کیونکہ درویش کے حالات محبت حق کے غلبہ سے عالم "شوق" میں قرار گیر ہوتے ہیں۔ جب فقیروں پر محبت حق غلبہ کرتی ہے تو محبوب کے نور تجلی کا نزول ان کے قلوب اطہر پر اتنا ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا و مافیہا کو بھول جاتے ہیں۔

اتنا کہنے کے بعد آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور عالم بے خودی میں یہ شعر پڑھا ۔

ہر لحظہ کہ در شوق جمال تو شوم غرق
جز روئے تو در پیش نظر جلوہ گر نیست

(ترجمہ) جس وقت تیرے شوق جمال میں غرق ہوتا ہوں میرے سامنے تیرے روئے اقدس کے سوا کوئی اور نہیں ہوتا۔

جب اس خاص کیفیت سے باہر آئے تو فرمایا۔

"جب یہ مقام و منزلت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر طاقیہ یعنی باطن دوست کا مونس بن جاتا ہے۔ اس میں عشق ہی عشق ہوتا ہے۔ پس اس راستے میں صادق وہ شخص ہے جو طاقیہ کی قدر شناسی کرے کیونکہ اس میں سراسر عشق اور شوق ہوتا ہے۔ نیز اس سے جمال دوست کے اسرار معلوم ہوتے ہیں۔

اب محب کی یہ صورت حال ہوتی ہے کہ اپنے قلب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرتا ہے تاکہ اس کے وصل کی خوشبو سے بہرہ ور ہو۔ تو اس کے دل سے اسم "ھو" نکلتا ہے۔ اور جب عالم عشق میں ذوق و شوق کی جانبین میں طغیانی آتی ہے تو "ھو" کی صدائیں بلند ہوتی ہیں جو از خود عظیم و بلند ترین مقام ہے۔"

اور پھر آپ نے رباعی پڑھی ۔

آنجا کہ ز عشق یار بوئے باشد
لا بد باشد کہ گفتگوئے باشد

و آنجا کہ ز شوق جستجوئے باشد
بے شبہ زہر دو ہائے ہوئے باشد

(ترجمہ) جس میں یار کے عشق کی بو ہو گی تو اس سے گفتگو بھی ضرور ہو گی۔ اور جہاں شوق کی جستجو ہو گی تو وہاں دونوں طرف سے ہائے و ہو کی صدا بھی ہو گی۔

اس مقام پر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان کیا۔ فرمایا۔

Marfat.com

"ایک صاحب طریقت بڑے بزرگ کا ارشاد ہے کہ عشق الٰہی میں ایک سرمست کو دیکھ کر میں اس کے پاس پہنچا تو اسے دیکھا کہ وہ بحر شہود میں غرق اور اس میں غوطے لگا رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

جواب دیا۔

"ھو"

میں نے پھر پوچھا۔

"آپ کون ہیں؟"

"جواباً کہا۔"

"ھو"

پھر میں نے پوچھا۔

"آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

بولے۔

"ھو"

میں نے عرض کیا۔

"اب آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

جواب میں فرمایا۔

"ھو"

ہر چیز کا جواب "ھو" سنتے سنتے آخر کار میں پریشان ہو گیا اور مجیب کی مراد کو نہ سمجھ سکا تو پھر میں نے عرض کیا۔

"ھو سے آپ کی مراد کیا ہے۔ کیا ھو سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جس کا ملک ہے اور ہمیشہ رہے گا۔"

یہ سنتے ہی اس بزرگ نے ایک چیخ ماری اور مردوں کی طرح اس طرح گر پڑا کہ پھر نعرہ نہ لگا سکا اور اس کی روح دیدار شہنشاہ کے استقبال کے لئے روانہ ہو گئی۔

یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین محفل کی طرف دیکھا جو بڑے ادب و احترام سے بیٹھے تھے اور فرمایا۔

"قل ھو اللہ احد اس میں اللہ تعالیٰ کے تین اسماء مبارک ہیں۔ اسی طرح طریق عشق پر چلنے والوں

Marfat.com

کے بھی تین درجے اور مقام ہیں۔ اولاً ظالم۔ ثانیاً مقتصد اور ثالثاً سابق۔ صاحبو! ھو کا ہمیشہ ورد رکھنا منتہی اور سابق بالخیرات لوگوں کا کام ہے جو ہزار جان سے رب کریم کے عاشق ہیں کیونکہ اسم ھو اسم اللہ کا منتہی و خلاصہ ہے۔ اس حقیقت سے وہی لوگ آشنا و واقف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہیں۔"

"یا شیخ! محبت میں درجہ کمال کی علامت کیا ہے۔"

حضرت قاضی حمید الدین ناگواری رحمتہ اللہ علیہ نے سوال کرنے والے کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا اور فرمایا۔

"محبت میں درجہ کمال تب حاصل ہوتا ہے جب انسان عشق میں عیب جو نہیں رہتا۔ اور ماسوا سے ترک محبت کر لیتا ہے۔"

"یا حضرت! اس درجہ کمال و معیار محبت کی مثال عطا ہو۔"

ایک شخص نے عرض کی۔ فرمایا۔

"روز حشر حکم ہو گا کہ مجنوں کو پیش کرو۔ چنانچہ اسے بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا جائے گا۔ پھر فرمان ہو گا ان اولیاء کو جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مجنوں کے پاس لاؤ۔ جب سب حاضر ہو جائیں گے تو ارشاد ہو گا۔

"اگر محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو تم بھی ایسا ہی کرتے جیسا مجنوں نے کیا۔ جب تک زندہ رہا لیلیٰ کی محبت میں غرق رہا۔ جب مرا تو اس کی محبت میں غرق ہوا اور اب حشر کے روز اٹھا تو اسی کی محبت میں مستغرق ہے۔"

یہ معیار محبت ہے۔

اور پھر قدرے سکوت کے بعد ارشاد فرمایا۔

"سن لو! جو شخص اپنی جان کی وجہ سے زندہ ہے وہ مرجاتا ہے اور جس کی زندگی محبوب کے ساتھ ہے وہ مرتا نہیں۔ زندہ رہتا ہے۔"

"یا شیخ! درویش کامل کس کو کہتے ہیں؟"

سائل نے فرمایا تو گویا ہوئے۔

"عشق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سہل الحصول نہیں لیکن دعویدار انگنت ہیں۔ ایک بزرگ کہہ رہے تھے درویش وہ ہے جو دل کے خزانے کے اندر غوطہ زن ہو اور وہ موتی جس کا نام محبت ہے اگر حاصل کر لے تو درویش کامل ہے ورنہ نہیں۔"

Marfat.com

حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری رحمتہ اللہ علیہ

✻ فرمایا۔

✯ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا داعیہ (تمنا) پیدا کئے بغیر انسانی اعمال و افعال کی اصلاح کی کوشش نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔ داعیہ محبت کے بغیر اصلاح عمل کا ہر قدم ریاکاری اور منافقت پر محمول ہو گا۔ اطاعت و اتباع وہی مقبول و محبوب ہے جس کی بنیاد فقط محبت ہو۔

محبت کامل اطاعت و اتباع کی مقتضی ہے۔ جب تک کسی کے قلب و باطن میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بدرجہ اتم جاگزیں نہ ہو گی' نہ اطاعت کی روح پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس میں وہ لذت و چاشنی آ سکتی ہے جو ایمان کو کمال تک پہنچانے کے لئے لازم و لابدی ہے۔

حضرت قاضی فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ

✻ فرمایا۔

✯ محبت کی تین اقسام ہیں۔

الف	:	محبت اجلال و اعظام	جیسے والد کی محبت
ب	:	محبت شفقت و رحمت	جیسے ولد کی محبت
ج	:	محبت مشاکلہ	جیسے بقیہ لوگوں کی محبت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت میں ان تمام کو جمع فرما دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی نصرت' شریعت کا دفاع' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات میں ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جان و مال فدا کرنا محبت کے ہی مظاہر ہیں۔ درحقیقت ایمان کی حقیقت اس محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تب صحیح ہو گا جب بندے کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت والد' ولد' ہر محسن اور صاحب فضیلت سے بڑھ کر ہو۔ جو یہ اعتقاد نہیں رکھتا یا برابر تصور کرتا ہے وہ مومن نہیں۔

جو کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کی پیروی کرتا ہے ورنہ وہ محبت میں سچا نہیں فقط مدعی ہے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہی سچا ہو گا جس پر محبت کے آثار کا اظہار ہو اور سب سے پہلی علامت یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

Marfat.com

اپنانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی اتباع۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل اور نواہی سے بچنا۔ تنگی و آسانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنانا۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۳۳

علماء کرام کا نظریہ محبت و عشق

"علماء امت مسلمہ انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی مانند ہیں۔"

یہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔ یہ مسعود ہستیاں وارث علم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو شبانہ روز ترویج علم دین اسلام میں کوشاں اور تشنگان علم دین متین کے لئے چشمہ حیواں ہیں۔ یہ علم فروش نہیں بلکہ اس کا عوض اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و محبت گرادنتے ہیں۔ حق بات کہنے میں مصلحت کوشی سے کام نہیں لیتے بلکہ پاسبان شریعت اسلامیہ کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر کہیں قرآن و حدیث مبارک کے منافی کوئی بات مشاہدہ کرتے ہیں تو اس کے خلاف عزمنہ عمل میں کود پڑتے ہیں اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک اس کا تدارک نہ ہو' یہ علماء حق ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عشق کے بارے میں ان کا اپنا نظریہ ہے۔

ایک روز عالم تصور میں دیکھا کہ علماء حق کی محفل سجی ہے۔ اس میں ایک سے بڑھ کر ایک عالم دین موجود تھا۔ ان کی جبینوں سے علم و عرفان کا نور مترشح تھا۔ اس ہنگام محور سخن محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

آغاز گفتگو کے لئے سب سے پہلے حضرت ملا محمود قاشانی نے اپنے لبوں کو جنبش دی اور فرمایا۔

"محبت مطالعہ جمال کے لئے باطن کا میلان ہے اور عشق اس میلان کی شدت کا نام ہے۔"

اس پر حضرت مولانا شاہ معین الدین ندوی نے برجستہ شعر پڑھا ۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد

بسا کین دولت از گفتار خیزد

(ترجمہ) ۔ صرف رویت سے ہی عشق نہیں ہوتا۔ کئی بار ایسا بھی ہوا ہے کہ گفتگو کے ذریعے سے یہ دولت ہاتھ لگی ہے۔

Marfat.com

اور کہا کہ تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ بسا اوقات محبوب کا ذکر خیر سنتے سنتے اس کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے اور جب اس محبت میں پختگی و صداقت در آتی ہے تو باعث جمال محبوب بن جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حضرت مولانا شاہ معین الدین ندوی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے حضرت ملا محمود قاشانی کی جانب متوجہ ہو کر کہا۔

" آپ نے مطالعہ جمال کے لئے باطنی میلان کو محبت کا نام دیا ہے۔ لیکن حقیقی میلان کے لئے محبوب کی موافقت کی جہت پر دل لگانا ازبس ضروری ہے۔ در حقیقت حقیقی میلان کو ہی محبت کہا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعتقاد کو کہتے ہیں کہ اجراء سنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت و مدد کو لازم جانے اور سنت کی پیروی کر کے مخالفین سنت کی مخالفت ہی نہیں بلکہ ان کی بیخ کنی کرے اور مخالفت سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم سے خوفزدہ رہے۔ اس کا حاصل یہ ہو گا کہ محبوب کا ذکر دوامی صورت اختیار کر لے گا۔ چنانچہ محب اٹھتے بیٹھتے، لیٹے چلتے محو ذکر حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا۔ روز افزوں ذوق و شوق فراواں ہو گا اور یہی مقتضائے محبت ہے۔"

سب لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ جب بات ختم ہوئی تو حضرت مولانا محمد عبدالعزیز مزنگوی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا چاہنے سے زیادہ کوئی چیز لذت آفریں نہیں۔"

اس پر حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نقشبندی بریلوی نے رائے زنی کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں نہاں ہے اور رضا کی حقیقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرنا ہے۔ اور پھر ایک مصرع پڑھا۔

" عشق جانبازی است نہ طفل بازی "

یعنی عشق بازیچہ اطفال نہیں بلکہ جان کی بازی لگانا ہے۔

اس خیال کی تائید میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کیا۔

" اصل میں محبوب پر جان نثاری ہی تو محبت ہے بصورت دیگر دعویٰ محبت باطل ہے۔"

اس پر حضرت مولانا شاہ معین الدین ندوی نے لب کشائی کی اور اپنے خیال کو برنگ شعر پیش کیا۔

در عجائب ہائے طور عشق حکمتہا کم است
عشق را با مصلحت اندیشی مجنوں چہ کار

(ترجمہ) طور عشق کے عجائبات میں سے ہے کہ اس میں حکمت معدوم ہے۔ عشق میں

Marfat.com

مصلحت اندیشی ہو مجنوں کے لئے یہ کسی کام کی نہیں ہے۔

عشق کا عقل و مصلحت سے کیا سروکار۔ یہ تو بے خطر آتش نمرود میں کود پڑتا ہے اور عقل ورطہ حیرت میں ڈوبی رہتی ہے۔

جب تذکرہ عشق کا دائرہ وسیع ہوا تو حضرت مولانا احمد جام چشتی ایرانی جو کافی دیر سے خاموش بیٹھے تھے ان کے ہونٹوں پر بے اختیار یہ اشعار مچل گئے ۔

منزل عشق از مکاں دیگر است
مرد ایں راہ را نشان دیگر است

عشق را در مدرسہ تعلیم نیست
ایں چنیں علمت بیان دیگر است

بر سر بازار صرافان عشق
زیر ہر دارے دکان دیگر است

☆ عشق کی منزل جو ہے وہ مکان و مقام ہی دوسرا ہے۔ اس راہ کے مسافر کا نقش دست و نقش پا ہی علیحدہ ہوا کرتا ہے۔

☆ عشق کے سبق کی تعلیم سکولوں اور کالجوں میں نہیں دی جاتی یہ علم جدا ہی ہے اور علیحدہ قسم کے مدرسوں یعنی خانقاہوں سے دستیاب ہوتا ہے۔

☆ عشق کے صرافوں کے بازار کے سرے پر جو گلیاں ہیں اور ان میں جو مکانات واقع ہیں وہاں ہر مکان میں آپ اپنی ہی قسم کے ہی جوان پائیں گی جو آپ نے کسی اور کوچہ میں کبھی نہ پائے ہوں گے۔

اور پھر کہا۔

"درحقیقت عشق حقیقی کی آبیاری صوفیاء و اولیاء اللہ کے آستانوں پر ہوتی ہے اور ایسے قلوب میں ہوتی ہے جو دوسروں سے یکسر منفرد و یگانہ ہوتے ہیں۔ یہ باصفا و پاک طینت لوگ دنیا کے پنجرے میں رہنے کے باوجود آزاد ہوتے ہیں ور نفس دامل خواہشات و دنیاوی جھمیلوں سے بے نیاز ہر لحظہ عرش محبت کی طرف محو پرواز ہوتے ہیں۔"

اس پر حضرت غلام مرتضیٰ نقشبندی بریلوی نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"راہ عشق کے مسافر کو یہ مقام و مرتبہ کہ وہ لذائذ دنیا کے بھاری پتھروں کو خاطر میں نہ لائے اور ان سے متعلقہ دیگر مشکلات کا حل صرف عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور متابعت رسول کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم میں ہے۔ جیسے جیسے کوئی محب اس راہ پر چلتا جائے گا تو وہ دنیا' نفس' خواہشات اور شیطان کے اغوا سے محفوظ و مامون ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ منتہی کے مقام سے جب اسے واپس دنیا کی طرف بھیجا جائے گا تو ان چاروں ایمان دشمن قوتوں سے نہ صرف آزاد ہو چکا ہوگا بلکہ وہ اس کی ہاتھ باندھی غلام ہوں گی۔"

ڈاکٹر طاہر القادری نے حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نقشبندی بریلوی کی بات پر صاد کرتے ہوئے کہا۔

"اصل میں محب صادق تو وہی ہے جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے۔"

حضرت شیخ عمر بن عثمان مکی الصوفی جو بڑی دیر سے علماء کی گفتگو سن رہے تھے گویا ہوئے اور فرمایا۔

"حقیقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ کریم کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و افعال اور امر و سنت سب میں پوری طرح اتباع کیا جائے۔"

اس پر حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری نے کہا۔

"یہی تو محبت تامہ ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے امر و نہی کا اتباع کیا جائے اور جو ایسا نہیں کرتا اسے محبت سے کیا واسطہ۔"

اسی اثنا میں کسی نے حضرت مولانا سعید انصاری کو مخاطب کر کے کہا۔

"مولانا! آپ بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ اپنے خیالات سے ہمیں بھی نوازیں۔"

اس پر انہوں نے اپنے لبوں کو جنبش دی اور فرمایا۔

"میری نظر میں محب صادق کی یہ شناخت ہے کہ جو چیز محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب خاطر ہو خود بھی اس کو پسند کرے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی پورے طور پر تقلید کرے۔"

جب تمام علماء عظام عشق و محبت کے بارے میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے تو ماحول پر گمنام سی خاموشی محیط ہو گئی۔ ہر کوئی اپنے اپنے تصورات کے رنگا رنگ جزیروں میں محو خرام تھا اور پھر محفل برخاست ہو گئی۔

Marfat.com

باب ۳۴

گمنام علماء کا نظریہ محبت و عشق

ہر عالم دین کا ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے متعلق اپنا اپنا عقیدہ و نظریہ ہے۔ جو اس کے مقام و مرتبہ کا غماز ہے۔ بہت سے علماء ایسے بھی ہوئے ہیں جن کے نظریات عشق و محبت کتب کے صفحات پر جا بجا بکھرے پڑے ہیں لیکن ان کے اسماء کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ ان نامعلوم علماء میں سے بعض کا نظریہ محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درج ذیل ہے۔

- در حقیقت محبت' علت متابعت اور اس کا باعث ہے۔ لہٰذا متابعت دلیل و علامت محبت ہے۔
- محبت مطالعہ نعمت سے ابھرتی ہے اور نعمت پر جتنی اطلاع حاصل ہو گی اتنی ہی قوت سے محبت پیدا ہو گی۔
- جب متابعت محبت کو ابھارنے والی ہے تو طاعات و عبادات میں کوئی بوجھ اور مشقت معلوم نہ ہو گی۔ بلکہ غذائے قلب' نعیم روح سرور خاطر اور آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہو گی اور جسمانی لذتوں سے یہ عظیم تر معلوم ہو گی۔
- متابعت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی مقام افضل و اشرف نہیں ہے۔

واضح رہے کہ انواع محبت میں متابعت بہت قوی و اکمل نوع ہے۔ جو بھی متابعت کی صفت سے متصف ہے وہ کامل المحبت اور عالی مرتبت ہے۔ اور جو بعض امور میں مخالف ہے ناقص المحبت ہے اور مقام و درجہ سے بھی کم ہے۔ لیکن اسم محبت اور اس کی صفات کی اصلیت سے باہر نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص جس کا نام زاہر تھا نے شراب پی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حد جاری فرمائی۔ دوسری دفعہ پھر اس سے شراب پینے کا فعل سرزد ہوا تو اس پر لوگوں نے اس پر لعنت و ملامت کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

"اس پر لعنت نہ بھیجو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔"

Marfat.com

☆ المحبة هي الشوق الى الحبيب یعنی محبت کا ایک حصہ حبیب کی لقا کا شوق ہے۔

☆ علامات محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

(الف) ہر اس شخص سے محبت رکھنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتا ہے وہ اہل بیت میں سے ہو یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے۔ مہاجرین سے ہو یا انصار میں سے۔ اور ہر اس شخص سے عداوت رکھنا جو ان سے دشمنی رکھے۔ انہیں گالیاں دے۔ گویا کہ جو انہیں دوست رکھے ان کو دوست جانے اور جو انہیں دشمن جانے ان سے دشمنی رکھے۔

(ب) امت پر مہربانی و شفقت' التزام نصیحت' اقامت مصالح میں کوشش' ایصال منافع اور ان سے ضرر و نقصان رساں چیزوں کو دفع کرنا۔ درحقیقت جو کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کی ہر اس چیز سے محبت رکھتا ہے جس سے وہ محبت رکھے۔

(ج) علماء و صلحاء اور متبعین سنت کے ساتھ محبت رکھنا اور جہلاء' فاسقوں اور اہل بدعت سے بغض رکھنا۔ اور ہر وہ شخص جو مخالف شریعت ہو اسے ناگوار جاننا۔

(د) قرآن کریم سے محبت رکھنا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے لائے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد عالیہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر قرآن ہے اور یہ پڑھا کان خلقه القرآن اس کی تلاوت کرنا۔ اس پر عمل کرنا۔ اس کو سمجھنا۔ اس میں تدبر کرنا اور اس کی حدود کو قائم کرنا علامات محبت میں سے ہے۔

Marfat.com

باب ۳۵

علماء کرام کا عشق رسول کریم ﷺ

حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۱ عیسوی کا واقعہ ہے۔ آپ کو دیگر رہنماؤں کے ہمراہ برطانوی حکومت کے خلاف جرم بغاوت کی پاداش میں گرفتار کر کے کراچی لایا گیا جہاں ان کا مقدمہ ایک انگریز جج کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔

حضرت مولانا محمد علی جوہر نے اراکین جیوری سے خطاب کرتے ہوئے انگریزی قانون بغاوت کی دھجیاں اڑانے لگے۔ آپ نے اس امر کی بھی وضاحت کی کہ ایک مسلمان سب سے پہلے اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا وفادار ہوتا ہے۔ جس کی رو سے اس پر برطانوی فوج میں ملازمت حرام ہے۔ اس تاریخ ساز خطاب میں آپ نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا حوالہ دیا جو انسانی آزادی کا اولین چارٹر ہے۔

اس پر حضرت مولانا جوہر اور عدالت کے مابین جو مکالمہ ہوا بڑا ہی ایمان افروز تھا۔ اس سے آپ کا رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور احترام و عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

انگریز جج : ختم کرو یہ قصہ اور چھوڑ دو اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو۔

مولانا جوہر: (طیش میں آ کر انتہائی غصہ سے) اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کروں گا اور ضرور کروں گا۔ اپنے الفاظ واپس لو۔ (پھر گرج کر پوری قوت سے بولے) میں کہتا ہوں اپنے الفاظ واپس لو۔ خبردار! جو بھی شخص میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے گا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اسے میں جان سے مار ڈالوں گا۔"

مولانا بپھرے ہوئے شیر کی مانند گرج رہے تھے۔ انگریز جج نے جب یہ صورت حال دیکھی تو

Marfat.com

سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بلایا اور حکم دیا۔

"ان کو یہاں سے ہٹا دو۔"

لیکن حضرت مولانا جوہر کے غیظ و جلال کو دیکھ کر اس کو بھی ہمت نہ پڑی کہ قریب آتا۔ آپ مسلسل بولتے چلے گئے۔ آخرکار شدت جذبات سے مغلوب ہو کر آپ کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا اور گگھی بندھ گئی جس کے بعد وہ کچھ نہ کہہ سکے۔

Marfat.com

باب ۳۶

اولیاء اللہ کا نظریہ محبت و عشق

راہ عشق و محبت پر جب کوئی دیوانہ گامزن ہوتا ہے تو قدم قدم پر اسے نت نئے اور انوکھے تجربات و مشاہدات سے واسطہ پڑتا ہے جو اسے عشق کی بلندیوں پر لے جانے میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اس راستے کے مسافر کو کبھی ابتلا کے سم آلود تیر کھانے پڑتے ہیں اور کبھی آلام کی چکی میں پسنا پڑتا ہے۔ کبھی ہجر و فراق کے اژدھا کی نیش زنی کی اذیت برداشت کرنا پڑتی ہے اور کبھی تلخیوں کے کڑوے گھونٹ پینا پڑتے ہیں۔ کبھی کڑے امتحاں کی بھٹی کے شعلوں میں جلنا پڑتا ہے اور کبھی خوف و خدشات کے عفریت کے جبڑوں میں موت کا ذائقہ چکھنا پڑتا ہے۔ لیکن محبت و عشق کے گلزاروں میں اس قدر لذت و چاشنی' نغمگی و خوشبو اور کشش و رنگ ہوتے ہیں کہ راہرو عشق و محبت پر ہر کٹھن و جان لیوا مقام اور دشوار گزار لمحات سے گزرنا بے حد سہل و آسان ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہر ساعت آگے ہی بڑھتا جاتا ہے۔ اور وہ کبھی تصور بھی نہیں کرتا کہ اس راہ سے سرمو انحراف کرے گا۔

اقلیم محبت و عشق کے لاتعداد مقامات و درجات ہیں اور جو جس مقام و درجہ کے اہل ہوتا ہے وہ وہیں اس کے جلووں' رنگوں' نغموں اور خوشبوؤں میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ اور جب اس سے محبت و عشق کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے تو وہ اپنا حال بیان کر دیتا ہے' اس لئے ان کے نظریات و خیالات آپس میں میل نہیں کھاتے۔ لیکن اگر ایک مقام پر بہت سے لوگ ہوں تو وہ جب محبت و عشق کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں تو ان کے فرمودات میں یکسانیت یقینی امر ہے۔ بجز اس کے کہ الفاظ و انداز جداگانہ ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم کے محبت و عشق اور محب و محبوب کے بارے میں نظریات و بیانات کو زینت قرطاس بناتے وقت زمانی قید سے صرف نظر کیا گیا ہے کہ کون مقدم اور کون موخر ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو سعید ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ

⁕ فرمایا۔

✯ ایں عشق جلی عطائی درویشا نست
خود را کشتن ولایت ایشاں است

(ترجمہ) بلاشبہ عشق جیسی بخشش درویشوں کو ہی عطا ہوئی اور خود کو قتل کرنا ہی ان کی ولایت ہے۔

✯ آتش عشق کسی شے کو باقی نہیں چھوڑتی۔

✯ دردے داریم و سینہ بریانی
عشقے چہ عشق عالم سوزے

(ترجمہ) ہم صاحب درد ہیں اور ہمارا دل جل چکا ہے۔ عشق کیسا عشق ؟ کہ ایک دنیا کو جلا ڈالے۔

✯ در کشور عشق جائے آسائش نیست
آنجا ہمہ کاہش است افزائش نیست

(ترجمہ) مملکت عشق میں آرام کی کوئی جگہ نہیں۔ وہاں تو صرف نقصان ہی نقصان ہے' نفع نہیں۔

✯ تا ولولۂ عشق تو در گوشم شد
عقل و خرد و ہوش فراموشم شد

تا یک ورق عشق تو ازبر کردم
سی صد ورق از علم فراموشم شد

(ترجمہ) جونہی ولولۂ عشق کی آواز میرے کانوں تک پہنچی میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔
جب میں نے تیرے عشق کا ایک ورق یاد کر لیا تو علم کے تین ہزار اوراق فراموش کر بیٹھا۔

Marfat.com

☆ چشم ہمہ اشک شدہ چو از غم بگریست
در عشق تو بے چشم ہمی باید زیست

از من اثرے نماند ایں عشق از چیست
چوں من ہمہ معشوم شدم عاشق کیست

(ترجمہ) غم دوست میں میری آنکھیں رو رو کر آنسو بن گئی ہیں۔ تیرے عشق میں تو بے چشم ہی جیا جاسکتا ہے۔
یہ عشق کیا ہے۔ مجھ پر تو کچھ اثر نہیں رہا چونکہ میں تمام تر معشوق ہو چکا ہوں۔ آخر عاشق کون ہے؟

☆ گر عاشق صادقی زہر دو بگزر
در مکتب عشق باہمہ دانائی

(ترجمہ) مکتب عشق میں تو سب سے آگاہ ہے' اگر سچا عاشق ہے تو ان دونوں سے گزر جا۔

☆ مذہب عاشق ز مذہب ہاجد است
عاشقاں را مذہب و ملت خد است

(ترجمہ) عاشق کا مذہب دوسرے مذاہب سے جدا ہے۔ عشاق کا مذہب و ملت خود خدا ہے۔

☆ عشقے داریم و دیدۂ گریانے
دردے چہ درد درد بی درمانے

(ترجمہ) ہم صاحب عشق ہیں اور ہماری آنکھیں ہمہ وقت روتی رہتی ہیں۔ درد کیسا درد کہ جس کا کوئی علاج نہیں۔

☆ ہم عشقم و ہم عاشق و ہم معشوقم
ہم آئینہ ہم جمال ہم بینائی

(ترجمہ) میں خود ہی عشق ہوں۔ خود ہی عاشق اور خود ہی معشوق ہوں۔ خود ہی آئینہ'

Marfat.com

خود ہی جمال اور خود ہی بینائی ہوں۔

حضرت ابو طالب مکی رحمتہ اللہ علیہ

⁂ فرمایا۔

☆ حب الھویٰ اور حب استحقاق محبت کی اقسام ہیں۔

پہلی محبت کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تجھے دیکھا۔ مجھے تجھ سے عشق ہو گیا۔ یہ عشق مشاہدہ و یقین کی بنا پر تھا۔ کسی خبر تصدیق یا نعمتوں کے احساس کی بنا پر نہ تھا کہ میری محبت نعمتوں کے بدل جانے سے بدل جائے۔ میری محبت تو بطریق مشاہدہ ہے۔ اس لئے میں تجھ سے قریب ہوئی۔ تیری طرف دوڑی اور دوسروں کو چھوڑ کر تیری ذات میں منہمک ہو گئی۔

دوسری محبت یہ ذات پر جلال سے محبت اجلال ہے۔ یہ کسی نعمت یا منفعت حسی کی بنا پر نہیں ہوتی۔ اور نہ کسی جزاء کی طلبگار ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

⁂ لوگوں نے انس، شوق اور محبت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا۔

☆ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات سے بھی تنفر پیدا ہو جائے۔ آتش محبت جان کو پگھلاتی ہے اور شوق نفس کو فنا کرتا ہے۔ شوق محبت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے محبت غالب ہے۔ محبت کا گلہ نہیں ہوتا اور محبت کو محبت اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ دل سے محبوب کے سوا تمام چیزوں کو محو کر دیتی ہے۔

☆ محبت ایک پیالہ ہے آگ کا جو خوب بھڑکتا ہے۔ جب حواس کے اندر قرار پکڑتا ہے اور وہ متاثر ہوتے ہیں تو ان میں سوزش برپا ہو جاتی ہے اور اگر نفوس میں جاگزیں ہو جائے تو فنا کر دیتا ہے۔

☆ محبت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کا ظاہر رضائے محبوب ہے اور اس کا باطن یہ ہے کہ وہ محبوب پر اس طرح فریفتہ ہو کہ سوائے محبوب کسی چیز کا ہوش نہ رہے۔ نہ دوسروں سے اس کا تعلق باقی رہے اور نہ اپنی ذات سے اس کا کچھ تعلق رہے۔

☆ مقام محبت نور یقین کے غلبہ سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ محبت اس چیز کا اختیار کرنا ہے جس کو محبوب دوست رکھتا ہے اگرچہ کہ وہ مکروہ ہو اور

Marfat.com

اس چیز کو مکروہ سمجھنا جس کو محبوب مکروہ سمجھتا ہے اگرچہ کہ وہ تجھے پسندیدہ نظر آئے۔

✿ محبت کی شرط حالات کو پوشیدہ رکھنا ہے۔

❊ فرمایا۔

✿ جب مجھے پاگل خانے میں لے جا کر جکڑ دیا گیا تو دوست ملاقات کو آئے۔ میں نے پوچھا۔

"تم کون ہو۔"

انہوں نے کہا۔

"ہم تم سے محبت کرنے والے ہیں۔"

اس پر میں نے ان پر اینٹیں پھینکنا شروع کر دیں اور وہ بھاگ گئے۔

میں نے کہا۔

"اے جھوٹو! تم میری محبت کا دعویٰ کرتے ہو مگر میری مار پر صبر نہیں کرتے۔"

اے راہ محبت کے مسافرو! محبوب کی عطا کردہ تکلیف پر صبر کرنا عین محبت ہے۔

❊ فرمایا۔

✿ دو دوست کسی سمندر کے سفر کے لئے نکلے۔ ان میں سے ایک سمندر میں گر کر ڈوب گیا۔ اس پر دوسرے نے بھی سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ غوطہ زنوں نے غوطہ لگا کر دونوں کو زندہ نکال لیا۔ پہلے نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"میں تو سمندر میں گر پڑا تھا مگر تو نے کیوں اپنے آپ کو سمندر میں پھینک دیا۔"

اس نے جواب دیا۔

"میں تمہاری محبت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنی ذات سے بے خبر ہوں۔ میں نے سمجھا کہ میں اور تو ایک ہی ہیں۔"

❊ فرمایا۔

✿ محبت کا دعویٰ اس شخص کو زیبا ہے جو اپنی مرادات سے فانی ہو جائے اور مراد حق سے باقی۔ پھر اس کا نام دوست رکھا جاتا ہے۔ دراصل عاشق کا نشان نہیں ہوتا۔

❊ فرمایا۔

✿ جو شخص محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور محبوب کے سوا اور طرف مشغول ہوتا ہے وہ حبیب کا نہیں بلکہ کسی اور شے کا طلبگار ہوتا ہے اور وہ گویا اپنے محبوب کا مذاق اڑاتا ہے۔

کسی نے آپ سے کہا۔

Marfat.com

"ہمیں عارف اور محبت کرنے والے کی تعریف بتایئے۔"

* فرمایا۔

☆ "عارف اگر بات کرے تو ہلاک ہو اور محب اگر خاموش رہے تو ہلاک ہو۔"

* فرمایا۔

☆ بیت اللہ میں میں نے ایک رات طواف گاہ کو دیکھا کہ خالی پڑی ہے۔ چنانچہ میں آگے بڑھ کر طواف کرنے لگا۔ میں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ رکن یمانی کے پاس کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے۔

"اے اللہ تعالیٰ! میں بہت دفعہ آیا ہوں اور ناامید واپس جاتا رہا ہوں اس بار یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا تاوقتیکہ مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ آیا تو بھی مجھے اتنی محبت سے دیکھتا ہے جتنی مجھے تیرے ساتھ ہے۔"

معا" رکن یمانی سے ایک ہاتھ نکلا جس پر لکھا تھا۔

"تیرے ساتھ تو روز ازل کو ہی میں نے عہد محبت استوار کیا تھا۔ اب اس کی تجدید سے تمہیں مکرم و مشرف کر رہا ہوں۔

یہ دیکھتے ہی اعرابی نے ہاتھ بڑھا کر اس ہاتھ میں دے دیا اور خاموش ہو کر کھڑا رہا۔ میں آگے بڑھا' اس کے پاس گیا' میں نے دیکھا کہ اس کا منہ رکن یمانی پر پڑا ہے اور روح پرواز کر چکی ہے۔ اس کی پیشانی پر رقم تھا۔

"قد اخترناک و احیینیاک و انا معک علی العهد الاولی یحبهم و یحبونه○"

* فرمایا۔

☆ ایک روز عالم خود فراموشی میں میں نے خاموشی اختیار کی اور لب پر لب رکھ لیا۔ اسی حالت میں مجھ پر ایک نماز کا وقت گزر گیا۔ جب ہوش آیا تو اس کیفیت کا ورد پرلطف تھا اور لبوں پر یہ الفاظ تھے۔

نسیت الیوم من عشقی صلاتی
فلا ادری غد ائی من عشائی

فذکرک سیدی و کلی و شربی
و وجهک ان رایت شفاء دائی

(ترجمہ) عشق کی مستی کی وجہ سے آج میں ایک نماز کو بھول گیا۔ چنانچہ اسی وجہ سے

Marfat.com

مجھے صبح اور شام کا ہوش نہ رہا۔

اے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا ذکر میرے کھانے پینے کے قائم مقام ہے اور آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا دیدار تمام امراض کے لئے مکمل شفا ہے۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن ایک گیلی لکڑی جلتے دیکھی جس کے دوسرے سرے پر حسب معمول کچھ رطوبت ظاہر تھی۔ یہ دیکھتے ہی وفور جذب و جوش سے ان پر سرمستی کا عالم طاری ہو گیا اور اپنے مریدوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"مدعیو! اگر یہ دعویٰ ہے کہ تمہارے دل آتش عشق سے لبریز ہیں اور تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو پھر تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں نہیں جاری ہوتے۔"

* فرمایا۔
* عارف کو کسی سے علاقہ نہیں ۔ محب کو کوئی شکایت نہیں۔ خوفزدہ کو کبھی قرار نہیں اور عزوجل سے کسی کو مفر نہیں۔

حضرت ابوالوفا خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* حضرت احدیت کے کارخانہ محبت میں عارفوں اور محققوں کا بھی کام ہے اور آیت قرآنیہ یحبھم و یحبونہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب صمدیت کے حریم مودت میں مجنوں دعاشقوں کی بھی قدر یا اعتبار ہے۔ لیکن طمع خام کو سر سے دور کرنا ہی بہتر ہے کہ وہ غیر کی پرواہ نہیں کرتا۔

حضرت ابوعبداللہ القرشی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* حقیقی محبت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کلیۃً محبوب کے حوالے کر دے۔ یہاں تک کہ تیرے پاس اپنی ذات میں سے کچھ بھی نہ رہے۔

حضرت ابوبکر کتانی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* محبوب کی خاطر سب کچھ ایثار کرنے کا نام محبت ہے۔

Marfat.com

☆ میں والدہ کی زندگی تک ان کے خدمت کرتا رہا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو آغاز سفر کر دیا۔ دوران سفر میں نے قبر میں ایک ایسا مردہ دیکھا جو ہنس رہا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔

"تو مرنے کے بعد کیوں ہنستا ہے۔"

اس نے جواب دیا۔

"عشق خداوندی میں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔"

حضرت اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ

* ثمرات عشق کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اول : جب کیفیت عشقیہ کی حدت و شدت تجلی الٰہی کے انجذاب کی قوت اور روح الٰہی کے کمال انجذاب کی وجہ سے عالم شہادت و عالم مثال کا غبار منکشف ہو جاتا ہے اور ظلماتی و نورانی حجاب چاک ہو جاتے ہیں تو وعدۂ الٰہی

الف : اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے رستے ضرور دکھائیں گے۔ (پارہ ۲ رکوع ۳)"

ب : مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو یاد رکھوں گا۔ (پارہ ۲ رکوع ۲)

پورا ہوتا ہے۔

دوم : خوارق و کرامات کا صادر ہونا۔ تاثیرات قویہ کا ظاہر ہونا۔ دعاؤں کا مستجاب و مقبول ہونا۔ بلاؤں اور آفتوں کا دور ہونا۔

سوم : صاحب حال کے اعدائے بداندیش پر وبال آتا ہے اور مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس کو جنگ کے لئے للکارتا ہوں۔

چہارم : جب کوئی لطیفہ غیبی یا پردۂ لاریب سے کوئی جذبہ جدید طالب کو نصیب ہوتا ہے تو اس کے ادراک کو بڑی وسعت حاصل ہو جاتی ہے۔ غرض بساط وجود پر حق تعالیٰ کی قیومیت کی انبساط اور ان حقائق متکثرہ کا قیام جو اس ذات واحد و یکتا کے ساتھ ہے کھل جاتا ہے۔ اور

پنجم : اس مقام کے لوازم سے یہ بھی ہے کہ وحدت الوجود کا نعرہ بلند کیا جائے۔ اور معارف الٰہیہ پر زبان کھولی جائے۔ وحدت وجود کا مفہوم بقول مولانا حضرت عبدالعلی

Marfat.com

بحرالعلوم اس کے سوا کچھ نہیں کہ جملہ موجودات میں حیث الوجود عین معشوق ہیں۔ جو ذات حق ہے اور عاشق ذات حق کا پردہ ہے۔

حضرت ابوالنصر سراج طوسی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ سے انس رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اعتماد ہو۔ اس کے پاس ہو کر سکون ہو اور اس سے مدد چاہی جائے۔

انس کی تین حالتیں ہیں۔

اول : جو ذکر الٰہی کے ساتھ مانوس ہوتے ہیں۔ اور غفلت سے وحشت محسوس کرتے ہیں۔

دوم : جو اللہ کریم کے ساتھ مانوس ہو چکا ہو۔ اور اسے ماسوا سے وحشت ہو چکی ہو۔

سوم : انس کے ہوتے ہوئے بھی ہیبت' قرب اور تعظیم الٰہی کو پانے کی وجہ سے بندہ اپنے انس کو نگاہ میں نہ رکھے۔

* فرمایا۔

☆ اہل شوق کی تین حالتیں ہیں۔

اول : وہ لوگ جو اللہ جل جلالہ کے ان وعدوں کے مشتاق ہوتے ہیں جو اس نے اپنے ولیوں کے ساتھ ثواب' کرامت' فضل اور رضامندی کے متعلق کیے ہوئے ہیں۔

دوم : وہ لوگ جو شدت محبت کی وجہ سے اور اپنی زندگی سے اکتا جانے کی وجہ سے محبوب کی ملاقات کے شوق میں اس کے مشتاق ہوتے ہیں۔

سوم : وہ لوگ جو اپنے آقا کے قرب کا مشاہدہ کرتے ہیں بایں طور کہ وہ موجود ہے اور کبھی غائب نہیں ہوتا للہذا اس کا دل اس کے ذکر سے لذت حاصل کرتا ہے۔

* فرمایا۔

☆ حب میں دوری بھی ہوتی ہے اور قرب بھی۔ مگر ود میں نہ تو مقاطعہ ہوتا ہے' نہ دوری اور نہ قرب۔ حب کا شاہد حق الیقین ہوتا ہے۔ ود کا عین الیقین اور صبابت (عشق) کا شاہد علم الیقین۔ ود میں ایسا وصل ہوتا ہے جو باہمی یعنی دو طرفہ مواصلت کے بغیر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وصل پائیدار ہوتا ہے اور مواصلت میں وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔

* فرمایا۔

Marfat.com

☆ معرفت کی ایک علامت محبت ہے کیونکہ جس نے اسے پہچان لیا وہ اس سے محبت کرے گا اور حال محبت اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی آنکھوں سے ان انعامات کو دیکھتا ہے جو رب کریم نے اس پر کئے ہیں۔ پھر اپنے دل سے یہ دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہے۔ اس کی اس پر عنایات ہیں اور وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

* فرمایا۔

☆ اپنی ذات کو چھوڑ کر حق تعالیٰ کی طرف آنا ان لوگوں کا شیوہ ہے جو اہل محبت ہیں اور اہل محبت کی تین حالتیں ہیں۔

اول : **عام لوگوں کی محبت :** اس کا سبب وہ احسانات اور مہربانیاں ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات دلوں کی فطرت میں ڈال دی گئی ہے کہ اس سے محبت کرتے ہیں جو ان سے نیک برتاؤ کرے۔ اور اس سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے برا برتاؤ کرے۔

دوم : **صادقین و محققین کی محبت :** دل کی نگاہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مالداری، جلال، عظمت، علم اور قدرت کی طرف لگی رہے۔

سوم : **صدیقین و عارفین کی محبت :** جب دیکھتے اور معلوم کر لیتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغیر کسی علت کے ان سے ازل سے محبت کی تو یہ بھی بغیر کسی علت کے رب ودود سے محبت کرتے ہیں۔

* فرمایا۔

☆ محبوں کا ذکر اسی قدر ہوتا ہے جس قدر وہ اللہ کریم کی نعمتوں پر غور و خوض کرتے ہیں۔

☆ محبت میں محب کا اپنی طرف سے کسی خواہش کا اظہار باعث آفت ہے۔

☆ جو اپنے محبوب کی ضرب پر صبر نہیں کرتا وہ صادق المحبت نہیں ہے۔

☆ سینہ عشاق میں ایک ایسی آگ شعلہ فگن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے اسے جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور پھر یہ شعر پڑھا ؂

میان عاشق و معشوق رمزے است
کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

(ترجمہ) عاشق و معشوق کے درمیان وہ رمز ہے جس کا کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں۔

Marfat.com

حضرت ابو حفص نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

✯ کوچہ عشق میں اول تا آخر ادب ہی ادب ہے۔ سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اس کوچہ عشق میں آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں مقامات ادب سکھائے۔

حضرت احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے سوال کیا۔

شوق تو مفقود بھی ہوتا ہے اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی چیز مفقود نہیں تو شوق کیا ہے اور اشد شوق کیا ہوتا ہے؟

* فرمایا۔

✯ کمال محبت کی آرزو ہوتی ہے کہ دوئی ختم ہو جائے اور محب اور محبوب کا اتحاد ہو جائے اور جب یہ بات مفقود ہے تو شوق موجود ہے اور چونکہ بالاصل اتحاد کی تمنا محبوب میں ثابت ہے کیونکہ محبت شاید صرف وصل محبوب پر ہی قناعت کرے تو لازماً زیادہ شوق محبوب کی جانب ہی ہوگا اور ہمیشہ غمگین رہنا حبیب کی صفت ہوگی۔

* فرمایا۔

✯ حب خلّت کا فرد کامل ہے۔ اگر خلت نہ ہوتی تو کوئی چیز بھی موجود نہ ہوتی۔ کوئی چیز کسی کے ساتھ جمع نہ ہوتی اور الفت نہ پکڑتی۔

عالم کا وجود اور اس کا نظام دونوں خلت سے وابستہ ہیں اگر خلت نہ ہوتی تو وجود کی طرح نظام بھی مفقود ہوتا۔ پس خلت ایجاد کا اصل ہوئی۔ موجد کی جانب بھی اور موجود کی جانب بھی کیونکہ وہ خلت ہی ہے۔ جس نے ممکن کو وجود قبول کرنے کے لئے مانوس کیا ہے اور ایجاد کی قید میں لایا ہے۔ بلکہ عدم میں بھی اپنے خلوت خانہ میں خلت کی دولت ہی سے آرام پایا ہے اور اپنی نیستی کے ساتھ موافقت کی ہے۔

محبت اور خلت میں عموم خصوص مطلق کی نسبت سے خلّت عام ہے اور محبت اس کا ایک کامل فرد ہے۔ کیونکہ انس و محبت کی حد سے گزرنا محبت ہے جو کہ گرفتاری کا باعث ہوتی ہے اور بے قراری و بے آرامی لاتی ہے۔

خلت سراسر انس و محبت و آرام ہے اور محبت وہ ہے جس نے گرفتاری کا عالم پیدا کیا اور

Marfat.com

خلّت کے دوسرے افراد سے الگ ہوئی۔ گویا کہ دوسری جنس بن گئی۔ اور وہ ہنر جو محبت نے اس امتیاز میں خلت کے دوسرے افراد کے علاوہ پیدا کیا وہ درد و غم ہے اور نفس خلت سب عیش اور سرور ہی سرور' خوشی ہی خوشی اور انس ہی انس ہے۔

محبت کا مقام مرتبہ ملاحت سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور مقام خلت مرتبہ صباحت سے۔ محب میں محبوبیت صرف' صرف حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے۔

❊ فرمایا۔

✪ محبت کے لوازمات جو کہ محبوب کی اطاعت اور محبوب کی مراد پر قائم رہنا اور اس کے اخلاق و اوصاف سے متعلق ہوتا ہے' ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت محبوب میں فنا حاصل ہو جاتی ہے کہ پھر اس پر بقاباللہ مترتب ہوتی ہے جو کہ ولایت کا ماحصل ہے۔

خلّت سے بالاتر مقام محبت کا ہے۔ دوست اور محبوب اور ہے اور وہ اسرار و معاملات جو محب و محبوب کے درمیان گزرتے ہیں یار و ندیم کو اس جگہ کیا دخل ہے۔ ہرچند انس و الفت کے کمال کے وقت محبت کے مخفی اسرار کو خلیل جلیل القدر سے بھی بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اس کو محب اور محبوب نہیں بنایا جاسکتا۔ محبوں کے حلقہ کے سردار حضرت کلیم اللہ علیہ السلام ہیں اور محبوبوں کی جماعت کے سردار حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

❊ فرمایا۔

✪ محبت بہ معنی ارادہ اطاعت ہے اور کمال محبت کی علامت شریعت کی کمال بجا آوری کو قرار دیا گیا ہے۔ بلا بازار محبت کی دلالہ ہے۔ اور جو محبت نہ رکھتا ہو اس کو دلالہ سے کیا کام۔ اور دلالی اس کے کس کام۔ اور پھر اس کے نزدیک اس کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔

محنت و مصیبت کچھ بھی نہیں۔ لوگوں کی باتوں پر مت جاؤ۔ محنت و مصیبت درد و محبت کے معتبر گواہ ہیں۔ باطن کے اندھے اگر اس کو محبت کے منافی سمجھتے ہیں تو کیا کیا جائے۔ مصیبت تو محبوب کا تازیانہ ہے جو کہ محب کو ماسوائے محبوب کے اور طرف توجہ کرنے سے منع کرتا ہے۔ پس درد و بلا کے لائق دوست ہیں اور یہ مصیبت ان کے ماسوائے کی طرف توجہ کرنے کے گناہ کا کفارہ ہے۔ اور دوسرے اس دولت کے لائق نہیں۔ ان کو کیوں زبردستی محبوب کی طرف لائیں۔

دراصل بلا بقدر محبت آتی ہے۔ اس لئے اب رضائے الٰہی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے درد کو انعام سے زیادہ جانو کیونکہ جمال و انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی شامل ہوتی ہے اور درد و جلال میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ اور اپنی مراد کے وہ خلاف ہوتا ہے۔

Marfat.com

❊ فرمایا۔

✯ محبت ذاتی فنا کی علامت ہے اور فنا ماسوائے اللہ کو بھول جانے کا نام ہے۔ تو جب تک تمام علوم سینہ سے دور نہ ہو جائیں اور انسان جہل مطلق سے موصوف نہ ہو جائے فنا سے حصہ نہیں پا سکتا۔ غور طلب بات ہے کہ ذکر کے ذریعہ ذاکر اور مذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا موجب بنتا ہے اور جب محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دل سے اطمینان کے سوا سب کچھ نکل جاتا ہے۔ اور جب معاملہ اطمینان قلب کے حصول تک پہنچ گیا تو ایسے شخص کو دولت ابدی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیا تم نے سنا نہیں اَلْمَرْءُ مَعَ من احب یعنی آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اس کو محبت ہو۔

❊ فرمایا۔

✯ تا تو در بند خویشتن باشی
عشق گوئی دروغ زن باشی

(ترجمہ) جب تک تو اپنی اغراض کی بندش میں ہے تیرا دعویٰ عشق دروغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

کیونکہ عشق میں صرف مطلوب کا درد ہوتا ہے اور وصل ملحوظ نہیں ہوتا بلکہ وصل کو نہیں چاہتا اور محبوب کے اتصال سے گریز کرتا ہے اور یہ عشق کی دیوانگیوں میں سے ہے بلکہ عشق کے ہنروں میں سے ہے اور محب بہ بانگ دہل کہتا ہے ۔

غرض از عشق تو ام چاشنی درد و غم است
ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

(ترجمہ) تیرے عشق سے میری غرض درد و غم کی چاشنی ہے۔ ورنہ آسمان کے نیچے نعمتوں کے اسباب کی کمی نہیں ہے۔

گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے
چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے

(ترجمہ) اگر عشق اور عشق کا غم نہ ہوتا تو اتنی اچھی باتیں کون کہتا اور کون سنتا۔

کیا تم جانتے نہیں قصۃ العشق لا انفصام لھا یعنی قصہ عشق ختم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کہنا پڑتا

Marfat.com

ہے ؎

عمر بگزشت و حدیث عشق ما آخر نہ شد
شب باخر شد کنوں کوتاہ کنم افسانہ را

(ترجمہ) عمر گزر گئی لیکن ہمارے عشق کی داستان ختم نہ ہوئی۔ رات گزر گئی اس لئے افسانہ کو مختصر کرتا ہوں۔

لیکن اس بات کو پلے باندھ لو ؎

ہرچہ جز عشق خدائے احسن ست
گر شکر خور دن بود جاں کندن ست

عش آں شعلہ است کہ چوں برفروخت
ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر زاں پس کہ بعداز لاچہ ماند

ماند الااللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

☆ خدائے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے اگر شکر ہی کھانا ہو درحقیقت جان کو ہلاک کرنے والی بات ہے۔

☆ عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہو جاتا ہے تو معشوق کے سوا ہر شے کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔

☆ غیر حق پر لا کی تلوار چلاتا ہے۔ یہ تلوار چلنے کے بعد پھر دیکھ کہ لا کے بعد کیا ہے۔

☆ صرف اللہ رہتا ہے۔ باقی سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اے شرکت کو پوری طرح جلا دینے والے عشق تو شاد اور خوش رہ۔

✻ فرمایا۔

☆ ہرچہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است
نازکی کے راست آید بار می باید کشید

(ترجمہ) جو شخص عاشق بن گیا اگرچہ سارے جہان کا نازنین ہو عاشق بننے کے بعد اس کا نازنین رہنا درست نہیں، بلکہ اسے بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

Marfat.com

لہٰذا عشق میں رنج اور سینہ کی تنگی بے معنی ہے اور دعویٰ محبت کے منافی ہے۔ محبوب کی تکلیف بھی اس کے انعام کی طرح محب کو محبوب و مرغوب ہوتی ہے۔ محب جس طرح محبوب کے انعام سے لذت پاتا ہے اس کی تکلیف سے بھی حظ اٹھاتا ہے۔ بلکہ اس کی تکلیف سے زیادہ لطف حاصل کرتا ہے کہ نفس کی لذت کی آمیزش سے پاک و مبّرا ہے۔

هنيئاً لا رباب النعيم نعيمها
وللعاشق المسكين ما يتجرع

(ترجمہ) ارباب نعمت کو نعمتیں مبارک ہوں اور عاشق مسکین کے لئے تو وہی ہے جو وہ گھونٹ گھونٹ پیتا ہے۔

اور یہ بھی جان لو کہ ۔

ہجرے کہ بود مراد محبوب
از وصل ہزار بار خوش تر
عشق معشوقاں نہاں است و ستیر
عشق عاشق باد و صد طبل و نفیر
لیک عشق عاشقاں تن زہ کند
عشق معشوقاں خوش و فربہ کند

(ترجمہ) وہ ہجر جو جسے محبوب چاہے وصل سے ہزار بار بہتر ہے۔
معشوق کا عشق پوشیدہ و نہاں ہوتا ہے اور عاشق کا عشق دو صد طبل اور نفیریوں سے ہوتا ہے۔
لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لاغر کرتا ہے اور معشوق کا عشق خوش اور موٹا کرتا ہے۔

اور جب یہ محبت جسے ذاتی محبت سے تعبیر کرتے ہیں حاصل ہو جاتی ہے تو محب کے نزدیک محبوب کی طرف سے ہونے والے انعامات اور اس کی طرف سے آنے والے مصائب و آلام برابر حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ اور اس وقت اخلاص کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہر وہ چیز جس میں محبوب کے اخلاق و عادات پائے جاتے ہیں محبوب کے ساتھ وابستگی اور اس کے تابع ہونے کی وجہ سے محبوب اور پیاری ہو جاتی ہے۔ کیا تم نے فرمان ربی نہیں سنا فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی تم لوگ میری پیروی اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

* فرمایا۔

Marfat.com

☆ وہ محبوبیت جو رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی ہے وہ قرب کے تمام مراتب و فضائل پر غالب ہے اور سب سے آگے ہے۔ قرب کے ہزار مراتب بھی محبوبیت کی ایک نسبت سے برابر نہیں ہو سکتے۔

محب اپنے محبوب کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ دوسروں کو کیا طاقت ہے کہ اس کے ساتھ مشارکت طلب کریں۔ محبوب محب کی نگاہ میں بلکہ واقع میں ہر وقت محبوب ہی ہوتا ہے اور محبوب کے تمام حالات بھی محبوب ہوتے ہیں۔ اگر درد و رنج میں مبتلا کرے تو بھی محبوب ہے اور اگر انعام و مہربانی فرمائے تب بھی محبوب ہے۔

اگر لوگوں کے نزدیک جو دولت محبت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ وقت انعام میں محبوب کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ درد و رنج عطا کرنے کی حالت کی نسبت یا دونوں وقت برابر ہوتے ہیں۔ لیکن بہت تھوڑی تعداد میں ایسے اہل اللہ بھی ہیں جن کا معاملہ برعکس ہے۔ ان کے نزدیک درد رسانی انعام کی نسبت زیادہ محبت بخش ہے۔ اس دولت عظمیٰ کا مقدمہ محبوب کے ساتھ حسن ظن ہے۔ حتیٰ کہ اگر محبوب محب کے گلے پر چھری چلائے اور اس کے ہر عضو کو دوسرے عضو سے جدا کر دے تو بھی محب اس کاروائی کو اپنی عین بہتری جانے گا۔ اور اس میں اپنی بھلائی تصور کرے گا۔ اور جب حسن ظن کے حصول کی وجہ سے محبوب کے فعل کی ناپسندیدگی محب کی نظر سے اٹھ گئی تو محبت ذاتی کی دولت سے جو حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور تمام نسبتوں اور اعتبارات سے مبرا ہے مشرف ہو گیا اور درد رسانی میں انعام محبوب کی زیادہ لذت و فرحت پائی۔ میرا گمان ہے کہ یہ مقام مقام رضا سے اوپر ہے۔ کیونکہ رضا میں محبوب کے درد رسانی کے فعل کی ناپسندیدگی کا رفع ہے اور اس میں درد رسانی کے فعل سے لذت گیر ہوتا ہے۔ اس لئے محبوب کی جانب سے جس قدر جفا بلند اور زیادہ ہو گی محب کی جانب سے فرحت و سرور اور زیادہ ہو گا اور ان دونوں مقاموں میں بہت فرق ہے اور جب کہ محبوب محب کی نظر میں بلکہ نفس امر میں ہر وقت اور ہر حال میں محبوب ہے تو لازماً ہر وقت اور ہر حال میں اس کی نظر میں بلکہ واقع اور نفس امر میں محمود اور ممدوح بھی ہو گا۔ اور محب اس کی طرف سے درد رسانی اور انعام کی حالت میں اس کی مدح کرنے والا اور ثناخواں ہو گا تو اس وقت اس محب صادق کے لئے درست ہوتا ہے کہ وہ صادق اور مصدوق کی حالت میں کہے الحمد للہ رب العالمین علیٰ کل حال اور یہ محب خوشی اور تکلیف کی حالت میں حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔ شاید حمد کو شکر پر فضیلت اسی جہت سے ہے۔

غور سے سن لو کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب محبوب کو بھی محب کی محبت میں محب بننا

Marfat.com

پڑتا ہے۔ لیکن محب لوگ تو محبت کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں مگر محبوبوں کے لئے اس بوجھ کا اٹھانا دشوار ہے۔

* فرمایا۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت کی فرع ہے۔ ان المحب لمن هواه مطیع یعنی محب اپنے محبوب کا پورا مطیع ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت کی علامت و نشانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ کامل بغض و عداوت رکھنا ہے۔ اس کے بغیر محبت ثابت نہیں ہوتی۔ محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ محب محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے۔ اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا اور محبوب کے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح بھی صلح و آشتی نہیں کر سکتا۔ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جمع ضدین کو محال و ناممکن کہا گیا ہے۔ ایک کے ساتھ محبت دوسرے کی عداوت کو مستلزم ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العالمین ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے واسطے سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محب اپنے محبوب کے شمائل و عادات جس جس میں پاتا ہے اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دی گئی اور اس اسم مبارک کو ذات احد جل شانہ کے ساتھ بہت تقرب ہے اور دوسرے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک منزل اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے زیادہ قریب ہے اور یہ اسم اسم احد سے ایک حلقہ میم سے جدا ہوا ہے کہ وہ مبداء محبت ہے جو کہ ظہور و اظہار کا سبب ہوا ہے۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال رب کریم کے حسن و جمال پر تکیہ رکھتا ہے۔ لہٰذا ذاتی محبت جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنی ذات سے ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اس محبت کے تعلق کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی محبوب خاص ہوں گے۔

افراد انسانی میں سے کامل فرد محبت کے حصول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تھے لیکن جب محبت کی نسبت درمیان میں آ گئی تو محبوب بھی محب کی طرح شیدا و گرفتار ہوا۔ حدیث قدسی ہے۔ الا طال شوق الابرار الی لقائی و انا الیھم لاشد شوقا یعنی میری ملاقات کے لئے نیک لوگوں کا شوق بڑا لمبا ہو گیا اور میں ان کی طرف

Marfat.com

زیادہ شوق رکھتا ہوں۔

محبت ذاتی کہ جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے تین اعتبار ہیں۔

اول : محبوبیت

دوم : محبت اور

سوم : محبت

محبوبیت ذاتیہ کے کمالات کا ظہور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلم ہے۔ محبت ذاتیہ کے مقام سے اوپر حب کا مقام ہے۔ جو تینوں اعتبار کا جامع اور ان کا اجمال ہے۔ اور رضا کا مقام مقام محبت وحب سے بھی اوپر ہے۔ کیونکہ رضا کا مرتبہ محبت کے مرتبہ سے اوپر ہے۔ لہٰذا مقام رضا سے آگے کسی کا قدم نہیں [illegible]

یہ [illegible] سے بعد حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے والہانہ انداز میں فرمایا۔

"میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔"
اور خاموش ہو گئے۔

حضرت امان اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبت کا کامل درجہ یہ ہے کہ محبوب کے متعلقین سے بھی محبت کی جائے اور ان سے تجاوز نہ کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے کمال محبت کی نشانی یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر قائم رہے اور رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت واتباع کی علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت و اولاد سے محبت ہو اور انہیں دل و جان سے عزیز رکھے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبت یہ ہے کہ ارادے مٹ جائیں۔ تمام صفات و حاجات و خواہشات اور بشری تقاضے

Marfat.com

جل کر راکھ ہو جائیں اور بحر اشارات میں اپنے آپ کو غرق کر دے۔

حضرت ابو سعید خراز رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ قرب کی حقیقت یہ ہے کہ دل سے اشیاء کا احساس معدوم ہو جائے اور رب کریم کی طرف توجہ کرنے سے ضمیر کو سکون حاصل ہو جائے۔

☆ آپ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے کہ اسی اثنا میں ایک شخص کا فضا سے نزول ہوا اور اس نے پوچھا۔

"محبت اور دوستی کیا ہے اور اس کی علامت کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا۔

"وفاداری"

اس شخص نے کہا۔

"تم سچ کہتے ہو"

اور پھر آسمان کی جانب پرواز کر گیا۔

* فرمایا۔

☆ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے محبت کا ایک پیالہ بھی پی لیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مناجات اور قرب کی نعمت کا مزا چکھا کیونکہ اس نے رب کریم کی محبت کی وجہ سے لذتیں پائی ہیں۔ پھر اس کا دل محبت سے پر ہوا اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے طرب سے اڑنے لگا۔ اور اشتیاق کی وجہ سے دیوانہ وار اس کی طرف آیا۔ ایسے محبت کرنے والے کا کیا کہنا جو اپنے رب کی خاطر افسردہ ہو۔ فریفتہ ہو۔ نڈھال ہو۔ اس کے سوا اسے کہیں سکون حاصل نہ ہو اور نہ کسی سے الفت ہو۔

* فرمایا۔

☆ ایک روز میں عالم رویاء میں محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ بصد ادب عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے معاف فرمائیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت نے مجھے اس قدر مشغول کر رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی جانب دھیان نہیں آتا۔"

Marfat.com

آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"اے برکت والے انسان! جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔"

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس لئے محبت کرو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ اور جو رب کریم کو اپنا محسن تصور نہ کرے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے کبھی محبت نہیں کر سکتا۔

حضرت ابراہیم مارستانی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ محبوب کے ساتھ دل کا خوشی محسوس کرنا انس ہے۔

حضرت ابو العباس بن عطاء رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ شوق یہ ہے کہ انتڑیاں جلیں۔ دل شعلہ زن ہو اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔
کسی نے پوچھا۔
"شوق اعلیٰ ہے یا محبت"
ارشاد فرمایا۔
"محبت"۔ کیونکہ شوق اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ کوئی مشتاق ایسا نہیں جس پر محبت کا غلبہ نہ ہو۔ پس محبت اصل ہے اور شوق اس کی فرع ہے اور محبت یہ ہے کہ تو ہمیشہ اپنے آپ کو عتاب کرتا رہے۔ کیونکہ محبت وہ ٹہنیاں ہیں جنہیں دلوں میں لگایا جاتا ہے اور ان پر ان کی عقلوں کے مطابق پھل آتا ہے۔ اے راہ محبت کے مسافرو! غور سے سن لو کہ محب سے عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو سعید الاعرابی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو تو خوف اس کے دل میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ یہ لوگ رب کریم کی محبت کی آگ سینکتے ہیں اور اسی کی ہیبت کے سامنے سر

Marfat.com

جھکاتے ہیں۔

حضرت ابو علی روزباری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اے محبت محبت کی رٹ لگانے والو! گوش ہوش سے سنو کہ جب تک کوئی شخص اپنی ذات کی قید سے باہر نہ آئے اور خودی کو کلیتاً ترک نہ کردے اس وقت تک وہ محبت کی سرحد میں قدم تک نہیں رکھ سکتا۔

کسی نے سوال کیا۔

"محبت کیا ہے۔"

ارشاد فرمایا۔

"محبوب کی موافقت کا نام محبت ہے۔"

قدرے سکوت کے بعد پھر گویا ہوئے۔

"میں نے آنکھ کے پانی سے محبوب کی طرف دیکھا اور اب میرا دل عشق کے پانی سے رنگا ہوا ہے۔

اسی اثنا میں ایک آواز بلند ہوئی۔

"اے شیخ! تصوّف کیا ہے۔"

جواباً فرمایا۔

"محبوب کے در پر ڈیرہ ڈال دینے کا نام تصوّف ہے خواہ وہ دھکے ہی کیوں نہ دے۔"

حضرت ابوالحسن احمد بن محمد نوری رحمتہ اللہ علیہ

* کسی نے محبت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا۔

☆ محبت پردوں کا پھاڑنا اور اسرار کا ظاہر کرنا ہے۔

یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ پھر قدرے توقف کے بعد گویا ہوئے۔

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا عاشق ہوں اور وہ مجھ پر عاشق ہے۔ کیونکہ میں نے رب کریم کا یہ فرمان سن رکھا ہے۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے۔"

اور عشق محبت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ عاشق معشوق سے بہرہ اندوز

Marfat.com

ہونے سے محروم ہوتا ہے اور محب محبت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔
محبت کے بارے میں اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔

اريد دوام الذكر من فرط حبّه
فيا عجباً من غيبة الذكر فى الوجد

واعجب منه غيبة الوجد تارةً
وغيبة عين الذكر فى القرب و البعد

(ترجمہ) میں فرط محبت میں محبوب کو ہمیشہ یاد کرنا چاہتا ہوں مگر تعجب ہے کہ وجد میں ذکر سے غافل ہو جاتا ہوں۔
اس سے بھی بڑھ کر تعجب خیز بات یہ ہے کہ بعض اوقات وجد میں بھی غائب ہو جاتا ہے اور کبھی قرب اور بعد کی حالت میں خود ذکر بھی غائب ہو جاتا ہے۔

حضرت اجل شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ رب کریم کی دوستی میں وہ صادق ہے جس کو ذرہ ذرہ کر کے آگ میں جلائیں تب بھی وہ دم نہ مارے۔

حضرت ادریس بن مکارم رحمتہ اللہ علیہ

* محبوب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔
☆ میں تجھ سے اتنی اقسام کی محبت کرتا ہوں جتنی قسمیں کہ عام لوگوں میں مروج ہیں۔ ان میں ایک تو محبت و راحت ہے محب کے لئے۔ کیونکہ میں اس تکلیف سے واقف ہوں جس کو وہ برداشت کرتا ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ عشق جب تمہاری یاد قلب پر وارد کرتا ہے تو جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے اور ایک محبت وہ ہے جو جسم و شوق کے ساتھ ظاہر ہو اور ایک محبت یہ ہے کہ میرا نفس روح سے بھی زیادہ لطیف ہو جائے۔
محبت ایک لاعلاج مرض ہے۔ اس لئے جب وہ مجھ پر غالب آتی ہے تو میں کمزور ہو جاتا ہوں۔ نہ تو مر کر اس سے راحت پاتا ہوں اور نہ زندہ رہ کر اس سے ہلکا ہوتا ہوں۔

Marfat.com

* فرمایا۔
☆ محبین کے قلوب جب پرواز کرتے ہوئے سلطان ہیبت و جلال کی بارگاہ تک پہنچتے ہیں تو ان کے نور کے مقابلہ میں ہر آنے والا نور ان کے انفاس سے تاریک ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوالحسن علی بن حمید المعروف بہ صباغ رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ میری بقا میری فنا میں ہے جو محبت کے ساتھ بقا میں مضمر ہے۔
پھر محبوب کو مخاطب کر کے فرمایا۔
تیری محبت سے قبل میرا دل سخت تھا۔ اگر عشق کا روگ اسی طرح لگا رہا تو قلب جلد ہی نرم ہو جائے گا۔

حضرت احمد رفاعی سید بن سید ابی الحسن رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ ایک دن حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا۔
"سید احمد رفاعی کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو ما العشق یعنی عشق کیا ہے۔ اور جواب لے کر آؤ۔"
حسب الارشاد خادم حضرت سید احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام دیا۔
یہ سماعت فرمانے کی دیر تھی کہ حضرت احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک آہ جانکاہ اپنے سینہ پرسوز سے کھینچی اور کہا۔
العشق نار یحرق ماسوا اللہ یعنی عشق ایک ایسی آگ ہے جو ماسوا اللہ کو جلا ڈالتی ہے اور نعرے لگانے لگے۔ اسی اثنا میں جس درخت کے نیچے آپ تشریف فرما تھے وہ جل اٹھا اور حضرت احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس کے ساتھ جل کر خاکستر ہو گئے۔ پھر وہی راکھ پانی ہو کر برف کی مانند جم گئی۔
خادم یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور بسرعت حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔
آپ نے خادم سے فرمایا۔
"واپس جا اور اس جگہ کو بخور و عطر سے معطر کر۔ سید احمد رفاعی کا جسم اس عالم عنصری کی طرف رجوع

Marfat.com

کرے گا۔"

چنانچہ خادم واپس گیا اور فرمودہ کے مطابق اس جگہ کو معطر کیا۔ ابھی ایک ساعت بھی نہ گزری تھی کہ اس پانی نے انسانی شکل اختیار کر لی اور حضرت احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ زندہ ہو گئے۔

خادم نے جب حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو واقعہ بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"جو ولی اس مقام فنا در فنا میں پہنچتا ہے پھر اپنے قالب عنصری کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ سوائے احمد رفاعی کے اور ایک اور بزرگ کے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔

حضرت ابو تراب نخشبی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ دھوکہ نہ کرنا محبت ہے۔ محبوب کے پاس دلائل ہیں اور محب کے پاس محبوب کے تحائف بھی ذرائع ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق حق خواہشات نفسانی سے بیزار ہو کر حاصل ہوتا ہے۔ جو نفسانی خواہشات کا شکار ہو وہ قرب حق سے محروم ہوتا ہے۔ اور پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

اے اللہ! میں نے تیری محبت میں تمام دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر تو اپنی محبت میں میری شہ رگ بھی کاٹ دے تو دل پھر بھی تیرا ہی مشتاق رہے گا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ تو نے مجھے جو اپنی محبت سے نوازا ہے۔ اپنے ذکر سے مانوس کر دیا ہے اور اپنی عظمت میں غور و فکر کے لئے فارغ کر دیا ہے۔ ان نعمتوں کے مقابلے میں میرے نزدیک جنت کو مچھر کے پر کے برابر بھی درجہ حاصل نہیں۔

حضرت ابن حجر مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ بعض لوگوں نے کہا۔

"کل ظہر کے وقت حضرت ابن حجر مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ انتقال کر جائیں گے۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

Marfat.com

جب قبر میں رکھے گئے تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ دفن کرنے والوں نے حیرت و استعجاب سے پوچھا۔

"آپ موت کے بعد زندہ ہیں۔"

انہوں نے جواب دیا۔

"میں زندہ ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنے والا ہر ایک زندہ ہے۔"

حضرت ابو مدین رحمتہ اللہ علیہ

جب آپ نے معرفت و محبت کا بھید معلوم کر لیا تو

* فرمایا۔

☆ محبت میری سواری ہے۔ معرفت میرا راستہ ہے اور توحید میری منزل۔ محبت کا ایک راز ہے جو فاش نہیں ہو سکتا۔ اس کے ادراکات عبادت میں نہیں آتے اور اس کے منبع اور سر کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اور جسے یہ مل جائے اس میں سخاء بڑھ جاتی ہے۔ خواص کے لئے یہ بہت اچھا راستہ ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"وہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ اسے۔"

"پس اے برادر! معرفت میرا فخر ہے اور میرے اسرار و حقائق کی اصل ہے اور اس کا پھل توحید ہے۔ عروج اسی سے ہے اور اسی میں ہے۔ توحید اصل ہے اور اس کے سوا سب کچھ فروع ہے۔ یہ غایت مقامات اور نہایت احوال ہے اور حق کے علاوہ سب گمراہی ہے۔"

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ معرفت کا درخت فکر کے پانی سے سیراب ہوتا ہے۔ اور غفلت کا درخت جہالت کے پانی سے سینچا جاتا ہے۔ توبہ کا درخت ندامت کے پانی سے سینچا جاتا ہے اور محبت کا درخت اتفاق اور موافقت کا پاس رکھنے سے سیراب ہوتا ہے۔ لہٰذا جسے اطاعت خداوندی سے محبت نہ ہو اس کی محبت سراپا وحشت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بجز اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز فانی ہے۔ جسے فانی چیز سے لگاؤ ہے وہ اپنے مقصود کے فنا ہونے پر سوائے حسرت و اندوہ کے کچھ نہیں دیکھتا۔

Marfat.com

حضرت ابو عبداللہ الحارث بن اسد المحاسبی رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے پوچھا۔
"انس کیا ہے؟"
* فرمایا۔
☆ "مخلوق سے فرار کا نام انس خالق ہے۔"
ایک اور شخص نے محبت کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا۔
"محبت یہ ہے کہ تو ہمہ تن کسی چیز کی طرف مائل ہو جائے۔ پھر اپنا نفس، روح اور مال سب اس پر قربان کر دے۔ پھر ضروری ہے کہ ظاہر و باطن میں تو اس کی موافقت کرے بایں ہمہ تو یہ خیال کرے کہ تو نے اس کی محبت میں کوتاہی کی ہے۔"

حضرت ابو القاسم قیشری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ "محبت" محبت کرنے والے کی صفات کا محو ہونا اور محبوب کی ذات کا ثبوت ہونا ہے۔
یعنی محبت یہ ہے کہ محب اپنے تمام اوصاف کی طلب محبوب میں اس کی اثبات ذات کے لئے نفی کر دے۔ محبوب باقی ہے اور محبت کرنے والا فانی۔ ضروری ہے کہ محبت کرنے والا بپاس غیرت دوستی اپنی نفی سے بقائے محبوب کو ثابت کرے تاکہ اسے مکمل ولایت حاصل ہو۔ ذات محبوب کا اثبات محبت کرنے والے کی صفات کے فنا ہونے سے وابستہ ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ محبت کرنے والا اپنی صفات میں قائم رہے کیونکہ اگر وہ اپنی صفات پر قائم ہے تو گویا جمال محبوب سے بے نیاز ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی جمال محبوب ہے اس واسطے وہ اپنی صفات کی نفی کا طالب ہوتا ہے کیونکہ اپنی صفات کی موجودگی میں وہ محبوب سے محجوب ہوتا ہے۔ پس محبت حق میں وہ اپنا دشمن ہوتا ہے۔

حضرت ابو سعید گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ عشق سے مراد عاشق کا مشاہدۂ دوست کی طرف رجوع ہے۔ اور درد سے مراد سوز اور فراق ہے۔ عین طلب میں تا حصول وصال (ہجر در عین وصل جو مقام جامعیت ہے) پس

Marfat.com

موجب ترقی درد ہے۔ اگر کسی کا عشق ہے لیکن درد نہیں ہے وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ملائک کو عشق ہے درد نہیں لہذا وہ ترقی نہیں کر سکتے۔

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد راجز آدمی در خورد نیست

ذرہ عشق از ہمہ آفاق بہ
ذرہ درد از دل عشاق بہ

(ترجمہ) فرشتوں کو عشق ہے درد نہیں ہے۔ درد کے قابل انسان کے سوا کوئی نہیں۔
عشق کا ایک ذرہ ساری کائنات سے بہتر ہے اور درد کا ایک ذرہ تمام عاشقوں کے دل سے بہتر ہے۔

عشق کے لئے درد لازمی نہیں لیکن درد کے لئے عشق لازمی ہے۔ اور درد کے بغیر عشق محبوب تک نہیں پہنچا سکتا۔ ہاں درد محبوب تک پہنچا سکتا ہے۔

حضرت ابو علی جرجانی رحمتہ اللہ علیہ

اہل محبت میں سے کسی نے محبت میں زیادتی کے بارے میں دریافت کیا تو بزبان حال ارشاد فرمایا۔

"محبت کی زیادتی ذکر الہٰی کی وجہ سے ہوتی ہے۔"
پھر قدرے سکوت کے بعد آپ نے اپنی زبان کو جنبش دی اور کہا۔
بیم و رجا اور محبت توحید حقیقی ہیں کیونکہ بیم سے ارتکاب معصیت کا خاتمہ ہوتا ہے اور رجا سے اعمال صالح جنم لیتے ہیں اور محبت کثرت عبادات کا محرک بن جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اہل خوف غم و آلام سے ہراساں نہیں ہوتے۔ اہل رجا طالب سے باز نہیں آتے اور اہل محبت ذکر الہٰی میں کمی نہیں ہونے دیتے۔

صاحبو سن لو! بیم ایک آگ ہے۔ رجا نور منور اور محبت نور علیٰ نور۔

حضرت ابو عثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ

❋ فرمایا۔

★ الشوق من شعائر و شواھد المحبۃ یعنی شوق محبت کی علامات اور گواہوں میں سے ہے ۔ شوق محبت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ اور جب کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرتا

Marfat.com

ہے تو اس کے دل میں شوق ملاقات بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس شوق فراوان کی نشانی یہ ہے کہ انسان راحت کے ہوتے ہوئے موت سے محبت رکھے۔

* فرمایا۔

☆ اتباع سنت کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت از بس ضروری ہے۔

حضرت اخی راج گیری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عاشق صادق اپنی ہستی کو ذات احدیت میں گم کر کے عالم کثرت میں ہر وقت جمال وحدت کا مشاہدہ کرتا ہے اور ہر مظہر اور ہر حال میں اس کا ذوق ذات کے سوا اور کوئی مطلوب نہیں ہوتا۔

حضرت ابو الحسین الوراق رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شدید محبت سے ایک سرور خاص ہوتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ محبت دل میں اس آگ کے مانند ہے جو ہر گندگی کو جلا دیتی ہے۔

حضرت ابوبکر یزداں یار ارموی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اصلی محبت تو موافقت ہے اور محب وہ ہے جو اپنے محبوب کی رضامندی کو ہر شے پر ترجیح دے۔

حضرت ابو سلیمان عبد الرحمٰن دارانی رحمتہ اللہ علیہ

ایک دن آپ رو رہے تھے۔ حضرت احمد بن ابی الحواری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں تو اہل محبت اپنے پاؤں پھیلا دیتے ہیں اور ان کے رخساروں پر آنسو رواں ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

حضرت ابراہیم بن داؤد رقی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کی علامت اس کی اطاعت کو اختیار کرنا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع رہنا ہے۔

حضرت ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے دریافت کیا۔

"اے شیخ! شوق اور اشتیاق میں کیا فرق ہے۔"

ارشاد فرمایا۔

"شوق محبوب کی ملاقات اور دیدار سے مدھم پڑ جاتا ہے مگر اشتیاق ملاقات سے زائل نہیں ہوتا۔"

شوق کے ایک صد اجزاء ہیں۔ ان میں سے ننانوے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں اور ایک جز تمام لوگوں میں منقسم ہے۔ لیکن باری تعالیٰ نے چاہا کہ یہ جز بھی اسی کے لئے ہو لہٰذا اسے غیرت آئی کہ کہیں شوق کا شمہ بھر بھی کسی اور کے لئے نہ رہے۔

صاحبو سن لو! محبوب کی ملاقات کے لئے دلوں کا جوش مارنا شوق کہلاتا ہے۔ چنانچہ جس قدر محبت ہوگی اسی قدر شوق بھی ہوگا۔ اور محبت مکمل لذت ہے جب کہ حقیقت کے مقامات وحشتناک ہیں۔

اسی اثنا میں کسی شخص نے حبک الشئی یعمی ویصم کی تشریح فرمانے کے لئے عرض کیا تو ارشاد فرمایا۔

"محبت اوروں سے تو غیرت کی وجہ سے اندھا کر دیتی ہے اور محبوب سے اس کی ہیبت کی وجہ سے۔ اور محبت میں حد سے گزر جانے کا نام عشق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو عشق سے متصف نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس شان اعلیٰ سے یہ بعید ہے کہ وہ اپنے کسی بندہ سے محبت میں حد سے تجاوز کر جائے۔ اس کی توصیف صرف محبت سے ہو سکتی ہے جیسا کہ وہ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے یحبھم و یحبونہ یعنی وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس مقام پر رب ودود نے عبادت و اطاعت کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف محبت کو بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا بندہ سے رب تعالیٰ کی محبت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے بندہ کو کوئی خصوصی انعام دینے کا ارادہ رکھتے ہیں جیسا کہ اس کی رحمت کا مفہوم بندہ کو کسی خاص نعمت سے مخصوص کرنے کا ہوتا ہے اور جو اللہ کریم

Marfat.com

کے سوا کسی سے انس و محبت رکھتا ہو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے انس و محبت کو قطع کر دینے والا ہے"
اور پھر بڑے جوش و جذبہ سے کہا۔
"دوستو! جو محبوب کے مکان کا جاروب کش نہ بن سکے اس کا شمار عشاق میں نہیں ہو سکتا۔"

حضرت ابو المعالی قادری (شاہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق کے بغیر انسان کامل نہیں ہوتا۔ عشق نہ ہو تو کلام میں سوز و اخلاص کہاں۔ اور پھر یہ اشعار پڑھے ۔

زمین بکونین صلح کل کردم
تو خصم گرد زما دوستی تماشا کن

نہ پنداری کہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز
چہ میرد مبتلا میرد جو خیزد مبتلا خیزد

بعشق کوش دلا از برای مال منال
مال بیخبر آنست میل مال و منال

مباش درپی مال و منال باش مدام
ترا ز عاشقی و عشق راز حسن و جمال

(ترجمہ) میں نے عشق کی برکت سے دونوں جہانوں کے ساتھ صلح کر لی۔ تو دشمن بن اور پھر ہم سے دوستی کا نظارہ کر۔
کیا تو خیال کرتا ہے کہ عاشق کے دل سے تیری محبت نکل جاتی ہے وہ مرتا ہے تو اسی کے عشق میں۔ جیتا ہے تو اسی کے عشق میں۔
اے دل! عشق کے لئے کوشش کر اور مال کے لئے بیتاب نہ ہو۔ مال و متاع کی چاہت نادانوں کا کام ہے۔
مال و متاع کے پیچھے نہ لگ۔ ہمیشہ عشق و عاشقی کی زینت اور حسن و جمال کا راز بن۔

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت تمام مقامات کا منتہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے۔ جب محبت کمال کو پہنچتی ہے تو عشق بن جاتی ہے۔ جو شخص رب کریم کے دیدار کی خواہش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا

Marfat.com

ہے۔

محبت بندہ کو رب العالمین تک پہنچاتی ہے۔ اس لحاظ سے محبت طریقت کے لئے فرض ہے۔ محبت کی دنیا میں وفا و جفا' منع و عطا برابر ہیں۔ محبت نہ تو وفا سے بڑھتی ہے اور نہ جفا سے کم ہوتی ہے۔

ہستم از جام محبت ہمہ والہ و مست
ایں و آں راچہ شناسم من داؤد پرست

حضرت ابوبکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ

٭ فرمایا۔
✯ عشق صادق یہ ہے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے مشاہدے میں اس طرح غرق ہو جائے کہ تمام چیزوں کو بھول کر محبت میں فنا ہو جائے۔
٭ فرمایا۔
✯ سوائے محبت کے تمام صفات میں رحمت مضمر ہے اور محبت میں رحمت کا معاوضہ قتل ہے اور قتل کے بعد بھی مقتول سے خون بہا طلب کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

٭ فرمایا۔
✯ محبت ہیبت الٰہی کے ساتھ زندگی گزارنا اور اس کے راستہ میں یگانگت و موافقت ہے۔
٭ فرمایا۔
✯ بحر عشق میں مخلوق کا گزر نہیں اور ایک ایسی در آمد و بر آمد بھی ہے جس میں بندے کے علم و کمال کا گزر نہیں۔
٭ فرمایا۔
✯ عاشق اللہ تبارک وتعالیٰ کو پا لینے کے بعد خود گم ہو جاتے ہیں۔

حضرت اشرف جہانگیر سمنانی (سلطان سید) رحمتہ اللہ علیہ

٭ فرمایا۔
✯ فطرت محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے فرمان کو اپنی سمجھ سے متصادم نہ کرے۔ اگر

Marfat.com

اپنی نامرادی میں ہی محبوب کی مراد ہے تو وہی کرنا چاہئے جو محبوب کہے اور یہی حقیقت محبت ہے۔

* فرمایا۔

☆ محب کا محبوب کی ذات میں فنا ہو جانا توحید ہے۔

حضرت ابو محمد رویئم المعروف خواجہ محمد رومی رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے پوچھا۔ "انس کیا ہے ؟"

* فرمایا۔

☆ "غیر اللہ سے وحشت کرنا یہاں تک کہ اپنے نفس سے بھی وحشت ہو۔"

ایک شخص نے محبت کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا۔

"محبوب کے ساتھ حاضر و غائب تمام حالتوں میں موافقت کرنا محبت ہے۔"

اور پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد گویا ہوئے۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں عنایت کا نام توحید ہے۔"

حضرت ابن عطار رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ محبت یہ ہے کہ تو محبت میں اپنے آپ کو ہمیشہ عتاب کرتا رہے۔

حضرت ابو المجد مجدود سنائی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اے اللہ ! میں تیری محبت اور فقط تیری ہی محبت چاہتا ہوں۔ اگر میری تقدیر میں دنیا کی دولت نہیں ہے تو نہ سہی۔ کیونکہ دنیا اور رب کریم کی محبت اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔

حضرت احمد حضرویہ بلخی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ تمام وسائل و اسباب کو خیرباد کہہ کر صدق کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

Marfat.com

حضرت ابو عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✭ محبین الٰہی کی شناخت یہ ہے کہ محبت و ہیبت اور حیاء تعظیم کی بنیاد ان کے اخلاص پر ہوتی ہے۔

❊ فرمایا۔

✭ محبت ایثار کا نام ہے جس کی چار اقسام ہیں۔

(الف) ذکر الٰہی پر مداومت

(ب) ذکر الٰہی سے رغبت

(پ) دنیا سے کنارہ کشی۔ اور

(ت) اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے اجتناب۔

حضرت ابوالحسن صائغ رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✭ اہل محبت آتش عشق میں بھی ان لوگوں سے زیادہ خوش رہتے ہیں جو جنت کے عیش سے خوش ہوتے ہیں۔

حضرت ابو عمرو نخیل رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✭ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی سے بھی انس رکھنا وحشت کا باعث ہے۔

حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✭ اتباع سنت سے معرفت' ادائیگی فرض سے قربت اور نوافل سے محبت حاصل ہوتی ہے۔

❊ فرمایا۔

✭ اہل محبت کا رب کریم کے ساتھ ایک ہی سا حال رہتا ہے۔ اگر آگے قدم اٹھائیں تو

Marfat.com

غرق ہو جائیں اور اگر پیچھے ہٹیں تو نادم ہوں۔

حضرت ابو اسحٰق ابراہیم سجستانی (قطب الدین اولیاء) رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✯ اللہ تبارک وتعالیٰ عام بندوں پر عذاب اور خاص بندوں پر عتاب نازل کرتا ہے اور جس وقت تک عتاب باقی رہتا ہے محبت بھی باقی رہتی ہے۔

❊ فرمایا۔

✯ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب کبھی دنیا کا محبوب نہیں ہو سکتا۔

❊ فرمایا۔

✯ وہ انسان واقعی مرد خدا ہے جو نار جہنم کے بیچ بھی اللہ سے محبت کرتا ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✯ اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے ہو اور تمہارے پاس علم و عمل کچھ نہیں ہے تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں۔ علم میں علم توحید اور عمل میں رب کریم' اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور جماعت کی نسبت حق ہونے کا اعتماد کافی ہے۔

حضرت بایزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے محبت کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا۔

"محبت یہ ہے کہ اپنی طرف سے جتنا کثیر کیا جائے اسے قلیل جانیں اور محبوب کی طرف سے جتنا قلیل کیا جائے اسے کثیر سمجھیں۔ یہی معاملہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہے کہ دنیا کی نعمتوں کو تھوڑا کہا ہے۔ کیا تم نے سنا نہیں المحبۃ استقلال الکثیر من نفسک و استکثار القلیل من حبیبک اس کی وجہ یہ ہی ہے کہ اپنی جانب سے کثیر قلیل ہے کیونکہ وہ فانی ہے اور اپنے محبوب حقیقی کی طرف سے قلیل بھی عطا ہو تو وہ کثیر ہے کیونکہ وہ باقی اور مستقل ہے۔"

صاحبو! سچی محبت کرنے والا اگر اپنی ہر اس چیز کو جس پر وہ قدرت رکھتا ہے محبوب پر نچھاور کر دے تو وہ اسے بھی کم سمجھتا ہے اور شرمندہ رہتا ہے اور اگر محبوب کی طرف سے تھوڑی سی چیز

Marfat.com

بھی میسر آتی ہے تو وہ اسے بہت زیادہ سمجھتا ہے اور محبت یہ بھی ہے کہ محبوب پر اپنی ہر چیز کو قربان کر دیا جائے اور اپنے لئے اپنی کوئی چیز باقی نہ رہے۔ کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ دل سے محبوب کے سوا سب کچھ فنا کر دینے کا نام محبت ہے اور یہی کمال محبت کا اقتضاء ہے تاکہ دل میں غیر کے آنے اور غیر کی محبت رہنے کی جگہ ہی باقی نہ رہے کیونکہ دل محبت کے داخل ہونے اور وہاں اثرانداز ہونے کی جگہ ہے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ محبت محبوب کی اور اس کے دیدار کے شوق میں دل کے سفر کرنے کا نام ہے۔ محبوب کا ذکر ہمیشہ زبان پر رہتا ہے۔ من احب شئیا اکثر ذکرہ' یعنی جو چیز زیادہ محبوب ہوگی اس کا ذکر زیادہ ہوگا اور محبت صادق یہ ہے کہ محبوب کی پسند و ناپسند محب کی پسند و ناپسند بن جائے۔

ابھی آپ نے بات ختم ہی کی تھی کہ ایک آواز فضا میں ابھری۔ کسی نے دریافت کیا۔
"محبت حق کس چیز کا نام ہے۔"

* فرمایا۔

☆ محبت حق یہ ہے کہ دنیا و آخرت اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب کی محبت دل سے یکسر نکل جائے اور صرف محبوب حقیقی ہی کا عشق باقی رہ جائے لیکن جس کی نظر میں سارا عالم قرب حق کا مقام اور محبت کی خلوت گاہ نہ ہو' وہ محبت حق سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ صاحب مشاہدہ کے لئے سارا عالم حرم ہے اور مشاہدہ حق سے محروم کے لئے حرم کعبہ بھی تاریک ترین مقام ہے۔ لاریب محبوب کا گھر محبوب کے بغیر عام جگہوں سے زیادہ تاریک ہوتا ہے اور عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار آپ کو لکھ بھیجا۔
"آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جسے پینے کو شراب محبت کا ایک پیالہ مل گیا ہو اور اس میں سرمت ہے۔"

حضرت بایزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں کہلا بھیجا۔
"یہاں تو وہ لوگ موجود ہیں کہ جو کائنات کے سمندر پی گئے اور پھر بھی ھل من مزید ان کی زبانوں پر ہے۔"

ایک شخص نے عقل کو بمقابلہ عشق برتر و افضل قرار دیا تو آپ نے پر زور الفاظ میں فرمایا۔

عقلیت اور ذہنیت کے مسموم اثرات کو صرف عشق ہی دور کر سکتا ہے اور یہ شعر پڑھا ۔

Marfat.com

سپاہ تازہ بر انگیزم از ولایت عشق
کہ در حرم خطرے از بغاوت خرداست

(ترجمہ) میں نے ولایت عشق سے ایک تازہ فوج تیار کی ہے کیونکہ حرم پاک کو عقل کی بغاوت کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

لہٰذا دلوں کی نا محکمی کا علاج عشق کے نسخہ میں ہے اور آپ نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے بسطام کے جنگل میں دیکھا کہ تمام جنگل میں عشق برسا ہوا ہے۔ میں نے بہت چاہا کہ میرا پاؤں برف میں نیچے جائے لیکن عشق میں نیچے دھنستا گیا۔ میری مانو تو عقل کی بجائے عشق کو مرشد و رہنما بناؤ۔

خونی نہ کردہ ایم و کسی را نہ کشتہ ایم
جز میم ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

(ترجمہ) ہم نے کوئی خون نہیں کیا اور نہ کسی کو قتل کیا ہے۔ ہمارا جرم بس یہی ہے کہ تیرے رخ زیبا کے عاشق ہوئے ہیں اور عشق محض رضائے الٰہی کو مطمع نظر بنایا ہے۔

در محبت آنچہ می گوئیم اول می کنیم
پارۂ بیش است از گفتار ما کردار ما

(ترجمہ) محبت کے بارے میں ہم جو کچھ کہتے ہیں پہلے اس کا تجربہ کر چکے ہوتے ہیں اور ہمارا حال ہماری گفتار سے زیادہ ہی ہے۔

اور پھر آپ نے بہ انداز مستانہ فرمایا۔

جس کو کسی کی محبت قتل کر دے اس کو اس قتل کا خون بہا یہ ملتا ہے کہ وہ محبوب کا دیدار کرے اور جس کو کسی کا عشق قتل کر دے تو اس کا فدیہ یہ ہے کہ محبوب اس کو اپنا ہم نشین بنا لیتا ہے۔

کسی نے عاشق کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا۔

عشاق کے لئے شوق ایسی راجدھانی ہے جس میں تخت فراق بچھا ہوا ہے۔ شمشیر ہجر رکھی ہوئی ہے اور وصل ہجر کے آغوش میں ہے اور تیغ ہجر سے ہر وقت ہزاروں سر کاٹے جا رہے ہیں۔ لیکن سات ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی شاخ وصال کو کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سکا۔

دوستو! محب کو اپنے محبوب کی باتیں بڑی پیاری ہوتی ہیں اور اس کا دل ہر خواہش سے خالی

Marfat.com

مگر محبت خداوندی سے معمور ہوتا ہے۔

اسی اثنا میں کسی درویش نے پوچھا۔

"عشاق بارگاہ کو ہر وقت حضوری ہوتی ہے یا کسی خاص وقت پر۔"

سنا تو فرمایا۔

"ہر وقت۔ کیونکہ اگر عاشق حق کھڑا ہے تو مشاہدہ حق میں کھڑا ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو مشاہدہ حق ہی میں مستغرق ہے اور اگر محو خواب ہے تو بھی مشاہدہ حق میں محو ہے۔ پس مشاہدہ دوست عاشق کے لئے ہر آن ہی ہوتا ہے۔"

اے درویش! عاشق کے لئے حضور و غیاب ہر دو یکساں ہیں۔ جیسے حضور ہے ویسے ہی غیاب ہے۔

حضور غیب عاشق چو ہر دو یکسانست
بغیب مست جمالش حضور نیز ہمانست

(ترجمہ) عاشق کے لئے حضور و غیاب ہر دو ایک ہیں۔ وہ غیب میں بھی مست جمال یار ہوتا ہے اور حضور اسی کو کہتے ہیں۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے روئی کو سارا دن آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو نہیں جلے گی۔ لیکن اگر آفتاب کے سامنے آتشی شیشہ رکھ دیا جائے تو روئی فوراً جل جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آفتاب آئینہ پر عاشق ہے اور اپنا جمال اس کے اندر دیکھتا ہے۔ پس جو چیز عاشق و معشوق کے درمیان حائل ہوتی ہے معدوم ہو جاتی ہے۔

حضرت بایزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ادب کو عشق کی جان قرار دیتے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ حج کی تبعیت میں زیارت روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ادب کے منافی ہے۔ لہٰذا جب آپ حرمین شریف تشریف لے گئے تو بعد از حج مدینہ منورہ حاضری نہ دی۔ واپس آگئے اور پھر آئندہ سال مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

* فرمایا۔

☆ محبت ہمیشہ ادب و احترام کا مطالبہ کرتی ہے۔ چنانچہ جس قدر کوئی شخص ایمان اور ولایت میں بلند ہو گا وہ اتنا ہی سرکار رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ ادب و احترام کرے گا۔ اور مجھے جو کچھ حاصل ہوا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب سے حاصل ہوا ہے۔

Marfat.com

آپ کے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کا یہ عالم تھا کہ جو شخص ان میں سے کسی ایک جز کے ترک کا مرتکب ہوتا وہ ان کی نظروں سے گر جاتا تھا۔

* فرمایا۔

☆ مدارج عشق طے کرنے، فقر کی حیثیت پہچاننے اور مومن بننے کے لئے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم لازم ہے۔ اتباع بغیر محبت کے نہیں ہوتی۔ جس سے محبت اور قلبی تعلق نہ ہو اس کی پیروی جھوٹے دعوے کی مانند ہے۔ تقلید اسی وقت درست ہوتی ہے جب اس کی محرک محبت ہو۔ اگر عشق باقی ہے تو پیروی بھی مکمل ہو گی۔ مومن نہ بغیر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیاوی ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے اور نہ روحانی مدارج پر فائز ہو سکتا ہے۔ اور اگر حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی بنا پر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر راسخ ہے تو دین و دنیا اس کے ادنیٰ خادموں میں شامل ہیں۔

* فرمایا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف و منزلت کے متعلق تمام وہ امور جنہیں مخلوق سمجھ سکتی ہے اور پا سکتی ہے بمقابلہ ان امور کے جنہیں وہ نہ سمجھ سکے ہیں اور نہ پا سکے ہیں ایسا ہے جیسے نیلے رنگ کی مشکیزہ پانی سے بھری ہوئی ہو۔ اس میں سے جو کچھ ٹپک پڑا اس کی مقدار وہی ہے جو مخلوق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف اور فضیلت میں سے سمجھا اور پالیا۔ مگر اس کے علاوہ جو کچھ مشکیزہ کے اندر رہا اسے نہ مخلوق نے سمجھا اور نہ پایا۔

حضرت پیر سارس رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت بایزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے ۔

چوں برہ معرفت قدم زد
از عشق نبی بہ دل رقم زد

از خامہ عاشقاں مائی
مقبول حریم کبریائی

(ترجمہ) جب معرفت کے راستے پر قدم رکھا تو دل پر عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کر لیا۔

Marfat.com

تو ہمارے خاص عاشقوں میں شامل ہے۔ تو حریم کبریا میں مقبول بارگاہ ہے۔

جب حضرت بایزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں رنگے گئے تو فرمایا۔

محبوب حقیقی نے اپنے محبوں کی آرزوئیں کب پوری کی ہیں۔ اسے تو اپنے چاہنے والوں کو تڑپا کر مزہ آتا ہے۔

اہل محبت کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کے مقابلے میں بہشت کی کوئی اہمیت نہیں۔ محبت کے مدعی محبت کے پردوں میں محجوب ہوتے ہیں۔ محبت کی راہ توحید سے توحید کی طرف ہوتی ہے۔ محبت کی راہ میں محبت ہی آفت اور بلا بن جاتی ہے۔ محبت میں مرید اور مراد کی ضرورت ہوتی ہے یا اللہ مرید اور بندہ مراد ہو یا اللہ مراد اور بندہ مرید ہو۔ اگر اللہ مرید اور بندہ مراد ہو تو اللہ کی نظر میں بندہ کی ہستی ثابت ہو گئی۔ لیکن اگر بندہ مرید ہو اور مراد طلب و ارادت اللہ ہو تو آدمی کی اپنی ہستی سدّ راہ بن جاتی ہے۔ پس محب یعنی آدمی کا محبوب کے لئے فنا ہونا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہ محبت کی لئے فنا ہو۔

✻ فرمایا۔

☆ بہشت اور جو کچھ اس میں ہے اور دونوں جہانوں کی مالکی اگر مجھے دیں تو میں اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے شوق اور یاد میں نکلی ہوئی ایک آہ سحرگاہی کے بدلے میں نہ لوں۔ بلکہ ایک سانس کہ اس کے داد محبت میں لوں اپنی اور ہزار عالم کی ملکیت اس کے برابر نہ ہو۔

✻ فرمایا۔

☆ دوستو! اگر مجھ کو تمام مخلوق کے بدلے میں دوزخ کی آگ میں پھینک دیا جائے تو بھی صبر کرلوں گا کیونکہ مجھے رب کریم سے محبت کا دعویٰ ہے۔ اس کے باوجود میں یہ سمجھوں گا کہ میں نے ابھی کچھ نہیں کیا اور محبت کا جو حق تھا وہ ابھی ادا نہیں ہو پایا۔

✻ فرمایا۔

☆ سچ تو یہ ہے کہ اللہ ذوالجلال کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا اور رب ودود سے محبت کرنے والا اپنی محبت کی بنا پر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی طرح یکتا ہو جاتا ہے۔
لاریب اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت فرض اور دنیا کا ترک سنت ہے۔

یہ کہنے کے بعد آپ نے قدرے سکوت فرمایا۔ اور پھر اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔
ایک مرتبہ مجھے عالم جذب و کیف میں تنہا بارگاہ محبوب میں پہنچنے کا شرف حاصل ہوا۔ تمام عالم ملکوت کی سیر کی۔ پھر فرمان ہوا۔

Marfat.com

"اے بایزید! ہمارے حضور کیا تحفہ لائے ہو۔"

عرض کیا۔

"بار الٰہ! تیری خدمت اقدس میں تیری محبت و رضا کا ہدیہ پیش کرنے کو لایا ہوں۔"

آواز آئی۔

"بایزید! تو اچھی چیز لایا ہے۔ یہ ہمارے شایان شان نذرانہ ہے۔ ہم اسے قبول کرتے ہیں۔"

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

عاشق صادق کی شان یہ ہے کہ وہ ہر لحظہ اپنے محبوب کی محبت و عشق کے بحرِ ناپید اکنار میں مستغرق رہتا ہے۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی بھی یہی کیفیت و حال تھا۔ آپ کے محبین پر بھی رنگ محبت غالب تھا جو آپ کی موجودگی میں دو چند ہو جایا کرتا تھا۔

ایک روز تشریف فرما تھے۔ ماحول پر پراسرار خاموشی محیط تھی۔ معاً آپ نے اپنے ہونٹوں کو جنبش دی اور فرمایا۔

"وظیفہ محبت کو لازم ہے کہ محب محبوب کا جویاں رہے۔ محبوب جس قدر زیادہ عزیز ہوتا ہے اس کی طلب کی راہ میں بلا زیادہ ہوتی ہے۔ اور محبت مثل آتش ہے جو تمام میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے اور جب محبت مستحکم و متحقق ہو جاتی ہے تو ذکر مشاہدۂ مذکور کے ساتھ ہوتا ہے اور یہی وہ ذکر کثیر ہے جس پر اللہ عزو جل نے وعدۂ فلاح و کامیابی فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے واذکرو اللہ کثیراً لعلکم تفلحون (سورہ جمعہ آیت ۱۰) اس لئے صاحبو! ذکر کو حرز جان بنالو۔ ذکر ایک ایسی چیز ہے جو طالب اور محب کو مطلوب و محبوب سے ملا دیتی ہے۔"

یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے۔ چہرے سے مترشح تھا کہ محبت و عشق کی طوفانی لہریں وجود کے اندر موجزن ہیں۔

* پھر فرمایا۔

☆ "عشق کی تعریف یہ ہے کہ عارف سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ دیکھے۔ بہشت و دوزخ، عذاب و ثواب اور مال و منال و املین حق کے نزدیک......"

یہاں پہنچے تو آپ پر تحیر کا عالم طاری ہو گیا۔ والہانہ انداز میں پڑھنے لگے۔

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بدہی
دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند

(ترجمہ) اے محبوب! تو نے مجھے دیوانہ بنا کر دونوں جہان بخش دیئے ہیں۔ لیکن تیرا

Marfat.com

دیوانہ دونوں جہاں لے کر کیا کرے گا۔

آپ کے ساتھ دوسرے اولیاء کرام کے اندر عشق کی دبی ہوئی چنگاری بھی بھڑک اٹھی۔ وہ بھی محبت کے بحربیکراں میں کھو گئے۔ دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند پڑھتے تھے اور بے اختیار جھوم جھوم جاتے تھے۔ اسی اثنا میں آپ نے یہ شعر باآواز بلند پڑھا ۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(ترجمہ) جس کا دل عشق کے ساتھ زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا۔ جریدۂ عالم پر ہمارے دوام کی تحریر موجود ہے۔

اور پھر آپ غلبات شوق میں بارہا سربسجود ہو کر یہ فرماتے تھے۔

"عشق اندر آیا اور اس نے اس کے سوا باقی سب کو نکال دیا اور ہمارا بھی نشان مٹا دیا۔"

اس طرح آپ نے سو مرتبہ سجدہ کیا اور یہی فرمایا۔

• مولانا وجیہ الدین پائلی اور مولانا برہان الدین بھی اس محفل میں موجود تھے' پوچھا۔

"محبت میں پہلا مقام کونسا ہے۔"

* فرمایا۔

☆ " پہلا مقام محبت کا عاجزی سے تحیر میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد اتصال سے سرور کا حاصل ہونا۔ بعد ازاں انتباہ سے افسردہ ہونا اور پھر انتظار سے بقا کا حاصل ہونا۔ اس سے اعلیٰ مرتبہ کسی بشر کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

صاحبو سن لو! محبت کے سارے مقامات سات سو ہیں۔ کامل وہی ہے جو جب تک سات سو مقامات طے نہیں کر لیتا بھید ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن جو تنگ حوصلہ ہے وہ مقام تحیر میں ہی بھید ظاہر کر دیتا ہے اور اپنے تئیں دیوانہ بنا لیتا ہے۔ اگر اس اثنا میں بھید کھل جائے تو مارا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ دریائے شوق و مستی میں ڈوبے ہوئے تھے ہر بار عشق کی ایک نئی حالت اور عجیب حیرت پیدا ہو رہی تھی۔ آنکھیں اشکبار تھیں۔ دل روتا تھا اور لبوں پر یہ اشعار تھے ۔

باز درد بساز چوں دوائے تو منم
در کس منگر چو آشنائے تو منم
گر بر سر کوئے عشق من کشتہ شوی
شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

Marfat.com

(ترجمہ) اے عاشق! درد سے طرح موافق ڈال کیونکہ تیری دوا میں ہوں۔ کسی اور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھ کیونکہ تیرا محبوب تو میں ہوں۔

اگر میری محبت میں تو مارا گیا ہے تو شکرانہ ادا کر اس لئے کہ تیرا خون بہا بھی تو میں ہوں۔

اور بے ہوش ہو ہو جاتے تھے۔ سات دن رات دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر ان اشعار کی کیفیات میں ڈوبے رہے۔

جب آپ عالم صحو میں آئے تو کسی نے محب کے حال کے بارے میں دریافت کیا۔ جواباً فرمایا۔

گر تو ہستی مرد عاشق شرم دار
خواب را بادیدہ عاشق چہ کار

در کوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

(ترجمہ) اگر تو عاشق ہے تو حیا کر کہ عاشق کی آنکھوں کا نیند سے کیا سروکار۔

تیری گلی میں عشاق اس طرح جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں کہ وہاں ملک الموت کی بھی رسائی نہیں ہے۔

دوستو! جب عاشق حقیقی کے دل سے آہ نکلتی ہے تو آتش عشق سے تمام دنیا جل کر خاکستر ہو جاتی ہے کیونکہ کوئی آگ آتش محبت سے زیادہ جلانے والی نہیں ہے اور جب قیامت برپا ہو گی تو اس روز عاشقوں کی گردن میں نور کی زنجیر ڈال کر فرشتے بہشت کی طرف کھینچیں گے۔ مگر وہ لوگ زنجیر کو ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے عرش کے نیچے جائیں گے کہ دیدار الٰہی سے دل کو ٹھنڈا کریں۔ پھر حکم ہو گا۔

"نور کی اور زنجیریں ڈالی جائیں۔"

چنانچہ ان کی گردن میں اسی (۸۰) ہزار زنجیریں اور ڈالی جائیں گی مگر پھر بھی یہ کھینچیں گے اور شور مچائیں گے۔ اس وقت ندا آئے گی۔

"دیدار کا وعدہ تو بہشت میں تھا۔"

اس وقت یہ لوگ بہشت میں داخل ہو کر دلی مقصد سے شاد کام ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ بوجوہ بڑھاپا بہت لاغر و کمزور ہو گئے تھے۔ چلنے پھرنے سے بھی معذور تھے۔ لیکن جب محفل غزل خوانی کا انعقاد ہوتا تو بعض اشعار سن کر قابو سے باہر ہو جاتے اور رقص کرنے لگتے تھے۔ لوگ متعجب ہو کر پوچھتے۔

"اس عالم ضعف و معذوری میں آپ رقص کس طرح کرتے ہیں۔"

* فرمایا۔

☆ "بوڑھا رقص نہیں کرتا۔ عشق رقص کرتا ہے اور جو شخص مبتلائے عشق ہے وہ رقص میں ہے۔"

حضرت برکت اللہ مارہروی (سید) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام مخلوق پر ضروری ہے۔

حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے عشق کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔

کہ طغیاں را دریں کشور گزر نیست
درخت عشق را جز فقر بر نیست

چو عشق از نامرادی آب گیرد
برومندی رہ نایاب گیرد

(ترجمہ) مملکت عشق میں بغاوت راہ نہیں پاتی۔ عشق کے درخت کا پھل فقر کے سوا اور کچھ نہیں۔

جب عشق نامرادی کے پانی سے سیراب ہو جاتا ہے تو کامیابی کے نایاب راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی (سیدۃ الطائفہ ابوالقاسم) رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے پاس لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ بالخصوص جب علم و عرفان، رشد و ہدایت اور

Marfat.com

معرفت و محبت کی محفل سجتی تو اس کا عالم ہی منفرد و یگانہ ہوتا تھا۔ طالبان محبت حق حتی المقدور سعی بلیغ کرتے کہ اپنے اپنے کاسۂ قلب و نظر و دماغ کو زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات سے لبریز کرلیں تاکہ عشق و محبت و معرفت کے راستے مزید بقعۂ نور ہو جائیں۔

ایک ایسی ہی محفل برپا تھی جس میں مبتدی و منتہی دونوں موجود تھے اور منتظر تھے کہ کب بحر عرفان موجزن ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے خلق کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا۔

"چار چیزوں کا نام خلق ہے اور یہ سخاوت، محبت، نصیحت، شفقت ہیں۔"

محبت کا نام سن کر دیوانوں کے دلوں میں ہلچل مچ گئی۔

"حضور! انس کیا ہے۔"

کسی نے پوچھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لبوں کو جنبش دی تو حقیقت کے موتی بکھرنے لگے۔

* فرمایا۔
* انس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سکون اور تمام امور میں اس سے استعانت کا نام ہے۔
* انس محبوب کے مشاہدہ کو محب کا لازم کرلینا ہے اور جب اس حال پر زمانہ اور اس کی گھڑیاں گزر جاتی ہیں تو محب کا قلب وجود محبوب سے سکون حاصل کرتا ہے۔
* انس عاشق اور معشوق کا ایک دوسرے سے کھل جانا ہے۔ یعنی ان کے مابین تکلف نہ رہے۔
* انس باللہ جھجک کا اٹھ جانا مگر ساتھ ہی ہیبت الٰہیہ کا قائم رہنا ہے۔
* انس یہ ہے کہ مجھے اپنے آپ سے وحشت ہو۔
* اور اہل انس خلوت و مناجات میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو عوام کو نظر آئیں۔

"حضور! شوق کی کیفیت کے بارے میں ارشاد ہو۔"

کسی صاحب شوق نے دریافت کیا۔ فرمایا۔

"شوق محبوب کے ذکر کے وقت قلب کے ہیجان کا نام ہے۔"

"قرب کیا ہے۔"

ایک صاحب دل نے دریافت کیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا اور فرمایا۔

"قرب ہمت کو اللہ کریم کے سامنے جمع کرنے کا نام ہے۔ اس طرح کہ ماسوا سے غیوبت (اس بات کا یقین رکھنا کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی طرف سے ہو رہا ہے) حاصل ہو جائے۔"

قدرے توقف فرمانے کے بعد آپ نے از خود در محبت کو وا کر دیا جس میں سے عطر بیز ہوا

Marfat.com

کے جھونکے مشام جان کو معطر کرنے لگے۔ فرمانے لگے۔

☆ محبت صفات محبوب کا بطور بدل صفات محب میں داخل ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر محبت یہ ہے کہ محب کی ساری صفات محو ہو جائیں اور محبوب کی ذات کا اس کی جگہ اثبات ہو۔ یہ قول اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ جب میں اس کو محبوب بناؤں گا تو اس کی سماعت و بصارت بن جاؤں گا۔

☆ محبت محبوب کے ساتھ اس کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ اشیاء میں موافقت کا نام ہے۔

☆ دوستو! محبت دل کا میلان ہے خواہ تجھے محبوب سے کچھ بھی نہ ملے پھر بھی تمہارا میلان اسی کی طرف رہے۔ کیونکہ ۔

ولا شئی الاشیاء اجلی
ولا اطیب من الانس لطیف

(ترجمہ) یعنی جس قدر چیزیں حسین ہیں ان میں محبت سے بڑھ کر نہ کوئی چیز حسین ہے اور نہ زیادہ پاکیزہ ہے۔

لیکن جو شخص محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور بلا محبت محبوب کے کسی دوسری شے کا طلبگار ہوتا ہے تو وہ ایسا دوست ہوگا جو محبوب پر استہزاء کرتا ہے۔ محبت تو یہ ہے کہ ہر شے کو دوست پر ایثار کرے۔

صاحبو! غور سے سن لو کہ دنیاوی تعلقات والے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے محبت سے محروم کر دیا ہے اور جو محبت بھی معاوضہ میں کی جائے اس کا حال یہ ہے کہ جب معاوضہ ختم ہوا تو محبت بھی ختم ہو گئی۔

کسی نے پوچھا۔

"محبت کس کے ساتھ بہتر ہے۔"

فرمایا۔

"اس شخص کے ساتھ کہ جس نے تیرے ساتھ جس قدر نیکی کی ہو اور بھول چکا ہو۔"

"حضور! علم و محبت کا باہم کیا تعلق ہے۔"

ایک آواز فضا میں ابھری۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی نظروں نے اس صوت کا تعاقب کیا

Marfat.com

اور فرمایا۔

"یوں سمجھ لو کہ جب فقیر کا علم قوی ہو تو اس کی محبت کمزور ہوتی ہے۔ مگر جب یہ علم کمزور ہو تو محبت قوی ہوتی ہے اور فقیر کے لئے یہی مناسب ہے کہ اسے محبت پر بالا دستی ہو۔"

ایک محب نے عرض کیا۔

"لاریب محبت عظیم ہے۔ حسین ہے۔ طیب ہے۔ اسلم ہے لیکن مخدومنا اس کا ثمرہ کیا ہے۔"

* فرمایا۔

☆ "محبت کا ثمرہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے سرور اور اشتیاق اس قدر ظاہر ہو جتنا اسے اپنے سے روا رکھے۔ لیکن جسے اللہ تبارک وتعالیٰ خود دوست رکھتا ہے بہشت میں اس کے لقاء کا خواہش مند ہوتا ہے۔"

یہ سنا تو حاضریں پر وجد طاری ہو گیا۔ اور سبحان اللہ کے ورد سے فضا معمور ہو گئی۔ آپ پھر گویا ہوئے۔

"صاحبو! عشق ایک الفت رحمانی و الہام شوقی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو ہر ذی روح پر واجب کیا ہے کہ عشق ہی کی وجہ سے انہیں بڑی لذت حاصل ہو، جس کو وہ بجز اس الفت کے اور کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے اور یہ الفت نفس میں موجود ہے۔ اس کے مراتب ارباب الفت کے نزدیک مقرر ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں مگر کسی ایسی چیز پر عاشق ہے جس سے وہ اپنے طبقے کے لوگوں کی راہ پاتا ہے اور اپنا مشرب حاصل کرتا ہے۔ اسی لئے ان لوگوں کا مرتبہ دنیا میں اشرف ہے جنھوں نے دنیا کو جو سامنے موجود ہے چھوڑ دیا ہے اور آخرت کی طرف مائل ہو گئے ہیں، جس کا انہوں نے صرف ذکر ہی سنا ہے۔

اہل عقل اسی وجہ سے مذبذب ہیں کہ موجود کو ترک کر کے غائب کے پیچھے بھاگنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ عشق ہی سے منزل مقصود کا پتہ چل سکتا ہے ورنہ عقل تو پائے چوبیں ہے کہ دو قدم بھی اس سے نہیں چلا جا سکتا۔"

عاشق کے حال و مقام و مرتبہ کے بارے میں سوال کے جواب میں سیدۃ الطائفہ ابوالقاسم حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"عاشق پر بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارشاد عالیہ میں فرماتے ہیں کہ جب خالق کون و مکاں نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور دنیا کو اس کے سامنے رکھا اور جو کچھ دنیا میں پیدا فرمایا وہ تمام اشیاء ان کو دکھا دیں تو ہر ایک ہزار انسانوں میں سے نو سو ننانویں نے دنیا کو پسند کر لیا۔ اور ہزار میں سے صرف ایک نے دنیا کو پسند نہ کیا۔ اب جس قدر انسانوں نے دنیا کو پسند

Marfat.com

نہیں کیا تھا جنت ان کے سامنے رکھ دی اور تمام جنت کی نعمتیں دکھادیں۔ یہ تمام لوگ جنت کی طرف دوڑ کر چلے۔ لیکن ہر ایک ہزار کی نفری میں سے ایک ایسا شخص تھا جو جنت کی طرف نہ گیا۔ اپنے مقام پر کھڑا رہا۔ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آواز دی گئی۔

"اے جماعت! جب تم نے دنیا و آخرت کو قبول نہیں کیا تو تم کیا چاہتے ہو۔"

عرض کی۔

"اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"تم مجھے چاہتے ہو۔ لیکن یاد رکھو تمہارا امتحان لیا جائے گا اور تم پر عظیم مصیبتیں اور بلائیں اتریں گی۔ اس طرح کی آفات و بلیات کہ اگر آسمان و زمین پر ڈالی جائیں تو وہ اٹھانے سے عاجز ہو جائیں اور اگر اس طرح کے امتحان میں صبر کرو گے تو پھر مجھے اپنے لئے کافی جان لو گے اور میں تمہیں اپنا قرب عطا کروں گا۔ اپنی تجلیات نازل فرما کر تمہیں لذت دوں گا اور تم سے حجاب دور کر دوں گا۔"

سنا تو جماعت نے کہا۔

"اے ہمارے اللہ! تو جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے ہمارے ساتھ کرے اور تو زیادہ حقدار ہے کہ ہم پر جو چاہے اس بات کو آزمائے۔"

دوستو! عاشقوں کے دلوں میں عشق رب العالمین کی آگ کا روشن ہو جانا اس قدر بڑی آگ کا روشن ہونا ہے کہ دوزخ کی آگ تو کیا ایذا دے سکتی ہے۔ البتہ اس کو اپنے ٹھنڈا ہو جانے کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔

آپ نے حاضرین پر اچٹتی سی نگاہ ڈالی اور کہا۔

"اس بات کو لوح قلب پر رقم کر لو کہ عاشق کا نشان نہیں ہوتا۔ محبت کا گلہ نہیں ہوتا۔ بندہ کو دعویٰ نہیں ہوتا اور خائف کو قرار نہیں ہوتا۔ عاشق کا اپنی صفات کو اپنانا محبت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محبوب کے ذکر کا غلبہ یہاں تک ہو کہ عاشق کے دل پر محبوب کے ذکر کے سوا کچھ نہ ہو اور اپنی صفات اور ان کے احساس سے کلیتہً غفلت ہو۔"

کسی نے پوچھا۔

"عاشق معشوق سے ملتے وقت کیوں روتا ہے۔"

* فرمایا۔

* "محبوب کی ملاقات کی خوشی اور شدت کی وجہ سے جو وجد طاری ہوتا ہے اس کی وجہ سے رونا آجاتا ہے۔"

Marfat.com

اور پھر ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک بار میں نے محبوب سے پوچھا۔

"ہم نے کیا گناہ کیا ہے۔"

محبوب کی محبت نے جواب دیا۔

"تیرا وجود ہی اتنا بڑا گناہ ہے جس کے مقابلے میں سارے گناہ ہیچ ہیں۔"

اللہ اللہ معشوق کی بارگاہ میں عاشق کا وجود بھی گناہ ہے۔ لیکن عارف کا کمال معرفت یہ ہے کہ اس کی محبت میں اپنے وجود کو جلا کر ربوبیت میں گم ہو جاتا ہے اور پھر آپ نے فرمایا۔

ایک روز میں اپنے مرشد حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کے سامنے محبت کا ذکر کر دیا۔ اس پر انہوں نے اپنے بازو کی کھال کو پکڑ کر کھینچا مگر وہ ہڈی کے ساتھ لگی رہی۔ پھر فرمایا۔

"اللہ کی عزت و جلال کی قسم اگر میں یوں کہوں کہ رب کریم کی محبت کی وجہ سے یہ کھال اس ہڈی پر خشک ہو گئی ہے تو یہ سچ ہو گا۔"

یہ کہنے کے بعد ان پر غشی طاری ہو گئی۔ ان کے چہرے کا رنگ گلاب کی طرح ہو گیا اور وہ چاند کی طرح چمکنے لگا حالانکہ ان کی رنگت سانولی تھی۔ خوبصورتی کی وجہ سے ان کے چہرے پر نظر نہیں ٹکتی تھی لہٰذا اسے ڈھانپ دیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ کافی دیر کے بعد جب حالت سنبھلی تو ارشاد فرمایا۔

"یہ محب منتہی کا مقام ہے لیکن اس عاشق مبتدی پر ہزار افسوس ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی کا دم بھرے اور جو اسرار الٰہی اس پر نازل ہوں ان کو فوراً دوسروں کے سامنے ظاہر کر دے۔"

کسی نے تائب کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا۔

"تائب کا درجہ محب کا درجہ ہے۔"

ایک محب نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

"رب کریم کی نعمتوں اور احسانات پر تفکر کرنے سے حق تعالیٰ کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر اللہ نور السمٰوت والارض سے محبت کرنے کا ارادہ ہے تو اس کی بارگاہ سے نظر کو کسی دوسری طرف ہرگز نہ پھیرنا اس لئے کہ اس کی جلالت شان خود اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کی محبت کے بعد کسی دوسری طرف نگاہ نہ کی جائے۔ اگر محبت کا تعلق کسی شے سے قائم ہو تو اس شے کی فنائیت سے محبت بھی فنا ہو جاتی ہے اور محبت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خود کو فنا نہ کرے اور اہل محبت کے اکثر قول لوگوں کو کفر معلوم ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

اے راہ محبت کے مسافرو! محبت الٰہی کا کوئی عوض نہیں تاکہ وہ قیمت بن سکے اور عوض ہو سکے۔ اور بصورت عوض محبت اس کو ادا کیا جائے۔ تمام کائنات کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور جس نے اس کو حاصل نہ کیا اسے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی گواہی موجود ہے۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ یہ کہہ دیں کہ اللہ کہہ دینے کے بعد ہر چیز سے دستبردار ہو جاؤ۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم اس لئے غور سے سن لو کہ آدمی حق تعالیٰ کی محبت تک نہیں پہنچتا جب تک کہ اس کی راہ میں اپنی جان کو سخاوت نہیں کرتا۔

دوستو! جس دل میں اللہ عزوجل کی محبت جلوہ گر ہوتی ہے اس دل میں حرارت عشق غالب آ کر ہر کدورت بدن کو جلانے لگ جاتی ہے۔ اور اب یہ حالت ہوتی ہے کہ نظریں دیدار کے شوق میں تجلیات کا انتظار کرتی ہیں۔ طالب قریب سے اور قریب ہوتا جاتا ہے اور عہد و پیاں خود بخود ہونے لگتا ہے۔ عشق الٰہی کے شوق سے ان حضرات کو فراغت حاصل نہیں ہو سکتی کہ یہ دوسری جانب قدم رکھیں اور ہمیشہ عاشقوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ عاجزی' انکساری' بیقراری' آہ وزاری اس کی بارگاہ میں پیش کرتے رہیں۔ اور بلا کسی واسطہ کے اس کی جناب سے سوال کریں۔"

یہاں آپ نے قدرے سکوت فرمایا۔ اور پھر پرجوش انداز میں کہا۔

"جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنے لگا اور اس کا قرب چاہا تو دنیا و آخرت دونوں جہان خود ہی اس کی غلامی میں آجائیں گے۔ یاد رکھو محبت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔"

جب سیدۃ الطائفہ ابوالقاسم حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اس دارفانی سے رخصت ہوئے تو کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا' اس نے پوچھا۔

"منکر نکیر سے آپ نے خلاصی پائی۔"

* فرمایا۔

☆ "جب دونوں فرشتے آئے اور مجھ سے پوچھا۔ تیرا رب کون ہے تو میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس پڑا' اور کہا۔

"جس روز اس نے الست بربکم پوچھا تھا تو اس ہنگام میں نے بلٰی کہہ دیا تھا۔ اب تم پوچھنے آئے ہو کہ تمہارا رب کون ہے۔ جس نے بادشاہ کو جواب دیا ہو کیا وہ غلام سے جھجکتا ہے۔ آج میں بھی اسی کی زبان سے جواب دیتا ہوں۔" یہ سن کر فرشتے چلے گئے اور کہا۔

"ابھی یہ عاشق محبت کے نشے میں ہے۔"

Marfat.com

حضرت جلال الدین احمد (مولانا) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت بمنزلہ مغز کے ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے سب بمنزلہ پوست ہے۔

حضرت جماعت علی شاہ لاثانی (پیر سید) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ جس انسان کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو بار بار اس کا ذکر کرتا ہے۔ لہٰذا یہ ذکر محبت کی علامت ہے۔

* فرمایا۔

☆ محبت کی ایک علامت ادب و تعظیم بھی ہے۔ مصرع

"ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں"

* فرمایا۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر محبت پر فائق ہے۔

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت ہو۔

* فرمایا۔

☆ عشق الٰہی کا باغ ہمیشہ تازہ ہے۔ چمنستان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیوی بہار و خزاں سے کوئی علاقہ نہیں۔ اپنا گھر اس سدا بہار باغ میں بناؤ۔

حضرت جنید بن محمد رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ محبت سے زیادہ قریب کوئی رشتہ نہیں ہے اور عداوت سے زیادہ کوئی دوری نہیں ہے۔

حضرت جمال الدین احمد ہانسوی (قطب) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق کے تین حروف ہیں۔ (ع، ش، ق)

Marfat.com

(ع) سے عنا یعنی رنج

(ش) سے شدت اور

(ق) سے قرح یعنی خستگی مراد ہیں۔

اور قلب اس کا سبب غلبات محبت سے مسرور ہوتا ہے۔

حضرت حسن قادری ٹھٹھوی (سید) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ ضعف و عزیمت کی تفریق اور اعلیٰ و ادنیٰ کا امتیاز اصحاب علم کے لئے ہوتا ہے نہ کہ اصحاب عشق کے لئے۔ عشق کا راستہ تو وہ ہے جس میں ضعف و بے چارگی' اعلیٰ پر غیر متزلزل یقین' اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکامات پر بلاچوں و چرا عمل پیہم اور مخلوق اللہ کے ساتھ اس کی رضا کے لئے محبت کرنا ہے۔

حضرت حسین بن علی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اپنی پوری کوشش صرف کر دینا پھر محبوب جو چاہے کرے۔

لو كان حبك صادقا لاطعته
ان المحب لمن يحب مطيع

(ترجمہ) اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ عاشق محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

حضرت حماد دباس بن مسلم (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ تقرب الی اللہ کے لئے سب سے قریب راستہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت ہے۔ اور محبین کی محبت اس وقت تک خالص نہیں ہوتی جب تک بے نفسی اور روحانیت حاصل نہ ہو جائے۔ نفس و نفسانیت کے خاتمہ ہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی سچی محبت حاصل ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

حضرت حاتم رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عبرت سے علم بڑھتا ہے۔ ذکر سے محبت بڑھتی ہے۔ اور غور و فکر سے خوف بڑھتا ہے۔

حضرت حبیب العجمی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ محبت کو نفاق سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ محبت کا مقام رضا ہے۔ رضا دوستوں کی صفت ہے اور نفاق دشمنوں کی۔

حضرت حمید الدین صوفی (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ سلوک کے منجلہ مدارج و درجات میں پہلا درجہ علم ہے۔ دوسرا درجہ عمل کرنا ہے۔ تیسرا درجہ نیت شرط ہے۔ چوتھا درجہ صدق و سچائی ہے کیونکہ صدق کے بغیر عشق تک رسائی امر محال ہے۔ پانچواں مرتبہ عشق ہے۔ اس راستہ پر چلنے والے کو عاشق ہونا چاہئے' اس لئے کہ بغیر عشق کے سالک خداوند کریم کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ چھٹا مرتبہ توجہ ہے۔ ساتواں مرتبہ سلوک ہے۔ اس کے بغیر حضوری کا دروازہ نہیں کھلتا۔ اور آٹھواں مرتبہ حضوری ہے۔

* فرمایا۔

☆ جو شخص محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اپنے محبوب کے پاس بیدار رہتا ہے۔ اور اس خوف سے سوتا نہیں کہ کہیں اس کا نام جھوٹے قسم کے مدعیوں کے دفتر میں نہ لکھ دیا جائے۔ اور واقعہ اور حکم بھی یہی ہے کہ وہ شخص بڑا ہی کاذب ہے جو ہماری محبت کا بھی دم بھرتا ہے اور جب رات آتی ہے تو سویا رہتا ہے۔

* فرمایا۔

☆ عشق بازی میں جلنا عند اللہ جلنا تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس کے جلے ہوئے پر آتش دوزخ حرام ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ دنیا کی آگ میں جلے ہوئے لوگوں کی مثال

Marfat.com

تو اس جلی ہوئی چیز کی سی ہے جس کو آگ جلدی سے پکڑ لیتی ہے۔ اور آتش عشق میں جلے ہوئے وہ لوگ ہیں جن کو محض دیکھ لینے سے دوزخ کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔

حضرت حمید رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم در کش
حمید ایں قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد

(ترجمہ) قلم توڑ دے، سیاہی گرا دے، کاغذ جلا دے اور خاموش رہ، حمید یہ عشق کی داستان ہے ایک دفتر میں بھی نہیں سماتی۔

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ ذکر کے مراتب اور درجات کا کمال یہ ہے کہ مذکور پر طاری ہو جائے اور مذکور ہی رہ جائے۔ اور بس۔ اور دل کے ساتھ ہی آشنائی اور دوستی ہو جائے۔ دل کی دوستی اور دوست کے ذکر میں فرق نہ رہے۔ جسے دل کی دوستی میسر آجاتی ہے اسے محبت مضرطہ کا نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے اور اسی کیفیت کا نام عشق ہے۔

* فرمایا۔

☆ عاشق گرم رو ہوتا ہے اور اس کی روشنی معشوق پر اثرانداز ہوتی ہے۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ معشوق میں محویت کی وجہ سے معشوق کا نام بھی فراموش ہو جاتا ہے۔ جب یہ مقام استغراق آجائے تو اپنے وجود کو اور دوسری اشیاء کو جز یاد خداوندی کے فراموش کر دیتا ہے۔

* فرمایا۔

☆ محبوب کے اوصاف و کمالات کی تو کوئی حد و انتہا نہیں ہوتی۔

حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

آپ سدا غمزدہ رہتے اور فرمایا کرتے تھے۔

"جس کو ہر لمحہ مصائب کا سامنا ہو اس کو مسرت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔"

Marfat.com

لیکن ایک مرتبہ کسی درویش نے آپ کو مسکراتے دیکھ لیا۔ وجہ دریافت کی تو فرمایا۔
"اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے شراب محبت پلا دی ہے۔ اس کے خمار سے مسرور ہوں۔"

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ

"یا شیخ! انس کی علامت کیا ہے؟"
کسی نے دریافت کیا تو فرمایا۔
"جب تو دیکھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے مخلوق کے ساتھ مانوس کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ تمہیں اپنی ذات سے وحشت دلا رہا ہے اور جب دیکھے کہ وہ تمہیں مخلوق سے وحشت دلا رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ تمہیں اپنی ذات کے ساتھ مانوس کر رہا ہے۔"
"حضور اس کے بارے میں مزید ارشاد ہو۔"
پہلے شخص نے عرض کی تو فرمایا۔
"انس یہ ہے کہ دنیا و خلق سے وحشت کرے لیکن حق تعالیٰ کے دوستوں سے وحشت نہ کرے کیونکہ وہ رب کریم سے انس رکھتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ عاشق و معشوق کے مابین تکلف نہ رہے یہ انس ہے۔"
"شوق کیا ہے؟"
"شوق ایک اعلیٰ درجہ اور اعلیٰ مقام ہے۔ جب انسان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو پھر شوق ملاقات میں موت کی تاخیر کو پسند نہیں کرتا۔"
آپ نے نظریں اٹھا کر حاضرین محفل کی طرف دیکھا تو ایک درویش نے کہا۔
"حضور! محبت پر روشنی ڈال دیں۔"
* فرمایا۔
☆ محبت یہ ہے کہ تو اس چیز کو دوست رکھے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور اس چیز کو ناپسند کرے جس کو رب کریم ناپسند کرتا ہے اور تو ہر نیک کام کرے اور ہر اس چیز کو دور پھینک دے جو تجھے اللہ جل جلالہ سے غافل کر دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا تجھے خوف نہ ہو۔ مومنوں کے ساتھ تو نرم خو ہو اور کفار کے ساتھ سخت ہو۔ اور خالق کائنات کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دین میں پیروی کرے۔

محبت کی راہ میں انگنت کٹھن، جان لیوا اور دشوار گزار مقام آتے ہیں لہٰذا جو محبوب کی ضرب سے لذت محسوس نہیں کرتا وہ اپنی محبت میں سچا ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن جب کوئی محبت میں سچا

Marfat.com

ثابت ہو جاتا ہے تو پھر وہ محبت کی انتہا کی جانب پرواز کرتا ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔

دوران سفر ایک دفعہ میں نے کسی جنگل میں ایک عورت کو دیکھا جو محبت کی وجہ سے مسرور تھی۔ میں نے اس سے انتہائے محبت کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا۔

"محبت کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔"

"کیوں"

میں نے پوچھا تو بولی۔

"اس لئے کہ محبوب کی کوئی انتہا نہیں۔"

اسی اثنا میں صوفیوں کی ایک جماعت پر نظر پڑی جو سامنے سے گزر رہی تھی تو فرمایا۔

صوفیاء کے دل جب محبت کے سمندر پر آئے تو وہاں سے انہوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے دلوں کو خطرے میں ڈال کر پانی پیا۔ لہٰذا ان کے لئے ہر وہ چیز جو ان کے اور ان کے محبوب کی ملاقات کے درمیان حائل ہو معمولی معلوم ہوتی ہے۔

دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں ہی اہل محبت کو ان نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے جن کا تعلق روح سے ہے اور جن کو وہ بڑے شوق سے طلب کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عشق ہی سے منزل مقصود کا پتہ چل سکتا ہے اور عقل اس کو احاطہ ادراک میں لانے سے قاصر ہے۔

"عاشق کی شناخت کیا ہے؟"

ایک آواز ہوا کے دوش پر سوار کانوں سے ٹکرائی تو آپ نے فرمایا۔

"جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو پریشان صورت' دل کھویا ہوا' مغلوب العقل' بہت رونے والا' موت کا طالب' فنا کا مشتاق اور اس کے باوجود ادب مرعی رکھتا ہو اور پابند اوقات ہو تو سمجھ لو کہ وہ عاشق صادق ہے۔ لیکن جو عاشق وصال کی ہمت نہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ ہمت کافی ہے کہ جنت کی طلب کرے۔"

اس پر ایک مرد عارف نے کہا۔

"اگر میں وصال محبوب کا اہل نہیں ہوں تو پھر یہ پسند کرتا ہوں کہ آگ میں اپنا ڈیرہ جمالوں۔"

"اے مخدومنا! اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کی علامت کیا ہے۔"

✻ فرمایا۔

☆ "اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال' اوامر اور سنن سب میں پوری طرح اتباع کی جائے اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت بتائے وہ اس بات سے بچے کہ غیر اللہ کے سامنے عاجزی کرے۔"

Marfat.com

اسی دوران میں کسی نے پوچھا۔
"وہ کونسی محبت ہے جس میں کوئی کدورت نہیں پائی جاتی ؟"

* فرمایا۔

☆ "اللہ تبارک و تعالیٰ کی پاک صاف محبت جس میں کوئی کدورت نہیں۔ یہ ہے کہ دل اور اعضا سے محبت اس طرح ساقط ہو جائے کہ اس میں محبت نہ رہے۔ اور تمام اشیاء اللہ کریم کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔ اور ایسا شخص محب اللہ کہلاتا ہے۔"

جب حضرت شیخ ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر مرگ پر دراز ہوئے تو لوگوں نے سوال کیا۔
"آپ کی کس چیز کو طبیعت چاہتی ہے ؟"

* فرمایا۔

☆ "میری خواہش صرف یہ ہے کہ موت کے قبل مجھے آگاہی حاصل ہو جائے۔"

پھر یہ شعر پڑھا۔

الخوف امرضنی و الشوق احرقنی
الحب او فنانی واللہ احیانی

(ترجمہ) خوف نے مجھے مریض بنا دیا اور شوق نے جلا دیا۔ اور محبت نے مجھے فنا کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے زندہ کر دیا۔

پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آئے تو حضرت یوسف بن حسین رحمتہ اللہ علیہ نے وصیت کرنے کو کہا تو فرمایا۔
"اس وقت میں رب ودود کے احسانات میں گم ہوں لہذا کوئی بات نہ کرو۔"
اور پھر واصل بحق ہو گئے۔

حضرت رباح بن قیسؒ رحمتہ اللہ علیہ

ایک مرتبہ آپ کے پاس حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا تشریف لے گئیں۔ دیکھا کہ آپ اپنے اہل خانہ کے ایک بچے سے پیار کرتے ہیں۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا نے کہا۔
"کیا آپ اس بچے سے پیار کرتے ہیں ؟"
"جی ہاں۔"
آپ نے جواب دیا۔ سنا تو بولیں۔

Marfat.com

"آپ کو محبت کی نگاہ میں کبھی محب نہیں کہا جائے گا جب تک کہ ایک مختصر سی جگہ آپ کے دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی محبت کے لئے ہو گی۔"

یہ سماعت کرنے کی دیر تھی کہ حضرت رباح بن قیس رحمتہ اللہ علیہ سخت گھبرائے اور غش کھا کر گر پڑے۔ جب آپ کو سکون حاصل ہوا تو عرق آلود چہرہ صاف کرتے ہوئے فرمایا۔

"رابعہ! کے ارشاد میں کتنی ہیبت تھی۔"

حضرت سید محمد کالپوری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق میں دو آفتیں ہیں۔ ایک ابتداء میں اور ایک انتہا میں۔ ابتدائے آفت تو یہ ہے کہ عاشق پر عشق اور معشوق کی جستجو کا غم سوار رہتا ہے۔ اور جب تک اس کے لئے وصال کی کوئی راہ نہیں کھلتی وہ برابر اسی غم میں مبتلا رہتا ہے حتیٰ کہ غم کا خوگر ہو جاتا ہے اور اسی غم میں زندگی بسر کرتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی سوزش اور غم میں کمی آتی رہتی ہے اور وہ اپنی اصل حالت پر آجاتا ہے اور انجام کار محروم اور مایوس ہو کر خسارے میں رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

اور انتہائے آفت یہ ہے کہ جب معشوق کا عاشق کو وصل ہو جاتا ہے اور وصال کی لذتوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو درد غم اور الم و فراق کی سوزش اس سے ختم ہو جاتی ہے۔ وصال کی علی سنبیل التابید و الدوام ہوتے رہنے سے کبھی اس کے اندر بھی ذوق و شوق ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو ذوق و شوق اس کو اول وہلہ میں تھا وہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اس طرح عاشق کی سوزش ختم ہو جاتی ہے اور محبوب کے جمال کے ذوق و شوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بھی محفوظ رکھے۔

* فرمایا۔

☆ جو شخص خوردہ اور عشق کا مارا ہو اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں ابتداء فراق جدائی' ذوق و شوق کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس کو جس قدر وصال ہوتا جاتا ہے اس کے ذوق و شوق میں اسی قدر اضافہ ہوتا جاتا ہے اور طلب بڑھتی رہتی ہے۔

جس عاشق کا درد و غم بڑھتا رہے اور ذوق و شوق میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے ایسے ہی عاشق کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا انجام بھی اچھا ہوتا ہے یہ اپنے عشق کا پھل پاتا ہے اور پورا حصہ حاصل کر لیتا ہے۔

Marfat.com

* فرمایا۔

☆ جب آدمی کامل فقیر بن جاتا ہے تو اس کو سماع کا شوق نہیں رہتا اور یہ کمال عشق کی دلیل ہے۔ یعنی اب اس پر عشق کی انتہائی صورت وارد ہو چکی ہے جو اس کو ایسی باتوں سے دور رکھنا چاہتی ہے۔

* فرمایا۔

☆ عشق نے مجھے ایسا مست و بے خبر کر دیا کہ سر جائے تو جائے سر سے مستی نہ جائے۔ میں نے قلم توڑ دیا اور اوراق دھو ڈالے تو دیکھا کہ تیری یاد کے سوا سب کچھ بیکار ہے۔

حضرت سری سقطی (ابوالحسن) رحمتہ اللہ علیہ

آسمان کی پہنائیوں میں چاند محو خرام تھا۔ رنگ محفل شباب پر تھا۔ محبت و عشق کے عطر بیز جھونکوں سے ہر کسی کی روح مائل بہ وجد تھی۔ عنوان بیان خون کی مثل حاضرین کے وجود میں گردش کر رہا تھا جس نے انہوں مسحور و بیخود بنا رکھا تھا۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی صوت دل نشین فضا میں چاندنی کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ آپ فرما رہے تھے۔

"جب میں نے محبت کا دعویٰ کیا تو وہ کہنے لگی۔ تو جھوٹ کہتا ہے اگر تو سچ کہتا تو تمہارے اعضاء گوشت سے ڈھکے ہوئے کیوں دکھائی دیتے۔ محبت تو یہ ہے کہ تمہاری کھال انتڑیوں کے ساتھ لگ جائے۔ اور تو اس قدر لاغر ہو جائے کہ کسی پکارنے والے کو جواب تک نہ دے سکے۔ اور تو اس قدر نحیف ہو جائے کہ عشق تمہاری آنکھوں کے سوا کوئی چیز نہ چھوڑے۔ تو اسی سے روئے اور اسی سے مناجات کرے۔ لہٰذا جب محبت بندے کو ایسا کر دے تو پھر شمشیر و سناں کی اذیت بھی اس کو محسوس نہیں ہوتی۔" اور پھر انہوں نے اپنے بازو کی کھال کو پکڑ کر کھینچا مگر وہ نہ کھنچی۔ ہڈیوں سے لگی رہی۔ پھر فرمایا۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم! اگر میں یہ کہوں کہ اللہ کریم کی محبت میں یہ کھال اس ہڈی پر خشک ہو گئی ہے تو یہ بات سچ ہو گی۔"

اے مسافران منزل محبت! غور سے سن لو کہ دو اشخاص کے مابین اس وقت تک صحیح محبت نہیں ہو سکتی جب تک وہ ایک دوسرے کو "یا انا" یعنی اے میں کہہ کر نہ پکار سکیں۔ اور یہ بھی جان لو کہ جس شخص نے ایسی حالت میں رات بسر نہیں کی کہ اس کے دل میں محبت کی چنگاری سلگ رہی ہو وہ نہیں سمجھ سکتا کہ جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی کیفیت کیسی ہوتی ہے۔

لاریب جس قلب میں کوئی اور شے مقیم ہوتی ہے وہاں یہ پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں۔

Marfat.com

☆...... خوف

☆...... رجا

☆...... حیا

☆...... انس

☆...... محبت

قدرے سکوت کے بعد آپ نے پھر کہنا شروع کیا۔

" آسمانی کتب میں مرقوم ہے کہ باری تعالیٰ فرماتے ہے۔ اے میرے بندے! جب میرا ذکر تم پر غالب ہوتا ہے تو میں تمہارا عاشق بن جاتا ہوں۔"

دوستو! عاشق آفتاب کی مثل ہیں کہ سب پر ضیاباری کرتے ہیں۔

تم نے شوق کے بارے میں دریافت کیا تھا تو سن لو کہ عارف کے لئے یہ ایک جلیل القدر مقام ہے بشرطیکہ وہ اس میں راسخ ہو چکا ہو۔ اور جب وہ شوق میں راسخ ہو جاتا ہے تو اس وقت ان تمام اشیاء سے غافل ہو جاتا ہے جو اسے اپنے محبوب سے ہٹائے رکھیں۔

یہ کتنی خوش آئند بات ہے کہ یوم قیامت تمام امتیں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے نام سے پکاری جائیں گی۔ لیکن عاشقان جمال ایزدی کو اس طرح پکارا جائے گا۔

"اے اللہ کریم کے چاہنے والو! چلو اپنے محبوب کی طرف۔"

یہ سن کر ان کو ایسی خوشی ہو گی کہ قریب ہو گا کہ ان کے قلوب پھٹ جائیں اور ان کو شادی مرگ ہو جائے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہوئے لیکن ان کے مرض کی دوا مل سکی نہ یہ معلوم ہو سکا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ ایک تجربہ کار حکیم کو ان کا قارورہ دکھایا گیا تو وہ اسے دیکھتا چلا گیا۔ پھر کہا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ کسی عاشق کا پیشاب ہے۔"

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے جب سنا تو منہ سے چیخ نکلی۔ غش کھا کر گر پڑے اور قارورے کی شیشی ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔

جب ہوش میں آئے تو واپس جا کر اپنے مرشد حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو ساری بات بتائی تو وہ مسکرا دیئے پھر فرمایا۔

"اس کا ناس ہو بڑا سمجھ دار ہے۔"

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی۔
"یا شیخ! کیا پیشاب دیکھ کر محبت کا علم ہو جاتا ہے۔"
فرمایا۔
"ہاں"
اور پھر ارشاد فرمایا
جو شخص بھی وفاداری اور عبادت گزاری کے سچے اور مخلصانہ جذبے کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور کھڑا ہو گا اللہ عزوجل اس کو اپنی محبت کے سرچشمے سے بطور خاص سیراب کریں گے۔"

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ حب کے علی الاطلاق نو مرتبے ہیں۔ ان میں سے ایک مرتبہ خالق کائنات میں ہے اور باقی مخلوق میں ہیں۔ پہلا مرتبہ جو خالق میں ہے اسے حب کہا جاتا ہے بغیر اس کے کہ اس کے ظہور کے اثر کے لئے حرکت ہو۔

جب یہ حال حب میں حاصل ہو تو ارادہ حاصل ہوتا ہے اور حقیقتاً ارادہ حق تبارک و تعالیٰ ہی کا ہے۔ مرتبہ خلق میں حب کا پہلا مرتبہ "میلان" ہے اور وہ مطلوب کی جانب دل کا کھچاؤ اور جھکاؤ ہے۔ اور جب زیادہ ہو جائے تو اسے "رغبت" کہتے ہیں۔ رغبت میں اضافہ ہو تو اسے "طلب" کہتے ہیں اور اگر طلب میں زیادتی ہو تو اسے "ولع" کہتے ہیں۔ جب ولع میں شدت ہو اور دوام کی صورت پکڑ لے تو اسے "صابہ" کہتے ہیں اور جب یہ قوی ہو اور دل میں اتر جائے اور مراد سے انسیت پکڑ لے تو اسے "ہوا" کہتے ہیں۔ جب ہوا غالب ہو جائے اور وہ دل پر چھا جائے تو اسے "شغف" کہتے ہیں۔ اور وہ اس حیثیت میں ہو کہ محب کو اپنے آپ سے فانی کر دے۔ جب وہ نمو پکڑے اس طرح کہ اپنے نفس سے فانی ہو جائے اور اپنی فنا سے فانی ہو جائے تو اسے "اعزام" کہتے ہیں اور جب یہ مستحکم اور پختہ ہو جائے اور ظاہر و متمکن ہو جائے اور محب اپنے نفس سے فانی ہو جائے اور حبیب کی طرف سے بھی اس حیثیت میں ہو جائے کہ شے واحد بن جائے تو اسے "حب مطلق" کہتے ہیں۔ اور اسی کا نام عشق ہے۔

مخلوق کے لئے محبت میں یہ آخری مقام ہے اور اس مقام میں محب حبیب اور حبیب محب بن جاتا ہے اور ہر ایک کا رنگ دوسرے پر ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عاشق کی روح معشوق کی صورت میں متمکن ہوتی ہے۔ اور وہ صورت روحانیہ اس کے دل سے متعلق ہوتی ہے اور اس

Marfat.com

صورت میں باہمی فک و مفارقت اور انفعال متخیل ہو جاتا ہے۔

یہ نو مرتبے حقیقتاً مخلوق کے لئے ہیں۔ ان کا اطلاق اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے نہیں کیا جائے گا بجز اس کے کہ ان تمام مراتب کا خالق رب کریم ہے۔

* فرمایا۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کی علامت قرآن حکیم کی محبت ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ و قرآن کریم سے محبت کی علامت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اور راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت سنت سے محبت ہے۔ اور سنت سے محبت کی علامت آخرت کی محبت ہے۔ اور آخرت سے محبت کی علامت دنیا کا بغض و نفرت ہے۔ اور دنیا سے بغض کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے صرف اس قدر لے جو آخرت کے لئے زاد راہ بن سکے۔

* فرمایا۔

☆ کلاہ کے چار خانے ہوتے ہیں۔ ان میں سے اول اسرار و انوار کا۔ دوسرا محبت و توکل کا۔ تیسرا عشق و اشتیاق کا۔ اور چوتھا رضا و موافقت کا۔

* فرمایا۔

☆ محبت یہ ہے کہ تو محبوب کی اطاعت پر قائم رہے اور اس کی مخالفت سے اعراض کرے۔ جب دل میں محبت قوی ہو تو طاعت دوست سہل ہو جاتی ہے۔ اس طرح تکلیف کو برداشت کرنا آسان ہو گا۔

* فرمایا۔

☆ جس نے تمام احوال میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت نہ دیکھی اور خود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت نہ جانا۔ اس نے سنت کی چاشنی نہ چکھی۔ اس لئے کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں مومن اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ (الحدیث)۔

بعض کہتے ہیں کہ جب تک اپنی تمام خواہشوں کو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر قربان نہ کرو گے اگرچہ تم موت کے منہ میں پڑے ہو تو بھی مومن نہیں ہو سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبت بجز اعتقاد عظمت کہیں موجود نہیں۔

* فرمایا۔

☆ ہر امت اپنے نبی سے مخلوق ہے۔ اور وہ اسی نبی کے ساتھ ملحق ہے۔ حضور اکرم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی حبیب نہیں لہٰذا لازمی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت محبت کے ساتھ مخصوص ہو۔

* فرمایا۔

☆ دلوں کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے موافقت کرنا۔ پھر اس موافقت کے ساتھ چمٹا رہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے والہانہ لگاؤ اور اس سے مناجات کرنے سے حلاوت محسوس کرنا محبت کہلاتا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو دراصل زندگی یہی ہے۔ اور جس نے ایسا کیا تو اس کی اپنی کوئی زندگی نہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نام محبت ہے۔

حضرت سوندھا شیخ بن شیخ المومن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ العاشق والمجنون معذور یعنی عاشق و دیوانہ معذور ہوتے ہیں۔

حضرت سیف الدین باخزری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ صادق وہ ہے جس پر ہمیشہ ضربیں لگائی جائیں مگر وہ مشاہدۂ دوست کو فراموش نہ کرے اور ضربوں سے متاثر نہ ہو۔

حضرت سمنون محب (ابوالحسن) بن عبداللہ الخواص رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی محفل میں سدا محبت کے گلاب کھلے رہتے تھے جو بھی آتا اس پر محبت کا رنگ چڑھ جاتا اور پھر وہیں کا ہو رہتا تھا۔ ایک روز کسی نووارد بزم محبت نے عرض کی۔

"اے شیخ محبت! محبت کی کوئی تشریح بھی ہے؟"

سنا تو ارشاد فرمایا۔

"ہر چیز کی تشریح اس چیز سے نازک تر الفاظ میں کی جا سکتی ہے لیکن محبت سے نازک تر کوئی چیز نہیں لہٰذا اس کو کس چیز سے تعبیر کیا جائے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محبت کی تعبیر محال ہے کیونکہ تعبیر معبر

Marfat.com

(تعبیر کنندہ) کی صفت اور محبت محبوب کی صفت ہے اس لئے الفاظ و بیان میں اس کے معانی نہیں سما سکتے اور نہ ہی تعریف کی جا سکتی ہے۔ تاہم یوں سمجھ لو کہ عام لوگوں کی محبت کا سبب وہ احسانات اور مہربانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ ان پر کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالیہ ہے کہ یہ بات دلوں کی فطرت میں ڈال دی گئی ہے کہ اس سے محبت کرتے ہیں جو ان سے نیک برتاؤ کرے۔ اور اس سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے برا برتاؤ کرے۔

پاک و صاف محبت' دائمی یاد اور ذکر الٰہی پر مداومت کا نام ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے اذکرو اللہ ذکراً کیثراً یعنی بکثرت اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ کیونکہ جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے وہ بالعموم اس کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

درحقیقت محبت ہی راہ اللہ پر گامزن ہونے کا آئین و اصل قاعدہ ہے اور باقی احوال و مقامات اور نسبتیں محبت کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں۔ جہاں تک صادقین و محققین کی محبت کا تعلق ہے تو ان کے دل کی نگاہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مالداری' جلال' عظمت' علم اور قدرت کی طرف لگی رہتی ہے۔ لیکن صدیقین و عارفین کی محبت کا عالم یہ ہے کہ دیکھتے اور معلوم کر لیتے ہیں کہ اللہ کریم نے بغیر کسی علت کے ان سے ازل سے محبت کی ہے تو یہ بھی بغیر کسی علت کے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

کمال ذاتی کے اعتبار سے اکثر صوفیاء نے حضرت ابوالحسن سمنون محب رحمتہ اللہ علیہ کی معرفت کو محبت پر فوقیت دی ہے کیونکہ آپ کا طریق خالص محبت تھا۔ اسی بنا پر اکابرین آپ کو سمنون المحبت کہتے تھے۔

ایک عاشق جگر سوختہ نے دریافت کیا۔

"یا حضرت! محبت کے ساتھ بلا کو کیوں مقرون (لازم) کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے محبین کو اس لئے ہدف مصائب و آلام بنایا ہے تاکہ ہر کس و ناکس و سفلہ اس کی محبت کا دعویٰ کرے نہ اس کی راہ میں قدم رکھے۔ اور جب وہ بلا سے دوچار ہو تو تاب نہ لا کر بھاگ جائے۔"

ایک مرتبہ آپ حجاز مقدس گئے۔ لوگوں نے استدعا کی۔

"مخدوما! وعظ فرمائیں۔"

آپ نے منبر پر چڑھ کر وعظ شروع کیا۔ لیکن کوئی سننے والا نہ رہا۔ تو چراغوں اور قندیلوں کو مخاطب کر کے والہانہ انداز میں کہا۔

"میں تم سے محبت کی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

Marfat.com

یہ سنتے ہی ان پر ایسا وجد طاری ہوا کہ تمام چراغ اور قندیلیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔

آپ ہر لحظہ غریق بحر محبت رہتے تھے۔ ایک روز مسجد میں بیٹھے تھے۔ مریدین و معتقدین بھی حاضر تھے۔ آپ نے محبت کے مفہوم پر لب کشائی شروع کر دی۔ اس محفل میں حضرت ابراہیم بن فاتک رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اسی اثنا میں ایک چھوٹا سا پرندہ نیچے اتر کر حضرت سمنون محب رحمتہ اللہ علیہ کے سر اقدس پر' پھر آغوش میں' بعدازاں ہاتھ پر بیٹھ کر زمین پر اترا اور اضطراری کیفیت میں اپنی چونچ زمین پر مارنے لگا تاآنکہ اس سے خون بہنے لگا اور پھر اس نے دم توڑ دیا۔

آخر عمر میں آپ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے شادی کر لی۔ ایک لڑکی تولد ہوئی۔ جب وہ تین سال کی ہوئی تو آپ کے دل میں اس بچی کی محبت بڑھنے لگی۔ ایک رات حضرت سمنون محب رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے' جھنڈے لہرا رہے ہیں' ہر قوم کا ایک ایک جھنڈا نصب ہے۔ ان جھنڈوں کے درمیان ایک بلند ترین جھنڈا ہے جس سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ یہ جھنڈا سارے میدان قیامت پر چھایا ہوا ہے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا۔

"یہ علم کن لوگوں کے لئے ہے؟"

لوگوں نے بتایا۔

"محبان الٰہی کے لئے۔"

آپ بھی اس جھنڈے کے نیچے جا کر کھڑے ہو گئے۔ ابھی کھڑے ہوئے ہی تھے کہ ایک شخص آگے بڑھا اور آپ کو بازو سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔

آپ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیا میں محب اللہ نہیں ہوں۔ میرا تو نام ہی سمنون محب اللہ ہے۔"

اس شخص نے بتایا۔

"تم محب اللہ تھے۔ مگر جب سے تم اپنی تین سالہ بچی سے محبت کرنے لگے ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دیا گیا ہے۔"

سنا تو آپ نے چلا کر کہا۔

"اے اللہ! مجھے اپنے محبت کرنے والوں سے دور نہ فرما۔ اگر میری بچی کی محبت قاطع محبت الٰہی ہے تو اسے درمیان سے اٹھا لے۔"

Marfat.com

جب آپ خواب کی اس آواز سے بیدار ہوئے تو آپ کے ذہن میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ گردش کر رہی تھی۔

"جو شخص جس شے کو محبوب و دوست سمجھتا ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔"

اسی اثنا میں گھر سے رونے کی آواز سنی۔ پوچھا۔

"ہمارے گھر میں آہ و فغان برپا ہے۔"

کسی نے بتایا۔

"آپ کی بچی چھت سے گر کر فوت ہو گئی ہے۔"

آپ نے سنا تو کہا۔

"الحمد للہ! میری محبت کی قاطع کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اٹھا لیا۔"

حضرت سراج الدین (شیخ) عثمان گوری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اگر عاشق بہ مسجد در نیامد
دل عاشق ہمیشہ در نماز است

(ترجمہ) اگر عاشق (حقیقی) عبادت کے لئے مسجد (کسی عذر کی وجہ سے) نہیں آ سکتا لیکن اس کا دل ہمیشہ نماز میں مشغول ہے۔

حضرت سید علی ہمدانی (میر) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ شوق، صبابہ، توقان، جودی، اشجان، برق، وجد، ذوق، شرب، وری اور سکر وغیرہ مقدمات یا عوارض و لوازم محبت سے ہیں نہ کہ نفس محبت سے۔ ان کی اجمالی تعریف یہ ہے۔

شوق : طلب وصال کو کہتے ہیں۔ شوق عموماً غائب چیز کے لئے پیدا ہوتا ہے، برعکس ذوق کے جو حاضر پر یعنی کسی چیز کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے۔

صبابہ : مطلوب کے نہ ملنے پر تنگ دل ہونا۔

توقان : وصال محبوب کی آرزو مندی۔

جودی : نیکی و سلامت روی۔

اشجان : مطلوب کی جدائی سے اندوہ گیں ہونا اور غم حاجت مندی رکھنا۔

Marfat.com

برق : عالم غیب کی ایک چمک ہے جو عنایت الٰہی سے مستعدان کمالات روحانی کی جان پر ناسوت میں شعاعیں پھینکتی ہے اور وجد کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

وجد : واردات غیبی ہے جو طالب حق کے باطن کو التفات مزید کے حصول کی امید سے یا اس کے فوت ہونے کے خوف سے یا لذت سرور سے یا تکلیف و حزن و ملال سے متاثر کرتی ہے۔

ذوق : یہ مبادی تجلیات افعالی سے ہے۔

شرب : درمیانی تجلیات صفاتی کے آثار و نتائج سے ہے۔

وری : وہ انتہائی فوائد جو عقول سالکان و قلوب عارفان' اسرار تجلیات اور انوار تجلیات صفاتی سے حاصل کرتے ہیں۔

سکر : ابتدائے شہود میں وہ واردات جو انوار عقل کی شعاعوں پر غالب آکر انہیں مقید کر لیتی ہیں۔ اور عقل کی قوت مدرکہ میں بے حسی پیدا کر دیتی ہے۔ غلبات شہود جو ابتدائے شہود میں سالک کی مغلوبی کا باعث ہوتے ہیں لیکن ان واردات کی تکرار سے سالک مغلوب الحالی سے باہر آجاتا ہے اور راہ سلوک میں پھر عود کرتا ہے۔ اور حقیقت مشہود کا کماحقہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اصل سے صحیح طور پر متصل ہو کر اپنی عقل کو پھر منور پاتا ہے۔ اور متفرقات و محسوسات میں امتیاز کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور تصرفات حسی اور معنوی کا اہل ہو جاتا ہے۔ اس مقام کو صحو ثانی اور جمع الجمع کہتے ہیں اور سالک کے لئے یہ انتہائی مقام ہے۔

* فرمایا۔

☆ مراتب محبت درج ذیل مدارج میں منقسم ہیں۔

لحظہ : محبت کا مادہ اور مودت کی اصل ہے۔ گویا کہ محبت کا نطفہ ہے۔

رمقہ : محسوسات میں کسی خوبی کا ادراک کر کے اس کی تتبع کی جانب دل میں میلان کا پیدا ہونا۔

ہوا : مودت و محبت کا ظہور ابتدائی۔ محبت کے اصل مراتب یہیں سے شروع ہوتے ہیں۔

ود : ایک سر ہے جو کیفیت ہوا کے پیدا ہونے سے باطن محب میں داخل ہوتا ہے۔

خلت : قوائے روحانی میں مودت و محبت کا جڑ پکڑ لینا اور اثر کا پیدا ہونا جس کا ادنیٰ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جملہ اعضاء محبوب سے پر اور اغیار سے خالی ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

حب : وہ حالت جس میں قلب ماسوی المطلوب سے پاک ہو جائے۔

عشق : افراط محبت' محبت کا انتہائی مرتبہ' اس لحاظ سے بعض عارفین کے نزدیک اس کا اطلاق حضرت صمدیت پر نہیں ہوتا کیونکہ اس حضرت میں افراط و تفریط کا گزر نہیں۔ لیکن بعض کے نزدیک محبت میں افراط کا کوئی مرتبہ یہاں افراط میں داخل نہیں۔ محب کے لئے کسی طرح افراط نہیں۔

حضرت سید محمد صدیق شاہ رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ درود شریف مومن کے لئے بڑی نعمت ہے۔ اس سے اتباع شریعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی ہے۔

حضرت شیخ انور رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے دریافت کیا۔

"عشق کیا ہے۔"

* فرمایا۔

☆ " مردان حق جو آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو انہیں دوست نظر آتا ہے۔ یا خیال دوست یا پیام دوست آرہا ہوتا ہے۔ فی الواقع آنکھوں والے یہی لوگ ہیں وگرنہ وہ اپنی آنکھوں کو کس لئے اور کیوں کھولیں۔"

حضرت شیخ حسین رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق میں مسافت کی درازیوں اور لمبائیوں کو طے کرنا بڑا سہل اور آسان ہوتا ہے۔

* فرمایا۔

☆ بولایت محبت صفریست عاشقاں را
بجہاں بہ دید آنکس کہ ندید ایں جہاں را

(ترجمہ) محبت کی سلطنت میں وہ عاشق تہی دامن رہے جنہوں نے اس جہاں میں اُس جہاں کو نہ دیکھا۔

Marfat.com

حضرت شہاب الدین سہروری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ دوستو! شوق محبت کا اعلیٰ ترین جذبہ ہے اور عاشق صادق میں ہمیشہ یہ ذوق و شوق موجود ہوتا ہے۔ پس جب عاشق صادق کسی روحانی حالت پر فائز ہوتا ہے تو وہ موجودہ حالت کو ناقص سمجھتے ہوئے دوسری ماوراء (آگے پیش آنے والی) حالت کو زیادہ مکمل حالت سمجھتا ہے۔

اس بات کو غور سے سن لو کہ جب محبت روح میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو پھر شوق ظاہر ہوتا ہے اور محبت میں صادق وہ ہے جس پر شوق و اشتیاق اس قدر غالب ہو کہ سو ہزار تلواریں بھی اس کے سر پر پڑیں تب بھی اس کو خبر نہ ہو۔

"محبت میں توکل کیا ہے۔"

کسی نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا۔

محبت میں توکل اس بات کا نام ہے کہ جب صبح اٹھے تو رات کی بات اسے کچھ یاد نہ ہو اور جب رات ہو تو اسے دن کی بابت کچھ یاد نہ ہو۔ اور خالص محبت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سراپا محبت بن کر محبت کی جائے۔

صاحبو! کمال یہ نہیں کہ عاشق طلب دوست میں سرگشتہ ہو' بلکہ کمال یہ ہے کہ میں واصل دوست ہوں اور سرگرداں بھی۔ یعنی چونکہ محبوب حقیقی کی کوئی انتہا نہیں اس لئے کہ حسن و جمال کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ عاشق جس قدر قرب و وصال کے مدارج طے کرتا ہے اس سے بلند تر مناظر نظر آتے ہیں۔ ہر منزل سے اوپر اور منزل دکھائی دیتی ہے اور ھل من مزید کے مستانہ نعرے لگاتا ہوا دائمی تگ و دو میں رہتا ہے۔

* فرمایا۔

☆ دوستو! ایمانی جذبہ اور حکم ایمانی سے اللہ کریم اور اس کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔

یاد رکھو! اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت سے ہر قسم کی محبت کے ریشے دل سے نکل جائیں تاکہ اللہ ذوالجلال والاکرام کی محبت سب پر غالب آجائے اور دل و جان کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کر کے از سر تا پا بندہ حق محبت بن جائے۔

Marfat.com

حضرت شفیق بلخی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ صادق وہ ہے جو ذرہ ذرہ ہو جائے مگر پھر بھی دم نہ مارے۔

حضرت شمس الدین سیالوی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ جب صوفی کے وجود میں عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے تو تمام منازل سلوک طے ہو جاتی ہیں اور کسی چیز سے دل کا تعلق نہیں رہتا۔ بزرگی کی خواہش بھی دل سے نکل جاتی ہے۔

مصرع

"دیوانہ باش سلسلہ شد شد نہ شد نہ شد"

یعنی دیوانہ بن جا (دنیا سے) تعلق رہے رہے نہ رہے نہ رہے۔

* فرمایا۔

☆ عاشق صادق کے لئے ہر جگہ پھول ہی پھول ہیں۔ یعنی جب عاشق فنا فی الحبیب ہو جاتا ہے تو وہ ہر جگہ اپنے محبوب کے حسن و جمال کا جلوہ دیکھتا ہے۔

* فرمایا۔

☆ اشغال و اذکار کی برکت سے نفسانی خطرات اور شیطانی وساوس دور ہو جاتے ہیں لیکن دولت عشق محض اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا ہے۔

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عاشق مردہ ہو کر آئے اور اسی وجہ سے وصال کو پہنچے۔

حضرت شمس الدین محمد حامد (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق کی علامت یہ ہے کہ بغیر حق جو کچھ ہو جل کر خاک ہو جائے یہاں تک کہ ذات طالب بھی سوختہ ہو جائے۔ یعنی خود کو فراموش کردے۔

Marfat.com

حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✯ نفس لوامہ کے بعد وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر نفس ملہمہ ہو جاتا ہے' اگرچہ اس کے ساتھ ہی نفس امارہ کے بعض اوصاف بھی موجود رہتے ہیں۔ لیکن اب اس میں حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی دنیا دنیائے برزخ ہوتی ہے۔ اس کا ٹھکانا قلب ہوتا ہے اور اس کا حال محبت۔

❊ فرمایا۔

✯ نفس ملہمہ میں سالک کی سیر اللہ تعالیٰ کی جانب اس مقصد کے لئے ہوتی ہے کہ اس کے اندر ظہور حقیقت ایمانیہ ہو جائے اور ماسوا اللہ تعالیٰ کے شہود میں فنا ہو جائے۔ یہاں سالک کا عالم ارواح ہوتا ہے اور محل روح ہوتا ہے۔ حال عشق اور وارده معرفت' صفات سخاوت و قناعت' علم و تواضع' صبر و تحلیم و تحمل عفو اور قبول عذر وغیرہ۔

❊ فرمایا۔

✯ مقام روح محل عشق ہے۔ سالک کا اس میں قیام طویل ہوتا ہے کیونکہ عاشق اپنی ذات کو نظرانداز کر کے محبوب میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کا نام لیتا ہے۔ اس کے حسن کی تعریف سے متعلق اشعار ترنم سے ادا کرتا ہے۔ یہ حالت بسط ہوتی ہے جس کے بعد حالت قبض بھی آجاتی ہے۔ وہ خواب عشق سے بیدار ہوتا ہے تو تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اس سے آگے ایک اور مقام آتا ہے جس میں بنسط و قبض ہیبت و انس میں بدل جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عارف (مخدوم) رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✯ مشائخ عظام کے نزدیک کشف و کرامت مردود ہیں۔ ان کے نزدیک جو چیز مقبول ہے وہ ہے عشق اور استقامت' یعنی بقا باللہ۔

حضرت شیخ فارس رحمتہ اللہ علیہ

❊ فرمایا۔

✯ مشتاق لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتے ہیں۔ پس جب ان میں جذبہ

Marfat.com

اشتیاق و شوق کی تحریک پیدا ہوتی ہے تو ان سے جو نور پھوٹتا ہے۔ اس سے مشرق و مغرب اور آسمان و زمین کے مابین تمام فضا جگمگا اٹھتی ہے۔ اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ ارباب شوق کو فرشتوں کے روبرو کر کے فرماتا ہے۔

"یہ وہ لوگ ہیں جو میرے مشتاق ہیں۔ اے فرشتو! میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں بھی ان کا مشتاق ہوں۔"

حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ

❋ فرمایا۔

✯ اللہ تبارک و تعالیٰ کے عاشقوں پر توقف حرام ہے اور عشاق عیال و اطفال کے پابند نہیں جس طرح عوام ہوتے ہیں۔

حضرت شیر محمد (میاں) شرق پوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ

❋ فرمایا۔

✯ عاشق کامل وہی ہے جو منتہائے وصال کے بعد بھی ویسے ہی خشک لب نظر آئے جیسے ابتداء میں تھا بلکہ اس سے زیادہ سوزاں نظر آئے۔

حضرت شمس الدین تبریز رحمتہ اللہ علیہ

❋ فرمایا۔

✯ اگر انسان کا دل عشق سے خالی ہے تو وہ انسان نہیں پتھر کا بت ہے اور اگر کوئی قوم عشق سے تہی دامن ہے تو وہ محض راکھ کا ڈھیر ہے۔

❋ فرمایا۔

✯ ایک روز عقل و عشق میں مباحثہ ہوا' عقل کہنے لگی۔

"چھ سمتیں ہیں اور ان کے باہر کوئی راہ نہیں۔"

عشق نے سنا تو بولا۔

"راہ ہے اور میں اس پر کئی بار گیا ہوں۔"

❋ فرمایا۔

Marfat.com

☆ اے طائران قدس را عشقت فزودہ بالہا
در حلقہ سودائے تو روحانیاں را حالہا

(ترجمہ) اے وہ مقدس ذات کہ جس کے عشق نے حق تعالیٰ کی طرف پرواز کرنے والوں کے بازوؤں میں طاقت پیدا کر دی اور آپ کے زیر اثر حضرات کمالات روحانی سے سرشار و شاداب ہو گئے۔

☆ فرمایا۔

☆ از ہفت مادر زادہ ام از نہ پدر افتادہ ام
یک رنگ خواہم ہر دو را من عاشق دیرینہ ام

(ترجمہ) یعنی ہفت مادر سے اربعہ عناصر (آب و باد و خاک و نار) اور موالید ثلاثہ (جمادات و نباتات و حیوانات) مراد ہیں۔ اور نہ پدر سے نو آسمان کیونکہ تمام علوم علوی و سفلی عاشق کے وجود کے اندر موجود ہیں۔

حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ

لوگ مؤدب و خاموش بیٹھے منتظر تھے کہ حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ کب اپنی زبان درفشاں کو جنبش دیتے ہیں تاکہ ان کے ارشادات عالیہ سے روح کو تازگی اور قلب و نظر کو طمانیت نصیب ہو۔ روز افزوں نئے سے نئے موضوع پر بیان ہوتا تھا اور حاضرین حسب استعداد و ظرف علم و عرفان سے جھولیاں بھر لیتے تھے۔ آج کا موضوع سخن محبت و عشق تھا جس کے بارے میں خصوصی طور پر استدعا کی گئی تھی لہٰذا معمول سے کہیں زیادہ لوگ شریک محفل تھے۔

وقت دبے گام گزر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی نظروں کو اٹھا کر حاضرین کی طرف دیکھا۔ سامنے درختوں کی اوٹ سے چاند کی روپہلی کرنیں چھن چھن کر آ رہی تھیں جس نے ماحول کو پر کیف بنا دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کی آواز فضا میں ابھری' فرمایا۔

دوستو! دعویٰ محبت آسان ترین ہے لیکن بلحاظ معنی بے حد مشکل و دشوار ہے۔ مختصراً یہ کہ محبت آگ ہے اور محبت کرنے والوں کا دل آتش کدہ ہے۔ عاشق اگر آہ کرے یا سانس باہر پھینکے تو ساری دنیا کو جلا کر خاکستر کر دے۔ اور اگر ضبط کرے اور سانس اندر کھینچے تو اپنے آپ کو جلا ڈالے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ آفتاب کے عاشق کو کسی حال میں بھی آرام نہیں ہے۔

محبت کی شرط اول یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی خواہش پر اپنی خواہش کو ترجیح نہ دے۔

Marfat.com

اور محبوب کی پسندیدہ و ناپسندیدہ باتوں میں اس کی موافقت کی جائے۔ اور یہی مشہور بھی ہے کہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن دشمن۔ یہی حق محبت ہے۔

محبت میں صدق دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ جس چیز کی نسبت محبت کے ساتھ ہو وہ اس کو بذل کرے۔ مثلاً انسان جب ایمان لایا دل کو اس نے بذل کیا۔ جب نماز ادا کی بدن کو بذل کیا۔ اور جب اس نے زکوٰۃ دی تو مال کو بذل کیا۔ اور دعویٰ محبت محبوب کی جفاؤں کو برداشت کئے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ محض دعویٰ دلیل و برہان کے بغیر جھوٹ ہوتا ہے۔ اور محبوب کی طرف سے عتاب میں ایک راز یہ بھی مضمر ہے کہ یہ زیادتی محبت کی دلیل ہے۔ جب تک عشق و محبت باقی ہے طرح طرح کی عتاب اور ناز معشوقانہ ہوتے رہیں گے۔ عالم محبت میں یہ چلن برابر جاری رہے گا۔

اذا ذهب العتاب فليس ود
و يبقى الود ما يبقى العتاب

(ترجمہ) جب عتاب نہیں تو محبت نہیں رہی۔ جب تک محبت باقی ہے عتاب بھی باقی رہے گا۔

اس سے یہ ہوتا ہے کہ غیر باقی رہتا ہے نہ محبوب کے علاوہ کسی کا تصور۔ اگر محبت میں ایسا ہو تو گویا وہ کعبہ کے اندر بت خانہ ہے۔ لہٰذا یہ اصل اصول ہے کہ جس قدر غیر حق سے علیحدگی ہوگی اتنی ہی حق کے ساتھ محبت اور وابستگی ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا چاہت جانبین سے ہوتی ہے اور تذکرہ محبت دونوں جانب سے ہوتا ہے۔

دوستو! دریائے محبت کی وسعت کا اندازہ لگانا محال و دشوار ہے۔

ہست دریائے محبت بے کنار
لا جرم یک تشنگی شد صد ہزار

(ترجمہ) محبت کا دریا ناپید اکنار ہے۔ اسکا ایک بار کا پیاسا لازماً ہزار بار پیاسا ہو۔

قدرے توقف کے بعد انہوں نے پھر کہنا شروع کیا۔

محبت کی تو بات ہی نرالی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ہر چیز راحت سے باقی رہتی ہے اور بلا سے ختم ہو جاتی ہے' برخلاف محبت کے کہ اس کی غذا ہی بلا ہے۔ اور جس کسی کو محبت کا ایک شمہ بھی ملا ہے تو اس سے کہہ دو کہ سلامتی کا خیال دل سے دور کر دے اور راہ ملامت اختیار کرے۔ اور اپنی ذات کو وداع کر دے کہ محبت نہ کوئی چیز باقی رہنے دیتی ہے اور نہ کوئی چیز چھوڑتی ہے۔ یہاں تک کہ دونوں جہان کی عزت و آبرو مٹ جاتی ہے۔

Marfat.com

دوستو! محبت کے ساتھ ذرہ برابر بھی کسی دوسری چیز کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ محبت نہایت غیرت دار ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ یہ نہیں چاہتی کہ اپنے دوست کو کسی غیر کے ساتھ دیکھے۔ لہٰذا کوئی مغرور دوستی کے لائق نہیں ہے۔

جب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لولاک لما اظہرت الربوبیۃ یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ کرتا کے خطاب سے نوازا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بصیرت کی نگاہ سے اس کو دیکھا اور غور کیا۔ معلوم ہوا کہ ہزاروں ہزار لوگ اس جمال کے وصال کی طلب میں۔ "ارنی ارنی" (مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ مجھے اپنا جلوہ دکھا) کی رٹ لگا رہے ہیں۔ تو بتقضائے غیرت خواجہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا لیت رب محمد لم یخلق محمد "اے کاش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا نہ کرتا۔

بات یہ ہے کہ جہاں محبت ہوتی ہے غیرت بھی ساتھ ہوتی ہے اور غیرت کی زیادتی و کمی محبت کی کمی بیشی کے مطابق ہوتی ہے اور محبت جس قدر قوی ہو گی اسی قدر غیرت بھی زیادہ ہو گی۔ کیا طرفہ تماشہ ہے کہ محبت میں نہ تو وفا سے زیادتی ہوتی ہے اور نہ جفا سے کمی۔ وفا' جفا' خفگی اور عطا محبت کی دنیا میں برابر ہیں اور جب یہ صورتحال ہو تو پھر رخ محبوب سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔

دوستو! محبوب سے ملنے کا شوق اور حصول ملاقات کا ذکر محبت کے لوازم میں سے ہے جو عشق کا نتیجہ ہے۔ تمام عشاق کے دل شوق کی آگ میں مثل کباب بھن رہے ہیں اور مشتاقوں کی جانیں اسی کی تباہ کی ہوئی ہیں۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے۔

الشوق یکون علٰی قدر المحبۃ یعنی شوق محبت کے مطابق ہے۔

لہٰذا جو شخص محبت کا غلام اور حقیقی معنوں میں بندہ ہوا وہ ابد تک کے لئے رازداں بنا اور زندہ جاوید ہوا۔

ہر کہ در سر محبت بندہ شد
تا ابد ہم محرم و ہم زندہ شد

محبت کا قلزم ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور حاضرین محفل اس سے سیراب ہو رہے تھے قدرے سکوت کے بعد حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ نے پھر کہنا شروع کیا۔

پہلا لفظ جو عرش پر لکھا گیا وہ "محبت" تھا۔ پھر "ب" کا لفظ اوپر کا "نون" نقطہ بن گیا۔ اس طرح لفظ "محبت" لفظ "محنت" میں تبدیل ہو گیا۔ لفظ کی بناوٹ ایک ہی طرح کی ہے صرف

Marfat.com

نقطہ کا فرق ہے۔ اب غور کرو' دونوں لفظوں میں کتنا قریبی تعلق ہے۔ لہٰذا جہاں محبت ہوتی ہے وہیں محنت بھی ہوتی ہے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ محبت کے ہر نقطہ میں لاکھوں قہر اور اس کے ہر حرف میں ہزاروں زہر کے پیالے ہیں جنہیں پینا ہی پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے دوست ہر وقت یہی چاہتے ہیں کہ ہم نیست و نابود ہو جائیں۔

اور لوح محفوظ پر جو سب سے پہلے رقم کیا گیا اس کا آخری جملہ یہ ہے۔

من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی فلیطلب ربّا سوائی یعنی پیار کا دعویٰ ہے تو میرے فیصلے پر راضی رہو۔ میری بلاؤں پر صبر کرو اور اگر یہ نہیں منظور تو جاؤ میرے سوا کوئی دوسرا معبود تلاش کر لو۔

سچ ہے اس جملہ سے عارفوں کے جگر خون ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس دن بساط محبت بچھائی گئی تھی کل مراد جلا کر خاک سیاہ کر دی گئی۔ اسی وجہ سے سالک اول حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تین سو برس تک خون جگر روتے رہے کیونکہ جتنی مرادیں تھیں سب محبوب کے حصہ میں آئیں اور ساری نامرادیاں محب کو دی گئیں۔ نامرادیوں سے آتش محبت کا الاؤ بھڑکتا ہے۔ جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے جو محبت کا بیج ہے۔ لہٰذا جتنی معرفت زیادہ ہو گی اس کی آگ تیز ہوتی جائے گی۔ اسی سوختہ عشق کو لذت و سرور اور رویت محبوب و مشاہدۂ مطلوب زیادہ حاصل ہے۔ اسی لئے محبت کے معاملہ میں مشورے کی حاجت نہیں ہوتی اور عشق کے ساتھ تدبیر جمع نہیں ہو سکتی۔

دوستو! مختصراً یوں سمجھ لو کہ محبت کی ابتداء حیات ہے اور انتہا اس کی موت۔ محبت کی ابتداء مکر ہے اور انتہا اس کی قتل۔ محبت کے لئے بلا لازم ہے جیسا کہ دیگ میں نمک۔ محبوب کے ملنے کی امید میں رنج و مصیبت اٹھانا اچھا ہے کیونکہ بیمار ہی کے گھر طبیب آتا ہے اور محبت کا کمال یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کی پوری توجہ کے ساتھ دوست رکھے اس طرح کہ اس کی کوئی توجہ ماسوا کی طرف نہ ہو۔ اور دل میں اللہ کریم کے سوا کسی کی جگہ نہ ہو۔ اس کیفیت کو استغراق کہتے ہیں۔ جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس کے دل کا محبوب بھی صرف وہی ہوتا ہے' وہی معبود ہوتا ہے۔ وہی مقصود ہوتا ہے اور وہی منظور ہوتا ہے۔

شریعت کا فتویٰ ہے المرء مع من احب یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے پیار کرتا ہے۔ لہٰذا ذاتی یا جسمانی طور پر بعد المشرقین بھی ہو تو اس دوری کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ محبت کے ساتھ فاصلے کا تصور غلط ہے۔ لا بعد مع المحبت بلکہ بہت زیادہ تسلی و تسکین ہوتی ہے اور یہ جذبہ شوق و ملاقات باعث صد مبارک باد ہے۔ شاید تمہیں علم نہیں کہ شہیدان محبت کا خون بہا رویت باری تعالیٰ ہے۔ بہ الفاظ دیگر جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مارا جائے تو اس کا خون بہا اللہ تعالیٰ خود

Marfat.com

ہے۔

دوستو! جس طرح ظاہر میں نماز روزہ فرض ہے۔ اسی طرح باطن میں محبت و عشق فرض ہے اور اس کی خمیر اور اس کا حاصل درد و غم ہے۔ لہٰذا جس شخص نے آج اپنے سینے کی زمین میں محبت کا بیج بویا تو خوش خبری ہے اس شخص کے لئے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ ہوگا اور دلدار کی محبت اپنی طرف خود اس کی راہنما ہوگی۔ لہٰذا اس مقام پر رہبر کیا کرے گا۔

یہ بات مکرر کہتا ہوں کہ جہاں محبت ہو وہاں دوری کچھ نہیں بگاڑتی لیکن جہاں محبت نہ ہو تو ظاہری قربت قطعاً فائدہ بخش نہیں ہے۔ لہٰذا محبت کی خاطر جب محبوب چاہے تو جان کو غموں کے حوالے کر دو اور عشاق کی طرح سر اسی دنیا میں دے دو۔ دل کو خون سے لبریز کر لو اور آنکھیں موند لو۔ پھر پیچھے بھاگ کر جان دے دو۔ کیونکہ جو حسینوں کی محبت میں دل یکتا رکھتا ہو اسے چاہئے کہ دل کو غم و اندوہ کے لئے وقف کر دے اور جان خطرے میں ڈال دے۔ اے محبت کی گلی سے آشنائی رکھنے والے صبر کر۔ آشناؤں پر اچھی اور بری سب گذر جاتی ہے اس لئے محبت کرو اور محبت میں آگے بڑھتے جاؤ کیونکہ محب جب محبوب میں گم ہو جاتا ہے تو اس کی صفات کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ اور اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی آنکھ اس کے کان۔ اس کی زبان اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ تو وہ جو کہتا ہے محبوب کی زبان سے کہتا ہے۔ اور اس کا کیا ہوا کام محبوب کا کیا ہوا ہوتا ہے۔

دوستو! ایک بزرگ کسی درویش کی عیادت کو گیا اور کہا۔

"جو کوئی معشوق کی محبت میں اس کے جور و جفا پر صبر نہیں کرتا وہ محبت میں سچا نہیں ہے۔"

اس درویش نے سر اٹھا کر کہا۔

"جو کوئی معشوق کے جور و جفا میں لذت نہ پائے وہ محبت میں سچا نہیں ہے۔"

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہم جور کشم بتاد ہم بستیزم
بامہر تو مہر دیگراں نامیزم
جانے دارم کہ بار عشق تو کشد
نادر سرکارت نہ شود نہ گریزم

(ترجمہ) اے محبوب! میں ظلم برداشت کرتا ہوں اور لڑتا بھی ہوں تاکہ تیری محبت کے ساتھ کسی اور کی محبت کی آمیزش نہ ہو۔ میں وہ جان رکھتا ہوں جو تیرے عشق کا بار

Marfat.com

کھینچتی ہے تاکہ تیرے کام کے سلسلہ میں گریز نہ کروں۔

دوستو! محبت میں مرد تو وہ ہے کہ جب وہ حدیث محبت سنتا ہے اور عالم غیب سے تیغ نمودار ہوتی ہے تو جان و دل کو اس کے استقبال کے لئے بھیجتا ہے۔ ایسے اہل محبت کے ساتھ کاروبار دوسری طرح کیا جاتا ہے۔ اہل محبت کا گروہ ہی دوسرا ہے۔ ان میں انتظار کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ موعود کو موجود سمجھ کر طلب کرتے ہیں۔ یعنی وہ نقد سودا کرتے ہیں اور عشق کے شکر میں پکار اٹھتے ہیں۔

"یا میری مراد عطا کر یا مجھے مراد سے فارغ کر۔ کل کا وعدہ ختم کر یا یہ کر یا وہ کر۔"

دوستو! ایک خزانہ عارفوں کے دل میں ہے۔ اس کا نام محبت ہے۔ رب العزت کی قسم ہزاروں ہزار بہشت محبت کے خزانے کے ایک موتی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتے۔ بہشت کے خزانے کا محافظ ایک فرشتہ ہے جس کا نام رضوان ہے۔ اور محبت کے خزانے کا نگہبان خود حضرت خداوند جل و علا ہے۔

اسی اثنا میں دور گھڑیال نے نصف شب کا اعلان کیا تو حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔ حاضرین بھی ادباً کھڑے ہو گئے اور مخدوم نا کو جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ اپنے حجرے کے اندر تشریف لے گئے تو حاضرین محفل بھی منتشر ہو گئے۔ ہر ایک کے چہرے سے ہویدا تھا کہ اس نے جی بھر کے الفت کے جام پیئے ہیں۔

دوسرے روز بعد از عشا لوگوں کا اژدہام تھا۔ محبت کے ذکر و بیان نے سب کو اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ حالت مراقبہ میں تشریف فرما تھے۔ ماحول پر خاموشی محیط تھی۔ آج کی محفل میں بہت سے نئے لوگ بھی محبت و عشق کا تذکرہ سننے کے لئے موجود تھے۔

"محبت کے بارے میں اگر کوئی سوال کرنا ہو تو کر لو۔"

انہوں نے فرمایا۔ لیکن لوگ چپ رہے۔ حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا تھا جو مزید جاننے کی ضرورت محسوس ہوتی۔ چندے انتظار کے بعد انہوں نے اپنی زبان حق بیان کو جنبش دی اور فرمایا۔

دوستو! عشق اپنے بارے میں کہتا ہے۔

میں وہ عشق ہوں کہ دونوں جہان میں کہیں میرا مکان ظاہر نہیں ہے۔ میں وہ عنقائے مغرب ہوں کہ کہیں بھی میرا نشان ظاہر نہیں ہوتا۔ میں اپنے عشوہ و ناز سے دونوں عالم کو شکار کرتا ہوں۔ یہ مت دیکھو کہ میرے تیر و کمان کہیں نظر نہیں آتے۔ میں آفتاب کی طرح ہر ذرے کے

Marfat.com

آئینے میں ظاہر ہوں مگر جلوے کی بے حد تابناکی سے میرا ظہور بھی کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ میں ہر زبان سے بولتا ہوں اور ہر کان سے سنتا ہوں۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ میری زبان' میرے کان کسی کو دکھائی نہیں دیتے۔ جو کچھ بھی جہاں میں نظر آتا ہے وہ میں ہی میں ہوں۔ دونوں جہان میں میری طرح اور کوئی ظاہر نہیں ہے۔

اور جو عشق یار میں گم ہو جاتا ہے وہ اس عشق کی وجہ سے ظاہرو پوشیدہ طور پر بال کی طرح ہو جاتا ہے۔ مرتبہ حضور میں "انا" کی صدا لگاتا ہے اور ہجر کی حالت میں "ھو" کا نعرہ لگاتا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ عشق کی گلی میں شراب ابرار کو کب دیتے ہیں اور جام شوق سے گھونٹ اغیار کو کب دیتے ہیں۔ وہ خلعت جو خواص کے لئے ہے عوام کو عشق کے دار پر چڑھائے بغیر سربازار کب دیتے ہیں۔

دوستو! اپنے گرد و پیش میں نگاہ دوڑا کر دیکھ لو تو یہ سر افشاں ہو گا کہ بہشت کی طالب تو ساری دنیا ہے مگر عشق کا طالب کوئی نہیں۔ یہ اس لئے کہ بہشت نفس کا حصہ ہے اور عشق قلت و جان کا۔ کوڑیوں کے طالب تو بہت ہیں زر و جواہر کا طالب ایک بھی نہیں۔ یاد رکھو جو شخص کام کے درد کا خواہاں نہیں ہے وہ عشق کے درخت سے پھل نہیں کھا سکتا۔ اور جب تک عشق کا درد دل میں پیدا نہ ہو گا کوئی شخص طالب صادق نہیں بن سکتا۔ اور جب دل ہی نہ ہو تو یہ درد کہاں پیدا ہو گا۔ اور جب درد ہی نہیں تو اس کا درماں یعنی جلوہ الہٰی وہ کہاں نصیب ہو گا۔ اور جب تک اپنے دل کے درد کی آگ میں نہ جلو گے عشق کی آگ تمہیں منور کیسے کرے گی۔ دراصل جو شخص اس کے عشق میں آگ نہ ہوا اس کو عشق میں عیش نصیب نہیں ہو گا۔

ہر کہ او در عشق چوں آتش نہ شد
عیش او در عشق ہرگز خوش نہ شد

دوستو! عشق ان جانبازوں سے راز کی باتیں کہتا ہے جو سر بریدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ سر رہنے پر آنکھیں غمازی کرتی ہیں۔ خبردار! خبردار!! اگر تم عاشق صادق ہو تو مجمع کے سامنے اسرار الہٰی کو کبھی بیان نہ کرنا۔ کیونکہ عشق و مستی میں اگر راز کی باتیں منہ سے نکل جائیں تو طریقت میں اس کی سزا تختہ دار ہے۔ کیا تمہیں منصور حلاج (رحمتہ اللہ علیہ) کا واقعہ یاد نہیں۔ شکرانہ عشق میں اس نے صرف ایک راز افشا کیا تھا۔ سولی پر چڑھا دیئے گئے۔ لہٰذا زبان بند رکھو' اس لئے کہ اس کے عشاق کی راہ میں گفتگو نہیں خرید ا کرتے۔ اگر تجھے عشق کا کمال چاہیے تو دل کے سوا

Marfat.com

تیرا یہ پردہ کوئی دوسرا نہیں کھول سکتا۔

صد ہزاراں راز در مورے نہند
در دلش از عشق خود شورے نہند

ذرہ ذرہ عاشق اندر اندر ہوا
پر شدہ از پرتو عشق خدا

جملہ ذرات پیدا و نہاں
نقطہ عشق است در ہر دو جہاں

(ترجمہ) ایک حقیر چیونٹی میں ہزاروں راز کی باتیں بھری پڑی ہیں۔ اس کے دل میں اپنے عشق و محبت کا سوز گداز رکھ دیا ہے۔ فضا کے ذرے اسی کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ اور عشق خداوندی کے پرتو سے پر ہیں۔ ظاہر و باطن میں جتنے بھی ذرے ہیں وہ دونوں جہاں میں عشق کے مرکز ہیں۔

در عشق تو عاجزے سر استادیست
در کوئے تو بندگی در آزادیست

ویراں شدن اندر رہ تو آبادیست
اندوہ تو جان عاشقان را شادیست

(ترجمہ) تیرے عشق میں عاجزی سربلندی ہے۔ تیری گلی میں غلامی آزادی ہے۔ تیری راہ میں ویران ہونا آبادی ہے۔ اور تیرا غم عاشقوں کی جان کے لئے شادی ہے۔

اے دوست! عشق کی بات ایک بلند کلام ہے اور عشق کی وجہ سے بدنام ہونا ایک بلند نام ہے۔

کسی دل گرفت نے عرض کی۔

"مخدوما! عشق کیا ہے؟"

❋ فرمایا۔

☆ عشق آمد کی چیز ہے سیکھنے کی نہیں۔

☆ عشق فرط محبت کو کہتے ہیں اور عشق کا لون (رنگ) یہ ہے کہ تمام عالم لون از عشق گیرند۔ لون عشق پیدا نے۔

☆ عشق باغ جوانی کی تازہ شراب ہے۔

Marfat.com

☆ عشق ہی ہمیشہ رہنے والے ملک کا سرمایہ ہے۔

☆ اگر حضرت خضر علیہ السلام کی طرح تم کو آب حیات کی جستجو ہے تو سمجھ لو کہ عشق ہی آب حیات کا سرچشمہ ہے۔ اگرچہ کوئی سر اور کوئی دل اس سودا سے خالی نہیں لیکن اتنی بڑی دولت اور اس قدر عظیم الشان مرتبہ ہر ہوسناک کو نصیب نہیں۔ اور یہ لقمہ ہر خسیس کے منہ کے لائق نہیں ہوتا۔

☆ بعض کہتے ہیں کہ عشق آگ ہے۔ یہ آگ جہاں پہنچے گی جلا ڈالے گی۔ عاشقان الٰہی کا دل ٹھہرا ہوا آتش کدہ ہے۔ اگر اس کی ایک چنگاری بھی باہر آجائے تو کون و مکاں کو جلا کر خاک کر ڈالے۔ میں کہتا ہوں اگر عشق آگ ہوتا تو عاشق کا منہ آنسوؤں میں غرق کیسے ہوتا۔ بعض کا قول ہے کہ عشق پانی ہے۔ میں کہتا ہوں اگر عشق پانی ہوتا تو ہزاروں دل اس سے سوختہ کیوں ہیں۔ بعض کہتے ہیں عشق زہر ہے۔ تو پھر مشتاقوں کی طبیعت میں یہ جوش و نوش کیسے؟ اگر کہا جائے کہ عشق نواخت و عطا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر عشاق میں یہ شور و شغب کیوں ہوتا ہے۔ اگر کہیں کہ عشق محنت ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کو جان کے بدلے جو خریدا جاتا ہے اس پر حیرت ہے۔ اگر تم کہو کہ عشق راحت ہے تو پھر یہ شورش کیوں ہے۔ بہر حال ہر ایک نے اس کی تعبیر کسی عبارت سے کی ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن مشائخ طریقت کا اس پر اتفاق ہے کہ عشق نے دل کو حضرت دوست کا یہ پیغام پہنچایا ہے کہ قرار نہ پکڑ۔ اور جان کو یہ پیغام کہ نشاط سے قطع تعلق کر۔ اور سر سے کہا کہ راحت سے دور دور رہ۔ منہ سے کہا کہ اپنا رنگ دور کر دے۔ اور تن سے کہا کہ قوت کو رخصت کر۔ اور آنکھوں سے کہا کہ موتی بہا۔ اور حال کو حکم دیا کہ تیرہ و تار ہو جا۔ زبان کو فنا کر دوستوں سے مفارقت اختیار کر۔ کونین کو طلاق دے اور دونوں عالم سے جدا ہو جا۔

☆ عشق بازی جان بازی ہے۔ جو شخص اپنے ہاتھ سے اپنا سر نہیں کاٹ سکتا وہ اس کوچہ میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ جب تو نے عشق بازی کی ہے تو دیدہ و دل سے ہاتھ دھو ڈال۔ آج تیرا یہ حال ہے ذرا ٹھہر جا اور دیکھ کہ کل کیا ہوتا ہے۔

عاقلاں را شرع تکلیف آمدہ ست
بے دلاں را عشق تشریف آمدہ است

لا جرم دیوانہ را گرچہ خطاست
ہرچہ می گوید بہ گستاخی رواست

(ترجمہ) یعنی عاقلوں کے لئے شریعت کی قید و بند ہے۔ اور بے دلوں کے لئے عشق

Marfat.com

خلعت ہے۔ اگرچہ دیوانوں کا فضول بکنا غلطی ہے لیکن وہ جو کچھ بد مستی میں گستاخی کے ساتھ کہتے ہیں جائز ہے۔

دوستو! عشق کے چاروں طرف دار ہی دار ہونا چاہئے کیونکہ دار پر ہی تو محبوب کا جلوہ و جمال دکھائی دیتا ہے۔ وہ دل کتنا عظیم و ارفع ہے جو عشق میں مبتلا ہوا۔ وہ غم' محنت اور بلاؤں کا کان ہو گیا۔ خوشی سے وہ دل بیگانہ ہو گیا جو غم عشق سے آشنا ہو گیا۔

تم نے سنا ہو گا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش پیغمبر تشریف لائے مگر پھر بھی لوگ توحید سے بیگانہ ہی رہے۔ افسوس! اگر وہ اپنے عشق کا ایک ذرہ بھی بھیج دیتا تو سب آشنا ہو جاتے۔ اسی سبب سے کہا گیا ہے۔

العشق ھو الطریق ○ و رویتہ ھو الجنۃ
والفراق ھو النار و العذاب

(ترجمہ) یعنی عشق راستہ ہے۔ دیدار الٰہی جنت ہے اور اس کی جدائی جہنم اور عذاب جہنم ہے۔

غور کرو۔ پیغمبروں کی میراث سونا چاندی نہیں ہے۔ بلکہ عشق الٰہی کی آگ ہے جو دل جلوں کو میراث میں ملی ہے اور اسی پر یہ لوگ نازاں ہیں۔

شاید تم کو علم نہیں کہ عشق کا گھوڑا نہایت ہی طاقتور ہے۔ وہ ایک ہی جست میں دونوں عالم سے باہر نکل جاتا ہے اور لامکاں کی سیر کرنے لگتا ہے۔

دوستو! عشق سے بہتر کوئی استاد نہیں۔ عشق ہے تو حیات ہے اور عشق نہیں تو موت ہے۔ اگر کوئی شخص جفا و وفا اور منع و عطا کے درمیان کوئی فرق کرتا ہے تو اس کا عشق خام ہے۔ اور اس کی محبت ناتمام ہے۔ ایسا شخص طالب نصیب ہے طالب حبیب نہیں۔

عشق فطرت الٰہی کی صفت ہے۔ اس کے راز کو اس کے پاسبانوں سے مت پوچھو۔ مخصوص پاک روحیں عشق پر فدا ہو جاتی ہیں۔ عشق کو عوام میں فضول مت تلاش کرو۔ پوری کائنات میں عشق کا درجہ سلطان کا ہے۔ اس لئے ہر کس و ناکس سے اس کے قرب کے بارے میں مت پوچھو۔ العشق جنون الٰہی یعنی عشق اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیوانگی اختیار کرنے کا نام ہے۔ عقل والے اور ہیں۔ لیکن عاشقوں کا معاملہ ہی دوسرا ہے۔ "امید ہے اب پتہ چل گیا ہو گا کہ عشق کیا ہے؟" حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت کیا تو حاضرین نے سر تسلیم خم کر دیا۔

قدرے توقف کے بعد انہوں نے پھر اپنی زبان درفشاں کو جنبش دی اور فرمایا۔

Marfat.com

دوستو! حق تعالیٰ نے صفت عشق و محبت انسان کے سوا کسی دوسری مخلوق میں پیدا نہیں کی۔ فرشتوں کے کام جو سب درست نظر آتے ہیں اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے حدیث محبت سنی نہیں اور یہ اونچ نیچ جو انسان کی راہ میں نظر آتا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اس نے حدیث محبت سنی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور وہ رب کریم سے محبت کرتے ہیں (پارہ ۶ رکوع ۱۲) اور جو شخص صفت عشق کے ساتھ ذکر کیا جائے اور اپنے عہد کی وفاداری میں بھی مشہور ہو تو عقل کے نزدیک اس کا پاکیزہ وجود مرتبے میں ہمارے جہان سے دور ہوتا ہے۔ لہٰذا عشق میں صورت اور صفت کو ترک کرو تاکہ معرفت کا آفتاب تمہارے سامنے روشن ہو۔

دوستو! یہ سن کر حیرت بدنداں رہ جاؤ گے کہ قلاشی و رندی است سرمایہ عشق یعنی قلاشی و رندی عشق کا سرمایہ ہیں۔ مہمانی اور زاہدی کی دنیا اس سے الگ ہے لہٰذا جو شخص عشق میں پست اور مست نہ ہوا وہ قیامت تک خمار کی تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ اس بات کو گوش ہوش سے سن لو کہ دنیائے عشق میں دوئی کا گزر نہیں۔ جو کچھ ہو سب تم ہی ہو۔ یاد رکھو عشق کی دنیا دوئی قبول نہیں کرتی۔ پھر دوئی کی کیا بات کرتے ہو۔ محبت تو بادشاہ ہے اور بادشاہ شرکت قبول نہیں کرتا۔ عشق غیور ہے دوئی کو وہ کسی حالت میں برداشت نہیں کرتا۔

دوستو! حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نظر تو تمہارے قلوب اور نیتوں پر ہوتی ہے۔ اعمال کی مقبولیت کی یہ ایسی کڑی شرط ہے کہ اس خبر کی سیاست سے صدیقوں کے دل بیتاب ہیں، جل رہے ہیں، جس طرح کفار جہنم میں۔ جب تک کسی شخص کو اس طرح کے کاموں سے سابقہ نہ پڑے وہ بے چارا عشق اور درد عشق کو کیا جانے کیونکہ جن کے دل غافل اور دنیاوی لذتوں میں کھو چکے ہیں وہ مردہ ہیں عشق کے لائق کب ہیں۔ اور جب تک وجود کا ایک ذرہ باقی ہے تو ایسی صورت میں اگر عشق کے میدان میں قدم رکھوں تو کفر ہوگا۔

تمہیں شاید علم نہ ہو کہ جملہ مومنین حق تعالیٰ کی اصل محبت میں اشتراک رکھتے ہیں کیونکہ ان کو اصل معرفت میں اشتراک حاصل ہے لیکن جن لوگوں کے قلوب پر اس محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ عشق کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں، وہ بہت کم ہوتے ہیں۔ اس کیفیت کے حصول کے دو طریقے ہیں۔

- ✮ ایک دنیوی تعلقات کا قطع کرنا۔ اور غیر حق کی محبت سے دل کو خالی کرنا ہے اور۔
- ✮ دوسرا حق تعالیٰ کی معرفت کو قوی کرنا ہے۔ اور اس کا دل پر غالب کرنا ہے۔

اور یہ اس وقت ممکن ہے جب دل تمام شور و غل دنیوی سے پاک ہو جائے اور جب تم راہ عشق پر گامزن ہونے کا ارادہ کر لو تو پھر۔

Marfat.com

دل در غم عشق مبتلا خواہم کرد
امروز بخون دل قضا خواہم کرد
عشق و آہنگ آں جہاں کردن
شرط بنود حدیث جاں کردن

اور جب تم اپنا جائزہ لے لو اور یہ نتیجہ اخذ کرو کہ تم راہ عشق کے مرد ہو اور اہل درد ہو تو پھر درد طلب کرو۔ درد طلب کرو۔ درد طلب کرو۔ کیونکہ یہاں معاملہ درد و محبت کا ہے۔ جب تک کسی کا سینہ اس درد کو قبول نہیں کرتا اور مرنے سے پہلے مر نہیں جاتا اس وقت تک وہ شخص اس راہ میں چلنے کے قابل نہیں ہوتا۔ وہ عشق کی راہ کی بلاؤں کو برداشت ہی نہیں کر سکتا اور جب تم عشق میں کامل ہو جاؤ گے تو پھر اس رمز سے آشنا ہو گے کہ آغاز عشق میں تو اسی کا مزہ ہے کہ ہر وقت ذکر یار ہو تو اکثر اسی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر جب عشق کامل ہو جاتا ہے تو دوری میں بھی ایک خاص قسم کی حضوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے ان بزرگوں کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرنا اللہ کریم سے ان کو دور کر دیتا ہے۔

کمال عشق کا ثمرہ اور نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ عاشق کامل کے نزدیک منع اور عطا' ردّ و قبول' مہربانی اور نفرت برابر ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وہ کمال ہے جس سے بلند اور کوئی کمال نہیں۔

دوستو! جس دل میں عشق اور موت کی دھن سما جاتی ہے اس پر سعادت کے دروازے کھل جاتے ہیں کیونکہ ۔

ہر کرا ایں عشق بازی ازل آمو ختند
تا ابد در جان او شمع ز عشق افرو ختند

(ترجمہ) روز ازل جس کے دل میں عشق و محبت کی چنگاری سلگائی گئی اس کے دل میں قیامت تک محبت کا چراغ جلتا رہا۔

اور جب عشق میں کوئی صفات و خودی سے کنارا کش ہو جاتا ہے تو پھر اس کا یہ حال ہوتا ہے ۔

در عشق اگر ز وصف مسلوب شوی
اندر گزری ز خویش و محبوب شوی

(ترجمہ) اگر تو عشق میں اپنی صفات سے چھوٹ جائے اور تیری خودی باقی نہ رہے تو تو خود ہی محبوب بن جائے۔

Marfat.com

دوستو! عقل اور فرمان کی باتیں ماننے کے لائق ہیں اور عشق و ایمان کی باتیں چکھنے کے لائق ہیں۔ محبوب کی طلب کا صبر آزما کام ایمان اور صرف ایمان ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ اور درد عشق صرف ایمان کو ہوتا ہے۔ اور عشق کا درد ہی دلوں کی دوا ہے۔ عشق کے بغیر اس راہ کی کوئی مشکل حل نہیں ہوتی جس نے اسرار محبت سے بندگی حاصل کی اس کو ابدی زندگی بھی ملی اور وہی محرم راز بھی ہوتا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ وہ علم جو تم رکھتے ہو' وہ نماز جو تم ادا کرتے ہو' وہ روزہ جو تم رکھتے ہو اس کے ذریعے عشق کی راہ میں قدم رکھنا ممکن نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عشق کی نماز بغیر رکوع و سجدے کے ہوتی ہے۔ یہی وہ عشق ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ اس بنا پر عشق کو اس راہ کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے کیونکہ لا شیخ ابلغ من العشق یعنی عشق سے بہتر کوئی رہبر نہیں ہے۔ اسی لئے تو زندگی عشق سے ہے۔ اگر یہ نہیں تو موت ہے۔

دوستو! جب عقل کی منزل ختم ہو جاتی ہے تو تب عشق کی منزل شروع ہوتی ہے۔ لہٰذا عشق کے قدم کی خاک عقل کی رسائی سے باہر ہے۔ اور جہاں عشق کا آفتاب چمکتا ہے وہاں عقل کے ستاروں کا کیا کام ہے۔ اس لئے عقل و خرد کی حد سے گزر جاؤ کیونکہ عالم عشق میں وہ بھی ہمارے دل دیوانہ کا غلام ہے۔ لاریب عشق عقل و جان سے برتر ہے۔ عشق کفر و دین کے ساتھ کیونکر چل سکتا ہے۔ عشق میں تو آج اور کل کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس لئے عالم عشق میں بے عقلوں کو جو کچھ میسر ہے اس کا ایک ذرہ بھی لاکھوں عاقلوں کو نہیں دیتے ہیں۔

دوستو! ہرچہ بادا باد غم عشق۔ درد طلب سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ مردانہ وار عشق کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور جام عشق نوش کرو۔ اور اگر ہو سکے تو عشق کا ایک ذرہ آج ہی حاصل کرو۔ اس لئے کہ یہ وہ صفت ہے جو تمہارے ساتھ قبر میں جائے گی۔ اور کل بروز قیامت جہاں اولاد و مال کام نہیں آئے گا وہاں یہی قلب سلیم کام آئے گا۔ اس لئے اے دوستو! اٹھو اور خود کو عشق کے حوالے کر دو۔ جب تم نے خود کو عشق کے حوالے کر دیا تو سمجھ لو کہ منزل تک پہنچ گئے۔

بنمائے عاشقی کہ در آید بہ کیش تو
وانگہ برائے وصل تو فرمان نہ می شود

(ترجمہ) عاشقی اختیار کر تاکہ وہ تیرا مذہب بن جائے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے تیرے وصل کے لئے کوئی فرمان جاری نہیں ہوگا۔

آدمی تو دراصل ظلوم ہی رہتا ہے لیکن جب اس میں عشق داخل ہوتا ہے تو پھر وہ کچھ اور ہی چیز ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

گر تو بکمند عشق در بند شوی
در ور گزری ز عشق خود سند شوی

(ترجمہ) اگر تو عشق کے جال میں پھنس جائے اور حرص و طمع سے الگ ہو جائے تو خوش رہے گا۔

عجب مدار ز یاران عشق و تخم محبت
چو سبزہ از گل محمود اگر ایاز بردہد

(ترجمہ) یاران عشق اور تخم محبت پر تعجب نہ کرو۔ سبزہ کی طرح اگر محمود کی مٹی ایاز جیسا پھل دے۔

دوستو! اگر تمہارے عشق کا راستہ دار پر ہو کر گزرے تو یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ ایسے شخص کو کانٹوں سے کیا خطرہ جس کا معشوق چمن میں موجود ہو۔ کیونکہ اگر تم عشق میں فرد ہو تو تمہیں سولی پر باریابی نصیب ہو گی اور اگر ایسا نہیں تو گھر جا کر بیٹھو اس لئے کہ باتوں سے باریابی حاصل نہیں ہوتی۔ درحقیقت ہر دل کی دوا عشق کا درد ہے۔ عشق کے بغیر کوئی مشکل آج تک حل نہیں ہوتی۔

درد عشق آمد دوائے ہر دلے
حل نہ شد بے عشق ہرگز مشکلے

یہ بھی سن لو کہ قدسیوں کی روحیں عشق پر فدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا عشق کو مفت طلب نہ کرو۔ اگر تم کام کا حاصل چاہتے ہو تو عشق کو اپنی جان کے درمیان تلاش کرو۔ اس سے جانتے ہو کیا ہوتا ہے۔

پاکیزہ شود وجودت از لوث گناہ
تا قابل اسرار خداوند شوی

(ترجمہ) تیری ذات گناہ کی آلائشوں سے پاک و صاف ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ تو اسرار خداوند سمجھنے کے قابل ہو جائے گا۔

اور بے اختیار پکار اٹھے گا۔

بندۂ عشقت چو شدیم اے صنم
در دو جہاں نافذ فرمان ماست

(ترجمہ) اے صنم! جب سے ہم تیرے عشق کے بندے ہوئے ہیں دونوں جہاں میں ہمارا ہی حکم نافذ ہے۔

Marfat.com

دوستو! اگر عشق میرا مونس اور میرے نہاں خانہ دل میں سکونت پذیر ہے تو سارے جہاں کا غم ہمارے پیانہ کے لئے ایک جرعہ کے برابر ہے۔ لہٰذا عقل سے گزر جا اس لئے کہ عالم عشق میں وہ بھی ہمارے دل دیوانہ کا غلام ہے۔

پس عشق کرو' عشق کرو' حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ کہتے کہتے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے حجرے کی طرف چلے گئے۔ حاضرین محفل کھڑے انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اور ان کے الفاظ کانوں میں رس گھول رہے تھے۔

"عشق کرو"

اور دور آسمان پر چاند بھی عشق کی باتیں سن کر مدہوش سا دکھائی دیتا تھا۔

تیسرے اور آخری دن لوگوں کا ٹھٹھ لگا ہوا تھا۔ عشق و محبت سے متعلق حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کے بیان نے ان کے سینوں میں آتش عشق کے شعلے بھڑکا دیئے تھے۔ سب خاموش بیٹھے چشم براہ تھے کہ مخدومنا کب تشریف لاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں نے ان کو آتے دیکھا تو ادب سے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ہجوم پر طائرانہ نگاہ ڈالی اور پھر تکیہ سے ٹیک لگا کر حالت مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ حاضرین نے بھی ادب سے اپنی اپنی نشست سنبھال لی۔ قدرے توقف کے بعد ان کے منہ سے عشق و محبت کی برسات ہونے لگی۔ فرمانے لگے۔

دوستو! سنو! ایک شخص نے جب لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ کہا تو گویا اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اعلان کیا۔ یہ ایک دعویٰ ہے۔ اس کی دلیل چاہیے۔ دعویٰ کی بغیر دلیل کے شنوائی نہیں۔ چنانچہ تم نے سنا ہو گا۔

"بلا مقرر کی گئی ہے۔ پہلے انبیاء علیھم السلام پر پھر اولیاء رحمتہ اللہ علیھم پر۔"

تو وہ یہی ہے۔ آفتاب کا عاشق کرنوں کی تپش سے کب محفوظ رہ سکتا ہے۔

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرتا ہوں۔"

ارشاد ہوا۔

"استعد للبلاء"

یعنی بلا جھیلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس میں اشارا ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل کے قابل قبول نہیں۔

تم کو یاد ہو گا کہ جب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا ایک ذرہ عالم وجود میں آیا تو پھر ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اور قرآن حکیم میں جو حروف مقطعات ہیں یہ محب اور محبوب کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں۔ لاریب اصل محبت اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا یحبہم و یحبونہ یعنی وہ ان کو محبوب رکھتا ہے اور وہ اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ اور یحبہم میں محبت کا جو لفظ آیا ہے قدیم ہے۔ جس سے محبت کی جائے وہ محدث ہے۔ اور یحبونہ میں محب' محدث اور محبوب قدیم ہے۔ اور اللہ کریم کی باتیں جھوٹ سے مبرا ہیں اور اس کی گواہی شک و شبہ سے پاک ہے۔ ہم سے سنو! حضرت خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ ساری مخلوق پر تجلی فرماتا ہے' عام طور سے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خاص طور پر۔ اس خصوصیت کا آخر سبب' وجہ' باعث' اللہ اللہ وہ ہر صبح کو ساکنان ملاء اعلیٰ کا متعجب ہو ہو کر یہ کہنا کہ کونسا دل جلا ہے جس کے جگر سوختہ کی بو آتی رہتی ہے۔ حضرت حق کی طرف سے جواب دیا گیا تم نہیں جانتے۔ یہ دولت اس دور میں (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حصے کی ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کی محبت و عداوت دونوں بے علت ہیں۔ نہ کسی وجہ سے وہ کسی کو دوست' نہ کسی سبب سے وہ کسی کا دشمن ہے۔ محبت و عداوت ازلی ہے۔ لہٰذا محبت و عداوت سابق ہوئی اور خلاف و موافقت لاحق ہوئی۔ جب عالم محبت میں یہ رنگ ہے تو سمجھ لو سارا جہان ہیچ در ہیچ ہے۔ اور یہ بھی جان لو کہ جس کی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو اس کا مرتبہ عظیم اور اس کا درجہ بہت بڑا ہے۔ یعنی اس کے رتبہ کی بلندی اور اس کی جدوجہد کا سرمایہ یہی محنت' حسرت' نایافت' مفلسی اور بے توانائی ہے۔ اور جب تمہاری نیتیں اور محبت کسی لالچ اور غرض کے بغیر صرف رب کریم کی موافقت کے لئے ہوں گی تو تمہارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی محبت میں اٹھے گا۔ اب اگر تمہارے دل میں حق کی محبت کی طلب غالب ہے تو حشر عشاق کے ساتھ ہو گا اور اگر تمہارا دل بہشت کی طلب و محبت سے مغلوب ہو گا تو تمہارا حشر نیکوکاروں کے ساتھ ہو گا۔

دوستو! اللہ تبارک و تعالیٰ کے عشق کا راز مخلوق کی فہم و ادراک سے باہر ہے اس لئے کہ وہ ذات اقدس وہم و گمان اور خیال و قیاس کی پہنچ سے بالا تر ہے لیکن اگر تمہارے دل میں محبت الٰہی کا ایک ذرہ بھی موجود ہے تو پھر آفتاب محبت تمہارے دل میں مسکرائے گا یہ دونوں جہان کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہیں ہر سانس میں گویا سینکڑوں دولت ہاتھ آئی اور تمہاری قوت کا یہ عالم ہو کہ پہاڑ بھی دریا ہو جائے۔

Marfat.com

گر محبت ذرۂ پیدا شود
کوہ از یزوے او دریا شود

لیکن اگر تمہارے دل میں یہ درد نہیں ہے تو تم مرد نہیں ہو۔ اگر یہ درد نہیں ہے تو تمہارا کوئی علاج بھی نہیں ہے کیونکہ جو شخص دونوں جہان میں لذت ہی لذت تلاش کرے اس کو اللہ تعالیٰ کے عشق کا ایک ذرہ بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ گوش ہوش سے سن لو۔ اگر کعبہ میں محبوب کی خوشبو نہیں ہے تو وہ بت خانہ ہے۔ اور اگر بت خانہ میں سے محبوب حقیقی کے وصال کی خوشبو آتی ہے تو ہمارے لئے وہی کعبہ ہے۔

دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے عشق کی خلعت ہر کس و ناکس کو عطا نہیں کرتا جب تک کوئی اس کے عشق کے لائق نہ ہو۔ اور جو لائق ہوتا ہے اسے خود وہ نوازتا ہے۔ جو لوگ عشق کے محرم راز ہیں وہی لوگ جانتے ہیں کہ عشق کی حقیقت کیا ہے۔ ان کی نگاہ میں دونوں عالم اس کی گلی کی خاک ہے۔ عشق کی حقیقت عاشق جانتا ہے اور جو لوگ اس معاملہ میں نامحرم اور مخنث ہیں انہیں عشق کی کیا خبر۔ ان مخنثوں میں وہ جوہر ہی نہیں جو بارگاہ عشق میں بار پا سکے۔ ان کو عشق الٰہی سے کیا سروکار۔

دوستو! اصل زندگی تو وہ ہے جو محبت الٰہی میں بسر ہو۔ اور کشتی نجات تو عشق الٰہی ہے۔ اور فضل الٰہی اس کشتی کا ملاح ہے۔

"شاگرد باش عشق ترا اوستاد بس"

یعنی استاد عشق کی شاگردی اختیار کر لو ہر کام پورا ہو جائے گا۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ کا عشق پیدا کرو کیونکہ عشق خود ایک سودا ہے۔ اگر کوئی ایسا دن نصیب ہو کہ عشق الٰہی کا درد دامن گیر ہو جائے تو جلد سے جلد حضرت عشق کے مرید ہو جاؤ تاکہ عشق ہی تمہارا پیر ہو جائے۔ لا شیخ ابلغ من العشق اور سعی کرو کہ محبت الٰہی کے درد سے دل کبھی خالی نہ ہو اور روز افزوں اس میں اضافہ ہوتا رہے اس لئے کہ آدمی کی قیمت اسی سوز و گداز سے ہے ورنہ آدمی آدمی نہیں حیوان مطلق ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ و برتر کی محبت تمام مقامات کی انتہا ہے اور تمام مقامات سے بلند مقام رکھتی ہے۔ اور جب یہ مقام حاصل ہو گیا تو پھر اور کسی مقام کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ اس سے بڑھ کر تو پھر اور کسی مقام کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا مقام نہیں ہے اور یہ جو توبہ اور زہد' انس اور شوق وغیرہ کے مقامات ہیں وہ تو محبت الٰہی کے ثمرات ہیں جو مقام محبت تک پہنچنے سے پہلے حاصل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

یاد رکھو کسی مومن کا دل محبت الٰہی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ معرفت اور ایمان سے خالی نہیں۔ لیکن محبت کا یہ درجہ اور غلبہ کہ اپنی خبر نہ رہے اور خود اپنی ذات سے منہ موڑے اور رسم و عادات کے قیود سے آزاد ہو جائے اسی کو عشق کہتے ہیں۔ اور یہ ہر کسی کو نصیب نہیں۔ زیادہ تر لوگ محبت کے اس اعلیٰ درجہ سے محروم ہیں۔ لاریب جس شخص کا دل اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت سے زندہ ہو گیا وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شامل ہو گیا۔

اے دوستو! عاشق بنو' اس جہان کو معشوق کا حسن سمجھو۔ اسی طرح اپنی ذات کو بھی معشوق کا حسن سمجھو۔ عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تاکہ تیرے آئینہ میں اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا محرم راز بنائے۔ اور الانسان سری تمہاری یہ شان میں ہے۔ عاشق بن کر ہمیشہ حسن دیکھتے رہو۔ اور دنیا و آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی۔ تم معلوم کرو کہ یہ دونوں کس لئے پیدا کی گئیں اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔

اس بات کو حرز جان بنالو کہ محبوب و معشوق کی بو صرف محب و عاشق ہی پاتا ہے۔ دوسروں کو یہ کہاں نصیب خواہ وہ ہم جلیس ہی کیوں نہ ہو۔

عاشق کا فریضہ اور کام یہ ہے کہ وہ معشوق کے احکام کی فرمانبرداری اور اسی کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرے اور اپنے کو عشق اور حسن معشوق سے معمور کرے۔ اور اس حسن میں محو ہو کر عاشق سب کو فراموش کر دے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

لو کان حبک صادقاً لا عطته
ان المحب لمن یحب مطیع

(ترجمہ) جب کہ تیری محبت سچی ہے تو میں اس کی پرستش کرتا ہوں کیونکہ محبت کرنے والا جس کی محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

ایک اور محب صادق نے اس طرح کہا ہے المحب محو فی حکم المحبوب یعنی محب محبوب کے حکم میں محو ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ عاشق اپنے محبوب کی عزت کی خاطر دنیا و آخرت دونوں جگہ ذلیل ہوتا ہے۔ اس حال پر کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

اے عاشق اگر بہ کوئے ماگام زنی
در دم باید کہ ننگ بانام زنی

(ترجمہ) اے عاشق! میری گلی میں اگر تو قدم رکھے تو ضروری ہے کہ عزت و آبرو کو

Marfat.com

خیرباد کہہ دے۔

اور یہ بھی جان لو کہ محبوب کے غم عشق میں اخلاص کی طلب عاشقوں کے لئے ہی حلال ہے۔ اے ماہرو! آ مجھے قتل کر اس لئے کہ عاشقوں کا قتل وبال نہیں ہے۔

دوستو! جب تم پر رب کریم کی عنایت ہوئی تو اس نے تمہارے اندر ایک جذبہ پیدا کر دیا اور تمہیں خودرائی سے بچا لیا۔ اور پھر تم میں عشق پیدا کر کے حسن کا جلوہ دکھا دیا۔ جب تم عشق کو پہچان لو گے تو لامحالہ معشوق کو بھی پہچان لو گے اور تم بھی معشوق کے حقیقی عاشق بن جاؤ گے۔ اور جب معشوق اور عاشق ایک دوسرے سے ملیں تو تمہیں معشوق کے طریقہ اور عاشق کے فریضہ کے نقش پا پر چلنا ہو گا تا کہ تم عاشق و معشوق کو پہچان سکو۔ اے دوست! معشوق کو بھی آپ ہی کی شکل و صورت میں اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اور معشوق کو تمہارے اندر اس لئے بھیجا ہے تا کہ وہ تمہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے۔

دردا کہ غم کوہ بکاہ افتادہ است
معشوق دل مورچہ ماہ افتادہ است
ایں واقعہ طرفہ براہ افتادہ است
درویش بہ عشق بادشاہ افتادہ است

(ترجمہ) ہائے افسوس کہ پہاڑ کا غم گھاس کو ہے اور چیونٹی کا دل چاند کے عشق میں مبتلا ہے۔ یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ درویش بادشاہ کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔

اے دوست! عاشق کو اس قسم کا معشوق چاہئے کہ اگر وہ مہربان ہو تو عاشق سے اپنی مراد حاصل کرے۔ اگر وہ عاشق پر غضبناک ہے تو عاشق اس سے اپنی مراد پوری کرے۔ عاشق اور معشوق کی مراد مل کر تمام ہوتی ہے اور عاشق صادق وہی ہے جو اپنی تمام تر خواہشات کو معشوق کے قدموں پر قربان کر دے اور اس کی صلاحیت بجز اس آدمی کے اور کوئی نہیں رکھتا جو دنیا اور آخرت کے تمام مشاغل سے فارغ البال ہو۔ لیکن جس عاشق کو کچھ دوسرے مشاغل ہوں یا اس کے قلب پر اپنی عقبیٰ اور آخرت کا سودا سوار ہو تو وہ اپنے آقا کی اچھی طرح خدمت نہیں کر سکتا۔

اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو معشوق ظاہر ہے مگر ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔ وہ ہمارے درمیان ہوتا ہے مگر علم نہیں ہوتا۔ اور ہم اسے نہ جانے کہاں کہاں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ مگر جب محب کو محبوب کا دیدار ہوتا ہے تو اشتیاق میں گوناگوں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس قدر مشتاق اور تشنہ دیدار ہوتا ہے کہ دیکھنے کے باوجود خیال کرتا ہے کہ اس نے دیکھا ہی نہیں۔ وہ ہنوز محروم لقا

Marfat.com

ہے۔ شراب محبت اور لذت عشق کے یہی کرشمے ہیں۔ اس وقت اسے دیدار جمال دوست میں شرکت گوارا نہیں ہوتی۔ عاشق کو تو دیدار یار میں خود اپنی آنکھوں اور اپنے دل سے بھی غیرت آتی ہے۔ اور عجز و انکساری سے کہتا ہے۔

"میں ایسی جان رکھتا ہوں جو تیرے عشق کے بوجھ کو اٹھا سکے تاکہ تیرے کام کے سلسلہ میں گریز نہ کروں۔"

اور جب محبت و عشق میں جس دن تمہارا دل در محبوب پر درد کے ساتھ نکلنے لگے تو اس درد کے شکرانے میں ہزاروں جان فدا کر دینا چاہئے کیونکہ اس کے عشاق کی گلی میں سجدۂ شکر کے بغیر نیکوں کا ساتھ نہیں ہو سکتا۔

دوستو! وصال کے بعد فراق کی گھڑی سر پر کھڑی ہوتی ہے اس وصال کا کیا اعتبار الفراق اشد من الموت یعنی جدائی موت سے زیادہ شدید ہے۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ وصال کی دو اقسام ہیں۔ جسمانی اور روحانی۔ جسمانی وصال میں وصال کے بعد یہ جذبہ سرد پڑ جاتا ہے لیکن لقائے روحانی میں بوقت وصال اضطراب اور شوق کی بے حد فراوانی ہوتی ہے۔ یہ قسم اپنے کمال میں بلند تر ہے۔ اور یہ بھی جان لو کہ موت اور فراق میں کوئی فرق نہیں بلکہ زندہ فراق کے وقت مرجاتا ہے۔ موت کی تکلیف تو وقتی ہے پھر بھلا دی جاتی ہے اور فراق کا عذاب زندوں کے لئے باقی رہنے والا ہے۔

دوستو! حسن محبوب کی وجہ سے سلطان عشق ہمارا بادشاہ ہے تو پھر ہم گدا نہیں ہیں۔ عاشق و معشوق و عشق یہ تو عالم کثرت کی باتیں ہیں توحید کہاں رہی۔ کثرت میں وحدت کی ضرورت ہے۔ یعنی توحید تو اسی وقت ہو گی جب یہ تین بھی ایک ہو جائیں۔

یہ فرما کر جب حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ نے قدرے سکوت فرمایا تو فضا میں ایک آواز ابھری۔

"یا شیخ! محب کے بارے میں تفصیل سے آگاہی فرمائیں۔"

اور پھر آپ نے سوال کرنے والے کی جانب دیکھے بغیر ارشاد فرمایا۔

دعوئ محبت کرنا بے حد سہل و آسان ہے لیکن معنی کے لحاظ سے بہت مشکل و دشوار ہے۔ عاشق کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو سنو۔

مصلحت اندیش نہ بود مرد عشق
بے قراری خواہد از تو درد عشق

عاشقاں رانیست با اندیشہ کار
مصلحت اندیش باشد پیش کار

Marfat.com

(ترجمہ) یعنی مرد عشق مصلحت اندیش نہیں ہوتا۔ دردِ عشق تجھ سے بے قراری چاہتا ہے۔ عاشقوں کو غور و فکر سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ جو شخص مصلحت اندیش ہوتا ہے وہ اس راہ میں کامیاب نہیں ہوتا۔

بر بند زباں کہ عاشقانت
در عشق نہ می خرند گفتار

(ترجمہ) یعنی زبان بند کر کہ تیرے عشاق عشق میں گفتار نہیں خریدتے۔
عاشق صاحب اختیار نہیں ہوتا۔

زاہداں را جنت و فردوس باید بزم گاہ
عاشقاں را لذت اندر قعر زنداں است بس

(ترجمہ) زاہدوں کی منزل جنت الفردوس ہے اور عاشقوں کو سوائے قیدخانہ کے گڑھے کے کہیں لذت نہیں ملتی۔

عاشق جو بدو رسید بیباک شود
کونین بہ نزد ہمتش خاک شود
وانگاہ بہر دوعالم از محبوبش
بے واسطہ خطاب لولاک شود

(ترجمہ) جب عاشق وہاں تک پہنچ گیا نڈر بن گیا۔ اس کی ہمت کے سامنے دونوں جہاں خاک کے برابر ہو گئے۔ اس وقت دونوں جہان میں اس کے محبوب کی طرف سے بغیر کسی واسطہ کے لولاک کا خطاب عطا کیا جاتا ہے۔
عاشق رنج و مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

عاشقاں برسر ہمی ریزند خاک
من بجائے خاک آتش ریختم

(ترجمہ) عشاق سر پر خاک ڈالتے ہیں۔ میں نے خاک کی بجائے آگ ڈالی ہے۔
* فرمایا۔
☆ ملامت کا راستہ عاشقوں کے لئے باغ' دوستوں کے لئے فرحت اور مشتاقوں کے لئے

Marfat.com

راحت ہے۔

☆ کتنی لایعنی بات ہے کہ عاشق اپنی ہستی۔ اپنے وجود اور باغ و بہار کا طلبگار ہو جب کہ وہ رخ روشن یعنی محبوب اور اس کی محبت کا جام اسے حاصل ہو۔

☆ عاشق کے کاروبار اضطراری ہُوا کرتے ہیں اور یہ سب کچھ فرط محبت میں ہوا کرتے ہیں۔

☆ عاشق محبوب کی راہ میں اپنی ذات' عشق اور راہ سے بالکل بے خبر ہوتا ہے۔

☆ عاشق کے پاس دل نہیں ہوتا لہٰذا وہ جسم جس میں دل نہ ہو اسے مخاطب نہیں کیا جا سکتا۔

☆ لوگ مرتے ہیں تو مٹی ہو جاتے ہیں۔ لیکن عاشق جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔

☆ عاشق آگ قبول کرتے ہیں کیونکہ وہ عشق کی آگ میں جلتے ہیں۔

☆ کسی عاشق کے لئے ملامت کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اس کے جلنے کے لئے قیامت کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص ایک بار نہیں سو بار جل چکا ہو اس کے لئے آگ بھڑکانے سے کیا فائدہ۔

عاشق جاں سوز خواہد سوز عشق
روز محشر شب بود در روز عشق
عشق برمعشوق چشم افتادن است
بعدازاں از بندگی جاں دادن است

(ترجمہ) عاشق جاں سوز عشق کا سوز چاہتا ہے۔ ایسا سوز جس سے عشق کے دن روز محشر بھی رات ہو۔

معشوق پر نظر پڑنا عشق ہے۔ یہ ہو گیا تو پھر بندگی کے باعث جان دے دینا عشق ہے۔

عاشق بہ بانگ دہل محبوب سے کہتا ہے ؎

جانے دارم کہ بار عشق تو کند
تادر سرکارت نہ شود نہ گریزم

(ترجمہ) ایک جان رکھتا ہوں اسے تیرے عشق کی نذر کرتا ہوں۔ جب تک وہ تیری محبت میں کام نہ آجائے تیرے در سے نہیں ٹلوں گا۔

دوستو! دنیا میں عام لوگوں کی خاک مٹی ہو جاتی ہے مگر عشاق کا وجود خاکستر ہو جانے سے

Marfat.com

ہے۔ اسی لئے عاشق لوگ دونوں جہان سے مستغنی ہو کر جب محبوب کے جمال جہاں آرا کے تصور میں گم ہوتے ہیں تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور جب اس کے قہر و جلال کا خیال کرتے ہیں تو فریاد کرنے لگتے ہیں۔

دراصل عاشقوں کا قبلہ جمال باکمال دوست کے سوا کچھ نہیں۔ اور ان کے لئے نیستی کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تاکہ وہ محبوب کی درگاہ سے ہستی جاوید پائیں۔ اسی لئے کلمہ شہادت میں پہلے لا ہے۔ اور اس کے بعد الا اللہ۔ سچ تو یہ ہے کہ عشاق اور محبان صادق عشق و محبت کے بندے ہیں اور ایسا ہی درد چاہتے ہیں جس کی کوئی دوا نہ ہو۔ محبوب ان سے کہتا ہے کہ مجھ سے الگ رہو ورنہ مر جاؤ گے۔ مگر یہ پروا نہیں کرتے۔ اور جواب دیتے ہیں کہ ہم تو روز ازل سے ہی جان ہار چکے ہیں اور اپنے آپ کو فنا کے سپرد کر دیا ہے۔ تیرے بغیر زندگی سے مر جانا اچھا اور نیست و نابود ہو جانا ہی بہتر ہے۔

عاشق کی شان کا بھی کیا کہنا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

عاشق بگنہ گرچہ گرفتار بود
یا سفینہ پر بادۂ خمار بود
از غفلت بسیار چرا دارد باک
معشوق چو پردہ پوش و ستار بود

(ترجمہ) عاشق اگرچہ گناہوں میں گرفتار ہے یا شراب کی بھٹی میں مست پڑا ہے۔ اس غفلت کی اسے پروا نہیں کیونکہ تجھ جیسا معشوق اس کے عیوب پر پردہ ڈالنے والا موجود ہے۔

العشاق لا یواخذون بما صدر من ھم یعنی عشاق سے جو کچھ صادر ہوتا ہے اس پر ان کا مواخذہ نہیں کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود۔

از در چشم تابہ کعبہ دل
عاشقان را ہزار ویک منزل
اندریں رہ رفیق کن دل را
توشہ کن صد ہزار منزل را

(ترجمہ) آنکھ کے دریچہ سے کعبہ دل تک عاشقوں کیلئے ایک ہزار ایک منزلیں ہیں۔ اس راہ میں دل کو رفیق بنا اور لاکھوں منزل کیلئے توشہ تیار کرو۔

کیونکہ دوسروں کے لئے وصل کا وعدہ قیامت کا ہے مگر عشاق کے لئے وعدہ وصل ابھی کا ہے۔

Marfat.com

اور پھر حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ پر کیف کا عالم طاری ہو گیا۔ قدرے سکوت کے بعد آپ اس طرح گویا ہوئے جیسے بہت دور سے بول رہے ہوں۔ آپ کہہ رہے تھے۔

عاشقوں کو جرم و گناہ کے بغیر قتل کرتا رہ۔ پھر ان کی قبر کی زیارت کرتا رہ۔ دوستو! جس روز عاشقوں کے پیشوا حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کو سولی پر چڑھایا گیا تو حضرت امام شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مناجات میں کہا۔

"اے اللہ! تو اپنے محبت کرنے والوں کو کیوں قتل کرتا ہے۔"

جواب ملا۔

"یہ اس لئے تاکہ وہ تاوان پائیں"

حضرت امام شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا۔

"اے بار الٰہ! تیری جانب سے تاوان میں کیا ملتا ہے۔"

جواب ملا۔

"میں اسے اپنا جمال دکھاتا ہوں اور ملاقات کرتا ہوں۔ یہی میرا تاوان ہے۔ من قتلتہ فانا دیتہ یعنی میں جس کو قتل کرتا ہوں اس کی دیت میں خود ہوں۔ لہٰذا اس شوق میں عشاق اس طرح جان دیتے ہیں کہ وہاں ملک الموت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

در شوق تو عاشقاں چناں جاں بدہند
کانجا کہ ملک الموت نہ گنجد ہرگز

ایسی صورت میں ساتوں آسمانوں سے یہ ندا بلند ہوتی ہے۔ وصل الحبیب الی الحبیب یعنی دوست دوست تک پہنچ گیا اور طالب مطلوب سے مل گیا۔

لیکن جب کوئی محب آزردگی میں نالہ کرتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے۔

علیہ البلاء فانی احب صوتہ یعنی فرشتو! اسے بلاؤں میں مبتلا رہنے دو۔ مجھے اس کی آواز پسند ہے۔

اگر چشم بینا سے دیکھیں تو راہ عشق میں ہزاروں عاشق دار کی طناب سے لٹکتے ہوئے نظر آئیں گے۔

دہ در رہ او ہزار عاشق
آہ بختہ از طناب دار است

لاریب عاشق دیوانہ ہوتا ہے۔ اگر عشق نہیں تو دیوانگی لاحاصل ہے۔ ساری دنیا کے عشاق

Marfat.com

اسی تمنا میں ایڑیاں رگڑتے ہیں کہ ان کو اس دنیا سے پروانوں یا دیوانوں کے ساتھ اٹھائیں۔ اگر پروانوں کو اپنی ہستی کی ذرہ برابر بھی قدر و قیمت ہوتی تو اس طرح آگ کے شعلوں پر ٹوٹ کر نہ گرتے اور خاک نہ ہو جاتے۔ کیا طرفہ تماشا ہے کہ بروز قیامت جب عاشقان حق اپنی قبور سے سر اٹھائیں گے تو اپنا جائزہ لیں گے کہ کہیں ان کے غم و اندوہ میں کچھ کمی تو نہیں ہو گئی۔ اگر ذرہ برابر بھی کمی پائیں گے تو وہ اتنا نالہ و فریاد کریں گے کہ اہل دوزخ کو بھی ان پر رحم آجائے گا۔

محب اللہ کے بارے میں جب حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا تو فرمایا۔

دوستو! جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ نفسانی لذات اور اس کی مرادات سے پاک ہے اور مردانہ وار اس کی مخالفت پر کمربستہ ہے تو سمجھو کہ ایسے لوگ حق کی محبت کے دعویٰ اور طلب میں صادق ہیں۔ اور جب تم یہ دیکھو کہ کسی میں کوئی مراد بالذات و خواہشات نفس میں سے کچھ بھی باقی ہے تو اس کے اس دعویٰ کو جھوٹ سمجھو۔

اگر تمہارے دل میں حق کی طلب اور اس کی ارادت کا غلبہ ہے تو تم کو اللہ تعالیٰ کے عاشقوں اور اس کے طلبگاروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ کیونکہ یوم قیامت ہر آدمی کا معاملہ اس کی نیتوں کے مطابق کیا جائے گا۔ طلب حق میں اگر تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کے محبین کے قدموں میں بیٹھو۔ یاد رکھو اگر اللہ والوں کی صحبت جان و دل کے عوض بھی ہاتھ آئے تو اسے کھونا نہیں چاہئے۔ اس میں نفع ہی نفع ہے۔ کیونکہ عاشقان الٰہی کا درد کسبی نہیں بلکہ عطیہ خداوندی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عشق کا درد کسب سے حاصل کرنا ایں خیال است و محال است جنوں کے ضمن میں آتا ہے۔ پھر سن لو کہ اہل عقل کے لئے پابندی شرع لازمی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے دیوانوں کے لئے عشق کا تحفہ ہے۔ وہ لوگ جن کی رہبری عشق کرتا ہے ان کی نظر میں کفر و دین دونوں محبوب کے در کے حجابات ہیں۔

سبحان اللہ! کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

صد ہزاراں راز بر مورے نہند
در دلش از عش خود شورے نہند

ذرہ ذرہ عاشقانت در ہوا
پر شدہ از پرتو عشق خدا

جملہ ذرات پیدا و نہاں
نقطہ عشق است در ہر دو جہاں

Marfat.com

(ترجمہ) چیونٹی کے دل میں لاکھوں راز رکھ دیئے ہیں۔ اس کے دل میں اپنے عشق کا شور مچا رکھا ہے۔ تیرے عاشقوں کا ذرہ ذرہ عشق خدا کے پرتو سے پرنور ہے۔ تمام ظاہرو پوشیدہ ذرات دونوں جہان میں عشق کا ایک نقطہ ہیں۔

یوں سمجھ لو کہ عشاق کا کعبہ مولیٰ ہے جس طرح مجنوں سے لیلیٰ ہی کا نقش ابھرتا ہے۔ بالفاظ دیگر محبوب حقیقی کا چہرہ عاشقوں کا قبلہ ہے۔ اس لئے عشاق کا منبر سولی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یعنی محراب و منبر عاشقان الٰہی کی قتل گاہ ہے۔ عشق کا جوالا مکھی قلب عاشق میں شعلہ زن ہوتا ہے اس لئے اس کا دل ہی دوزخ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو دل جتنا سوختہ ہوتا ہے وہ اتنا ہی عزیز ہوتا ہے۔ درحقیقت آتش عشق ہی نار جہنم پر حاوی ہے۔ سارے جہان کے عذاب کا سامان تو دوزخ کی آگ ہے مگر دوزخ کی آگ کو محبان الٰہی کی آگ سے عذاب دیا جائے گا۔

دوستو! اللہ کے عاشقوں کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی ملاقات کا خیمہ اور قرب کا محل دوزخ میں بنوائے تو یہ لوگ دوزخ کی آگ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں۔ اور اگر فردوس بریں میں ایک لمحے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے حجاب ہو تو ان کا یہ حال ہو کہ ان کی فریاد سے دوزخ والے بھی چیخ اٹھیں۔ اور ان کی حالت پر اہل دوزخ کو رحم آنے لگے۔ رب کریم کے اس فرمان عالیہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھو " واللہ معکم " یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ تو یہ معیت ہزاروں جنت کے مقابلہ میں نقد سودا ہے۔

جب بیان اختتام پذیر ہوا تو ہر شخص پر وجدانی کیفیت طاری تھی۔ آسمان پر سحاب رحمت ہوا کے دوش پر رقص کناں تھا۔ اسی اثنا میں ہلکی ہلکی پھوار پڑنے لگی۔ حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا اور پھر حاضرین محفل کی جانب متوجہ ہوئے جو ہنوز عشق و محبت کے گہرے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ اور پھر یکبارگی فضا اللہ معکم کے دلنواز و شیریں کلمات مقدسہ سے معمور ہو گئی' سعاد شب خراماں خراماں منزل صبح کی جانب رواں دواں تھی۔ یہ روح پرور ماحول برقرار تھا کہ حضرت منیری رحمتہ اللہ علیہ اٹھ کر اپنے حجرہ مبارک کی طرف تشریف لے گئے لیکن حاضرین والہانہ انداز میں اللہ معکم کے ذکر میں مشغول رہے حتیٰ کہ مرغان سحر نے آمد صبح صادق کا اعلان کیا۔ اور پھر وہ سب بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو گئے اور عالم گریہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بھیک مانگنے لگے۔

Marfat.com

حضرت صخر بن مسافر اموی (ابوالبرکات) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ جو محبت الٰہی کی شراب پیتا ہے اس کا نشہ بغیر مشاہدہ محبوب کے نہیں اترتا۔

☆ محبت الٰہی کی شراب کا نشہ وہ شب ہے جس کی صبح مشاہدہ جمال محبوب ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ صدق وہ درخت ہے جس کا پھل مجاہدہ و ریاضت ہے۔

☆ محبت کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔

اول : وفا

دوم : ادب

سوم : مروت

وفا تو یہ ہے کہ اپنے قلب کو انفرادیت کے لئے اس طرح منفرد کر لے کہ مشاہدہ الٰہی میں ثابت قدم ہو جائے اور نور ازلی سے موانست پیدا کرے۔

ادب یہ ہے کہ خطرات کی مراعات اور حفظ اوقات کے ساتھ مشغول ہو جائے اور اپنے باطن کو ظاہری و باطنی طور پر غیر اللہ سے خالی کر دے تاکہ اوقات کی رعایت سے ہر آنے والے وقت کا استدراک بھی حاصل رہے اور جس بندے میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جائیں وہ فراق کی آگ میں جلنے کے بجائے وصال سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور اپنے باطن میں آتش شوق کو فراواں دیکھتا ہے۔

حضرت صاحب الھنار رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ لفظ خلیل اس حبیب اور محبت پر بولا جاتا ہے جس کے دل میں اپنے محبوب کی محبت یوں بس جائے کہ کسی غیر کی محبت کی گنجائش تک نہ رہے۔

* فرمایا۔

☆ خلّت اس محبت کو کہتے ہیں جو نفس میں رچ جائے۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

"اے محبوب! جہاں جہاں میری روح ہے تیرا عشق وہاں سما گیا ہے۔ اسی وجہ سے خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت طاہر بندگی قادری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* تو نے میرے دل کو چیرا پھر اس میں اپنی محبت کو پھیلا دیا۔ پھر اس زخم کو درست کر دیا لہٰذا اب تیرے سوا کسی اور کی محبت اس میں جاگزیں نہیں ہو سکتی۔ اور تیری محبت اس دل سے باہر نہیں نکل سکتی۔

حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

گھاس پھوس کی جھونپڑی کے اندر سرسوں کے تیل کا دیا مدھم سی روشنی پھیلا رہا تھا۔ حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے گرد چند محبین ہالہ کئے بیٹھے تھے۔ سب خاموش تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک محب نے قفل خاموشی توڑا اور عرض کی۔

"یا شیخ! محبت کے بارے میں علم عطا ہو۔"

سنا تو ارشاد فرمایا۔

"لغت کے لحاظ سے کہتے ہیں کہ لفظ محبت حبہ سے ماخوذ ہے۔ حبہ اس بیج کے دانہ کو کہتے جو صحرا میں پڑا ہو۔ لوگوں نے محبت کے لئے لفظ حب وضع کر لیا۔ صحرا میں گرے ہوئے بیج میں اصل حیات موجود ہوتا ہے۔ دیگر نباتات کے بیجوں کی طرح وہ صحرا میں مٹی میں دفن ہوتا ہے۔ بارش ہوتی ہے۔ آفتاب چمکتا ہے۔ سردی اور گرمی ہوتی ہے۔ مگر وہ تمام تغیرات سے بے نیاز رہتا ہے۔ جب اس کا وقت آتا ہے تو وہ پھوٹ پڑتا ہے اور پھولتا پھلتا ہے۔ اسی طرح محبت دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔ حضور' غیب' بلا' محنت' راحت' لذت' فراق اور وصال میں وہ کسی چیز سے متغیر نہیں ہوتی۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ لفظ حب (محبت) حبی سے ماخوذ ہے جس کے معنی گڑھا ہے۔ جس میں پانی بہت ہو۔ پانی نظر کی راہ میں حائل ہو اور آنکھ اس میں دیکھ نہ سکتی ہو۔ اسی طرح جب محبت دل میں جاگزیں ہو کر دل کو لبریز کر دیتی ہے تو اس میں بجز محبوب کسی چیز کے لئے جگہ نہیں رہتی۔

بعض کہتے ہیں حب دراصل وہ چار چوبہ ہے جس پر پانی کا برتن رکھا جاتا ہے۔ محبت حق کو حب اس لئے کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی من اللہ ہو یعنی عزت' ذلت' راحت' تکلیف' آفت' آسائش' وفا اور جفا سب بہ طیب خاطر برداشت کرنا ہوتا ہے اور کسی حالت میں بھی کوئی چیز گراں نہیں گزرتی۔ کیونکہ محبت کا مقصود ہی یہ ہے۔ جیسے کہ وہ چار چوبہ جو پانی کے برتن کا بوجھ برداشت کرتا ہے۔ محبت کی تکلیف اور خلقت ہی دوست کا بوجھ اٹھانے کے لئے ہے۔

Marfat.com

بعض کا خیال ہے کہ محبت لفظ حب سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب حبہ دل یا دل کا سیاہ نکتہ ہے۔ دل ایک لطیف مقام ہے۔ اس کا طبعی نظام لطافت ہے۔ محبت بھی اسی سے اقامت پذیر ہوتی ہے۔ محبت کو اس کے محل کا نام دے دیا گیا کیونکہ اس کا قیام سویدائے دل میں ہوتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں محبت مشتق ہے حباب الماء (بلبلۂ پانی) سے کہ شدید بارش کے جوش میں نمودار ہوتا ہے۔ محبت کا نام حب کر دیا کیونکہ وہ دل کا جوش ہوتا ہے۔ دوست کے اشتیاق دید میں اہل محبت کا دل ہمیشہ شوق دید میں بے قرار و مضطراب رہا کرتا ہے۔ جسم روح کے لئے بے قرار ہوتا ہے اور اس کا قیام ہی روح پر منحصر ہے۔ اسی طرح دل محبت پر قائم ہے۔ اور محبت کا قیام محبوب کی دید اور ملاقات پر موقوف ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ لفظ حب ایک اسم ہے جو صفائے محبت کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ عرب آنکھ کی پتلی کے تل کو حبۃ الانسان کہتے ہیں۔ اور اسی طرح سویدائے قلب کو حبۃ القلب کا نام دیتے ہیں۔ سویدائے دل محبت کا مقام ہے اور آنکھ کی پتلی دید کا محل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دل اور آنکھ محبت میں برابر کے شریک ہیں۔

اور جہاں تک ملامت کا تعلق ہے تو یہ خلوص محبت میں بہت تاثیر رکھتی ہے اور ذوق کامل کی نشاندہی کرتی ہے۔ اہل حق لوگوں کی ملامت کا نشانہ بنے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل حق کے رہنما اور امام ہیں اور اہل محبت کے پیشوا ہیں۔

محبت آہستہ آہستہ تمام اعضائے انسان پر اپنی حکومت قائم کر لیتی ہے اور تمام حواس کو معزول کر کے انسان کو معقولیت کے مقام پر فائز کر دیتی ہے اور اس کو جملہ ہزلیات سے پاک کر دیتی ہے۔ محبت کی ابتداء طلب حق ہے اور انتہا قرار بحق ہے۔ پانی جب تک دریا میں ہوتا ہے اس میں روانی ہوتی ہے' سمندر میں پہنچ کر وہ قرار پذیر ہو جاتا ہے۔ اس کی وضاحت میں یوں سمجھ لو کہ مشاہدہ کی حقیقت دو طرح پر ہے۔ ایک یقین کی صحت کے ساتھ اور دوسرے غلبہ محبت سے۔ جب دوست کی محبت کا غلبہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ محبت کی کلیت سب حدیث محبوب ہو جاتی ہے تو دوست کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

یہ فرما کر جب آپ خاموش ہوئے تو دوسرے محب نے کہا۔
"یا مخدومنا! عشق کے بارے میں حکمت عطا ہو۔"
آپ نے سماعت فرمایا تو یوں گویا ہوئے۔
"عشق از مواہب است نہ از مکاسب یعنی عشق وہبی عطیہ ہے کسبی دولت نہیں۔ اور پھر عالم

Marfat.com

کیف میں یہ اشعار پڑھے۔

اشتیاقت روز و شب دارم دلا
عشق تو دارم نہاں و بر ملا

سوز تو دارم میان جان و دل
میدہم از عشق تو ہر سو صدا

(ترجمہ) شب و روز میرے دل میں تیرا اشتیاق بڑھتا جا رہا ہے۔ میں چھپ کر بھی تجھ سے عشق کرتا ہوں اور اعلانیہ بھی۔

میرے دل و جان میں تیرا ہی سوز ہے۔ میں ہر طرف تیرے ہی عشق کی صدائیں بلند کرتا ہوں۔

اشعار پڑھنے کے بعد حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کافی دیر تک خیالات کی جولا نگاہوں میں کھوئے رہے اور پھر تیسرے محب نے بانداز ادب گزارش کی۔

"یا مرشدنا! محبت الٰہی کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔"

آپ نے سوال کنندہ کی جانب دیکھا اور پھر کہا۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کے غلبہ کو شکر کہتے ہیں اور مراد کے حصول کو صحو کہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یکتا ذات سے عشق کرنے والے لوگ بہشت وغیرہ کی کوئی خواہش نہیں رکھتے۔ اور ایسے اہل محبت اپنی محبت کی یکسوئی کے باعث مخلوقات سے پوشیدہ اور در پردہ رہتے ہیں۔"

اور پھر محفل برخاست ہو گئی۔

حضرت عبداللہ تستری (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* محبت اطاعت کا اختیار کرنا۔ حاجت سے جدا ہونا اور مخالفت سے بچے رہنا ہے۔

حضرت عثمان ہارونی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

ایک دن آپ تشریف فرما تھے کہ موضوع گفتگو محبت کی طرف مڑ گیا' فرمایا۔

"محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمانبردار رہتے ہوئے اس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں دوستی سے جدا نہ کر دے۔"

اے درویش! سن' اگر تو محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو دوست کے بغیر کسی سے بالکل مشغول نہ

Marfat.com

ہو اور نہ ہی کسی سے محبت رکھ ورنہ کہیں تو جل کر راکھ نہ ہو جائے۔ کیونکہ محبوب کی غیرت کی آگ عاشقوں کے اردگرد رہتی ہے۔ پس جب عاشق غیر معشوق سے ملتا ہے اور اس سے مشغول ہوتا ہے تو اسے وہی آتش غیرت فوراً جلا کر خاک اور معدوم محض کر دیتی ہے۔

ایک دفعہ سیوستان میں دوران سفر ایک غار میں ایک درویش دیکھا جسے لوگ شیخ سیوستانی کہا کرتے تھے۔ وہ ستر سال سے کسی اور شے میں مشغول نہیں ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بزرگی اور ہیبت تھی۔ اس نے مجھ سے کہا۔

"عثمان ہارونی! سن۔ اگر تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر اس کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہ ہونا اور کسی سے میل جول نہ رکھنا تاکہ تو جلایا نہ جائے۔"

تمہیں یاد رہے کہ محبت کے راستہ میں جو درخت ہے اس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک کو نرگس وصال اور دوسری کو نرگس فراق کہتے ہیں۔ پس جو شخص سب سے الگ تھلگ ہو کر اپنے یگانہ دوست سے مشغول ہوتا ہے وہ وصال دوست سے مشرف ہوتا ہے اور جو شخص دوست کے علاوہ کسی دوسرے سے میل جول اور محبت کرتا ہے وہ فراق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اہل سلوک تو ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جب وہ عالم تحیر میں مستغرق ہوں تو اس وقت خواہ تلوار کا لاکھ وار ان پر کیا جائے انہیں خبر تک نہیں ہوتی۔

یہ فرما کر حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ رکے تو وہاں موجود درویش باتیں کرنے لگے اور اہل سلوک کے تحیر پر متحیر ہو رہے تھے کہ آپ نے فرمایا۔

"جس وقت وہ لوگ عالم تحیر میں اپنے دوست کی محبت میں متحیر ہوتے ہیں اس وقت اگر لاکھ مقرب فرشتے ایک کان میں داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائیں تو انہیں خبر تک نہیں ہوتی۔ اس لئے سوائے اہل معرفت کے کسی اور کو عشق کے رموزات سے واقف نہیں کرنا چاہیے۔"

حضرت عتبۃ الغلام رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ میں نے کسی کو کہتے سنا کہ کہہ رہا تھا۔
"عاشق رنج و غم میں ہی رہتا ہے۔"
یہ سن کر میں نے کہا۔
"تو سچ کہتا ہے"

Marfat.com

جب یہی بات کسی اور شخص نے سنی تو کہا۔
"عتبہ جھوٹا ہے۔"
اس پر ایک اور شخص نے جو اس قسم کی باتوں کو سمجھتا تھا کہا۔
" دونوں نے ٹھیک کہا۔ عتبہ نے اس لئے سچ کہا کہ انہوں نے اپنی محبت میں تھکان محسوس کی۔ اور دوسرے شخص نے جو اسے جھوٹا کہا تو اس لئے کہا کہ اس نے محبت میں راحت اور انس محسوس کیا تھا۔"
ایک شب حضرت عتبۃ الغلام رحمتہ اللہ علیہ سوئے نہیں اور تابہ سحر پکارتے رہے۔
" اے اللہ ! مجھے عذاب میں مبتلا کر یا رحمت سے نواز میں ہر حال میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"
یعنی عذاب کی تکلیف اور نعمت کی لذت بدن کو حاصل ہوتی ہے۔ لیکن محبت کا معاملہ دل سے ہے کیونکہ رضا محبت کا نتیجہ ہے۔ محبوب جو کچھ کرے محب اس پر راضی ہوتا ہے۔

حضرت علی رامیتنی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

❋ فرمایا۔
✪ عاشق تین عید کیا کرتے ہیں۔ ایک یاد الٰہی کی اور دو یاد کے درمیان۔ پہلے وہ بندے کو توفیق دیتا ہے کہ اس کی یاد کرے۔ پھر جب بندہ اسے یاد کرتا ہے تو اسے شرف قبولیت سے مشرف فرماتا ہے۔ پس توفیق، یاد اور قبولیت تین عیدیں ہوئی۔
❋ فرمایا۔
✪ رات عاشقوں کا خلوت کدہ ہے۔ رات کی خاموشی میں وہ اپنے راز و نیاز بارگاہ بے نیاز میں پیش کرتے ہیں۔

از صبح وجود بے خبر بود عدم
آنجا کہ من و عشق تو بودیم بہم

(ترجمہ) جہاں میں اور تیرا عشق یکجا ہوئے وہاں عدم صبح وجود سے بے خبر تھا۔

حضرت علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

❋ فرمایا۔
✪ اپنے آپ سے غیبت اور حق سبحانہ کے ساتھ حضور بقدر عشق کے ہوتا ہے اور افراط

Marfat.com

محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ عشق جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسی قدر عاشق کو اپنے آپ سے غیبت اور معشوق کے ساتھ حضور زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت عبدالقاہر سہروردی (ضیاء الدین ابوالنجیب) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ جو لوگ حالت قرب میں عظمت الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہیں ان پر محبت و رجا کا غلبہ ہوتا ہے۔

حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ ابتداء میں طلب ہوتی ہے۔ درمیان میں درد اور انتہا میں عشق اور اس انتہا کو حقیقی انتہا نہ سمجھا جائے کیونکہ انتہائے حقیقی سے عشق قاصر ہے۔ وہاں معاملہ عالی و فاخر سے پرے ہے۔

* فرمایا۔

☆ سلوک محبت کے شروع میں ہے اور عشق غلبہ محبت کا نام ہے۔

* فرمایا۔

☆ محب کو آرام و لذت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

* فرمایا۔

☆ عاشقوں کا دل خواب میں بھی بیدار ہوتا ہے اور ان کی آنکھوں کا پانی جسم میں غرق ہو کر ہر عضو کو نورانی مدد پہنچاتا ہے اور سستی و کاہلی کو باہر نکال پھینکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اذان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم اقدس پر انگوٹھے چومنا ادب اور محبت کے قرین سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبوب کے پاس رہتے ہوئے محب کو اکثر بھوک نہیں لگتی اور نہ فاقہ کی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔
* فرمایا۔
☆ درود پاک پڑھنے کا محرک بجز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کے کوئی چیز بھی نہ ہو۔
* فرمایا۔
☆ بڑے کی محبت سے خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو چھوٹے کو نفع نہیں ہوا کرتا جب تک کہ چھوٹے ہی کو اس بڑے کے ساتھ محبت نہ ہو البتہ حق تعالیٰ کی محبت بندہ کے ساتھ اس قانون سے مستثنیٰ ہے کہ بندہ کتنا ہی روگرداں کیوں نہ ہو جب حق تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا تو وہ محبت اس کو ضرور نفع دے گی اور اپنا گرویدہ بنالے گی۔
نیز فرمایا کہ چھوٹے کو جب بڑے کے ساتھ محبت ہوا کرتی ہے تو بڑے کے اندر جو چیز بھی ہوتی ہے سب کھینچ لیتی ہے۔ مگر بڑا کسی سے محبت کرے تو وہ جاذب نہیں بنتا۔
* فرمایا۔
☆ محبت کسی کی بھی شرکت کو قبول نہیں کرتی۔
* فرمایا۔
☆ آتشِ محبت کے دو کایئے (کائیہ جس کو تپا کر ٹانکا لگایا جاتا ہے۔ یا داغنی جس سے جانوروں کو داغ کر نمبر وغیرہ ڈالتے ہیں۔ یعنی وہ تپش محبت ہے جو اتباع اور تاثیر پر مجبور کرے) ہر وقت اس کو داغتے رہتے ہیں کہ مشاہدہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (کی داغنی) داغتی ہے ذات ولی کو۔ اور حق تعالیٰ کا مشاہدہ داغتا ہے روح کو۔ اور دونوں مشاہدے اس کو حکم دیتے ہیں نماز پڑھنے کا اور دیگر تمامی احکام شرعیہ کا۔

حضرت عمر بن عثمان مکی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ حق تعالیٰ نے دلوں کو اجسام سے سات ہزار برس پہلے پیدا کیا اور مقام قرب میں رکھا۔

Marfat.com

روحوں کو دلوں سے سات ہزار برس قبل پیدا کیا اور انس کے مقام پر رکھا۔ باطن کو روحوں سے سات ہزار برس بیشتر پیدا کیا اور مقام وصل میں رکھا۔ ہر روز تین سو ساٹھ بار اپنے جمال ظاہر سے باطن پر تجلی فرمائی۔ اور تین سو ساٹھ بار عنایت فرمائی اور روحوں کو کلمہ محبت سنایا اور تین سو ساٹھ بار لطائف سے دلوں کو نوازا۔ سب نے عالم کائنات پر نظر کی تو اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ غرور و تفاخر رونما ہوا۔ حق تعالیٰ نے اسی واسطے انہیں آزمائش میں ڈال دیا۔ باطن کو دل میں اور دل کو جسم میں مقید کر دیا۔ پھر عقل کو ان میں سمو دیا۔ انبیاء علیہم السلام کے ذریعے احکام دیئے اور اس طرح سب اپنے اپنے مقام کے جویا ہوئے۔ نماز کا حکم ہوا تو جسم نماز میں مشغول ہو گیا۔ دل محبت سے سرشار ہو گیا۔ جان کو قرب حق کی تلاش ہوئی اور باطن وصل حق میں تسکین کا طالب ہوا۔

* فرمایا۔

☆ محبت بھی داخل رضا ہے اور محبت سے رضا کو اس لئے جدا نہیں کیا جا سکتا کہ بندے کو ہر وہ چیز عزیز ہوتی ہے جس سے وہ راضی رہے اور جس سے وہ راضی نہ ہو اس کو محبوب بھی نہیں سمجھتا۔

* فرمایا۔

☆ بندہ اسی کو محبوب جانے جس سے زیادہ کوئی محبوبیت کے قابل نہ ہو۔

* فرمایا۔

☆ یگانہ و یکتا اللہ تعالیٰ کے ساتھ منفرد انسان نے تنہائی اختیار کی چنانچہ وہ تنہا رہ گیا اور عاشق تنہا ہی ہوا کرتا ہے۔

حضرت علاء الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ

آپ گہری سوچ میں غلطاں تشریف فرما تھے کہ معاً اپنے سر مبارک کو اٹھایا اور باانداز خود کلامی فرمانے لگے۔

"اے احمد! عاشقان ذات حق کے لئے جنت و دوزخ دونوں حرام ہیں۔ بہشت نیک اعمال کا صلہ اور دوزخ برے اعمال کی سزا ہے۔ لیکن عاشقان الٰہی اس ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کے صلہ میں دنیا و مافیہا کو ہیچ سمجھتے ہیں۔"

اور پھر رقت آمیز لہجے میں یہ اشعار پڑھنے لگے۔

احمد بہشت و دوزخ بری عاشقان حرام است
ہر دم رضائے جاناں رضوان شدہ ست مارا

Marfat.com

زندہ آنست کہ جانے در دست
اوست کہ از عشق نشانے در دست

اگر تو عاشق مستی بکوئے یار برقص
برقص لیک چو طاؤس ہوشیار برقص

ما عاشق ظہور جمال محمد ﷺ
سرمست از شراب وصال محمد ﷺ

ما عاشق کوئے مصطفےٰ ﷺ ایم
ماست زبوئے مصطفےٰ ﷺ ایم

- ☆ اے احمد! عاشقان الٰہی کے لئے جنت و دوزخ دونوں کی طلب حرام ہے۔ انہی صرف اپنے محبوب کی رضا اور اس کی خوشنودی ہی مطلوب و مقصود ہوتی ہے۔
- ☆ زندہ وہ ہے جس کے اندر جان ہے یعنی وہ جس کے اندر عشق کا نشان ہے۔
- ☆ اے طالب! اگر تو عاشق ہے اور اس عشق میں سرمست ہے تو پھر دوست کے کوچہ میں پہنچ کر رقص کر۔ البتہ مور کی طرح ہوشیار ہو کر رقص کر۔
- ☆ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر و باطن میں دیکھ کر ہم اس پر عاشق ہو گئے ہیں اور وصال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشہ شراب میں ہم سرمست اور مدہوش ہیں۔
- ☆ ہم تو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور دلدادہ ہیں۔ ہم تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو کے مست اور متوالے ہیں۔

بعد ازاں حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا۔

دوستو! رب کریم فرماتا ہے۔

"اے فرزند آدم! سوائے میرے کسی سے محبت مت کر اور کسی سے مت مانگ۔ جب تک کہ تو مجھے پائے اور تو مجھے ہمیشہ موجود پائے گا۔

اے فرزند آدم! میں تیرا دوست ہوں اور تو بھی میرا دوست بنا رہ اور میری محبت اور عشق سے کبھی خالی نہ ہو۔"

حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

آپ اکثر بارگاہ رب العزت میں دعا کیا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنا حبک وحب من یحبک وحب مایقربنا الیک○

Marfat.com

(ترجمہ) اے اللہ! ہمیں اپنی محبت عطا فرما اور ہر اس شخص کی محبت جسے تو پیارا رکھتا ہے۔ اور ہر اس چیز کی محبت دے جو تیری بارگاہ میں قریب کر دے۔

حضرت عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* وجد کے ساتھ دل کی خوشی اور محبوب کی ملاقات کے قرب کی محبت کا نام شوق ہے۔
* فرمایا۔
* وصل نام ہے محبوب سے اس اتصال کا جس کے بعد کچھ بھی یاد نہ رہے۔

حضرت عبیداللہ ادام اللہ برکات رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* عاشقوں کے لئے شادمانی و غم بس اسی کی ذات ہے۔ خدمت' کام اور اس کی اجرت بس وہی ہے۔ معشوق کے سوا اگر کوئی اور عشق کا تماشائی ہے تو اس کو عشق نہیں کہتے۔ بلکہ وہ محض ہرزہ سرائی ہے کہ عشق تو ایک ایسا شعلہ ہے کہ معشوق کے سوا ہر چیز کو جلا ڈالتا ہے۔

حضرت عبداللہ منازل رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* عشق صرف اسی سے کرو جو تم سے عشق کرتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن پاک رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* شجر ادب کو جس قدر شیریں اور کثرت سے پھل لگتا ہے اور کسی درخت کو نہیں لگتا۔ محبت و عشق کی اصل بھی ادب ہی ہے۔

حضرت عمیر بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* سب سے پہلی چیز جو لوگوں میں سے اٹھ جائے گی وہ الفت و محبت ہے۔

Marfat.com

حضرت عمر بن فارض رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اگر محبوب کا قرب نصیب ہو جائے تو ساری راتیں لیلۃ القدر ہیں جس طرح اس کی ملاقات کا ہر دن جمعہ کا مبارک دن ہے۔

حضرت عبدالقادر جیلانی (غوث الثقلین) رحمتہ اللہ علیہ

آپ بر سر منبر کھڑے تھے' چہرے سے نور ہویدا تھا' بے شمار لوگ خاموش بلب مؤدب بیٹھے منتظر تھے کہ کب آپ اپنی زبان حق بیان کو جنبش دیتے ہیں تاکہ تشنگان بادۂ معرفت الٰہیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی پیاسی روحوں کو سیراب کر سکیں۔ اشتیاق دم بہ دم فراواں ہوتا جارہا تھا لیکن کسی میں تاب گفتار نہیں تھی کہ عرض کر سکے۔

"اے شیخ! اپنے ارشادات عالیہ سے ہم بے حقیقتوں کو نوازیں۔ معرفت الٰہیہ کے خزانوں کا در وا کریں۔ عشق و محبت کے لازوال و سدا بہار شگفتہ پھولوں سے ہمارے مشام جان کو معطر کریں۔ رشد و ہدایت کے نجوم و ماہتاب سے ہمارے تاریک سینوں کو روشنی بخشیں اور پند و نصائح سے ہمارے اذہان میں انقلاب عظیم برپا کریں۔"

اور پھر ایکا ایکی فضا میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کے آب خنک و شیریں سے تر زبان سے حضرت عبدالقادر جیلانی غوث اعظم آبدار گہر ریزے بکھرنے لگے۔

اے شمع محبت کے پروانو! زہد شریعت کی معیت میں ہوتا ہے اور حب علم کی معیت میں۔ یہ اس کا شریک ہے اور اس کا وزیر ہے۔ جہاں تک محبت کا تعلق ہے تو یہ اس قلبی لگاؤ کا نام ہے جو محبوب کے لئے پیدا ہو۔ اور دنیا محبت کرنے والوں کی نظر میں انگوٹھی کے حلقہ یا غم و الم کی طرح محسوس ہونے لگے۔ محبت دل کی تشویش و فکر کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے حاصل ہوتی ہے۔ اس حالت میں عاشق کو دنیا ماتم کدہ نظر آتی ہے۔

اے صاحبزادہ! محبت وہ شراب ہے جس کا نشہ کبھی نہیں اتر سکتا۔ ہر وقت مدہوشی کا عالم طاری رہتا ہے۔ محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطن میں ہر حال میں خلوص قائم رہے جس میں خلوص نیت کا دخل رہے۔ محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے اور قطع تعلق کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشے میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا۔

Marfat.com

وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب شفایاب نہیں ہوتے۔ وہ محبوب کے تذکرہ کے بغیر لذت حاصل نہیں کرتے۔ محبوب کے سوا انہیں کسی سے انسیت نہیں ہوتی۔ انہیں اغیار سے وحشت ہوتی ہے۔ وہ کسی کی پکار کا جواب نہیں دیتے ہیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ محبت ویران کر دیا کرتی ہے۔ پردہ اور سر کی دیواروں کو' حیا کی دیواروں کو' وجود کی دیواروں کو اور مخلوق پر نظر کرنے کی دیواروں کو گرا دیتی ہے۔ کیونکہ محبت کاملہ ہوئے پیچھے نہ اپنی خبر رہتی ہے نہ غیر کی اور تیری محبت اس وقت تک کامل نہ ہوگی جب تک کہ تیرے حق میں ساری اطراف مسدود ہو کر صرف ایک جہت باقی نہ رہ جائے۔ تیرا محبوب عرش سے لے کر فرش تک جملہ مخلوقات کو تیرے قلب سے نکال باہر کرے گا۔ پس تو نہ تو دنیا کو محبوب سمجھے گا نہ آخرت کو۔ اپنے آپ سے وحشت کھائے گا اور اس کی ذات سے انس پائے گا۔ پس محبت ایک ایسی آرزو اور ایک ایسی خواہش ہے جو ہر مصیبت کو آسان بنا دیتی ہے۔

میں گر کروں بیان محبت کی داستاں
ہو جائے آگ سرد بغیر اشتعال کے

حق تو یہ ہے کہ جس نے محبت کا حق کماحقہ' پورا نہ کیا اس نے ایک فرض پورا کرنے میں کوتاہی کی۔

صاحبو! شرط محبت یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ نہ تیرے لئے ارادہ باقی رہے اور نہ اس کو چھوڑ کر دنیا یا آخرت یا کسی مخلوق سے مشغولیت ہو۔ یہ تم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جانا چاہئے کہ محب اپنے قبضہ میں کچھ نہیں رکھتا۔ سب کچھ اپنے محبوب کے حوالے کر دیا کرتا ہے۔ محبت اور اپنا قبضہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ حق تعالیٰ کا محب جس کو اس کی سچی محبت ہوتی ہے وہ اپنا مال' اپنا نفس اور اپنا انجام سب اسی کے سپرد کرتا اور اپنے نفس اور دوسروں کے متعلق اس کو مختار کل بنا دیتا ہے۔ لاریب جو شخص محبت میں سچا ہوتا ہے وہ بجز محبوب کے کسی دوسرے کے پاس کھڑا بھی نہیں ہوتا۔

اے عاشقو! محب کی حالت قبض کی ہوتی ہے اور محبوب کی حالت بسط کی۔ ناکامی محب کا حصہ ہے اور عطا محبوب کا حصہ۔ بندہ جب تک محب اور طالب رہتا ہے تو سرگشتگی و پراگندگی و شکستگی اور کسب معاش کے اندر رہتا ہے اور جب نمبر پلٹتا ہے کہ محبوب اور مطلوب بن جاتا ہے تو اس کے حق میں معاملہ بھی پلٹ جاتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ محب جو محبوب بنتا ہے تو اس وقت بنتا ہے جب کہ اس کا قلب اپنے مولا کریم کے ماسوا سے پاک ہو جائے۔ پس ناز و خوشحالی و فراخی رزق اور مخلوق کا مسخر ہونا اس کو نصیب ہوتا ہے۔ اور یہ سب محب ہونے کی حالت پر صبر و استقامت کی برکت ہے کہ نہ عاشقانہ مشقتوں پر صبر کرتا اور نہ معشوقانہ ناز کرنا نصیب ہوتا۔

Marfat.com

اے مخاطب! محبوب کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال۔ مطلوب کے پانے کے عشق اور محبوب کے دیکھنے کے شوق کے لئے ایسے پختہ ارادے سے منازل کے قطع کرنے میں جلدی کر۔ حرمت کے حرم میں داخل ہو۔ عبودیت کے مقام پر کھڑا ہو۔ عشق و سوزش کی بزرگی کا قصد کر۔ پھر جلا تو ارواح کے برابر کھڑا ہو گا۔

ایک دن مجھے الہام ہوا کہ اے عبدالقادر! تم ہمارے ساتھ عاشقی چاہتے ہو یا معشوق بننا چاہتے ہو۔ میں نے اس کا ذکر اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر بی بی فاطمہ رحمتہ اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے فرمایا۔

"بیٹا! تم معشوقی قبول کرو اور عاشقی ہرگز قبول نہ کرنا۔ عاشقی کا کوچہ بہت دشوار گزار ہے۔"

اے صاحبزادہ! محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرط ہے فقر و افلاس اور حق تعالیٰ کی محبت کی شرط ہے بلا و تکلیف۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کا راستہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں ہے۔ رب کریم سے اس کی محبت کے علاوہ تمام اولیاء و اصفیاء اور صالحین کی محبت بھی طلب کرتے رہو تاکہ تم ان کی محبت میں موافقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے موافق بن جاؤ۔ علاوہ ازیں رب العالمین سے رضا و غنا طلب کرتے رہو۔ یہی راحت عظیم ہے۔ یہی مومن بندے کے لئے اللہ ذوالجلال کی محبت کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ لہٰذا جس کو اللہ کریم اپنا محبوب بنا لیتا ہے اس کو دنیا و آخرت میں کسی طرح کا عذاب نہیں دیتا۔ اور یہی چیز اللہ تعالیٰ سے ملحق و واصل کر دیتی ہے۔ لیکن یہ بھی بغور سن لو کہ رب ودود کی محبت کی شرط یہ بھی ہے کہ اس کی موافقت ہو۔ اپنے نفس کے بارے میں اور دوسروں کے بارے میں۔ اس کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ ماسویٰ اللہ تعالیٰ سے سکون نہ پائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سے انس رکھے اور اس کے ساتھ وحشت میں نہ پڑے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت بندے کے قلب میں ٹھہر جاتی ہے تو وہ اس سے مانوس ہوتا اور ہر اس چیز کو دشمن سمجھنے لگتا ہے جو اس کو مولا کریم کی طرف سے غافل بنا دے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ محبت کرتا ہے تو اس کو مبتلاء بلا و آزمائش کرتا ہے۔ اور جب آزمائش میں ڈالتا ہے تو اسے صبر بھی عطا فرماتا ہے۔ تم جتنا بھی اس کے احکامات کی تعمیل کرو گے اور اس کی ممنوعات سے باز رہو گے اتنی ہی تمہارے ساتھ محبت بڑھے گی۔ اور جس قدر بھی اس کی بلاؤں پر صبر کرو گے اسی قدر اس کے ساتھ تمہارا قرب زیادہ ہو گا۔

ایک بزرگ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہی نہیں کہ اپنے محبوب کو تکلیف پہنچائے۔ ہاں البتہ اس کو بلاؤں سے آزماتا ہے اور صابر بنا دیتا ہے کہ صبر کی بدولت مصیبت کی تکلیف

Marfat.com

بھی محسوس نہ ہو اور صابر قرار پاکر قرب میں ترقی کرے۔

اے فرزند! اللہ تعالیٰ واحد ہے اور محبت میں بھی واحدنیت و یکتائی کو محبوب رکھتا ہے۔ لیکن جب تم کسی غیر کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کرنا چاہو گے تو تمہاری محبت میں یقیناً نقص پیدا ہو جائے گا۔ محبت دو حصوں میں منقسم ہو جائے گی اور اکثر تمہارے قلب میں اس کی محبت قائم ہو جاتی ہے جو تمہارے لئے ظاہری وسیلہ بنتا ہے۔ اور جس کے ہاتھ سے تم تک نعمت کی رسائی ہوتی ہے۔ جس کی بنا پر تمہارے قلب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کم ہو جاتی ہی۔ چونکہ رب کریم غیور ہے لہٰذا کسی غیر کی شرکت کو گوارا نہیں کرتا اس لئے غیروں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا جاتا ہے۔ اس کی زبان کو تمہاری تعریف کرنے سے اور اس کے قدموں کو تمہاری جانب اٹھنے سے باز رکھتا ہے تاکہ اس کے شغف میں اللہ تعالیٰ سے غفلت اختیار نہ کرو۔ اس کی وحدانیت کو تسلیم کرتے ہوئے صرف اسی سے محبت کرتے رہو۔ اور اس کے سوا کسی کے شہر پر نظر نہ ڈالو۔ اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ وہ محبت صادق ہے جس میں تغیر نہ آئے اور وہ محبت الٰہی ہے جس کو تم اپنے قلب کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور وہی محبت روحانی صدیقوں کی محبت ہے۔

اے اللہ سے محبت کے دعویدارو! یہ اصل اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں سے محبت کرتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو شخص رب کریم سے محبت کرتا ہے وہ دوسروں سے محبت نہیں رکھتا۔ اس کی محبت تیرے قلب سے جملہ ماسواء کی محبت زائل کر دے گی۔ جب حق تعالیٰ کی محبت بندہ کے قلب میں جم جاتی ہے تو غیر کی محبت اس کے قلب سے نکل جاتی ہے کہ اسی کی محبت اس کے عضو عضو میں سرایت کر جاتی ہے اور اس کا ظاہر و باطن' عادت سے خارج کر کے آبادی سے باہر نکال لاتی ہے۔ پھر جب مخلوق سے توحش کا اثر تام ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو محبوب بنا لیتا ہے۔ لہٰذا اے صاحبزادہ! تو دنیا و آخرت دونوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے اوپر لازم کر اور اسی کی محبت کو اپنے نزدیک ہر چیز سے زیادہ اہتمام کے قابل بنا لے کہ اس کے بغیر تجھ کو چارہ نہیں۔

اے کذّاب! تو نعمت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو محبوب سمجھتا ہے۔ لیکن جب بلا آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ گویا کہ اللہ عزوجل تیرا محبوب تھا ہی نہیں۔ بندہ تو آزمائش کے وقت ہی ظاہر ہوتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلائیں آئیں اور تو جما رہے تو بے شک تو محب ہے۔ اور اگر تیری حالت میں تغیر آ جائے تو جھوٹ کھل گیا اور پہلا دعویٰ محبت کا ٹوٹ گیا۔

ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ بلا و مصیبت ولایت پر تعینات کر دی گئی ہے تاکہ ہر کوئی دعویٰ ولایت نہ کر سکے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کا مدعی بن بیٹھتا۔ پس بلا اور فقر پر جمے رہنے کو رب کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے علامت بنا دیا گیا۔ پس

Marfat.com

جو بندے محب ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے۔

اے غافلو! اپنی غفلتوں سے بیدار ہو۔ تیرا قلب اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم چلتا ہے تو اس کی محبت تیری طرف کئی قدم چلتی ہے۔ وہ اپنے عشاق سے ملنے کا عشاق سے زیادہ مشتاق ہے کہ عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے انگنت۔ جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے لئے اس کے سامان جمع فرما دیتا ہے۔ یاد رکھو اللہ جل جلالہ کا محب اللہ کریم کا مہمان ہے اور مہمان کھانے' پینے' پہننے یا کسی حالت کی بھی صاحب مکان سے فرمائش نہیں کیا کرتا بلکہ جو کچھ بھی میزبان سامنے رکھ دے اس پر ہمیشہ موافقت رکھنے والا صابر اور راضی رہتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ مولا کریم اپنے محبین کو دنیا کے ساتھ ایک لحظہ بھی نہیں چھوڑتا۔ وہ اس کی طرف سے ان پر مطمئن نہیں ہے۔ نہ ان کو ان کے ساتھ چھوڑتا ہے اور نہ اپنے کسی غیر کے ساتھ۔ بلکہ وہ ان کے ساتھ ہے اور یہ اس کے ساتھ ہیں۔ ان کے دل ہمیشہ اسی کی یاد میں مصروف' اسی کے سامنے حاضر دوسروں سے روگرداں اور اسی پر متوجہ رہتے ہیں۔ پس وہی ان کا ساتھی ہے' وہی ان کا نگہبان اور وہی ان کا انیس و غم خوار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"حق تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کرتا ہے کہ اے جبرئیل! فلاں شخص کو سلاؤ اور فلاں شخص کو اٹھاؤ۔"

اس کی دو تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ فلاں محب کو اٹھا دو کہ کمربستہ ہو کر ریاضت میں لگے اور فلاں شخص یعنی محب کو سلا دو کہ آرام کرے۔ لاریب جب محبت صحیح ہو جاتی ہے تو تکلیف زائل ہو جاتی ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ فلاں بددین و ریاکار کو سلا دو کیونکہ مجھے اس کی آواز ناگوار گزرتی ہے۔ اور فلاں مخلص تہجد گزار کو اٹھا دو کیونکہ مجھ کو اس کی آواز کا سننا پیارا معلوم ہوتا ہے۔

صاحبو! جو محبین ہیں ان کے لئے یوں ارشاد ہو گا۔

"تم نے مجھے یعنی اللہ تعالیٰ کو مقدم سمجھا میری ساری مخلوق پر۔ یعنی دنیا پر بھی اور آخرت پر بھی۔ تم نے اپنے قلوب سے مخلوق کو علیحدہ اور اپنے اندرون سے ان کو جدا رکھا ہے لہٰذا یہ میرا دیدار تمہارے لئے ہے۔ میرا قرب تمہارے لئے ہے اور تم ہی میرے حقیقی بندے ہو۔"

اے صاحبزادہ! غور سے سن لے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کو محبوب بناتا ہے تو اس کے قلب میں اپنا شوق اور وجد ڈال دیتا ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ محبت خود محب و محبوب کے

Marfat.com

درمیان ایک پردہ ہے، جب محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب میں واصل ہو جاتا ہے۔ ایک دن میں نے رب العزت کو دیکھا، پس میں نے دریافت کیا۔

"اے رب! عشق کے کیا معنی ہیں۔

✻ فرمایا۔

✫ "عشق حجاب ہے عاشق و معشوق کے درمیان"

کسے کہ خلعت سلطان عشق پوشید است
بجلہائے بہشتی کجا شود دل شاد

(ترجمہ) جس نے عشق کی بادشاہی کا لباس پہن لیا اس کا ان بہترین لباسوں سے دل مسرور نہیں ہوتا۔

اے میرے مرید! سرشار عشق الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے پرواہ ہو اور جو چاہے کر کیونکہ تیری نسبت میرے نام سے ہے جو بہت بلند ہے۔

اور پھر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بقدر بلند آواز ارشاد فرمایا۔

اے فرزند! غور سے سن لے کہ بے ادب معرفت الٰہیہ اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم و نامراد رہتا ہے۔

اور پھر مجلس برخاست ہو گئی۔

حضرت عبدالعزیز شیخ رحمتہ اللہ علیہ

✻ فرمایا۔

✫ محبت کے دس مراتب اور ہر مرتبہ میں پانچ پانچ مدارج ہیں۔

پہلا مرتبہ : "الفت" یہ مالوف کی طرف میلان قلب کا نام ہے۔

درجات

ا۔ افعال و صنائع سے متاثر ہونا یا ذکر جمال

کوئی کسی سے کسی صاحب جمال کا ذکر سنتا ہے۔ اس کی دل میں اس صاحب جمال کی دوستی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی طلب کا داعیہ زور پکڑتا ہے۔ یہ الفت ہے اور محبت کا پہلا درجہ۔

Marfat.com

۲۔ کتمان میلان اور مشقتوں اور مصائب کا تحمل

اس میلان قلبی کا پوشیدہ رکھنا اور اس سلسلہ میں تمام مشقتوں کا تحمل یا برداشت کرنا۔

۳۔ تمنا

یہ مقام ہوس ہے۔ تمنائے قربت محبوب و آرزوئے دیدار مشتعل ہوتی ہے۔ نہ جان کی پرواہ رہتی ہے نہ ہلاکت ہی کا کوئی اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر وصال یار دشوار یا محال ہو تو اس کی آرزو میں مرجانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرہاد نے شیریں کی تمنا میں جان ہی دے دی۔

۴۔ اخبار دوست سے لطف لینا یا اخبار و استخبار

تمنائے قرب و آرزوئے دیدار محبوب میں محب اپنے محبوب سے پوری طرح باخبر رہنا چاہتا ہے۔ اسی لئے دریافت حال کیا جاتا ہے۔

۵۔ تضرع یا آہ وزاری

یہ درجہ تملق یا خوشامد کا ہے۔ عاشق روتا ہے۔

دوسرا مرتبہ : "صداقت" قلب کا وفا و خطا۔ جفا و منع میں برابر رہنا ہے۔

درجات

۱۔ صفا

اس کے پائے جانے کی علامتیں یہ ہیں۔ نفس و خواہش نفس کو دشمن رکھنا۔ آرزو مراد کی مخالفت کرنا۔ ترک شہوات یا خواہشات شہوانیہ اور دنیا کی محبت سے خالی ہونا۔ اس حالت میں دوست کی نقمت (سزا۔ بدلہ) نعمت سمجھی جاتی ہے اور اس کی بلا کو عطا۔

۲۔ غیرت

اس مقام میں محب غیور ہو جاتا ہے اور غیرت کے مارے نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے محبوب کا نام بھی لے۔ یا اس کو ایک نظر دیکھے۔ غیرت کے اس مقام میں آگے چل کر محب کو خود اپنی ذات پر غیرت آنے لگتی ہے۔

Marfat.com

۳۔ اشتیاق

اس مقام میں آتش شوق و آرزو بھڑک اٹھتی ہے اور بے چارہ بے اختیار ہو کر فریاد کرتا ہے۔

۴۔ ذکر محبوب

جو شخص جس چیز کو چاہتا ہے اس کا اکثر ذکر کیا کرتا ہے۔ ایک عاشق بیمار ہوا۔ دوستوں نے پوچھا۔
"کیا تمہارے لئے طبیب کو بلائیں۔"
اس نے کہا۔
"طبیبی ذکر حبیبی"

۵۔ تحیّر

محبوب بلند قدر ہو۔ اس تک پہنچنا محال ہو تو حیرت و دہشت کے سوا کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

تیسرا مرتبہ : "مودت" اس میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔

درجات

۱۔ نیاحت و اضطرار

اس مقام میں نوحہ و زاری' فریاد و بے قراری ہوتی ہے۔

۲۔ گریہ و بکا

خود رسول عالیشان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں عرض کیا کرتے تھے۔
"اے اللہ! ہمیں چشم گریاں عطا فرما۔"

۳۔ حسرت

اس مقام پر پہنچ کر صاحب وداد اپنے ان اوقات پر حسرت کی نگاہ ڈالتا ہے جو ضائع گئے۔ اور ہر لحظہ جو بغیر محبوب کے بسر ہو اس پر نادم ہوتا ہے۔

Marfat.com

۴۔ تفکر در محبوب یعنی محبوب کی فکر

تفکر قرب محبوب کا موجب ہے اسی لئے ایک ساعت کے تفکر کو ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

۵۔ مراقبہ محبوب

یہ بہت بڑا مقام ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی۔ لوگوں نے دیکھا چہرہ مبارک زرد ہو گیا ہے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ہوش آیا تو فرمایا۔
"میں نے نماز میں حق تعالیٰ کا مراقبہ کیا۔ مجھے اپنی تقصیر پر حیا آئی۔"
تفکر اور مراقبہ میں فرق یہ ہے کہ تفکر کا تعلق عقل سے ہوتا ہے اور مراقبہ میں لطیفہ روح پر محبوب کی تجلی ہوتی ہے۔

چوتھا مرتبہ : "ہویٰ" اس میں وہ محبوب کی طرف ہمیشہ مائل ہونا یا آرزومند رہنا ہے۔

درجات

۱۔ خضوع یعنی عاجزی و فروتنی

وصال یار کیلئے اس کے دروازہ پر عاجزی و فروتنی سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں۔

۲۔ بذل یا اطاعت محبوب

نقد عمر کو راہ یار میں صرف کرنا ہے۔ اوقات حیات کا اطاعت محبوب میں بسر کرنا ہے۔

۳۔ صبر

شدائد و محن میں صبر ہے۔ عاشق کے لئے بجز صبر چارہ نہیں۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو مبتلائے بلا کرتا ہے۔ اب اگر بندہ صبر کرتا ہے تو اس کو اپنا برگزیدہ بندہ قرار دیتا ہے یعنی انواع نعمت سے سرفراز کرتا ہے جس میں بندہ کی سعی کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور اگر بندہ اس بلا سے راضی ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ناشائستہ صفات و افعال سے پاک کر دیتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے بندہ کے ساتھ۔

۴۔ تضرع یعنی عاجزی و گڑگڑانا

عاشق مہجور کی جب یہ حالت ہو جاتی ہے کہ نہ وصل یار اس کے امکان میں ہوتا ہے، نہ

Marfat.com

گلبن قرب کی ہوا اس تک پہنچتی ہے' نہ اس کے جسم میں طاقت آواز باقی رہتی ہے اور نہ روح میں قوت پرواز تو سوائے تضرع و زاری کے وہ کر بھی کیا سکتا ہے۔

۵- تسلیم و رضا

شرط رضا یہ ہے کہ بندہ اپنے مولا کے سامنے ایسا ہو جائے جیسا کہ مردہ غسال کے آگے ہوتا ہے۔ وہ اس کو جس طرف چاہے الٹتا پلٹتا ہے۔

پانچواں مرتبہ : "شغف" یہ لفظ قرآن حکیم میں عزیز مصر کی بیوی کے سلسلہ میں استعمال ہوا ہے۔ اس غلام (حضرت یوسف علیہ السلام) کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے۔

درجات

۱- امر محبوب کی مطاوعت یا فرمانبرداری اور اس کے حکم کا امتثال ہے خوشی سے اور بے اختیاری سے۔

قرآن پاک میں ہے۔

"جس طرح تجھ کو حکم ہوا اس پر قائم رہ" (پارہ ۱۲ رکوع ۱۰)

جانتے ہو کہ حکم کس امر کا ہوا ہے۔

"سب سے قطع کر کے اس کی طرف متوجہ رہ" (پارہ ۲۹ رکوع ۱۳)

۲- محافظت باطن از غیر

جو شخص اپنے باطن کی اغیار سے حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو انوار سے بھر دیتے ہیں۔ نیچے عاشق کی دعا ہوتی ہے۔

جز عشق تو عیشہا فراموشم باد
حزن تو بجائے جاں در آغوشم باد

(ترجمہ) اللہ کرے کہ تیرے عشق کے علاوہ مجھے زندگی کی تمام خوشیاں بھول جائیں۔
اور جان کی بجائے تیرا غم میری جھولی میں آجائے۔

۳- محبوب کے اعداء سے عداوت و دشمنی رکھنا۔

۴- محبوبان محبوب سے محبت کرنا

۵- اخفائے احوال۔

Marfat.com

جو عاشق و معشوق میں پیدا ہوتے ہیں۔ بقول حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ محبت کی شرط حالات کا پوشیدہ رکھنا ہے۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ اگر آنسو نہ ہوتے جو فضیحت کا باعث ہوتے ہیں تو احوال کا پوشیدہ رکھنا مردوں کے مراتب میں داخل ہے۔

چھٹا مرتبہ : "خلّت" یہ لفظ تخلیہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی محبوب کا اس کے ماسوئی سے خالی کرنا۔

درجات

۱۔ معاندت یا اغیار کی نگاہ سے چشم پوشی

ہوتا یہ ہے کہ محبوب جس کسی مجلس میں بیٹھتا ہے اغیار سے پریشان خاطر ہوتا ہے اور لوگوں کی ایذارسانی سے ڈرتا ہے۔ لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اور درپے آزار ہوتے ہیں۔ اس کی وضاحت میں رسالہ عشقیہ میں یہ آیت مبارکہ لکھی ہے۔

"ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے کچھ پڑھا شیطان نے اس کے پڑھنے میں شبہ ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب حکمت والا ہے۔ (پارہ ۱۷ ع ۱۴)"

محبت کے خلاف شیطان اور اس کے انصار اپنا محاذ تیار کرتے ہیں اور اس کو پریشان کرتے ہیں۔ اور اس کو رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، عشق میں رسوائی ضرور ہوتی ہے۔

۲۔ صدق

محبت راست بازی ہے اور راست باز اللہ تبارک وتعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔

۳۔ اشتہار یعنی مرضی محبوب سے اگر شہرت حاصل ہو تو اسے قبول کرنا۔ یعنی محبت کی تشہیر۔

اس مقام میں محب اپنی انانیت یا خودی سے باہر نکل آتا ہے۔ وہ شہرت و نمو اور رسوائی میں فرق نہیں کرتا۔ محبوب اپنے محب کے حال کو شائع کرتا ہے اور شہرت دیتا ہے کسی عاشق عارف نے دعا کی۔

"الٰہی! مجھے پوشیدہ رکھ"

اس کو جواب ملا۔

"اے شخص! حق کو کوئی چیز پوشیدہ نہیں کر سکتی۔"

Marfat.com

۴۔ شکوہ و گلہ و شکایت یعنی دوست ہی سے دوست کی شکایت کرنا مثل حضرت یعقوب و حضرت ایوب علیہم السلام۔

جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا۔

"میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہوں۔ (پارہ ۱۳ع ۴)۔"

اور رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں اور تجھ ہی سے گلہ و شکوہ ہے۔"

محب اپنے محبوب کی شکایت کس طرح کر سکتا ہے۔ لیکن وہ اپنی ذات و مسکنت' عجز و بیچارگی کا اظہار اسی کے سامنے کرتا ہے' غیر کے سامنے ہرگز نہیں کرتا۔ اسی کو شکوہ کہا جاتا ہے۔ عاشق کی شکایت بس اتنی ہے کہ آپ کے سوا میرا ہے کون جس کے سامنے اپنے درد و دکھ کو پیش کروں۔

۵۔ حزن

بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اس قلب کو جو اس کے لئے محزون ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ میں ان قلوب میں ہوں جو میرے لئے ٹوٹے ہوئے ہیں۔

ساتواں مرتبہ : "محبت" یہ نہایت شریف مرتبہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

"اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں"۔ (پارہ ۶ع ۱۲)

درجات

۱۔ حسن اخلاق

جو خلا و ملا یعنی تنہائی و سوسائٹی میں ہو۔ یا شدت و رخا یا تنگی و فراخی میں ہو۔ یہاں محب کے اقوال و افعال' حرکات و سکنات تمام مستحسن و پسندیدہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی آنکھیں دوست کے سوا کسی شئے کو نہیں دیکھتیں۔ اور اس کا دل محبوب کے سوا کسی کو جانتا تک نہیں۔ ہر ایک سے کٹا ہوا ہوتا ہے۔ بایں ہمہ جب وہ خلق کے ساتھ بیٹھتا ہے تو یہ جان کر کہ یہ اس کے محبوب ہی کی مخلوق ہے۔ مکارم اخلاق سے پیش آتا ہے۔ گو وہ خلق کے درمیان ہوتا ہے اور ان سے حسن اخلاق سے پیش آتا ہے لیکن باطن میں وہ خلق سے منقطع اور اپنے محبوب ہی سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس کا اصول کار یہ ہوتا ہے کہ جمع و وحدت دونوں کا وہ جامع ہے۔

Marfat.com

۲۔ ملامت و اظہار اور سکر و حیرت

اس مقام میں محب مدہوش ہوتا ہے۔ اور محبت کے جام مالامال سے بے ہوش۔ نہ فضیحت سے ڈرتا ہے اور نہ رسوائی سے خوف کرتا ہے۔ دیوانہ وار نکل پڑتا ہے اور مستانہ وار خرابات (عالم یا عارف کامل کے باطن سے مراد ہے) کی راہ لیتا ہے۔ اس مقام پر نوازش بھی بہت ہوتی ہے اور جانکاہی بھی بہت زیادہ ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے فرمایا۔

"میں نے تجھ کو اپنے لئے منتخب کیا۔" (پارہ ۱۶ ع ۱۱)

اور کبھی فرمایا۔

"تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔" (پارہ ۹ ع ۷)

کبھی محب کا درجہ بڑھاتے ہیں اور کبھی اس کو آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں۔ لیکن اگر محب کامل ہوتا ہے تو وہ کبھی محبوب سے اپنی نظر نہیں ہٹاتا اور اپنے تمام احوال میں مراد محبوب کا ہی مرید ہوتا ہے۔

۳۔ مشاہدۂ غیوب

اس مقام میں محب صاحب مکاشفہ ہو جاتا ہے اور محبوب اپنے بعض اوصاف و احوال اس پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے دل کو اپنی محبت کے انوار سے مملو کر دیتا ہے۔ اور اس کے سر کو لوح محفوظ کے محاذی کر دیتا ہے۔ لیکن اس مقام میں مکر و افتنان بھی بہت ہیں۔ بہت سے سر خاک میں مل جاتے ہیں اور بہت سی جانیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر محبوب کی عنایت دستگیری کرتی رہے اور محب اپنی آنکھیں غیر محبوب سے موند لے اور "نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی" (پارہ ۲۷ ع ۵) کے مصداق قائم رہے تو دولت قاب قوسین او ادنی (پارہ ۲۷ ع ۵) عطا ہوتی ہے۔ اور سعادت الم ترانی ربک (کیا تو نے اپنے رب پر نظر نہیں کی) سے نوازا جاتا ہے۔

۴۔ آرزوئے ملاقات دوست

محب اپنے خون میں ہزار بار نہائے اور بلا کی دار پر سینکڑوں مرتبہ کھینچا جائے تاہم اشتیاق وصال محبوب اور اس کی ملاقات کی آرزو اس کے دل میں تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ رد و قبول کا اندیشہ اس کے دماغ میں گزرتا نہیں۔ اگر لن ترانی کی ضرب اس کی جان پر ستر مرتبہ بھی لگائی جائے وہ ارنی انظر الیک کی صدا بلند کرتا ہی رہے گا۔

Marfat.com

۵- استیناس یعنی طلب انس و التماس لقا

اس کی شناخت یہ ہے کہ اسے غیر سے وحشت ہوتی ہے۔

آٹھواں مرتبہ : "عشق" یہ افراط محبت اور شدت محبت کا نام ہے۔ یہاں عقل و ہوش رخصت ہو جاتے ہیں۔ عشق وہ آگ ہے جو خرمن وجود کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔ اور نہال ہستی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکتی ہے۔ بقول حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ عشق وہ آگ ہے جو قلب میں دہکتی ہے تو محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا چھوڑتی ہے۔ ایمان بجز عشق کامل نہیں ہوتا۔

"اور جو مومن ہیں ان کو اللہ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے" (پارہ ۲ ع ۴)
تمام صوفیہ محبت و عشق کے وہبی ہونے کے قائل ہیں۔

درجات

۱- فقدان دل یعنی اپنے آپ کو گم کر دینا

جو گم کردہ قلب نہ ہو وہ عاشق نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص دل رکھتا ہے وہ دل کی خبر رکھتا ہے اور عشق سے بے خبر رہتا ہے۔

۲- تاسّف یعنی عمر وصال یار کے بغیر گزر رہی ہے

عاشق بے دل اس مقام میں بے معشوق ہر دم اپنی زندگی پر افسوس کرتا ہے۔

۳- وجد

وجد ایک ایسا عجیب حال ہے کہ نہ زبان اس کا بیان کر سکتی ہے نہ قلم۔ صاحب وجد کے لئے تمام دنیا حلقہ خاتم کی طرح تنگ ہو جاتی ہے بلکہ عالم ملکوت کی وسعت بھی اس کی نظر میں حقیر معلوم ہوتی ہے۔ اس کو نہ کسی جگہ آرام ملتا ہے نہ کسی مقام قرار۔

۴- بے صبری دوست کی جدائی پر

اس مقام میں عاشق کی طاقت جواب دے دیتی ہے اور اس کی جان اشتیاق یار میں جل جاتی ہی۔ آتش شوق اس کو جوش میں رکھتی ہے اور وہ شب و روز خروش میں مصروف رہتا ہے۔ عشق اور صبر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ دو ایک جا جمع نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

۵۔ صیانت یعنی حفاظت

اس مقام میں عاشق کی حالت ایک دیوانے کی سی ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں گریاں' دل بریاں' ہر گلی کوچے میں رواں دواں ہوتا ہے اور ہر صحرا میں پویاں و جولاں۔ محبوب کے سوا کسی چیز کو نہیں جانتا۔ معشوق کے نام کے سوا کوئی لفظ اس کی زبان پر نہیں آتا۔ جنون میں سنگ و گیاہ سے گفتگو کرتا ہے۔ اور نسیم صبا کو پیغام دیتا ہے۔ اہل عشق معشوق کی بو ہی سے زندہ ہوتے ہیں اور معشوق کا نام لے کر ہی وہ قبر سے اٹھتے ہیں۔

نواں مرتبہ : "تیم یا تیتم" یعنی غلام بنا دینا تابعدار کر دینا۔ متیم محبت کے دام میں گرفتار۔ ذلیل و خوار۔

اس مقام میں عجز و بندگی کا طوق عاشق کی گردن میں ڈالا جاتا ہے اور بے چارگی و غلامی کی زنجیریں اس کے پاؤں میں پہنائی جاتی ہیں۔

درجات

۱۔ تفرد یعنی دوست کے ساتھ ایک ہو جانا

اس منزل میں دوست غیر دوست سے مجرد ہو جاتا ہے۔ اس کو اپنے محبوب سے اتحاد حاصل ہو جاتا ہے۔ اس جا عاشق اپنی خودی سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اس حال پر حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"عاشق محو در عشق و عشق محو در معشوق"

یعنی عاشق عشق میں محو ہوتا ہے اور عشق معشوق میں محو ہوتا ہے اس جگہ غیرت معشوق کی تجلی کرتی ہے اور غیریت کے حجاب کو چاک کر دیتی ہے۔

۲۔ استتار

اس مقام میں پوشیدگی چاہی جاتی ہے اور یہ ہر دو جہت سے مطلوب ہوتی ہے۔ یہاں غیرت معشوق عاشق کی غیرت سے زیادہ ہوتی ہے۔ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"میں غیرت دار ہوں اور مجھ سے زیادہ کون غیرت دار ہے۔"

۳۔ بذل روح یعنی جان کی بازی لگانا

اس منزل میں جان کا کوئی امتیاز نہیں رہتا۔

Marfat.com

۴۔ خوف و ہیبت

اس مقام میں عاشق قطع محبت کے خوف سے لرزاں رہتا ہے۔ عاشق حق تعالیٰ کی صفت جباری، عزت و استغناء کو پیش نظر رکھ کر خوف یہ کھاتا ہے کہ دل کہیں عشق الٰہی سے کسی آن اس کے غیر کی طرف منتقل نہ ہو جائے۔ کہیں معشوق حقیقی اس کے کسی فعل سے ناراض نہ ہو جائے۔ ظاہر جو شخص کسی چیز سے شدید محبت رکھتا ہے وہ اس کے جاتے رہنے سے خائف بھی رہتا ہے۔ اگر محبوب ایسا ہو کہ اس کا جاتا رہنا ممکن ہو تو محب کو خوف ضرور ہو گا۔

۵۔ رجا

عاشق امید وصال سے شاداں ہوتا ہے۔ جو شخص حق تعالیٰ کی عبادت صرف محبت ہی کی اساس پر کرتا ہے اور اس سے ڈر اور خوف چھوڑ دیتا ہے تو وہ ناز کی وجہ سے اور زیادہ پاؤں پھیلانے کے سبب سے ہلاک ہو جاتا ہے۔

عارفین کا قول ہے کہ جو شخص صرف خوف کی وجہ سے عبادت کرتا ہے اور محبت نہیں رکھتا، وہ اس سے متوحش ہو کر بعید ہو جاتا ہے اور کٹ جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو حق تعالیٰ کی عبادت محبت اور خوف دونوں ہی کی وجہ سے کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنا محبوب و مقرب بنا لیتے ہیں۔ لہٰذا محب کو خوف ضروری ہے اور خائف کو محبت۔

دسواں مرتبہ : "ولہ" یعنی حیران ہونا۔ ڈرنا۔ محبت و عشق میں دیوانہ ہو جانا۔
اس مقام میں عظیم الشان خطرات ہیں۔ دوری میں عذاب اور قرب میں حیرت ہے۔

درجات

۱۔ سوال

جو محبوب سے تضرع و ابتہال و اخلاص کی زبان سے کیا جاتا ہے۔ جانتے ہو کہ معشوق سے معشوق کے سوا کوئی اور سوال نہیں کیا جاتا۔ عاشق کی منتہائے طلب صرف معشوق ہی ہوتا ہے۔

۲۔ شراب سلسبیل عشق کا نوش کرنا

اس مقام میں عاشقوں کے مذاہب و مشارب مختلف ہوتے ہیں۔ بعض اس کو کاسۂ درد میں نوش کرتے ہیں اور بعض کاسۂ اشتیاق میں۔ اور بعض اس کو حزن کے پیالے میں پیتے ہیں۔ بعض

Marfat.com

تاسف اور سختی کے پیالے میں۔ اس طرح ہر ایک حزن و آفت میں مبتلا ہوتا ہے۔

۳۔ سکر یعنی بے ہوشی

کسی عارف کا قول ہے کہ جو شخص ساغر محبت سے مست ہوا وہ مشاہدہ محبوب ہی سے ہوشیار ہوگا۔ محبت بے ہوشی ہے حیرت میں اور حیرت ہے بے ہوشی میں۔ اور محب مست ہوتا ہے۔

۴۔ اضطراب و بے خودی

کہا جاتا ہے کہ کوئی عاشق تنہائی میں رو رہا اور چیخ رہا تھا۔

"آگ آگ"

لوگ دوڑے' دیکھا کہ آگ موجود نہیں۔ پوچھا۔

"آگ کہاں ہے۔"

تو عاشق بہت رویا اور دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر بولا۔

"وہ اللہ تعالیٰ کی آگ جو سلگائی گئی ہے جو دلوں تک جا پہنچتی ہے۔" (پارہ ۲۲ ع ۲۹)

عاشق کی بیماری طویل ہوتی ہے اور شفائے علیل لقائے خلیل ہی سے ممکن ہے۔ محبت کی خاصیت ہی یہ ہے کہ محب کو ہمیشہ تعجب و اضطراب میں رکھے اور انواع اسقام میں مبتلا کرے۔

۵۔ تلف یعنی ذات محبوب میں فنا ہونا اور اس فنا سے بقا و حیات سرمدی کا حاصل کرنا۔

اب عاشق مرتبہ فنا تک پہنچتا ہے اور فنا سے بھی فانی ہو جاتا ہے۔ اور اس فنا میں بقائے ابدی و حیات سرمدی پالیتا ہے۔ اب محب اپنی صفت سے قائم نہیں ہوتا بلکہ ذات محبوب ہی سے باقی رہتا ہے۔

کسی نے دیکھا کہ مجنوں نے اپنا نقش اور لیلیٰ کا نقش ایک ساتھ زمین پر بنایا اور پھر لیلیٰ کے نقش کو مٹا دیا۔ پوچھا۔

"یہ خوب عشق ہے کہ محبوب کے نقش ہی کو مٹا دیا جاتا ہے۔"

مجنوں نے جواب دیا۔

"اگر لیلیٰ کو تم مجھ میں نہ پاؤ تو پھر اس کا نقش علیحدہ بنا لو۔"

عاشق کا وجود معشوق کے وجود ہی سے قائم و ظاہر ہوتا ہے۔ خود اس کا کوئی علیحدہ مستقل وجود ہی نہیں۔ عاشق کی بقا معشوق ہی کی بقا سے ہے۔ وہ فانی ز خویش و باقی بہ معشوق ہے۔ محب صادق جذب محبت کے زور سے خود کو محبوب میں کلیۃً ضم کر لیتا ہے۔ اپنی جان و تن کو محبت کی راہ

Marfat.com

میں صرف کرتا ہے اور ظاہر و باطن کی پوری قوت سے محبوب کو طلب کرتا ہے۔ اسی لئے صوفیائے کرام نے راہ عشق کو اقرب الطریق قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ احمد مغربی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ سب سے زاہد و دانشور صرف صوفیائے کرام ہیں جو آتش محبت میں فنا ہو کر بقائے دائمی حاصل کر لیتے ہیں۔

حضرت عطار رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ جس کو صدیقوں کا ادب نصیب ہوتا ہے اس کو انس و انبساط سے صلاحیت نصیب ہوتی ہے۔

* فرمایا۔

☆ محبت کی زندگی دل سے ہے مشتاق کے آنسوؤں سے ۔ عارف کے ذکر سے متوحد کی زبان سے اور صاحب تعلیم کے نفس سے۔

حضرت عزیز الدین پیر مکی جنیدی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ جو ایمان لائے اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سب سے زیادہ مگن ہو جائے۔

حضرت عبداللہ (شاہ) المشہور بہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ در کوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

(ترجمہ) تیری گلی میں عشاق اس طرح جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں کہ وہاں ملک الموت کی رسائی تک نہیں ہوتی یعنی راہ عشق میں مرنے والے فنا سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

بزرگان دین کی محافل میں دین و دنیا کے خزانوں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ بوریا نشین ہونے کے باوجود انؓ کی نظر لوح محفوظ پر ہوتی ہے۔ ان کا حال و مستقبل صرف اور صرف محبت و عشق ہوتا ہے۔ وہ محبوب حق کی محبت میں اس قدر غریق و مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز محبوب کے کچھ یاد نہیں ہوتا۔ سب جگہ مختلف رنگوں اور صورتوں میں انہیں صرف محبوب حقیقی ہی جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اور جب کبھی خاص نیازمند و محب حاضر خدمت ہوں تو ان کے بحر محبت و عشق میں طغیانی آجاتی ہے اور اس کی تہہ میں نہاں گرانمایہ و آبدار لعل و گہر جامہ الفاظ میں ان کی زبانوں سے نکلنے لگتے ہیں کہ سامعین حیرت بدنداں رہ جاتے ہیں۔

ایک دن حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ حضرت شیخ برہان الدین، حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی، شیخ بدر الدین غزنوی اور دیگر نیازمند موجود تھے کہ قلزم محبت و عشق میں بلند و بالا طوفانی لہریں اٹھنے لگیں۔ آپ مستانہ انداز میں فرمانے لگے۔

اے درویش! محبت میں سات سو مقام ہیں۔ مگر پہلا مقام یہ ہے کہ جو آزمائش محبوب کی طرف سے عاشق زار پر نازل ہو اسے چاہئے کہ وہ اس پر صبر کرے۔ کیونکہ آزمائش و ابتلا نکھار پیدا کرتی ہے۔ آلائشوں سے پاک کرتی ہے۔ اور جہاں محبت آجاتی ہے تو دوئی اٹھ جاتی ہے۔ وہاں یگانہ ہی بننا پڑتا ہے کہ اس کے بغیر وصال محبوب کے شرف سے مشرف نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی جان لو کہ محبت کا تعلق دل سے ہے۔ دل وہی زندہ ہے جس میں محبت و اشتیاق ہے۔ اور مومنین کے قلوب پاکیزہ زمین کی مانند ہیں۔ اگر محبت کا بیج اس میں بویا جائے تو رنگ برنگ کی نعمتیں پیدا ہوں گی۔

دل کی تین اقسام ہیں۔ ایک دل پہاڑ کی مانند ہوتے ہیں جو اپنی جگہ سے ذرہ برابر حرکت نہیں کرتے۔ یہ دل محبان صادق کے دل ہوتے ہیں۔ کچھ دل درخت کی مانند ہوتے ہیں کہ جڑ تو ان کی قائم ہے مگر شاخیں ہوا سے ہلنے لگتی ہیں۔ اور کچھ دل ایسے ہوتے ہیں جو درخت کے پتوں کی طرح ہوا کے ایک جھونکے سے ادھر سے ادھر ہو جاتے ہیں۔ مگر محبت میں پختہ اور سچا وہ شخص ہے جو یاد محبوب کے سوا کسی چیز کو پسند نہ کرتا ہو۔ علاوہ ازیں اہل محبت کی وفا کا تقاضا یہ ہے کہ خدائے قدوس کی سلطنت عظیمہ کا سب کچھ اپنی پوری زیب و زینت کے ساتھ ان کے سامنے پیش کر دیا جائے تو وہ منظور نہ کریں سوائے دیدار حق کے۔ ان کی نظر میں کائنات و مافیہا نہ جچے بلکہ اسے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں۔

ایک واصل بحق اپنی مناجات میں یوں کہا کرتا تھا:

"اے پروردگار! اگر تو قیامت کے دن مجھے جلائے گا یا دوزخ میں بھیجے گا تو مجھے تیرے جلال اور عزت

Marfat.com

کی قسم کہ دوزخ کے دروازے پر سینے سے ایک ایسی آہ نکالوں گا جس سے دوزخ کی ساری آگ نیست و نابود ہو جائے گی۔"

اس شخص سے پوچھا گیا۔

"میاں تو کیا کہہ رہا ہے۔ کیا کہیں دوزخ کی آگ بھی تباہ ہو سکتی ہے۔"

اس نے فرمایا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ اگر آتش محبت کے مقابلے میں دوزخ کی سی لاکھوں آگیں جلائی جائیں تو انہیں نابود کرنے کے لئے عاشق کے سینے کی ایک آہ کافی ہے۔ اس لئے کہ محبت کی آگ سے اور کوئی آگ تیز نہیں ہے۔"

اے درویش! صرف بندہ ہی اپنے رب کریم سے محبت نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے جو دو طرح کی ہے۔ ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری تو پیغمبر علیہم السلام ہیں اور باطنی عقل ہے۔ اس واسطے اگر عالم ہے اور عقل نہیں تو اسے علم کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ کتاب عشق میں مرقوم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"جب میرا ذکر بندۂ مومن پر غالب ہو جاتا ہے تو میں اللہ جو اس کا پروردگار ہوں اس کا عاشق ہو جاتا ہوں اور وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔"

عشق سے مراد محبت ہے۔ پھر انسان کو اس سعادت عظمیٰ سے کیوں محروم رہنا چاہیے۔

اے درویش! جب عشق کی تخلیق کی گئی تو خلاق عالم نے فرمایا۔

"اے عشق! تمہارا مسکن و جائے قرار دردمند انسانوں کے دلوں میں بنا دیا ہے۔ جاؤ اور وہاں رہو۔"

اور پھر عشق سے لاکھوں ریشے محبت کے پیدا فرمائے۔ پھر آواز دی۔

"سب مومنوں کی ارواح جمع ہو جائیں۔"

اور فرشتوں کو حکم دیا کہ عشق کو مجسم صورت میں بصد کرشمہ و ناز ان کے سامنے لایا جائے۔ وہ روحیں جو عشق و محبت حق کے قابل تر تھیں اور سلسلہ عشق و ریشہ محبت کو مضبوطی سے پکڑنے کی صلاحیت رکھتی تھیں وہ پہلی دفعہ ہی دریائے عشق میں غرق ہو گئیں۔ اور ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔ یہ ارواح انبیاء و اولیاء عشاق کی تھیں۔ بعض دیگر ارواح کو جو صرف دیدار میں مستغرق رہیں وہ اہل مجاز کی روحیں تھیں۔ لیکن جو اہل مجاز دولت حقیقت سے سرفراز ہوتے ہیں تو انہیں اپنی قدر کا شعور ہو جاتا ہے۔

عشق کی ابتداء حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جب ان کو اس دنیا میں پیدا کیا گیا تو جمال عشق ان کی نظروں کے سامنے لایا گیا۔ جونہی انہوں نے جمال عشق کو ملاحظہ فرمایا تو دیوانوں کی طرح پھرنے لگے۔ پھر فرشتوں سے خطاب ہوا۔

Marfat.com

"اے فرشتو! میں آدم (علیہ السلام) کے لئے مونس پیدا فرمانا چاہتا ہوں تا کہ ان کی دلداری کرے وگرنہ آدم (علیہ السلام) برداشت نہ کرسکے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔"

فرشتوں نے سر بسجود ہو کر عرض کی۔

"اے باری تعالیٰ! جو کچھ تو جانتا ہے ہم نہیں جانتے۔"

فرمان ہوا۔

"غور سے دیکھو میں اس کا مونس کس طرح پیدا کرتا ہوں۔"

حضرت آدم علیہ السلام تنہا تھے کہ ان کے بائیں پہلو سے حضرت حوا علیہ السلام پیدا ہوئیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کہا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔ انہوں نے دیکھا تو پوچھا۔

"اے صورت زیبا تو کون ہے۔"

عرض کیا۔

"میں آپ کی زوجہ ہوں تا کہ میری ہم نشینی میں آپ کو قرار نصیب ہو۔"

یہ کہنے کے بعد حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے نمناک آنکھوں سے یہ اشعار پڑھے۔

چنداں ناز است ز عشق تو برسر من
یادر غلطم کہ عاشقی تو بر من

یادر سر ایں غلط شود ایں سر من
یا خیمہ زند وصل تو اندر بر من

گفتم صنما مگر تو جانان منی
اکنوں کہ نگہ ہمی کنم جان منی

مرتد گر دم اگر زمن برگزری
اے جان جہاں تو کفر و ایمان منی

(ترجمہ) تیرے عشق سے میرے دل میں اتنا ناز پیدا ہو گیا ہے یا میں غلطی میں ہوں کہ تو مجھ پر عاشق ہو گیا ہے۔ یا تو یہ خیال میرے دماغ سے نکل جائے یا میرے پہلو میں تیرا وصل خیمہ زن ہو جائے۔

میں نے عرض کیا محبوب شاید تو میرا معشوق ہی ہے۔ اب جب دیکھتا ہوں تو تو ہی میری جان نظر آتا ہے۔ اگر تو مجھ سے چلا جائے تو مرتد ہو جاؤں گا۔ گویا اے جان جہاں تو میرا کفر و ایمان ہے۔

Marfat.com

اور پھر عشق کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے کہا۔

"عشق کی تحریک مشاہدہ معشوق سے ہوتی ہے۔ جب لوگ مجاہدہ میں مبالغہ کرتے ہیں تو وہ مجاہدہ مکاشفہ بن جاتا ہے۔ اور جب مکاشفہ مشاہدہ بنتا ہے تو عاشق اپنے آپ کو معشوق کی بارگاہ میں حاضر پاتا ہے۔ اس کا جذبہ عشق ترقی پذیر ہوتا ہے۔ بتدریج منازل عرفان طے کرتا جاتا ہے۔ حجابات درمیان سے اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ ایک مقام پر پہنچتا ہے تو اسے قرار آجاتا ہے۔ گویا وہ عالم تحیر میں پڑ گیا۔"

یہ فرما کر روتے ہوئے انہوں نے حضرت قطب الدین بختیار اوشی رحمتہ اللہ علیہ سے شنیدہ رباعی پڑھی ۔

اصل ہمہ عاشقی ز دیدار آید
چوں دیدہ باید آنکہ درکار آید

در دام بلا نہ فرغ بسیار آید
پروانہ بطمع نور در نار آید

(ترجمہ) عاشقی کی بنیاد مشاہدہ پر ہے۔ ان نظروں کی ضرورت ہے جو یہ کام سرانجام دے سکیں۔ مصیبت کے جال میں پرندے بکثرت نہیں پھنستے بلکہ پروانہ آگ میں نور کی چاہ ہی میں آتا ہے۔

اور پھر قدرے توقف کے بعد فرمایا۔

ہجر کی تڑپ سلطانی احساس ہے۔ یہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور مبارک سے مبارک جذبہ ہے۔ فرقت عشق کو ایک نئی زندگی دیتی ہے۔ درد فرقت محبت کی نشانی ہے۔ یہ محبت کو ظاہر بھی کرتی ہے اور اس کو پختہ بھی۔ جس کے کلیجے میں جدائی کا درد نہیں وہ وصال کے لئے کیا کوشش کرے گا۔

برہا برہا آکھئے برہا تو سلطان
فریدا جت تن برہانہ تپجے سوتن جان مسان

(ترجمہ) جدائی (عشق عشق) کا دعویدار تو ہر کوئی بنتا ہے جب کہ عشق سب کا سردار ہے۔ اے فرید! جس تن میں معشوق حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی جدائی کو وصل میں بدلنے کے لئے عشق موجزن نہیں وہ تن غیر آباد مسان کی طرح ہے۔

Marfat.com

اے درویش! عشق کی آگ ایسی ہے جو سوائے درویش کے دل کے اور کہیں قرار گزیں نہیں ہوتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی صاحب درد غلبہ شوق سے ایک آواز اپنے سینے سے نکال دے کہ تمام جہان مشرق سے لے کر مغرب تک اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب جل کر خاکستر ہو جائے۔ عشق وہ جوہر گراں بہا ہے جس کی قیمت کوئی جوہری بھی لگانے سے قاصر ہے۔ یہ وہ نعمت بے بہا ہے کہ جو کسی مقرب فرشتے کو بھی عطا نہیں کی گئی بلکہ انسان کو دی گئی۔

عام جسمانی بیماریوں میں بھوک اور نیند جاتی رہتی ہے۔ اب اگر سابقہ ہو آزار عشق سے اور عشق بھی ہو حقیقی تو فاقہ خود دوا بن جاتا ہے۔ اور نیند غائب ہو کر یاد محبوب کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کم خوابی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مریض عشق بے تکلف عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتے ہیں اور انہیں اونگھ تک نہیں آتی اور نہ ان کے پلک جھپکتے ہیں۔

اے درویش! جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اہل عشق کو پیدا کرنا چاہا تو زمین کا ایک قطعہ ایسا تھا کہ جس کی طرف رب ودود نے شوق' اشتیاق' انوار و تجلیات اور اسرار عشق کی نگاہ سے دیکھا جس سے وہ قطعہ زمین ہلنے لگا اور ابتداء ہی سے عالم سکر میں محو ہو کر فریاد کرنے لگا۔

"انا مشتاق الی لقاء رب العالمین"

یعنی میں دونوں جہاں کے پروردگار کے دیدار کا مشتاق ہوں۔ پھر اس قطعہ زمین کی مٹی سے اہل عشق پیدا کئے۔ یہی وجہ ہے کہ فقراء میں ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہا تک ولولہ و جوش رہتا ہے اور وہ بحر محبت و عالم سکر میں غرق رہتے ہیں۔

"در سینہ عاشقان ہمہ درد نہند"

قضا و قدر والے عشاق کے سینوں کو درد سے بھر دیتے ہیں۔

غور سے سن لو کہ فقراء اہل عشق ہیں اور علماء اہل عقل' دونوں میں اختلاف و تضاد ہے۔ راہ سلوک میں درویش کا عشق عالم کی عقل پر غالب ہے۔ لیکن واقف کار وہی لوگ ہیں جن میں یہ دونوں چیزیں پائی جائیں۔ مختصراً یوں سمجھ لو کہ درویشوں کا خمیر خاک عشق و انوار تجلی سے اٹھایا گیا ہے اور یہ بھی جان لو کہ نزول رحمت کے تین وقت ہیں۔

- ☆ سماع کے وقت صاحب حال اصحاب پر۔
- ☆ فقراء کے ذکر و تذکرے کے وقت اور
- ☆ اہل عشق پر انوار تجلی کے وارد ہونے کے وقت۔

اسی اثنا میں قوال آ گئے اور ایک طرف ہٹ کر ادب سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رحمہم اللہ بھی تشریف لے آئے۔ قوال نے حاضر خدمت ہو کر نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ اجازت مل گئی تو انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔

من آں نیم کہ از عشق تو پائے پس آرام
اگر بہ تیغ کشندم در تو نگزارم
مپرس از شب ہجراں چگو نہ می گزرد
مبادا ہیچکسے را قوی است دشوارم
من از جمال تو اے سرو باغ تا دیدم
ہوس نہ شد کہ گہی دل رود بگلزارم
اگر دہندم بفردا بہشت باہمہ چیز
بجنہ نخرم من کہ مست دید ارم

☆ میں ایسا عاشق نہیں ہوں کہ تیرے عشق سے گریز پائی اختیار کروں۔ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تیرے دروازے کو نہ چھوڑوں گا۔

☆ شب جدائی کا حال نہ پوچھ کہ کیسے گزرتی ہے۔ کسی شخص کو ایسی مشکل سے اللہ تعالیٰ دوچار نہ کرے۔

☆ اے باغ حسن و جمال کے سرو خراماں اس نے جب سے تیرے جمال کا دیدار کیا ہے مجھے گلزار میں جانے کی خواہش نہیں ہوئی۔

☆ قیامت کے دن اگر مجھے بہشت اور لوازمات بہشت کی پیشکش کی گئی تو میں اسے ہرگز نہ لوں گا کیونکہ میں تو آرزومند دیدار ہوں۔

جب قوال خاموش ہوئے تو حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے مستانہ وار ارشاد فرمایا۔

سریست مبرا درون جان در عشقت
گر سر رود اے دوست نگویم باکس
سریست عاشقاں را در طاقت نہانی
پوشیدہ دار خود را تا آنجا تجلی نمانی

(ترجمہ) تیرے عشق میں میری روح کے اندر راز ہے۔ سر بھی چلا جائے تو بھی اسے

Marfat.com

افشاں نہ کروں گا۔

ایک خفیہ طاقت سے عاشقوں کے لئے راز ہوتے ہیں۔ اے صاحب اسرار اپنے آپ کو پوشیدہ رکھ تا کہ حضور یار میں شرمسار نہ رہے۔

بعد ازاں کہنے لگے ایک صاحب حال بزرگ عالم شوق و محبت میں محو تھے۔ درد محبت سے اثر پذیر ہو کر سجدہ کرتے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور یہ شعر پڑھتے۔

جاں دہم از برائے جاناں من
گر بود صد ہزار جاں در تن

(ترجمہ) اگر میری ہزار جانیں بھی ہوں تو میں محبوب کے لئے قربان کر دوں۔

اس طرح انہوں نے ہزار بار سجدے کئے اور نہایت تضرع سے یہ شعر پڑھتے رہے اور پھر سر سجدے میں رکھ کر بے ہوش ہو گئے۔

اے درویش! عشق مجازی میں جب تک آدمی کسی کو نہیں دیکھ لیتا اس کا عاشق نہیں ہوتا۔ لیکن عشق حقیقی میں معاملہ مختلف ہے۔ حقیقی عشاق کے دل میں جو ولولہ و زمزمہ عشق موجود ہے اسی دن سے ہے جب یہ اس کے والہ و شیدا ہو گئے۔ تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اتنی خوبصورت نعمتیں تمہارے دل میں سکونت پذیر ہو گئیں ہیں۔ روح جو جملہ اعضائے انسان کی بادشاہ ہے تخلیق کے وقت ہی دل دے چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں عشق ہے وہاں دل ہے۔ ان باتوں کی قدر وہی جانتا ہے جس کے دل میں اسرار و انوار دوست مسکن پذیر اور عشق کے ڈیرے ہوں۔

اے درویش! جو شخص محبت و عشق کا دعوی کرتا ہے وہ اس وقت تک در محبوب پر دستک دیتا رہتا ہے جب تک اس کے بدن میں جان باقی رہتی ہے کہ شاید کبھی کھل جائے اور وہ منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اور یہ بھی جان لو کہ عاشق حقیقی کی فریاد و زاری اسی وقت تک ہوتی ہے جب تک کہ وہ منزل مقصود تک نہ پہنچا ہو۔ جب عاشق وصال محبوب حاصل کر لیتا ہے تو اس کا سارا شور و فغاں ختم ہو جاتا ہے۔

اے درویش! زندگی معرفت الٰہی کا نام ہے۔ راحت عاشق راہ سلوک میں ہے۔ شوق دیدار کی تڑپ محبت سے ملتی ہے اور نشہ ذوق ذکر یار میں ہے۔ محبت حق میں سچا وہی ہے کہ جب اس کی نظر مشاہدہ حق سے منور ہو جائے تو آنکھ کو ماسوائے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس طرح بند کر لے کہ قیامت تک کسی چیز کو نہ دیکھے۔ اور روز حشر تجلی حق کی دید کے لئے ہی کھولے مگر جب محبوب کہے کہ اب آنکھیں کھول دو۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ کامل عاشق حق وہ ہے کہ ابتدائے مشاہدہ محبوب میں کیف

Marfat.com

وجذب و مستی میں بے خود ہو جائے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب وہ جمال یار میں محو ہو جاتا ہے تو لازماً بے خود ہو جاتا ہے۔ لہٰذا طالب کو ہر حالت میں مطلوب کے عشق و محبت اور اس کی یاد میں رہنا چاہئے۔ ہر گھڑی اور ہر لحظہ اور ہر حالت میں اس کے عشق میں رہے۔ اس بات کو پلے باندھ لو کہ عاشق کے لئے معشوق کا ہر حکم واجب التعمیل ہے خواہ اسے اپنی گلی میں داخلے ہی سے روک دے۔ یہ کمال اطاعت کمال اشتیاق ہی کی وجہ سے ہے۔ ایک مرتبہ قیس عامری مجنوں جو کئی دنوں سے بھوکا تھا اس کے جال میں ایک ہرن آگیا۔ مجنوں نے اس کا اکرام کیا اور چھوڑ دیا اور کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس ہرن کو ایذا دوں جب کہ اس کی آنکھیں لیلیٰ کی طرح ہیں۔"

اے درویش! عاشق کے سینہ کی آگ کے سامنے اگر ہزاروں دوزخ کی آگیں روشن کی جائیں تو اس کی آہ سینہ سے ساری کی ساری فنا ہو جائیں گی کیونکہ آتش عشق تمام آتشوں سے بالاتر و روشن تر ہے۔ سینہ درویش میں اتنی تند و تیز آتش محبت رکھ دی گئی ہے کہ اگر عالم سکر میں ایک شعلہ بھی ظاہر کر دے تو عرش سے تحت الثریٰ تک جلا کر راکھ بنا دے۔ اور جب درویش عشق کے دریا میں غوطہ لگاتا ہے تو عرش سے اوپر جا کر سر نکالتا ہے۔ اے عزیز! عاشقوں کے دل ہر وقت حجاب عظمت کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ اگر ایک لمحہ کے لئے درویش عاشق اس نعمت سے خالی ہو جائے تو فنا ہو جائے کیونکہ انوار تجلی اور اسرار الٰہی ہمیشہ ان کے دلوں پر جلوہ ریز رہتے ہیں۔ اور یہ لوگ ان احوال میں مستغرق ہوتے ہیں' یہی راہ فقر میں عاشق و صادق ہیں کہ عالم اسرار میں جزا و سزا جو بھی نازل ہو اس پر صابر و راضی رہتے ہیں۔ اور انوار و اسرار کے لئے وسیع حوصلہ چاہئے۔ اسرار و انوار جو عاشق پر متجلی ہوتے ہیں اگر ان کے نور کا ذرہ بھر باہر نظر آجائے تو تمام جہان منور ہو جائے۔ اس راہ میں صدق کی ضرورت ہے تاکہ محبوب کے تمام اسرار سے واقفیت ہو جائے۔ راہ محبوب میں ایسے مرد بھی ہیں کہ ایک ساعت دوست کے اسرار کے لاکھوں دریا پی جاتے ہیں اور ان پر ذرہ بھر اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ ان کا مقصود اس دن حاصل ہوتا ہے جب ندا آتی ہے۔

"وصل الحبیب الی الحبیب"

یعنی دوست دوست کے پاس جا پہنچا۔

اے درویش! یاد رکھ جو عاشق اپنی محبت میں صادق اور ثابت قدم نہیں ہے قیامت کے دن وہ عشاق کے درمیان شرمسار رہے گا۔

یہ فرمانے کے بعد ماحول پر سکوت طاری ہو گیا۔ سب خاموش تھے چہار اکناف عجب کیف طاری تھا۔ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زبان درفشاں کو پھر کھولا اور بڑے جوش و جذبہ سے فرمایا۔

Marfat.com

اے درویش! ملک عشق کی فرمانروا محبت الٰہی ہے۔ اس ملک میں فرشتوں نے ایک تخت بچھایا ہوا ہے جس پر وہ محبت الٰہی جلوہ گزین ہے۔ اس حال میں کہ اس کے ایک ہاتھ میں تیغ فراق ہے اور دوسرے ہاتھ میں نرگس وصال ابد کی ایک شاخ ہے۔ ایک ہی سانس میں ہزارہا عشاق کے سر نذر تیغ ناز ہوتے ہیں۔ پس جو شخص عاشق الٰہی ہے اگر ہزار بار اس کا سر تن سے جدا کیا جائے پھر دوبارا اس کے سر و تن کا رشتہ استوار ہو جاتا ہے۔ ہزار بار اسے شہید ناز بنایا جائے تو وہ افسوس نہیں کرتا بلکہ اسے راحت نصیب ہوتی ہے۔ پھر آپ نے یہ رباعی پڑھی۔

در یار تو ہر روز چناں مدہوشم
صد تیغ اگر زنند زاں تحروشم

آہے کہ زیاد تو زنم وقت سحر
گر ہر دوجہاں دہنداں نفروشم

(ترجمہ) تیری یاد میں ہر روز اتنا بے خود رہتا ہوں کہ اگر سینکڑوں تلواروں سے مجھے زخمی کریں آواز نہ نکالوں گا۔ صبح کے وقت تیری یاد میں جو آہ بھرتا ہوں دونوں جہان کے عوض نہ دوں گا۔

اے عزیز! رب کی محبت ایسی بادشاہی ہے کہ جسے یہ نصیب ہو جائے تو وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ اس کے علاوہ بھی اس کے پاس کچھ رہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس شخص نے لذات و خواہشات دنیا سے اپنے دل کو مردہ بنالیا۔ قضا و قدر کے کارکن اسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر ندامت کی سرزمین میں دفنا دیتے ہیں۔ محبت حق کے متوالے مشاہدۂ ذات کے سوا کسی اور چیز پر راضی نہیں ہوتے۔ حضوری حق کی نعمت دنیا سے کنارہ گیر ہونے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ خلوت نشینی عزلت گزینی ہی سے یہ سعادت میسر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اسی خیال میں دوستوں کو دشمن اور بیوی بچوں کو یتیم و یسیر تصور کرنے لگ جائے۔ پھر آپ نے چشم بہ نم یہ رباعی پڑھی ۔

گر عاشق دوستی بہ تنہاش طلب
در خلوت عشق آے و پیدائش طلب

گر میخواہی حضور نعمت ہر روز
آنجا کہ کسے بناشد آنجاش طلب

(ترجمہ) اگر تو محبوب پر فریفتہ ہے تو اسے اکیلے تلاش کر۔ عشق کی خلوتوں میں آجا اور ظاہرا جستجو کر۔ اگر محبوب کی زیارت سے ہر روز بہرہ ور ہونا چاہتا ہے تو اسے وہاں تلاش

Marfat.com

کر جہاں کوئی اور نہ ہو۔

اے درویش! عشاق الٰہی کا دل ایسا چراغ ہے جسے قندیل انوار میں آویزاں کیا گیا ہے۔ اور اس کی روشنی سے سارا عالم ملکوت جگمگاتا ہے۔ پس ان کو اندھیروں سے کیا خوف۔ اپنی ذات کو بھول جانا یاد حق کی دلیل ہے۔ جسے یاد حق کی نعمت میسر ہو گئی اس کا دل کبھی نہیں مرتا۔ میں نے کتاب عشق میں لکھا پایا۔

"بھوک ایسا بادل ہے جس سے رحمت کی بارش برستی ہے۔"

اور پھر ماحول پر گہری خاموشی چھا گئی یہاں تک کہ نماز عصر کی اذان فضا میں ابھری اور پھر محفل برخاست ہو گئی۔

حضرت فضل اللہ (شاہ) المشہور شاہ جیو رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق کے باغ میں نظر کر کہ لالہ کے پھول کی طرح خون میں نہایا ہوں اور حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں چاک گریباں ہوں۔ سر سے قدم تک سوسن کی طرح تمام زبان ہوں اور ہر زبان سے حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کہتا ہوں۔

حضرت فقیر اللہ ورایا رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ میں کسی کو عشق کیا سکھاؤں۔ یہ بھی کوئی سکھانے کی چیز ہے۔

حضرت فقیر نور احمد چنیوٹی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق حقیقی کے مریض کے لئے شفا کہاں اور بیماری والے کے لئے دوا کہاں' کیسی۔ نہ مطلوب کے سوا اس کا کوئی معالج ہے اور نہ ہی محبوب کے سوا کوئی اس کا دوست ہے۔

حضرت فضل شاہ نور والے قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ

نماز تہجد سے لے کر نماز عشاء تک آپ ہمہ وقت مشغول و مصروف رہتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حال میں صاحبان معیت کو انعام و اکرام سے نوازتے رہتے تھے۔ بعض محبین جو کچھ آپ کی زبان حال سے سنتے اسے قلم بند کر لیتے تھے اس طرح ان کے پاس آپ کے فرمودات و

Marfat.com

ارشادات و اقوال کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ راقم آپ کے بیانات کو مختلف عنوانات کے تحت تحریر کر لیا کرتا تھا تاکہ ایک ہی موضوع پر جو آپ نے ارشاد فرمایا یکجا ہو جائے اور استفادہ کرنے میں آسانی ہو۔

محبت و عشق کے بارے میں حضرت فضل شاہ نور والے رحمتہ اللہ علیہ نے مختلف الاوقات میں جن خیالات و نظریات و مشاہدات و تجربات کا اظہار فرمایا تو انہوں نے یکجا ہو کر درج ذیل صورت اختیار کر لی۔

محبت و محبوب کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

صاحبو! محبت کی اہم نشانیوں میں سے پہلی نشانی یہ ہے کہ محبوب کے لئے کوئی چیز بھی کم نظر نہیں آتی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ محبوب سے شکایت نہیں ہوتی اور تیسری نشانی یہ ہے کہ محب کا ہمیشہ ماننے کا رخ ہوتا ہے۔ اسی لئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سب سے زیادہ محبت مجھ سے رکھو"

اور محبت کا پہلا درجہ یہ ہے کہ زبان قول سے جھک جاتی ہے محبوب کے قول پر محب اپنا قول قربان کر دیتا ہے اور محبت کا آخری درجہ یہ ہے کہ دل جھک جاتا ہے۔ محبوب کی ہر بات اور عمل درست تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہی محبت تامہ ہے اور محبت کی پہچان یہ ہے کہ جس کو محبت ہو وہ متحرک ہو گا اور جس کو محبت نہ ہو وہ ساکن ہو گا۔ دراصل محبت ہی اعمال کی جان ہے۔

صاحبو! حقیقی محبت وہ ہے جو حق کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ علم وہ ہے جو خوف کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور صداقت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک محبت نہ ہو۔ محبت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ نہ ہو اور حال پر بزرگان دین سے میل جول نہ ہو۔ بزرگان دین کی شان یہ ہے کہ وہ کسی سے سوال نہیں کرتے۔ اور جب محبت پیدا ہو جاتی ہے تو اسے نفس امارہ پر اس طرح قدرت ہو جاتی ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کیا جاتا ہے۔

صاحبو! ادب کی ابتداء محبت ہے اور محبت کی انتہا ادب ہے۔ یوں سمجھ لو کہ محبت ادب کا کل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جان اعمال محبت ہے۔ اس لئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی اور سچی محبت ہونی چاہیے۔ اس کی خاطر تن من دھن سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے تلواروں کے سائے میں جنت ہے۔ لیکن جس میں محبت اور تڑپ نہ ہو وہ عمل بے جان ہے۔ اور جس کی بات ہو اس کے ساتھ قرب نہ رکھنا یہ محبت کی کمی ہے۔ محبت میں جس قدر کمی ہو اتنی ہی اعمال میں کمی آجاتی ہے۔ اور اہل حق سے محبت کا ثبوت یہ ہے کہ ان سے سچی محبت ہو۔ جو ان سے سچی محبت رکھتا

Marfat.com

ہے۔ اس میں رفتہ رفتہ مثبت صفات اجاگر ہونے لگتی ہیں اور منفی صفات میں کمی آنے لگتی ہے۔ اگر کسی میں ایسا نہیں ہوتا تو اس کے دعویٰ محبت میں کمی ہے۔

صاحبو! جہاد کے چار مقام ہیں۔

الف:۔ نفس سے.... اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا۔

ب :۔ جان سے.... جان کو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر لگا دینا۔

پ :۔ مال سے.... مال کو رب کریم کے راستے پر خرچ کرنا۔

ت :۔ زبان سے.... زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنا۔

حقیقتاً اعمال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کا نام ہے۔ جو صاحب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگ جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے پاکی کے تمام مقامات عطا کر دیتا ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تمام مقامات محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے رکھے ہیں جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے سامنے اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا اسے اللہ تعالیٰ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت عطا کر دیتا ہے۔ اور جو صاحب محبت سے دیکھتے ہیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فنا سے گزر جاتے ہیں۔ بقا انہیں عطا ہو جاتی ہے۔

محب کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

صاحبو! محب کسی عمل سے نہیں صرف محبت سے بنتا ہے۔ جس کی محبت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہو وہ محب ہو جاتا ہے اور محبوب ہو جاتا ہے۔ محبت سے جسے اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتا ہے وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہو جاتا ہے۔

محب اپنی ہستی کو یار پر قربان کر دیتا ہے اور اپنی تمام صفات محبوب پر نثار کر دیتا ہے۔ نتیجتاً محبوب کی صفتیں اسے عطا ہو جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں محب محبوب کی شرع پر راضی برضا رہتا ہے کیونکہ شرط محبت ہی نہیں کہ محب اپنی کوئی صورت رکھے۔ محب نہ خلوت سے کوئی صورت رکھتا ہے اور نہ جلوت سے کوئی صورت رکھتا ہے اس کو یوں سمجھ لو کہ محرم کوئی نقطہ نہیں رکھتا۔ اسی طرح محب اپنی کوئی ذاتی و صفاتی صورت نہیں رکھتا۔ محب اگر کوئی ایک صورت بھی محبوب سے الگ رکھے تو نقطہ آجائے گا۔ وہی محرم مجرم ہو جائے گا۔

صاحبو! محب کا باطن ماسوا سے پاک اور ظاہر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو رہتا ہے۔ ذکر الٰہی اور درود پاک کو جاری و ساری رکھتا ہے۔ ایسے ذاکر کو فارغ کر دیا جاتا ہے۔ جو صاحب فارغ ہو جاتا ہے اس کے لئے ھو ھو ہر جگہ ہوتا ہے۔ اس طرح محب ایمان و ایقان کی حلاوت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جب ایمان و ایقان کی نعمت میسر

Marfat.com

ہو جاتی ہے تو اس کی نماز معراج المومنین کے مصداق ہو جاتی ہے کیونکہ محب ہر مقام پر محبوب کو ہی دیکھتا ہے اس لئے اس کا معاملہ ہر مقام پر درست رہتا ہے۔ یہ ہے تسخیر کی حقیقت۔

صاحبو! محب کی یہ شان نہیں کہ محبوب سے کچھ چھپا کر رکھے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز بچا کر رکھے تو یہ حب نہیں۔ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہے لہٰذا محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع و محبت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و اتباع و محبت ہے۔

صاحبو! محب کے لئے محبوب جہاں بھی ہو وہیں جنت ہوتی ہے۔ محب کو دیکھنا ہو تو محبوب کو دیکھو اور محبوب کو دیکھنا ہو تو محب کو دیکھو۔ محب محبوب کی شان اور محبوب محب کی جان ہے۔ محبوب جلوت ہے اور محب خلوت ہے۔ محب پاک ہے اور محبوب طیب ہے اور مطہر ہے۔ محبوب وصال کا سبب ہے۔ اور محب ذاتی سبب سے پاک ہے۔ اسی لئے محب محبوب کے ساتھ نہ خلوت میں کوئی صورت رکھتا ہے نہ جلوت میں۔ شرع محبت ہی نہیں کہ محب اپنی کوئی صورت رکھے۔ چونکہ محبوب محب کی جلوت اور محب محبوب کی خلوت ہے اسی لئے تو محب کا قول محبوب کا قول ہوتا ہے۔ محب کو محبوب کے ہر عمل سے پیار ہوتا ہے اور جب وہ کسی کو معاف کرتا ہے تو وہ بھی محبوب کی خاطر ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی محبوب سے بغض و عناد اور عداوت و دشمنی رکھتا ہے تو اسے معاف نہیں کیا جاتا۔ لاریب محب کی شان تو یہی ہے کہ وہ جلوت و خلوت میں اپنے محبوب کا مظہر ہو۔ اور جماعت وہی ہدایت یافتہ و صراط مستقیم پر ہے جس کا سرخیل محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔

عشق کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

صاحبو! عشق کی شرح یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جائے اسے فضیلت عطا ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس کی نماز اللہ کی نماز ہو گی اور نیت اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گی۔ یہ نماز عشق ہے جس کے لئے وحدانیت کا وضو ہر وقت رہتا ہے۔ اس لئے عاشق کے لئے قعود و رکوع و سجدہ بھی نہیں ہے۔ لیکن حقیقتاً یہ سب موجود ہوتے ہیں۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت پاک رہنا یہ عشق کی تعریف ہے۔ جو ہر وقت پاک رہے گا عشق اس کو عطا ہو جائے گا اور اس کی بنیاد عشق سے رکھی جائے گی۔ عشق کو عشق تر کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ اخلاص سے نہلایا جائے گا۔ شہادت کا رنگ چڑھایا جائے گا۔ "رنگ شہودی"۔ "صدق کا پانی دیا جائے گا۔ خوشنودی کی ہوا دی جائے گی۔ پالنے کی گود ملے گی۔ حلیم کا مقام عطا ہو گا۔ لوں لوں میں نور رچا جائے گا۔ ازل کے ارادے سے۔ محو کرنے کیلئے خمر عطا کی جائے گی۔ طہور کا نشہ چڑھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں افضل بھی وہی ہو گا۔ اطہر بھی وہی ہو گا۔ اکمل بھی وہی

Marfat.com

ہوگا اور نور بھی وہی گا۔

صاحبو! کتاب و شنید سے عشق جاری ہو جاتا ہے اور وہ ساکن رہتا ہے۔ لیکن باحقیقت شخص کو عشق ایقان عطا ہو جاتا ہے اور وہ عشق کا تیر اٹھالیتا ہے اور عشق کی چاشنی چکھنے لگتا ہے۔ اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہنا عشق ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ کریم کی مخلوق کے ساتھ غرض و غایت سے پاک رہے۔ کیونکہ عشق کے جتنے انعام ہیں وہ سب لطافت سے تعلق رکھتے ہیں اور عشق کا مقام ہر آواز کو اپنے لئے آواز حق سمجھنے اور اپنی صورت سے گزر جانے سے حاصل ہوتا ہے۔

صاحبو! عشق کی بہار میں خزاں نہیں اور سب بہاروں میں خزاں ہے۔ عشق حقیقی ہو تو عشق کی بہار عطا ہوتی ہے۔ عشق حقیقی نہ ہو تو بہار عارضی ہے۔

عشق و محبت لازوال دولت ہے۔ عشق مجازی بھی ہے اور حقیقی بھی۔ عشق مجازی میں اگر غرض و غایت نہ ہو تو عشق حقیقی ہے۔ عشق مجازی میں دوری اور عشق حقیقی میں حضوری کے وقت مقام ہجر ہوتا ہے جس طرح جنت میں جانے کے لئے دوزخ کے اوپر سے گزرنا پڑتا ہے۔ بعینہٖ عشق حقیقی کے لئے عشق مجازی ضروری ہے۔ براہ راست عشق حقیقی نہیں ہوتا۔ اطاعت عشق مجازی سے اور اتباع عشق حقیقی سے تعلق رکھتی ہے۔

عاشق کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

صاحبو! جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لئے پاک ہو جاتا ہے وہ عاشق ہو جاتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باوضو رہتا ہے۔ اس کو عشق عطا ہو جاتا ہے۔ اس عشق کو عطا لگ جاتی ہے۔ اس عطا میں خطا نہیں۔ چونکہ عاشق پاک ہوتا ہے اور درجے والے سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہ ہر مقام پر پورا اترتا ہے۔ جب کہ قطب و غوث کا تعلق درجات سے ہے۔

عاشق ہر وقت وصال میں رہتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنا کوئی مکان نہیں رکھتا اسی طرح عاشق کا بھی ہوتے ہوئے کوئی مکان نہیں ہوتا۔ جس طرح رب کریم کے سب گھر ہیں لیکن سب گھروں سے پاک ہے۔ اسی طرح عاشق جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے وہ بھی گھر سے پاک ہو جاتا ہے۔ اسے مقام لامکاں عطا ہو جاتا ہے۔ اور وصال ہونے لگ جاتا ہے۔ دوری چلی جاتی ہے اور ہر مقام پر حضوری کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔ غور سے سن لو کہ جو محب اپنی ذات سے گزر جاتا ہے اس کا بسیرا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ ایسے برگزیدہ انسانوں پر سے محب پڑھا اور سنا ہوا دین قربان کر دیتا ہے اور قربانی کی صورت یہ ہے کہ محب اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا۔ عاشق محبوب کے

Marfat.com

سامنے نہ دنیا رکھتا ہے نہ دین۔

صاحبو! عاشق یار کا کلمہ پڑھتا ہے اور اس کا محبت سے نام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب ہیں۔ جہاں محب اور محبوب دونوں اکٹھے ہو جائیں تو یار یار سے مل جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

صاحبو! ساری کائنات کا ایک وجود ہے اور اسے جس محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا گیا ہے وہ رحمتہ العالمین ہیں۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے انعامات بٹتے رہے ہیں' بٹ رہے ہیں اور بٹتے رہیں گے۔

جس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس سے قبل جس بات کا ہر زمانے میں ہر نبی پاک علیہ السلام کی زبان مبارک سے اعادہ ہوتا رہا وہ یہی تھی کہ جس وقت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو اور تم انہیں پہچان لو تو ان پر ایمان لانے میں اور ان کے ساتھ ہونے میں دیر نہ کرنا۔ کائنات میں سب سے زیادہ تکرار اسی کلمے کی ہوئی ہے اور سب سے زیادہ تاکید بھی اسی بات کی گئی ہے۔ اس کے باوجود لوگ رضائے الٰہی سے پھرتے ہیں تو وہ یقیناً فاسق ہیں۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ عطا فرمایا ہے اس کو عطا کرنے والا جانتا ہے یا اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے۔ باقی سب صرف اس عطا کو بیان کر سکتے ہیں جو ان کو رب کریم کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ لاریب اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو معطی مطلق ہی جانتا ہے کہ وہی مرتبہ عطا کرنے والا ہے۔

صاحبو! جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا ہے اسی طرح ہمیں بھی محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہنا چاہئے تاکہ ہم بھی چاہے جائیں۔ لیکن یہ بات دھیان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو چاہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر راضی برضا رہے اور اولیاء امت کو یہی حال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا کرنا ہوتا ہے۔ غور سے سن لو جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چاہتا اسے گمراہی ملتی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا اور محبت کرتا ہے اسے سیدھی راہ ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے بنایا تھا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اے رب ودود! اگر تیرا کوئی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتا تو اسے معیار جان کر محبوب بناتے۔ سن لو محب جب محبت میں کامل

Marfat.com

ہو جاتا ہے تو وہ محبوب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر محب اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کریم کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سوائے محبت کے ممکن ہی نہیں۔ محبت کی توفیق اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے جو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے محبت سے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہے اللہ تعالیٰ اسے چاہتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہے گا اسے سروری قادری ہونے کا خطاب عطا ہو جائے گا۔

صاحبو! حکم اللہ تعالیٰ کا ہو' نمونہ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہو یہ حق تلاوت ہے۔ معیار حق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کی پہچان ہے۔ عدم محبت کفر ہے اور خسارہ ہے۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محب کا رشتہ ہی ایمان کو ثابت کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربیٰ سے مودت ایمان کا حصہ ہے۔

صاحبو! مومنین کا رخ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ ہوتا ہے۔ یہ ہر مقام پر امر الٰہی کے تابع رہتے ہیں اور اللہ کریم کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے خالص محبت رکھتے ہیں۔

صاحبو! محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اسی کو رنگ شہودی کہتے ہیں۔ اس سے احسن کوئی رنگ نہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طریقت سے ہی ادا ہو سکتا ہے۔ اور پرہیزگاروں کا مقصود اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہوتا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کو اس کی رضا پر لگا کر اللہ کا مہمان ہونے کا شرف پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی مضبوط گرہ کو تھامنا چاہئے جو کھلتی نہیں۔ اس آسرے میں ہی حفاظت ہے' شیطان سے بھی اور شرارت سے بھی۔ اور رخ کا سیدھا رکھنا بھی اسی طرح ممکن ہوگا کہ ہر شے کے استعمال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مطلوب رہے۔ اس سے راحت بھی عطا ہوتی ہے اور برکت بھی حاصل ہوتی ہے۔

صاحبو! محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حب و محبت و عشق رکھنے والوں کو انگنت انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے مثلاً۔

- ✪ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہونے والا علم ہی حقیقی ہوتا ہے۔
- ✪ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حب سے انہیں یہ علم عطا ہوتا ہے کہ رب العالمین انہیں علم سے پالتا ہے۔
- ✪ ان کے اعمال صالح ہوں گے۔

Marfat.com

☆ جن کا رخ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا ان کا دل دلبر کے ساتھ ہوگا۔ اس حساب میں دیر کا مقام ہی کہاں آتا ہے۔

☆ حال پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثبوت اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتا ہے۔ علم الٰہی سے فیضیاب ہونے کی یہی صورت ہے۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہے اللہ تعالیٰ اس کو چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنی عطا کو بڑھاتا ہی رہتا ہے۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنا لے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا حبیب بنا لیتا ہے۔ اس حبیب کا ماضی حال سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور اس ماضی کی نفی کر دی جاتی ہے۔ اس طرح اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حب رکھے وہ عہد کا وفا کرنے والا ہو جاتا ہے اور متقی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حال پر مانتا ہے۔ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا سہارا لیتا ہے اور اسے صراط مستقیم کی ہدایت بھی یقیناً ہوتی ہے۔ اس کی زندگی میں راحت جاری و ساری ہو جاتی ہے۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کو مالک مان کر اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم ہو جائے اسے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے چاہے ہوئے کو چاہتا ہے۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو صراط مستقیم ماننے والوں کی شان تو یہی ہے کہ وہ استقامت سے اس صراط مستقیم پر رہتے ہیں۔

☆ جوں جوں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی بڑھتا ہے۔

☆ پاک لوگوں کے درجات اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے عنداللہ بلند ہوتے رہتے ہیں۔

☆ جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر محبت ہے اس کے اعمال کا عنداللہ وہی درجہ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ اس نے بندوں کی آسانی کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بدولت ان کے اندر وسعت قلب آئے اور نور ہدایت کے چراغ اس قدر روشن ہوں کہ دینِ حق تمام

Marfat.com

ادیان پر غالب آئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رضا جہاں موجود ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کے لئے وہاں سب کچھ موجود ہے۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اطمینان کی نعمت سے نوازتی ہے۔

صاحبو! جس کو دعویٰ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اس کے پاس یہ اسناد ہونی چاہیں کہ۔

☆ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔

☆ اس کا راستہ بصیرت و برہان سے روشن ہو۔

☆ وہ خلوت و جلوت میں پاک ہو۔ اور

☆ اس کی پسند کا حوالہ اس کی زندگی میں کہیں نہ ہو۔

صاحبو! مرکز اتحاد رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماننے والوں کو اس طرح محبت ہوئی کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ماننے والے کو اپنے لئے واجب الاحترام دوست مان لیا۔ یہ نہیں دیکھا کہ اس دوست پر کیا حق عائد ہوتا ہے۔ ہمیشہ یہی دیکھا کہ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محب کے ساتھ کیا کرنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین کی یہ شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع میں کسی مقام پر ان کی اپنی کوئی بات نہیں ہوتی۔ اور رحمت یہی ہے کہ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہو جائے۔ صورت سے ہی بے صورت کا پتہ چلتا ہے۔

صاحبو! محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رب ودود کی محبت ہے۔ اگر مسبب الاسباب کی حب اشد ہو تو دائمی تعلق رہتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی حب اشد نہ ہو وہ عذاب شدید کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن ایمان والوں کی شان یہ ہے کہ وہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر رہتے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مانتے ہیں ان کے اختلاف ختم ہو جاتے ہیں۔ اور جو اپنی سمجھ سے رب کریم کو مانتے ہیں وہ اختلاف سے پہلو تہی نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں نے کتاب کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالص محبت رکھی وہ فلاح پانے والے ہیں۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اللہ تعالیٰ کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اس کے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حب رکھتا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو رضاء الٰہی سے الگ نہ کرتا ہو۔ اور

Marfat.com

و یہ کہتا ہو۔

"ٹوٹ جائے جس نے ٹوٹنا ہو اور جڑ جائے جس نے جڑنا ہو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔"

ایسے لوگوں کی شان ہے کہ وہ اپنی مشکلات کا حل اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتے ہیں۔

صاحبو! علم تمام نعمتوں کا خزانہ ہے اور محبت تمام نعمتوں کا معدن ہے۔ اگر معدن کا وجود نہ ہو تو خزانہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ بھی سن لو کہ محبت میں مجازی و حقیقی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ محبت ہر مقام پر تعین سے پاک رہتی ہے جیسے مہندی کے پتے میں رنگ۔ رنگ پتے پتے میں موجود ہوتا ہے۔ پتا تعین رکھتا ہے لیکن رنگ جو اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے تعین سے پاک ہے۔

صاحبو! جس گھر میں عشق کے مبارک قدم آجاتے ہیں وہاں سے تکبر مان اور گمان خود بخود رخصت ہو جاتے ہیں۔ سن لو کہ عشق جب دکھاتا ہے محبوب کا گھر دکھاتا ہے۔ یہی راہ حقیقت ہے۔ اس راہ میں عمل کی اولین شرط سوزالفت ہے۔ اگر سوزالفت نہیں تو عمل نہیں۔ اور اعمال ترک عادت کا نام ہے۔ اگر ترک عادت ہے تو عاشق ہے۔ اور اگر ترک عادت نہیں تو فاسق ہے۔

صاحبو! محب کو نہ دکھ نظر آتا ہے نہ راحت' نہ دھوپ نظر آتی ہے نہ چھاؤں' نہ کوہ نظر آتا ہے نہ مرغزار' اگر وہ کسی کو دیکھتا ہے تو صرف محبوب کو اور اس کی بدولت ہر شے کو دیکھتا ہے۔ یعنی قطب اور ابدال وغیرہ سب درجات سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن عاشق درجات والے سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سب سے بلند مقام ہے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

ایک بار آپ صاحب فراش ہوئے تو آپ کا قارورہ طبیب حاذق شمس الدین کے پاس بھیجا گیا تاکہ وہ مرض کی تشخیص کر سکیں۔

انہوں نے کہا۔

"یہ ایسے شخص کا قارورہ ہے جو محبت کی آگ میں جلا ہے اور اس کا جگر پگھل گیا ہے۔"

آپ محبت حق میں اس قدر غریق تھے کہ ہر سو محبت و عشق کے گل و گلزار کھلے نظر آتے تھے۔ نشست و برخاست میں' جلوت و خلوت میں اور خاموشی و گفتار میں محبت الہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو بے حد نمایاں ہوتا تھا۔ اہل قرب و صاحبان معیت پر بھی آپ کا رنگ غالب

Marfat.com

تھا۔ لاریب مرشد و ہادی جس رنگ میں رنگا ہو تو مریدین و معتقدین پر بھی وہی رنگ چڑھنے لگتا ہے۔

ربیع الاول کا مبارک و مسعود مہینہ تھا' محفل گرم تھی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ کے دہن مبارک سے محبت و عشق کے جھرنے گر رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے۔

انسان کے تمام اعضا میں محبت الٰہی کا خمیر ڈالا گیا ہے۔ گویا اس کا خمیر محبت سے اٹھایا گیا ہے۔ اس لئے آنکھیں ہیں کہ محبت دوست میں مستغرق' کان ہیں تو ذکر محبوب کے سوا کچھ سننے کے لئے آمادہ نہیں' ہاتھ اور پاؤں سب کے سب اسی کی محبت میں مست و محو ہیں۔ پس اے درویش! آدمی زادہ کے جسم کا ذرہ ذرہ اس کی محبت سے خالی نہیں۔ پس اہل محبت کے دل کو سوائے چار مقامات کے کہیں سکون نہیں ملتا۔

اول : گھر کے کونے میں جہاں کوئی اور شخص ذکر و شغل میں حائل نہ ہو۔

دوم : مسجد میں کیونکہ وہ عشاق بارگاہ محبوب کی جگہ ہے۔

سوم : قبرستان جو عبرت کا مقام ہے۔

چہارم : کنج تنہائی کہ جہاں یا محب ہو یا محبوب۔

لہٰذا اے عزیز! اگر محبت الٰہی کا فخر حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی خواہشات سے ناامید ہو جاؤ تب کہیں ان مقامات کو حاصل کر سکو گے۔ اور جو ایسا نہ کر سکے گا تو اس کا کام بگڑ جائے گا۔ اور یہ بھی سن لو کہ جو شخص مدعی محبت ہو اور مصیبت کے وقت فریاد کرے وہ درحقیقت سچا دوست نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا' کاذب اور دروغ گو ہے۔ اس واسطے کہ دوستی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس پر راضی رہے اور لاکھوں شکر بجالائے کہ اسی بہانہ یاد تو آئی۔ اہل معرفت کے نزدیک بلائے دوست رضائے دوست ہے۔ جس روز بلائے دوست ہم پر نازل نہیں ہوتی ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی نعمت ہم سے چھین لی گئی ہے۔

ایک درویش سمرقند میں بیس سال سے عالم تحیر میں تھا۔ ایک دفعہ عالم صحو میں آیا' پوچھا۔

"جب آپ عالم تحیر میں ہوتے ہیں تو کیا آپ کو آمدورفت کی خبر بھی ہوتی ہے۔"

درویش نے کہا۔

"جس وقت درویش دریائے محبت میں غرق ہوتا ہے تو جو کچھ تجلیات کے اسرار اس پر نازل ہوتے ہیں اسے اٹھارہ ہزار عالم کی بھی خبر نہیں ہوتی۔"

پس یہ عشق بازی کی راہ ہے۔ جس نے اس میں قدم رکھا وہ جان سلامت نہ لے گیا۔ اب ایسا بے

Marfat.com

چارہ عاشق جو جمال ذوالجلال کا مشتاق ہے وہ حوروں کو کیا کرے۔

دیدۂ کو جمال دوست بدید
تابود زندہ مبتلا باشد

(ترجمہ) وہ نظر جس نے جمال محبوب کو دیکھ لیا جب تک زندہ ہے اسی میں محو رہے گی۔

اے عزیز! سالک وہ ہیں جو سر تاپا دریائے محبت میں غرق رہیں اور کوئی لحظہ و گھڑی ایسی نہ ہو کہ ان پر باران عشق نہ برستا ہو۔ اور عارف وہ شخص ہے کہ ہر لحظہ اس میں عالم اسرار سے ہزاروں اسرار پیدا ہوتے رہیں اور وہ عالم سکر میں رہے اور اگر اس حالت میں اٹھارہ ہزار عالم اس کے سینے میں ڈال دیئے جائیں تب بھی اسے خبر نہ ہو۔ ایسا عاشق خود نہیں ناچتا بلکہ اسے عشق نچاتا ہے۔ اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

سرود چیست کہ چندیں فسون عشق دروست
سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست

(ترجمہ) نغمہ کیا ہے؟ اس میں عشق کے بہت سے افسانے ہیں۔ نغمہ عشق کا محرم راز ہے اور عشق نغمے کا محرم راز۔

تھوڑی دیر سکوت فرمانے کے بعد آپ پھر گویا ہوئے اور فرمایا۔

اے عزیز! میرے نزدیک عشق الٰہی میں حرمل کے دانے کی مانند چند لحظوں کے لئے تڑپ تڑپ کر جان دے دینا ستر سال کی بے عشق و محبت عبادت سے بہتر ہے۔ ہمارا معاملہ تو عورتوں سے بھی گیا گزرا ہے۔ وہ ایک ماہ میں تو غسل طہر کرتی ہیں۔ ہم ساری عمر میں ایسا غسل نہ کر سکے کہ پاک و صاف بن سکتے۔

اسی اثنا میں قوال آ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی تو وہ یہ اشعار پڑھنے لگے۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگر است

عقل داند کہ ایں رمز از کجاست
ایں حکایت رابیانے دیگر است

آپ کا معمول تھا کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مہینے ربیع الاول میں صرف

Marfat.com

ان دو بیت کا سماع سنتے تھے۔ قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے اور آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو ہوشیار ہو کر نماز ادا کرتے اور پھر سماع میں مشغول ہو جاتے تھے حتیٰ کہ بدن سے خون جاری ہو گیا اور عالم رنگ و بو سے رخصت ہو گئے۔ آپ عشق میں ایسے جلے کہ غسل دیتے وقت جب آپ کے جسم مبارک پر پانی ڈالا گیا تو گوشت پارہ پارہ ہو گیا۔

حضرت قضیب البان موصلی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبوب کو محب کے قتل میں اس لئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی کہ اس کے پاس وہ شے ہے جو تکلیف سے مستثنٰی کر دیتی ہے۔

حضرت کلثوم غسانی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ ادب کی دو قسام ہیں۔
اول :- قولی
دوم :- فعلی
جو شخص ادب میں اپنے ساتھ نرمی برتے گا اسے عمل کا ثواب نہ ملے گا۔ اور جو شخص اپنے فعلی ادب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے دلوں کی محبت عطا کر دیں گے۔ عیبوں کو اس سے دور ہٹا دیں گے۔ اور اسے متعلمین کے ثواب میں سے حصہ دیں گے۔

حضرت کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر دنیا میں ایمان و عمل کی صحت و سقم کا دار و مدار اور آخرت میں مجازات کا حصہ ہے۔ اس لئے تمام داخلان طریقت کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ ظاہر کو شریعت سے آراستہ رکھیں اور اپنا باطن عشق مولیٰ سے پیراستہ۔

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است
بخلوتے کہ منم یاد دوست بے ادبی است

Marfat.com

(ترجمہ) مدعا طلب کرنا عاشقوں کے لئے دل کا غبار ہے۔ جس خلوت میں اس وقت میں ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کی یاد بھی بے ادبی کا حکم رکھتی ہے۔

حضرت کمال الدین الدمیری رحمتہ اللہ علیہ

"اگر کچھ پوچھنا ہے تو کہو"
آپ کی آواز فضا میں ابھری اور پھر حاضرین محفل پر نظریں دوڑائیں۔ ایک شخص نے عرض کی۔
"یا شیخ! محبت عوام کے بارے میں ارشاد ہو۔"
سنا تو فرمایا۔
"عوام کی محبت احسانات کی پیداوار ہے۔ دوست کی راہ پر چلنے سے مضبوط ہوتی ہے۔ اور دوست کی متعین کردہ منزل کی جانب بڑھنے سے نشو و نما پاتی ہے۔ یہ محبت وساوس کی جڑیں کاٹ دیتی ہے۔ اس میں محبوب کی خدمت خوشگوار ہوتی ہے اور انسان کو مصائب پر صبر کا سلیقہ نصیب ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ دنیا سے بے رغبی پیدا ہوتی ہے۔ دنیا سے بے رغبت ہو جانا اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب اس لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندہ سے محبت کرتے اور نافرمان سے ناراض رہتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی اطاعت دنیا کی محبت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ اور فنا فی اللہ کے واسطے محبت سب سے پہلی سیڑھی ہے اور یہی وہ گھاٹی ہے جس کے ذریعے انسان محبت کی منزل تک پہنچتا ہے۔"
دوسرے شخص نے پوچھا۔
"محبت کی تعریف کیا ہے؟"
فرمایا۔
"ہر حال میں محبوب کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اس کو محبت کہتے ہیں۔ راحت و سرور ہو یا رنج و غم نفع ہو یا نقصان ہر صورت میں اپنی خواہش کو ختم کر کے محبوب کی خواہش کا غلام ہو جانا اسی کا نام محبت ہے۔"
اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے

وقت الھوی بی حیث انت فلیس
متا خر عنه و لا متقدم

اجد الملا مة فی ھواک لذیذة
حبا لذ کرک فلیلمنی اللوم

Marfat.com

(ترجمہ) محبت نے مجھے جما کر کھڑا کر دیا جہاں پر کہ تو ہے۔ اب میں اس جگہ سے نہ آگے بڑھ سکتا ہوں اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہوں۔

مجھے تیرے عشق میں ملامت بھی بھلی معلوم ہوتی ہے یہ تیرے تذکرے کو محبوب رکھنے کی بنا پر ہے۔ لہٰذا ملاقات کرنے والے اب چاہے جتنی ملامت کریں۔

"محبت کے مراتب کون سے ہیں"

تیسرے شخص نے دریافت کیا تو فرمایا۔

"محبت کے چند مراتب ہیں جو ایک دوسرے سے فائق اور بڑھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ محبت کا پہلا درجہ استحسان (کسی چیز کا اچھا لگنا) ہے اور یہ نظر و سماع سے پیدا ہوتا ہے۔ محبوب کی خوبیاں اور اچھائیاں بار بار بیان کرنے سے یہ درجہ ترقی کرتا ہے تو اس کو مودت (دوستی) کہتے ہیں۔ اس درجہ میں محبوب کی ذات سے انسیت اور رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر یہ رغبت اور انسیت مؤکد ہو کر محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ محبت ایتلاف روحانی یعنی دلی محبت کا نام ہے جب محبت کا مرتبہ اور ترقی کرتا ہے تو اس کو خلت سے تعبیر کرتے ہیں۔ انسانی خلت کا حاصل یہ ہے کہ محب کے قلب میں محبوب کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اور ان میں جو درمیانی پردے ہیں وہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ پھر خلت بڑھتے بڑھتے ہویٰ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ اس مرتبہ میں محب کے قلب میں محبوب کی محبت میں کسی قسم کا تغیر و تلون داخل نہیں ہوتا۔ اور پھر رفتہ رفتہ ترقی کر کے یہ مرتبہ مرتبہ عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ عشق افراط محبت کا نام ہے اور اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ خود معشوق کے دل میں اپنے عاشق کا تخیل پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا ذکر اس کے دل سے کبھی غائب نہیں ہوتا۔ پھر عاشق کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہوانی قویٰ سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور کھانا پینا سونا سب رخصت ہو جاتے ہیں اور پھر عشق ترقی کر کے اپنی آخری حالت کو پہنچ جاتا ہے جس کو تیم کہتے ہیں۔ اس مرحلہ میں آ کر عاشق کے قلب میں معشوق کی صورت کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں رہتی اور وہ معشوق کے علاوہ کسی چیز سے راضی نہیں ہوتا۔ تیم کے آگے ایک اور مرتبہ بھی ہے جس کو ولہ کہتے ہیں۔ اس درجہ میں عاشق حدود و تربیت سے باہر آ جاتا ہے۔ اس کی صفات بدل جاتی ہیں۔ اور احوال غیر منضبط ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت وساوس میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کو خود یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے۔ جب حالت اس مرحلہ کو پہنچ جاتی ہے تو اطباء اس کے علاج سے قاصر ہو جاتے ہیں اور ان کی اس کے بارے میں کوئی تدبیر کام نہیں کرتی۔

چوتھا شخص بولا۔

"اے شیخ! اوصاف محبت میں سے اولیت کس کو حاصل ہے۔"

Marfat.com

سماعت فرمایا تو کہنے لگے۔

• "غیرت اوصاف محبت سے ہے۔ غیرت کے ہوتے ہوئے عشق کو راز میں رکھنا ممکن نہیں۔ لہٰذا جس کی زبان اس مضمون کے بیان کرنے میں دراز ہو اور سربستہ رازوں کو کھولنے پر مصر ہو تو اسے محبت کا ذائقہ نصیب نہیں ہوتا۔ وہ صرف اپنے دل کی آسودگی کی خاطر چرچے کرتا ہے۔ اگر اسے حقیقی محبت کا ذائقہ نصیب ہوتا تو تفصیل اور تشریح کا محتاج نہ ہوتا۔ اس لئے کہ عشق صادق لفظوں سے نمایاں نہیں کیا جاسکتا۔ وہ تو اداؤں سے پکڑا جاسکتا ہے اور اس کو کوئی بھی نہیں سمجھ پاتا۔"

"عاشق کی ہستی کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔"

پانچواں شخص بولا۔ فرمایا۔

"عشاق کی باتوں پر گرفت نہیں کی جاتی۔ عاشق کی حالت یہ ہوتی ہے کہ سوزش عشق میں روتا ہے۔ اور جب وہ روتا ہے تو عشق اس پر ہنستا ہے۔ لیکن عاشق کی جان تکالیف پر صبر کرنے والی ہے اس امید پر کہ شاید اس کا تلف کرنے والا ایک دن اس کا معالج بن جائے گا۔

اور پھر خود کلامی کے انداز میں آپ نے کہا۔

"میرا عشق ہمیشہ تیری ہی طرف اشارا کرتا رہا۔ یعنی میرا مطلوب اور محبوب ہمیشہ تو ہی رہا حتیٰ کہ میں معدوم و فنا ہو گیا لیکن تو باقی رہا۔"

حضرت گیسو دراز چشتی (سید محمد) رحمتہ اللہ علیہ

کافی دیر سے آپ حالت مراقبہ میں تشریف فرما تھے۔ محبین جیسے جیسے آتے خاموشی سے محفل میں بیٹھ جاتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ولی اللہ کی محفل میں صرف بیٹھنا ہی صد سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ اسی اثنا میں ایک نووارد آیا جو آداب محفل سے زیادہ آشنا نہیں تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک تو خاموش بیٹھا رہا' پھر عرض کی۔

"یا حضرت! ریاضت و مجاہدہ کیا ہے"

آپ نے سر مبارک اٹھا کر سوال کرنے والے کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

"ریاضت و مجاہدہ کر کے دنیا کی محبت اور خلق کے تعلقات کو دل سے کامل طور پر دور کیا جاتا ہے۔ خواہشات و جذبات نفسانی پر بدرجہ اتم غلبہ حاصل کر کے انہیں مقہور و مغلوب کیا جاتا ہے تاکہ راہ طریقت کا دل تمام تعلقات کی کثافتوں اور غلاظتوں سے پاک و صاف ہو کر محبت و عشق الٰہی سے معمور ہونے کی صلاحیت پیدا کر سکے۔"

اور بیساختہ آپ کے دہن مبارک سے یہ مصرع نکلا۔

Marfat.com

"عشق وہبی صرف است و بخششے خاصہ است" یعنی عشق محض وہبی عطیہ ہے اور عطائے خاص ہے۔"

اور فرمایا۔

اکثر ذہنوں میں سوال ابھرتا ہے۔

"عشق کیا ہے۔"

تو اس کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

عشق گوہر بے بہا و بے نشاں — بہر عشقش ہر دمے تو جاں فشاں
عشق اول عشق آخر جاوداں — باخودی خود بباز و دانماں
عشق نور و عشق نار و عشق دار — عشق پنج و ہفت باشد عشق چار
عشق باد و عشق آتش عشق خاک — درحقیقت عشق باشد جان پاک
عشق شاہ و عشق ماہ و عشق راہ — برسر خود عشق پوشد صد کلاہ
عشق عرش و عشق کرسی رازداں — ہم قلم ہم لوح ہم محفوظ داں
عشق شمس و ہم سماء و ہم زمیں — ہم فرشتہ در شمارے در مکیں
عشق روشن ہم نجوم و ہم بروج — باخودی خود نزول ہم عروج
عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل — عشق میوہ عشق تخم و عشق مل

عشق در صورت جمال خود نمود
جملہ اشیاء درحقیقت عشق بود

دوستو! عشق کے پانچ مراتب بھی ہیں اور اس کی تفصیل یہ ہے۔

اول : شریعت — جمال محبوب کی صفات سے آگاہی کہ شوق طلب پیدا ہو۔
دوم : طریقت — محبوب کی طلب اور اس کے راستے پر چلنا۔
سوم : حقیقت — حسن محبوب کی درگاہ میں ہمیشہ حاضر رہنا۔
چہارم : معرفت — محبوب کے ارادے میں اپنا ارادہ محو کر دینا۔
پنجم : وحدت — ظاہر و باطن ہر دو میں اپنے فانی وجود کو ختم کر دینا۔ صرف محبوب کی ذات کو ہی موجود پانا۔

جب یہ پانچوں مراتب طے ہو جائیں تو کام مکمل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

سچ تو یہ ہے کہ سلوک و معرفت کی بنیاد عشق ہے۔ جب تک عاشق ہے دوئی باقی ہے۔ عاشق و معشوق کا واصل ایسا ہوگا جیسے ہم گوند لگا کر دو کاغذوں کو باہم پیوست کر دیں۔ جو دیکھنے میں ایک ہو جائیں گے مگر عقلی طور پر ان میں دوئی باقی رہے گی۔

دوستو! عشق میں دو آفتیں ہیں۔ ایک آفت ابتداء میں اور دوسری آفت انتہا میں ہوتی ہے۔

آفت ابتداء تو یہ ہے کہ محبوب کی طلب میں اس کے دل کے اندر اس قدر سوز و گداز ہوتا ہے کہ وہ اس کے اندر گھر جاتا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس درد و غم سے لذت کامل حاصل ہونے لگتی ہے۔ اور محبوب کے وصال کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ سمجھتا ہے کہ درد و غم کے سوا چارہ نہیں اور اس حالت پر قناعت کر لیتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد یہ درد و غم اس کی طبیعت بن جاتا ہے اور ذوق درد نہیں رہتا اور نہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح وہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اور ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے۔

آفت انتہا یہ ہے کہ جب محبوب کا وصال حاصل ہوتا ہے تو وصال کی لذت میں مشغول ہو جاتا ہے اور ہجر و فراق کی آگ مٹ جاتی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وصال اس کی عادت اور طبیعت بن جاتا ہے اور ذوق وجدان و وصال بھی جاتا رہتا ہے۔ ان دونوں حالتوں میں محبوب کی خاطر ذوق و شوق اور راحت و خوشی نہیں رہتی۔ وصال بے ذوق اور لذت غم بغیر فراق کس کام کی ہے۔ لہٰذا سالک ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اور اس کے پاس کچھ نہیں رہتا۔ جب عشق چلا جاتا ہے تو وہ ذوق جمال محبوب سے محروم ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ اگرچہ وصال ہوتا ہے لیکن ذوق نہیں ہوتا جس سے کہ وہ راحت حاصل کرے لہٰذا خالی وصال کس کام کا ہے۔ یہی اس کی حرماں نصیبی ہے۔

اگر وہ وجدان یعنی وصل و ہجر کی درمیانی کیفیت میں ہے تو دونوں جہان سے درد و درماں کا حصہ زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا رہے گا۔ اور جب آدمی درد کا خوگر ہو جاتا ہے تو وہی درد درماں ہو جاتا ہے جو عاشق و معشوق کے حاصل کر لینے کے بعد وصل سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

لیکن کامیاب عشق یہ ہے کہ ابتدائی حالت میں لذت فراق، ذوق الم اور حرقت ہجر (ہجر کی آگ) میں مشغول رہے اور انتہا میں وصال جس قدر زیادہ ہو اس کا ذوق و شوق بھی زیادہ تر ہوتا جائے اور درد پر درد کا اضافہ ہوتا جائے۔ اور ذوق حاصل ہو۔ یہ وہ عاشق ہے کہ جس کی عاقبت بالخیر ہوتی ہے۔ وہ اپنے عشق سے کامیاب ہوتا ہے۔ اور حظ کامل حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ عارف اسے نقصان کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ لیکن ذوق اسی میں ہے۔ شرط یہ ہے کہ نظر نفع و نقصان پر نہ ہو۔

Marfat.com

دوستو! جب کوئی شخص عشق و محبت میں گرفتار ہو تو پھر اسے خاموشی و سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ لاریب عشق عالی ہمت لوگوں کا کام ہے۔

حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ

آپ اپنے مرشد حضرت عمرو بن عثمان رحمتہ اللہ علیہ سے اصرار کر رہے تھے کہ انہیں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے لیکن بوجوہ مرشد اجازت دینے پر آمادہ نہ تھے۔ لیکن حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ بصند حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔

"کیسے آئے ہو؟"

انہوں نے آنے کا سبب پوچھا تو حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔

"بابا شیخ! محبت کنم" (بابا شیخ! میں محبت کرتا ہوں)

اس پر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"مارا بامجانین' محبت نیست کہ محبت را صحت باید۔"

یعنی میں دیوانوں سے محبت نہیں رکھتا کیونکہ محبت کے لئے بھی محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ بڑی تیزی سے عشق و محبت کی منازل طے کر رہے تھے۔ اس راہ کے مسافر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور رہنمائی طلب کرتے۔ کوئی پوچھتا۔

"حقیقت محبت کیا ہے۔"

آپ فرماتے۔

"اپنے تمام اوصاف کو بالائے طاق رکھ کر محبوب کی ذات کے ساتھ قائم رہنا محبت کی حقیقت ہے۔"

کوئی دریافت کرتا۔

"عاشق کا حال بیان کریں۔"

آپ فرماتے۔

"عاشق کا محبوب کی محبت میں تکلیف اٹھانا شیریں اور اس کا محبوب سے دور ہونا بھی قریب ہے۔ محبوب عاشق کے نزدیک اس کی روح کی مانند ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ محبت کی وجہ سے محب اس چیز کو زیادہ پیار کرتا ہے جو محبوب کو پیاری ہوتی ہے۔

اگر کوئی دریافت کرتا۔

"عشق کیا ہے"

Marfat.com

آپ فرماتے۔

"اللہ تعالیٰ کی روح عشق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی میں سب اوصاف پیدا کئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے اپنے آپ سے محبت کر سکے۔ رب کریم یا مرشد کا عشق راہ محبت کے مسافر کے خیال کو ہر طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مائل کرتا ہے۔"

وقت کے پل کے نیچے سے بہت سا پانی بہہ گیا اور پھر ایک دن آپ نے انا الحق کا نعرۂ مستانہ بلند کیا۔ بس پھر کیا تھا۔ ایوان شریعت میں ہلچل مچ گئے اور پھر اس جرم کی پاداش میں آپ کو پس دیوار زنداں بھیج دیا گیا۔

ایک روز حضرت ابو عبداللہ محمد بن خفیف رحمتہ اللہ علیہ حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ سے بغرض ملاقات گئے۔ جب نماز کا وقت آیا تو آپ کی بیڑیاں از خود اتر گئیں۔ حضرت ابن خفیف رحمتہ اللہ علیہ گویا ہوئے۔

"آپ خود کو آزاد کیوں نہیں کر لیتے"

جواباً فرمایا۔

"میں قید تھوڑا ہی ہوں۔ بتاؤ کہاں جانا چاہتے ہو۔"

کہا۔

"نیشاپور"

"اپنی آنکھیں بند کریں"

حضرت ابن خفیف رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور جب کھولنے کو کہا تو وہ نیشاپور میں تھے۔ پھر انہوں نے حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ سے کہا۔

"مجھے واپس لے جائیں۔"

حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں واپس لوٹا دیا اور کہا۔

"اللہ تعالیٰ کی قسم اگر عشاق اس بات پر قسم کھائیں کہ وہ عشق کی وجہ سے مردہ یا مقتول ہیں تو وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو وصال کے بعد ہجر میں مبتلا ہوں تو مرجاتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں وصال نصیب ہو جائے تو ان کو دوبارا زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ تم محبین کو دیار محبوب میں بچھڑا ہوا دیکھو گے جیسے اصحاب کہف بچھڑے پڑے تھے کہ ان کو بیداری کے بعد یہ بھی خبر نہ تھی کہ کتنی مدت تک سوئے رہے۔"

آپ ابھی قید میں ہی تھے کہ حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ ملنے گئے۔ سوال کیا۔

"محبت کسے کہتے ہیں۔"

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔

"آج مجھ سے نہ پوچھو۔ کل جب مجھے تختہ دار پر لایا جائے گا وہ وقت امتحان کا ہو گا۔ میں وہاں جواب دوں گا۔"

دوسرے دن جب آپ کو بازار میں لا کر سولی پر چڑھانے کا حکم ہوا تو آپ ہنسی خوشی رقص کناں سوئے دار چلے تو مجمعے میں سے ایک درویش آگے بڑھا اور آپ سے پوچھا۔

"حضرت! عشق کیا ہے۔"

آپ نے فرمایا۔

"آج دیکھو لو گے۔ پھر کچھ کل دیکھو گے اور پھر پرسوں دیکھو گے۔"

جب آپ تختہ دار پر چڑھے تو باواز بلند فرمایا۔

"صاحب حال کی محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو واحد کہے۔ محبت کرنے والے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ محبت کے راستے میں مٹ جائے اور وہ اپنے حال میں نفس کی طغیان سے محفوظ ہو جائے یعنی نفس کا غلبہ تباہ ہو جائے۔"

پھر حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے یہی پوچھا تھا کہ محبت کسے کہتے ہیں تو سنو۔ محبت کا آغاز شہادت ہے اور اختتام جل جانا ہے۔"

حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا۔

"کیا عشق کی کمالیت اسی سولی میں ہے اور عشق میں صبر کا کیا مطلب ہے۔"

فرمایا۔

"ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی چڑھائیں تو صدق دل سے سولی چڑھے۔ اور سرخروئی حاصل کرے۔"

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت کیا۔

"مقام کیا ہے۔"

فرمایا۔

"مقام یہ ہے کہ اسے اس کے رب تعالیٰ کے لئے قتل کریں اور وہ اف تک نہ کرے۔ دوسرے روز اسے جلائیں اور خاکستر بنا دیں اور تیسرے روز بہتے پانی میں خاکستر ڈال دیں۔ وہ عشق میں صادق ہوتا ہے اور اسے ہی عشق کہتے ہیں۔"

اور پھر عام لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"عشق بازی کی دو رکعتیں ہیں جن کا وضو اپنے خون کے سوا کسی چیز سے جائز نہیں اور وہ بھی سولی پر" اور پھر اس جملے کو ایک دو بار دوہرایا۔

Marfat.com

"رکعتان فی العشق لا یصح وضوءھما الا بالدام"

اسی اثنا میں جلاد آگے بڑھا اور اس نے حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے تو مسکرائے' لوگوں نے پوچھا۔

"یہ تبسم کیسا۔"

آپ نے فرمایا۔

"عالم بالا تک پہنچنے کے لئے بس ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا ہے۔"

اور پھر آپ نے خون آلود ہاتھوں کو اپنے چہرے پر ملا اور کہا۔

"میرے چہرے کی زردی اس خون سے سرخی میں تبدیل ہو رہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر جانا چاہتا ہوں۔"

بعد ازاں آپ نے خون سے اپنی کلائیوں کو آلودہ کیا۔ وجہ پوچھی تو بولے۔

"نمازِ عشق ادا کرنے کے لئے وضو کر رہا ہوں۔"

جب عاشق صادق اپنے محبوب حقیقی میں حاضر ہو گیا تو آپ کے ہر قطرۂ خون سے انا الحق کی صدا سنائی دینے لگی۔ جیسا آپ نے کہا تھا۔ دوسرے روز آپ کی لاش مبارک کو جلا دیا گیا تو خاکستر کے ایک ایک ذرے سے انا الحق کی آواز آتی تھی۔ تیسرے دن آپ کی خاکستر کو دریا دجلہ میں بہا دیا گیا تو دریا میں تلاطم برپا ہو گیا۔ اور وادی دجلہ انا الحق کے شور سے گونج اٹھی۔

حضرت شیخ عباس طوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کی دن میدان عرفات میں حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کو پابہ زنجیر لایا جائے گا۔ اگر کھلا لایا جاتا تو ڈر ہے کہ آپ کے سوزِ عشق سے تمام عرصات جل جائیں۔

حضرت میاں خدا بخش رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

محبت میں ادب کی چھ اقسام ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب اور خشیت دوام سے۔

☆ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت' مطابقت سنت اور ظاہری علم شریعت کی پابندی سے۔

☆ اولیاء اللہ کی حرمت و خدمت سے۔

☆ اہل بیت کی ساتھ خوش روی سے۔

Marfat.com

☆ مخلوق اللہ کے ساتھ خندہ پیشانی سے۔ اور
☆ جہلاء کی ساتھ دعاو رحمت سے۔
* فرمایا۔
☆ غیر کی محبت حضوری سے دور کرتی ہے۔
☆ تمام اشیاء کی محبت سختی کو مشقت میں ڈالتی ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مشقت سے پاک کرتی ہے۔

حضرت معین الدین حسن سنجری (غریب نواز) رحمتہ اللہ علیہ

وجہ تخلیق کائنات محبت ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود ودود ہو اور رب ودود کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی باعث ایمان و فلاح و حب الٰہی ہو۔ معرفت الٰہیہ کی بنیاد بھی محبت ہو جب کہ منکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راندۂ بارگاہ ایزدی ہو' شیطان ہو' کافر ہو' لعنتی ہو' دشمن دین و مومنین ہو تو پھر مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان اور ولی اللہ اس وقت تک ولی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے رگ و ریشہ میں محبت محبوب صمدانی صلی اللہ علیہ وسلم خون کی طرح نہ دوڑ رہی ہو۔ اس کے علاوہ بارگاہ رب العزت میں نہ رسائی ہے نہ شنوائی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ صادق المحبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فنائی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فنائی اللہ ایسے تھے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی جبیں مبارک پر بخط قدرت یہ الفاظ رقم تھے۔

"ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ"

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا حبیب تھا اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں انتقال کیا۔

آپ اکثر و بیشتر اپنے مریدین کی تربیت و درس محبت و عشق اور نومسلموں کو تعلیمات اسلام سے آراستہ مسجد اولیاء یا جماعت خانہ میں کیا کرتے تھے جہاں لوگوں کا اژدہام ہوتا تھا۔ فہم و ادراک محبت و عشق کے لئے اذن عام تھا کہ اگر کسی کو بات سمجھ میں نہ آئے تو بلاجھجک پوچھ لیا کرے۔ ایسا شاذ ہوتا تھا کہ لوگوں نے کسی بات کی وضاحت چاہی ہو۔ کیونکہ آپ کا اسلوب و انداز بیان لوگوں کے فہم و دانش کی سطح کے مطابق ہوتا تھا۔

محبت کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

پہلے خوف آتا ہے۔ پھر محبت' خوف کے آنے سے بندوں سے گناہ ترک ہوتے ہیں۔ اور آتش دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ رجا کے ضمن میں بندہ طاعت کرنے لگتا ہے اور جنت و

Marfat.com

مرتبہ حیات ابدی حاصل کرتا ہے۔ اور محبت کے ضمن میں اجتہاد و تفکر کی صفت پیدا ہوتی ہے جس سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ محبت وفا کا دعویٰ وصال اور حرمت باطل کے ساتھ ہے۔ محبت کی راہ ایسی راہ ہے کہ جو شخص عشق کی راہ میں پڑتا ہے اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔

راہ محبت کے مسافر کو پہچاننے کی علامتیں یہ ہیں۔

- ☆ اللہ عزوجل کا ہمیشہ ذکر کرتے رہنا اور اس پر دل و جان سے خوش ہونا۔
- ☆ ذکر حق کو بدرجہ اتم کرنا اور اسے امر عظیم و بزرگ تر سمجھنا۔
- ☆ وہ اشغال اختیار کرنا جو دنیاوی محبت کے قاطع ہوں۔
- ☆ اپنے اوپر غیر حق پر گریہ کرتے رہنا۔
- ☆ دوست کا مطیع رہنا اور ہمیشہ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں راندۂ درگاہ نہ ہو جائے۔

صاحبو! سن لو کہ جس کو محبت و فقر عطا کئے جاتے ہیں اسے وحشت نہیں دی جاتی کہ وہ اس پر فریفتہ ہو جائے۔

صادق المحبت کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جو شخص محبت کرے اور محبت کا دعویٰ کرے وہ دوست کی مصیبت کو خواہش سے چاہتا ہے کیونکہ اہل معرفت کے نزدیک دوست کی مصیبت دوست کی رضا ہے۔ لہٰذا وہ اسے طوع و رغبت کے ساتھ قبول کرے۔ وگرنہ صادق المحبت ثابت نہیں ہوتا۔

اہل محبت کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اہل محبت کا مقام یہ ہے کہ اگر کوئی نماز شبانہ کے متعلق دریافت کرے تو از راہ کسر نفسی یہ کہہ دے۔

"اتنی فرصت ہی کہاں۔ میں تو ملک الموت کے گرد گھومتا ہوں۔ جہاں کہیں اسے دشواری پیش آئے میں خود ہی اس کا بڑھ کر ہاتھ تھام لوں۔"

اہل محبت اگرچہ محبت میں مجبور ہیں لیکن کام ایسے لوگوں کا سا کرتے ہیں جو سوئے ہوئے ہوں یا جاگیں تو مطلوب کے طالب ہیں اور اپنے دوست کی طلب گاری سے فارغ ہیں۔ مشاہدہ معشوق میں مشغول ہیں۔ معشوق ایسا ہے جو خود عاشق کو دیکھنے کے لئے بیٹھتا ہے۔ محبت کی راہ میں مطیع کام سے نکلتے ہیں۔

صاحبو! اہل محبت کی فریاد بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ دوست سے مل نہ جائے۔ کیونکہ عاشق اس وقت تک واویلا کرتا ہے جب تک دولت مشاہدہ حاصل نہ ہو۔

Marfat.com

لیکن جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو گفتگو درمیان سے اٹھ جاتی ہے۔ صرف حق تعالیٰ کا براہ راست کلام سنتے ہیں۔ بس ایسا ہو جائے کہ یاد دوست رہے یا خود۔ اور فاضل ترین وقت وہ ہے کہ دل کے وساوس بند ہو جائیں۔ یہ کمالیت کی نشانی ہے۔ پھر اہل محبت کے گرد اور حق کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔

اے عزیزو! اہل سلوک میں محبت ایک ایسا عالم ہے کہ لاکھوں علماء اس کے سمجھنے کی خواہش کرتے ہیں لیکن ذرہ بھر بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ اسے صرف اہل محبت اور اہل عشق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جب اہل محبت مرتا ہے تو جلد بخش دیا جاتا ہے۔

عارف کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

راہ محبت کے عارف کی علامت یہ ہے کہ دونوں جہانوں سے دل اٹھالیا ہو۔ اسے کوئی شے عجیب نہ معلوم ہو کیونکہ تسلیم و دعویٰ یکجا نہیں ہو سکتے۔ درحقیقت عارف اسے کہتے ہیں جو تمام عالم کو جانے اور عقل سے لاکھوں معنی بیان کرے اور محبت کی تمام مشکل باتوں کا جواب دے۔

عارف ہر وقت ولولہ عشق میں رہتا ہے اور اللہ عزوجل کی قدرت کے عاشقوں میں متحیر رہتا ہے۔ اور سب سے بڑا عارف وہ ہے جو سب سے زیادہ متحیر ہے۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے خیال میں کھڑا ہے۔ بیٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں ہے۔ سو رہا ہے تو اسی خیال میں متحیر ہے اور بیدار ہے تو حجاب عظمت دوست کے گرد طواف کر رہا ہے۔ عارفوں پر ایک ایسی حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ ایک قدم میں عرش سے حجاب عظمت تک پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے قدم میں واپس آجاتے ہیں اور یہ کم ترین درجہ ہے۔

دوستو! محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ صفات حق اس کے اندر پیدا ہو جائیں۔ اور محبت میں عارف کا درجہ کمال یہ ہے کہ اگر اس کے مقابلہ پر کوئی دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوت کرامت سے اسے گرفتار کرلے۔ لاریب عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص ہے۔ اور ان کا ایثار عاشقی بے نیازی ہے اور محبوں کا ایثار آرزو ہے۔ لیکن اس کے باوجود عارف ہر وقت وسوسہ عشق میں مبتلا رہتا ہے۔

عشق کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

عشق و محبت میں گفتگو، حرکت و مشغلہ اس وقت تک ہے جب تک باہر ہیں۔ جب اندر پہنچتے ہیں خاموشی، سکون اور آرام میسر آتا ہے۔ فریاد و شور ہرگز نہیں ہوتا۔ تم نے دیکھا ہے کہ دریاؤں کا بہتا پانی شور کرتا ہے۔ لیکن جب سمندر سے مل جاتا ہے آواز نہیں رہتی۔ اسی طرح جب

Marfat.com

عاشق معشوق سے واصل ہو جاتا ہے تو شور و غوغا نہیں کرتا۔

اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے ۔

عشق آمد و شد چوخونم اندر رگ و پوست
تہی کرد مرا از من و پر کردد ز دوست

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت
نامے است ز من و باقی ہمہ اوست

(ترجمہ) عشق آیا اور میرے رگ و ریشہ میں خون کی طرح داخل ہو گیا۔ عشق نے مجھے اپنے آپ سے خالی کر دیا اور میرے اندر دوست بھر دیا۔
میرے وجود کے سب اجزاء دوست نے لے لئے اور میرا نام ہی رہ گیا باقی سب وہی ہے۔

اہل عشق کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر سورج نکلنے تک قرار پکڑتے ہیں۔ ان کا مقصد اس سے یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نظر میں قبول ہوں۔

عاشق کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

عاشق ہر وقت محو عشق رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو ذکر دوست میں ہے۔ اگر طواف کر رہا ہے تو اس کی ہیبت و عظمت میں ہے اور نماز صبح پڑھنے کے بعد دوسری صبح تک محو خیال دوست رہے۔

دوستو! عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے۔ جو کوئی اس میں گر پڑے جلا دے اور نابود کر دے کیونکہ کوئی آگ محبت کی آگ سے تیز و سخت نہیں ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اسرار دوست ایک حسن رکھتے ہیں۔ اور وہ حسن و جمال ایک غمگین عاشق کے دل میں قرار گیر ہو سکتا ہے اور کہیں نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عشاق دل سے حجاب عظمت کا طواف کرتے ہیں۔ اگر اس کی سوا اور چیز کو دیکھ لیتے ہیں تو فریاد کرتے ہیں اور لقا چاہتے ہیں جب کہ حجاج کرام جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر بھی انہیں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔

صاحبو! جس دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوتی ہے اس کی جان کو قرار حاصل ہوتا ہے۔ پس اس کو چاہیے کہ دونوں جہان کو بیگانہ دیکھے۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو عاشق صادق نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے۔ انہیں عالم موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

Marfat.com

اسی اثنا میں ایک شخص نے دریافت کیا۔
"یا خواجہ! تجرید کیا ہے۔"
ارشاد فرمایا۔
"تجرید یہ ہے کہ صفات محبوب محب کے دل اور صفات میں جاگزیں ہو جائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالٰی ہے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس کے لئے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔"

دوستو! معشوق خود عاشق کی طلب گاری کو دیکھتا ہے۔ محبت کی راہ مطیعیان کا کام ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب میں اپنے چمڑے یعنی وجود سے باہر آیا تو دیکھا عاشق' معشوق اور عشق تینوں ایک ہی ہیں۔ یعنی عالم توحید میں وحدت ہی وحدت ہے۔

روز قیامت خاص قسم کے عاشقوں کو بہشت میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ وہ کہیں گے۔
"ہم بہشت کو کیا کریں۔ بہشت اسے دے جس نے بہشت کے لالچ میں تیری پرستش کی۔"
اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

حساب عمر صد عاقل بہ محشر بگزرد یکدم
حساب یک دم عاشق بصد محشر نمی گنجد

(ترجمہ) روز محشر سو عقل مندوں کا حساب ایک لمحے میں ہو جائے گا لیکن عاشق کے ایک لمحے کا حساب سو بار حشر برپا ہو پھر بھی نہ ہو سکے گا۔

صاحبو! محبت و عشق میں صادق وہ ہے جو والدین' اولاد اور برادران وغیرہ ان سب سے رب کریم اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قطع تعلق کرے اور سب سے بیزار ہو اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

من درے بودم نہاں در قعر بحر لم یزل
عشق غواصانہ ام آورد بیروں زاں محل

اور اس کی تشریح فرماتے ہوئے آپ نے کہا۔
"درسے مراد روح ہے۔ بحر لم یزل سے مراد دریائے تجلّی صفات ہے۔ عشق کا وہاں سے لانا حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے یعنی کنت کنزاً مخفیاً فاجبت ان اعرف مخلقت الخلق لاعرف مراد یہ ہے کہ میری روح بلکہ سب روحیں تجلّی صفات کے دریا میں مخفی تھیں۔ اللہ تعالٰی کی جو محبت ظہور پذیر ہوئی تو وہ حب ہم کو وہاں سے نکال لائی۔

Marfat.com

حضرت محمد بن مبارک کرمانی (سید) میر خورد رحمتہ اللہ علیہ

آپ تشریف فرماتے کہ معاً یہ اشعار پڑھنے لگے ۔

التفات دل عشاق سوئے حضرت تست
جان مشتاق اسیر نظر رحمت تست

عشق تو آتشے بدل و جان ما نبرد
اینک بسوختیم ز عشقت بسوختیم

شایان جمال ما شمائید
در عشق کاہلی نمائید

گر رویت ذوالجلال خواہید
در مذہب عاشقاں در آئید

(ترجمہ) عاشقوں کے دلوں کا التفات صرف تیری ہی طرف ہے اور مشتاق کی جان تیری ہی نظر رحمت کی مقید ہے۔

تیرے عشق نے ہمارے دل و جان میں آگ بھڑکا دی ہے حتیٰ کہ ہم اس سے بالکل جل گئے ہیں۔

ہمارے جمال کے قابل صرف تم ہی ہو اور جب یہ ہے تو عشق میں کاہلی نہ کرو۔

اگر ہمارا دیدار چاہتے ہو تو عاشقوں کا مذہب اختیار کرو۔

اور پھر سوئے آسمان نظریں اٹھا کر کہا۔

"تیری درگاہ سے آفتاب عشق اس پر چمکتا ہے جس کا دل دین و دنیا سے خالی پایا۔ تیرے عشق کی روشنی سے گو جہان منور ہے مگر بد قسمت رقیب اس سے حصہ نہیں لیتا۔"

بعد ازاں حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"عشق اسی کا کام ہے جو دوست کے دروازے کی چوکھٹ پر اپنا سر رکھے۔"

اور یہ شعر پڑھا۔

ہر دل کہ درد مہر تو از نخیتہ شد
اونخیتہ شد ساقیت از کنگرۂ عشق

(ترجمہ) جس دل میں تیری محبت کا تعلق پیدا ہوا انجام کار کنگرۂ عشق سے لٹکایا گیا۔

Marfat.com

سب پر کیف و مستی کا عالم طاری تھا۔ آپ نے حاضرین کی طرف نظریں اٹھا کر بھرپور انداز میں دیکھا۔ ان کے چہروں پر ابھرنے والی تحریریں صاف بتا رہی تھیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اور پھر فضا میں محبت و عشق کے گرانمایہ موتی بکھرنے لگے۔

* فرمایا۔

☆ سجنو! ہر عضو کو ایک کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جب وہ عضو اس کام سے بیکار ہو جاتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے۔ دل خالص محبت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور محبت کی دو اقسام ہیں۔

اول : ذاتی محبت : یہ کسب سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے۔

دوم : صفاتی محبت : اس میں کسب کو بھی دخل ہے۔

پس وہبی محبت میں بندہ کے عمل و کسب کو کسی طرح کا تعلق نہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ محبت حاصل کس طرح کی جائے۔ اس کا ایک تو طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر آن ذکر الٰہی پر مداومت کی جائے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے دل فارغ و خالی ہو۔ اور دوام ذکر کے لئے فارغ البالی شرط ہے۔ اس فارغ البالی کے لئے چار چیزیں خلق' دنیا' نفس اور شیطان مزاحم و مانع ہیں۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے محبوب پر دل پسند چیز کو قربان و نثار کر دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ○ یعنی جب تک تم اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کرو گے بھلائی کو ہرگز نہ پہنچو گے۔ اصل میں محبت وہ محبت ہے جو مردوں کو نامردوں سے اور سچوں کو جھوٹوں سے ممتاز کر دے۔

درحقیقت عشاق کے دلوں کی سلامتی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا عاشقوں پر واجب ہے کہ ہر روز ایک نئے درد اور نئے سوز کے حاصل کرنے میں کوشش کریں تاکہ ہر روز ترقی حاصل ہوتی جائے۔ اس ترقی سے بدنی عبادت اور جسمانی طاقت مقصود نہیں۔ بلکہ نیا عشق' نیا درد' نیا ذوق اور نیا شوق مراد ہے۔ یاد رکھو جو دل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غم عشق میں سوختہ نہیں ہوا اس نے کچھ نہ پایا۔ بلکہ بے دلی اور عالم تحیر میں رہا کہ دیدار یار حاصل نہیں ہوا۔ اور یہ بھی سن لو کہ غم و درد صرف اسی دل کو نصیب ہوتا ہے جو عشق میں پھول کی طرح شگفتہ رہتا ہے۔ لیکن عشق کا خلعت ہر مخلوق پر درست نہیں آیا۔ بجز حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بعض اولاد کے اور کسی مخلوق کو میسر نہیں۔ اس بات کو پلے باندھ لو کہ عبادت میں مشغول ہونا اس وقت نیک نتیجہ پیدا کر سکتا ہے جب کہ درد و عشق کی چاشنی

Marfat.com

حاصل ہو چکی ہو۔

حضرت صاحب مجمع السلوک (شرح رسالہ مکیہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ محبت کے مدارج یہ ہیں۔

موافقت : دوست کے دوست کو دوست سمجھنا۔ اسے دل میں جگہ دینا اس کی تابعداری کرنا۔ دوست کے دشمن کو دشمن سمجھنا اور اس سے دور رہنا۔ زبان شرع میں اسے حب اللہ و بغض اللہ کہتے ہیں۔

میل وموانست : اغیار سے وحشت و گریز اور دوست کی دھن میں ہر وقت مصروف رہنا۔

مودت : خلوت میں دل کو عجز و زاری و غایت اشتیاق و بے قراری سے مشغول بہ دوست رکھنا۔

ہوئی : دل کو ہمیشہ مجاہدہ میں رکھنا اور کوشش میں جگر کو پانی کر دینا اور ہمیشہ مائل بہ محبوب رہنا۔ یہی اصلی محبت کی پہلی منزل ہے۔

خلّت : جملہ اعضا کو دوست سے پر اور غیر دوست سے خالی کر دینا۔

محبت : اوصاف ذمیمہ سے پاک ہو کر اوصاف حمیدہ سے موصوف ہونا۔

شغف : غایت حرارت و شوق سے حجاب دل کو پارہ پارہ کر دینا اور آنسوؤں کو پنہاں رکھنا تاکہ راز فاش نہ ہو۔ الا جب کہ غلبہ حال سے ضبط محال ہو جائے۔ محبت ربوبیت کا ایک راز ہے اور اس سر ربوبیت کا افشا کفر ہے۔

تیم : بندۂ محبت اور اسیر دوست بن کر تجرید ظاہری اور تفرید باطنی سے موصوف ہونا۔ تجرید صوفیہ کی اصطلاح میں اپنی خودی سے فنا ہونے کا نام ہے یعنی اپنی خودی کو حق تعالیٰ کی خودی میں فنا کر دینا۔ اور تفرید کے معنی غیر حق کو نظر سے دور کرنا اور حق کا حق ہی سے مشاہدہ کرنا اور اپنی خودی کو اپنی نظر سے دور کرنا ہے۔

ولہ : آئینہ دل میں جمال دوست کو محفوظ کر لینا اور مست شراب جمال دوست ہو کر ہمیشہ بیمار سا بنا رہنا۔

عشق : بے قرار ہو کر خود کو گم کر دینا۔

Marfat.com

حضرت معروف کرخی (اسد الدین) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبت تعلیم و تربیت اہل حق یا سکھانے سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے۔ اس کی دین اور عطاء و بخشش ہے۔

* فرمایا۔
☆ ہر بات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جب ہم اس سے محبت کرنے لگیں۔ دل میں حرف اللہ ہی کو بسائیں۔ اسی سے لو لگائیں۔ ہر دم اسی کا ذکر کریں تو وہ پروردگار اپنے بندے کے دل سے ان تمام چیزوں کا خوف نکال دیتا ہے جسے تم جہنم و جنت کے نام سے پکارتے ہو۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اور صرف اس کی محبت کے لئے کرتا ہوں۔ میرے دل میں نہ جنت کی خواہش ہے نہ جہنم کا ڈر۔ یہ اللہ کی چاہت ہے جو مجھے اس کی طرف عبادت کے لئے مائل کئے ہوئے ہے۔

* فرمایا۔
☆ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے وہ اس کا عشق رکھتا ہے۔

* فرمایا۔
☆ محبت اکتسابی چیز نہیں ہے۔ یہ سیکھنے سے نہیں آتی یہ تو خالص انعام الٰہی ہے۔

حضرت محمد افضل (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ اگر ان کا بال ملے تو اس کو اپنا تعویز بنا کیونکہ عاشق صادق کا بال ہمیشہ دوست کا ذکر کرے گا۔

حضرت محی الدین ابن عربی (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی باتیں عام لوگوں کے اذہان و افکار اور علم و فہم سے بالاتر ہوتی تھیں لہٰذا وہ انہیں سمجھنے سے قاصر ہوتے تھے۔ ایک خاص حلقہ احباب و مریدین تھا جو آپ کے فلسفیانہ و عارفانہ اشاروں' استعاروں۔ کنائیوں اور رموز و اسرار سے پر بیان و احوال و اقوال سے مستفید ہوتا تھا۔ جس سے ان کے اندر نیا ولولہ جوش و عشق و محبت پیدا ہوتا تھا اور معرفت و حب الٰہیہ اور عشق رسول

Marfat.com

عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیک وقت کئی منازل طے کر لیتا تھا۔ ایک ایسی ہی محفل برپا تھی۔ خاص الخاص احباب و مریدین حاضر خدمت تھے۔ محبت کی پرچھائیں ان کے چہروں پر رقصاں تھیں اور ادب کی حکمرانی ان کے انداز نشست سے عیاں تھی۔ وہ چپ سادھے بیٹھے تھے۔ من خوب می شناسم والا معاملہ تھا۔ آپ کی محفل میں بیٹھ کر یہ عظیم لوگ گوش بر آواز رہتے تھے۔ معاً خاموشی کا بندھ ٹوٹا۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمانا شروع کیا۔

اے معرفت و حب الٰہیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو! محبت عبد کی وراثت ہے اور عشقیہ زبان اس لئے استعمال کی جاتی ہے کہ لوگوں کو ایسی عبارت و تحریر زیادہ بھاتی ہے۔ اور ایسی تعبیرات کی طرف ان کا میلان زیادہ ہوتا ہے۔ نتیجتاً انہیں سننے اور ان کی طرف کان لگانے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ عشقیہ زبان ہر خوش ذوق ادیب اور صاحب دل صوفی کی زبان ہے۔ کیونکہ دلوں کا انفاس کے ساتھ معاشقہ ہے اور یہ اس لئے کہ ارواح روحانیہ کے خزائن نے مناسب کے لئے انفاس رحمانیہ کے ساتھ عشق کیا ہے۔

یاد رکھو کہ محبت علم باللہ عطا فرماتی ہے اور منزل الفت ایک ہی ہے۔ الفت کی منزلیں مالوف ہوتی ہیں اور یہ اس نعت کے ساتھ پہچانی جاتی ہیں اور منازل ترکیب غربا و عاشقان الٰہی کے لئے ہیں۔ اور غربا کے لئے انکسار و تواضع ہے۔ لیکن برکات کی منازل کے لئے ایک درخشندہ نور ہے اور اسے محبت قلوب کے ساتھ توقع ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں عشق کو فرط محبت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اشد حب۔ جب ایسی محبت کا انسان کے قلب پر تسلط ہوتا ہے تو محبوب کے سوا ہر چیز سے اندھا ہو جاتا ہے۔ ہر شے میں اس کی نظر محبوب ہی کو دیکھتی ہے۔ اور ہر صورت میں اس کو محبوب ہی نظر آتا ہے۔ اس کیفیت قلبی کا نام "عشق" رکھا گیا ہے۔

صاحبو! عمل نافلہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر منتج ہوتا ہے اور یہ محبت خاص جزا ہے اور محبت احسان نہیں۔ محبت احسان اصلیہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمیع اہل سعادت کا اشتراک ہے اور یہ انہیں نوافل خیرات کے ساتھ تقرب الی اللہ عطا کرتی ہے۔ پھر یہ محبت کی دوسری فرع ہے جو اس کے لئے بمنزلہ پھول کے نتیجہ ظاہر کرتی ہے۔ لہٰذا جو بندہ نوافل سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ تو جب میں (اللہ) اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

محبت الٰہی بذریعہ نوافل بندوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر یہ محبت درمیان موثر اور موثر فیہ کے اثر ہوتا ہے اور اس محبت سے حق تعالیٰ بندہ کا سمع و بصر اور کل قویٰ ہوتا ہے۔ اس بات کو غور سے سن لو کہ ان دو شخصوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک وہ جو لفظ محبت کا تصور کرتا ہے اور دوسرا وہ جو خود

Marfat.com

محبت بن گیا ہے' کسی شاعر نے کہا ہے ؎

لا یعرف الحب الا من یکا بدہ
ولا الصبابة الا من یعاینها

(ترجمہ) محبت کو وہی پہچان سکتا ہے جس کے دل پر اس کا زخم ہے۔ اور عشق کو وہی جان سکتا ہے جس نے اس کے صدمات کو اٹھایا ہے۔

فرمان ربی ہے کہ جو شخص مجھ (یعنی اللہ) سے منہ موڑ کر رات کو سوتا ہے وہ میری محبت کے دعوی میں جھوٹا ہے۔

دوستو! کیا ہر محب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت طلب نہیں کرتا ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ زندگی بامیدست وگرنہ مظہر
یاس دیدار از عاشق اثری نگزارد

از دست تپ عشق بدر دم چہ کنم
گردیدہ دل از حیات سردم چکنم

دوری ست چو پروانہ جنونم مظہر
دیدم چہ شد اگر ندیدیم چہ شد

(ترجمہ) اے مظہر! زندگی امید پر قائم ہے۔ ورنہ دیدار سے مایوسی عاشق کا نشان تک نہیں چھوڑتی۔

میں عشق کے بخار کی وجہ سے درد میں مبتلا ہوں۔ کیا کروں۔ میرا دل زندگی سے ناامید ہو چکا ہے۔

اے مظہر! میرے جنون نے مجھے پروانے کی طرح جلا کر دھواں بنا دیا ہے۔ اگر میں نے دیکھ لیا نہ کیا اور اگر نہیں دیکھا تو کیا۔

* فرمایا۔

☆ جس شخص نے اپنے منہ اور اپنی آنکھوں کو عشق کی زمین پر نہ گھسا ہو وہ سجدہ کی اس لذت شوق کو کیا جانے۔

Marfat.com

حضرت میر سید حسینی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ میل طبعی کا نام عشق رکھنا حیوانیت ہے اور گیہوں کے خوشہ کو جنت کا درخت قرار دینا شیطانیت ہے۔ عشق دراصل ان تھاہ سمندر ہے۔ تم نے کیا اس کو چار پاؤں کے جانوروں کا چارہ سمجھ رکھا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ مولا کی دوستی میں وہ صادق ہے جو ہر بلا و جفا منجانب دوست وارد ہونے پر رضا طلبی میں رہے اور اس پر راضی رہے۔

حضرت منصور البطائحی (شیخ کبیر) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ محبت کرنے والا محبت کے نشہ میں مدہوش ہوتا ہے اور شراب محبت کے نشہ میں حیران ۔وہ سکر سے حیرت کی طرف اور حیرت سے سکر کی طرف راجع ہوتا ہے۔

دوستو! خالص محبت کرنے والے محبت میں فنا ہو گئے کیونکہ اگر وہ محبت نہ کرتے تو فنا نہ ہوتے۔

حضرت محمد بن جعفر مکی (سید) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اندر رہ عشق سرسری نتواں رفت
بے دیدہ رہ قلندری نتواں رفت

(ترجمہ) راہ عشق میں سرسری طریق پر نہیں چلنا چاہئے۔ آنکھوں کے بغیر قلندری کے راستے پر نہیں چلا جا سکتا۔

صاحبو! محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تصوف کی روح ہے۔

Marfat.com

حضرت محمد زمان لواردی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ عارف اور عشاق دوست کا دیدار چاہتے ہیں۔ لیکن جنت کے مشاقوں کی منزل ان سے بھی کمتر ہے۔

حضرت محمد فضل علی قریشی عباسی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ مادح خورشید مداح خداست
اذا جاء ت المحبۃ ذہب الاعتراض

(ترجمہ) سورج کی تعریف کرنے والا اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے۔ اور جب محبت آجاتی ہے تو اعتراض چلے جاتے ہیں۔

* فرمایا۔
☆ رابطہ محبت قوی ہو تو دعا منظور ہوتی ہے۔
* فرمایا۔
☆ عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور علم بغیر عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نری گمراہی ہے۔
* فرمایا۔
☆ ابتداء میں ذاکر کو بہ نسبت درود پاک کے اسم ذات کی کثرت کرنی چاہیے کیونکہ درود پاک کا مزاج سرد اور اسم ذات کا گرم ہے۔ اور مبتدی کے لئے اسم ذات کے عشق کی گرمی ہی مطلوب ہے۔
* فرمایا۔
☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ رحمتہ العالمین ہے۔ جو شخص اس رحمت میں اپنا حصہ چاہتا ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آجائے۔
* فرمایا۔
☆ جب عاشق پختہ ہو جاتا ہے تو غیرت آجاتی ہے اور دوسرے کی شرکت اچھی نہیں لگتی

Marfat.com

جس پر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہوتا ہے وہ غالب رہتا ہے۔ اور جس پر حقائق الحقائق کا پرتو پڑتا ہے محبت اس پر غالب آجاتی ہے۔

حضرت محمد عثمان میر غنی (سید) بن سید محمد ابی بکر رحمتہ اللہ علیہ

☆ فرمایا۔

ساری کی ساری خیر و برکت اس بات میں ہے کہ آدمی جناب مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معتکف ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دائمی تعلق و رابطہ قائم کرلے۔ اس تعلق کی دو صورتیں ہیں۔ صوری تعلق اور معنوی تعلق۔ صوری تعلق کی پھر دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب احکام مانے جائیں اور سب نواہی سے بچا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی ذات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شوق و محبت کی فراوانی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت میں خود فراموشی طاری ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ورد زبان ہو۔ درود شریف ہر وقت زبان پر جاری رہے۔ ہمیشہ ان معنوی' منقبتوں اور مدحتوں کا مطالعہ کیا جائے جو محبت مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جذبہ محرکہ بنتی ہوں اور رہوار الفت کے لئے مہمیز کا کام کرتی ہوں۔

حضرت میراں حسین زنجانی (سید) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عشق الٰہی بیکار باتیں کرنے کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ عشق کی فطرت تسلیم و رضا ہے۔

حضرت محمد بن فضل (ابو عبداللہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

محبت ایثار کا نام ہے جس کی چار اقسام ہیں۔

☆ ذکر الٰہی میں مداومت۔

☆ ذکر الٰہی سے رغبت۔

Marfat.com

☆ دنیا سے کنارہ کشی۔
☆ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے اجتناب۔

*
☆ محبت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے سوا ہر قسم کی محبت دل سے دور ہو جائے۔

حضرت محمد حسین شاہ (سید) علی پوری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبوب کی یاد اس کے دیکھنے کے قائم مقام ہے۔ اگر محبوب نظر نہ آئے تو اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔

حضرت ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمتہ اللہ علیہ

کسی نے آپ سے پوچھا۔
"خلّت، خلیل اور حبیب میں کیا فرق ہے؟"

* فرمایا۔
☆ "خلّت وہ محبت ہے جو دل کی گہرائیوں میں ہو اور خلیل وہ محبوب ہوتا ہے جس کے دل میں محبت کی ایک جھلک نمودار ہوئی ہو یا ایک رمق بھی آئی ہو۔ اور حبیب وہ ہے جو محبوب کی طرح ہو۔ جو صفت محبوبیت کے ساتھ محبت کی وادی میں گامزن ہو۔ اور مزید محبت و الفت کا طلبگار رہے۔"

بعد ازاں محبت و عشق کے موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

اے درویش! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ خلوت سرائے عشق میں قدم رکھے اسے چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے اہل و عیال اور روح و جان سے دل ہٹا لے۔ اس کے بعد ہی وہ محبت کا جھنڈا بام معرفت پر بلند کر سکے گا۔ اور جب کوئی وادی عشق میں قدم رکھ لیتا ہے تو پھر مذہب عشق میں سوال حجاب ہے۔ حق تعالیٰ کو معلوم ہے کہ بندہ کو کس چیز کی ضرورت ہے۔

اے درویش! عاشق کی محبت محبوب کی محبت کا سبب ہوتی ہے بلکہ محب کی محبت تو محبوب کی علامت ہوا کرتی ہے۔ جب تک محبوب کی طرف سے محبت کا اشارہ نہ ہو محب اپنی محبت کی منزلیں طے نہیں کر سکتا۔ اس لئے محب قطع تعلق کے سوا ہر محنت و بلا کو برداشت کر سکتا ہے۔

Marfat.com

بداں خدائے کہ جزوے مرا خدائے نیست
کہ از فراق مرا در جہاں بلائے نیست

لیکن جہاں تک آتش عشق کا تعلق ہے تو یہ سب سے عظیم آگ ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حکم الٰہی سے جب آگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر گل و گلزار ہو گئی تب اس نے حق تعالیٰ سے عرض کیا۔

"اے اللہ العالمین! جو کوئی تیرے احکام کی نافرمانی کرتا ہے اس کو تو آگ کا عذاب دیتا ہے۔ لیکن اگر میں تیرے احکام کی نافرمانی کروں تو مجھے کس طرح عذاب دے گا۔"

اس وقت فرمان الٰہی آیا۔

"اے آگ! اگر تو میرے احکام کی خلاف ورزی کرے گی تو میں تجھے محبین کے دلوں کی آگ میں جلاؤں گا۔"

"شرح تعرّف" میں ہے کہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا سترواں (۷۰) حصہ ہے اور دوزخ کی آگ سات سو محبوبوں کے دلوں میں سلگنے والی آگ کا سات سوواں حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کے دل میں آتش شوق الٰہی جلتی ہے اس پر آگ بھی کچھ اثر نہیں کرتی اور پھر آپ بحر عشق و محبت میں ڈوب کر والہانہ انداز میں بیساختہ اشعار پڑھنے لگے جس نے حاضرین کی روحوں کو گرما دیا اور آتش محبت و عشق کے آلاؤ کو خوب بھڑکا دیا۔ آپ پڑھ رہے تھے۔

عاشقانے کہ درون خانہ اند
شمع روئے یار را پروانہ اند

شرطیست کہ در بساط عشقش
آں پائے نہد کہ سر ندارد

از عشق اگر نیست شوی ہست شوی
وز عقل اگر ہست شوی پست شوی

ایں چہ نوریست کہ برکون و مکاں تافتہ است
نور عشقیت از مطلع جاں تافتہ است

Marfat.com

آتشے افروخت عشق و جسم و جان من بسوخت
گفتم آہے بر کشم کام و زبان من بسوخت

از ذرہ ذرہ اش بچکد قطرہ قطرہ خوں
باہر دلے کہ عشق تو در امتحاں بود

تادر رہ عشق مست و بیخود نشوی
در خور شفاعت محمد ﷺ نشوی

اے نفس تند سرکش درکش مئے محبت
تاروز حشر نوشی از شربت محمد ﷺ

با آتش عشق اگر نہ سازم چہ کنم
جاں در رہ عشق او بنازم چہ کنم

درمیان عاشق و معشوق کارے رفت رفت
تو نہ معشوقی نہ عاشق مرترا باایں چہ کار

تو برعاشق اگر رحمے نیاری
ازاں باشد کہ معشوقی نداری

بکوئے عشق اگر داری گزاری
ز محبوب آیدت ہر دم نثاری

ز معشوق برقع بر انداختن
ز عاشق بپالیش سر انداختن

در بادیہ عشق تو سر گردانم
در وادی جستجوئے تو حیرانم

از عشق تو بجان من فرقے نیست
جانم ہمہ عشق تست و عشقت جانم

چومن ز بادۂ عشق تو مست بیخبرم
ہمہ جمال تو بینم بہرچہ در نگرم

زد آتش عشقش الم زاں جانب لوح و قلم
زیں فرش برتر نہ قدم بر عرش بالا شور واں

Marfat.com

عشقت دل و جانم را تا کرد جدا از من
جان و دل من دیگر نشناخت مرا از من

گو شعلہ ز عشق کہ در جان خود زنم
تا وارہم ز ظلمت ہستی وُدود او

دلا در بزم عشق یار ہاں تا جاں برافشانی
کہ باخود رچناں خلوت نہ گنجی در ہمہ جانی

یا رب تو مسوز ایں تن سرداں را
کز آتش و سوز عشق صد بادہ بسوخت

سالہا خوں خوردہ ام شہباز بروز آوردہ ام
تا ابد انستم حدیث عشق را تفسیر چیست

جو در عشق خورت یک رنگ بیند
چناں با تو بیا میزد بیاری

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

محبت، جمیل حقیقی کا خود اپنے جمال کی جانب کلی توجہ اور تفصیل سے میلان کا نام ہے اور وہ چار قسم پر ہے۔

☆ کل سے کل کی جانب میلان : یہ جمال ذات کا مشاہدہ ہے۔ آئینہ ذات میں بلاواسطہ کائنات۔

☆ کُل سے تفصیل کی جانب توجہ : ذات یکتا کا اپنے بے شمار و لاتعداد لمعات جمال کے مظاہر کا مشاہدہ اور اپنی صفات کمال کا مطالعہ۔

☆ تفصیل سے تفصیل کی جانب التفات : انسانی افراد جمال مطلق کا عکس آثار قدرت کی تفصیلات کے آئینہ میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اسی جمال مقید کو کہ روبہ زوال ہے اپنا مقصود کلی بنا لیتے ہیں۔ اسی کے وصل کی لذتوں سے خوش ہوتے اور اس کے فراق میں محنت و ریاض سے دردمند پھرتے ہیں۔

☆ تفصیل سے کُل کی جانب رجوع : بندگان خاص عقل کے سرمایہ کو افعال اور آثار کے کارخانوں سے باہر لے آتے ہیں اور حالات و صفات کے حجابات کو کہ افعال و آثار کے

Marfat.com

مبداء ہیں پھاڑ کر اپنی مرادات سے لپٹے ہوئے ہیں اور ان کے دل کی توجہ کا قبلہ گاہ سوائے اس ذات برگزیدہ صفات کے کوئی اور نہیں۔

جب محبت کا سورج غیب کے مشرق سے جلوہ دکھاتا ہے تو محبوب ہر صحرا کے شاہی خیمہ کے سائے سے ظہور فرماتا ہے اور چاہنے والے سے کہتا ہے۔

"کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا کہ اس نے سائے کو کس طرح بڑھایا۔ کیا تو اس سایہ کی زیادتی میں مجمع نہیں دیکھتا۔"

محبت بھی حجاب نورانی ہے۔ اے غوث اعظم! محبت محبوب اور محب کے درمیان ایک حجاب ہے۔ لیکن جب محب محبت میں فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے مل جاتا ہے۔ اسی طرح عشق بھی عاشق اور معشوق کے درمیان ایک حجاب ہے۔

اے موحد! جب تک تو محبوب نہ بن جائے محب نہیں ہو سکتا۔ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب نہ بنالے اور اپنی دوستی میں قبول نہ فرمائے تم اس کی دوستی کا دم نہ بھرو تو اللہ تعالیٰ سے تمہاری محبت کرنا یہ حق تعالیٰ کی تم سے محبت کا عکس ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت قدیم ہے اور بندہ کی محبت حادث اور حادث جب قدیم سے واصل ہوتا ہے تو اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

* فرمایا۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

روح قدسی فدائے عشق بود
عشق او را تو رائیگاں مطلب

عاشقے را درد و بدنامی خوش است
عاشقاں راسوز و ناکامی خوش است

(ترجمہ) راہ عشق میں دوری و نزدیکی کے مرحلے نہیں ہوتے ہیں۔ تجھے برملا دیکھتا اور دعائیں کرتا رہتا ہوں۔

پاکیزہ جان عشق پر قربان ہو جاتی ہے۔ اے بندہ خدا! تو اس کے عشق کو بلاعوض طلب کر۔

عاشقی کے لئے درد اور بدنامی عاشقوں کے لئے سوزش و نامرادی اچھی چیزیں ہیں۔

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

اولیاء اللہ کے اندر محبت کی ایسی کشش و مقناطیسیت ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے جن کے اندر محبت کی ذرہ برابر بھی رمق ہو۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے دراقدس پر لوگوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ ہزاروں گم گشتہ راہ افراد آپ کے دست حق پرست پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ آپ محبتیں بانٹتے رہتے تھے۔ محبت محبت کو جنم دیتی ہے لہٰذا بے شمار محبین مبتدی و منتہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر درس محبت و عشق سے تشنگی روح کو مٹانے کا سامان بہم پہنچایا کرتے تھے۔ اکثر ایسی محافل برپا ہوا کرتی تھیں جن میں حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ بہ نفس نفیس یا مسافران راہ محبت کے اظہار شوق و اشتیاق پر محبت و عشق کے راستے میں درپیش نشیب و فراز' ابتلاء و مصائب' منازل و مقامات' اسرار و رموز اور تقاضوں کے بارے میں رہنمائی و دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ ایک ایسی ہی محفل منعقد تھی۔ شمع اولیاء اللہ کے پروانوں کی بھیڑ لگی تھی۔ آپ نے اپنی زبان درفشاں کو جنبش دی اور دریافت فرمایا۔

"حضرت انسان کا مقصد تخلیق و پیدائش کیا ہے۔"

اور پھر حاضرین کی طرف نظر دوڑائی۔ سب ساکت و صامت بیٹھے تھے۔ جب کسی نے جواب نہ دیا تو کہا۔

"صاحبان طریقت اور عارفان حقیقت کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کا سب سے بڑا مقصد وحید اور مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ رب العالمین سے محبت کرے اور وہ محبت دو طرح کی ہے۔

اول : ذات کی محبت :۔ محبت ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص عطیات اور مواہب سے ہے۔ اس سے عمل اور کسب کو تعلق نہیں ہے۔

دوم : صفات کی محبت :۔ محبت صفات کے لئے عمل و سعی کو دخل ہے اور جو طالب بھی محبت کے راستہ پر چلتا ہے اسے ایک دشوار گزار راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کئی چیزیں حائل و رکاوٹ پیدا کرنے والی ہوتی ہیں جنہیں پامردی سے ہٹانا پڑتا ہے۔

جب کوئی طالب حق محبت کے راستہ میں قدم بڑھاتا ہے تو محبت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قلب کو ماسوائے اللہ سے خالی کر کے ذکر کرنا ہے اور اس کے لئے فراغت یعنی ہر قسم کی فکر سے آزادی شرط ہے۔

Marfat.com

راہ محبت کے مسافر کو چار چیزیں پیش آتی ہیں جو اسکی راہ میں حائل ہوتی ہیں۔

خلق : اس کو دور کرنے کا طریقہ گوشہ نشینی ہے۔

دنیا : اس کو دفعہ کرنے کا طریقہ قناعت ہے اور

نفس و شیطان : ان کو دفع کرنے کے لئے دم بہ دم ذکر الٰہی اور قدم بہ قدم یاد حق اور ہر ساعت و ہر آن اس ذات حیّ و قیوم سے دعا و التجاء کرنا چاہئے۔ نفس اور شیطان چونکہ انسان کے ازلی اور قدیم دشمن ہیں اس لئے جہاں تک ان کے بس میں ہوتا ہے وہ انسان کو ورغلا کر اور بدراہ کر کے اپنے خالق کی محبت سے دور کر کے اسے غیر کی محبت میں پھنسا دیتے ہیں۔

اے درویشو! محبت حب سے مشتق ہے اور حب دو حرفوں سے مرکب ہے۔ ایک ح سے جو روح کا آخری حرف ہے۔ اور ب سے جو بدن کا اول حرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوستی جان و تن سے بر آمد ہوئی ہے۔ یعنی محب کو چاہئے کہ تن سے محبوب کی خدمت کرے اور اس کے فرمان و احکام کو نہایت خوش دلی سے بجالائے اور جان سے اس میں اخلاص کرے۔

"یا شیخ! محبت کیا ہے"

فرمایا۔

"دل پسند چیز کو محبوب پر قربان کر دینا محبت ہے۔ فرمان ربی ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی جب تک تم اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کرو گے بھلائی کو ہرگز نہ پہنچو گے۔ عوام الناس سے عزلت و گوشہ نشینی اختیار کرنا بھی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی و محبت میں محب پر نیند حرام ہے اور محب کی خونریزی حلال ہے۔ یہی کیفیت دوست کی شریعت میں تحریم و تحلیل کی ہے۔ پس محبوب کا خیال و جمال جب محب کے ساتھ شب باشی کرتا ہے تو اس کا صومعہ محب کی آنکھ ہوتا ہے اور صومعہ کا راہب محب کی آنکھ کی پتلی ہوتی ہے اور آنسو جو محب کی آنکھوں سے ٹپکتے ہیں اس صومعہ کی قندیل ہے۔"

"محبت میں رضا کی کیا صورت ہے؟"

سنا تو ارشاد فرمایا۔

"محبت میں رضا کا مطلب یہ ہے کہ اگر محب کے دائیں ہاتھ پر دوزخ رکھ دیں تو یہ کہے کہ بائیں ہاتھ پر بھی رکھنا چاہئے۔ لاریب بارضائے محبت روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔"

"محبت اور کرامت کا باہم کیا تال میل ہے۔"

سماعت فرمانے کے بعد نطق فرمایا۔

Marfat.com

"مرد کے لئے کشف و کرامت بمنزلہ حجاب ہے۔ استقامت کا کام محبت ہے۔"

"یا حضرت! سچی واصل محبت کیا ہے۔"

"دوستو! سچی محبت پیروی ہی کا دوسرا نام ہے۔ محبت کا نقشہ جم جانے کے بعد معصیت کی جرات ہی کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ محبت حق جب تک غلاف قلب میں ہے گناہ کا امکان باقی ہے۔ لیکن جب محبت سویداء قلب میں گھر کر جاتی ہے تو معصیت کا امکان باقی نہیں رہتا یعنی عاشق صادق سے نافرمانی ممکن کیونکر ہے۔

اور اصل میں محبت وہ محبت ہے جو مردوں کو نامردوں اور سچوں کو جھوٹوں سے ممتاز کر دے۔ یعنی اگر یہ شخص محب صادق ہے تو دوست کی بلا اور اپنی وفا پر صبر کرے گا اور اپنی تمام عمر اسی میں بسر کر دے گا۔ اور ذرہ برابر دوست کی متابعت سے تجاوز نہ کرے گا بلکہ صدق دل سے اس دروازے کو کھٹکھٹائے گا۔ اس طرح صدق محبت ظاہر ہو گی۔ اور دم بہ دم عشق کی نیرنگیاں اور عجائبات اس کثرت سے عالم غیب سے ظہور میں آئیں گے کہ ان کی نہایت نہ ہو گی۔ جو شخص دولت محبت سے ہم آغوش ہونا چاہے تاوقتیکہ اپنی عزیز جان و تن کو رضائے دوست کے لئے مصیبت و بلا میں نہ رکھ دے۔ ہرگز اس سعادت کو نہ پہنچے گا۔ زحمت و تکلیف اللہ تعالیٰ کی محبت کی ابتداء اور بیت عشق کا پہلا دروازہ ہے۔ اس راہ میں خواجگی اور غلامی کی کوئی تمیز نہیں۔ جو عالم محبت میں راست آتا ہے اس کا کام بن جاتا ہے۔ یاد رکھو کسی دل کے نزدیک جائز نہیں ہے اور نہ ترکیب طبائع میں' نہ قیاس میں' نہ وہم میں' نہ حس میں' نہ ممکن میں' نہ واجب میں درست ہے کہ تم کسی کو دوست رکھو اور محبوب کا تمہاری طرف میل و خواہش نہ ہو۔"

"محبت کے ساتھ بلا کا جوڑ عجیب سا ہے"

قریب ہی بیٹھے ہوئے شخص نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ آپ نے متبسم ارشاد فرمایا۔

"وہ شخص اپنے دعوئ محبت میں سچا ثابت نہیں ہوتا جو آقا کے مارنے پر لذت حاصل نہ کرے۔ دراصل محبت میں مصیبت اس لئے آتی ہے کہ ہر کمینہ اس کا دعویٰ نہ کرے۔ اور جب اس پر مصیبت پڑے تو پیٹھ دکھا جائے۔ دراصل محبت کی اصلیت ہی یہ ہے کہ دوستی کی صفائی ہو۔ لیکن جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا اسے بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ جسے بیماری میں مبتلا کرتا ہے تو یہ بیماری گناہ کا کفارہ ہے۔"

"حضور! کیا محبت میں خوشبو بھی ہوتی ہے"

اس سے قبل کہ آپ جواب مرحمت فرماتے قاضی محی الدین کاشانی جو اس محفل میں تشریف فرما تھے

Marfat.com

اٹھے اور کہنے لگے۔

"دوستو! حضرت خواجہ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنی خاص گدڑی جسے آپ عام استعمال میں لایا کرتے تھے ازراہ شفقت مجھ ناچیز کو عطا فرمائی۔ اس گدڑی سے بڑی خوش کن عطر کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے اسے سر اور آنکھوں پر رکھا اور گھر لے جا کر الماری میں رکھ دیا۔ اس سے سارا گھر معطر ہو گیا۔ میں اس گدڑی کو جان سے بھی عزیز رکھتا تھا۔ ایک عرصہ تک اس میں سے خوشبو آتی رہی اور اس میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تو مجھے سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرے خیال میں یہ ایک عارضی چیز تھی۔ ایک روز میں نے ازراہ آزمائش اس گدڑی کو پانی سے دھو ڈالا۔ لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ اور خوشبو بدستور آتی رہی۔ کئی کئی بار ایسا ہوا لیکن خوشبو ختم ہونے کا نام نہ لیتی تھی۔ میری حیرانگی کی انتہا نہ تھی۔ چنانچہ میں حضرت خواجہ صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ گوش گذار کیا۔ اس پر آپ نے دیدہ پر آب ارشاد فرمایا۔

"قاضی صاحب! یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو ہے۔ دھونے سے نہیں جائے گی۔ وہ اپنے محبان خاص کو خوشبو تا ابد دیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔"

قاضی محی الدین کاشانی نے جب یہ واقعہ سنایا تو حاضرین مستانہ وار جھوم اٹھے اور باآواز بلند اللہ کا ورد کرنے لگے۔ عجب سماں طاری تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے عرش تا فرش محبت کی برسات ہو رہی ہو۔ آپ نے اپنا بازو مبارک فضا میں لہرایا تو حاضرین خاموش ہو گئے۔

آپ نے پھر نطق فرمایا۔

"اے درویشو! محبت سے کیا جاندار اور کیا بے جان سب متاثر ہوتے ہیں۔ محبت ہی ایک ایسی عطا و نعمت ہے جو حسب استطاعت سب کو مرحمت فرمائی گئی ہے۔ لوگ حیران کن نظروں سے خلاء میں گھورنے لگے۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے وہاں پر آویزاں قندیلوں کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

"اے قندیلو! محبت کی بات تم ہی سنو"

یہ کہنا تھا کہ سب قندیلیں آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ حاضرین نے جب یہ دیکھا تو تڑپ اٹھے۔ آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں ہو گیا۔ بیک آواز کئی مبتدیوں اور محبت کی لذت سے تہی دامنوں کے منہ سے نکلا۔

"ہم سے تو یہ قندیلیں ہی افضل و برتر ہیں جو محبت کا نام سنتے ہی بے قرار ہو کر کرچی کرچی ہو گئی ہیں اور ہم انسان اس سے نابلد و ناآشنا زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

Marfat.com

اور بہت سے لوگ ہچکیاں لے کر رونے لگے کہ آپ کی آواز فضا میں ابھری۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے مصیبتوں کا خزانہ پیدا کیا تو خاص کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے لئے پیدا کیا۔ فرشتوں نے جب اس خزانے کو دیکھا تو مارے ہیبت کے سر بسجود ہو گئے اور عرض کی۔

"بارالٰہ! یہ کس کے لئے ہے"

اسی اثنا میں ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور آپ کے سر اقدس پر بیٹھ گیا۔ پھر اڑ کر ہاتھ مبارک پر بیٹھا۔ وہاں سے آپ کی گود میں آیا اور زمین پر بیٹھ کر اپنی چونچ زمین پر مارنے لگا۔ لوگ حیرت بدنداں دیکھ رہے تھے۔ لیکن آپ کا سلسلہ کلام جاری تھا۔ آپ نے پرندے کی طرف التفات نہیں کیا۔ آپ کہہ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اے فرشتو! تم اس نعمت سے فارغ ہو۔ یہ نعمت ہم اپنے خلیفہ کو دیں گے جسے ہم روئے زمین پر پیدا کریں گے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور اس کے فرزند جو میرے محب ہیں اور انہیں ان مصیبتوں کے ذریعے امتحان میں ڈالا جائے گا۔ جو ہماری محبت میں ثابت قدم ہوگا اس پر ہم بلا نازل کریں گے اور جب نازل نہ کریں گے تو وہ اس کے نازل ہونے کی آرزو کریں گے۔"

یہ کہہ کر آپ نے اس پرندے کی طرف دیکھا جس کی چونچ سے خون جاری تھا اور پھر گر کر جان دے دی۔ شہید محبت پرندہ خون میں لت پت پڑا تھا۔ اور لوگ ماہی بے آب کی طرح مچل و تڑپ رہے تھے۔ عجب سماں تھا۔ ہر سو محبت کا رنگ پھیلا ہوا تھا۔ آپ پھر گویا ہوئے۔

"جب اہل محبت کو کوئی چیز بطور فتوح ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ آج ہم سے بلا لے لی گئی ہے اور عافیت دی گئی ہے۔ اس لئے وہ اس بات سے فارغ ہیں۔ وہ لوگ کیسے اچھے ہیں جو پہلے ہی روز باخبر ہو جاتے ہیں اور دوسرے تیسرے دن ان کا نشان بھی نہیں رہتا۔ مگر کامل وہ ہے جو آغاز و انجام عشق میں قائم رہے اور ھل من مزید پکارتا رہے۔ جو شخص راہ محبت و معرفت میں کامل ہے اس سے ظاہر و باطن میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ یاد رکھو کہ محب کا ایک وقت متعبد کے تمام اوقات سے فاضل تر ہوتا ہے۔"

"عشق کیا ہے؟"

ایک طرف سے آواز سنائی دی۔ فرمایا۔

Marfat.com

"عشق محبت کی آخری سیڑھی ہے اور محبت عشق کی پہلی چوکھٹ ہے۔ عشق عشقہ سے مشتق ہے اور عشقہ ایک قسم کی گھاس ہے۔ جو باغ میں اگتی ہے اور بیل کی طرح درخت پر چڑھتی ہے۔ اول اپنی جڑ زمین میں سخت اور مستحکم کرتی ہے۔ پھر شاخوں پر چڑھ کر سارے درخت کو لپٹ جاتی ہے۔ اور درخت کو اس طرح شکنجہ میں کھینچتی ہے کہ اس کی رگوں میں ذرا بھی تری اور نمی باقی نہیں چھوڑتی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اسے بالکل خشک کر دیتی ہے اور جو ہوا پانی اور ترائی ساتھ لے کر اس درخت تک پہنچتی ہے اسے غارت کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ درخت چند روز میں سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے اور کھوکھلا ہو کر ایک دن دھڑام سے گر پڑتا ہے۔ لیکن انسان کے لئے عشقہ کا کام فقر و افلاس کرتا ہے۔ جس کو یہ پسند نہیں عشق کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ بادشاہ صفت معشوق کے آگے صرف یہی عاجزی و زاری کرنی چاہئے۔ اور جس شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت اپنی طرف مشغول کر لیتی ہے اس میں گرمی سردی ذرا اثر نہیں کرتی۔ عشق ہی ایک ایسا معاملہ ہے جس میں مشورت درکار نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں عشق میں صبر اس بات کا نام ہے کہ نفس کے رنج و آرام و راحت کے درمیان کچھ فرق نہ رہے یعنی دونوں حالتوں میں صبر کرے۔"

کسی نے دریافت کیا۔

"حضرت یونس علیہ السلام کو پانی میں ڈالنے کی کیا وجہ تھی۔"

فرمایا۔

"آپ علیہ السلام کو عشق کی آگ لگی تھی اور جسے آگ لگتی ہے اس پر پانی ڈالتے ہیں تاکہ جل نہ جائے۔ اسی واسطے آپ علیہ السلام کو بھی پانی میں ڈالا گیا۔"

یہاں قدرے سکوت فرمایا اور پھر کہا۔

وہ صفت جسے حق تعالیٰ کی شناخت حاصل تھی وہ حسن کی صورت میں نمودار ہوئی جسے نیکی بھی کہتے ہیں۔ اور وہ صفت جسے اپنی شناخت حاصل تھی وہ عشق کی صورت میں نمودار ہوئی جسے بہتر بھی کہتے ہیں۔ لاریب اگر محبوب نہ ہوتا تو ہمیں عشق کی پہچان نہ ہوتی اور اگر عشق نہ ہوتا تو پھر ہم محبوب کو نہ پہچانتے اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے ؎

در عشق تو برتو نظر خواہم کرد
جاں در غم تو زیر و زبر خواہم کرد
اگر عشق بنودے و زغم عشق نبودے
چندیں سخن بغیر کہ گفتے کہ شنودے

(ترجمہ) تیرے عشق میں میں صرف تجھ پر ہی نگاہ ڈالوں گا۔ تیرے غم میں میں اپنی جان

Marfat.com

کو زیر و زبر کردوں گا یعنی جان قربان کردوں گا۔

اگر عشق اور غم عشق نہ ہوتا تو یہ تمام اعلیٰ پائے کی باتیں کوئی کہہ پاتا نہ سن پاتا۔

"یا شیخ! عاشق ذات کیا ہے"

فرمایا۔

"تقویٰ ایک خوبصورت چیز ہے جو اندوگیں دل کے سوا کہیں مقام نہیں کرتی اور ہنسی و غفلت کا مقام اہل نشاط کے دل کے سوا اور کہیں نہیں۔ لیکن عاشق ان دونوں سے فارغ ہیں اور جو لوگ دوست کے عشق میں مستغرق ہوتے ہیں وہ صبح سے شام تک بڑی آرزو سے بلا کے خواستگار ہوتے ہیں کیونکہ جو مصیبت دوست کی طرف سے ہو وہ مصیبت نہیں ہوتی بلکہ عین نعمت ہے جو دوست سے دوست کو ملتی ہے۔ ایک عاشق جب صبح اٹھتا ہے تو یہی فریاد کرتا ہے کہ اے پروردگار میرا رزق بھی تیری بلا ہے۔ اس سے پوچھا گیا۔

"یہ کیا کہتے ہو"

بولا۔

"جب دوست مصیبت میں ممنون ہو تو پھر اگر ہم اس کی آرزو نہ کریں تو ہم اہل سلوک میں نہیں۔"

اور پھر یہ شعر پڑھا۔

گر بر سر عاشقاں بلا ہا باشد
آں جملہ بلائے تست بر جانم باد

(ترجمہ) اگر عاشق کے سر پر بلائیں ہوں تو تیری بلائیں میری جان پر آجائیں۔

کیا طرفہ تماشہ ہے کہ سچے لوگوں کی صبح صبح کے وقت ہوتی ہے اور عاشقوں کی صبح شام سے شروع ہوتی ہے۔ اور عشاق کے دلوں کی سلامتی صرف دوست کی محبت کی وجہ سے ہے ورنہ یہ دل پر خون تیری منزل گاہ بننے کا ہرگز سزاوار نہیں ہے۔

صاحبو! وہ شخص جس نے سب سے پہلے عشق کیا اور عشق کی بلاؤں کو قبول کیا وہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں۔ اس واسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں خاک سے بنایا۔ گیا اگر اس خاک میں عشق کی چاشنی نہ ہوتی تو اہل سلوک میں عشق نہ ہوتا۔ چونکہ ان سے عشق کی ابتداء کی اس لئے ان کے فرزندوں میں بھی عشق پایا گیا۔

از بہر رخ تو مبتلائے باشم
وندر غم عشق تو بلائے باشم

Marfat.com

در عشق ہمہ درد و جفا ہا باشد
اندر راہ عاشقی بلاہا باشد

پس مرد ہموست کہ در رہ عشق
کہ او پیوستہ بعشق در جفاہا باشد

(ترجمہ) تیرے رخ کی دید کے لئے مبتلائے آزمائش ہوں اور تیرے عشق کے غم میں بلاؤں سے دوچار ہوں۔
عشق میں تمام تر درد اور جفا ہے۔ راہ عشق میں آزمائشوں سے دوچار ہونا ہی پڑتا ہے۔
عشق کے راستے میں مرد وہی ہے جو عشق کرے اور ہمیشہ مصائب و آلام جھیلے۔

اور جب حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے چالیسویں صبح کے آغاز میں آنکھ کھولی۔ تو نگاہ عشق پر پڑی تو عشق ہی کی جنبش سے بہشت کو لات مار کر اس ویرانے میں آئے۔

تمہیں کیا خبر کہ روز قیامت عاشقوں کو نور کی زنجیروں سے جکڑ کر لایا جائے گا کیونکہ اگر انہیں کھول دیا جائے تو تمام قیامت کو اشتیاق حق کی وجہ سے درہم برہم کر دیں۔ اور جب طائفہ محبین کو بہشت بریں میں جانے کا حکم ہو گا تو وہ عذر کریں گے کہ ہم نے تیری بہشت بریں کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے عبادت نہیں کی۔ صرف تیری محبت کی وجہ سے تیری عبادت کی ہے۔ ہم کو دوزخ یا بہشت سے علاقہ نہیں۔ دوبارہ حکم ہو گا کہ بہشت میں جاؤ کیونکہ وعدہ دیدار وصال اسی جگہ مقرر کیا گیا ہے اور یہ وعدہ وہیں ایفا کیا جائے گا۔ وہ پھر بھی نہیں جائیں گے بالآخر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ ان کی گردنوں میں نور کی زنجیریں ڈال کر کھینچو اور کشاں کشاں بہشت میں لے جاؤ۔"

"مومن، علماء اور اہل عشق کا کیا مقام ہے۔"
ایک عالم نے دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا۔
"مومن کے لئے دس نور ہیں۔"

☆ نور روح	☆ نور عقل
☆ نور معرفت	☆ نور یقین
☆ نور توفیق	☆ نور بصر
☆ نور حیا	☆ نور محبت
☆ نور شوق	☆ نور عشق

عقل اور عشق ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق، عقل

Marfat.com

علماء کے عشق پر غالب ہے۔ اور عشق درویشوں کی عقل پر غالب ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام عشق اور عقل دونوں پر غالب ہیں۔

عقل ربا عشق گوشہ نیست زودش پنبہ بہ
تاچہ خواہی کرد آں اشتر دل جولاہ را

اور جو علم و عقل و عشق تینوں چیزوں کے ساتھ موصوف ہو وہ خلافت مشائخ کے شایان سزاوار ہے۔

"رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور رب ودود جل جلالہ کی محبت کے بارے میں علم عطا ہو۔"
ایک محب نے دریافت کیا۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ پر عالم گریہ طاری ہو گیا۔ سنبھل کر بیٹھ گئے اور پھر محبت میں ڈوبی آواز سے فرمانے لگے۔

"جس شخص نے ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اس پر آگ حرام ہے تو جو شخص صبح سے شام تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مستغرق ہو امید ہے کہ اسے تو کوئی آگ بھی نہیں جلا سکے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا اتباع حق سبحانہ کی محبت کی علامت ہے۔ اگر متبع کا مقصود بہشت یا دوزخ کے عذاب سے نجات ہو تو وہ تام و کامل نہیں اور اسے اہل اللہ میں شمار نہیں کرتے۔ اتباع ظاہری تو ظاہر ہے۔ اتباع باطنی یہ ہے کہ اس کے باطن میں سوائے حق سبحانہ کے کوئی مطلوب و مقصود نہ ہو۔

حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو لوگ باہم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت و الفت رکھتے ہیں وہ قیامت کے روز سرخ یاقوت کے ایسے ستون پر ہوں گے جس کے کنارے پر ستر ہزار بالاخانے ہوں گے۔ جب یہ لوگ بہشتوں کو جھانک کر دیکھیں گے تو ان کے چہروں کی درخشانی اہل بہشت کو اس طرح روشن و منور کر دے گی جس طرح خورشید سے اہل دنیا روشن ہوتے ہیں۔ اس وقت بہشتی لوگ کہیں گے۔

"اے فرشتو! ہمیں ان لوگوں کے دروازہ تک پہنچا دو۔ جو باہم دوستی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رکھتے تھے تاکہ ہم ان کے جمال جہاں آرا کو سیر ہو کر دیکھیں۔"

یہ بھی حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قدیم دوستی کی محافظت کو دوست رکھتا ہے۔ الست بربکم کی محبت ہوائے نفسانی کے اتباع اور شیطانی القا کی وجہ سے پردہ حجاب میں ہے۔ یاد رکھو معتبر اللہ تعالیٰ کی محبت ہے جو ازل سے ابد تک قائم و دائم ہے۔ محبت کی برکت سے گزشتہ زمانہ کی بدعنوانیاں محب کے حق میں مضرت وہ ثابت نہیں ہوتیں۔ اور یہ بھی جان لو کہ جو شخص رب

Marfat.com

العالمین کا مشتاق ہوتا ہے اس کی ہر چیز مشتاق ہوا کرتی ہے۔ ہمارے نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تیری دوستی کی درخواست کرتا ہوں اور اس شخص کی دوستی مانگتا ہوں جو تجھے دوست رکھتا ہے۔ اور اس کام کا سوال کرتا ہوں جو تیری دوستی کی طرف پہنچا دے۔ اللہ! تو اپنی دوستی کو میری ذات' میرے خویش و اقربا' اور میرے مال کی نسبت ٹھنڈے پانی سے میری طرف دوست تر کردے یعنی جس طرح پیاسے لوگ ٹھنڈے پانی کو دوست رکھتے ہیں اس طرح میں تیری محبت کو دوست رکھنے لگوں۔"

اے درویشو! جب مخلوق کا عشق عاشق کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے تو یہیں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عشق کا کیا اثر پیدا ہو گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ جہاں تک بن پڑے تم اس کے دروازے کی کنڈی ہلاؤ۔ اور یہ جان لو کہ عشق میں وسیع حوصلہ درکار ہے تاکہ تم دوست کے اسرار کے لائق ہو۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"جو شخص فریفتہ ہوا اور عفت و پرہیزگاری اختیار کی اور حتیٰ الامکان عشق کو چھپایا۔ پھر اسی حالت میں فوت ہو گیا تو شہید مرے گا اور وہ کاملوں کا درجہ اور واصلوں کا مرتبہ پائے گا۔

لاریب جس کو لذت محبت الٰہی حاصل ہوتی ہے تو وہ پھر غیر پر نگاہ نہیں ڈالتا اور دوسری الفت میں گرفتار نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ محبت الٰہی دنیا کو تباہ کر دیتی ہے۔"

اور پھر ماحول پر سکوت طاری ہو گیا۔ ہر شخص کے چہرے پر محبت کا نور پھیلا ہوا تھا۔ درس محبت و عشق ختم ہو چکا تھا لیکن حاضرین ہنوز محبت و عشق کے اسرار میں گم تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اپنی نشست سے اٹھے تو سب لوگ بھی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ جب وہ اپنے حجرے مبارک کی طرف تشریف لے گئے تو لوگ بھی منتشر ہو گئے۔ لیکن کوئی کسی سے بات نہیں کرتا۔ محبت نے ان کے وجود کو جکڑ رکھا تھا۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

محبت و عشق ہی سب کچھ ہے۔ ان سے زندگی اور ان کے بغیر موت ہے۔ اور محبت تین قسم کی ہوتی ہے۔

☆ اسلامی

Marfat.com

☆ دینی اور

☆ خاص اسلام کی طرف مائل ہونا۔

پہلی محبت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں بجاآوری احکام اور منکرات سے اجتناب کرنا۔ ان اعمال کا نتیجہ محبت دینی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ تیسری محبت ہمیشہ جذبہ الٰی کا نتیجہ ہوا کرتی ہے۔

محبت کا مقام تمام مقامات سے اعلیٰ و ارفع ہے اور اس مقام کے لائق وہی شخص ہوتا ہے جس کا قلب تمام مرادات سے فارغ ہوتا ہے اور جسے طلب حق کے بغیر کچھ مقصود و مطلوب نہیں ہوتا۔ چوں محبت شد ہمہ شد یعنی جب محبت ہو گئی تو سب کچھ مل گیا۔

❋ فرمایا۔

☆ جب چہار اکناف عشق ہی عشق ہو تو پھر عاشق مہجور کی حالت کچھ اس طرح ہوتی ہے ۔

عاشق بہ ہوائے دوست مد ہوش بود
وز یاد محبت خویش بے ہوش بود

فردا کہ ہمہ بحشر حیراں باشند
نام تو دودن سینہ در جوش بود

(ترجمہ) عاشق دوست کی طلب میں مدہوش ہوتا ہے اور اپنی ذات کی محبت سے بے ہوش ہوتا ہے۔

کل جب کہ حشر کے دن سب حیران و سراسیمہ ہوں گے تیرا نام دو دن کے لئے سینے میں موجزن ہوگا۔

اور پھر اپنے حال کے بارے میں یوں فرمایا ۔

در سینہ نصیرالدین جز عشق نمی گنجد
این طرفہ عجائب بیں دریا بحباب اندر

(ترجمہ) نصیر الدین کے سینے میں عشق کے سوا کچھ نہیں سماتا۔ یہ عجیب تماشا دیکھو کہ دریا بلبلے میں سماگیا۔

Marfat.com

حضرت نور الحسن بخاری (سید) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* اسلام کی اساس و بنیاد کلمہ پر ہے۔ توحید و رسالت اسلام کے دو اصل الاصول ہیں۔ رسالت پر ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے قلبی ربط و تعلق، دلی محبت و مودت، الفت و عقیدت اور شیفتگی و وارفتگی کے بغیر اسلام کا تصور بھی غلط ہے اور ایمان کا دعویٰ فضول ہے۔

حضرت نعمت اللہ ولی (شاہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* صوفی منتہی جب مقصد کو پہنچتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے اور قلندر کا طریق عشق ہے۔ عشق کیا ہے؟ اللہ ہے۔

حضرت نظام الدین ابو المؤید رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* بر عشق تو و بر تو نظر خواہم کرد
جاں در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

(ترجمہ) میں آپ کے عشق اور آپ کو ایک بار دیکھوں گا۔ پھر آپ کے غم میں اپنی عمر برباد کردوں گا۔

حضرت نوری رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* محبت میں پردے پھٹتے ہیں اور راز کھلتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اورنگ آبادی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
* صحرائے دلم عشق تو شورستان کرد
تامہر کسے دگرنہ روید ہرگز

Marfat.com

(ترجمہ) تیرے عشق نے میرے دل کے صحرا کو بنجر بنا دیا ہے تا کہ کسی اور کی محبت اس میں کبھی پیدا نہ ہو۔

حضرت عبداللہ المعروف ہندی لاہوری (شیخ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ حصول توحید کا زینہ محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
* فرمایا۔
☆ موت ان کو آتی ہے جو عشق حق سے بے بہرہ ہوں۔

حضرت ہرم بن حیان رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ مومن جب اپنے رب کو پہچانتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے۔ اور جب اس سے محبت کرتا ہے تو اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور جب اس توجہ کا لطف و حلاوت پاتا ہے تو دنیا کی طرف خواہش کی نظر سے نہیں دیکھتا اور نہ آخرت کی طرف کاہلی سے دیکھتا ہے۔ وہ اپنے جسم کے اعتبار سے تو دنیا میں رہتا ہے لیکن اپنی روح کے اعتبار سے آخرت میں۔

حضرت یحییٰ معاذ الرازی رحمتہ اللہ علیہ

محبت الفاظ کی محتاج نہیں ہوتی۔ یہ تو از خود خوشبو کی طرح پھیل جاتی ہے۔ محبت کے متوالوں کے مشام جان کو معطر کرنے لگتی ہے۔ اور وہ اس کے گرد منڈلانے لگتے ہیں۔

حضرت یحییٰ معاذ الرازی رحمتہ اللہ علیہ بڑے محب و عاشق تھے۔ ان کے آستانے پر متلاشیان محبت حق کا ہجوم ہونا لازمی تھا۔ چراغ سے چراغ ایسے ہی تو روشن ہوتا ہے۔

حسب معمول آج بھی ان کے گرد مسافران منزل محبت اور جستجوئے محبت میں سرگرداں لوگ بیٹھے تھے۔ اور آپ ان کے قلوب و ارواح کی تسکین و رہنمائی کے لئے ارشاد فرما رہے تھے۔

اے صحرا نوردان محبت! شوق کی علامت یہ ہے کہ اعضائے انسانی اپنی خواہشات چھوڑ دیں۔ اور ایمان تین اشیاء سے ہے۔

☆ خوف
☆ رجا اور

Marfat.com

☆ محبت

خوف کے ضمن میں ترک گناہ ہے تاکہ آگ سے رہائی نصیب ہو۔ رجا کے ضمن میں طاعت میں غور و فکر کرنا ہے تاکہ بہشت میں درجات حاصل ہوں۔ اور محبت کے ضمن میں مکروہات کا گمان کرنا ہے تاکہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

لیکن جہاں تک محبت کا تعلق ہے تو یہ ایک حال ہے اس کی تعبیر قول یا الفاظ سے نہیں ہو سکتی۔ مصرعہ

"محبت حالیست و حالت ہرگز قالت نباشد"

لیکن اتنا ضرور ہے کہ

☆ محبت اگر رائی کے برابر بھی حاصل ہو تو یہ مجھے ستر سالہ عبادت سے جو بغیر محبت کے ہو زیادہ محبوب ہے۔

☆ ایک ذرہ محبت طاعت ثقلین سے بہتر ہے۔ اور

☆ شمہ بھر محبت کا طاعت و عبادت جن و انس سے افضل و بلند مرتبہ ہے۔

جہاں تک سچی و حقیقی محبت کا تعلق ہے تو یوں سمجھ لو صدق المحبة العمل بطاعة المحبوب

یعنی سچی محبت محبوب کی طاعت کا عمل ہے۔

اور حقیقت محبت یہ ہے کہ وہ جفائے محبوب کی وجہ سے کم نہیں ہوتی اور نہ عطا و مرحمت کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ دونوں پہلو محبت کے اسباب ہیں اور اسباب اصل چیز کے ہوتے ہوئے بے سروپا ہوتے ہیں۔ دوست سے پہنچی ہوئی مصیبت دوست کے لئے وجہ مسرت ہوتی ہے۔ محب کی راہ میں جفا و وفا کا کوئی فرق نہیں۔ محبت حاصل ہو تو جفا بھی وفا اور وفا بھی جفا ہے۔ البتہ محبت نیک برتاؤ اور احسان سے بڑھتی ہے۔

صاحبو! اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کی طرف اشارہ کر رہا ہے تو اس کا طریقہ اہل محبت کا طریقہ ہے۔ لیکن جو شخص محبت کا دعویٰ کرے مگر محبت کی حدود کا لحاظ نہ رکھے وہ سچا محب نہیں ہے۔ اور سچے محب و عاشق کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے اندر یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی جان کی سخاوت کرتا ہے۔ اور اس کا صبر زاہدوں کے صبر سے زیادہ سخت ہوتا ہے اور یہ بھی تعجب کی بات کہ انسان اپنے محبوب سے کیونکر صبر کر سکتا ہے۔

اگر جہنم میری ملکیت میں دے دی جائے تو میں کسی عاشق کو بھی اس میں نہ جلنے دوں کیونکہ عاشق تو روزانہ خود کو سو بار جلاتا ہے۔

Marfat.com

"اگر کسی عاشق کے گناہ کثرت سے ہوں پھر کیا کریں گے۔"

کسی نے سوال کیا تو فرمایا۔

جب بھی نہیں جلنے دوں گا کیونکہ اس کے گناہ اختیاری نہیں بلکہ اضطراری ہوتے ہیں۔

اسی اثنا میں دور سے کسی کے لحن داؤدی میں عارفانہ کلام پڑھنے کی آواز سنائی دی تو حضرت یحییٰ معاذ الرازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

عمدہ آواز اس دل کے لئے جس میں اللہ جل جلالہ کی محبت ہو ہوا کا ایک جھونکا ہے۔

دوستو! حق تعالیٰ کے عفو سے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں تو پھر اس کی رضا کا کیا حال ہو گا۔ اس کی رضا سے سب کام پورے ہو جاتے ہیں تو پھر اس کی محبت کیسی ہو گی۔ اس کی محبت عقل کو مدہوش کر دیتی ہے تو پھر مودت کا کیا کہنا ہے' اس کی مودت جب ماسوا کو بھلا دیتی ہے تو پھر اس کے لطف کا کیا ٹھکانا۔

حضرت یوسف چشتی (خواجہ) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ محبت والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو سوائے اپنے محبوب کے کسی اور میں مشغول نہ ہوں۔ کیونکہ جو شخص محبوب کے سوا کسی اور چیز سے خوش ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ غم و اندوہ کے قریب ہو جاتا ہے اور جو شخص محبوب کی خدمت میں راحت پاتا ہے وہ تمام وحشتوں سے دور ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ جس کی روح محبوب کی چوکھٹ پر معلق نہ ہو وہ کچھ بھی نہیں۔ اس کی محبت کے سارے دعوے نادرست ہیں۔

* فرمایا۔

☆ جو شخص محبت کی خواہش سے اپنی منزل کا آغاز کرتا ہے جلد ہی اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور جو دنیا کی خواہش لے کر چلتا ہے دوزخ کے قریب ہی پہنچتا ہے۔ صرف دعوے کر لینے سے مملکت محبت تک رسائی ناممکن ہے۔

حضرت یعقوب سوسی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ صحیح محبت اس وقت ہوتی ہے جب کہ محب علم محبت یا اپنی محبت کو دیکھنے سے گزر کر محبوب کے علم میں یا محبوب کے دیکھنے کی طرف نہیں آتا اور یہ اس طرح کہ علم محبت بھی

Marfat.com

فنا ہو جائے۔ یعنی بجز محبوب کے اپنی محبت سے بھی آگاہی باقی نہ رہے۔ محبوب تو اس وقت بھی غیب میں موجود ہوتا ہے جب کہ محب کو ابھی محبت نہ ہوئی تھی۔

محب کمال مشاہدہ کے سبب ایسا بن جاتا ہے کہ محبت کا علم بھی فنا ہو جاتا ہے اور جب اس حالت پر پہنچ جاتا ہے تو محب بلا محبت ہی محب کہلاتا ہے۔

حضرت محمد یعقوب چرخی (مولانا) رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ مرداں رہش بہ ہمت دیدہ روند
زاں در رہ عشق ہیچ اثر پیدا نیست

(ترجمہ) مردان عشق اس کی راہ میں پلکوں کے بل چلتے ہیں اسی لئے عشق کی راہ میں کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا۔

حضرت یوسف اسباط رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

انس کی پانچ علامتیں ہیں۔

☆ ہمیشہ گوشہ نشیں رہنا۔

☆ مخلوق سے وحشت زدہ رہنا۔

☆ خالق کو ہر لمحہ یاد رکھنا۔

☆ مجاہدات میں سکون اختیار کرنا۔ اور

☆ اطاعت پر عمل پیرا رہنا۔

* فرمایا۔

شوق کی پانچ علامتیں ہیں۔

☆ عیش و راحت میں موت کو نہ بھولنا۔

☆ خوشی کے دوران میں زندگی کو غنیمت تصور کرنا۔

☆ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔

☆ زوال نعمت پر اظہار تاسف کرنا۔ اور

☆ مشاہدات کی حالت میں مسرور رہنا۔

Marfat.com

حضرت محمد بن علی کتانی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبوب کی خاطر ایثار کرنے کو محبت کہتے ہیں۔

حضرت ابو عبداللہ نباجی رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ اگر مخلوق کی محبت ہو تو یہ لذت ہوتی ہے۔ اور خالق کی ہو تو یہ اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔
☆ استہلاک کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا اپنا کوئی حظ باقی نہ رہے اور تیری محبت کی کوئی علت بھی نہ ہو اور نہ تو کسی علت کے ذریعے قائم ہو۔

حضرتِ ابن عبدالصمد رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔
☆ محبت دراصل وہ ہوتی ہے جو اندھا اور بہرہ کر دے۔ یعنی یہ ماسوائے محبوب سے اندھا کر دیتی ہے لہٰذا کسی اور کو مطلوب سمجھ کر اس کی طرف نہیں دیکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔
"کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔"
* فرمایا۔
☆ محبت نے مجھے محبوب سے باتیں کرنے کے سوا ہر چیز سے بہرہ کر دیا ہے۔ ایسی محبت کی محبت کو کس نے دیکھا جو بہرہ پن پیدا کر دے۔
☆ محبوب نے اپنے سوا کسی اور کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو روک دیا ہے۔ اور محبت اندھا کر دیتی ہے اور اگر اسے چھپائے تو اسی میں اس کی موت ہوتی ہے۔
☆ فرط محبت ایسا حال ہے جس کا مقابلہ ایک سمجھ دار آدمی کی رائے بھی نہیں کر سکتی جب وہ محبت جس سے انسان بچتا ہے غالب آجائے۔
☆ اگر اس محبت کے مصائب اس سے انصاف کریں تو یہ لذت پاتا ہے اور اگر عدل میں اور بڑھ جائیں تو حیران پریشان رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ اگر مجھے دو رکعت نمازوں اور جنت کے درمیان انتخاب کا حق دیا جاتا تو میں دو رکعت نمازوں کو جنت پر ترجیح دیتا کیونکہ جنت میرے نفس کو پسند اور اس کی رضا جوئی کا سامان ہوتی جب کہ دو رکعت محض محبت الٰہی اور اس کی رضا کا نتیجہ ہوتیں۔

حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

دنیائے محبت و عشق میں الفاظ نہیں عمل بولتا ہے۔ اس دنیا کے درجات و کمالات و منازل و مقامات کو صرف راہ عمل پر گامزن ہونے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ محبت و عشق کی راہ گلرنگ و مشکیں میں زبان گنگ اور آنکھیں حیرت زدہ ہوتی ہیں لیکن اس کی کیفیات و محسوسات و قلبی واردات کا اظہار اس راہ کے مسافر کے طور و اطوار' نشست و برخاست' خامشی و کنایات' انداز و حرکات اور اشک و آہیں نطق کا کام دیتی ہیں۔ حقیقت حال کی غمازی کرتی ہیں۔ سر نہاں آشکار کرتی ہیں اور مبتدیوں کے لئے نہ صرف سامان ذوق و شوق مہیا کرتی ہیں بلکہ ان کے لئے راہیں استوار بھی کرتی ہیں تاکہ بے خوف و خطر ان حسین و جمیل راہوں پر قدم بڑھائیں۔ منتہیان محبت و عشق جب مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوتے اور عشق و محبت کے خزینے لٹانے پر معمور ہوتے ہیں تو پھر طالبان کا انبوہ کثیر ان کے گرد اکٹھا ہو جاتا ہے اور وہ ان کے روبرو محبت و عشق حقیقی کے رنگا رنگ پھولوں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی محافل محبت و عشق کے بیانات سے عبارت تھیں۔ وہ از خود یا مسافران راہ محبت و عشق کے استفسار پر جب زبان درفشاں کو جنبش دیتے تو اس میں سے محبت و عشق کے رموز و اسرار کے لافانی جھرنے گرنے لگتے۔ اور تشنگان ھل من مزید کی صدائیں بلند کرتے رہتے تھے۔

محبت کے بارے میں فرمایا۔

دوستو! محبت کی طلب اور عرفان کا شوق یہ محض رب کریم کا فضل ہے کہ جس سے آدمی کو طلب اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے سے عرفان نصیب ہوتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب کھینچ لیا اور اپنی محبت اور شوق کا نشہ پلا دیا وہ دونوں جہانوں کا شہنشاہ ہے اور دنیا کے بادشاہ اس کے ادنیٰ غلام ہیں۔

Marfat.com

عشق کے بارے میں فرمایا۔

اے عزیز! جو محبت و عشق کے راستے سے حق سبحانہ و تعالیٰ کا طالب ہوتا ہے وہ ایک لحظہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔ اسی سے رب کریم کے ملاپ کی مجلس تک اس کی رسائی ہوتی ہے۔ لاریب اللہ تعالیٰ کے راستے کی منزلوں کو عشق کے توشے اور درد کی سواری کے سوا کوئی بھی طے نہیں کر سکتا۔ اور معنوی دولت اور باطنی بخشش کے دروازے مدد اور محبت لائے بغیر کھول نہیں سکتے۔ اگر تم میں کچھ ہمت ہے تو بہادروں کی طرح اس راستے میں مضبوط قدم رکھ۔ اور عشق کے درد کا ایک ذرہ اپنے میں پیدا کر کیونکہ الٰہی درد اور محبت کی چاشنی کا ذرہ بھر بھی ہزار بادشاہی سے بڑھ کر بہتر ہے۔ اس لئے اگر درد و محبت کے ساتھ تھوڑی سی عبادت بھی کی جائے تو وہ ہزاروں اطاعات سے افضل اور بڑھ کر ہے۔ جو درد و محبت کے بغیر عبادت کی جائے وہ نتیجہ خیز نہیں ہوتی۔ جس گروہ نے عشق و محبت کی بدولت مقصود کو تلاش کیا تو بھی اسی راستہ سے مطلوب حقیقی کا پتہ چلا اور آخرکار بہت ہی جلد اس سے واصل ہوئے۔

اے عزیز! گوش ہوش سے سن۔ لاکھ علم سے ایک ذرہ عمل اور لاکھ عمل سے ذرہ بھر اخلاص اور لاکھ اخلاص سے ذرہ بھر عشق اور لاکھ عشق سے ذرہ بھر شوق اور لاکھ شوق سے ذرہ بھر درد بہتر ہے۔ اور پھر عالم وارفتگی میں کہنے لگے۔ یہ عشق ہی تو ہے جس نے محبوب کے چہرے سے برقع اتارا اور حجاب کے پردوں کو درمیان سے ہٹایا۔ یہ عشق ہی تو ہے جو بے دلوں کے دل کو حلاوت بخشتا ہے اور مشتاقوں کی جان کا مونس ہے۔ یہ عشق ہی تو ہے جو عاشقوں کی متاع اور مسکینوں کے درد دل کی دوا ہے۔ یہ عشق ہی تو ہے جو دردمند کا زخم ہے اور زخمیوں کی جان کا مرہم ہے۔ یہ عشق ہی تو ہے جو سوختگان کے سینے کا سرور اور بے مرادوں کی مراد کا نور ہے۔

سبحان اللہ یہ عشق کیسی خوش انگیز اور اعلیٰ شراب ہے کہ ایک ہی پیالہ سے عاشقوں کو مست بنا دیتی ہے۔ اور اصلی مطلب پر پہنچا دیتی ہے۔ یہ عشق کیا ہی درخشندہ نور ہے کہ عاشقوں کی مجلس کا چراغ ہے اور مشتاقوں کی مشام کا سورج۔ یہ عشق کیا ہی خوشبودار ہوا ہے کہ محبوب حقیقی کا پیغام لاتی ہے اور دل کی بستہ کلی کو کھلاتی ہے۔

☆ اے حضرت عشق! تشریف لایئے۔ بندہ آپ کے انتظار میں ہے اور آپ کے راستہ کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا ہے۔

☆ اے حضرت عشق! تشریف لایئے میں ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنے دل کے راز و نیاز آپ کے سامنے پیش کروں۔

☆ اے حضرت عشق! تشریف لایئے بندہ نے آپ کو منتخب کیا ہے اور دونوں جہان سے

Marfat.com

قطع تعلق کر لیا ہے۔

☆ اے حضرت عشق! اگر آپ بندہ کے ہم آغوش ہوں تو دونوں جہان کو بھول جاؤں۔

☆ اے حضرت عشق! آپ ہمیشہ بندہ کے ساتھ رہیئے اور ایک شعلہ بندہ کے دل میں لگائیے۔

☆ اے حضرت عشق! آپ نے مجھے اپنے سے الگ کر دیا لیکن یہ آپ ہی کی عنایت ہے کہ آپ نے دوست کی طرف راستہ دکھلایا۔

☆ اے حضرت عشق! ایک دم بھر کے لئے تو آیئے اور بیٹھیے خستہ دل مسافر اور مسکین ہے۔

سبحان اللہ! عشق کیسی ہی درد انگیز محبت و شوق ہے اور کیا ہی نشاط آمیز جلن ہے۔ اگر یہ لذت ناک پیالہ ہمیشہ مرے حلق میں اترتا رہتا تو ضروری ہے آب و گل (جسم خاکی) کی خودی سے مجھے اس نے خلاصی دی ہوتی۔

اے عزیز! عشق وہ شعلہ ہے کہ جب بھڑک اٹھتا ہے تو معشوق کے سوائے سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا ہے۔ اور جب عشق اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو پھر عاشق کسی طرف بھی نگاہ نہیں کرتا۔ اگر ایک ساعت بھی اس سے ہٹ کر غیر کی طرف متوجہ ہو تو عشق کی فوج اس کے دامن دل کو کھینچتے ہوئے پھر محبت کی گلی میں لاتی ہے۔ عاشق واویلا اور شور مچاتا ہے اور عین وصال اور اتصال کی حالت میں حضرت لایزال کے خوبصورت چہرے کے دیکھنے کی پیاس اور بھی بڑھتی ہے اور رب ارنی کا نعرہ مارتا ہے۔

اے عزیز! اپنے پاک صاف دل کی تختی سے غیرت کے غبار کو دھو ڈال کیونکہ عشق کے بازار میں ایک ہی یار منتخب کرنا شرط ہے کیونکہ یہ بات کاملان اہل طریقت کے نزدیک مقرر ہے کہ عشق و محبت کی آگ اس شخص پر شعلہ مارتی ہے جس کے باطن سے غیر محبوب بالکل نکل جائے۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ اپنی دوستی میں لیتا ہے۔ اس کے باطن کو اپنے غیر سے پاک کر دیتا ہے اور ذکر کے ذریعے سے اس کو اپنے نزدیک بلا لیتا ہے اور اپنی دوستی اور محبت سے اس کو سرفراز کرتا ہے۔ اور یہ بھی پلے باندھ لو کہ عشق معشوق کے دیکھنے سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اکثر اوقات باتیں سننے سے بھی یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں آدھی رات کی دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر جا بیٹھتا ہے اور عشق کا سورج باطن میں روشن ہو جاتا ہے۔ اے طالبان عشق حقیقی اگر میں ہمیشہ عشق کا بیان سناتا رہوں تو اگر ایک صد قیامت کا عرصہ بھی گزرے تو بھی ناتمام ہی رہے۔

یہ کہہ کر حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہ صمدیت میں دست دعا

Marfat.com

پھیلا دیئے اور ان کے ساتھ حاضرین محفل نے بھی اپنے ہاتھ اٹھا لئے۔ آپ بڑے الحاح و زاری سے کہہ رہے تھے۔

"بار الٰہ! میرے دل کے عارضات کو اپنے عشق کی آگ سے جلا ڈال۔ اور اپنے پاک جمال اور محبت کے شوق کو بڑھا ڈال۔ میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے روشن کر اور میرے اور آپ کے درمیان جو ایک قسم کا پردہ ہے اسے پھاڑ ڈال اسے صاحب عظمت و بزرگی۔"

عاشق کے بارے میں فرمایا۔

☆ عاشق کے لئے رات کا وقت ایسا خلوت خانہ ہے کہ بے نیاز باری تعالیٰ کی درگاہ میں غیروں کے پریشان کئے بغیر اپنے راز و نیاز عرض کرتا ہے۔

☆ ساقی ازل نے عاشق کی جان کے گلے میں محبت اور شوق کے قطرے ٹپکا دیئے ہیں تو وہ اسی ازلی سعادت کی راہنمائی سے اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا دم تک نہیں لیتا اور سب علاقوں پر جو اس راستے کی روک ٹوک ہیں لات مار کر دم بدم ذکر الٰہی میں غرقاب رہتا ہے۔ اس کے دل کا اگر کوئی انیس و غمخوار ہے تو ذکر و فکر ہی ہے۔ اس کی روح کی غذا لذیذ اگر کچھ ہے تو ذوق و شوق کا پیالہ ہی ہے۔ اس لئے کہ مشتاقوں کو ہر دم محبت کا گھونٹ پہنچتا ہے۔

☆ عاشق اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے لئے پوجتا ہے اور زاہد اپنے لالچ کے لئے۔

☆ عاشق کو دوست کی صحبت میں رہنے سے اگرچہ لاکھوں دکھ اور سختیاں جھیلنی پڑیں اس کے لئے عین بہشت ہے اور اگر سوائے معشوق کے لاکھوں نعمتیں ملیں عین دوزخ ہیں۔

☆ عاشق جو دل کا طواف کرتا ہے تو لقائے باری تعالیٰ کا طلبگار ہوتا ہے اور حاجی جو کعبہ کا طواف کرتا ہے بقا کا خواستگار ہوتا ہے۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔ یہ سینکڑوں دکھ تکلیف اٹھا کر بقا کا آرزومند ہے۔ اور وہ ہزاروں شوق و درد کے ساتھ لقا کا مشتاق ہے۔

☆ یہ عاشق کی پاکی ہے کہ جو دل کو غیر حق سے پاک رکھتا ہے۔

☆ سچے عاشق کو لازم ہے کہ عشق کی آگ میں جل کر اور دونوں جہانوں سے آنکھ بند کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو اور فانی ہو کہ کسی چیز کی خبر نہ رہے اور محبت کے جوش سے سوائے محبوب حقیقی کے اور کچھ بھی دکھائی نہ دے۔

☆ عاشق محبت کی تلوار کا شہید ہے اور دونوں جہان سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ اس طرح ملاپ پکڑ جاتا ہے کہ محبوب حقیقی کے سوا اور کسی سے ذرہ بھر بھی الفت نہیں رکھتا۔

☆ عاشق و محبوب کے درمیان ستر ہزار سیاہ و سفید پردے ہوتے ہیں ہر پُردرد آہ سے جو

Marfat.com

عاشق کے سرد دل سے نکلتی ہے ایک پردہ ہٹ جاتا ہے اور جوں جوں ایک ایک پردہ اٹھتا جاتا ہے اس راستے کی طلب اور پیاس بڑھتی جاتی ہے۔ آخر الامر محبت کا پھل یعنی اپنی ذات کو بھول جانا اور حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ مل جانا آسان ہو جاتا ہے۔

☆ زاہد کی سیر ایک ماہ اور ایک دن ہوتی ہے۔ مگر عاشق کی سیر علی الدوام جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے تخت تک پہنچ جائے۔ آزاد اور فارغ البال عاشق جب اپنی ذات سے رہائی پاتا ہے تو ایک ہی آن میں ساتوں آسمان سے پار چلا جاتا ہے۔

☆ عہد الست کے آغاز کرنے والے رب تعالیٰ نے ذوق و شوق کا گھونٹ عاشقوں کی جان کے گلے میں ٹپکا دیا تھا۔ تو اسی کا اثر ان کے باطن میں موج مارتا رہتا ہے۔ ان کی زندگی اسی شوق سے قائم ہے اور ان کا آرام و اطمینان اسی لذت پر منحصر ہے۔ اگر ایک ساعت بھی اس شوق کی لذت اور حلاوت سے رک جائیں تو لاکھ پر درد آہ اپنے آگ سے بھرے سینے سے نکالتے ہیں اور آنسوؤں کا خون آنکھوں سے برساتے ہیں اور ماتم زدہ لوگوں کی طرح لاکھوں دکھوں سے بے آرام اور بے قرار ہوتے ہیں۔ اور جب الٰہی کشش سے محبت کا گھونٹ پیتے ہیں تو ایک پیالہ کے لئے شور مچاتے ہیں۔ ھل من مزید کے نعرے مارتے ہیں۔ جدائی کے دکھ کے باعث پر درد سینے سے سرد آہیں بھرتے ہیں اور کبھی وصال کی محفل اور ملاپ کی دولت کا راستہ پاتے ہیں کبھی انس کے باغ میں ہنس رہے ہوتے ہیں اور کبھی یار کے فراق میں ترس رہے ہوتے ہیں' کبھی اس خاک دان طلسماتی کے اسیر اور ہوائے نفس کے پابہ زنجیر ہو جاتے ہیں اور کبھی ربانی تجلیات کے انوار سے منور اور نورانی ہو جاتے ہیں۔

☆ حقیقت میں عشاق کے لئے درد اور محبت الٰہی کے سوائے کچھ اور سرمایہ بہتر اور خوشتر نہیں ہے۔ جس میں درد محبت نہیں ہے وہ معرفت کی لذت کیا جانے۔ اگر بغیر درد و محبت تم لاکھ زہد و عبادت کرو تو بھی تمہیں مزہ اور حلاوت نصیب نہ ہو گی۔ اے عزیز! اگر عاشق نہ ہوتے تو کسی قسم کی بندگی اللہ تعالیٰ تک راہ نہ پاتی۔ اس لئے عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور عاشق ہی کو پسند کر۔ اور اگر عاشق نہ ہو تو اس کا ہم نشین نہ ہو۔ اے طالبان عشق و محبت! غور سے سن لو کہ عشاق کے مذہب میں لحظہ بھر بھی دوست سے جدا رہنا حرام ہے۔ اگر تم اپنے دعویٰ محبت و عشق میں صادق ہو تو اس راہ پر قدم بڑھاؤ انوار و تجلیات ربانی کے جھولنے تمہارے منتظر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بارے میں فرمایا۔

Marfat.com

اے عزیز! جب تک محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب نہ ہو اور سالک کے اوصاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں فانی نہ ہو گئے ہوں اور اپنی ذات سے رہائی رب ودود کے ساتھ پوری آشنائی نہ ہو گئی ہو فنا فی اللہ کا مقام جو عاشقوں کے مقام کی نہایت اور سالکوں کے مقصدوں کی غایت سے حاصل نہیں ہوتا۔ اور درجہ فنا فی اللہ کا وصول فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول پر موقوف ہے۔ اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات اور اخلاق اس میں موجود ہوں۔ اور اس کے سب کے سب اعمال و افعال، حرکات و سکنات، عادات و ریاضات اور عبادات ٹھیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر ہوں۔ جیسے بنی نوع انسان کی حقیقت پاکیزگی میں ہوا و آب کی مثال رکھتی ہے کہ جب یہ دونوں اشیاء ہر ایک رنگ اور صفت میں مل جاتی ہیں تو اسی رنگ میں رنگین ہو جاتی ہیں۔ پس پوری نیک بختی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنے دوست اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ اور صفت میں رنگین کر دے۔ غور سے سن لو کہ جو عمل رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ سب کا سب درگاہ الٰہی میں مقبول و محبوب ہے۔ عاشق کو اس کا جاننا اور اس پر عمل کرنا واجبات سے ہے۔

اے عزیز! ہر ایک سعادت مند آدمی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فانی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور پیروی میں مستقل و راسخ ہو تو آنسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے درحقیقت بے واسطہ فیض پاتا ہے اور اس فیض کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی درگاہ کا مقرب و مقبول ہو جاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح پر ہمیشہ درود اور صلوٰۃ بعجز و اخلاص سے پہنچاتا رہے تاکہ محبت اور اخلاص کی قدر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیضیاب ہو اور اللہ تعالیٰ کے فیض و رحمت و محبت کے قابل ہو۔

حضرت صاحب لمعات رحمتہ اللہ علیہ

* فرمایا۔

☆ عاشق کو چاہیے کہ معشوق کے ساتھ بے غرضانہ محبت صحبت رکھے اور اپنی من بھاتی بات کو درمیان میں سے اٹھا دے۔ اور سب کام کاج اسی کی مرضی پر چھوڑ دے تاکہ حق سبحانہ تعالیٰ کی محبت کی لیاقت اس میں پیدا ہو جائے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۳۷

اولیاء اللہ کا عشق رسول کریم ﷺ

بزرگان دین و اولیاء اللہ علم لدنی کے شہر اور اقلیم تصوف کے حکمران ہیں۔ یہ مردان حق شریعت و طریقت و حقیقت پر پورا اترنے کے بعد جب یافتگان اخلاص ہوتے ہیں تو عباد مخلصین کہلاتے ہیں جن پر فرمان ربی کے مطابق شیطان کا اغوا ممکن نہیں۔

یہ لوگ بظاہر بوریہ نشین، جھونپڑوں کے مکیں اور گوشہ نشین ہوتے ہیں لیکن فرش پر بیٹھ کر لوح محفوظ کی تحریریں پڑھ لیتے ہیں۔ ان کا ہر لمحہ عبادت و خدمت مخلوق اللہ میں بسر ہوتا ہے۔ پریشان حال، درماندہ خیال، لغو مقال بھی جب ان عظیم لوگوں کے آستانوں پر حاضر ہو کر ان کی معیت و قرب اختیار کر کے ماننے کے رخ پر گامزن جب اطمینان و سکون کے زر و جواہر اور حکمت و معرفت کے خزینوں سے مالامال ہوتے ہیں تو رشد و ہدایت کو حرزجان بنا لیتے ہیں۔ ان کی زندگی صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے افراد کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہے۔ اس طرح چراغ سے چراغ روشن ہوتے رہتے ہیں۔

یہ بزرگان دین و اولیاء اللہ ہر آن خشیت الٰہی سے لرزاں و ترساں اور نور محبت و عشق محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم سے تاباں و فروزاں ہوتے ہیں۔ ان پر مصائب کے کوہ گراں ٹوٹیں۔ مخالفتوں کی تیز و تند آندھیاں چلیں۔ گرفتار گرداب بلا ہوں مگر یہ حق پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ ان کے چہروں کی بشاشت میں تغیر نہیں آتا اور روزمرہ کے معمولات جوں کے توں برقرار رہتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ محبوب کی طرف سے جو آزمائش آتی ہے اس پر اظہار خوشنودی ہی دلیل محبت ہے۔

ان پاکباز و باصفا ہستیوں کا اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اپنا انداز و رنگ ہے اور کیا خوبصورت ہے۔

۱۔ حضرت ابو العباس سیاری رحمۃ اللہ علیہ

رخ درست ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کو منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ حضرت

Marfat.com

ابوالعباس سیاری رحمتہ اللہ علیہ کے والد گرامی جب در مرگ سے دار آخرت میں داخل ہوئے تو پسماندگان میں تقسیم وراثت کا مرحلہ درپیش آیا۔ ورثہ میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک بھی تھا۔ آپ نے حصہ داران وراثت سے کہا۔

"میں اپنے حصے کی وراثت سے دستبردار ہوتا ہوں۔ اس کے عوض مجھے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک دے دو۔"
سب راضی ہو گئے لہٰذا آپ نے اپنا گوہر مقصود پا لیا۔

اب آپ اکثر و بیشتر اس موئے مبارک کو چشم محبت سے دیکھتے رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ کے قلب و نظر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے چراغاں ہونے لگا۔

عشق و محبت کی راہوں پر گامزن ہونا بازیچہ اطفال نہیں۔ اس کے لئے کسی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہونا لازمی تھا جو ان راہوں پر چلنے کے لئے رہنمائی کا فریضہ انجام دے۔

وقت کا دھارا تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اور پھر رب ودود نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت سے حضرت ابوالعباس سیاری رحمتہ اللہ علیہ پر توجہ فرمائی اور پھر ان کی ولی کامل، محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں پہنچنے کی صورت پیدا فرما دی۔

آپ ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر سلوک کی گھاٹیاں طے کرتے ہوئے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کی صف میں شامل ہو گئے۔ لاریب جن پر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کے سحاب برستے رہتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہوتا ہے انہیں معرفت الٰہیہ کے نت نئے انوار سے نوازا جاتا ہے۔

۲۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ

عشق مثل شمشیر براں ہے جو محب کے قلب و جگر کو مسلسل و پیہم زخمی کرتی رہتی ہے لیکن اس کے ہونٹوں پر فریاد ہوتی ہے نہ زخموں کے اندمال کے لئے تمنا و آرزو۔ وہ فریاد اس لئے نہیں کرتا کہ زخم محبوب کا تحفہ ہیں۔ زخموں کے یہی پھول اس کی حیات مستعار کا ماحصل ہوتے ہیں اور یہی اس کے لئے باعث زیبائش و سجاوٹ ہیں۔ اور پھر تلاوت محبت کرتا ہوا محبوب کے عطا کردہ زخموں کے پھولوں کا کفن پہنے وہ اس جہان رنگ و بو سے رخصت ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

۲۴۵ ہجری میں حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو ہزاروں لوگوں نے آپ کی لوح مزار پر یہ حروف رقم دیکھے۔

"ذوالنون حبیب اللہ فی العشق قتیل اللہ"

(ترجمہ) ذوالنون اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور اسی کے عشق میں قتل ہوئے ہیں۔

۳۔ حضرت الشیخ عمر النسائی موصلی رحمتہ اللہ علیہ

ادب محبت کی روح ہے۔ محبت و عشق کی گہرائی و تعمّق کو ناپنے کا صرف یہی پیمانہ ہے جس سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ محب کو اپنے محبوب سے کس قدر محبت ہے۔ لہٰذا جو محبوب انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت و پیار کرتا ہے وہ اتنا ہی مودب ہوتا ہے۔

۵۴۸ ہجری مطابق ۱۱۵۳ عیسوی میں ایک روز حجرہ منیفہ میں دھماکے کی آواز سنائی دی۔ سب حیران و ششدر رہ گئے۔ دھماکے کی وجہ دریافت کرنے کی حتی المقدور سعی بلیغ کی گئی مگر حقیقت معلوم نہ ہو سکی۔ چنانچہ اس کی اطلاع امیر مدینہ منورہ قاسم بن مھنا الحسینی کو دی گئی۔

صورت حال سے آگہی کے لئے امیر مدینہ منورہ نے کسی آدمی کو حجرہ مبارک کے اندر اتارنا چاہا۔ اس پر سب متفکر ہوئے کہ ایسا کونسا متقی و پرہیزگار شخص ہے جو یہ خدمت سرانجام دے۔ آخر کار سب کی نظر انتخاب شیخ المشائخ، امام العارفین ولاتقیاء حضرت الشیخ عمر النسائی پر پڑی۔ آپ موصل کے باشندے تھے لیکن عرصہ دراز سے مدینہ باسکینہ میں رہائش پذیر تھے۔

جب امیر مدینہ نے آپ کو بلا کر کام کی نوعیت بتائی تو فرمایا۔

"اس مقدس خدمت کی بجا آوری کے لئے چند یوم کی مہلت درکار ہے تاکہ مناسب تیاری کر سکوں۔"

امیر مدینہ منورہ نے آپ کی بات کو تسلیم کر لیا۔ اب حضرت الشیخ عمر النسائی موصلی رحمتہ اللہ علیہ نے خورد و نوش بالکل ترک کر دیا۔ اور ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مستغرق و مشغول رہنے لگے۔ اس طرح چند دن گزرنے کے بعد لوگوں نے آپ کو رسیوں کے ذریعے مسجد کی چھت کے نیچے سے حجرہ شریفہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے احاطہ کے درمیان اتارا۔ چنانچہ آپ حجرہ مطہرہ میں بصد ادب و احترام داخل ہوئے۔

شمع کی روشنی میں آپ نے دیکھا کہ حجرہ شریفہ کی دیوار اور چھت کا کچھ حصہ قبور مبارکہ پر گرا پڑا ہے۔ چنانچہ آپ نے اچھی طرح صفائی کی اور اپنی ریش مبارک سے قبور مقدسہ پر جھاڑو دیا۔

Marfat.com

اس خدمت جلیلہ کے بعد بحوالہ امام المطری مکہ مکرمہ تشریف لے گئے جہاں ۵۵۶ ہجری میں واصل باللہ ہوئے۔

۴۔ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ

۵۵۵ ہجری میں حج کے موقعہ پر فضا اللھم لبیک کے دلاویز نغموں سے معمور و مخمور تھی۔ حجاج کرام میں عام بھی تھے اور عالم بھی۔ مفسرین بھی تھے اور محدثین بھی۔ فقہاء بھی تھے اور بزرگان دین و اولیاء اللہ بھی۔ راہ سلوک کے مبتدی بھی تھے اور منتہی بھی۔ شاہان ممالک بھی تھے اور اللہ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق بھی۔ یہاں محمود و ایاز سب یکساں تھے۔

اختتام حج پر لوگ قافلہ در قافلہ در محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر بغرض حاضری رواں دواں تھے۔ سب کے سینے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت سے لبریز تھے۔ مگران سب کی محبتوں میں انفرادیت تھی۔ انہیں محبین میں حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔

اس سے قبل آپ عشق و محبت کے گلہائے رنگیں کا گلدستہ اپنے گھر سے بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا کرتے تھے مگر اب بہ نفس نفیس محبت کے پھول پیش خدمت کرنے کی لئے جا رہے تھے۔

روضۂ اطہر جوں جوں قریب آ رہا تھا آپ کے قلب محزوں کی حالت عجیب تر ہوتی جا رہی تھی۔ قلب و روح مئے الفت سے سرشار و مخمور تھے۔

جب اپنے ملجا و ماوا۔ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور کے روبرو پہنچے تو ادب سے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ ہاتھ باندھ لئے نظریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے بوسے لینے لگیں اور ہجر و فراق و محبت کے قلبی جذبات اشعار کا روپ دھار کر لبوں پر پھیل گئے۔ بڑی مدھم آواز میں عرض کی۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذ ہ د ولہ الاشباح قد حضرت
فا مد د یمینک کی تحظی بها شفتی

(ترجمہ) میں دور ہونے کی حالت میں اپنی روح کو خدمت مبارک میں بھیجا کرتا تھا جو

Marfat.com

میری نائب بن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ مبارکہ کو چوما کرتی تھی۔ اب جسموں کی حاضری کا وقت آیا۔ لہٰذا اپنے دست اقدس کو عطا فرمائیں تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کی عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی التجاسن کر راحت انس و جاں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی حالت پر رحم آگیا لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو قبر اطہر سے باہر نکالا جس کو آپ نے والہانہ انداز میں چوما۔

"البنیان المشید" میں مرقوم ہے کہ اس ہنگام بے شمار لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے جنہوں نے رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست جود و سخا کی زیارت سے اپنی نظروں کو سرور بخشا۔ انہیں افراد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔

۵۔ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا خطاب نازنین عالم تھا۔ آپ کی زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نورانی سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ صرف وہی امور سرانجام دیتے تھے جن کے متعلق آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ یا عمل موجود ہو۔

حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کی شبانہ روز مصروفیات و مشاغل، انداز و اطوار اور اقوال و کردار سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت سایہ فگن ہو۔

ایک مرتبہ آپ نے سنا کہ غزوہ احد میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اقدس پر زخم ہو گیا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کے بل کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی تھی۔ لہٰذا اتباع آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ نے چار صد رکعت نفل نماز پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہو کر ادا کی۔

آپ جب حلقہ بگوشان ارادت و عقیدت مندان کی اصلاح احوال فرماتے تو اس میں حکایت کا رنگ ہوتا تھا اور وضاحت فرماتے تھے کہ کس حال و مقام پر کیا حق ادا کرنا چاہیے۔ آپ کے ملفوظات و اقوال میں ایک حکایت ملتی ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے دریافت کیا۔

"انسان کب شریف ہوتا ہے"

وزیر نے عرض کیا۔

Marfat.com

" بادشاہ سلامت جب اس میں سات عادات مجتمع ہو جائیں۔
بادشاہ نے پوچھا۔
"کونسی"
وزیر نے جواب دیا۔
" اول ہمت آزادگان' دوم کنواریوں کی سی شرم۔ سوم غرباء سی تواضع۔ چہارم عشاق کی سی سخاوت۔ پنجم بادشاہوں کی سی سیاست۔ ششم بوڑھوں جیسا علم و تجربہ اور ہفتم عقل جو دل و دماغ کی رہنما ہو۔"

ایک ایک عادت بیان کرنے کے ساتھ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ اس کی تشریح بھی فرماتے جاتے تھے۔ جب عشاق کی عادت کا ذکر آیا اور اس کی وضاحت و تشریح فرمانے لگے تو عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ فرمایا۔

" لاریب عشاق محبوب کی رضا و محبت میں جان کا نذرانہ بھی پیش کر دیں تو اسے بھی حقیر گردانتے ہیں اور متمنی ہوتے ہیں کہ کاش اس سے بھی کوئی اعلیٰ و ارفع اور قیمتی چیز ہوتی جو محبوب کے قدموں پر نثار کرتے۔"

۶۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے بادشاہت کو خیرباد کہہ کر محبت کی راہ اختیار کی تھی۔ وقت کے ہم آہنگ حالت یہ ہو گئی کہ محبت کے رنگ سے سرتاپا رنگین ہو گئے۔ فنافی الشیخ کی وادیوں اور گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خوابناک و حسین و دلکش جزیروں میں پہنچے۔ اس مقام پر ہر لحظہ نوک سناں پر شب و روز گزارتے تھے۔ یہاں حد سے زیادہ حزم و احتیاط و ادب لازم تھا کیونکہ ذرا سی بھول پر اعمال پر خط تنسیخ پھر جانے کا احتمال تھا۔ اور پھر بفضل ایزدی یہاں سے سند یافتہ ہونے کے بعد فنافی اللہ کے آسمانوں کی طرف مائل بہ پرواز ہوئے۔

ایک شب حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک فرشتہ دیکھا تو اسے مخاطب کر کے پوچھا۔
" زمین پر کیوں آئے ہو۔"
اس نے جواب دیا۔
" اللہ تبارک و تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے اسماء ضبط تحریر میں لانے کے لئے آیا ہوں۔"
سنا تو ارشاد فرمایا۔
"کیا ان میں میرا نام بھی ہے۔"

Marfat.com

فرشتے نے کہا۔
"نہیں"
یہ سن کر آپ نے اس سے کہا۔
"جب تو اللہ کریم کے محبین کے نام لکھ لے تو سب سے نیچے میرا نام لکھ دینا کہ ابراہیم بن ادھم اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"
جب آپ نے یہ کہا تو فرشتہ نے کہا۔
"مجھے رب کریم کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں اسی وقت ان سے پہلے تیرا نام لکھوں۔"

روز افزوں آپ پر محبت کا رنگ گہرا ہوتا گیا۔ اور اس کے ہم آہنگ محبت کی غیرت بھی جوان ہوتی گئی۔ ایک بار آپ بلخ کے راستے سے مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے۔ شاہی امراء و وزراء کو جب آپ کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے آپ کے لخت جگر کو جو ان دنوں سریر آرائے سلطنت تھا ہمراہ لیا اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے درخواست کی۔

"یا حضرت! دوبارا تخت سلطنت پر تشریف لے آئیں۔"

مگر آپ نے ان کی درخواست کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے کو محبت کے ساتھ اپنے پہلو میں بٹھالیا اور باتیں کرنے لگے۔ اسی اثنا میں غیب سے آواز سنائی دی۔

"جو لوگ ہمارے حسن و جمال کے شیدا و عاشق ہوں وہ کسی دوسری جانب توجہ منعطف نہیں کرتے۔"

یہ سنتے ہی آپ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور بارگاہ صمدیت میں عرض کی۔

"اے اللہ! جس وجہ سے ابراہیم تجھ سے غافل ہوا ہے اس کو اٹھالے تاکہ تیری محبت کا رشتہ نہ ٹوٹنے پائے۔"

اتنا کہنے کی دیر تھی کہ اسی لمحے آپ کا لڑکا گرا اور جان بحق ہو گیا۔

۷۔ حضرت خواجہ احمد بن مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ

عشاق کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ ان کا محبوب نظر التفات فرمائے اور چند ثانئے کے لئے ان کے ساتھ ہم کلام ہو لیکن انگنت محبین یہ آرزو سینوں میں لئے دارِبقا کے سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں۔ مگر معدودے چند خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا مشتاق بذات خود محبوب بھی ہوتا ہے۔
حضرت خواجہ احمد بن مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ انہیں عظیم ہستیوں میں سے تھے۔

Marfat.com

ایک شب عالم رویاء میں ختم المرتبت' رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے احمد! تم ہی ہمارے مشتاق نہیں ہم بھی تمہارے مشتاق ہیں۔"

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عنایت و شفقت فرمائیں گے حضرت خواجہ احمد بن مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اب محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند حرام تھی۔ فوراً اٹھے اور تین چار احباب کے ہمراہ سوئے حرمین شریفین چل پڑے۔

حج کا موسم تھا۔ لہٰذا فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد دیار محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے اور روضہ اقدس پر ادب و محبت سے بیٹھ گئے۔

در محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھے آپ کو چھ ماہ گزر گئے۔ اس طرح وہاں بیٹھنا وہاں کے خدمت گزاروں کو گراں گزرا انہوں نے چاہا کہ آپ کو وہاں سے ہٹا دیا جائے تو روضہ اطہر سے آواز سنائی دی۔

"اس شخص کو تنگ نہ کرو۔ یہ ہمارا مشتاق ہے اور ہم اس کے مشتاق ہیں۔"

جب خدمت گزاروں نے یہ سنا تو ادب سے سر جھکا دیا اور پھر آپ سے تعرض کی جرات نہیں کی۔ اور آپ اس وقت تک وہاں حاضر رہے جب تک آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا۔

۸۔ حضرت شیخ احمد مجد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ

رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق جب کسی کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے تو پھر اس کا حال فرزانہ در دیوانہ کا سا ہوتا ہے۔ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک اس کے لئے عود و عنبر سے بھی لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ مشکبار و دل نشیں ہوتا ہے۔ اور اس کی حیات کا ہر تنفس اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں بسر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ احمد مجد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔

اگر کوئی شخص آپ کے سامنے بیان کرتا کہ میں نے عالم خواب میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نعمت پائی ہے تو اس شخص کو اپنے روبرو بڑی تکریم کے ساتھ بٹھاتے۔ خود دوزانو باادب ہو کر بیٹھ جاتے اور پھر فرماتے۔

"اب اپنے خواب کی تفصیلات بتاؤ"

جب وہ سناتا تو بڑے غور و انہماک سے سماعت فرماتے رہتے تھے۔

Marfat.com

جب وہ اپنا بیان ختم کرتا تو حضرت شیخ احمد مجد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں چومتے۔ اس کے دامن و آستین کو بار بار چھوتے اور چہرے پر ملتے تھے۔ اگر وہ شخص جگہ و مقام کا بھی ذکر کرتا کہ اس نے خواب کہاں دیکھا ہے تو اس جگہ کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے اور وہاں کی خاک و گرد و غبار کو اپنے چہرے اور سر پر ملتے تھے۔ اگر اس جگہ پتھر وغیرہ ہوتے تو ان کو دھو کر پانی نوش فرماتے اور اپنے بدن و لباس پر عطر گلاب کی طرح چھڑکتے تھے۔

۹۔ حضرت شیخ ابوالحسنین بن سمعون رحمتہ اللہ علیہ

آپ عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں انتہائی بلندیوں پر تھے۔ حال یہ تھا کہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے پاتے تھے۔ اس معراج عشق کی بدولت آپ کو یہ فضیلت بھی حاصل تھی کہ اگر کوئی دوسرا شخص آپ کی موجودگی میں بارگاہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف باریابی پاتا تو آپ پر منکشف ہو جاتا تھا۔

آپ بلند پایہ واعظ بھی تھے۔ آپ کے وعظ میں جید علماء' صاحب کشف و نظر اہل اللہ اور اولیاء اللہ شریک ہوا کرتے تھے۔ وعظ میں کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت و ربوبیت و الوہیت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا اور کبھی ذکر عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں رقصاں و نغمہ سرا ہوتی تھیں۔ جس سے سامعین پر کیفیت کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ ان کی نظروں کے سامنے مقامات عشق و محبت کی جلوہ گری ہونے لگتی تھی۔

ایک دن آپ مسجد میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکدم خاموش ہو گئے۔ سب لوگ حیران تھے مگر یہ معاملہ لوگوں کے فہم و ادراک سے ماورا تھا۔

ایک درویش منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پایہ کے ساتھ بیٹھا سو گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ بیدار ہوا تو آپ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"تم عالم خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے لہٰذا ادباً میں نے وعظ بیان کرنے سے خاموشی اختیار کر لی تھی۔"

سامعین کا یہ سننا تھا کہ عالم وارفتگی میں جھوم اٹھے اور فضا صلوٰۃ و سلام کے روح پرور نغمات سے لبریز ہو گئی۔

۱۰۔ حضرت ابوسعید احرار رحمتہ اللہ علیہ

محبت کا آخری مقام فنا فی اللہ ہے۔ اس کے لئے اولین شرط حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے عشق و محبت ہے۔ لہٰذا جیسے جیسے اس محبت میں عروج و طغیانی آتی جاتی ہے ویسے ویسے ور محبت الٰہیہ باز ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ محب کلی طور پر نخچیر محبت ربانی ہو جاتا ہے۔ لیکن حضرت ابو سعید احرار رحمتہ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا رہنا چاہتے تھے۔

ایک روز آپ نے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ بصد ادب و ناز عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اپنی محبت میں اللہ تعالیٰ کی محبت سے باز رہنے میں معذور تصور فرمائیں۔ حق تعالیٰ کی محبت اصل و مقدم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارشاد بھی فرمایا ہے۔ مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے اقتضاء میں اتنی فرصت ہی نہیں پاتا۔ علاوہ ازیں میں اسی کو کماحقہ ادا نہیں کر سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ سے کیسے محبت کروں۔"

یہ کلمہ آپ کے سکر کا حال تھا اور جمع و اجمال کے مرتبہ میں تھا۔ لہٰذا اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"یا مبارک! من احب اللہ فقد احبنی"

(ترجمہ) اے مبارک! جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے بلاشبہ وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رب کریم کی محبت اور میری محبت ایک ہے۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محب صادق حضرت ابو سعید احرار رحمتہ اللہ علیہ کو نرمی سے منع فرما دیا کہ ایسا نہ کہو کیونکہ آپ محبان آگاہ و صادقان میں سے تھے۔

۱۱۔ حضرت شیخ علامہ ابو حفص عمر الفاکھانی الاسکندری المالکی رحمۃ اللہ علیہ

محبوب کی ہر شے محبوب ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف بھی عشاق و محبین کے لئے باعث راحت و سرور جان ہیں۔ ایک اندلسی شاعر نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کا عکس دیکھا تو اس نے برجستہ کہا۔

وما حب النعال امال قلبی
و نکن حب من بس النعالا

(ترجمہ) میرا دل نعل کی محبت میں گرفتار نہیں البتہ اس کے پہننے والے کی محبت کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

اور اس کی قدر و منزلت صرف اس لئے ہے کہ یہ محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم مبارک کی زینت بنی ہے۔

ایک اور شخص نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کا عکس دیکھا تو کہا۔

"اے نعلین! تیری اصل کو بدر الدجیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا ہے اس لئے تیرا مقام کوئی جان ہی نہیں سکتا۔ پہننے والے اور حکایت کرنے والے کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہے۔"

حضرت شیخ علامہ ابو حفص عمر رحمتہ اللہ علیہ نے جب اس مثال کو دیکھا تو اس کو اپنی آنکھوں پر رکھا اور عالم مستی میں کہا۔

"مجنوں سے پوچھا جائے کہ تجھے لیلیٰ کا وصل چاہئے یا دنیا و مافیہا درکار ہے تو وہ کہے گا مجھے اس کے جوتوں کی گرد کافی ہے۔ مجھے میری ذات سے بھی زیادہ عزیز اور میرے غموں کا ازالہ ہے۔"

۱۲۔ حضرت شیخ محمد بن فرج السبتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے پایہ کے قلم کار تھے۔ جب عکس نعلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کا لبادہ اوڑھ لیا۔ اور پھر وہ ذہن سے کاغذ پر منتقل ہونے لگے۔ ترجمہ یہ ہے۔

★ یہ نقش اس نعل کا ہے جسے اس ذات رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا۔ جس کا کوئی مثیل نہیں۔

★ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کنیت ہے۔ ان کے قدم کی برکت سے زمین آسمان بن گئی۔

★ آرزو ہے کاش مجھے وہ سرزمین نصیب ہو تو میں تاحیات اپنے رخسار اس پر لگا دوں۔

★ میری آنکھوں نے اس نقش نعلین کے مثل نہیں دیکھی جس کے فضائل مسلمہ ہیں۔

★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش نعلین انوار کا منبع ہے جو معانی حقیقت سے مرصع ہیں۔

★ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک کی زیارت سے امیدیں پھل دار ہو گئیں۔

★ اس سے نیچے اوپر کی فضائیں مبارک ہو گئیں اور میں اس میں قسم اٹھانے میں سچا ہوں۔

Marfat.com

☆ آسمان ستارے اے غبار! تجھ پر رشک کرتے ہوئے تیری جگہ تکنا چاہتے ہیں۔
☆ تو کتنی خوشبودار ہے۔ تیری خوشبو و مہک مرکستوری سے بڑھ گئی ہے۔
☆ کتنی مبارک ہے وہ ذات اقدس جس نے تجھے پہن کر یہ شرف بخشا کہ تیری تعریف میرے لئے خوف قیامت سے امن کا سبب بن گئی۔
☆ یہ نعل کا نقش تمام محاسن کا سموئے ہوئے اہل شوق کے لئے باعث راحت ہے۔
☆ اس کا خوب ادب کر کہ تمام شوق و ذوق سے' اس کی قدر پہچان' اسے محفوظ کر' کوتاہی کرنے والا نہ ہو۔
☆ اے نعلین مقدس! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوں کی وجہ سے تم نے حضرت القدس کا شرف پایا۔
☆ باغ کی کلیاں ان سے کھلتی ہیں جب ان سے صبح کی ہوا خوشبو حاصل کرتی ہے۔
☆ انہی کی برکت سے دل کے غم دور ہوتے ہیں اور دل خوب مقام پر مشغول ہے۔
☆ اے نعلین مقدس! تو نے اس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں کو چوما ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے سورہ الم نشرح نازل فرمائی۔
☆ معراج کے وقت تم فراش قدس گئیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو خوب آشکار کرے۔
☆ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جس خاک کو تم نے مس کیا وہ کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہو گئی۔
☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے محبوب ہیں اس لئے میں ان کی نعلین کی مدح کر رہا ہوں اور میرا مدح کرنا حق ہے۔

۱۳۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

قلب و نظر میں صاحب قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کی سچی جوت جگانا سہل و آسان نہیں۔ اس کے لئے نہ جانے کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ پھر بھی کوئی دعویٰ سے نہیں کہہ سکتا کہ اس نے منزل مقصود کو پالیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو صرف رب کریم ہی جان سکتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اپنا حال بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

"میں سولہ سال تک جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع جمال ملت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

لیئے اپنے نفس پر سختیاں کرتا رہا۔ میں نے نفس امارہ کو اس مجاہدہ کے طفیل اس طرح کر دیا جس طرح لوہے کی آتشیں بھٹی میں پارہ ہوتا ہے۔ میں ریاضت کی آگ میں تپتا تھا۔ اس طرح میں نے روحانیت کی شمشیر ذوالفقار تیار کی جس سے ماسوا اللہ کے تمام رشتے کاٹ کر رکھ دیئے۔

کچھ عرصہ کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا ہوں۔ مجھے ایک خطاب سنائی دیا کہ اے پیر بسطامی! افسوس تم تاہنوز خام ہو۔ تم ابھی تک مقام امید و بیم میں کھڑے ہو۔ تم ابھی تک بزم مرتبہ عالیہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کے لائق نہیں ہو۔

میں اس خطاب کو سن ہی رہا تھا کہ میرے سامنے ایک بحر بیکراں دکھائی دیا۔ اس کی موجوں سے آتشیں شعلے بھڑک رہے تھے۔ وہ ایک لمحہ میں ہزاروں جہانوں کو خاکستر بنا دیتے تھے۔ میں یہ نظارہ دیکھتے ہی دم بخود رہ گیا۔ میری جان پر حیرت طاری ہو گئی۔ میرے دل پر ایک الہام وارد ہوا کہ جب تک اس سمندر سے نہ گزرو گے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ تک رسائی حاصل نہ کر سکو گے۔

جب محبوب وودود صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت ہو تو آگ کے سمندروں' عفریتوں کے بھیانک غاروں۔ زخمی شیروں کی کچھاروں۔ قیامت کی ہولناکیوں۔ مصائب و آلام کی کٹھن و دشوار گھاٹیوں۔ غم و اندوہ کے طوفانی ریلوں اور اژدھاہوں کے تیز نیشوں کی پرواہ نہیں رہتی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آتش بداماں بحر بیکراں کی طرف گام اٹھائے جس کو عبور کرنا بزم مرتبہ عالیہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہونے کی شرط اولین تھی۔ چنانچہ کئی سالوں کی محنت و ریاضت شاقہ کے بعد بفضل ایزدی آپ نے اس سمندر کو عبور کیا اور منزل مقصود کو پایا۔

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کے ساتھ کسی اور چیز کو منسلک نہ کیا جائے۔

زیارت مکہ مکرمہ کے ساتھ زیارت مدینہ منورہ اپنی جگہ پر درست ہے۔ لیکن دنیائے عشق کے دستور منفرد اور عشاق کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔ وہ اس مصرع کی مصداق ہوتے ہیں۔

وللناس فیما یعشقون مذاھب○

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ حج کے ساتھ ہی زیارت مدینہ منورہ سے فراغت حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ جب انہوں نے فریضہ حج ادا کیا تو مدینہ منورہ نہیں گئے اور فرمانے لگے۔

"یہ ادب نہیں کہ زیارت مدینہ منورہ کو زیارت مکہ مکرمہ کے ماتحت رکھ دیا جائے۔"

Marfat.com

اگلے سال آپ نے خراسان سے دیار رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رخت سفر باندھا۔ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے اور زبان پر درود و سلام کے پاکیزہ الفاظ تھے۔ کافی دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے۔ اسی اثنا میں اونگھ سی آگئی۔ دیکھا تو نظروں کے سامنے حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے۔ اور ارشاد فرما رہے تھے۔

"بایزید! اٹھو اور اپنی ماں کی خدمت جا کر کرو۔"

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے سامنے آپ نے سر تسلیم خم کر دیا اور واپس اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

محب ہمیشہ محبوب کے نقش قدم پر ہوتا ہے اور اس کی ہر ادا کو حرز جان بناتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اتباع سنت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے تاحیات خربوزہ محض اس لئے تناول نہیں فرمایا کیونکہ علم نہ ہو سکا کہ ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طرح کھایا تھا۔

۱۴۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا ہر تنفس عشق و محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتا تھا۔ زندگی کے ہر پہلو میں اطاعت و اتباع محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑی شد و مد سے اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کا عقیدہ تھا کہ محبت میں محبوب سدا محب کی نظروں کے سامنے رہتا ہے۔ اور وہ اسی کے قدموں کے نشان پر گامزن رہتا ہے تا آنکہ وہ اس جہان رنگ و بو سے گزر نہ جائے۔ چنانچہ جب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی نے بساط لپیٹی اور آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر جنازہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اسے ہر چند اڑانا چاہا مگر وہ نہ اڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی بخشی اور کہنے لگا۔

"اپنے آپ کو اور مجھے پریشان نہ کرو۔ میرے پنجے عشق کی میخوں سے اس جنازہ کے گوشوں پر جمے ہوئے ہیں۔ آج جنید (رحمتہ اللہ علیہ) کا قالب فرشتوں کے دوش پر ہے اگر تمہارا شور و غل نہ ہوتا تو جنید (رحمتہ اللہ علیہ) کا جسم سفید باز کی طرح ہمارے ساتھ ہوا میں اڑتا۔"

سب نے اس کبوتر کی بات سنی۔ وہ ورطہ حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے اور جنازہ جا رہا تھا۔

جائے مدفن پر پہنچ کر جب آپ کو دفن کرنے لگے تو وہ کبوتر یکدم غائب ہو گیا۔

Marfat.com

۱۵- حضرت شیخ حمد اللہ شبراوی مصری رحمتہ اللہ علیہ

سراپا غریق بحر عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے باوجود آپ ہر لحظہ خوف زدہ رہتے تھے کہ معلوم نہیں میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی بھی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ تمام محبت و ریاضت' مجاہدہ اور تگ و دو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے کی جاتی ہے۔

ایک روز آپ تصور جاناں' جانانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مدغم تھے کہ ایکا ایکی لبوں پر یہ اشعار مچل گئے۔

یا رسول اللّٰہ انی مذ نب
ومن الجود قبول المذ نب

یا نبی اللّٰہ مالی حیلة
غیر جبی لک یا خیر نبی

عظم الکرب ولی فیک دجاء
فیہ یا رب فرج کربی

(ترجمہ) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض قبول کرنا جود وکرم ہے۔

یا نبی اللہ یا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ و غم بڑا ہے۔

مجھے آپ سے امید ہے اے پروردگار! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میرا غم دور کر۔

۱۶- حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ

محب کی یہ شان ہے کہ جو اس کے محبوب کا ذکر کرے وہ اسے بڑا پیارا لگتا ہے۔ اسے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے اور اس کی زیارت سے بھی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

حضرت قاضی ابو محمد احمد بن محمد بن لیث رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ بغرض ملاقات حضرت امام ابو داؤد رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ علاقے میں ان کا شہرہ اس لئے تھا کہ وہ احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بڑی محبت سے بیان کیا کرتے تھے۔ انہیں جب اطلاع ملی کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں تو بے حد مسرور ہوئے اور بڑی محبت و احترام کے ساتھ خوش آمدید کہا۔ بے پایاں مسرت کے دوران میں حضرت امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔

"زہے نصیب جو آپ تشریف لائے ہیں۔ فرمایئے کیسے آنا ہوا۔"

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اے امام! ذرا اپنی وہ مبارک زبان دکھائیں جس سے آپ میرے محبوب آقا و مولا تاجدار مدنی و مکی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ بیان کرتے ہیں تاکہ میں اس مقدس زبان کو بوسہ دوں۔"

حضرت امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ نے خنداں بہ لب اپنی زبان منہ سے باہر نکالی تو حضرت سہل بن عبداللہ سری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو انتہائی عقیدت کے ساتھ بوسہ دیا اور مستانہ وار لوٹ گئے۔

۱۷۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ

شہر خوباں کا احترام و تعظیم و ادب محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے۔ یہی قانون محبت ہے۔ اس شہر میں ہنوز محبوب انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کی معطر و منعبر سانسوں کی باس رسی بسی ہے۔ یہاں کے خاک کے ذروں کو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی فضاؤں میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی صوت دل نواز بکھری ہوئی ہے۔ یہاں کے احجار و اشجار نے بدرالدجی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ یہاں کی گلیاں اور کوچے نور کی ندیاں ہیں اور اس دیار کے مکیں محبین نور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کے سروں کے تاج ہیں۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ جب حج بیت اللہ کے بعد عازم مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اس وقت آپ پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رابطہ محبت اور غلبہ شوق اس قدر طاری تھا کہ در و دیوار سے صورت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ فرماتے تھے۔

مدینہ منورہ میں آپ نے گیارا روز قیام فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا اس قدر لحاظ تھا کہ اس دوران میں آپ نے ہر قسم کے کھانے پینے کو ترک فرما دیا تاکہ قضائے حاجت کی ادائیگی خدانخواستہ کسی ایسی جگہ نہ ہو جائے جہاں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم لگے ہوں۔

Marfat.com

۱۸۔ حضرت مسعود دراری رحمتہ اللہ علیہ

محبوب سے اظہار محبت کے انگنت روپ ہیں۔ محب کی ہمیشہ یہ سعی ہوتی ہے کہ اپنے محبوب سے اظہار محبت کے لئے بہترین انداز و اسلوب اختیار کرے۔ حضرت مسعود دراری رحمتہ اللہ علیہ نے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے اظہار کے لئے جو ڈھنگ اپنایا وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد و یگانہ تھا۔

آپ شہر فارس کے صلحاء میں سے تھے۔ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارفتہ تھے۔ روزگار کی تلاش میں سرگرداں لوگ شہر میں ایک جگہ اکٹھے ہو جایا کرتے تھے تاکہ ضرورت مند لوگ ان کو مزدوری کے لئے لے جائیں۔ حضرت مسعود دراری رحمتہ اللہ علیہ ہر روز وہاں تشریف لے جاتے اور جتنے مزدور دستیاب ہوتے ان کو اپنے ہمراہ لے آتے تھے۔

مزدوروں کو یہ گمان ہوتا تھا کہ کوئی تعمیر کا کام ہو گا۔ اپنے مکان پر پہنچ کر آپ مزدوروں کو بٹھاتے اور فرماتے۔

"پہلے تم لوگ وضو کر کے آؤ"

جب وہ وضو کر کے آتے تو ان سے کہتے۔

"اب تم میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو۔"

اور خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر درود پاک پڑھنے لگتے تھے۔

جب چھٹی کا وقت ہوتا تو دوسرے لوگوں کی طرح آپ مزدوروں سے مخاطب ہو کر فرماتے۔

"تھوڑا سا اور کام کر لو"

بعد ازاں آپ ان کو پوری مزدوری دے کر رخصت کر دیتے تھے۔

رفتہ رفتہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں سراپا عشق بن گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عالم بیداری میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے۔

۱۹۔ حضرت خواجہ حسین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ

حقیقی محبت میں بے پناہ مقناطیسیت وکشش ہوتی ہے جس کا احاطہ فہم و ادراک میں نہیں لایا جاسکتا۔ جب محب کو علم ہوتا ہے کہ اس کے محبوب کی کوئی چیز بغرض دیدار فلاں مقام پر موجود ہے تو پھر وہ افتاں وخیزاں اس کی طرف لپکتا ہے تاکہ اس کے دیدار سے آنکھوں کو روشن و منورہ کرے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حسین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنا گھر، کنواں اور باغ جو آپ کا کل اثاثہ تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک پر وقف کر دیا تھا۔

ان دنوں مندو کا حکمران سلطان غیاث الدین خلجی تھا۔ وہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ کا بڑا گرویدہ و عقیدت مند تھا۔ اس نے متعدد بار حضرت خواجہ حسین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا۔

"یا حضرت! تشریف لائیں۔ آنکھیں دیدار کے لئے مشتاق ہیں۔"

مگر آپ نے اس پر توجہ نہ کی اور بادشاہ سے ملاقات کے لئے نہ گئے۔

ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین خلجی کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارکؐ لایا گیا۔ اہالیان سلطنت نے مشورہ دیا۔

"اے بادشاہ! اگر اس موئے مبارک کی اطلاع حضرت خواجہ حسین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کو ہو جائے تو وہ بے اختیار تشریف لے آئیں۔"

بادشاہ نے آپ کو اطلاع کرا دی۔ بس پھر کیا تھا اسی ہنگام عالم ذوق و شوق میں مندو کا قصد کر کے درود شریف پڑھتے ہوئے چل پڑے۔

جب آپ شہر کے نزدیک پہنچے تو بادشاہ کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی۔ چنانچہ شاہی اعزاز کے ساتھ استقبال کے لئے آیا۔ دیکھا کہ دور سے ایک بہلی تیزی سے چلتی آ رہی ہے اور اس پر سوار شخص جس کے کپڑے غبار آلود و بوسیدہ تھے بیلوں کو خود ہانک رہا ہے۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ کوئی اور شخص ہو گا۔ ایک وزیر نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! حضرت خواجہ حسین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ یہی ہیں۔"

تو بادشاہ نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔

"میں تو صرف موئے مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

موئے مبارک سامنے لایا گیا۔ جب آپ کی نظر اس پر پڑی تو از خود اڑ کر آپ کے ہاتھ میں آ گیا۔ جسے دیکھ کر آپ خوشی سے جھوم اٹھے اور سلطان یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

۲۰۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

جب محب محبوب کی محبت میں بے چین و بیکل ہو جاتا ہے تو پھر اس کے قدم از خود دیار محبوب کی طرف اٹھنے لگتے ہیں۔ حضرت خواجہ معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو جب یارائے فرقت

Marfat.com

محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم نہ رہا تو بیتابانہ سوئے مدینہ منورہ چل پڑے۔ دنیا و مافیہا سے بے نیاز صرف ایک ہی دھن میں غلطاں و پیچاں تھے کہ بعجلت در محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوں۔

سبز گنبد پر نظریں پڑنے کی دیر تھی کہ بے اختیار آنکھوں سے سیلاب اشک بہہ نکلا۔ ڈرے' سہمے روضہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ہاتھ باندھے' سر جھکائے کھڑے ہو گئے کہ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء و رضا کے منافی کوئی حرکت نہ سرزد ہو جائے۔

کافی دنوں کے بعد جب بحر جذبات محبت و عشق میں سکون کی لہریں رقصاں ہوئیں تو شہر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بوقت وداع عالم گریہ و غم طاری ہو گیا۔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے محب کی حالت زار پر رحم آ گیا۔ روضہ اطہر سے باہر تشریف لا کر ایک خلعت زریں عطا فرمائی اور تاج شاہانہ بہ کمال علو و رفعت و عظمت حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو پہنایا۔ تاج پر ایک طرہ تھا اور طرہ پر ایک لعل لعلین تھا جس کی روشنی سے تمام جہاں منور ہو رہا تھا۔ اور خلعت کے بارے میں معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی ہے۔ بعد ازاں بااجازت نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مراجعت وطن اختیار کی۔

۲۱۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

آتش عشق کے سامنے نار جہنم خجل و شرمندہ ہے۔ جب یہ آگ کسی کے وجود میں بھڑک اٹھتی ہے تو ماسوا کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ اور محب ہجر و فراق محبوب میں مثل ماہی بے آب تڑپتا رہتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے سراپا میں عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شعلے تاحد امکاں بھڑکتے رہتے تھے اور پھر ان پر عشق باری تعالیٰ کا رنگ غالب آ گیا۔ اب حالت یہ تھی کہ گرمی کی وجہ سے روزانہ صبح کے وقت آپ کے سر مبارک پر باسی ٹھنڈے پانی کی کئی بالٹیاں ڈالی جاتی تھیں لیکن وہ پانی جو سر پر ڈالا جاتا تھا اس کا یہ حال ہوتا تھا کہ خود گرم ہو جاتا تھا۔ پانی کی برودت بھی گرمی عشق کو ذرہ برابر متاثر نہ کرتی تھی۔

۲۲۔ حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

محبوب کا اسم شہد سے زیادہ شیریں اور آب زلال سے بڑھ کر روح افزا ہوتا ہے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ جب کوئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک

Marfat.com

لیتا تو سنتے ہی بیتاب ہو جایا کرتے تھے اور آہ آہ کر کے اپنے ہاتھ اٹھاتے۔ اور کبھی انہیں پھیلا کر سمیٹ لیتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ کسی سے بغلگیر ہوئے ہیں۔ اس ہنگام آپ کے ہونٹوں پر حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر مچلنے لگتا تھا ۔

موسیا آداب داناں دیگر اند
سوختہ جان و رواناں دیگر اند

اس محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حاصل تھا کہ آپ اطاعت و اتباع سنت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ کوئی کام کرنے سے قبل دیکھ لیتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ضمن میں کیا قول و عمل ہے۔

یہ شرح محبت نہیں کہ محب کوئی اپنی بات رکھے۔ اس کے ہر قول و فعل پر محبوب کی رضا کی مہر ثبت ہوتی ہے۔ جب کوئی اس درجہ محبت کرتا ہے تو پھر محبوب کی صفات اس میں جلوہ گری کرنے لگتی ہیں۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ بعض اوقات آپ کے مکان سے ایسی اعلیٰ خوشبو آنے لگتی تھی کہ جس کو کسی دوسری خوشبو سے مشابہت نہیں دی جا سکتی تھی۔ اس وقت آپ وہاں پر موجود لوگوں کو رخصت فرما دیا کرتے تھے۔

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ آتش دوزخ کے خوف نے آپ پر شدید غلبہ کیا۔ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

"جو شخص ہم سے محبت رکھتا ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔"

ایک روز آپ آقائے نامدار، رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و فرقت میں رو رہے تھے۔ فراق کا اس قدر غلبہ ہوا کہ نوبت خاک پاشی تک پہنچ گئی۔ بہ ظاہر یہ عمل سنت کے خلاف تھا لیکن جوش محبت میں نادانستہ طور پر ہو گیا تھا۔

جب اس حرکت کا احساس ہوا تو سخت مضطرب ہوئے اسی سوچ و بچار میں نیند آ گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت میر روح اللہ رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے مرشد کے احباب میں سے تھے تشریف لائے اور کہہ رہے ہیں۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے منتظر تشریف فرما ہیں۔"

چنانچہ آپ بصد شوق و ادب بارگاہ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے معانقہ کیا اور پھر آپ کی آنکھ کھل گئی۔ دل مسرت و شادمانی سے

Marfat.com

جھوم رہا تھا۔

۲۲۳۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری معروف بہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

جب کسی انسان کی ساری زندگی تحصیل علم القرآن و الحدیث و فقہ۔ عبادت و ریاضت و مجاہدہ۔ خدمت خلق۔ رشد و ہدایت۔ اعلائے کلمۃ الحق اور ایثار و قربانی میں بسر ہوتی ہے اور ان سب کا مقصد وحید محض رضائے الٰہی و محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو وہ رب تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری المعروف خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی حیات انہیں اوصاف سے عبارت تھی۔

شب و روز ہر جاندار و ذی روح کو نادانستہ و غیر محسوس انداز میں گھسیٹ کر زندگی کی آخری منزل کی طرف لے جا رہے ہوتے ہیں۔ آخر کار حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ بھی اس منزل پر پہنچ گئے۔ جب وصال ہوا تو آپ کی پیشانی پر سبز نور سے رقم تھا۔

"ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ"

(ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں جان دی ہے۔

جب لوگوں نے اس تحریر کو دیکھا اور پڑھا تو سبحان اللہ۔ اللہ اکبر سے فضا معمور ہو گئی۔

اس سے لوگوں کو ترغیب ہوئی کہ جو اللہ کریم کی محبت میں غرق و فنا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ رب کریم تک پہنچنے کا راستہ روشن ہو گیا۔ اس کی حیثیت ایک لڑی کی سی ہے۔ جب کوئی خود کو اس نورانی لڑی میں پرو لیتا ہے جس کا پہلا سرا مرشد کامل ہے جس کے زیر فرمان و ہدایت سلوک کی منازل و مقامات طے کرنے لگتا ہے۔

مرشد کا کوئی اور مرشد ہوتا ہے اور اس کا کوئی اور مرشد ہوتا ہے۔ الغرض سلسلہ طریقت کے تمام اولیاء اللہ و کاملین سے علی الترتیب غیر مرئی طور پر نور فیض سے مستفید ہوتا ہوا قدم بقدم آگے بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ محبوب دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم تک کا راستہ ہموار و سیدھا ہو جاتا ہے۔

جب وہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی محبت و ادب و اطاعت کی وجہ سے مقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے اہل قرار پاتا ہے اور پھر اس کے لئے کاخ محبت الٰہیہ کے در باز ہو جاتے ہیں اور رب کریم کا دوست بن جاتا ہے۔

Marfat.com

۲۴۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلیں طے کرتے ہوئے جب ایک پربہار و بقعہ نور مقام پر پہنچے تو بے اختیار پکار اٹھے۔

محمد از تو می خواہم خدارا
الٰہی از تو حب مصطفیٰ را

(ترجمہ) اے دونوں جہاں کے تاجدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو مانگتا ہوں۔ اور اے رب العزت! میں تجھ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طالب ہوں۔

جب آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تامہ حاصل ہو گئی تو محبوب کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے میں راحت و سکون و طمانیت اور دیار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پاک کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کا عقدہ کھلا۔ اس حال پر زبان مبارک سے والہانہ انداز میں پکار اٹھے۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(ترجمہ) الٰہی ان عشاق پاک طینت پر رحم فرما کہ انہوں نے خاک و خون میں آلودہ ہو کر ایک اچھی رسم کی بنیاد ڈالی ہے۔

۲۵۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

ساری کائنات خلاصہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و طیب قدموں میں ہے۔ رب ذوالجلال و الاکرام تک رسائی کے تمام راستے محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کے ایوانوں میں سے ہو کر گزرتے ہیں۔ اور جب تک کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں صادق ثابت نہ ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی دوستی کے در باز نہیں ہوتے۔

ایک روز حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ شریف میں درویشوں اور فقیروں کی ایک جماعت حاضر تھی۔ جب صاحب حال بزرگ اور اولیاء اللہ کسی جگہ مجتمع ہوتے ہیں تو ان کی گفتگو میں اسرار الٰہیہ، معرفت و تصوف و سلوک کے رموز اور رسالتمآب صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے عشق و محبت کے گوہر نایاب کی تابانی آسمان کی پہنائیوں تک پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔

سب لوگ اپنے اپنے حال و مقام کے مطابق محو گفتگو تھے کہ معاً" حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔"

۲۶۔ حضرت اخون پنجو بابا رحمتہ اللہ علیہ

عشق کی آگ میں جلنے والے کا لطف و کیف کوئی عاشقان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے۔ حق تو یہ ہے کہ عشق و محبت کے روپہلی راستوں پر قدم رکھنے والوں کو اتنا ہوش ہی کہاں ہوتا ہے کہ وہ ان جلوؤں پر لب کشائی کریں جن سے وہ بہرہ ور ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں انہیں تو بس ایک ہی دھن اور لگن دامن گیر ہوتی ہے کہ وہ کسی نوع آستانہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی حاصل کرلیں اور ان کے در کی خاک پاک پر اپنا چہرہ رگڑیں تاکہ وہ راضی ہو جائیں۔

دوران سفر محبت و عشق، ہجر و فراق و مہجوری کے شعلے عشاق کے تن بدن اور رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کر جاتے ہیں کہ انہیں بھی آگ بنا دیتے ہیں۔ بعینہ اس طرح جیسے لوہا آگ میں آگ کی مانند ہو جاتا ہے۔

حضرت اخون پنجو بابا رحمتہ اللہ علیہ انہیں عاشقان پاک طینت میں سے تھے۔ آپ پر عشق الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ چہرہ مبارک سے آگ کے شعلے نظر آتے تھے اور صوبہ سرحد کی سخت و شدید سردیوں کے ایام میں بھی صرف ایک ململ کا کرتہ زیب تن فرماتے تھے۔

۲۷۔ حضرت سلطان جلال الدین قریشی رحمتہ اللہ علیہ

بحر عشق و محبت کے بعض شناور ایسے بھی ہیں جو اس میں سے ایک ثانیہ کے لئے بھی باہر نہیں نکلتے۔ ہر حال میں محبوب رب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال و یاد میں مست و مگن رہتے ہیں۔

حضرت سلطان جلال الدین قریشی رحمتہ اللہ علیہ انہیں محبین رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے۔ ہر وقت آپ کے لبوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک اور آنکھوں سے فراق کے آنسو رواں رہتے تھے۔

Marfat.com

ایک روز آپ اپنے حال میں بے خود تشریف فرما تھے۔ کئی مریدین و عقیدت مند بھی موجود تھے۔ طائر خیال پرواز کرتا ہوا نہ جانے عشق کی کس منزل پر جا پہنچا کہ بے اختیار آپ کے ہونٹوں سے نکلا ۔

حاصل عشقت سہ سخن است بیش نیست
سوختم و سوختم و سوختم

(ترجمہ) عشق کا حاصل تین سخن ہیں اس سے زائد نہیں اور وہ سخن ہیں میں جل گیا' میں جل گیا' میں جل گیا۔

شعر پڑھنے کے بعد آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی حاضرین بھی یہ شعر سن کر تڑپ اٹھے اور خیالات کی جولانگاہوں میں کھو گئے۔ سب اپنے اپنے حال میں دم بخود تھے' ماحول پر اسرار خاموشی محیط تھی۔

کافی دیر کے بعد آپ نے نظریں اٹھا کر حاضرین کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

من مست مئے عشقم ہشیار نخواہم شد
از روزی و قلاشی بیزار نخواہم شد

(ترجمہ) میں عشق کی شراب کے نشہ میں مست ہوں۔ ہوش میں نہیں آوں گا۔ سامان زیست ہو نہ ہو کبھی بیزار نہیں ہوں گا۔

۲۸۔ حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ

محبت میں ایسی مقناطیسیت ہے کہ محبوب کی چاہت محب کو سینکڑوں کوس سے بھی کھینچ لیتی ہے۔ حقیقی اور دائمی محبت کا محور و مرکز تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور اس میں فرشی و عرشی سب شامل ہیں۔

صادق المحبت تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جب تک محبوب رب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا عندیہ نہ ہو روضہ اقدس پر حقیقی حاضری ہوتی ہی نہیں اور جن افراد کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے ان پر کائنات کا ذرہ ذرہ رشک کرتا ہے۔

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ مناسک حج ادا فرمانے کے بعد جب سوئے دیار محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو ادب و آداب کی حالت دیدنی تھی۔ مدینہ منورہ سے ابھی بارہ میل دور تھے کہ سواری چھوڑ کر پا پیادہ چل پڑے۔ گنبد خضرا کے مقدس و منور میناروں سے

Marfat.com

آپ کی نگاہیں ہٹتی نہ تھیں۔ جب روضہ مطہرہ پر حاضر ہوئے تو آنکھوں سے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ وہاں کی ہر چیز کو محبت' عقیدت' احترام اور عزت سے دیکھتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ میں باب السلام کے قریب چند کتے لیٹے ہوئے تھے۔ ایک ناسمجھ نے جاتے جاتے ایک کتے کو زور سے لاٹھی ماری۔ کتا لنگڑاتا اور چیختا چلاتا جارہا تھا کہ اچانک وہاں حضرت سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو کتے کو پاس بٹھالیا اور اس شخص سے کہا۔

"ظالم! تو نے یہ نہ دیکھا کہ مدینہ منورہ شریف کا کتا ہے۔"

پھر اپنا عمامہ پھاڑ کر کتے کی زخمی ٹانگ پر پٹی باندھی اور بازار سے کھانا منگوا کر کھلایا۔

آپ بھی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح اکثر فرمایا کرتے تھے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس قدر غالب آگئی ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

۲۹۔ حضرت سید حسین علی المشہور بھورے والے صاحب رحمتہ اللہ علیہ

محبوب کے حسن و جمال و کمال کے متعلق شنید یا اس کی دید کے بعد پہلے محبت محب کے قلب حزیں میں جنم لیتی ہے۔ پھر وہ رفتہ رفتہ در محبوب پر پہنچ کر ہولے ہولے دستک دیتی ہے اور جب وہ اپنی محبت میں صدیق بن جاتا ہے تو محبت محبوب کے قلب میں بھی محب کے لئے پیدا ہو جاتی ہے۔

محب کے دل سے قلب محبوب تک محبت کا سفر بے حد دشوار و کٹھن و جان لیوا ہے۔ ہر کسے باشد کے بس کا یہ روگ نہیں کہ وہ اس سفر پر روانہ ہو کیونکہ اس راہ کے مسافر کو قدم قدم پر جانچا۔ پرکھا اور آزمایا جاتا ہے۔

اور جب کوئی بہ فضل ایزدی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں درجہ کمال حاصل کر لیتا ہے تو پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اتنی رعایت مرحمت فرمائی جاتی ہے کہ وہ خواب و بیداری میں جب چاہے باریابی کے لئے حاضر ہو سکتا ہے اور عرض مدعا کر سکتا ہے۔

حضرت سید حسین علی المشہور بھورے والے صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں یہی درجہ و مقام حاصل تھا۔ حال یہ تھا کہ آپ تھوڑی سی توجہ سے خواب

Marfat.com

اور عالم بیداری میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کر کے جس کام کی ضرورت ہوتی عرض کر کے دریافت کر لیتے تھے۔

آپ پر محبت اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال غلبہ تھا۔ آپ اسی جوش و محبت و ولولہ کی حالت میں دو مرتبہ ساحل سمندر تک پہنچ گئے اور مدینہ منورہ کی طرف رخ کر گہرے سانس لینے لگے جیسے شہر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سونگھ رہے ہوں۔

وقت گزرتا رہا۔ جذبۂ زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں طغیانی آتی گئی اور پھر ایک روز رخت سفر باندھا اور چل پڑے۔ جذبہ عشق و محبت کشاں کشاں لئے جا رہا تھا۔ آخرکار منزل مقصود و محمود پر پہنچ گئے۔

جب روضہ پاک کا گنبد خضرا دیکھا تو آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آتا تو چلنے لگتے۔ تھوڑی دور جاتے تو پھر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اسی طرح سفر طے کرتے رہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ شہر کی نالی میں گر پڑے۔ اگرچہ اس شہر میں اہل بیت و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نور بھی چمکتے نظر آتے تھے مگر آپ نہایت استغراق سے انوار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل اور کسی طرف دھیان نہ کرتے تھے۔

۳۰۔ حضرت سید احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ

جب جذب محبت انتہا کو چھونے لگتا ہے تو گریہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور محب محبوب کا اسم پاک سنتے ہی تڑپ اٹھتا ہے۔

حضرت سید سعید احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی حال تھا۔ جونہی آپ کے آقا و مولا خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک گوش نواز ہوتا تو دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔ محبت و عشق کی موجیں دل میں ہلچل مچا دیتی تھیں۔ اس وقت بزبان حال فرماتے۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہی عین ایمان ہے"۔

اور پھر آپ گھنٹوں عشق کی حلاوت میں گم سم رہتے تھے۔ اس کیفیت سے جب لمحہ بھر کے لئے باہر نکلتے تو آپ کے لبوں پر یہ الفاظ تیرنے لگتے تھے۔

"نظر رحمت فرمائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

Marfat.com

۳۱۔ حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

محبت نور ہے۔ جب یہ کسی کے اندر مستحکم ہو جاتی ہے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مجسم نور ہیں اور اللہ نور السموٰت والارض کے نور سے ہیں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محب کی محبت بام عروج پر پہنچ جاتی ہے تو پھر وہ اس قابل ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پیش ہو سکے۔

حضرت شیخ سوندھا چشتی رحمتہ اللہ علیہ ایک مجلس سماع میں تشریف فرما تھے۔ قوال عارفانہ و عاشقانہ کلام پڑھ رہے تھے۔ آپ پر وجد و مستی کی کیفیت طاری ہونے لگی۔ اور پھر اس میں شدت آتی گئی۔ اسی اثنا میں حاضرین محفل نے دیکھا کہ آپ کا سر تن سے جدا ہو گیا ہے۔ لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ حاضرین نے دیکھا کہ آپ کا تن غائب ہو گیا ہے۔ مگر قوالی جاری تھی۔ لوگ حیرت بدنداں بیٹھے تھے۔ چند لمحوں تک آپ غائب رہے اور پھر محفل میں واپس آگئے۔

اب لوگ آپ کو اپنی حالت میں تشریف فرما نظر آتے تھے۔ حاضرین نے پہلی مرتبہ یہ عجیب و غریب واقع دیکھا تھا۔ جو ہنوز ان کے ذہنوں میں گردش کر رہا تھا۔

جب محفل اختتام پذیر ہوئی تو ایک شخص نے عرض کی۔

"یا حضرت! آج جو ہمیں آپ کی کیفیت کا مشاہدہ ہوا ہے اس کی حکمت عطا ہو۔"

آپ نے حاضرین محفل پر طائرانہ نظر ڈالی۔ وہ سب متجس نظروں سے آپ کی جانب دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔

"معشوق کا نور عاشق کے نور پر غالب آگیا تھا۔ اس نے عاشق کے نور کو اپنے انوار میں چھپا لیا تھا۔"

اور پھر محفل برخاست ہو گئی۔

۳۲۔ حضرت مولانا شمس الدین محمد التبریزی رحمتہ اللہ علیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے اگر کوئی بچپن سے ہی عاشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ ایسی مبارک ہستی دوسروں سے منفرد و یگانہ ہوتی ہے۔ اس کے اقوال و افعال اور انداز و اطوار سے محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جھلکتی رہتی ہے۔

حضرت مولانا شمس الدین محمد التبریزی رحمتہ اللہ علیہ ابھی بچپن کی سرحدوں میں مکتب نشین تھے کہ آپ سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں چالیس چالیس روز بغیر کھائے

Marfat.com

پے گزار دیتے تھے۔ کھانے کی تمنا ہی نہیں ہوتی تھی۔ اگر لوگ آپ کو کچھ تناول فرمانے کے لئے کہتے تو ہاتھ اور سر کے اشارے سے منع کر دیتے تھے۔

۳۳۔ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا محب ہو تو خود اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع سے سرمو انحراف کرتا ہے اور نہ ہی کسی اور کو کرنے دیتا ہے۔ اگر کہیں ایسی چیز دیکھتا ہے تو فوراً اسے ٹوک دیتا ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ جب فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر تھے تو آپ تمام امور میں اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھتے تھے۔ جہاں کہیں خلاف سنت خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حرکت ملاحظہ فرماتے تو فوراً ٹوک دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔

"سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہرگز چھٹکارا نہیں۔ در حقیقت مسلمان وہی ہے جو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرتا ہے۔

آپ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے۔

"لوگو! میرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیاں اچیاں شاناں"

۳۴۔ حضرت عبداللہ غازی مستانہ بابا رحمتہ اللہ علیہ

جب کوئی فنافی اللہ ہوتا ہے تو تجلیات و انوار الٰہیہ قافلہ در قافلہ اس کی نظروں کے سامنے جلوہ گری کرتے ہوئے گزرتے رہتے ہیں اور جو انوار ایک بار آنکھوں کے سامنے سے گزر جاتے ہیں پھر دوبارہ لوٹ کر نظر نواز نہیں ہوتے یہاں تک کہ محب کی زندگی کا آخری لمحہ آجاتا ہے۔

عشق حقیقی میں حضوری کے وقت مقام ہجر ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ غازی مستانہ بابا رحمتہ اللہ علیہ جب محبوب حقیقی کا اسم پاک سماعت فرماتے تو تڑپ اٹھتے تھے۔ عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم پاک سننے کی دیر ہوتی کہ نعرہ مستانہ بلند کرتے۔

"حی اللہ۔"

اور بے ہوش و مست ہو جاتے تھے۔

چونکہ اتباع عشق حقیقی سے تعلق رکھتی ہے۔ لہٰذا جب بارگاہ صمدیت میں سر بسجود ہونے کا وقت آتا اور اذان کی آواز سنتے تو ہوش میں آجاتے تھے۔ نماز ادا فرماتے اور پھر بے ہوش و

Marfat.com

مست ہو جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت رب کریم کی محبت میں فنا رہتے تھے۔

۳۵۔ حضرت غلام محی الدین شاہ المعروف بابو جی رحمتہ اللہ علیہ

جس سے محبت ہو اسے یاد کیا جاتا ہے اور ہمیشہ یاد کیا جاتا ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی شیرینی سے ایک بار لطف اندوز ہو جاتا ہے۔ اس کا رخ سب کی طرف سے ہٹ کر صرف اپنے محبوب آقا و مولا کی طرف ہو جاتا ہے۔

حضرت غلام محی الدین شاہ المعروف بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ جو فنائیت تامہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اطہر سنتے ہی فرط ادب سے آپ اپنے سر کو جھکا لیتے تھے۔ اور اکثر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ قوالی کی مجالس میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اور عرض سلام و نیاز کرنا آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔

۳۶۔ حضرت میاں غلام حیدر رحمتہ اللہ علیہ

محبوب کی یاد محب کا سرمایہ حیات ہے۔ اسے کسی کروٹ چین نہیں آتا۔ ابتداء میں حضرت غلام حیدر رحمتہ اللہ علیہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں اس قدر محو رہتے تھے کہ ہر وقت خود کو مجلس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سمجھتے تھے۔

وقت کے ہم آہنگ آپ فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے۔ ہر وقت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گریاں و نالاں رہتے تھے۔ آتش سوزاں سے سینہ جلتا رہتا تھا۔ بعض اوقات اپنے مریدین سے خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے۔ اس ضمن میں کہتے تھے۔

"اگر میں ایسا نہ کروں تو میرا سینہ اشتیاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آگ سے جل جائے۔"

۳۷۔ حضرت خواجہ میاں غلام صدیق رحمتہ اللہ علیہ

عشق و محبت کی ہر منزل ادب و احترام سے عبارت ہے۔ عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ ہزار بار بھی اگر منہ کو مشک و گلاب سے دھوئیں تو پھر بھی یہی خیال کرتے ہیں کہ ہنوز ان کا دہن اس قابل نہیں کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی و عظیم لیں۔

حضرت خواجہ میاں غلام صدیق رحمتہ اللہ علیہ اس ضمن میں بے حد مودب تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک ہمیشہ باوضو لیتے تھے۔

Marfat.com

ایک ... آپ نے محمد نواز نامی طالب علم کو پکارا۔

"دل نواز ادھر

اس نے عرض کیا۔

"حضور! آپ نے مجھے میرے اصلی نام سے نہیں بلایا۔ اگر ناراضگی ہے تو معافی چاہتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا۔

"میرا وضو نہیں تھا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک نہیں لیا۔ لہٰذا تمہیں دلنواز کہہ کر بلایا۔

آپ نے تاحیات عمداً کبھی اپنی پشت کو مدینہ منورہ کی طرف نہیں کیا کیونکہ محبت میں یہ بھی ادب کے منافی ہے۔

۳۸۔ حضرت محمد عثمان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عام شہروں کی طرح نہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محب اس شہر نگاراں میں وارد ہوتے ہیں تو ان کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔ حزم و احتیاط و ادب قدم قدم پر دامن تھام لیتے ہیں اور باواز بلند کہتے ہیں۔

"ہشیار باش"

حضرت محمد عثمان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ جب بعد از حج مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں گیارا روز قیام فرمایا۔ اس دوران میں کھانا پینا ترک کر دیا تاکہ قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہ آئے اور ایسا نہ ہو کہ جہاں قضائے حاجت کی جائے وہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے اقدس آیا ہو۔

۳۹۔ حضرت مہر محمد صوبہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

محب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہر افتاد و بلا و مصیبت سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ کوئی رکاوٹ اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ ہر مقام پر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حفاظت و امان میں ہوتا ہے۔

حضرت مہر محمد صوبہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتے تھے بسا اوقات لوگ آپ کی حرکات و سکنات دیکھ کر مجنون و دیوانہ سمجھنے لگتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔ جب حج سے فارغ ہوئے تو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جوش جنون میں رات کے اندھیرے میں دیار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔

Marfat.com

آپ اپنی دھن میں مست و بے خود چلے جا رہے تھے کہ راستے میں بدووں نے پکڑ لیا۔ آپ نے گنبد خضریٰ کی طرف رخ کر کے دعا مانگی۔

"الٰہی! ان رہزنوں کے شر سے بچا"

ڈاکو آپ کی نورانی صورت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی حفاظت میں آپ کو دیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کر آئے۔

۴۰۔ حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

محبت و عشق محب پر جو کیفیات و اثرات مرتب کرتے ہیں انہیں صرف وہی محسوس کر سکتا ہے کوئی دوسرا اس کا اندازہ لگانے سے یکسر قاصر ہوتا ہے۔ لیکن اس محبت و عشق کا پرتو بعض اوقات اس کے ہم جلیسوں۔ اہل محفل اور قرب والوں پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی ان کے ثمرات سے حظ اٹھا لیتے ہیں۔ ان کے اندر بھی نور کی لہریں اٹھنے لگتی ہیں۔

حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ نماز جمعتہ المبارک کے فوراً بعد محفل ذکر برپا کیا کرتے تھے۔ ذکر میں تیزی کے ہم آہنگ آپ کے جذبہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی فراوانی آتی جاتی تھی۔ اس جذبہ کے تحت جب آپ حاضرین محفل پر توجہ فرماتے تو روحانی سماں بندھ جاتا تھا۔

سب لوگ کیف و مستی و وجد میں آجاتے اور ان کے قلوب بحر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لہروں پر ہلکورے کھانے لگتے تھے۔ اور جب رنگ محفل سوا ہو جاتا تو بسا اوقات آپ خود بھی وجد و کیف سے جھومنے لگتے تھے۔ یہ کیفیت کافی دیر تک جاری و ساری رہتی تھی۔

اختتام محفل سے قبل نعت خوانی کا اہتمام کیا جاتا تھا جس میں نعت گو بڑی خوش الحانی و لحن داؤدی سے بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کرتے تھے۔ حاضرین ایک ایک شعر پر اس کے معنی و اثر میں ڈوب کر تڑپ اٹھتے اور اشک پونچھتے ہوئے گھروں کو روانہ ہو جاتے تھے۔

۴۱۔ حضرت صوفی محمد مشتاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ

جب حضور اکرم محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح سے عالم اجسام میں تشریف لائے تو آسمان سے رحمت اور نور برسنے لگا۔ حور و غلماں جنت کے جھروکوں سے جھانک کر راحت انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر نثار و قربان ہونے لگے۔ ملائکہ اہل زمین پر مبارک باد کے ڈونگرے برسانے لگے۔ قیصر و کسریٰ کے محلات نے جھک کر سلامی دی۔ خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے

Marfat.com

بت زمین بوس ہو گئے۔ اجار و اشجار خوشی سے جھومنے لگے۔ پھولوں کے سینے خوشبوؤں سے بھر گئے۔ طیور قصر رحمت سے ادباً پرے ہو کر پرواز کرتے تھے۔ حیوانات و وحوش نے سر جھکا دیئے تھے۔ آبشاروں اور سمندر کی موجوں سے خوشی کے نغمات کی برسات ہونے لگی تھی۔ الغرض سب نے اپنے اپنے انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سعادت پر میلاد کیا۔ اور تاقیام قیامت عشاق میلاد رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے رہیں گے۔

حضرت صوفی محمد مشتاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ جن کے سینے میں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کو نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننے کا بے حد شوق تھا۔ نعت سماعت فرماتے وقت فرط محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں۔ اور بے خود ہو جایا کرتے تھے۔

آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت و عقیدت تھی۔ اس لئے ہر ماہ اپنے مکان پر پانچ مرتبہ محفل میلاد منعقد کرواتے تھے اور عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر بہت بڑی محفل میلاد کا اہتمام کرتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

" حضور اقدس و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک پر جس قدر بھی خوشی کی جائے کم ہے کیونکہ یہ سب سے بڑی نعمت و احسان ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر کیا ہے۔"

۴۲۔ حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ہر وقت اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال و تصور میں مست و گم رہتے تھے۔

ایک روز حجرہ میں تشریف فرما تھے اور بھی لوگ موجود تھے۔ گفتگو حضور اکرم صلی اللہ علیہ سلم کی محبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔

معاً ارشاد فرمایا۔

" ایک مرتبہ ہماری روح روضہ منورہ کے اندر داخل ہوئی دیکھا کہ تربت شریف اندر سے خام ہے۔ میں نے چاہا کہ غلبہ محبت اور فرط عشق میں مزار پر انوار کو جپھی (بغل گیر ہونا) پالوں۔ مگر رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔"

۴۳۔ حضرت فضل شاہ نور والے قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ

محبت مست بنا دیتی ہے اور مست بھی ایسا جو ہوشیار و فرزانہ ہو۔ ایسا مست محبت ہر لحظہ

Marfat.com

اپنے محبوب کا قول و فعل نگاہ میں رکھتا ہے۔ اس کے ادب کے مقام کو بخوبی سمجھتا ہے اور اس کی شان کو ہر مقام پر ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ حضرت فضل شاہ نور والے قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ حال تھا۔ جب کوئی شاعر یا قوال ایسا شعر پڑھتا جس میں راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و شان کے منافی کوئی لفظ ہوتا تو فوراً اس کی اصلاح فرما دیتے کہ اس طرح پڑھو۔

آپ کا چہرہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نور سے ہروقت تاباں و شاداں و فرحاں رہتا تھا۔ بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضوری کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات دوسروں کو عالم بیداری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ بوقت تہجد عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر چھڑ گیا۔ عاشق ہی عاشق کے احوال سے واقف و رمز آشنا ہوتا ہے لہٰذا بے اختیار رونے لگے۔ ماحول پر محبت کا رنگ غالب آگیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے محبت کے نور نے گرد و پیش کو مسحور کر رکھا ہو۔

۴۴۔ حضرت صوفی محمد اکبر اویسی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

محبوب کے دیدار سے ذوق دیدار میں مزید طغیانی آجاتی ہے۔ دل متمنی ہوتا ہے کہ محبوب کا دیدار بار بار نصیب ہو۔ حضرت صوفی محمد اکبر اویسی نقشبندی جب روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیتے تو روضہ اطہر کے دیدار مکرر کی تڑپ دوچند ہو جاتی اور قرار اس وقت تک نہ آتا جب تک کہ دوبارا روضہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر نہ ہوتے۔ اس دوران میں بڑی محبت و ادب سے ہفتہ وار محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے اور جب ربیع الاول کا مبارک مہینہ آتا تو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سالانہ تقریب کا خصوصی طور پر اہتمام فرماتے اور سارا کام بذات خود کرتے۔ اس ہنگام آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا۔ لاریب محبوب کا کام محب بہ دل و جان سرانجام دیتا ہے۔ اور محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی محبت ہے جو آشنائے زوال نہیں بلکہ اس میں سدا اضافہ ہوتا رہتا ہے اور محب کی زندگی کا یہی حاصل ہے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۳۸

اولیاء اللہ شعراء کا نظریہ محبت و عشق

بعض اولیاء اللہ و بزرگان دین نے اصلاح احوال' رشد و ہدایت' معرفت الٰہیہ اور عشق و محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ اپنے عارفانہ کلام سے روشن کئے جس نے لوگوں کے قلب و روح کی گہرائیوں میں اتر کر ان کے راستوں میں دنیاوی لذائذ کے بکھرے ہوئے کانٹوں کو ہٹا کر' ان کے اذہان میں خوبصورت روحانی و فکری انقلاب برپا کر کے اور ان کے شب و روز میں محبتوں کا رنگ بھر کر انہیں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معرفت الٰہیہ میں رنگ دیا۔

صاحب کلام اگر ولی اللہ ہو جس کی زبان پاک' ہاتھ امین اور قدم طیب ہوتا ہے تو اس کا انداز بیان' عوامی امثال و جذبات اور مزاج و ماحول کا آئینہ دار' زبان کلام قابل فہم و ادراک اور کلام بذات خود عشق و محبت حقیقی کی خوشبو اور چاشنی میں ڈوبا ہوا واصل باللہ کرنے کا شرف رکھتا ہے۔ اسے سن کر لوگ فرداً فرداً اور قافلہ در قافلہ اس کی جانب کھچے چلے آتے ہیں اور اس کی طمانیت و سکینہ کی بادنسیم کے جھونکوں سے مست و بے خود ہو جاتے ہیں۔ اس عارفانہ و عاشقانہ کلام کی مقناطیسی قوت سے لوگ اپنے سینوں کے اندر عشق و محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور معرفت الٰہیہ کے سمندروں کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا محسوس کرتے ہیں جس سے ان کی زندگی پر نکھار آنے لگتا ہے۔ خیالات و افکار پاکیزگی کے سانچوں میں ڈھلنے لگتے ہیں۔ افعال و کردار سے دوسروں کو راحت اور سکھ ملنے لگتا ہے اور ان کا رخ ایسی سمت ہو جاتا ہے جس پر اٹھایا جانے والا ہر گام انوار و تجلیات کو اپنے جلو میں لئے انہیں در آستانہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر وہاں سے بارگاہ ربوبیت و الوہیت میں لے جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ زبان کلام سے نابلد و ناآشنا ہوتے ہیں وہ بھی اس کی موسیقیت و کشش کو محسوس کئے بغیر نہیں رہتے کیونکہ ان بزرگوں کا کلام حق سے تعلق رکھتا ہے جو اپنا آپ منوا کر رہتا ہے جس سے ان کی سوچوں کے دھاروں میں تبدیلی رونما ہونے لگتی ہے۔

جب کوئی ان بزرگوں کا کلام سوز و درد سے پڑھتا ہے تو دل و دماغ از خود اس کی جانب منعطف ہو جاتے ہیں اور تشنہ روحیں محبت کے شفاف و مشکیں پانیوں سے سیراب ہونے لگتی ہیں۔

Marfat.com

ان بزرگوں اور اولیاء اللہ کو اپنا عارفانہ کلام ضبط تحریر میں لائے صدیاں بیت گئی ہیں اور بعض کو چند عشرے ہوئے ہیں لیکن اس زمانی بعد کے باوجود آج بھی ان کے کلام کی چاشنی۔ مٹھاس' کشش' چاندنی' عرفان' خوشبو اور اثر آفرینی میں ذرہ برابر کمی واقع نہیں ہوئی۔ یہ سدا تازہ و شگفتہ گلاب کے پھول کی مانند دکھائی دیتا ہے۔ یہی حقیقی عاشقانہ و عارفانہ کلام کی نشانی ہے۔ کہ سنتے ہی دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔

وقت کے گنبد کے اندر ان بزرگوں اور اولیاء اللہ کے کلام کی صدائے بازگشت ہنوز سنائی دے رہی ہیں اور قیامت تک سنائی دیتی رہے گی جس سے راہ عشق و محبت کے مسافر اس کے ترنم و گداز و معانی اور سوز و درد و فراق میں ڈوبے انداز سے اپنی روح کی بالیدگی کا سامان بہم پہنچاتے رہیں گے اور ان کے نظریات کی خنک روشنی میں دنیائے عشق و محبت میں نت نئے باب رقم کرتے رہیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ

دنیائے عشق و محبت میں آپ کا بڑا بلند مقام و مرتبہ ہے۔ آپ کے عاشقانہ اشعار کی صدائے بازگشت صدیوں کی مسافت سے ہنوز اس طرح سنائی دیتی ہے جیسے کوئی قریب ہی بیٹھا آپ کے شعر پڑھ رہا ہو۔ سنیں۔ درد سے کسی کی آواز دلنشیں سنائی دے رہی ہے جو دم بدم قریب آ رہی ہے کوئی بڑے درد بلے انداز میں کہہ رہا ہے ؎

هزاروں عاقل و فرزانه رفتند — ولے از عاشقی بیگانه رفتند
اسیر عشق شو کازاد باشی — غمش برسینہ نہ تا شاد باشی
زیاد عشق عاشق تازگی یافت — ز ذکر او بلند آوازگی یافت
مئے عشقت دہد گرمی و مستی — دگر افسردگی و خود پرستی
متاب از عشق رو گرچہ مجازیست — کہ آں بہر حقیقت کار سازیست
دل فارغ ز درد عشق دل نیست — تنے بے درد دل جز آب و گل نیست

غم عشق از دل کس کم مبادا
دل بے عشق در عالم مبادا!

☆ ہزاروں عقل منداور دانا گزر گئے لیکن مقام عشق سے بیگانہ ہی چلے گئے۔

Marfat.com

☆ عشق کی غلامی اختیار کر تاکہ تو آزاد ہو جائے اور سینے پر غم عشق رکھ لے اس طرح تو شادمان ہو جائے گا۔

☆ عشق کی یاد سے عاشق کو تازگی عطا ہوتی ہے اور عشق کے ذکر سے عاشق کو شہرت نصیب ہوتی ہے۔

☆ عشق کی شراب گرمی اور مستی عنایت کرتی ہے جب کہ دیگر اشیاء افسردگی و خود پرستی سے دوچار کرتی ہیں۔

☆ عشق سے روگردانی نہ کرو اگرچہ مجازی عشق ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ بھی عشق حقیقی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

☆ دل عشق کے درد سے ایک لمحہ کے لئے بھی فارغ نہیں ہوتا۔ دراصل درد دل کے بغیر جسم کیچڑ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

☆ اللہ کرے کہ کسی کے دل سے غم عشق کم نہ ہو۔ اور دنیا میں عشق کے بغیر کوئی دل نہ رہے۔

ان اشعار میں کس قدر درد۔ لوچ اور حقیقت موجزن تھی۔ دل ان کی طرف کھچا چلا جا رہا تھا کہ فضا میں ایک اور آواز ابھری۔ کہنے والا کہہ رہا تھا ۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(ترجمہ) اے جامی ! تو عشق کا غلام ہے۔ نام و نسب ترک کر دے کیونکہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں بے معنی ہے۔

عشق سب کچھ فراموش کر دینے کا تقاضا کر رہا تھا کیونکہ غلام کا کوئی حسب نسب نہیں ہوتا۔ اس کا سب کچھ آقا ہی ہوتا ہے۔ جب یہ آواز خلاؤں میں ڈوب گئی تو ایک تیسری آواز سنائی دی جس نے قلب و نظر کو گھیرے میں لے لیا۔ وہ آواز یہ تھی ۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بساکیں دولت از گفتار خیزد

(ترجمہ) آتش عشق صرف دیدار یار سے ہی نہیں بھڑکتی۔ بلکہ اکثر یہ دولت عظمیٰ حسن یار کا ذکر سنتے ہی میسر آجاتی ہے۔

اس آواز نے دل کے نہاں خانوں میں ترنگ بھر دی اور ہر بن مو ذکر یار میں مست و بے

Marfat.com

خود ہو گیا اسی اثنا میں چوتھی آواز مشام جان کو معطر کرنے لگی ۔

ز سر عشق تو بود ساکن زباں ارباب شوق لیکن
ز بے زبانی غم نہانی چناں کہ دانی شد آشکارا

یک زباں برسر راہش کہ بہ تماشا کہ نشت
کہ ز عشقش ز سراسیمہ و شیدا برخاست

عجز و بیخویشی و درویشی و دلریشی و درد
ایں ہمہ بر دعوئی عشقت گواہ آوردہ ام

رفتن بسر طریق ادب نیست در رہت
ما عاشقیم و مست نیاید زما ادب

مریض عشق تو چون مایل شفا گردد
اسیر قید تو کی طالب نجات شود

یار ما شاہد عشق آمد و باقی ہمہ غیر
چند رو تافتہ از یار در اغیار کنیم

☆ تیرے عشق کے راز کے بارے میں ارباب شوق کی زبان بند ہے۔ لیکن جیسا کہ تجھے معلوم ہے غم نہاں بے زبانی میں ہی خود بخود آشکار ہو گیا۔

☆ تیرے راستے میں جو شخص لحہ بھر کے لئے محض تماشا دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا وہ بھی تیرے عشق میں مبتلا ہو کر سراسیمہ اور والہ و شیدا ہو کر اٹھا۔

☆ اے محبوب ! میں اپنے دعوئی عشق کے گواہ کے طور پر اپنا عجز' اپنے آپ سے لاتعلقی' اپنی درویشی' اپنا زخمی دل اور درد پیش کرتا ہوں۔

☆ تیری راہ میں سر کے بل چل کر آنا بھی طریق ادب کے خلاف ہے ہم تو عاشقی میں مست ہیں۔ آداب کا لحاظ رکھنا ہمارے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔

☆ تیرے عشق کا مریض شفا کیسے پا سکتا ہے اور تیری قید میں آنے والا نجات کا طلبگار ہو یہ کیسے ممکن ہے۔

☆ ہمارا یار ہمارے عشق کا گواہ ہے اور باقی سب غیر ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ میں یار سے رخ موڑ کر اغیار کی طرف منہ کر لوں۔

کتاب عشق کے ورق آہستہ آہستہ کھل رہے تھے۔ دل ان آوازوں پر مستانہ وار جھوم رہا تھا کہ ایک ایسی آواز سنائی دی جس نے راہ ہدایت کو روشن کر دیا۔ آواز میں بڑی مقناطیسیت

Marfat.com

تھی جو کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

جامی رہ ہدیٰ بخدا غیر عشق نیست
گفتیم و السلام علی تابع الہدیٰ

(ترجمہ) جامی! اللہ تعالیٰ کی قسم عشق کے سوا کوئی راستہ ہدایت کا راستہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ راہ ہدایت پر چلنے والوں پر سلامتی ہو۔

اور پھر اس سے متصل ایک اور آواز ابھری' کہنے والا کہہ رہا تھا ؎

بشنو ای گوش بر فسانہ عشق
از صریر قلم ترانہ عشق

(ترجمہ) اے گوش! افسانہ عشق سن۔ صریر قلم دراصل ترانہ عشق ہے۔

ماحول میں عشق و محبت کی لہریں موجزن تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ فضا نغموں سے معمور ہو اور اصدق جذبوں کو پر پرواز مل گئی ہو۔ اتنے میں ایک آواز نے بلند ہو کر سوچوں کے دھاروں کا رخ بدل دیا۔ کوئی یہ اشعار بڑی محبت اور لے سے پڑھ رہا تھا ؎

عاشقی گر زیں سر و گر زاں سرست   عاقبت مارا بداں شد رہبر است
ملت عاشق ز ملت ہا جد است   عشق اصطرلاب اسرار خد است
ہرچہ گویم عشق را شرح و بیاں   چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں
عقل در شرحش چو خردر گل نجفت
شرح عشق عاشق و ہم عشق گفت

☆ عشق خواہ اس جانب سے ہو یا اس جانب سے انجام کار اسی شاہ والا مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

☆ عاشق کی ملت دیگر اقوام سے جدا ہے۔ عشق ہی دراصل اسرار الٰہی کا پیمانہ ہے۔

☆ اگرچہ میں نے عشق کی خوب شرح و تفسیر بیان کی لیکن جب خود عشق میں مبتلا ہوا تو اس وضاحت پر شرمسار ہو گیا۔

☆ عشق کی شرح کرتے وقت عقل کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی گدھا کیچڑ میں سو گیا ہو۔ عشق کی شرح تو صرف عاشق ہی کر سکتا ہے۔

عشق کا ظہور دیدار سے بھی اور ذکر محبوب سے تو ہوتا ہی ہے لیکن بسا اوقات عاشق سے

Marfat.com

بھی ہوتا ہے۔ ذہن اسی جہت میں رواں دواں تھا کہ ایک آواز نے اس حقیقت پر سے پردہ سرکا دیا ۔

اے عشق ز عاشقاں عجب نیست
معشوق شناسی از ادب نیست

(ترجمہ) عشق کا ظہور عشاق سے کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ معشوق کو جان لینا ادب سے تعلق نہیں رکھتا۔

عشق عاشق و معشوق دونوں کے لئے نکتہ اتصال ہے اس نکتہ کو اجاگر کرنے میں معشوق اہم کردار ادا کرتا ہے اور جب اس مقام پر دونوں یکجا ہو جاتے ہیں تو دونوں ایک دوسرے کے عاشق و معشوق بن جاتے ہیں۔ یہ سوچیں روح کے اندر سرسراہٹ پیدا کر رہی تھیں کہ اس کی غمازی حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ کے ان اشعار نے کر دی جن کو کوئی دور بیٹھا پڑھ رہا تھا ۔

ہیچ عاشق خود نباشد عشق جو
گر نہ معشوقش بود جویائے او
حکمت حق ہم قضا و ہم قدر
کرد مارا عاشقان یک دگر

☆ کوئی عاشق خود عشق کی تلاش نہیں کرتا۔ اگر خود معشوق اس کی تلاش میں نہ ہو۔

☆ حکمت حق اور قضا و قدر کا یہی تقاضا ہے کہ اس نے ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے۔

اور جب یہ حالت ہو تو پھر بقول حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ عاشق بے ساختہ پکار اٹھتا ہے جس کی صدائے بازگشت وقت کے گنبد میں مسلسل سنائی دیتی رہتی ہے ۔

ہوائے نیکواں عیش است و شادی
مراد عشق بازاں نامرادی

(ترجمہ) نیکوکار لوگوں کی خواہش خوشی اور آرام کا حصول ہے۔ جب کہ عاشقوں کی آرزو ناکامی ہے۔

عشق مجازی بھی ایک وقت کے بعد عشق حقیقی میں ڈھل جاتا ہے کیونکہ اس کا منتہائے مقصود آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر نثار و قربان ہونا ہے۔ اس مقام پر عاشق کی ہمنوائی میں کائنات بھی جھومنے لگتی ہے۔ سنیں حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ کیا فرما رہے

Marfat.com

ہیں ۔

مامعین چیست خاک پائے محمد ﷺ
حبل متیں ربقہ ی ولائے محمد ﷺ

وصل اللہ علیٰ نور کزو شد نورہا پیدا
زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

ز داغ ہجر تو کے دل فگارم یا رسول اللہ
بہار صد چمن در سینہ دارم یا رسول اللہ

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک قدموں کی خاک جنت کا صاف پانی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پھندا مضبوط رسی ہے۔

☆ اس نور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں درود و سلام جس سے تمام انوار پیدا ہوئے۔ زمین اسی پاک ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ساکن ہو گئی ہے اور آسمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں والہ و شیدا ہے۔

☆ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے داغوں نے میرا دل اس طرح زخمی کیا ہے کہ گویا میرے سینے میں سینکڑوں چمنستانوں کی بہار سمٹ آئی ہے۔

اور پھر صدیوں کی مسافت سے حضرت عبدالرحمن جامی رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار کی آوازیں سنائی دینا بند ہو گئیں تو بہت سے لوگ آپ کے فرمودات کا ایک دوسرے سے ذکر کرنے لگے۔

پہلا شخص

عشق کی تجلی سے کائنات کی تخلیق ہوئی ہے اور عشق کا ہنگامہ ہر جا برپا ہے۔

دوسرا شخص

عشق می گویم و جاں می دہم از لذت او یعنی میں عشق کا ذکر کرتا ہوں اور اسی لذت میں جان نثار کر دیتا ہوں۔

تیسرا شخص

اگر مرشد کامل کے وجود کا عشق پیدا ہو جائے تو زہے نصیب کیونکہ عشق کی منزل تک پہنچنے کا وسیلہ عشق مجازی ہے۔

Marfat.com

چوتھا شخص

معشوق کئی صورتوں میں متجلی ہوتا ہے اور عاشق کو بھی گوناگوں استعدات حاصل ہیں۔ عاشق کو انہی متنوع تجلیات کے مطابق ترقی حاصل ہوتی ہے۔ سیر فی اللہ کا راستہ لامتناہی ہے اور عشاق کی طلب' ترقی اور سفر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری رہتا ہے۔

پانچواں شخص

عاشق کو تعین سے پاک دل عطا ہوا ہے جو اوج و عزت کے گنبدوں کی جگہ ہے۔

چھٹا شخص

محب کے افعال محبوب سے منسوب ہوتے ہیں اور عاشق کی ہر شے کا تعلق معشوق سے ہوتا ہے۔

ساتواں شخص

محب اور محبوب کے درمیان خواہش اور ضرورت کا رشتہ ہے۔ عاشق جب تجرید و تفرید کے کمال پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا سب سے حتیٰ کہ معشوق سے بھی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس مقام پر عشق کو وحدت ذاتی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس پر سے کثرت کا لبادہ اتر جاتا ہے۔ یعنی وہ محبوب رہتا ہے نہ محب۔ بلکہ شاید عین مشہود بن جاتا ہے۔ اس کی عاشقی کی صفات بقابعد الفنا میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور اسے فرق بعد الجمع کا مقام مل جاتا ہے۔ وہ تکمیل اور ارشاد کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ جب خود کو دیکھتا ہے تو تمام تر اسی کو پاتا ہے اور پکار اٹھتا ہے۔

"انا من اھوی و من اھوی انا"

یعنی ۔

جانا زمیاں ماضی رفت و توئی
چوں من تو شدم تو من' مکن ذکر دوئی

(ترجمہ) وہ جس چیز پر بھی نظر ڈالتا ہے وہاں اپنے دوست کا چہرہ دیکھتا ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ کل شئی ھالک الا وجھہ کی کیا توجیہ ہے۔

آٹھواں شخص

عاشق ایک ایسا دل رکھتا ہے جو بحر غیب و شہادت کا سنگم ہے۔

Marfat.com

نواں شخص

صفات کی دو اقسام ہیں وجودی اور عدمی۔ جو وجودی ہیں ان سے معشوق متصف ہے۔ اور جو عدمی ہیں وہ عاشق سے مربوط ہیں۔ پس غنا معشوق کی صفت ہے اور فقر عاشق کی۔ عاشق کو چاہیے کہ غرض سے پاک رہے۔ اور خود غرضی کو درمیان سے ختم کر کے معشوق کی مراد اور رضا پر توجہ دے۔ اور اس کی مرضی و نامرضی کا امتیاز کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ عاشق سالک صوری و معنوی افعال و اعمال کا مکلف ہے۔ وجودی صفات عاشق کو حاصل ہیں لیکن حقیقت میں وہ بھی معشوق ہی کی صفات ہیں جو عاشق کے پاس بطور امانت ہیں۔

دسواں شخص

عشق حقیقی انسان کو سعادت سرمدی سے ہمکنار و سرفراز کرتا ہے۔ اور عشق کی یہی قسم "سلطان عشق" ہے۔ جو عالم وجود میں ناز کے رنگ میں جلوہ گر ہے۔ عاشق، معشوق اور عشق سب ایک وجود مطلق کے مظاہر ہیں۔ اور محبوب و معشوق بلکہ محب و عاشق سب مراتب حق سے ہیں۔ اختلاف کی وجہ صرف ظہور محبوب اور شہودی تجلیات کا فرق ہے۔ محب اور محبوب دونوں ایک دوسرے کا آئینہ ہیں۔ عشق مطلق تمام مظاہر میں ظاہر ہوا اور تمام حواس پر آشکار ہوا۔ وہ ارباب سلوک پر گوناگوں تجلیات سے متجلی ہوتا ہے۔

گیارواں شخص

عشق یا محبت جمیل حقیقی کا اپنے ہی جمال کی طرف میلان کا نام ہے۔

بارھواں شخص

عشق الٰہی کے بعد سوائے طلب الٰہی کے نہ کوئی خواہش باقی رہتی ہے اور نہ مراد۔

تیرھواں شخص

کامل عارفوں کا عرفان حواس کے علم کی راہ سے نہیں ہے بلکہ عشق اور محبت کے راستے سے ہے اور وہ ابد الآباد تک باقی رہے گا۔ جس طرح کہ ایک گروہ نے محبت اور شوق کے اقتضاء سے اپنا مطلب ڈھونڈا ہے اور وہ گروہ عشق و محبت کے راستے سے ہی واصل ہوا۔ اور حیات جاودانی میں ہمیشہ زندہ اور قائم ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ چمکنے والے چاند کی طرح درخشندہ اور تابندہ ہے اور پھر صدیوں پردے سے آوازیں سنائی دینا بند ہو گئیں۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار و فرمودات سماعت کرنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہر سو عشق و

Marfat.com

محبت کی حکمرانی ہے۔ ہم سب اس کی رعیت ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا نظریہ تھا کہ کائنات کو سنوارنے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے عشق کی داغ بیل ڈالی۔ چنانچہ آپ ہر شے میں عشق و محبت کا پرتو دیکھتے تھے۔ ایک روز قلم کو دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھے۔

چوں قلم اندر نوشتن می شتافت
چوں بعشق آمد قلم برخود شگافت

(ترجمہ) جب قلم لکھنے میں مصروف تھا تو لفظ عشق پر پہنچتے ہی از خود چر گیا۔

عشق ایک ذوقی چیز ہے۔ اس کا بیان زبان و قلم سے ممکن نہیں۔ خود عشق میں مبتلا ہو تو اس کی کیفیت سمجھ سکتا ہے کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے وجود کی دلیل خود ان کا وجود ہوتا ہے۔ عشق اور آفتاب انہی چیزوں میں سے ہیں۔

محبت کے لئے طالب و مطلوب دونوں کا ہم جنس ہونا لازمی نہیں پروانہ اور شمع۔ چاند اور چکور کی امثال سامنے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت رومی رحمتہ اللہ علیہ نے پھول کے چہرے کو دیکھا تو قلم برداشتہ یہ شعر صفحہ قرطاس پر بکھر گیا ۔

جزو ہارا رویہا سوئے کل ست
بلبلاں را عشق باروئے گل ست

(ترجمہ) اجزاء کے رخ کل کی طرف ہیں۔ بلبلوں کو پھول کے چہرہ سے عشق ہے۔

حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پاک ترکی کے شہر قونیہ میں ہے۔ لوح مزار پر یہ شعر کندہ ہے ۔

کعبتہ العشاق باشد ایں مقام
ہر کہ ناقص آمد ایں جاشد تمام

(ترجمہ) یہ مقام عاشقوں کا کعبہ ہے۔ یہاں جو ناقص بھی آیا وہ کامل بن گیا۔

لہٰذا یہاں اکثر عشاق کا ہجوم رہتا ہے۔ جذبہ عشق ان کے اندر مہکار مچا دیتا ہے۔ مے عشق کا جرعہ جرعہ ان کی روحوں کے اندر اترنے لگتا ہے۔

Marfat.com

ایک روز بہت سے عشاق مزار رومی رحمتہ اللہ علیہ پر موجود تھے اور آپ کے نظریہ عشق کے حوالے سے محو گفتگو تھے۔

پہلا بولا

"اہل محبت کو ڈھونڈو اور ان کی صحبت میں محبت حاصل کر کے کامل بنو کہ یہی وصف حق مطلوب ہے۔"

دوسرا بولا

"محبت ایسی شے ہے کہ اس سے قلب ماہیت ہو جاتا ہے۔ محبت کی وجہ سے تلخ چیزیں میٹھی ہو جاتی ہے۔ محبت سے تانبہ سونا بن جاتا ہے۔ محبت سے کانٹے پھول بن جاتے ہیں۔ محبت سے سرکہ شراب بن جاتا ہے۔ محبت سے قید خانہ چمن بن جاتا ہے۔ محبت کے بغیر باغ بھٹی بن جاتا ہے۔ محبت سے آگ نور بن جاتی ہے۔ محبت سے دیو حور بن جاتا ہے۔ محبت سے غم خوشی بن جاتا ہے۔ محبت سے چھلاوا رہبر بن جاتا ہے۔ محبت سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اور محبت سے شاہ غلام بن جاتا ہے۔"

تیسرا بولا

"اگر سچی محبت ہو تو نیند حرام ہو جاتی ہے۔"

چوتھا بولا

"محبت میں فنائیت کا یہ کامل درجہ ہے کہ ماسوائے محبوب اس کے باطن میں کچھ نہ رہے۔ تمام تصورات فنا ہو جائیں حتیٰ کہ فنا کا علم بھی نہ رہے کہ یہ علم بھی حجاب اکبر ہے۔ اور محبوب کے خیال میں رہتے رہتے وہ محبوب سے پر ہو جائے اور پھر اس سے محبوب کی صفات اور جلوے ظاہر ہونے لگیں۔ تم اللہ تعالیٰ سے اس کی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی کامل محبت مانگو۔"

پانچواں بولا

"اگر کسی پر عتاب کیا جائے اور پھر اس کی خبرگیری اور غمخواری کی جائے تو یہ عتاب عنایت اور محبت کی دلیل ہے۔"

چھٹا بولا

"عشق کا دعویٰ کرنا آسان ہے لیکن اسے ثابت کرنے کے لئے دلیل و برہان چاہیے۔"

Marfat.com

ساتواں بولا

"عشق اور اذیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔"

آٹھواں بولا

"عشق کا کانٹا جب آدمی کے منہ میں پھنستا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بتدریج کھینچتا ہے تاکہ اس میں باطل کی جو قوت اور خون ہے وہ تھوڑا تھوڑا کر کے نکلے۔"

نواں بولا

"عشق کی دولت بڑی دولت ہے۔ محبت وہ چیز ہے کہ سیئات بھی مقبول اور اگر محبت نہ ہو تو حسنات بھی نامقبول۔"

دسواں بولا

"عشق وہ ہے کہ اس سے غذا اور مزا ملے"

گیارھواں بولا

"عشق و محبت وہ ہے کہ انسان اس سے اڑنے لگتا ہے۔"

بارھواں بولا

"عشق نے ہی جسم خاکی افلاک کی پہنائیوں میں پہنچ سکتا ہے۔ بلندی و عروج کی آخری منزلیں بھی اس کے زیرپا ہو سکتی ہیں۔ پہاڑ ناچنے لگتا ہے اور ہوشیار ہو جاتا ہے۔"

تیرھواں بولا

"عشق ہی مومن کو مقام "ولایت" پر فائز کرتا ہے اور اس سے مقام "مشیخت" پر پہنچاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم سے عالم ملک و ملکوت میں تصرف کا نام ہے۔"

چودھواں بولا

"جو عشق میں زندہ رہا ہرگز نہ مرے گا۔"

پندرھواں بولا

"تو جس جگہ ہو اور جس حال میں ہو کوشش کر تاکہ تو محب بن جائے اور عاشق بن جائے۔ اور جب محبت تیری ملکیت بن گئی تو ہمیشہ کے لئے محب بن گیا۔"

Marfat.com

سولھواں بولا

"عاشق کو ذلیل و خوار اور متحمل ہونا چاہئے۔"

سترھواں بولا

"عاشقان الٰہی یا خاصان حق کی ظاہری حالت سے تم یہ نہ سمجھو کہ وہ عذاب میں ہیں۔ ان کے لئے تو محبت حق کے پاکیزہ و شیریں پانی کے سوا دنیا کی ساری چیزیں عذاب ہیں۔ ان کے لئے دوست کی جانب سے قہر و مہر میں یکساں لذت ہے۔"

اٹھارواں بولا

"خوفزدہ زاہد پاؤں سے دوڑتا ہے۔ عاشق بجلی اور ہوا سے زیادہ تیز اڑنے والے ہیں۔"

انیسواں بولا

"عقل مند لوگوں کے آداب اور ہوتے ہیں اور دل جلوں اور عشاق کے آداب دوسرے ہوتے ہیں۔"

بیسواں بولا

"عاشق اپنے آپ کو مختار کل نہیں دیکھتا وہ معشوق کو مختار کل سمجھتا ہے۔"

اکیسواں بولا

"عاشق محو در عشق و عشق محو در معشوق"

یعنی عاشق عشق میں اور عشق معشوق میں محو ہوتا ہے۔

بائیسواں بولا

"محبوب کی ہر شے عاشق کو محبوب ہوتی ہے۔"

تیئسواں بولا

"اگر عاشق الٰہی کوئی غلط بات بھی کہہ دے تو اس کو خطاوار نہ کہو یہ خطا سینکڑوں صحیح باتوں سے بہتر ہے۔"

چوبیسواں بولا

"دوست کا دیدار بیماری سے شفا ہے۔"

Marfat.com

پچیسواں بولا

"جنت ایک نقاب ہے جو عاشق کو معشوق سے جدا کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت جنت کی امید میں کرتے ہیں ان مزدوروں کی طرح ہیں جو کام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے کوئی اچھا انعام طلب کرتے ہیں۔ زاہد بھی اس دنیا کو چھوڑ کر نعیم جنت کی آرزو کرتا ہے اور جس عیش و عشرت سے وہ اس دنیا میں پرہیز کرتا ہے اس جنت میں پانے کی امید رکھتا ہے۔ لیکن حقیقی عاشق جنت سے روگرداں ہو کر رویت حق کی طرف رجوع کرتا ہے اور حیات اخروی کی آفریدہ مسرتوں سے کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔"

یہ آخری آواز تھی جو فضا میں ابھر کر ڈوب گئی تھی۔ اس کے بعد ماحول پر گہرا سکوت طاری ہو گیا۔ محبت و عشق کی خوشبو نے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے حضرت رومی رحمتہ اللہ علیہ کی مبارک روح وہاں موجود ہو۔

معاً" ایک عاشق صادق نے نہایت دردیلی آواز میں صاحب مزار کے اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔ فضا مستانہ وار جھومنے لگی۔ خوبصورت پرندے جو سرسبز و شاداب درختوں کی شاخوں پر بیٹھے چہچہا رہے تھے یکدم خاموش ہو گئے جیسے وہ بھی عشقیہ اشعار سے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔

تمام لوگ اپنے سروں کو خم کئے خاموش و بے سدھ بیٹھے تھے۔ جو شخص وہاں سے گزرتا اس کے قدم از خود تھم جاتے اور وہ بے اختیارانہ اس نورانی محفل میں آ کر بیٹھ جاتا تھا اور پھر وہ بھی محبت کی لہروں پر بہنے لگتا۔

اشعار پڑھنے والے عاشق صادق کی آواز میں بڑا لوچ، سوز اور مٹھاس تھی۔ وہ مزار رومی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا پڑھ رہا تھا۔

تا محبت در درون شعلہ زند
زفت کردد وز اثر فارغ کند

(ترجمہ) جب کسی کے باطن میں محبت کی آگ لگی ہوتی ہے اور وہ محبت توانائی حاصل کر لیتی ہے تو بغیر علامتوں کے بھی پہچانی جاتی ہے۔

حاجتش بنود پئے اعلام مہر
چوں محبت نور خود زد بر سپر

(ترجمہ) محبت کے ظاہر کرنے کے لئے اس کو حاجت نہیں رہتی ہے جب کہ محبت اپنا

Marfat.com

نور آسمان پر پہنچادیتی ہے۔

علم و حکمت زاید از لقمہ حلال
عشق و رقت زاید از لقمہ حلال

(ترجمہ) حلال لقمہ سے علم و حکمت پیدا ہوتی ہے اور عشق و نرمی قلب بھی لقمہ حلال سے پیدا ہوتی ہے۔

عاشقی پید است از زاری دل
نیست بیماری چوں بیماری دل

(ترجمہ) دل رونے لگے تو سمجھو عشق ہو گیا ہے۔ دل کی بیماری کی طرح اور کوئی بیماری نہیں۔

عشق شنگ بے قرار بے سکون
چوں در آرد کل تن را در جنون

(ترجمہ) شوخ، بے چین، بے قرار عشق کس طرح سارے بدن کو جنون میں مبتلا کر دیتا ہے۔

عشقھائے کز پے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

(ترجمہ) وہ عشق جو رنگ کی خاطر ہوتا ہے عشق نہیں ہوتا بلکہ انجام کار ذلت اور رسوائی ہوتی ہے۔

عشق آں شعلہ است کوچوں برفروخت
ہرچہ جز معشوق جملہ را بسوخت

(ترجمہ) عشق وہ شعلہ ہے کہ جب بھڑک اٹھتا ہے تو معشوق کے علاوہ ہر چیز کو جلا دیتا ہے۔

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

Marfat.com

(ترجمہ) اے شرک کو جلانے والے عشق ! خوش رہ کہ تیرے سبب اللہ تعالیٰ (محبوب) کی ذات کے سوا ہر چیز رخصت ہو گئی۔

ہر کرا جامہ نہ عشقے چاک شد
اوز حرص و عیب کلی پاک شد

(ترجمہ) جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا وہ حرص و عیب سے بالکل پاک ہوا یعنی جذبہ عشق سے ہی نفسانی رزائل دور ہوتے ہیں۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما

(ترجمہ) اے جنون عشق ! تو خوش رہے' شاد رہے' زندہ و تابندہ رہے' اس لئے کہ تو ہی ہماری بیماریوں کا طبیب ہے۔ یعنی عشق ہی مشکلات کا حل' دکھوں کا مداوا اور مصائب کو مٹانے والا ہے۔ اور وہی تکبر و حب جاہ ایسے امراض کا افلاطون و جالینوس ہے۔

باخودی تو لیک مجنون بیخود ست
در طریق عشق بیداری بدست

(ترجمہ) تو ہوش میں ہے لیکن مجنوں بے ہوش ہے۔ عشق کی راہ میں بیداری بری ہے۔

فضا میں صرف اسی عاشق صادق کی دلنشیں آواز تیر رہی تھی اس کے علاوہ یوں لگتا تھا جیسے سکوت مرگ طاری ہو۔ ہر شخص عشق کی رو میں بہہ رہا تھا۔ ہر شعر کی مناسبت سے حاضرین محفل کی کیفیات میں تغیر و تبدل رونما ہوتا رہتا تھا۔ کبھی ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے۔ کبھی دل کی گہرائیوں سے آتشیں آہ نکل کر فضا میں بکھر جاتی تھی۔ اور کبھی وہ ساکت و صامت اس طرح نظر آتے تھے جیسے روح ان کے قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہو۔

اشعار گو فنافی العشق شخص کی آواز میں بھی زیر و بم جلوہ گری کرتا رہتا تھا۔ وہ خود بھی کبھی رونے لگتا تھا۔ کبھی اس کی آواز میں تھرتھراہٹ و لرزش پیدا ہو جاتی تھی۔ اور کبھی وہ لمحہ بھر کے لئے خاموشی اختیار کر لیتا تھا۔ قدرے توقف کے بعد اس نے پھر شعر پڑھنا شروع کر دیئے۔ وہ کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

شرع عشق از ان بگویم بر دوام
صد قیامت بگزر دو آں ناتمام

(ترجمہ) شرح عشق کو دوام حاصل ہے۔ سو بار قیامت گزر جائے پھر بھی شرح عشق نامکمل رہے گی۔

باغ سبز عشق کو بے منتہا ست
جز غم و شادی در و بس میوہات

(ترجمہ) عشق کا سبز باغ جو دائمی ہے اس میں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں۔

عاشقی زیں ہر دو حالت برترست
بے بہار و بے خزاں سبز و ترست

(ترجمہ) عاشقی ان دونوں حالتوں سے بلند و بالا ہے۔ وہ بے بہا اور بے خزاں سبز اور تر ہے۔

در ہوائے عشق حق رقصاں شوند
ہمچو قرص بدر بے نقصاں شوند

(ترجمہ) عشق حق کی خواہش میں رقصاں ہیں اور چودھویں کے چاند کی مانند کامل ہیں۔

پر و بال ما کمند عشق اوست
مو کشانش می کشد تا کوئے دوست

(ترجمہ) ہمارے بال و پر اس کے عشق کی کمند ہیں۔ اس کے بال کھینچتی ہوئی اس کے دوست کے کوچہ تک لے جاتی ہے۔ یعنی اس کا عشق ہمارے لئے کمند کا کام کرتا ہے۔ جب تک نور الٰہی شامل حال نہ ہو انسان مدہوش ہے۔ عشق الٰہیہ کا تقاضا ہے کہ ہر قلب پر اس کی تجلی ہو۔ لیکن زنگ آلود دل تجلی کو قبول نہیں کرتا۔

گرچہ تفسیر زباں رو شنترست
لیک عشق بے زباں رو شنترست

(ترجمہ) اگرچہ زبان کی تفسیر روشنی ڈالنے والی ہے۔ لیکن بے زبان عشق زیادہ روشن

Marfat.com

ہے۔

شرح او حیف است با اہل جہاں
ہمچوں راز عشق باید در نہاں

(ترجمہ) اس کی شرح اہل جہاں کے سامنے کرنا ظلم و ستم ہے لہٰذا عشق پوشیدہ ہی رہے تو بہتر ہے۔

لیک گفتم وصف اوتا راہ برند
پیش ازاں کز فوت او حسرت خورند

(ترجمہ) لیکن اس کی صفت اس لئے بیان کر دی ہے تاکہ لوگ اس راہ کو اختیار کریں۔ اس سے قبل کہ اس کے فوت ہونے اور ہاتھ سے نکل جانے کے بعد حسرت اور افسوس کریں۔

شرح عشق ارمن بگویم بر دوام
صد قیامت بگزرد آں ناتمام

(ترجمہ) اگرچہ میں شرح عشق ہمیشہ بیان کرتا رہوں تو سو بار قیامت گزر جائے گی مگر شرح عشق نامکمل ہی رہے گی۔

در نہ گنجد عشق در گفت و شنید
عشق دریائے است قعرش ناپدید

(ترجمہ) عشق کی کیفیات کا اظہار گفت و شنید کے ذریعے ممکن نہیں۔ عشق وہ دریا ہے کہ جس کی گہرائی نامعلوم ہے۔

غرق عشقے شو کہ غرق ست اندریں
عشقہائے اولین و آخریں

(ترجمہ) عشق میں ڈوب جا کہ اس میں اگلے اور پچھلوں کے عشق غرق ہیں۔

ہر کرا داماں عشقے نابدہ
زاں نثار نور بے بہرہ شدہ

(ترجمہ) جس کے پاس عشق کا دامن نہ تھا وہ اس نور کے نچھاور سے بے حصہ رہا۔

Marfat.com

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیاء
یافتند از عشق او کار و کیا

(ترجمہ) اس کا عشق اختیار کر کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کے عشق سے عز و شرف پایا۔

عشق زا اوصاف خدائے بے نیاز
عاشقی بر غیر او باشد مجاز

(ترجمہ) عشق خدائے بے نیاز کے اوصاف پیدا کرتا ہے۔ اس ذات کے علاوہ کسی دوسرے سے عشق کرنا خلاف حقیقت ہے۔

عشق زندہ در روان و در بصر
ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر

(ترجمہ) زندہ کا عشق روح اور آنکھ یعنی ظاہر و باطن میں ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تر و تازہ رہتا ہے۔

عشق آں زندہ گزیں کو باقی ست
وز شراب جانفزایت ساقی ست

(ترجمہ) اس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے۔ اور جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے۔

عشق بر مردہ نباشد پائیدار
عش را بر مئے جاں افزائے دار

(ترجمہ) مردہ کے ساتھ عشق ناپائیدار ہے۔ اس ذات سے عشق کرو جو زندہ اور زندگی عطا کرنے والی ہے۔

ملت عشق از ہمہ دینہا جدا است
عاشقاں را مذہب و ملت خدا است

(ترجمہ) عشق کا مذہب تمام مذاہب سے جدا ہے اور عشاق کا دین و مذہب صرف اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ہے۔

عاشقاں را ہر نفس سوزیدنی ست
بردہ ویراں خراج و عشر نیست

(ترجمہ) جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عشق میں مبتلا ہو گئے ان کی قسمت میں ہر وقت آتش عشق میں جلنا لکھا ہے۔ اس لئے ان پر آداب کی پابندی لازم نہیں آتی۔

اشعار کی نغمگی ابھی فضا میں بکھری ہوئی تھی کہ ایک اور عاشق کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

جز بباد آو نجنبد میل من
نیست جز عشق احد سرخیل من

(ترجمہ) اس کی ہوا کے بغیر میرا جھکاؤ نہیں ہوتا۔ عشق الٰہی کے علاوہ میرا کوئی پیشوا نہیں ہے۔

اور پھر فضا اللہ ھو کے ذکر سے معمور ہو گئی۔ کافی دیر تک یہ ذکر پاک ہوتا رہا۔ جب عشاق چپ ہوئے تو پہلے والا عاشق دوبارہ اشعار پڑھنے لگا ۔

عاشقاں را شد مدرس حسن دوست
صد کتاب و صد ورق خود روئے اوست

(ترجمہ) عاشقوں کا حقیقی مدرس دوست کا حسن ہے۔ اور دوست کا چہرہ انور ہی ان کے لئے بمنزلہ صد کتب و اوراق ہیں۔

خام را جز آتش ہجر و فراق
کہ پزد کہ وارہاند از نفاق

(ترجمہ) خام کو سوائے ہجر و فراق کی آگ کے کون پختہ بنا سکتا ہے۔ تاکہ اس کو نفاق سے نجات ملے۔

عاشق از حق چوں غذا یابد رحیق
عقل آنجا گم شود گم اے رفیق

(ترجمہ) عاشق جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے شراب کی غذا پالیتا ہے تو اے دوست! عقل اس جگہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر عقل برقرار ہے تو یہ بے وفائی ہے جو عشق میں

Marfat.com

زہر ہے۔

عاشقاں از خستگی راہ نیست
عشق خود راہ ست وہم منزل است

(ترجمہ) عشاق کبھی راہ عشق میں تھکن محسوس نہیں کرتے کیونکہ عشق بذات خود ہی راہ ہے اور خود ہی منزل بھی ہے۔

علت عاشق زعلتہا جداست
عشق اصطرلاب اسرار خداست

(ترجمہ) عاشق کی نشانیاں دیگر علامات سے مختلف ہوتی ہیں اور عشق اسرار الٰہی کو جاننے کا پیمانہ ہے۔

عشق جزوی عشق راہ منکر بود
گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود

(ترجمہ) تھوڑی عقل عشق کی منکر ہوتی ہے۔ اگرچہ بظاہر نظر آتا ہے کہ رازداں ہو گی یعنی ناقص عقل وجود بدی پر تو دلائل قائم کر کے واقف اسرار ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن عشق کے عجائب کی منکر ہوتی ہے۔

عاشقان کل نہ ایں عشاق جزو
ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو

(ترجمہ) کل کے عاشق نہ کہ یہ جزو کے عاشق۔ جو جز کا عاشق ہوا وہ کل سے دور رہ گیا۔ یعنی عاشق ہمیشہ محبت کے تقاضے سے کام کرتا ہے اس کی کوئی غرض وغایت نہیں ہوتی۔

اے حیات عاشقاں در مردگی
دل نیابی جز کہ در دلبردگی

(ترجمہ) اے طالب! عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے۔ دل گم کئے بغیر تو دل نہ پائے گا یعنی عاشق کی زندگی موت میں مضمر ہے۔ جب تک تو دل کو محبت میں فنا نہ کردے گا تو وہ حقیقی دل نہ ہوگا۔

Marfat.com

آں درم دادن سخی را لائق ست
جاں سپردن خود سخائے عاشق ست

(ترجمہ) روپیہ خرچ کرنا سخی کے لئے مناسب ہے۔ عاشق کی سخاوت جان سپرد کر دینا ہے۔

در وجود تو شوم من منعدم
چوں مجسم حب یعمی و یصم

(ترجمہ) میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا۔ جب کہ میں عاشق ہوں محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔

ہرچہ گوید مرد عاشق بوئے عشق
از دہانش می جہد در کوئے عشق

(ترجمہ) عاشق مرد جو کچھ منہ سے کہتا ہے تو کوچہ عشق اس کے عشق کی خوشبو سے مہک اٹھتا ہے۔ یعنی ہم تو عشق الٰہی میں مبتلا ہیں۔ ہمارے قصے اور کہانیوں سے بھی مضامین عشق کی بو آتی ہے۔

عشق جان طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰ صاعقا

(ترجمہ) اے عاشق! عشق ہی طور میں زندگی کی علامت بن گیا۔ طور مست ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گدھا جل کر خاکستر ہو گیا۔

جب یہ شعر پڑھا تو وہ عاشق صادق بے سدھ ہو کر گر پڑا۔ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ باقی تمام لوگ بھی اشک بداماں تھے۔ ان کی روحیں عشق کے خنک و پاک پانیوں سے دھل کر بے حد حسین و جمیل ہو گئی تھیں۔ ان کے قلوب بحر عشق میں غواصی کے بعد مطہر ہو گئے تھے۔ ان کے افکار و خیالات بادۂ عشق کے خمار سے آسمان کی بلندیوں پر محو پرواز تھے اور ان کا باطنی وجود محبت و عشق کے نغمات پر رقص کناں تھا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

انسانی زندگی میں عشق و محبت نرم و خنک سایوں کی طرح خراماں اترتے ہیں۔ اپنی مقناطیسی کشش سے رفتہ رفتہ اسے دنیا کی آلائشوں سے پاک کرتے ہیں۔ نفس و خواہش و شیطان جو حضرت انسان کو اپنے سے جدا ہونے نہیں دیتے اور اس کے سامنے نت نئے دام ہمرنگ زمیں بچھاتے رہتے ہیں ان سے بچاؤ کے لئے عشق و محبت اس کے اندر بے پناہ قوت و توانائی بھرتے اور ایسے جلوؤں کو اس کے قلب و نظر میں آباد کر دیتے ہیں جن کے مقابل اسے سب کچھ ہیچ و بے وقعت دکھائی دینے لگتا ہے۔ اور جب انسان ان دنیاوی خوش رنگ جالوں سے چھٹکارا پا لیتا ہے تو اس کی زندگی میں انقلاب عظیم برپا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے اندر بہار در گلستان کو رقصاں پاتا ہے۔ اس کے شب و روز نغمات میں ڈھل جاتے ہیں۔ حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا۔

انہوں نے جب کائنات میں چہار اکناف نظر ڈالی اور گرد و پیش میں حد نظر تک پھیلے ہوئے حقائق کا جائزہ لیا تو حقیقت لبادہ شعری میں ان کے لبوں پر پھیل گئی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(ترجمہ) وہ شخص کبھی نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہو چکا ہے۔ یہ حقیقت دنیا کی تختی پر تحریر ہے۔

لیکن دوسرے ہی لمحے ان کے کانوں میں یہ الفاظ گونجنے لگے۔

العشق نار یحرق ماسوا المحبوب یعنی ماسوا محبوب کو جلا دینا عشق کا خاصا ہے۔

تو قلب و دماغ کے مابین مکالمہ ہونے لگا۔

دل کہتا تھا۔

"راہ عشق پر قدم بڑھا"

دماغ سد راہ ہوتا اور دلیل دیتا۔

"دنیا تو ایک طرف اپنی ہستی سے بھی گزر جاؤ گے۔"

آخر کار ان پر یہ اسرار منکشف ہوا کہ اگر زندہ رہنا ہے تو پھر بجز محبوب سب کو خیرباد کہنا ہو گا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے اندر ایک نئی قوت و حرارت محسوس کی جسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔

Marfat.com

حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ اس صداقت سے آشنا تھے کہ راہ عشق پر گامزن ہونے سے قبل کسی ہادی و رہبر کی از بس ضرورت ہے تاکہ کسی مقام پر قدم ڈگمگانے نہ پائیں۔ یہ خیال اس قدر شدید تھا کہ شعر کے سانچے میں ڈھل گیا ۔

بکوی عشق منہ بی دلیل راہ قدم
کہ گم شد آنکہ دریں رہ برہبری نرسید

(ترجمہ) عشق کی گلی میں رہنما کے بغیر قدم نہ رکھ کہ جسے رہبر میسر نہ ہو وہ اس راہ میں گم ہو جاتا ہے۔

حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کسی مرشد و رہبر کی جستجو میں پابرکاب تھے کہ مدعیان قال ان کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور مختلف توجیہات سے انہیں راہ عشق پر قدم بڑھانے سے منع کرنے لگے۔ اور کہا

"اس پرخار وادی میں اترنا جان گنوانے کے مترادف ہے۔"

یہ سن کر ان پر عالم تذبذب طاری ہو گیا۔ اسی ہنگام قلب و روح میں پروان چڑھنے والے جذبات عشق و محبت نے ان کے کان میں دھیرے سے کچھ کہا تو انہوں نے ناصحین کو مخاطب کر کے کہا ۔

منعم مکن از عشق وے اے مفتی زماں
معذور دارمت کہ تو او ندیدۂ

بدریائے محبت راچہ آرائی خطاب
چوں حباب از خود تہی شد گشت آب

☆ اے مفتی زماں! تو مجھے اس سے عشق کرنے سے منع نہ کر۔ میں تجھے اس حرکت پر قابل معافی سمجھتا ہوں کیونکہ تو نے اسے دیکھا ہی نہیں۔ یعنی اگر دیکھا ہوتا تو تو بھی اس کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہوتا۔

☆ محبت کے دریا میں کودنے والے کو کیا سمجھاتے ہو۔ وہ تو پانی کے بلبلے کی مانند اپنے آپ سے خالی ہو کر پانی میں شامل ہو چکا ہے۔ یعنی بحر عشق میں محو ہونے والے کو ترک عشق پر آمادہ کرنا بے سود ہے۔

لیکن ہنوز راہ عشق پر قدم بڑھانے کا حوصلہ نہیں ہوا تھا۔ البتہ اس راہ پر گامزن ہونے کا

Marfat.com

شوق فراواں تھا جو بار بار کہتا تھا۔
"حافظ شیرازی! راستہ کھو ٹانہ کر اور جلد اس راہ پر گامزن ہو۔"
چنانچہ ان کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔

دست از مس وجود چو مرداں رہ بشوی
تاکیمیائے عشق بیابی و زر شوی

گر نور عشق حق بدل و جانت افتد
باللہ کز آفتاب فلک خوب تر شوی

☆ جوان مردوں کی طرح وجود کے تانبے سے ہاتھ دھو ڈال تاکہ تجھے کیمیائے عشق کا نسخہ مل جائے اور تو سونا بن جائے۔

☆ اگر عشق حق کے نور سے تیری جان اور تیرا دل منور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم تو آفتاب فلک سے بھی زیادہ روشن و تاباں ہو جائے۔

اور پھر ان پر راہ عشق کی راہیں کشادہ ہو گئیں۔ اور وہ تیز پا اس پر چل پڑے اور پکار کر کہنے لگے ۔

عاشق یارم مرا با کفر و باایماں چہ کار
تشنہ در دم مرا باوصل و باہجراں چہ کار

چونکہ اندر ہر دو عالم یا ری باید مرا
با بہشت و دوزخ و با حورو غلماں چہ کار

ہر کہ از خود شد مجرد در طریق عاشق
از غم و دردش چہ آگاہی و با درماں چہ کار

☆ میں یار کا عاشق ہوں کفر و ایمان سے میرا کیا سروکار۔ میں درد کا پیاسا ہوں وصل و جدائی سے مجھے کیا سروکار۔

☆ مجھے دونوں جہان میں دیدار یار چاہیے۔ بہشت و دوزخ اور حور و غلماں سے مجھے کیا سروکار۔

☆ جو راہ عشق میں اپنے آپ سے بھی الگ ہو گیا وہ درد و غم کو کیا جانے اور علاج سے اسے کیا سروکار۔

Marfat.com

اور پھر حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ راہ عشق و محبت پر بہت دور نکل گئے۔ بیتابیاں ہر لحہ دو چند ہونی نئیں۔ ہر ساعت یاد محبوب میں مگن رہتے تھے۔ تمنا تھی کہ جلد از جلد محبوب کے قدموں میں پہنچ جائیں لیکن ہاتف غیبی سے آواز آئی ؎

حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی
ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمی رسد

(ترجمہ) اے حافظ! صبر سے کام لے کیونکہ راہ عشق میں کوئی بھی اپنے جاناں کو حاصل نہیں کر سکا جب تک اس نے اپنی جان کی بازی نہ لگا دی ہو۔
اور جب وہ فنافی المحبوب ہو گئے تو بے اختیار پکار اٹھے۔

میان عاشق و معشوق رمزے ست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست

(ترجمہ) عاشق و معشوق کے درمیان ایسے رمز ہوتے ہیں کہ جن کی خبر کراماً کاتبین کو بھی نہیں ہوتی ہے۔
لیکن جن صحرا نوردان عشق کو یہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں ہوتا تو حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ حجاب خودی کو اس کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا فرماتے ہیں ؎

میاں عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست
تو خود حجاب خودی حافظ از میاں بر خیزد

اور جب اقلیم عشق و محبت میں حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ مقرب ہو گئے تو انہوں نے ایک ندا بلند کی جو ہنوز کئی صدیاں گزرنے کے باوجود فضاؤں میں گونج رہی ہے اور دعوت عشق و محبت دے رہی ہے۔ وہ ندا یہ تھی ؎

اے دوست بیا زود بہ خمخانہ حافظ
از عشق و محبت اگرت ہست سروکار

(ترجمہ) اے دوست! بہت جلد حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے میخانہ عشق میں آجا اگر تیرے دل کو عشق و محبت سے کچھ لگاؤ ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

موسم سرما کی ٹھٹھری ہوئی رات تھی۔ ہر سو خاموشی نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ لیلیٰ شب خراماں خراماں گزر رہی تھی۔ اس ہنگام دور سے کسی کی درد بھرے لہجے میں مترنم آواز سنائی دی۔

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع ست
جز سر عشق ہرچہ بخوانی بطالت ست

(ترجمہ) محبوب کی یاد کے علاوہ جو کچھ تو کرے عمر ضائع ہے۔ عشق کے رمز کے سوا تو جو کچھ پڑھے سب باطل ہے۔

آواز کی مقناطیسیت نے مجھے اپنے اندر جذب کر لیا۔ خیالات کی جولانگاہوں میں بھٹکنے لگا۔ آواز پھر سنائی دی....

حیف بود مردن بے عاشقی
تا نفسی داری نفسی بکوش

(ترجمہ) بغیر عشق دنیا سے اٹھ جانے والے پر سخت افسوس ہے جبکہ دم باقی ہے۔ دم بھر کے لئے بھی اس میں کوشش کرو۔

یہ اشعار حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ ان میں دعوت عشق و محبت تھی اور پھر میں نے عالم تصور میں ان کو اس راہ پر پہلا قدم رکھتے ہوئے دیکھا۔ انہیں فوراً ہی احساس ہوا کہ عشق کی منازل طے کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے' تو بیساختہ ان کے لبوں پر یہ شعر تیر گیا ۔

سعدیا کنگرہ عشق بلند است بلند
تا تو سرپا نکنی دست تو آنجا نرسد

(ترجمہ) اے سعدی! عشق کا کنگرہ بے حد بلند ہے۔ جب تک اپنے سر کو پاؤں نہ بنائے گا وہاں تک رسائی نہیں ہوگی۔ یعنی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا۔

جوں جوں حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے قدم راہ عشق پر بڑھ رہے تھے مصائب و آلام کے اژدھا ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تو زبان حال سے پکار اٹھے۔

سعدی بجفا ترک محبت نتواں کرد
بر در بنشینم اگر از خانہ برانند

Marfat.com

(ترجمہ) اے سعدی ! جفا کی وجہ سے ترک محبت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر وہ گھر سے نکال دیں گے تو دروازے پر دھرنا دے کر بیٹھ جاؤں گا۔

سعدی غم نیستی ندارد
جان دادن عاشقاں نجات است

(ترجمہ) سعدی کو اپنے مرنے کا کوئی غم نہیں ہے کیونکہ عاشقوں کے لئے جان کا نذرانہ دے دینا ہی باعث نجات ہے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ راہ عشق و محبت پر پامردی سے گامزن رہے۔ کسی نے ان کی حالت ملاحظہ کی تو بولا۔

"یہ بیمار ہے"

انہوں نے کہا۔

دردیست درد عشق کہ ہیچش طبیب نیست
گر درد مند عشق بنالد غریب نیست

(ترجمہ) درد عشق ایسا درد ہے کہ جس کا کوئی طبیب نہیں ہے۔ پھر اگر کوئی عشق رکھنے والا شخص آہ و بکا کرتا ہے تو جائے تعجب نہیں ہے۔

دوسرے نے نصیحت کرنا چاہی تو فرمایا۔

دانند عاقلاں کہ مجانین عشق را
پروای پند ناصح و قول ادیب نیست

(ترجمہ) تمام عقل مند اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ عشق کے دیوانوں کو نصیحت کرنے والوں کی نصیحت اور ادب سکھانے والوں کی باتوں کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔

تیسرے نے کہا۔

"عشق کا سفر بڑا طویل و کٹھن و دشوار گزار ہے"

انہوں نے جواب دیا۔

سفر دراز نباشد بپائے طالب دوست
کہ خار دشت محبت گلست و ریحان است

(ترجمہ) دوست کے طلب گار کے نزدیک اگرچہ سفر کتنا ہی دراز ہو درازی سفر کا احساس

Marfat.com

بھی نہیں ہوتا کیونکہ عشق و محبت کے جنگل کے کانٹے بھی گلاب و ریحان معلوم ہوتے ہیں۔

کسی محرم راز نے حال دریافت کیا تو فرمایا۔

اگر دست بہ شمشیر بری عشق ہماں است
کانجا کہ ارادت بود انکار نباشد
ہر آدمی کہ کشتہ شمشیر گشت
گو غم مخور کہ ملک ابد خو نبہائے اوست

☆ اگر دوست قتل کرنے کے ارادے سے تلوار کھینچ لے اور عاشق گردن پیش کر دے تو سمجھ لے عشق اسی کا نام ہے کیونکہ جہاں ارادت ہوتی ہے تو وہاں انکار نہیں ہوتا۔

☆ ہر وہ شخص کہ عشق کی تلوار سے قتل ہو گیا۔ اس سے کہہ دو کہ غم مت کر۔ اب اس قتل کے بدلے میں تجھ کو ہمیشہ قائم رہنے والا ملک دیا جائے گا۔

راہ عشق پر چلتے چلتے آخرکار حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو گئے۔ ایک محفل میں تشریف فرما تھے' تو فرمایا۔

"دوستو! جب کسی کے نیاز آگیں دل اور محبت بھری آنکھوں نے حسن مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا جانا' جس قدر پہچانا اور جس قدر چاہا اتنا ہی اسے عرفان الٰہیہ نصیب ہوا۔"

فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر طویل اقامت کے بعد حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ پر رفتہ رفتہ عشق الٰہی کا رنگ غالب آنے لگا تو بے اختیارانہ لبوں سے نکلا۔

عاشق چو بر مشاہدہ دوست یافت
ہر ہر کہ بعدازاں نگرد اژدہائے اوست

(ترجمہ) عاشق اللہ جب مشاہدہ دوست تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو ہر کسی سے بھاگتا ہے۔ اور اپنے سامنے والے کو اژدہا سمجھتا ہے کیونکہ وہ شخص اس کے مشاہدے میں خلل انداز ہوتا ہے۔

اور پھر یہ فرما کر خاموش ہو گئے۔

"نہ دوست کے حسن و جمال کی کوئی انتہا ہے نہ سعدی کی مدح و ثنا کی کوئی حد ہے۔ سعدی کی حالت اس مریض استسقاء کی ہے جو دریا کے کنارے بیٹھا عشق الٰہی کے جام پر جام پی کر مر چکا ہے۔"

Marfat.com

لیکن دریائے حسن و جمال اسی طرح رواں دواں ہے۔"

حضرت شیخ محمد فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

رات کے پچھلے پہر میں حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ صمدیت میں الحاح و زاری سے دعا مانگ رہے تھے۔

کفر کافر را و دیں دیں دار را
ذرہ درد دل عطار را

(ترجمہ) کفر کافر کے لئے اور دین دیندار کے لئے مبارک ہو۔ دل عطار کے لئے ذرہ بھر عشق کافی ہے۔

یہ دعا مانگتے ہوئے عرصہ دراز بیت گیا۔ ایک دن گڑگڑا کر یہی دعا مانگ رہے تھے کہ اندر سے آواز سنائی دی ۔

مرد کار افتادہ باید عشق را
مردم آزادہ باید عشق را

(ترجمہ) عشق کے لئے جہاندیدہ اور آزاد منش مرد کی ضرورت ہے۔

اس آواز نے کایا پلٹ دی۔ دنیائے دنی سے دل اچاٹ ہو گیا اور راہ سلوک اختیار کی' بقول حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ اس کی سات وادیاں ہیں۔ سب سے پہلی وادی طلب ہے اور جب تک کوئی طلب و جستجوئے صادق پیدا نہ کرے وہ کمال کے راستے پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ طلب صادق میں پختگی کے بعد وادی عشق کا در باز ہوتا ہے۔ اس کے لئے سالک کو منزل مقصود سے اتنی وابستگی ہوتی ہے کہ راہ طریقت پر بلا اندیشہ چل نکلتا ہے اور راستے کی تکالیف کا اسے قطعاً ڈر نہیں ہوتا۔ اس وادی کا قانون ہے کہ ۔

در تو ہستی مرد عاشق شرم دار
خواب را در دیدۂ عاشق چہ کار

(ترجمہ) اگر تو ایک باحیا عاشق ہے تو جان لے کہ عاشق کی آنکھ میں نیند کا کوئی کام نہیں۔

وادی عشق اتنی وسیع و عریض ہے کہ اس کی ابتداء کی خبر ہے نہ انتہا کی۔ لہٰذا سلوک کی

Marfat.com

باقی وادیاں بھی اسی کے اندر ہیں جہاں عشق کی حکمرانی ہے۔

تیسری وادی معرفت ہے جہاں معرفت سالک کی عقل و خرد کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے کیونکہ ظرف سے زیادہ وہ معرفت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

چوتھی وادی استغناء ہے جو مخفی ہے۔ اس وادی میں سالک کو دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہونا پڑتا ہے۔ جو شخص خواہشات دنیا کا اسیر ہو وہ اس وادی تک نہیں پہنچ سکتا۔ سالک بلند نظر ہوتا ہے۔ اس کی نظر میں دنیا اس نقش کی مانند ہے جو کسی تختی پر بنا کر مٹا دیا جاتا ہے۔

پانچویں وادی توحید ہے۔ یہاں پہنچ کر سالک اگر اس مقام کو پہچان لیتا ہے تو اسے کثرت میں وحدت نظر آنے لگتی ہے۔ وہ ہر شے میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ "من و تو" کا امتیاز بالکل اٹھ جاتا ہے۔

چھٹی وادی حیرت ہے۔ اس میں سالک بے خودی و آوارگی کی حالت میں گھومتا رہتا ہے۔ یہاں جب اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ساری معلومات محدود تھیں اور وہ محض لاعلم تھا تو مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی ہستی سے بھی بیگانہ ہو جاتا ہے۔

ساتویں وادی فقر و فنا ہے۔ اس میں سالک کی جسمانی خواہش، تکبر، غرور و خود پرستی سب کچھ زائل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کھو کر عالم وحدت کا حصہ بن جاتا ہے اور واصل حق ہو جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس فنا سے اس کو بقا حاصل ہو جاتی ہے۔

عشق کی ساتوں وادیوں سے گزرنے کے بعد حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کو بقا و فنا کا مقام حاصل ہو گیا۔ ایک روز تشریف فرما تھے کہ ایک سائل حاضر خدمت ہوا۔

سائلی گفتش کہ اے آشفتہ کار
عشق چہ بود سر ایں کن آشکار

(ترجمہ) ایک سائل نے ان سے کہا اے پریشان حال! عشق کیا ہے ذرا اس راز سے پردہ تو اٹھا۔

انہوں نے جواب دیا۔

تاں چنیں کاری نیفتد مرد را
اوچہ داند عشق را و درد را

(ترجمہ) جو شخص عشق کے تجربات سے گزرا نہیں اسے کیا معلوم کہ عشق اور درد عشق

Marfat.com

کیا ہے۔

عشق ہی دراصل زندگی اور کنز دارین ہے۔ لہٰذا انہوں نے عشق کی کیفیات و واردات کو اشعار کا جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ اپنے مجموعہ اشعار کے بارے میں اپنے مقربین و احباب کو فرمایا کرتے تھے۔

ہمہ عشق است اندریں مصحف
ہمہ وصل ست انزیں گفتار

ہمہ شوق ست اندریں صفحہ
ہمہ ذوق است اندریں طومار

☆ اس مصحف میں تمام تر عشق کا تذکرہ ہے اور اس گفتگو میں تمام تر وصل کی باتیں ہیں۔

☆ اس صفحہ میں تمام تر محبت کا عکس ہے۔ اس ورق میں تمام تر ذوق کی باتیں ہیں۔

وقت گزرتا رہا اور جب حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ کا دور آیا تو انہوں نے ایک روز محفل میں حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ہفت شہر عشق را عطار گشت
ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

(ترجمہ) حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے عشق کے سات شہروں کی سیر کی ہے مگر ہم ابھی تک کوچہ عشق کا ایک گوشہ بھی طے کرنے نہیں پائے۔

حضرت شیخ فخر الدین ابراہیم مشہور بہ عراقی رحمتہ اللہ علیہ

خانقاہ کے صدر دروازے کی پیشانی پر جلی حروف میں لکھا ہوا تھا۔

خواہی کہ درون حرم عشق خرامی
در میکدہ بنشیں کہ رہ کعبہ دراز است

(ترجمہ) حرم عشق میں چہل قدمی کرنا چاہتے ہو تو میکدے میں آبیٹھو کہ کعبے کا سفر دراز ہے۔

یہ دعوت عشق عام تھی کہ جو عشق حقیقی کی راہ پر گامزن ہونے کا متمنی و خواہاں ہو شوق

Marfat.com

سے آئے۔

ہر روز خانقاہ میں متمنیان عشق کا ہجوم ہو جاتا اور پھر درس عشق شروع ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ فخرالدین ابراہیم عراقی رحمتہ اللہ علیہ حاضرین محفل کو متوجہ کر کے فرماتے۔

ساز طرب عشق کہ داند کہ چہ ساز است
کز زخمہ او نہ فلک اندر تگ و تاز است

(ترجمہ) عشق کے ساز طرب کی حقیقت سے کون آگاہ ہے کہ جس کے مضراب سے نو افلاک گردش میں ہیں۔

جب حاضرین سماعت فرماتے تو مستانہ وار جھوم اٹھتے تھے۔ انہیں ہر شے میں عشق رقص کناں نظر آتا تھا۔ معاً فضا میں آواز گونجی۔

دوستو! یاد رکھو

عشق ذوقیست ہمنشین حیات
بلکہ چشمیت بر جبین حیات

(ترجمہ) عشق زندگی بھر ساتھ دینے والا ذوق ہے بلکہ زندگی کی پیشانی پر آنکھ ہے۔

لہٰذا تم عشق سے اپنے سینوں کو آباد و روشن کرو کیونکہ

آب در میوہ خرد عشقت
بلکہ آب حیات خود عشقت

(ترجمہ) عقل کے پھل میں عشق ہی مائع حیات ہے بلکہ عشق تو آب حیات ہے۔

اور جب تم اس راہ پر قدم بڑھاؤ گے تو پھر تم پر منکشف ہو گا

عشق است کہ ہر دم بدگر رنگ برآید
ناز است یکے جائے دگر جائے نیاز است

در صورت عاشق چو برآید ہمہ سوز است
در کسوت معشوق چو آید ہمہ ساز است

☆ ہر لمحہ عشق کا رنگ جدا ہے۔ ایک جگہ وہ ناز ہے تو دوسری جگہ نیاز ہے۔

☆ عشق جب عاشق کے چہرے پر نمودار ہوتا ہے تو سراپا سوز بن جاتا ہے اور جب معشوق کے لباس میں جلوہ گر ہوتا ہے تو سراسر ساز بن جاتا ہے۔

Marfat.com

اور تم یہ بھی جان لو گے کہ ۔

محتاج نیاز دل عشاق چرا شد
حسن رخ خوباں کہ ہمہ مایہ ناز است
زاں شعلہ کہ از روئے بتاں حسن بر افروخت
تم دل عاشق ہمہ سوز است و گداز است

☆ وہ عاشقوں کے دلوں کی نیازمندی کا محتاج کیسے ہو گیا۔ حسینوں کا حسن تمام تر سرمایہ ناز ہے۔

☆ وہ شعلہ جس سے حسینوں کے چہرے نے روشنی پائی ہے اس سے عاشق کا دل سراسر سوز و گداز کی کیفیت میں ڈوب گیا ہے۔

اور جب تم عشق میں کامل ہو جاؤ گے تو پھر حلاوت عشق محسوس کرو گے کیونکہ ۔

لذت عشق عاشقاں دانند
پاکبازان جان فشاں دانند

(ترجمہ) لذت عشق سے صرف عاشق ہی آگاہ ہو سکتے ہیں یا پھر وہ پاکباز جو اپنی جان کی بازی لگا سکیں۔

لہٰذا اے لوگو! سن لو ۔

راہی رہ عشق بغایت خوش و نزدیک
آں رہ کہ جز ایں است ہمہ دور و دراز است

(ترجمہ) عشق کے راستے پر چلنے والا بہت خوش ہے اس لئے کہ یہ راہ بہت نزدیک ہے۔ علاوہ ازیں تمام راستے بہت دور و دراز ہیں۔

حضرت مولانا مسعود بک چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

کاغذ کے ایک ٹکڑے پر یہ عبارت رقم تھی۔

"و چوں بجامہ رسد چاک کند۔ و چوں بجاں رسد خاک کند۔ و چوں بمال رسد تے کند...... العشق جنون الٰہی۔" یعنی جنون عشق الٰہی میں لباس چاک کرنا پڑتا ہے۔ جان کو خاک میں ملانا پڑتا ہے اور مال سے دست کش ہونا پڑتا ہے۔"

حضرت مولانا مسعود بک چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ اس عبارت پر نظریں جمائے گہری

Marfat.com

سوچوں میں مستغرق تھے۔ چہرے کے تاثرات ان کی دلی کیفیات کی غمازی کر رہے تھے۔ معاً" آسمان عشق سے قدسیان اشعار کا نزول ہونے لگا۔ آپ ﷺ بے اختیارانہ پکار اٹھے ۔
اے شناوران بحر عشق! سن لو ۔

عشق چوں بدل رود خون کند
وچوں بدیدہ رسد جیحوں کند

(ترجمہ) عشق جب دل تک پہنچ جاتا ہے تو دل کو خون کر دیتا ہے۔ اور جب آنکھوں میں پہنچ جاتا ہے انہیں دریا بنا دیتا ہے۔

اور پھر وہ خود بحر عشق میں غوطہ زن ہو گئے۔ کافی دیر کے بعد جب وہ باہر نکلے تو کہا۔

کشتہ تیغ عشق راہ غسل و کفن چہ حاجت است
زانکہ شہید شوق تو بار کفن نمی کشد

(ترجمہ) عشق کی تلوار کے مقتول کو غسل و کفن کی کیا ضرورت ہے کیونکہ تیرے شوق میں شہید ہونے والا کفن کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

دو چشم کہ از عشق او باز گشتہ
بعالم ندیدم مگر حسن دلبر
ندا کرد در گوش دل ہاتف جاں
کہ معشوق و عاشق توئی نیست دیگر

☆ میری دو آنکھوں نے جو کہ عشق دلبر سے کھل گئی ہیں دنیا میں سوائے حسن دوست کے کچھ نہیں دیکھا۔

☆ ہاتف جاں نے میرے دل کے کان میں آواز دی کہ معشوق و عاشق کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اسی اثنا میں ایک دوست عشق کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے آیا تو اسے مخاطب کر کے فرمایا۔

"اے عزیز! عشق صیاد خود است' صید خود است۔ دام خود است' قید خود است۔ مرغ خود است' دانہ خود است۔ شمع خود است' سوز خود است۔ ساز خود است۔ ناز خود است۔ نیاز خود است' آئینہ خود است۔ جمال خود است' عین خود است۔ خیال خود است۔ بینائی خود است' زیبائی خود است۔ بند خود

Marfat.com

است' رہائی خود است۔ لیلیٰ خود است' مجنوں خود است۔ فتنہ خود است' مفتون خود است۔ شاہد خود است' مشہود خود است۔ ساجد خود است' مسجود خود است۔ طالب خود است' مطلوب خود است۔ قاصد خود است' مقصود خود است۔ چہ کمال ذات آنست کہ مجموع صفات خود باشد۔ زیرا کہ عشق ملک وجود بے انباز دارد و باوحدت خود سازد وحدۂ لاشریک لہ۔ باوجود غیر نہ پروازد و جز باعدم نہ سازد کہ وجود باخود مشارکت دارد۔ و مشارکت مخالفت باد آورد و مخالفت بعداوت کشد و عداوت ضد محبت باشد۔"

(ترجمہ) اے عزیز! عشق خود ہی صیاد ہے خود ہی صید۔ خود ہی جال ہے' خود ہی قید۔ خود ہی پرندہ ہے' خود ہی دانہ۔ خود ہی شمع ہے' خود ہی سوز۔ خود ہی ساز ہے' خود ہی ناز۔ خود ہی نیاز۔ خود ہی آئینہ ہے' خود ہی جمال۔ خود ہی آنکھ ہے' خود ہی خیال۔ خود ہی بینائی ہے' خود ہی حسن۔ خود ہی قید ہے' خود ہی رہائی۔ خود ہی شاہد ہے' خود ہی مشہود۔ خود ہی ساجد ہے' خود ہی مسجود۔ خود ہی طالب ہے' خود ہی مطلوب۔ خود ہی قاصد ہے' خود ہی مقصود۔ کیونکہ ذات کا کمال یہ ہے کہ اپنی صفات کا مجموعہ ہو۔ عشق ایک ایسی مملکت ہے جس کے وجود میں دوسرا کوئی شریک نہیں۔ وحدت کے ساتھ سازگار ہے۔ وحدۂ لاشریک لہ کسی دوسرے وجود کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ عدم کے علاوہ کسی غیر سے موافقت نہیں کرتا۔ اپنے وجود میں کوئی اور شریک نہیں رکھتا کیونکہ شرکت سے مخالفت پیدا ہوتی ہے اور مخالفت دشمنی تک جا پہنچتی ہے۔ اور دشمنی محبت کی ضد ہے۔

حضرت مولانا برہان الدین مظفر شمس بلخی فردوسی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے نظریہ کے مطابق عشق و ایمان ایک دوسرے کی جان ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان جس قدر مضبوط ہو گا عشق اتنا ہی مضبوط و بالا ہوگا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے باعث تقویت ہیں۔ لہٰذا عشق جب ایمان کے براق پر سوار ہو کر بلندیوں کی طرف پرواز کرتا ہے تو عقل کو لامحالہ اپنا نظریہ تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا آپ فرماتے ہیں۔

عشق را ایمان عریاں کردہ ام
عقل را از سر مسلماں کردہ ام

(ترجمہ) میں نے عشق کے بالمقابل ایمان کو عریاں کر دیا ہے۔ گویا عقل کو از سر نو مسلماں کر دیا ہے۔

Marfat.com

حضرت انسان جب عشق حقیقی کے رنگ میں سر تا پا رنگ جاتا ہے تو پھر اسے کسی اور بات کا ہوش نہیں رہتا۔ لہٰذا اس کا حال یہ ہو جاتا ہے۔

ز امر ہر دو جہاں گرچہ پاک شد برہاں
بہ عشق و غم برسید است چوں چہ سود کند

(ترجمہ) اے برہان ! اگرچہ اس کے حکم سے دونوں جہاں پاک ہو چکے ہیں لیکن چونکہ وہ غم عشق میں مبتلا ہے اسے کیا فائدہ۔

آپ کے خیال و نظریہ میں عشق ایک ایسا نشہ و سرور و کیف ہے جو کبھی نہیں اترتا بلکہ روز افزوں اس میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نشہ کو اتارنے کے لئے کوئی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوتی کہ اس سے چھٹکارا نصیب ہو۔ فرماتے ہیں۔

گزیدۂ غم او رافسون و مندت گر
بہ زہر مار محبت فسوں چہ سود کند

(ترجمہ) اس کے غم کا ڈسا ہوا کسی جادو منتر سے صحتیاب نہیں ہوتا۔ محبت کے سانپ کے زہر پر کوئی منتر کارگر ہو بھی کیسے سکتا ہے۔

عش کی خاصیت یہ ہے کہ محب محبوب کے علاوہ کسی اور جانب ملتفت ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ شرع ہی نہیں ہے لہٰذا جب محب عشق کی انتہائی بلندیوں پر اپنا مسکن بناتا ہے تو بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔

از نار عشق سوختہ بد پر و بال او
از نور صرف وحدت او پر و بال داشت

(ترجمہ) اس کے بال و پر عشق کی آگ سے جل گئے ہیں۔ محبوب کی خالص توحید کے نور سے اسے بال و پر مل گئے۔

حضرت شیخ حسین نوشہ توحید بلخی رحمتہ اللہ علیہ

نشست گاہ میں جہاں آپ تشریف فرما ہوتے تھے اس کے عین اوپر موٹے حروف میں یہ شعر رقم تھا۔

Marfat.com

منکہ در لنگر عشق تو تلا لا زدہ ام
سکہ بر عین دو عالم بہ تجلی زدہ ام

آپ اس شعر کو اکثر پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ پر خاص کیفیت و حال طاری ہو جاتا تھا۔ اس ہنگام جو لوگ آپ کی محفل میں موجود ہوتے وہ بھی اس شعر کے کیف سے جھومنے لگتے تھے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے سے حجابات اٹھتے ہوئے محسوس کرتے تھے۔ عشق کے نور کو اپنے سینوں کے اندر پھیلتا ہوا پاتے تھے۔ اور یہ نور اتنا پھیلتا تھا کہ دنیا انہیں حقیر و ذلیل نظر آنے لگتی تھی۔ ان کے لیل و نہار میں انقلاب عظیم برپا ہو جاتا تھا اور قلوب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہو جاتے تھے۔ حضرت شیخ حسین نوشہ توحید بلخی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

"سچا عشق انسان کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے۔"

حضرت مولانا محمد شیریں مشہور بہ مغربی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے خیال میں انسان کا دنیا میں آنے کا منشاء و مقصود صرف اور صرف عشق ہے کیونکہ یہی محور زندگی ہے' یہی حقیقت زندگی ہے' یہی معراج زندگی ہے' یہی کار زندگی ہے' یہ اشرف المخلوقیت ہے۔ عشق کو اگر زندگی سے جدا کر دیا جائے تو وہ زندگی نہیں موت ہے۔ بالکل اس طرح جیسے بنسری سے اگر نے کو چھین لیا جائے تو وہ بنسری نہیں صرف لکڑی کا ایک بے کار ٹکڑا ہے۔ زندگی عشق سے عبارت ہے۔ عشق سے ہی اللہ کریم اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی حضرت مولانا محمد شیریں مشہور بہ مغربی رحمتہ اللہ علیہ سے عشق کے بارے میں دریافت کرتا تو فرماتے ۔

کارے بغیر عشق ندا ریم در جہاں
عشق ست کارما دریں کار آمدیم

(ترجمہ) دنیا میں عشق کی سوا ہمارا کوئی کام نہیں۔ اور ہم کار عشق میں ہی مصروف عمل ہیں۔

حضرت شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ

صحرا نوردان عشق کا آپ کے گرد اکثر ہجوم رہتا تھا۔ وہ اس راہ میں درپیش واردات قلبی سے متعلق حضرت شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ سے رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے

Marfat.com

تاکہ کسی مقام پر راہ عشق سے ان کے قدم ہٹنے نہ پائیں۔ اکثر فرمایا کرتے تھے عاشق مردہ ہوتا ہے۔ یہ محبوب پر ہے کہ اسے کس کروٹ بدلتا ہے۔ لہٰذا فرمایا کرتے تھے ۔

جملہ معشوق است و عاشق پردہ
زندہ معشوق است و عاشق مردہ

(ترجمہ) یہ ساری کائنات تو معشوق ہے اور عاشق محض ایک پردہ معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ۔

حضرت غربتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ پر ہر وقت رنگ عشق غالب رہتا تھا۔ دنیا و مافیہا سے بے تعلق خیال یار میں مگن رہتے تھے۔ جب کوئی حال دریافت کرتا تو فرماتے ۔

غربتی ساں ہر کہ می سوزد ز عشق
در کلامش سوز و ساز دیگر است

اور پھر اپنے خیالات کے رنگین جزیروں میں گم ہو جاتے تھے۔

حضرت سرمد شہید رحمتہ اللہ علیہ

پاک لوگوں کی محفلوں کا رنگ دنیا کی عام محافل سے یگانہ و منفرد ہوتا ہے۔ دنیا کی آلائشوں سے آلودہ لوگ بھی جب ایسی محفلوں میں آتے تو ان پر بھی اس محفل کا رنگ غالب آجاتا ہے اور وہ بھی اسی انداز و صورت کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسی محفل میں اللہ تعالیٰ کے ولی کے ارشادات سننے کے لئے لوگ گوش بر آواز ہوتے ہیں۔ وہ سر جھکائے خاموش و مودب بیٹھے ہوتے ہیں۔ اگر کسی نے کوئی بات کرنا ہو تو ادب کو پورا پورا ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

حضرت سرمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ سب خاموش بیٹھے تھے۔
کسی نے عرض کی۔
"یا شیخ! عشق کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔"

آپ نے سوال کرنے والے کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا۔ لمحہ بھر کے لئے سکوت اختیار کیا اور پھر اپنی زبان درفشاں کو جنبش دی' سب حاضرین ہمہ تن گوش ہو گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ۔

Marfat.com

سرمد غم عشق بو الہوس را نہ دہند
سوز دل پروانہ مگس رانہ دہند
عمرے باید کہ یاد آید بکنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند

☆ اے سرمد! عشق ہر ایک کے نصیبوں میں نہیں۔ پروانے کا سوز دل ہر مگس کو نہیں دیا جاتا۔

☆ ایک عمر چاہیئے کہ محبوب آغوش میں آتا ہے۔ یہ پائیدار دولت ہر ایک کے نصیب میں نہیں آتی۔

لیکن ؎
سرمد کہ زجام عشق مستنش کروند
خواند ند سرفرازش پستنش کردند

(ترجمہ) سرمد! جسے عشق کے جام سے سرمست کر دیا گیا لوگ اسے سرفراز کہتے ہیں حالانکہ اسے تو پست کر دیا گیا۔

دوستو! یاد رکھو محبوب کو راضی کرنے کے لئے اس راہ میں قتل بھی ہونا پڑتا ہے اور باانداز عجز و انکسار کہنا پڑتا ہے۔

بجرم عشق تو ام می کشند و غوغائی
تو نیز برسر بام آ کہ خوش تماشائی

(ترجمہ) تمہارے عشق کے جرم میں قتل کرنے والے پورے زور شور سے آئے ہیں۔ تم بھی سربام آکر جھانک لو۔ یہ بڑا خوش کن نظارہ ہے۔

لیکن عشق کی راہ میں یہ تمام مراحل طے کرنا پڑتے ہیں۔ اس کے لذائذ و تجلیات و انوار کے مقابل عشق میں درپیش مصائب و آلام بے معنی و ہیچ ہیں۔ عشق حقیقی کی راہ پر بہ دل و جان قدم بڑھاؤ اور میری اس بات کو پلے باندھ لو۔

سرمد غم عشق را بہ شادی نہ دہی
دردے اگرت رسد مداوی نہ دہی
صد بار اگر شود مرادت حاصل
زنہار ز دست نامرادی نہ دہی

Marfat.com

☆ اے سرمد! خوشی کے بدلے غم عشق نہ دے۔ اگر تجھے اس راہ میں درد ملے تو اعلان نہ کر۔

☆ اگر سو بار بھی تیری مراد بر آئے پھر بھی ہرگز ناکامیوں کو ہاتھ سے جانے نہ دینا۔

عشق کے بارے میں حضرت سرمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کے فرمودات سن کر حاضرین محفل سوچوں کے بحر ناپید اکنار میں مستغرق ہو گئے اور پھر عشق کی سرمدی راحتوں کے تصور سے ان کے چہرے گلنار ہو گئے۔

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ

"عشق، عشق، عشق، جس کو دیکھو اس کی گردان کر رہا ہے۔ لیکن یہ بازیچہ اطفال نہیں۔ جب عشق کی منازل کی ہولناکیوں اور صعوبتوں کا علم ہو گا تو بہت سے راہ فرار تلاش کریں گے اور عشق کا نام تک نہ لیں گے۔"

ان الفاظ نے جب ردائے خاموشی کو چاک کیا تو وہاں موجود لوگ پھٹی پھٹی نظروں سے حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کی طرف دیکھنے لگے جو اپنی نظریں شمع پر جمائے بیٹھے تھے جس پر پروانے دیوانہ وار نثار ہو رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر گویا ہوئے۔

یہ محبوب کے دیدار کیلئے آتے ہیں اور زبان حال سے واشگاف الفاظ میں کہہ رہے ہیں ۔

از سر بالیں من بر خیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

(ترجمہ) اے ناداں طبیب میرے سرہانے سے اٹھ جا کہ درد مند عشق کا علاج دیدار کے سوا اور کوئی نہیں۔

لیکن جب وہ محروم دیدار رہتا ہے تو بے اختیار پکار اٹھتا ہے ۔

شاد باش اے دل کہ فردا بر سر بازار عشق
مژدۂ قتل است اگرچہ وعدۂ دیدار نیست

(ترجمہ) اے دل خوش ہو جا کہ کل بازار عشق میں اگرچہ تیرے لئے دیدار کا وعدہ تو نہیں لیکن قتل کی خوشخبری تو ہے۔

مرگ پروانہ کا تماشا دیکھنے کے بعد آپ نے حاضرین محفل پر نظریں جما دیں اور پھر فرمایا :

Marfat.com

"دوستو! تم نے پروانوں کو دیکھا۔ شمع نے اس کو جلایا ہے' جو جلا ہوا نہیں تھا۔ جو عشق میں جل جاتا ہے وہ پست ہو جاتا ہے۔ پروانوں کی طرح زمین پر رینگنے لگتا ہے۔ اور پھر یہ شعر پڑھا ۔

اگر سوختہ نہ بسوئے من آکہ ز عشق
آتش بہ دلے زنیم کہ سوختہ نیست

(ترجمہ) اگر تو سوختہ دل نہیں تو میرے پاس آجا کہ عشق کی آگ اس دل کو جلاتی ہے جو جلا ہوا نہ ہو۔

سب ہمہ تن گوش خاموش بیٹھے تھے۔ آپ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

"اگر تم عشق کی راہ پر گامزن ہونا چاہتے ہو تو پھر تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔"

"کیا"

سب نے بیک زبان کہا۔ جواباً آپ نے یہ شعر پڑھا ۔

ایں شربت عاشقی است خسرو
بے خون جگر چشید ن نتواں

(ترجمہ) اے خسرو! یہ شربت عشق ہے اسے خون جگر کی آمیزش کے بغیر چکھا نہیں جا سکتا۔

لیکن اس سے قبل کہ تم اس راہ پر قدم بڑھاؤ پہلے میرا حال سن لو۔

ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

از شعلہ عشق ہر کہ افروختہ نیست
با اوسر سوزن دلم دوختہ نیست

☆ میری ہر رگ تار بن گئی ہے' مجھے زنار کی ضرورت نہیں۔ میں عشق کا کافر ہوں مجھے مسلمانی درکار نہیں۔

☆ جو شعلہ عشق میں روشن نہیں میرا دل اس کے ساتھ نوک سوزن نے سیا نہیں یعنی میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

حاضرین محفل نے سنا تو بیک زبان بولے ۔

"یا شیخ! ہم عشق حقیقی کی راہ پر قدم بڑھانا چاہتے ہیں۔"

Marfat.com

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ حاضرین کے پرعزم چہروں کی طرف دیکھنے لگے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے عرض کیا۔

"اے ولی اللہ! ہمیں عشق اور عاشق کے بارے میں مزید حکمت عطا ہو۔"

سماعت فرمایا تو آپ نے کہا۔

"عشق ایک ایسی چیز ہے جو عاشقوں کا دلبر اور جان ربا اور سراسر رہبرو رہنمائی کرتا ہے۔ وہ اپنا بھید اسی شخص سے کہتا ہے جو سر کاٹ کر آگے دھر دیتا ہے۔ کیونکہ جانتا ہے کہ سر میں غمازی کی صفت موجود ہے۔ وہ پوشیدہ بات کہنے والا اور برہنہ تن کو ڈھکنے والا ہے۔ وہ پانی میں آگ لگانے والا اور آگ کو پانی سے روشن کرنے والا ہے۔ جس شخص میں خواجگی آموز عقل ہے اس میں بادشاہی سوز عشق ضرور موجود ہے۔ خطہ خاک ہمارا بازی گاہ اور عالم قدس ہماری پاکبازی ہے۔ جہاں کہیں عشق کا وجود نہ ہو وہاں عاشقوں کے رہنے کا کچھ کام نہیں۔ عشق عین مقصود مراد ہوتا ہے اور وہ اپنے لئے خود نگار ہوتا ہے۔ عشق کا کوئی رہنما نہیں ہوتا اور اس کی راہ میں سرو کلہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔ عشق کبھی عقل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اور اس کے ہوتے کفر و دین کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ جسے عشق کا حصہ حاصل ہوتا ہے کفر و دین دونوں اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ دنیا میں جس قدر چھوٹی بڑی چیزیں ہیں سب راہ عشق میں طاق و چالاک ہیں۔ یہ جو آسمان ہر وقت دورہ گردش میں ہے صرف اس سبب سے ہے کہ عشق کی ضرب سے باہر ہے وہ عقل اور جان سے برتر اور اللہ تعالیٰ سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ دل غم عشق کے علاوہ کسی چیز کا خریدار نہیں ہے۔ یہی تو وہ ہے جس نے آدم علیہ السلام کو جنت پر جلوہ گر کیا تھا۔ ان کا علم کشاں کشاں جنت میں لے گیا۔ پھر عشق وہاں سے دنیا میں لایا۔ آدم علیہ السلام جب بہشت کی راہ چلے برہنہ ہو گئے۔ اور جب راہ عشق میں قدم فرسائی کی بادشاہ بن گئے۔ اگرچہ تیری جان عقل کی وجہ سے فرزانہ ہوئی ہے لیکن کوئی ایسا شخص دستیاب نہیں ہو سکتا جو عشق میں کامل ہو۔ جہاں کہیں عشق اپنا چہرہ دکھاتا ہے فوراً عشاق کے دل و جان کو اچک لیتا ہے۔ اگر تو مرنے سے ڈرتا ہے تو عاشقی کر کیونکہ عشق میں بہت دن تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اہل عشق دار پر سر رکھنے کو فخر سمجھتے ہیں اور تو اس فکر میں رہتا ہے اسے دستار سے آراستہ کرے۔ عاشقوں کی صفت سننی چاہیے کیونکہ میں اس میں خوب ماہر ہوں۔"

یہ کہہ کر آپ نے حاضرین کے چہروں پر نظریں جما دیں جہاں عشق نے رنگ آمیزی شروع کر دی تھی۔ آپ پھر گویا ہوئے۔

میری یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

Marfat.com

عاشقاں را در جہاں یکساں نباشد روزگار
ز انکہ ایں انگشتہا بردست ماہموار نیست

(ترجمہ) دنیا میں عشاق کے حالات ایک جیسے نہیں ہوتے جیسے کہ ہاتھ کی انگلیاں برابر نہیں۔

اور پھر محفل برخاست ہو گئی۔

حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ

بادۂ عشق و محبت کی پیاسی روحیں ایسے آستانوں کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہیں جہاں سے ان کی پیاس بجھ سکے۔ انہیں میں سے ایک آستانہ حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا تھا جہاں آج خلاف معمول لوگوں کا اژدہام تھا۔ لیکن وہ ایسے چپ اور خاموش بیٹھے تھے جیسے وہاں کوئی متنفس موجود نہ ہو۔ ادب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ مقبولان الٰہی کے آستانہ فیض پر اونچا سانس بھی نہ لیا جائے۔ اسی اثنا میں حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ اندر تشریف لائے۔ سب حاضرین ادب سے کھڑے ہو گئے اور جب آپ مسند پر تشریف فرما ہوئے تو باقی لوگ بھی بیٹھ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ولی و مقرب کے چہرہ پر رب کریم ؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نور کی پھیلی ہوئی چاندنی سے اپنی آنکھوں کو وضو کرانے لگے۔

حاضرین میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے لیکن سب محبتوں کے مارے تھے۔ حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے ان پر طائرانہ نظر ڈالی جن کے چہروں سے محبت و عشق کی پیاس و تشنگی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ کے لبوں پر ہلکا سا تبسم رینگ گیا۔ اور پھر ارشاد فرمایا۔

" آں جا و ایں جا جز دوستے چیزے دیگرے طلب نیست۔ ہر کرا محبت نیست۔ ادب نیست۔ زہد و پارسائی صرف آنجا درکار نیست' و بدتر از زہد خشک فی الحقیقت آزار نیست۔"

(ترجمہ) یہاں اور وہاں دوستی کے سوا کسی دوسری چیز کی طلب نہیں۔ جس کے دل میں محبت نہیں وہ مودب نہیں۔ وہاں محض زہد و پارسائی کی ضرورت نہیں۔ دراصل زہد خشک سے بدتر کوئی رنج نہیں۔

اور پھر خاموش ہو گئے۔ آپ کے فرمان کی اثر آفرینی حاضرین کے چہروں سے مترشح تھی۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"اے محبت و عشق کے پیاسو! کیا جاننا چاہتے ہو۔"

ایک مستانے عرض کیا۔

"اے ولی اللہ! محبت کیا ہے"

ماحول پر گہری خاموشی محیط تھی۔

"صاحبو! سن لو"

آپ نے کہا تو لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے اور پھر آپ نے محبت سے متعلق اشعار پڑھنا شروع کئے ۔

از محبت گشت ظاہر ہرچہ ہست
وز محبت می نماید نیست ہست

(ترجمہ) ہر وجود محبت کی بنا پر ہی ظہور پذیر ہے۔ محبت سے غیر موجود بھی موجود ہو جاتا ہے۔

سنگ خارا از محبت نرم شد
ہمچو یخ افسردہ ازوی گرم شد

(ترجمہ) محبت سخت پتھر کو نرم کر دیتی ہے۔ محبت سے برف کی مانند سرد جسم گرم ہو جاتا ہے۔

ایں محبت شاہ را ساز د گدا
می کند او ہر گدا را بادشاہ

(ترجمہ) محبت بادشاہوں کو گدا بنا دیتی ہے اور گدا کو بادشاہی عطا کر دیتی ہے۔

از محبت مردہ زندہ می شود
وز محبت شاہ بندہ می شود

(ترجمہ) محبت مردے کو زندگی عطا کر دیتی ہے۔ اور بادشاہ کو غلام بنا دیتی ہے۔

شد محبت را ظہور اعتدال
بے محبت کے شود پیدا کمال

(ترجمہ) محبت کا ظہور اعتدال ہے۔ محبت کے بغیر کمال پیدا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

جاں کہ از نور محبت باصفا است
او بہ بزم وصل جاناں آشناست

(ترجمہ) جو روح نور محبت سے مصفا ہو جائے وہی بزم وصل جاناں سے آشنا ہوتی ہے۔

بے محبت وصل جاناں را نیافت
اندریں رہ سالہا ہر کہ شتافت

(ترجمہ) محبت کے بغیر وصل جاناں ممکن نہیں۔ خواہ اس راہ پر سالہاسال تک چلتا رہے۔

شد محبت روح و عالم ہمچو تن
گر نباشد جاں چہ کار آید بدن

(ترجمہ) محبت روح اور دنیا جسم ہے۔ اگر روح نہ ہو تو بدن کس کام آئے گا۔

ہر کہ جویائے وصل از خاص و عام
بے محبت نیست کار او تمام

(ترجمہ) جو خاص و عام کے وصل کا متلاشی ہے اس کا کام محبت کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔

ہر کسے کو از محبت نور یافت
از غم و شاری بکلی رو بتافت

(ترجمہ) جسے محبت کی روشنی عطا ہو جائے وہ ہر غم اور خوشی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

کے محبت بے نقاب آید بروں
می کند افسوں عالم را فسوں

(ترجمہ) جب محبت بے نقاب ہو جاتی ہے تو ایک عالم سحرزدہ ہو جاتا ہے۔

جب آپ خاموش ہوئے تو یوں محسوس ہوا جیسے محبت کے نور کی برسات چار سو ہو رہی ہو اور سب اس میں نہا رہے ہوں۔ ہر شخص سوچوں کے گہرے پانیوں میں مستغرق اپنے حال و احوال کا جائزہ لے رہا تھا۔

Marfat.com

معاً ایک درویش نے عرض کی۔
"یا شیخ! عشق کے بارے میں حکمت عطا ہو۔"

حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے گرد و پیش میں نگاہ دوڑائی۔ ہر شخص گوش بر آواز تھا۔ آپ نے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا۔

ہرچہ دارد ایں جہاں بود و نمود
از طفیل عشق رمزے بشنوی

(ترجمہ) اس جہاں میں جو بھی چیز وجود رکھتی ہے وہ عشق کے طفیل معرض وجود میں آئی ہے۔

شد علامات محبت در جہاں
ترک کبرو ہستی و سود و زیاں

(ترجمہ) دنیا میں تکبر، ہستی، نفع اور نقصان کو ترک کر دینا عشق کی علامات ہیں۔

گرز نور عشق تا بد یک شرر
از تف او خلق را سوز و جگر

(ترجمہ) اگر نور عشق سے ایک چنگاری جل اٹھے تو اس کی حرارت سے ساری مخلوق کا جگر جل جائے۔

گر علم بیروں زند سلطان عشق
ملک جانہای شود ویران عشق

(ترجمہ) اگر عشق کا سلطان اپنا جھنڈا بلند کر دے تو روحوں کی مملکت عشق کے ویرانے میں بدل جائے۔

سینہ کز عشق بروے نیست داغ
ز آتش دوزخ مبادا او فراغ

(ترجمہ) وہ سینہ جس پر عشق کا داغ نہیں ہے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ نہیں ہے۔

تا طلب در باطنت ظاہر نہ شد
در بلائے عشق جاں صابر نہ شد

Marfat.com

(ترجمہ) جب تک تیرے باطن میں طلب کا ظہور نہیں ہوگا عشق کے مصائب کے بالمقابل تیری روح صبر نہ کر سکے گی۔

چونکہ وارد عشق ہر جائے ظہور
میل ہر سو لے اگر باشد چہ دور

(ترجمہ) چونکہ عشق ہر جگہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے نزدیک میلوں کا حساب بے معنی ہے۔

در رہ عشقش گزر از گفتگو
جستجو کن جستجو کن جستجو

(ترجمہ) اس کے عشق کی راہ میں گفتگو کرنا چھوڑ دے۔ تلاش کر تلاش کر۔ فقط تلاش

لمحہ بھر توقف کے بعد آپ نے با آواز بلند قدرے جوش سے کہا۔

واعظ از حالم ترا نبود خبر
از برم بر خیز اے نادان عشق

(ترجمہ) اے واعظ! تجھے میرے حال دل کی خبر نہیں۔ اے رموز عشق سے بے خبر میرے پہلو سے اٹھ جا۔

ہر شخص عشق کے اسرار و رموز اور قلندرانہ نظریات کی تہہ میں پہنچنے کی سعی جمیلہ میں مصروف نظر آتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک گدڑی پوش زرد رو شخص بولا۔

"اے مسند نشین بزرگ! عشق میں اپنا حال تو بیان فرمائیں۔"

حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم رقص کناں ہوا اور فرمایا۔

خوردم از تیر نگہ پیکان عشق
کرد تیغ ابروش قربان عشق

ہرچہ یاد اباد من سر دادہ ام
در رہ سلطان عالی شان عشق

Marfat.com

فارغم کردہ است از ناموس و ننگ
ہست بر من ایں قدر احسان عشق

کیست محرم باکہ گویم حال خود
بادشاہ و قتم از فیضان عشق

تا بکے طال اللسان باشی تراب
لب بہ بند و تن بزن اے جان عشق

- ✯ نگاہ کے تیر سے میں نے عشق کا زخم کھایا۔ اس کے ابرو کی تلوار نے مجھے عشق پر قربان کر دیا۔
- ✯ میں نے عشق کے عالی مقام سلطان کی راہ میں سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے۔ نتیجہ کیا برآمد ہو گا مجھے اس کی فکر نہیں۔
- ✯ مجھ پر عشق کا اس قدر احسان ہے کہ اس نے مجھے ننگ و ناموس کے امتیازات سے بے نیاز کر دیا ہے۔
- ✯ میرا کون محرم راز ہے کہ اس کے سامنے حال دل بیان کروں۔ فیضان عشق نے مجھے بادشاہ وقت بنا دیا ہے۔
- ✯ اے تراب تو کب تک زبان درازی کرتا رہے گا۔ اے جان عشق ہونٹ سی لے اور راضی برضا ہو جا۔

ابھی آپ اپنا حال عشق بیان فرما کر خاموش ہوئے تھے کہ ایک مست حال شخص نے دریافت کیا۔ ”اے کامل العشق! کیا محبت و عشق دونوں ایک ہی ہیں۔؟“
سماعت فرمایا تو بلاتوقف کہا۔

از محبت چوں جہاں راشد نظام
کار ہائے عشق کے گردد تمام

(ترجمہ) جبکہ دنیا کا نظام محبت سے قائم ہے۔ عشق کے کام کب مکمل ہو سکتے ہیں۔

در طریق عاشقاں برتر مقام
از محبت نیست برتر والسلام

(ترجمہ) عشق کے راستے میں محبت سے برتر اور کوئی مقام نہیں ہے۔ والسلام

Marfat.com

غرق دریائے محبت گر شوی
از کمال عشق رمزے بشنوی

(ترجمہ) اگر تو محبت کے دریا میں ڈوب جائے تو کمال عشق کے رموز سن پائے گا۔

ہر دلے راکز محبت شور نیست
ز آفتاب عشق او را نور نیست

(ترجمہ) جو دل محبت کے ہنگامے سے ناآشنا ہے اسے عشق کے آفتاب سے روشنی میسر نہیں۔

ہر کہ باعشق و محبت آشناست
محرم درگاہ خاص کبریاست

(ترجمہ) جو عشق و محبت سے آشنا ہے وہ خاص درگاہ کبریا کا محرم راز ہے۔

رفتہ رفتہ محبت و عشق کی گرہیں کھلتی جارہی تھیں۔ حاضرین محفل کے سینے جذبات محبت و عشق سے متلاطم تھے۔ ماحول پر تھوڑی دیر کے لئے سکوت طاری ہو گیا۔ سب لوگ اپنے اپنے خیالات میں مگن تھے کہ ایک محب نے عرض کی۔

"یا مرشدنا! عشق' عاشق اور معشوق کے مابین کیا ربط ہے۔"

حضرت تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے سوال کرنے والے شخص کی طرف دیکھا۔ لمحہ بھر کے لئے مراقبہ فرمایا۔ اور پھر زبان ترجمان حق بیان سے پھول جھڑنے لگے۔

حسن او بے عشق او نبود تمام
کہ نماید بے گدا جود و کرام

(ترجمہ) حسن عشق کے بغیر مکمل نہیں۔ گدا کے بغیر جود و کرم کا اظہار کیسے ہو سکتا ہے۔

عشق آمد رابطہ اندر جہاں
آئینہ معشوق و عاشق عشق داں

(ترجمہ) دنیا میں عشق ذریعہ ربط ہے۔ معشوق اور عاشق دونوں کا آئینہ عشق ہی کو جانو۔

Marfat.com

صورت معشوق و عاشق را یقیں
آئینہ حسن و جمال عشق ہیں

(ترجمہ) عاشق اور معشوق کا چہرہ یقیناً حسن و جمال کا آئینہ ہے۔

ناز معشوقاں ہمہ گردد عیاں
از نیاز عاشقاں جاں فشاں

(ترجمہ) معشوقوں کے ناز کا اظہار جاں نثار عاشقوں کی نیاز مندی سے ہوتا ہے۔

گر نیاز عاشق دیوانہ نیست
ناز معشوقی کہ می داند کہ چیست

(ترجمہ) اگر دیوانہ عاشق نیازمندی کا اظہار نہ کرے تو ناز معشوق کی حقیقت کیسے ظاہر ہو۔

یہ اشعار پڑھ کر آپ نے بڑے جوش و جذبہ سے ارشاد فرمایا۔
"اے عاشقو! غور سے سن لو۔"

دل بہر سوئے کہ مائل می شود
او بہ بوئے دوست آں سوی رود

(ترجمہ) دل جس طرف بھی مائل ہوتا ہے دوست کی خوشبو اسی جانب موجود ہوتی ہے۔

ہیچ طالب را خبر او مطلوب نیست
در دو عالم غیر او محبوب نیست

(ترجمہ) کسی چاہنے والے کو اس کے سوا یعنی مطلوب حقیقی کی سی غرض نہیں۔ دونوں جہان میں اس کے سوا اور کوئی محبوب نہیں۔

در طریق جستجوئے وصل یار
دین و دنیا کردہ باشد آں نثار

(ترجمہ) یار کے وصل کی جستجو کی راہ میں دین و دنیا قربان کر دی جاتی ہے۔
محبوب کا ذکر سن کر حاضرین کے چہروں پر مختلف آثار، رنگ، تاثرات، جذبات اور کیفیات

Marfat.com

جلوہ گر تھیں۔ بعض پر گریہ کا عالم طاری تھا۔ بعض گم سم تصور محبوب میں بیٹھے تھے اور بعض آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ معاً" حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی آواز فضا میں بلند ہوئی۔ بڑے والہانہ انداز میں بصد ادب و نیاز کہہ رہے تھے ۔

آفریں بر عالم حسن تو باد
مبتلائے تست عالم آفریں

(ترجمہ) نور مجسم ! راحب انس و جاں' خلاصہ کائنات' رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن جہاں تاب پر آفرین صد آفرین۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی تعریف بیان کرنا ممکن نہیں۔ دریں صورت کہ عالم کا پیدا کرنے والا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال پر شیدا ہے۔

بس پھر کیا تھا۔ اپنے آقا و مولا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن جہاں تاب کا ذکر سن کر حاضرین تڑپ اٹھے اور نہایت محبت آمیز لہجے میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے لگے جس سے فرش تا عرش فضا نور سے معمور ہو گئی اور رات بڑے مودب انداز میں آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔

حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندی بخاری رحمتہ اللہ علیہ

"جس طرف نظریں دوڑائیں ہر سو محبت و عشق کا پرتو دکھائی دیتا ہے"

حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ اپنی نشست و برخاست میں اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز کہنے لگے۔

"محبت کے لئے لازم ہے کہ محب محبوب کا جویاں رہے۔ محبوب جس قدر عزیز ہوتا ہے اس کی طلب کی راہ میں اسی قدر بلا زیادہ ہوتی ہے"

اور پھر یہ اشعار پڑھے۔

من اول روز چوں در تو بدیدم شیفتہ گشتم
ند انستم تو بودی یا کہ بود است اینکہ من دیدم

چنیں در روئے آں جاناں شدم من شیفتہ والہ
کہ من از خود شیدم بیروں ترا در جان و تن دیدم

☆ میں نے پہلے روز جب تجھے دیکھا تو تیرا عاشق زار بن گیا۔ پھر مجھے نہیں معلوم کہ تو

Marfat.com

تھا یا کوئی اور جسے میں نے دیکھا۔

☆ اس محبوب کے رخ انور پر اس طرح عاشق ہو گیا ہوں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہا اور محبوب کو جسم و جان میں جاری و ساری دیکھا۔

اور پھر آپ پر استغراق کا عالم طاری ہو گیا۔ گرد و پیش کا ہوش نہ رہا۔ لاریب حق محبت و عشق بھی یہی ہے کہ محبوب محب کے اندر سما جائے اور جب گردن جھکائے محبوب کے دیدار سے مشرف ہو۔ حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی بھی کیفیت کچھ ایسی ہی تھی جس کا اثر حاضرین پر بھی ایسا ہوا کہ وہ بھی محبوب کے تصور میں غلطاں تھے۔

حضرت خواجہ علاء الحق البخاری رحمتہ اللہ علیہ

دنیائے معرفت میں خواص کی بات عام کے روبرو کہنا جرم ہے لہٰذا اگر کوئی محبت و عشق سے بے بہرہ عشق سے متعلق سوال کرتا تو خاموش رہتے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ ؎

شرح تو حیف است با اہل جہاں
ہمچو راز عشق دارم در نہاں

(ترجمہ) دنیا والوں کے سامنے تشریح کرنا مقام افسوس ہے۔ میں عشق کے راز کی طرح اسے پوشیدہ رکھتا ہوں۔

حضرت میر محمد افضل خدا نما رحمتہ اللہ علیہ

محبوب سے جتنی زیادہ محبت ہو محب پر اتنا ہی زیادہ بلاؤں کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت میر محمد افضل خدا نما رحمتہ اللہ علیہ پر جب مصائب و آلام کی شدت ہوتی تو خود کو مخاطب کر کے فرماتے ؎

ہست افضل بہ چنیں رسم بعشق جاناں
خویش را کشتن و جاں دادن و بے جاں بودن

(ترجمہ) اے افضل! عشق محبوب میں یہی رسم چلی آرہی ہے کہ اپنے کو ہلاک کر دے۔ جان دے دے اور بے جان ہو جائے۔

عشق آنست کہ در عشق بکوئے جاناں
خاک در خاک شدن بے سرو ساماں بودن

(ترجمہ) عشق اسے کہتے ہیں کہ بحالت عشق محبوب کے کوچے میں خاک در خاک ہو

Marfat.com

جائے اور بے سروسامان ہو جائے۔

عاشق آنست کہ چوں یوسف کنعاں در عشق
غر در چاہ شدن قیدی زنداں بودن

(ترجمہ) عاشق اسے کہتے ہیں کہ جو مثل حضرت یوسف علیہ السلام راہ عشق میں کنویں میں غرق ہونے اور قید زنداں سے دریغ نہ کرے۔

عاشق آنست کہ در عشق مثال منصور
برسر دار شدن لبمل و قرباں بودن

(ترجمہ) مرد عاشق کی یہ شان ہے کہ حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کے مانند برسر دار ہونے اور جان دینے کی پرواہ نہ کرے۔

اور پھر آپ کو طمانیت و سکینہ گھیر لیتی۔ عشق کی آگ میں راحتوں کے گلاب کھل اٹھتے۔ اور خنداں بہ لب فرماتے۔

"محبوب کا احسان ہے کہ اس نے اپنے محب کو یاد تو کیا ہے"

حضرت مولانا گرامی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حالت فرزانگی و دیوانگی میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

بنا کردند رسم خوش بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

(ترجمہ) اللہ تبارک و تعالیٰ پاک طینت عشاق پر رحمت فرمائے جنہوں نے خاک و خون میں غلطاں ہونے کی اچھی رسم کی بنیاد رکھی ہے۔

اور پھر جھوم جھوم اٹھتے تھے۔

حضرت شیخ محمد ملاوہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ ہر وقت اپنے محبوب حقیقی کے ذکر پاک سے زبان کو تر رکھتے تھے اور اسی کے رنگ میں زندگی کو رنگ رکھا تھا۔ جب محبت جوش مارتی تو والہانہ و بیتابانہ انداز میں یہ شعر پڑھنے لگتے تھے ۔

Marfat.com

عاشق گردد ہر کہ بکویت گزرد
آری ز در و بام تو ببار د عشق

(ترجمہ) جو تیری گلی سے گزر جائے عاشق ہو جاتا ہے۔ ہاں تیرے تو در و بام سے عشق کی برسات ہوتی ہے۔

حضرت ملا شاہ رحمتہ اللہ علیہ

جب کوئی آپ سے حال دریافت کرتا تو اولین اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے اور پھر یہ دو اشعار پڑھ کر خاموش ہو جاتے تھے

در رہ عشق آنکہ مارا کشت
غیر ماکس بنود قاتل ما

وحدت ذات بود عاشق و معشوق یکیست
قابل وحدت ذات ارچہ کہ تنہا باشد

☆ راہ عشق میں جس نے ہمیں قتل کیا ہے وہ ہمارے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے۔
☆ اگر وحدت ذات تک پہنچ جائے تو عاشق و معشوق ایک ہو جاتا ہے اگرچہ تنہا ہو تو پھر بھی وہ وحدت ذات کی بارگاہ کے قابل ہوتا ہے۔

حضرت میاں حاجی محمد بنیانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ گوشہ تنہائی میں بیٹھے بڑے الحاح و زاری سے بارگاہ رب العزت میں عرض کر رہے تھے۔

صد شکر کہ از عشقت مرد و دو جہاں گشتم
ناموس چکار آید رسوائے محبت را

دیوانہ عشق تو تنہا ست ز غیر تو
زو نیست بہ تنہائی تنہائے محبت را

☆ سو بار شکر گزار ہوں کہ میں تیرے عشق میں مردود ہو گیا ہوں۔ رسوائے محبت کے لئے ننگ و ناموس بے معنی الفاظ ہیں۔

Marfat.com

☆ تیرے عشق کا دیوانہ تیرے سوا سب سے الگ تھلگ ہے۔ محبت کی راہ میں تنہا رہ جانے والے کو تنہائی میں ہی لذت ملتی ہے۔

اور آنسو گالوں پر رواں تھے۔ قریب ہی ایک محب بیٹھا تھا۔ بڑے ادب سے گویا ہوا۔

"کیوں روتے ہو؟"

فرمایا۔

"من از عشق یا می گریم" یعنی میں یار کے عشق میں رو رہا ہوں۔

حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

جو ایمان و محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم و ملزوم گردانتا ہو وہ ہمہ وقت سرشار عشق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم رہتا ہے۔ وہ اس خیال کوتاہ سے مستغنی ہوتا ہے کہ عشق و محبت کا انحصار صرف دیدار محبوب پر ہے بلکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ ذکر محبوب سے بھی انسان عشق و محبت کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ یہی نظریہ حضرت احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ فرماتے ہیں۔

"اے عزیز! ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے۔ اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی الفت پر منوط (منحصر) ہے جو ان سے محبت نہیں رکھتا واللہ کہ ایمان کی بو اس کے مشام (ناک) تک نہیں آتی۔"

اور پھر یہ شعر پڑھا ۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

(ترجمہ) عشق صرف دیدار سے ہی نہیں ہوتا۔ کئی بار ایسا بھی ہوا ہے کہ یہ دولت گفتگو سے ہی مل جاتی ہے۔

جب غلبہ حال ہوتا ہے تو صاحب حال کے اقوال و اشعار میں بے ساختگی۔ عمق، مقناطیسیت اور حقیقت و معرفت کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ نفس مضمون از خود سامع و قاری کے قلب و روح میں اتر جاتا ہے اور اس کا اثر دائمی طور پر اس کے خیال و دماغ کی لوح پر منقش ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا حافظ محمد اسحٰق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے غلبہ حال میں ارشاد فرمایا کہ داستان عشق کو ضبط تحریر میں لانا سہل نہیں۔ اور پھر یہ اشعار پڑھے۔

داستان عشق کا لکھنا کوئی آساں نہیں
آسمان پر چاہو گے لکھنا تو ٹل جائے گا وہ
آگ کھائے گی جلائے گی اگر انسان کو
قلب عاشق ہو تو دوزخ کو نگل جائے گا وہ
آتش نمرود کیا گلزار ہوتی ہے ابھی
عشق میں پورا جو اترا ہے بہل جائے گا وہ

حضرت شاہ تراب علی کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا نظریہ تھا کہ عشق نامرادی کا دوسرا نام ہے۔ فرماتے ہیں۔

عاشقی کان نامرادی ہے
عشق دوکان نامرادی ہے

حضرت شاہ مراد رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا خیال تھا کہ عشق و ایمان میں تفاوت نہیں۔ لہٰذا فرماتے ہیں۔

جو عشق ہے سو ایمان کچھ فرق ناہیں لاشک
لکھیو میری لحد پر عاشق چلا سفر پر

حضرت قرب رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے نظریہ کے مطابق محب و محبوب و محبت ایک ہی شجر نور کی شاخیں ہیں جو مختلف اسماء سے معروف ہیں۔ فرماتے ہیں۔

کہیں عاشق کہیں معشوق کہیں صورت عشق
ایک ہی نور ہے سو رنگ سے مشہور ہوا

Marfat.com

پنجابی ادب میں عارفانہ کلام بہار کے پھولوں کی طرح بکھرا پڑا ہے۔ جب کوئی جویائے معرفت الٰہی اور محبت و عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم' بزرگان دین اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے کلام کی ورق گردانی کرتا ہے وہ اس کے انداز بیان' دلکش و منفرد معنویت' ندرت و فراز خیال' حقیقت آفرینی' معرفت الٰہیہ اور عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین و جمیل رنگوں کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ اس کے قلب و نظر و روح میں نور پھیل جاتا ہے اور اس کے ہر بن مو سے عشق و محبت کے چاند طلوع ہونے لگتے ہیں۔ اور جب وہ مطالعہ سے فارغ ہوتا ہے تو سرتاپا اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں رنگ چکا ہوتا ہے۔

بزرگ و اولیاء شعراء کے کلام معرفت کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ان کے مابین بعد زمانی کا تصور کوئی وجود نہیں رکھتا۔ کلام پڑھتے وقت یوں احساس ہوتا ہے جیسے صاحب مطالعہ صاحب کلام بزرگ و ولی اللہ کے قدوم میمنت لزوم میں بیٹھا براہ راست اس سے استفادہ کر رہا ہو۔ اور جب کوئی لحن واؤدی کے ساتھ کسی بزرگ و ولی اللہ کا عشق و محبت سے لبریز کلام پڑھتا ہے تو تشنگان محبت فوراً اس طرف منعطف ہو جاتے ہیں جو روح کی گہرائیوں میں اتر کر انہیں مسحور و سرشار کر دیتا ہے۔ ان کے رگ و ریشہ میں کیف و سرور کی لہریں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہی عارفانہ کلام کی علامت ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے نثر و نظم دونوں اصناف میں عشق و محبت کے بارے میں اپنا نظریہ و حال بیان کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ عشق و محبت کے کس قدر بلند مقام پر فائز تھے۔ ان کی کتب کا مطالعہ کرنے کے دوران میں ایک ایسی کیفیت سے دوچار ہوا جیسے ہر سو رنگ' خوشبو اور نغمات پھیلے ہوئے ہوں اور ان کے مابین ایک عظیم نورانی شخصیت نقرئی تخت پر جلوہ افروز اپنی زبان درفشاں سے کہہ رہی ہو۔

اے محبت و عشق کے طلبگار! حُب کی دو اقسام ہیں۔ ایک حب ایمان اور دوم حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے علاوہ حب کی تمام اقسام انہیں دو میں سے ہیں۔ لہٰذا محبت اختیار کرنا فرض ہے۔ یہی فقر کی راہ ہے۔ فرقان حمید میں سورہ کہف پڑھیں تو حقیقت روز روشن کی طرح منکشف ہو جاتی ہے کہ اصحاب کہف کا کتا فقرا کی محبت کے سبب ہی دوری سے حضوری میں پہنچا اور آدمی کا مرتبہ پایا۔ اس لئے تمہاری حیثیت کسی بھی نوع محبت الٰہی میں کتے سے کم نہیں ہونی چاہیے وگرنہ انسانیت کے مقام سے گر جاؤ گے۔

Marfat.com

اے جام محبت کے پیاسو! اہل محبت محبت کے آئینے میں دیکھا کرتے ہیں اور آئینہ محبت شرف حضور ہے جس سے اہل حضور کو جمعیت حضور بامراد حاصل ہوتی ہے۔ اس مقام پر اہل محبت کا دل مثل پہاڑ ہوتا ہے۔ یہ دل کی پہلی قسم ہے لہٰذا وہ اپنے مقام سے ہل نہیں سکتا۔ یہی بامراد و کامران لوگ ہیں۔ وگرنہ کون نہیں جانتا کہ نہ ہی ہر پتھر اور پہاڑ سنگ مرمر کا ہوتا ہے اور نہ ہی ہر دل میں محبت کا ورد ہوتا ہے۔ اب تم ذرا اپنی حالت کا جائزہ لو اور بتاؤ کیا تم قاضی الحق کی بارگاہ میں دو گواہ پیش کر سکتے ہو جو وہ اہل محبت سے طلب کرتا ہے۔ ان میں سے ایک گواہ طلبی دیدار ہے جو مقتضی ہے کہ ذکر اللہ کو حرز جان بنایا جائے اور دوسرا گواہ بیزاری مردار ہے یعنی حرام و ناجائز و ناحق سے کلی اجتناب۔ تم جو ذکر کرتے ہو اس پر از خود خجل و شرمندہ ہوگے کیونکہ محبت کے ذکر کا تقاضا یہ ہے کہ تم ایک ساعت کے لئے بھی خاموش نہ رہو۔ اور جب تم محبت کے ذکر میں تام ہو جاؤ گے تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ تمہیں جام محبت پلایا جائے گا۔ نتیجتاً تمہیں جان کے جانے کا خوف و خدشہ نہیں ہوگا کیونکہ اس وقت تمہاری جان روح کے مقام لاہوت میں اور تمہاری نظر لامکاں میں ہوگی۔

صاحبو سن لو! اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت باطل' غلط اور سراسر شرمندگی ہے۔ اللہ کریم کی محبت کے حامل کی نشانی یہ ہے کہ اس کا شغل صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کا ثمرہ یہ ملتا ہے کہ اس پر علم لدنی روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے سامنے ہر لحظہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پاک ہوتی ہے۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کی علامت ذکر الٰہی ہے اور اس سے دشمنی کی نشانی ذکر الٰہی نہ کرنا ہے۔"

یہ اللہ والے لوگ ہیں اور رب کریم اور اس کے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر جانتے ہیں۔ ان کی محبت میں غرق رہتے ہیں اور جو شخص چاہے کہ اللہ ذوالجلال اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرے تو لازم ہے کہ وہ توحید و محبت میں مشغول ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص رکھے۔ دنیا کو ترک کر دے کیونکہ جو شخص دنیا سے رغبت رکھتا ہے وہ محبت الٰہی میں کذاب ہے اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اطاعت بجالائے۔ دوستو! محبت الٰہی بمنزلہ چراغ کے ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ایک بار محبت سے لیتا ہے تو ستر برس تک اس کے دل میں روشنی رہتی ہے اور جب محشر برپا ہوگا تو اٹھارا ہزار مخلوق میں سے اہل معرفت و اہل محبت کا درجہ سب سے بڑھ کر ہوگا۔

ماحول پر پراسرار سکوت طاری تھا۔ محبت و عشق کے انوار و برکات نے ہر شے کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اس بزرگ ہستی کی صوت دل نشین سنائی دینا بند ہو گئی تھی۔ وہ کسی گہری سوچ میں

Marfat.com

مستغرق تھی۔ اس نے پھر لبوں کو جنبش دی۔

اے عشق عشق پکارنے والو! کبھی غور کیا ہے کہ عشق کیا ہے؟ اگر کبھی اس پر تعمّق نہیں کیا تو سنو۔ عشق محبت الٰہی کا مغز اور معرفت الٰہیہ کا خلاصہ ہے۔ عشق ہی سے دائمی معراج' شرف دیدار اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتے ہیں۔ عشق وہ آگ ہے جو سوائے محبوب کے سب کو مٹا دیتی ہے اور بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور کچھ یاد نہیں رہتا۔ کسی مرد عارف نے کیا خوب کہا ہے ؎

در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام

(ترجمہ) میں تو اس کے عشق میں کھویا ہوا ہوں اور اپنی جان سے بیگانہ ہوں یہ عشق حقیقی ہے۔

عشق بمنزلہ صراف کے بھی ہے جو کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کرتا ہے اور عاشق کے دل سے تمام کدورتیں کاٹ کر نکال دیتا ہے جیسے صراف سونے میں ملاوٹ کو باقی نہیں چھوڑتا۔

عشق توحید الٰہی ہے' جو اس مقام پر پہنچتا ہے عارف باللہ' واصل الیٰ اللہ معارف صاحب عفو ہوتا ہے۔ لیکن بعض کوتاہ فہم عقل کو ارفع گردانتے ہیں حالانکہ عقل و عشق میں لاانتہاہی فرق ہے۔ جہاں بھی حق کا معاملہ آتا ہے عشق مصلحتوں اور عافیت و آرام کو تج کر حق کی حمایت میں جان پیش کر دیتا ہے۔ لیکن عقل بے چاری اپنی مصلحتوں اور عافیتوں کو سوچتی رہتی ہے اور سود و زیاں کی فکر میں مبتلا رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے عقل بے مقام و بے مرتبہ ہے۔ دراصل عشق ہی عقل کامل ہے۔ جو سدا محو عرفان ذات ہو کر سربسجود رہتا ہے۔ عشق تو خانہ ویرانی کا نام ہے اور عقل اس کا تصور کر کے لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔ عقل کو کیا معلوم کہ عشق بذات خود بلند سے بلند تر تک چڑھائی کرنے والا سمندر ہے۔ اس میں بھلا عقل و فکر کی معمولی کشتی کہاں قائم رہ سکتی ہے۔

عشق تند خو سرکش باز کی طرح عاشق کی جان سے خون پیتا ہے۔ جس طرح شیر پورے جنگل پر قابض ہو کر بیٹھتا ہے اسی طرح عشق بھی عاشق کی جان پر قابض ہوتا ہے اور پھر عشق کے عاشق کی جان پر بھرپور حملے ہوتے ہیں۔ گویا عشق میں تکالیف و اذیتیں اٹھانی پڑتی ہیں اور پھر ان کے بعد وصل محبوب ہوتا ہے۔

ناوانو! عشق تو سراسر قربانی کا نام ہے۔ اس میں اولین کام اپنا سر قربان کرنا ہوتا ہے کیا تم نے نہیں سنا۔

Marfat.com

بہازی عشق مینازم دل و جاں را فدا سازم
بدم منصور مینازم یقیں خود را فدا سازم

(ترجمہ) میں عشق کی بازی کھیل کر دل و جان قربان کر دیتا ہوں مجھے اپنے منصور ہونے پر ناز ہے اور اپنے آپ کو قربان کرتا ہوں۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کفر اور ہوا و ہوس کی تاریکی میں عشق ہی تو ہے جو ہدایت و معرفت کا نور روشن کئے ہوتا ہے۔

عشق محبوب سراسر آتش ہے۔ جب یہ سلگتی ہے تو عاشق ذات سے ہوش و صبر کے تمام ناطے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ وہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ سے بے خبر اور دنیا کے ہر تعلق کو بھول جاتا ہے۔ جب اس آگ سے ایک بار واسطہ پڑ جائے تو پھر کون ہے جو اس سے دامن بچا سکے یا کون ہے جو اسے بجھا سکے۔ بالخصوص محبوب حقیقی کا عشق جو ہر خامی سے آزاد و پاک ہے۔ یہ روز افزوں بھڑکتی رہتی ہے۔ اس عاشقی میں اس قدر سوزش ہوتی ہے کہ اگر جہنم میں بھی چلا جائے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کچھ خبر نہ ہو۔ دراصل عاشق ہی تو فقیر ہوتا ہے اپنے محبوب کے در کا۔

اے عشق عشق پکارنے والو! عشق کی پیدائش و آغاز کی کئی صورتیں ہیں۔

اول : عشق ایک لطیفہ ہے جو غیب سے کشت دل میں پیدا ہوتا ہے اور بجز محبوب کسی شے سے قرار نہیں پکڑتا اور اس کے سوا مخلوق کا منہ دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔

دوم : علم سے عامل پر انوار اسرار الٰہی نازل ہوتے ہیں اور جب زبان دل کے موافق ہو جاتی ہے اور دونوں ایک ہو جاتے ہیں تو وہاں انوار عشق پیدا ہوتے ہیں۔

سوم : جو شخص ہوا اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دیتا ہے صاحب شوق بن جاتا ہے۔ جو دنیا اور زر و مال کو تج دے صاحب ذوق کہلاتا ہے۔ اور جو ماسوا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے صاحب اشتیاق ہوتا ہے۔ اور جو ان تمام بلاؤں سے نکل جاتا ہے تو عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی چاہے کہ وہ دولت عشق سے مالا مال ہو تو پھر اسے اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

"جتھے رتی عشق وکاوے اوتھے مناں ایمان ودیوے ہو"

عشق ذات اصل سرمایہ ہے اور یہی ایمان کامل کا مقصود ہے۔ دراصل ایمان کی اصل کنہ اور اس کا نقطہ عروج عشق ہے۔ جب عشق وارد ہوتا ہے تو ایمان کمتر درجہ پر رہ جاتا ہے گویا بلند مرتبہ عشق حاوی ہو جاتا ہے جو اصل ایمان ہے۔ لہٰذا عشق کے حصول کے لئے ایمان کا سرمایہ درکار ہے۔

Marfat.com

عشق کا بھاؤ اتنا تیز ہے کہ اس کی رتی بھر مقدار کے عوض ایمان کامل کے منوں کے حساب سے ڈھیر لگانے پڑتے ہیں اور جس کے اندر رتی بھر عشق ہو وہ ہمیشہ آہ و فریاد کرتا رہتا ہے اور جسے محبوب حقیقی سے ملنے کا شوق ہوتا ہے وہ سدا غم و اندوہ اور مشکلات راہ برداشت کرتا ہوا بخوشی راہ معرفت پر گامزن ہوتا ہے۔

جب عشق نصیب ہو جاتا ہے تو پھر عشق کی راہیں در باز کر دیتی ہیں اور حامل عشق اس پر خوف و خدشات و حذر کی بیساکھیوں کے سہارے آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگتا ہے تاکہ قدم درست جگہ پر پڑے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشق کی راہ مذہب و ملت اور کتب میں مرقوم نہیں ہے۔ اس سے مراد رب الارباب ہے۔ جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے تو عشاق نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کو دیکھا۔"

ارشاد فرمایا۔

"بلٰی من رانی رای الحق ہاں۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔"

بعد ازاں جب یہی سوال علماء نے عرض کیا تو ارشاد فرمایا۔

"اس کی نعمتوں میں فکر کرو۔ لیکن اس کی ذات کے باعث کچھ نہ سوچو۔"

راہ عشق میں تو خون کے آنسو بہانے پڑتے ہیں۔ لیکن لوگ اسے نہیں سمجھتے بلکہ عشاق کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ دراصل عاشق تو وصال محبوب حقیقی کے لئے بیتاب و مشتاق ہوتا ہے کیا سنا نہیں۔

تا شدم حلقہ بگوش در میخانہ عشق
ہر دم آید از غمی نو مبارک بادم

(ترجمہ) جب سے میں نے تیرے میخانہ عشق کی غلامی کی ہے ہر لحہ ایک نئے غم سے دوچار ہوں۔ یہ امر میرے لئے بہت ہی مبارک ہے۔

راہ عشق میں انگنت صعوبتیں ہیں لیکن اس راہ میں وہی لوگ قابل ستائش ہیں جو باہمت و بردبار ہو کر اپنا ہر قدم آگ کی طرف بڑھاتے ہیں۔ عشق کی راہ ایسی نرالی و منفرد ہے کہ اس میں کسی کی شستگی و پاکیزگی اور شبانہ روز مساجد میں ادائیگی نوافل کام نہیں دیتے۔ بلکہ اس راہ میں تو بغیر کسی تامل و جھجک سر دینا پڑتا ہے۔ یہ فداکاری و جاں سپاری اگر موجود ہے تو جان نثار کی ناپاکی بھی پاکی میں شمار ہو گی اور اگر وہ چاہے تو ساری عمر بت خانے میں گزار لے مگر قرب خداوندی کے لائق گردانا جائے گا۔

Marfat.com

عارفین کہتے ہیں کہ فقر ایک جذبہ ہے۔ اگر یہ جذبہ ہے تو یہ جذبہ عشق ہے جو انسان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ۔ فقر کا راستہ گویا عشق کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ کو نہ علم سے تعلق ہے اور نہ جہالت سے واسطہ' یہ تو محض محبت اور اخلاص کی راہ ہے۔ عشق نہ ہو تو فقیر کے مطالبات پورے ہوتے ہیں اور نہ ہی منتہائے مقصود کے ساتھ وہ تعلق پیدا ہوتا ہے جو شوق بے پایاں کے پر عنایت کرتا ہے۔ مختصراً فقر کی یہ تعریف کی جاسکتی ہے کہ ابتدائے فقر اشک اور انتہائے فقر عشق ہے اور جو فقر عشق کو اپنا لیتا ہے وہ حقیقی فقیر ہے اور فقیر سدا محبت و عشق کے ذکر و فکر میں غرق دیدار کا طالب رہتا ہے۔ یہی عشق توحید ہے۔ اور جو فقیر عشق وحدانیت میں فنا ہو اس کا پیٹ عشق کے شعلوں سے پر نور ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہی صاحب استقامت ہے جو مقام عشق پر ثابت قدم رہتا ہے۔ اب تم بخوبی سمجھ گئے ہو گے کہ فقر کا تعلق عشق الٰہی سے ہے اور عشق کا مقام دل میں ہے اور قلب کی اقسام تین ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ جس میں عشق و محبت کی آگ بھری ہو۔ آتش شوق و اشتیاق اور ذکر و افکار کی وجہ سے پر ہو۔ اصل میں دل یہی ہے جو ماسوا اللہ تعالیٰ اور کسی کا طالب نہ ہو۔ جب دل میں محبوب کے سوا کوئی دوسرا متمکن نہ ہو تو پھر بجز ذکر محبوب کے کیا رہ جاتا ہے۔ لہٰذا قلبی ذاکر محبت و عشق الٰہی میں مسرور اور حق سے جان بہ جان رہتا ہے۔ قلبی ذاکر کی شان یہ ہے کہ بعد از وصال بھی اس کا قلب جاری رہتا ہے۔ اس کا قلب نہیں ہوتا بلکہ وہ خلوت میں اللہ تعالیٰ سے مشغول ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل محبت و عشق یتیم ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ محبت الٰہی میں والدین اور عزیز و اقارب سب کو چھوڑ کر اسی کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔

جوں جوں محب منہاج عشق پر آگے بڑھتا ہے تو شدت عشق کے اثرات اس کی جان پر نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ محبت و عشق الٰہی کی خوشبو عاشق کے شوق و غم کو اس قدر بڑھا دیتی ہے کہ اس کے جسم میں زردی' آنکھوں میں اشک غم اور ہر تنفس میں سوز آہ شامل ہوتا ہے۔ وہ عشق کے سینکڑوں مقامات سے گزرتا ہے اس لئے اس کا عشق مشاہدہ کا وارث ہوتا ہے اور حقیقت کی تہہ یا اس کی کنہ تک کی خبر رکھتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس علم کی نظر سطحی ہوتی ہے۔ اسی لئے

"فاضل سٹ فضیلت بیٹھے باہو عشق نماز جاں نیتی ہو"

یعنی اے باہو! حضرت عشق نے جب دل و جان پر اثر انداز ہو کر نماز عشق کی نیت کی تو (حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ جیسے) کئی فاضلوں نے فضیلت چھوڑ کر درویشی اختیار کرلی۔

وجہ یہ ہے کہ انسانی عقل جسے علم سے جلا حاصل ہوتی ہے عشق کے فقدان سے مادہ پرستی

Marfat.com

کے گھٹیا اور اسفل اہل خواہشات و رجحانات میں ڈوبتی چلی جاتی ہے۔

"جیں دل عشق خرید نہ کیتا سوئی خسرے مرد زنانے ہو"

یعنی جس کے دل نے عشق (الٰہی) خرید نہ کیا وہ اگرچہ (بظاہر جنس و شکل میں) مذکر دکھائی دیتا ہے یا مونث وہ تو فی الحقیقت مخنث ہے۔

اے رفیقو! تجلی سے مراد روشنی ہے اور وہ چودہ اقسام میں منقسم ہے۔ پہلی شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا تعلق آنکھ سے ہے جو اس کا مشاہدہ و معائنہ کرے۔ دوسری تجلی طریقت ہے۔ اس سے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ تیسری تجلی حقیقت ہے۔ اس سے روح منور ہوتی ہے۔ چوتھی تجلی معرفت ہے۔ اس سے بھید میں فروغ ہوتا ہے۔ اور پانچویں تجلی عشق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسرار کے نور میں اضافہ ہوتا ہے۔ اول الذکر چاروں تجلیات پر کماحقہ پورا اترنے کے بعد تجلی عشق کا ظہور ہوتا ہے۔ اور عشق کے درد کی آگ بجز دل درویش و عاشق کے کہیں قرار نہیں پکڑتی۔ اس آگ کی خاصیت یہ ہے کہ محبوب کے علاوہ وہ کسی کی یاد کو دل میں رہنے نہیں دیتی۔ کیونکہ دل جیسا کہ پہلے بتا چکا مسکن عشق ہے لہٰذا اسے دنیوی آلائشوں اور حرص و ہوا کے فتنوں سے پاک ہونا چاہیے۔

اے راہ عشق کے مسافرو! عشق میں منازل و مقامات کی کوئی انتہا نہیں ہے اور عشق کا قصہ بھی اختتام پذیر نہیں ہوتا۔ یہ مقام اہل محبت کا ہے۔ اہل محبت اہل محرم کو کہتے ہیں۔ یہاں مجرم کی گنجائش نہیں۔ یہ مقام محبت فنائی المحبت کا ہے۔ مقام محبت کی تعریف یہ ہے۔

"کحب اللہ والذین امنوا اشد حب للہ ویحبھم یحبونہ ○ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرح ایمان والے اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے محب ہوتے ہیں۔ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔"

اس صورت حال میں حیات نفس' حیات دل' حیات روح' حیات عشق' حیات محبت' حیات ذکر و فکر' حیات دین' حیات فقر' حیات باری تعالیٰ جو زندہ اور قائم ہے اور حیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فنائی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے۔ اس کمال کا عشق حاصل کرنے والے کی نشانی یہ ہے کہ اس میں منافقت و دوئی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور اس کے زیر اثر انسان مشکل سے مشکل مقام سے بھی گزرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تصوف کی اصطلاح میں لقائے محبوب میں محو کر دینے والا عشق چونکہ مذہب کی تمام رسوم ترک کرا دیتا ہے اس لئے عشق اختیار کرنے والے کو اصطلاحاً" کفر کا حامل کہہ دیتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا۔

Marfat.com

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ ما تار گشتہ حاجت زنار نیست

(ترجمہ) عشق کی راہ میں میں نے کفر اختیار کیا ہے' مجھے مسلمانی کے دعوئ کی ضرورت نہیں۔ میری ہر رگ جان تار بن چکی ہے مجھے کسی زنار کی حاجت نہیں۔

اے شمع عشق کے پروانو! صاحب عشق و محبت کا دل ہزارہا اسرار سے منور ہوتا ہے۔ اب سمجھ گئے ہوگے کہ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ اب تمہیں اس شعر کے معانی سمجھنے میں آسانی ہوگی ۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جاں دیگر است

(ترجمہ) جو خنجر تسلیم سے ہلاک کیا جاتا ہے وہ ہر زمانہ میں غیب سے نئی زندگی پاتا ہے۔

خنجر تسلیم رَا سے مراد عشق و محبت ہے۔ ورنہ ہوا وہوس سے پر دل کتے کی مانند ہے۔

جیسا کہ تم سماعت کر چکے ہو کہ حیات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو فنافی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے لہٰذا ایسا شخص آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی ملازمت سے مشرف ہوتا ہے۔ حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور یہی حال حقیقت و معرفت اور مقام عشق و محبت کا ہے۔

صاحبو! جو آدمی شوق کی آگ میں جل رہا ہو وہ اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ جب اس پر ہجر و فراق کی آزمائش آتی ہے تو وہ ہمیشہ محبوب حقیقی کے حضور میں رہ کر کبھی تو خنجر آلام سہ رہا ہوتا ہے اور کبھی خنجر فراق سے ذبح ہو رہا ہوتا ہے۔ عاشق چونکہ موت کا خواہاں ہوتا ہے اس لئے ہر آن اپنا سر دے رہا ہوتا ہے۔ لیکن عاشق حقیقی وہ ہے جو معشوق حقیقی کے ہاتھوں اپنے قتل کو تسلیم کرے۔ انتہائی مصائب کے باوجود نہ تو ترک عشق کرے اور نہ ہی محبت محبوب سے منہ موڑے خواہ سینکڑوں تلواروں سے اسے گھائل کریں۔ وہ شوق محبوب میں دراصل اس زندہ جہان میں فنا ہو جاتا ہے وہ زندگی میں بھی مرچکا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مکان لامکاں ہے' لاریب اصل آگہی تو صاحب عشق کو حاصل ہوتی ہے جو نور ہوتا ہے اور رموز جان کے ہاتھوں اس دنیا سے بے نشان ہو کر لامکانی کیفیات کا حامل ہوتا ہے لہٰذا ہردم ذکر ھو میں مشغول رہتا ہے جو منہاج العاشقین ہے۔ اس کی عبادت اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت خاص سے ہے۔ اس کے دیدار کے سوا کوئی دوسری طاعت نہیں۔

عاشق ایسی نماز پڑھتا ہے جس میں کوئی حرف نہیں ہے۔ ہر کہ دمہ اس نماز عشق کی نیت

Marfat.com

بھی نہیں کر سکتا۔ یہ نماز عشق تو صرف دردمندوں کے دل میں مقام رکھتی ہے۔ اس نماز عشق کے لئے آنکھیں ہمیشہ آنسوؤں کے دھارے بہاتی ہیں اور خون جگر سے وضو کر کے پاک ہونا پڑتا ہے۔ نتیجتاً ان عشق والوں سے معاملہ بھی جداگانہ ہوتا ہے۔ علماء محض سے اور طرح بات ہوتی ہے اور عشاق کے ساتھ دوسرے طریقے سے گفتگو کی جاتی ہے۔

اے میرے ہم مشربو! گوش نیوش سے سن لو کہ عاشق کا مقصود صرف دیدار و وصل ہوتا ہے۔ حق سے حق تک حق الیقین کے ذریعے رسائی حاصل کرتا ہے۔ کسی بزرگ نے اسی حال کی غمازی اس شعر میں کی ہے ۔

مراتب عاشقاں دیدار بیں است
ز حق باحق رسد حق الیقین است

چونکہ عاشق کو صرف رب کریم سے سروکار ہوتا ہے لہٰذا اہل وصل کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام ہی کافی ہوتا ہے۔ وہ شب و روز عشق الٰہی میں مست رہتا ہے اور جب عاشق وصل حاصل کرلیتا ہے تو وہ مرتا نہیں۔ یعنی بقا باللہ ہو جاتا ہے اور مسرت سے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ صاحب تفوض ہو جاتا ہے۔

"راز ماہی دا عاشق جانن باہو کی جانن لوگ اتھوری ہو"

یعنی محبوب حقیقی کے عشق و محبت کا راز صرف عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس معرفت کا ادراک دنیوی آلودگیوں میں دبے ہوئے لوگ نہیں کر سکتے۔

دوستو! راہ عشق میں سر کی بازی لگانا دراصل عشاق کا کھیل ہوتا ہے اور اس بازیچہ میں دم مارنے کی گنجائش نہیں لہٰذا گردن سے سر کو جدا کرنا ہی بہتر ہے۔

"عاشقاں دے گل چھری ہمیشاں باہو اگے محبوباں دے کسدے ہو"

یعنی اے باہو! عاشقوں کے گلے پر تو ہمیشہ عشق کی چھری چلتی رہتی ہے اور محبوب کے روبرو ذبح ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ عشاق کا دل مثل پہاڑ کے ہوتا ہے جو نہ ہلتا ہے اور نہ کانپتا ہے۔ ان کے ہم آہنگ ان کا دل موم کی طرح نرم اور پگھلنے والا بھی ہوتا ہے جو حرارت عشق میں پگھل کر محبوب کی طرف عجلت پذیر ہو کر بہہ جاتا ہے۔ اس لئے وہ جیتے جی محبوب حقیقی پر جان دے کر حیات ابدی پا کر زندہ جاوید ہو جاتے ہیں اور دونوں جہانوں میں زندہ رہتے ہیں۔ لاریب جس دل نے عشق خرید نہ کیا وہ دونوں جہان کے انعام سے محروم رہتا ہے۔

جیسا کہ تم سمجھ گئے ہو گے کہ عاشق ہر دم سولی پر چڑھا رہتا ہے لہٰذا وہ بارگاہ صمدیت میں

Marfat.com

اس طرح دست بدعا رہتا ہے ۔

الٰہی عاشقاں را خویش قدرت جان گیر
کہ عزرائیل درمیاں نامحرم است

(ترجمہ) اے اللہ تعالیٰ ! عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے نکال لے کیونکہ عزرائیل علیہ السلام ہمارے درمیان میں اجنبی ہیں۔

عشاق ذات کا جذبہ عشق کامل ہوتا ہے اور سچے عشق میں فکر و عقل و دانش کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ عاشق جب انتہائے عشق کے ساتھ مل جاتا ہے تو عقل و فکر کی سب باتیں بھول جاتا ہے جو کمال محبت کا عشق ہے۔ لہٰذا جسے عشق خالص حاصل ہو وہی حقیقتاً فرزانہ و دانشمند ہے۔ اور عقل مند کی ملکیت صرف جام عشق کی مستی ہے۔ اور جب وہ اس کارگہ عالم سے گزر جاتا ہے تو اس ہنگام جام عشق کی اور بھی زیادہ ضرورت محسوس کرتا ہے۔

عاشق صادق ارضی و سمائی بلاؤں اور بحر ظلمات سے آخرکار کامیابی سے گزر جاتا ہے۔ اس کامیابی کا راز یہ ہے کہ وہ لذات دنیا سے نفس کو قطعاً روک لیتا ہے۔ تکلفات اور ظاہری رکھ رکھاؤ کی نمائش سے پاک و بے نیاز ہو جاتا ہے۔ خاکساری کے انداز میں سادگی اور کہنہ جامی کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ سدا عشق محبوب میں سرخرو اور سرمست پھرتا ہے اور اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے۔

" جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کجھ الاون ہو "

یعنی جن عارفان صادق نے عشق حقیقی پالیا وہ منہ سے کچھ نہیں بولتے۔ ان پر خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی مردم شناس کی نگاہ سے وہ پوشیدہ نہیں رہتے۔ دانا و بینا ان کی عظمت و بلند مراتب کو بھانپ ہی لیتے ہیں۔

بیلیو! جو عشق کو خرید لیتا ہے تو وہ جملہ اسرار نفس انسانی اور نفس کائنات کو پہچان اور جان لیتا ہے لیکن دل دادگان دنیا کے بے دردوں کو حقیقت سے کیا خاک حاصل ہو سکتی ہے۔

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی
تا بیخبر بمیرد در درد خود پرستی

(ترجمہ) عشق و مستی کے اسرار مدعی کے سامنے بیان نہ کرو تاکہ وہ خود پرستی کے درد میں بے صبری کے عالم میں ہی مرجائے۔

Marfat.com

خریدار عشق کی شان یہ ہے کہ وہ سر کے بغیر ہی لامکاں کی سیر کرتا ہے اور بروز محشر جب عشق و محبت اور شوق و اشتیاق والے قبور سے دیدار الٰہی کے لئے اٹھیں گے تو ملائکہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا۔

"انہیں لاؤ اور کنار دوزخ ان کا خیمہ لگاؤ۔"

عاشق کے دل میں جو آگ ہوتی ہے وہ دوزخ کی آگ سے بہت تیز ہوتی ہے۔ لہٰذا جب وہ اس خیمے میں بیٹھیں گے اور ان کی نگاہ دوزخ پر پڑے گی تو وہ سرد اور مٹی کی طرح ہو جائے گی۔ اسے مجال و قوت نہ ہوگی کہ سر اٹھا سکے۔ اس لئے مخلوق اللہ کے لئے موجب راحت و آرام ہوگی۔ لہٰذا لب دوزخ ان کا خیمہ نصب کرنے کا یہی مقصود ہوگا۔

جب عشاق کو مقام تجلی میں بلایا جائے گا تو ہر ایک عاشق کو سامنے لے جائیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہزار ہزار مرتبہ ارشاد فرمائے گا۔

"ہمارا دیدار کرو۔"

ہر عاشق پر ہربار تجلی ہوگی اور وہ ستر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا اور جب ہوش میں آئے گا تو کہے گا۔

"ھل من مزید۔"

پھر متجلی ہوگا اور ستر ہزار سال کے بعد اپنے مقام پر آئے گا۔ اسی طرح عاشق فقیر فنافی اللہ سر تا پا تجلی کے نور سے پر ہوتا ہے اور اگر ایسے عاشق کی امانت و نیابت کا راز آسمانوں پر ظاہر کیا جائے تو آسمانوں کے ستارے ٹوٹنے لگیں جس طرح روز نشور نجوم بحکم رب تعالیٰ جھڑنے لگیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جس منزل اولیٰ پر عاشق پہنچتے ہیں وہاں مرتبہ غوثیت والوں کا گزر تک نہیں ہوتا ہے۔

معاً" دل کے کسی گوشے میں ایک خوبصورت سوال کی خوشبو پھیل گئی۔

"فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔"

اس بزرگ ہستی پر قصر قلب میں گذرنے والا سوال منکشف ہوا تو خاموش ہو گیا۔ لمحہ بھر توقف کے بعد ارشاد فرمایا۔

"جب شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر انسان قلب کو زندہ کر لیتا ہے تو فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ پاتا ہے اس کا مقام حضوری ہوتا ہے۔ لہٰذا جس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے تو کلمہ طیب کو وہاں جاکر پڑھتا ہے جہاں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مقدس کے انوار کی جلوہ گری کا جشن ہوتا ہے اور وہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم پر جان نثار کر دیتا ہے۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیات کو دیکھتا ہے اور مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔"

یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق، مقرب حق، معشوق الٰہی، اللہ تبارک وتعالیٰ کا منظور نظر۔ حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی خدمت اقدس میں حاضر اور نور مطلق کی توحید میں غرق ہو۔ اس وقت عبادت کا ترک کرنا ہی نیکی ہے کیونکہ اس ہنگام عبادت معرفت الٰہیہ سے باز رکھتی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو حاصل کر لینے اور اسے مل جانے کے بعد عبادت کی گویا اس نے کفرو شرک کیا۔"

جب فرمودات اختتام پذیر ہوئے اور حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ عشق و محبت روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا تو ان کو مزید روشن تر کرنے کے لئے ایکا ایکی فضا میں نغمات عشق و محبت کی روپہلی چاندنی پھیل گئی۔ درد و فراق و ہجر نے آنسوؤں کی صورت اختیار کر لی۔ آہ و بکا اور فریاد و فغاں کا دھواں ہر بن مو سے اٹھنے لگا۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر دور بہت دور کوئی عاشق زار درد بھرے انداز میں ابیات باہو پڑھ رہا تھا۔ ہر مصرع میں لفظ "ھو" کی تکرار ایسی تاثیر پیدا کرتی تھی کہ روح مستانہ وار رقص کرنے لگتی۔ قلب و نظر سے محبتوں کے آبشار گرنے لگتے اور عرش خیال پر عشق و محبت کا رنگ جلوہ گری کرنے لگتا۔ میں ہمہ تن گوش ہو گیا۔ مدبھری آواز میرے کانوں سے ٹکرانے لگی۔

الف اللہ صیحی کیتوے جداں چمکیاں عشق اگوہاں ہو
راتیں ویہاں دیوے تا تکھیرے نت کرے اگوہاں سوہاں ہو

اندر بھاہیں اندر بالن دیوچ دھوھاں ہو
باہو شوہ تداں لدھیوئے جداں عشق کیتوے سوہاں ہو

☆ ہم نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو (اس وقت) پہچان لیا جب اور آگے (لے جانے والا) عشق (دل و جان میں) چمکا۔ (وہ عشق حقیقی) مجھے دن رات تیز تر تپش دے رہا ہے (اور راہ معرفت میں) روز بروز اور آگے (منزل) کا واقف بنا رہا ہے۔

☆ (اب میری یہ کیفیت ہے) کہ (میرے من کے) اندر ہی شعلہ ہائے آتش (عشق) بھی ہیں۔ ایندھن بھی ہے اور دھواں بھی۔ اے باہو! ہم نے مالک (حقیقی) کو تب ہی پایا

Marfat.com

جب عشق نے (رسوم راہ) کا واقف کیا۔

مختصراً ان اشعار کی تشریح یوں کی جاسکتی ہے کہ عرفان حق اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کامل عشق تمام رسوم و راہ سے آگہی کردیتا ہے۔ پھر عشق کی راہ میں جن کیفیات اور واردات کا سامنا ہوتا ہے ان کو سوز باطن اور نت نئی آگہی کے نام سے ملقب فرماتے ہیں۔

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہو
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت کوئی ہو
جس منزل نو عشق پچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہو
میرا عشق سلامت رکھیں، باہو ایمانوں دیاں دھروئی ہو

☆ سلامتی ایمان تو ہر شخص مانگتا ہے (لیکن) سلامتی عشق کوئی خاصان حق ہی طلب کرتا ہے۔

یہ طالبان ناقص جو کہ (صرف) ایمان مانگتے ہیں اور عشق (الٰہی) سے شرماتے ہیں۔ (ان کا حال زار دیکھ کر) میرے دل میں غیرت فقرو عشق الٰہی اجاگر ہو رہی ہے۔

☆ (حقیقت یہ ہے کہ) جس منزل (اولیٰ) کو عشق پہنچتا ہے ایمان کو اس (منزل) کی خبر تک ہی نہیں ہے۔ (کیونکہ انتہائے ایمان جنت الماویٰ ہے اور انتہائے عشق ذات حق تعالیٰ)۔

اے باہو! (اے مرشد کامل) میرے عشق کو سلامت رکھنا (اور میں احترام عشق کے لئے) اپنے ایمان (کامل) کو بھی قسم اور واسطہ دیتا ہوں۔

تشریح : ہر عاشق ایماندار ہے لیکن ہر ایماندار عاشق نہیں ہو سکتا۔ عشق خوداری' جانبازی' پر سوزی اور بلند نظری کا حامل ہے۔ ایمان عبادت' ریاضت اور بہشت کا دھیان کرتا ہے۔ عاشق کا مقصود رضائے الٰہی اور لقائے الٰہی ہے۔ ایمان کو وصول بہشت و حور و غلماں ہیں۔ اور عاشق ان کی طرف ایک نگاہ ڈالنا بھی پسند نہیں کرتا۔ عشق مولا کریم کی طلب ہے۔ عشق اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں سر قربان کرنا ہے۔

عشق مشک نہ چھپے رہندے ظاہر تھیں اتھاہیں ہو
نام فقیر تنہاندا باھو جنہاں لامکانی جاہیں ہو

(ترجمہ) عشق و مشک پوشیدہ نہیں رہتے۔ اس لئے یہیں (اس کے آثار) ظاہر ہوئے ہیں۔

Marfat.com

(لیکن) اے باہو! فقیر تو ان (مردان کامل) کا نام ہے جن کا مقام (راہ عشق میں) لامکان ہے۔

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے بھارے ہو
اک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن بھلے پھرن بچارے ہو

اک نگاہ بے عشق ویکھے لکھ ہزاراں تارے ہو
لکھ نگاہ بے عالم ویکھے کسے نہ کدھی چاہڑے ہو

عشق عقل وچ منزل بھاری سئیاں کوہاندے پاڑے ہو
جنہاں عشق خرید نہ کیتا باہو اوہ دوہیں جہانیں مارے ہو

☆ ہزاروں کتابیں اور (ہزاروں) علوم پڑھ پڑھ کر عالم (تو) ہو گئے (لیکن یہ) بیچارے (نامحرم عشق ذات ہو کر علم) عشق کا ایک حرف (تک بھی) پڑھنا نہیں جانتے۔ اور راہ عشق (معرفت) بھولے بھٹکے پھر رہے ہیں۔

☆ عاشق (صادق) اگر (رحمت کی) ایک نظر دیکھے تو لاکھوں' ہزاروں (سرگشتگان الفت) کو (وحشت و حیرت کے سمندر سے نکال کر) پار کر دیتا ہے۔

اس کے برعکس علم ظاہری حاصل کردہ عالم (جس کی نظر عرفان حق اور عشق ذات سے بے بہرہ ہے) اگر لاکھوں دفعہ توجہ کرے (تو اس سے) کسی پریشان حال کی کشتی کنارے نہیں لگتی۔

☆ عشق (جو کہ ماسوا اللہ تعالیٰ سے روگردان کر کے محویت و استغراق کے راستے معرفت عطا کرتا ہے اور عقل (نشیب و فراز کو دیکھ کر خیر و شر کو بھانپتا ہے) حصول مقصد کا متلاشی تو ہے لیکن اس میں وہ جرات نہیں جس سے وہ منزل اولیٰ تک پہنچے۔ لہٰذا ان (دونوں قوتوں کے درمیان) کڑی منزل ہے اور سینکڑوں کوسوں کا فاصلہ مابین حائل ہے۔

اے باہو! جنہوں نے (اپنا متاع دوجہاں دے کر) عشق (حقیقی) خرید نہ کیا وہ دونوں جہانوں (دنیا و عقبیٰ) میں (عرفان حق) سے بے بہرہ رہے۔

تدوں فقیر شتابی بندا جد جان عشق وچ ہارے ہو
عاشق شیشا تے نفس مربی جان جاناں تو وارے ہو

(ترجمہ) (سالک) تب ہی جلدی فقیر (کامل) بنتا ہے جب (بازی) عشق (الٰہی) میں اپنی

Marfat.com

جان (تک) ہار دے۔
عاشق (اپنا) شیشہ (دل) اور نفس مطمئنہ (اور) جان (سب کچھ) محبوب حقیقی پر قربان کر دے۔

جس دل عشق خرید نہ کیتا سو دل درد نہ پھٹی ہو
جس دل عشق حضور نہ منگیا سد درگاہوں سٹی ہو

(ترجمہ) جس دل نے عشق (ذات) خرید نہ کیا۔ اس دل میں تو درد (ہی) نہیں پھوٹا۔
جس کے دل نے (ان) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عشق نہیں مانگا وہ تو (درگاہ الٰہی) سے پھینکا گیا (راندہ درگاہ ہو گیا)

رات اندھیری کالی دے وچ عشق چراغ جلاندا ہو
جیندی سک توں دل چاہنوے توڑیں نہیں آواز سناندا ہو

اوجھڑ جھل تے مار دبیلے اتھے دم دم خود شیہاں دا ہو
تھل جل جنگل گئے جھاگیندے باہو کامل سینہ جہاندا ہو

☆ (زندگی کی) تاریک اور سیاہ رات میں عشق چراغ (معرفت) جلاتا ہے (اور زندگی کی سیاہ رات کو روشن کرتا ہے)
(عشق کی) اگرچہ آواز سنائی نہیں دیتی لیکن یہی تو عشق ہے جس کی محبت دل لے جاتی ہے۔

☆ (اس راہ عشق و معرفت میں) جھاڑیاں۔ جنگل (خوفناک ویرانے) اور دریاؤں کی گزر گاہیں ہیں جہاں ہر دم (درندوں) شیروں کا خوف ہے۔
اے باہو! جن کا عشق کامل اور صادق ہے وہ ریگستانوں' دریاؤں (اور) جنگلوں کی صعوبتیں) طے کرتے ہوئے (منزل مقصود کو گامزن رہے)

اب آواز سنائی دینا بند ہو گئی تھی۔ ماحول پر پراسرار و معنی خیز خاموشی مسلط تھی۔ اچانک قریب سے ہی ایک شخص عالم وارفتگی میں بڑے رچاؤ سے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے فارسی اشعار پڑھنے لگا۔

بشو اوراق اگر ہمدرس مائی
کہ علم عشق در دفتر نباشد

Marfat.com

(ترجمہ) اگر تو میرا ہم سبق ہے تو اوراق دفتر دھو ڈال کہ عشق وہ علم ہے جو کسی بیاض میں نہیں ملتا۔

دم زدن در راہ عشق یار نیست
پارہ شو در راہ او صد پارہا

(ترجمہ) اس محبت کی راہ عشق میں دم مارنا ناممکن ہے۔ تو اس کی راہ میں پارہ پارہ (فنا) ہو جا۔

یار سر بازی بکن در راہ عشق
زانکہ سر بازی ست بازی عاشقاں

(ترجمہ) راہ عشق میں سر دینے کا سبق یاد رکھ کیونکہ عاشقوں کی بازی دراصل سر کی بازی ہے۔

حضرت میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ

جہاں کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محب آسودہ خواب ہوتا ہے تو وہاں کی فضاؤں میں عشق و محبت کی مہکار رچی بسی ہوتی ہے۔ وہاں اس عاشق صادق کے متوالوں' عقیدت مندوں اور چاہنے والوں کا ہجوم رہتا ہے جو اس کے بیان و کلام کی سماعت سے نہ صرف اپنے مشام جان کو معطر کرتے اور سینوں کے اندر شمع محبت و عشق کی لو کو تیز تر کرتے ہیں بلکہ وہاں پر موجود دیگر افراد کے وجود میں بھی آتش عشق کی چنگاریاں روشن کر دیتے ہیں۔

موسم سرما کی ایک انتہائی ٹھٹھری ہوئی رات تھی۔ ہر سو خاموشی نے پہرے ڈال رکھے تھے۔ اس ہنگام حضرت میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے تھوڑی دور ایک بڑے سے کمرے میں بہت سے لوگ صاحب مزار کے عارفانہ و عاشقانہ کلام سے بالیدگی روح اور محبتوں کے دیپ جلانے کے لئے موجود تھے۔ اسی اثنا میں سات اشخاص جن پر درویشانہ رنگ غالب تھا اندر داخل ہوئے اور سامنے بچھی ہوئی سفید چادر پر جا کر بیٹھ گئے۔ کمرے میں موجود تمام لوگوں کی نظریں ان پر جم گئیں۔ قدرے سکوت کے بعد ان سات درویشوں نے باری باری حضرت میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ کا کلام بڑے درد و محبت میں ڈوبے ہوئے انداز میں پڑھنا شروع کیا۔

پہلے درویش کی آواز جب فضا میں بلند ہوئی تو حاضرین محفل نے بارگاہ خداوندی میں دعا

Marfat.com

کے لئے ہاتھ اٹھالئے۔ وہ بڑے الحاح و زاری سے پڑھ رہا تھا۔

بال چراغ عشق دا میرا روشن کر دے سیناں
دل دے دیوے دی روشنائی جاوے وچ زیناں
کامل عشق خدایا بخشیں غیر ولوں مکھ موڑاں
ہکو جاناں، ہکو تکاں، ہکو آکھاں لوڑاں

ان اشعار کے اختتام پر آمین ثم آمین کی آوازیں فضا میں ابھریں اور پھر ماحول پر سکوت طاری ہو گیا۔

دوسرے درویش کی آواز جب بلند ہوئی تو وہ ترغیب و دعوت عشق دے رہا تھا۔ حاضرین کی گردنیں جھک کر سینوں سے لگ گئیں اور میدان عشق میں اترنے سے متعلق اپنی عزیمت و ہمت کا جائزہ لینے لگے۔ وہ درویش کہہ رہا تھا۔

عشق کمانا سوکھا ناہیں ویکھ خاں سوز پتنگ دا
خوشیاں نال جلے وچ آتش مرنوں ذرا نئیں سنگ دا
جہناں درد عشق دا ناہیں کہ پھل پان دیداروں
جے رب روگ عشق دا لاوے لوڑ نہیں کوئی داروں
ہکناں عشق تیرے دے پیتے بھر بھر زہر پیالے
خنجر بھاگ محبت والی ہکناں بدن حلالے
عشق تیرے وچ گھائل ہوئے مائل حسن ازل دے
سر دتے پری نہ کیتی شادی کر کر چل دے
جس نوں عشق کسے دا ہووے تس دے عیب نہ وسدے
تخناں دے جو عاشق بندے عیب نہ ڈھونڈن اسدے
سدا سکھالے اوہو بھائی عشق جہناں گھٹ آیا
مرہم پھٹ اوہناں دے بھانے ہکو جیہا سکھایا
جھلن بھار ملامت والے عشقے دے متوارے
بھکھا اوٹھ ہووے مستانہ بھار اٹھاوے بھارے
پیر سنے وچہ نیر عشق دے بیڑا میرا تاریں
میں عاجز مسکین بندے نوں نال ایمانے ماریں

Marfat.com

جے دلبر مونہہ لائے ناہیں توں مکھ مول نہ موڑیں
ڈوہنگی ندی عشق دے اندر جیو جامہ سبھ بوڑیں

جنہاں عشق بندے دا لگا صبر آرام نہ تنہاں
ستے بیٹھے اٹھوں دیکھن لٹ کھڑے سن جنہاں

کی کچھ بات عشق دی دساں قدر نہ میرا بھائی
ایہہ دریا اگے دا وگدا جس دا لاہنگ نہ کائی

جنہاں عشق خرید نہ کیتا اینویں آ بگتے
عشقے باجھ محمد بخشا کیا آدم کیا کتے

جس دل اندر عشق نہ رچیا کتے اس تھیں چنگے
خاوند دے در راکھی کر دے صابر بھکھے ننگے

عشقوں باجھ ایمان کویہا کہن ایمان سلامت
مر کے جیون صفت عشق دی دم دم روز قیامت

پل صراط عشق دا پینڈا سو جانے جو ٹردا
آس بہشت دلیری دیندا ڈرگ و چھوڑا کھردا

دلبر مینوں منہ نہ لاندا عشق پسند نہ کردا
کھوہ پئی سب کیتی کتری سکہ بنیاں زر دا

جے لکھ زہد عبادت کریئے بن عشقوں کس کاری
جاں جاں عشق نہ ساڑے تینوں تاں تاں نبھے نہ یاری

چاہیے عشق سپاہی ایسا میں نوں مار گواوے
تھانہ کڈھ طبیعت والا صفتاں سب بدلاوے

خاص انسان انہاں نوں کہئے جنہاں عشق کمایا
دھڑ سر نال نہ آدم بندا جاں جاں سر نہ پایا

گل وچ سیلی دے نشانی جھل عشق دا پھاہا
چھڈ گرانی ہو سیلانی پکڑ سجن دا راہا

عشق لگاتاں شرم کویہا اوہ آتش ایہہ پولا
لائق ہو نالائق بندے سن بھائی مقبولا

Marfat.com

بیدرداں نوں پچھو ناہیں درد منداں دا رولا
مر جیون تاں واقف تھیون عشق نہیں پٹ کولا

چیتا چیتا کنڈ نہ دیویں عشق لڑائیوں اڑیا
سولے جاسی برخور داری جو اس سولی چڑھیا

جے توں طالب راہ عشق دا چھڈ وہماں وسواساں
ہمت دا لک بنھ محمد رکھ آساں پیا پاساں

ناں میں مسلم ناں میں کافر خبر نہیں کس چالی
نالے ایہہ دل عشقوں بھریا نالے ہے مڑ خالی

دھیاں پتر بھیناں بھائی وچھڑ سنگوں ساتھوں
بیڑی روہڑ اسباباں والی عشق ندی دے ٹھاٹوں

اندر باہر عشقے رودھا دسدا نہیں تساں نوں
مال خزانے کیکر بھاون اک گیا جیو جانوں

رتو نال ہوون ہتھ رتے چھالے بھر بھر پھسدے
کس کس نال کیتی گھٹ اس نے عشق لتھا گھٹ جندے

جس دل اندر عشق سماناں اوس نہیں پھر جاناں
توڑے سوہنے ملن ہزاراں ناہیں یار وٹاناں

وانگ شمع دل روشن عشقوں جاں سر شمع کپیندا
سر کپن دا درد جھلن تھیں نور زیادہ تھیندا

عشقے دی ایہہ رسم قدیمی جلیاں نوں نت جالے
اگلا زخم نہ بھولن دیندا ہور الوں چا ڈالے

خونی لہر عشق دی وگی بے کنار ڈونگیری
پھیر کڑاہ فکر دے پیندی ہمت صدق دلیری

عشق قصائی چھری وگائی کوہندا دیدے کساں
جگر کباب شراب لہو دا بول عذاب نہ دساں

وحدت آسان نہ دسدا کدھرے جان جہان نہ سجھے
کی کجھ ظاہر کہاں محمد سر عشق دے گجھے

Marfat.com

جنہاں دے دل عشق سمانا روون کم اناہاں
وچھڑے روندے ملدے روندے روندے لڑدے راہاں

وصل فراق نہیں چت آنن کامل عشق سنگارے
محبوباں دا راضی نامہ لوڑن سدا بیچارے

ملک عبادت خاصی اندر دائم رہن کھلوتے
پر عشقے دی لہرے اندر مار نہ سکدے غوطے

اٹھے پہر عبادت اندر رہندا نت کھلوتا
عشق حقیقی ہو یا مجازوں ہر میلوں دل دھوتا

دکھ ملامت عشقے اندر جیوں پایئے گکھ اندر اگے
جیوں جیوں گکھ اگی وچ پایئے بھڑک زیادہ لگے

سامعین نے جب سنا کہ راہ عشق میں کس قدر آلام و مصائب ہیں تو ان کے چہروں پر عجیب طرح کے تاثرات نمودار ہوئے۔ وہ گہری سوچوں میں مستغرق تھے اور تعمق کر رہے تھے کہ اس راہ پر قدم بڑھائیں یا نہیں کہ اسی لمحے تیسرے درویش کی آواز نے ان کی سوچوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ دعوت عشق کے ہم آہنگ عشق کے قصر دل میں در آنے سے متعلق کہہ رہا تھا ۔

جس نے عشق نہ کھٹیا کیتی عمر زیان
جو دل خالی عشق تھیں اس تھیں بھلے حیوان

دنیا جنگل چھوڑ کے عشق شہر وچ آ
دوجا ثانی ایس دا گرم بازار نہ کا

عشقے دے کئی راہ نے ناہیں اکھیں بس
جاندا ہر ہر سینہ تھیں چوراں وانگوں دھس

کانگاں رہن نہ ٹھلیاں عشق نہ سکے ڈھک
گھاں ہیٹھ نہ چھپ دی آتش ہک پلک

ایہویں نام مجاز دا عشق حقانی گل
بلبل دا دل ٹھگ دا کر جلوہ وچہ گل

یہ اشعار سن کر حاضرین محفل کے چہروں پر عزم جوان کی لہریں موجزن ہو گئیں۔ ان کی

Marfat.com

قوت ارادی کو مہمیز لگی۔ وہ والہانہ انداز میں عشق عشق کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ ان کے ارادوں اور عزائم کو آتش عشق سے مزید پختہ کرنے کے لئے چوتھے درویش کی آواز بلند ہوئی۔ وہ کہہ رہا تھا ۔

جس دل اندر عشق دی اگ ذرہ اک ہو
جانے اوہ محمدا سڑدا جگ سب ہو
جس نوں عشق شراب تھیں دین پیالہ پور
آئی باجھوں مر رہے سر دھڑ کر کے چور

ان اشعار کو سن کر حاضرین مستانہ وار جھوم رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ راہ عشق پر گامزن ہونے کے لئے مضطرب ہوں۔ ان پر یہ عقدہ کھل گیا تھا کہ اگر عشق کا یہ مرتبہ ہے تو پھر عاشق کی کیا شان و مقام ہو گا۔ معاً" پانچویں درویش کی ساز بردوش آواز نے انہیں اپنی جانب منعطف کر لیا اس نے یہ مصرع پڑھا ۔

"نہیں موت محمدا عاشقاں نوں جنہاں سچ کیتے سدا رہن جیتے"

اور پھر گہری خاموشی طاری ہو گئی۔ مصرع کے باطنی معنوں کے سمندر میں حاضرین شناوری کر رہے تھے کہ فضا میں پھر آواز ابھری ۔

عاشق بنن سکھالا ناہیں ویکھاں نیوں پتنگ دے
خوشیاں نال جلن وچہ آتش موتوں ذرا نہ سنگدے
چھم چھم تیر پون تلواریں عاشق ناں ڈر رہندے
عشق پرہیز محمد بخشا نہیں کدے رل بہندے
جاہ میاں نیہوں لا اس جائی قدر ہوئے کجھ جتھے
جے لکھ دیہن صلاح بچن دی عاشق ہک نہ منیھے
جے توں عاشق بنیاں لوڑیں پلا پکڑ سجن دا
جان منگے تاں دیمہ شتابی صرفہ کریں نہ تن دا
عاشق نا امید نہ ہوون دن دن لمیاں آساں
جے سو وار کھدیڑن در توں کوکن کدے نجاساں

Marfat.com

جاں ایہ نیکی بدی نہ رہندی اس دم عاشق ہوندا
ہو فنا عشق دا اول یاری کرن کھلوندا

سر بھی اوس وہاڑے لیندا جس دن آپوں منگے
نہیں تاں عاشق سر دیون تھیں پہلی وانہ سنگے

بعضے عاشق ہن تک زندے دنیا اتے وسدے
خاصاں تائیں ظاہر وسدے عاماں بھید نہ وسدے

جو دلبر دی لوڑے چڑھیا جے اوہ عاشق پکا
دہشت خوف نہ رہندا اس نوں ناں اوہ ڈردا تھکا

ہک تھیں ہک چڑھندی آوے عاشق نوں دلگیری
دن دن پیر اگیرے رکھے وہ عشق دی شیری

عاشق دا رب عشق پکاندا دم دم دکھ سہاندا
رحمت لطف کماندا آپے مڑ مڑ پیا بچاندا

ہوروں ہور عاشق نوں آفت نت خداوند دسے
صدق صفائی اس دی تکدامت کدھروں مڑ نسے

جس دیدار نہ ویکھن ہونا نال افسوس جلے گا
عشقے باجھ نہ ڈٹھا جاسی عاشق جھال جھلے گا

توڑے عاشق مر مر جیوے کر کر جتن بہترے
لکھ کیتی نوں ہک نہ جانن چال چڑھن ودھیرے

دکھ تنگی سن عاشق والی پاون سکھ فراخاں
روندے ویکھ کھلوندے ناہیں ہس ہس کرنا مزاخاں

عاشق کامل مرد اللہ دے خاصے لوک حضوری
ظاہر آکھ سناندے بھائی ایہہ گل پکی پوری

اسی اثنا میں چھپے درویش کی آواز فضا میں بلند ہوئی۔ بولا دوستو! جانتے ہو ؎

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست

Marfat.com

(ترجمہ) عاشق و معشوق کے درمیان جو رمز کی باتیں ہوتی ہیں اس کے خبر تو کراماً کاتبین کو بھی نہیں ہوتی ہے۔

یہ سن کر حاضرین تڑپ اٹھے۔ ان کی حالت دیدنی تھی مثل ماہی بے آب تھے۔ عشق کی تیغ ان کے قلب و روح پر چل گئی تھی۔ اسی اثنا میں ساتویں درویش کی آواز سنائی دی کہہ رہا تھا ۔

عاشق سدے ساڈڑے دل چھل جانن نال
کوڑاں نوں سچ من دے شبہ لیانن نال

رات کافی بھیگ چکی تھی۔ ساتوں درویش جس طرف سے آئے تھے ادھر سے ہی واپس لوٹ گئے اور حاضرین محفل سینوں میں عشق و محبت کی جوت جگائے اپنی اپنی راہ پر چل پڑے۔

حضرت مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ

سرتاج اولیاء حضرت مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ نے چند اشعار میں نہ صرف عشق کے ازلی و ابدی ہونے کا نظریہ پیش کیا ہے بلکہ اسے تمام آلام و مصائب سے گلو خلاصی کا سرچشمہ بھی قرار دیا ہے لہٰذا ان کے خیال کے مطابق عشق کے بغیر زندگی زندگی کہلانے کی مستحق نہیں۔ جب عشق کسی کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے تو پھر وہ کسی بھی نوع مخفی نہیں رہ سکتا۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

عشق بہار قدیم اجیہی گلوں نہ رنگت ڈولے
بے عشقاں دے وچ گلزار وگن خزاں دے جھولے
عشق بناں دل دشمن تن دا تے تن دشمن دل دا
ویری نال پیا وس ویری واسا کار چمن دا
عشق بناں دکھ جاندے ناہیں تے عشق دکھاں دا دارو
عشق بناں وچ اوکھے ویلے کوئی نہ بن دا دارو
عشقوں باجھ خیاتی ناہیں درد غماں دی کاتی
عشقاں والے مردے ناہیں بھاویں تیغ وجے وچہ چھاتی
عشقوں تیر وجے جتھے کاری رہے نہ زخم لوکایا
تدبیراں دے پردے اندر ایہہ دکھ کسے نہ پایا
دل بے عشق نہیں دل مولے پنجراں وچ خوابی
تن بے درد دلاں وچ مٹی کھنڈ رلائی آبی

Marfat.com

عشق بنا دل مردہ غافل کس گنتی وچ آوے
عشق دلاں نوں صقل غماں تھیں کر شمشیر دکھائے
مزہ نہیں بن عشقوں دل نوں نور نہیں روشنائی
غم برہوں دے لذت باجھوں دل نوں ذوق نہ کائی
عشق کرم دا ازلی قطرہ تیں میں دے وس نائیں
اکناں لبھدیا ہتھ نہ آوے اکنا ندیوچہ راہیں
شہد عشق شہادت اکبر قتل ہوویں اکواری
قسم ولادھر چیز نہ پچھے زخم اکا جھل کاری

حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے ایک ہی شعر کے کوزے میں عشق کی لامتناہی وسعتوں کو بند کر دیا ہے۔ آپ کا نظریہ ہے کہ محب کو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہونا چاہئے اور وہ جہاں بھی چلا جائے اسے صرف یار ہی یار دکھائی دینا چاہے اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر وہ محب صادق نہیں ہے۔ فرماتے ہیں ؎

اک عشق دی جھگی وچ مور بولیندا
سانوں قبلہ تے کعبہ پیارا یار دسیندا

حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے نظم و نثر دونوں اصناف میں عشق و محبت کے بارے میں اپنے نظریات و خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ کے کلام سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے عشق و محبت کے روپہلی و سچے موتیوں کے بہت بڑے ڈھیر کو لے کر اپنے آستانہ عالیہ پر تشریف فرما ہوں اور در اقدس پر طالبان عشق و محبت کا اژدہام ہو۔ آپ کا دامن سب کے لئے کشادہ ہے لیکن عطا کرنے سے قبل عشق و محبت کے تمام پہلو اجاگر کرنے کے لئے مختلف نشستوں کا اہتمام کیا گیا ہو۔ تاکہ صاحب عزیمت اس راہ پر گام لے اور بے حوصلہ و کم ہمت اسی مقام سے واپس لوٹ جائے۔

پہلی نشست

فرمایا... بیلیو! عشق کا وسیع و عریض دامن گوناگوں اوصاف حمیدہ سے بھرا ہوا ہے۔ جب یہ کسی پر سایہ فگن ہوتا ہے تو اس کے وجود میں مثل خوشبو رس بس جاتا ہے۔ نتیجتاً اس

Marfat.com

کے اندر عاجزی، حلیمی، انکساری اور بردباری جنم لے لیتی ہے۔ اس کو دشوار و کٹھن راستہ طے کرنے اور تلوار کی دھار پر گامزن ہونے کی قوت عطا ہو جاتی ہے۔ پر خطر گھاٹیوں کو بطریق احسن عبور کر کے منزل مقصود تک پہنچنے کی طاقت مل جاتی ہے۔ عقل و خرد کو بالائے طاق رکھ کر کلیۃً خود کو محبوب کی پناہ میں آنے کا طریقہ آجاتا ہے۔ لہٰذا ان اوصاف کو دیکھ کر محبوب مسرور و خوش ہو کر خود ہی اپنے محب کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے اس طرح وہ وجد و سرور کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ اور مجازاً دنیا سے مر جاتا ہے کیونکہ دنیا کی کوئی چیز اس پر اثر نہیں کرتی۔ درحقیقت عشق ہی دوئی کے پردے چاک کر کے وحدت میں پہنچانے والی طاقت ہے۔ لہٰذا عاشق خودی کو محبوب کے عشق میں اس طرح فنا کر دیتا ہے کہ اس کی رگ رگ اور ہر بن مو سے پیا پیا کی پکار اٹھتی ہے ۔

عشق کی تیغ سے موئی
نہیں وہ ذات کی دوئی
اور پیا پیا کر موئی
موئیاں پھر روح چتارے گا

سچے عشق سے ایسا عرفان حاصل ہوتا ہے جس کی روشنی سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ لیکن عشق درد و مصیبت کو بھی اپنے ساتھ لاتا ہے لہٰذا عشق میں جلدبازی سے کام نہیں لینا چاہئے مگر اس کی کشش اس قدر تیز ہوتی ہے کہ قوی الارادہ شخص بھی اس کے آگے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

عشق کے ذریعے متلاشی اپنے محبوب حقیقی کو براہ راست پا لیتا ہے لہٰذا جب تک طالب عشق و محبت کے اندر اول الذکر خصائص و اوصاف راسخ نہیں ہوتے وہ راہ عشق پر گامزن ہونے کا اہل قرار نہیں پاتا اور نہ ہی اسے اس کے بارے میں سوچنا چاہئے کیونکہ ۔

پہلی پوڑی عشق دی پل صراطے ڈیرا
حاجی مکے حج کرن میں مکھ ویکھاں تیرا

(ترجمہ) عشق کی پہلی سیڑھی ایسی ہے جیسے پل صراط پر ڈیرا جمانا۔ حاجی مکہ مکرمہ جا کر حج کرتے ہیں اور میں اپنے محبوب کا چہرہ دیکھتا ہوں۔

اور جو اس مقام سے بخیر و خوبی گذر جاتا ہے تو پھر ۔

موئے تاں روز حشر نوں اٹھن عاشق نہ مر جاوے گا
وڈی نصیحت کرناں ہاں جے سن کر دل پر لاوے گا

Marfat.com

(ترجمہ) مردے حشر کو جی اٹھیں گے عاشق موت نہ پائے گا
بھلی نصیحت میں کرتا ہوں تو جو دل میں بٹھائے گا

جب یہ صورت حال ہو تو پھر ؎

جس نے ویس عشق دا کیتا دھر درباروں فتویٰ لیتا
میں جو حضوروں پیالہ پیتا کچھ نہ رہیا جواب سوال
جس تن لگیاں عشق کمال

ترجمہ) جس نے پہنا عشق کا چولا اس کیلئے ہے ازل سے فتویٰ
پیالہ پیئے جو مئے عرفان کا باقی رہا نہ جواب سوال
جس کو حاصل عشق کمال

اور جب کوئی جام مئے عرفان نوش کر لیتا ہے تو اس پر سرور و وجد طاری ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا کے عیش و آرام اور رنج و الم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ دنیا کی نظر میں ایسا شخص دیوانہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن محبوب حقیقی کی بارگاہ میں باعزت ہوتا ہے۔ اسے ہر شے میں محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے۔ کمال سرور کی حالت میں مست رہتا ہے اور بے سر تال ناچتا ہے۔ عشق کی اسی مستی کی حالت میں ایک ایسی لہر دل سے اٹھتی ہے کہ عاشق کو راز افشا کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

جس تن وچ عشق دا جوش ہویا
اوہ بے خود ہو بے ہوش ہویا
اوہ کیوں کر رہ خاموش ہویا
جس پیالہ پیتا ساقی دا

عشق سدا نیا اور تازہ رہتا ہے اور اس کی اپنی ہی شان ہوتی ہے۔ بس یوں سمجھ لو عشق دی نوئیوں نویں بہار یعنی عشق کی نئی سے نئی بہار ہے لہٰذا عاشق شدید عشق میں خود کو فراموش کر دیتا ہے۔ ہر جگہ ادھر ہر سو اسے اپنا محبوب ہی دکھائی دیتا ہے۔ وہ محض اپنے ماحول سے ہی لاتعلق نہیں ہوتا بلکہ خود ماحول ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے جس میں محبوب ہی محبوب جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس مقام پر شرعی رسم و رواج کار آمد ثابت نہیں ہوتے۔

نماز روزہ اونہاں کیہہ کرنا جنہاں پریم صراحی لٹی کڑے

اور نہ ہی عشق کسی قانون کا تابع ہوتا ہے کیونکہ اقلم محبت کا اپنا قانون ہوتا ہے۔ دوستو! عشاق کی راہ

Marfat.com

تصوف راہ عشق ہے۔

دوسری نشست

فرمایا... بیلیو! لفظ محبت و عشق میں بذات خود اس قدر کشش و مقناطیسیت ہے کہ خوگر عشق و محبت از خود اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کے قدم بے اختیار اس راہ پر اٹھنے لگتے ہیں باوجودیکہ یہ حقیقت اس پر منکشف ہوتی ہے کہ عشق کا سبق پڑھنا مشکل ہے لیکن پڑھتا ہے کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اس کی وجہ اس کا وہ یقین و اعتقاد ہوتا ہے کہ عشق سے محروم ہونا زندگی سے محروم ہونے کے مترادف ہے۔ عشق میں درد ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی درست و صائب ہے کہ اس درد میں ایک راحت بھی ہے اور جب کسی کے اندر یہ احساس آنکھیں وا کر لیتا ہے کہ عشق کے بغیر عبادت کا چرخہ کاتنے والی روح کئی بار اکتا جاتی ہے۔ عشق کے بغیر کی گئی کمائی سے نہ تو لطف ملتا ہے اور نہ ہی کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ عبادت بھی دل میں خداوند کریم کا عشق پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ اس عشق کے بغیر چرخے کا ٹوٹ جانا ہی بہتر ہے۔ لیکن جب دل میں عشق کی مستی چھا جاتی ہے تو روح از خود اپنے محبوب کی جانب کھچی چلی جاتی ہے لہٰذا وہ حصول کنز عشق کے لئے پر پرواز ہمت باندھتا ہے کیونکہ اس کا ایمان اس بات پر پختہ ہوتا ہے کہ اگر وہ عشق کے توشہ کے بغیر اس عالم فانی سے لوٹ جائے گا تو پھر اپنے محبوب حقیقی کو کیسے خوش کر سکے گا۔ یہ سوچ ہی اس کی زیست میں انقلاب عظیم برپا کر دیتی ہے اور وہ خزینہ عشق کی تلاش میں شبانہ روز تگ و دو کرنے لگتا ہے اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ طالب عشق و محبت کی نیت' لگن' خلوص اور سعی جمیلہ کو دیکھتا ہے تو اس کی حالت زار پر اپنے فضل و کرم کے در باز کر دیتا ہے اور خود ہی اس کی روح کے اندر عشق کا شعلہ پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی راحت بھی خود ہی مہیا کرتا ہے۔ دوستو! عشق اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور یہ ساری کائنات میں گونج رہا ہے۔

اے عشق کے طالبو! عشق آسان نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو ۔

میں جاناں سی عشق سکھالا چونہہ ندیاں دا وہن اجالا
کدی تے اگ بھڑکے کدی پالا نت برہوں اگ لگائی
ڈوں ڈوں عشق نقارے وجدے عاشق ویکھ اتے دل بھجدے
تڑ تڑ تڑک گئے لڑ لج دے لگ گیا نیہوں تاں شرم سدھائی

Marfat.com

پیارے بس کر بہتی ہوئی تیرا عشق میری دلجوئی
تیں بن میرا سکا نہ کوئی
اماں بابل بھین نہ بھائی

اور اگر تم عشق کی خرید میں مخلص ہو تو پھر اس جنس گرانمایہ کی قیمت بھی سن لو ۔

عشق لگے تاں ہے ہے کوکیں' توں کیہ جانے پیڑ پرائی نوں
جے کوئی عشق وہاجیا لوڑے' سر دیوے پہلے سائی نوں

(ترجمہ) تو بھی اگر عشق میں مبتلا ہو کر درد فرقت میں ہائے ہائے کرے تو تجھے میرے درد فراق کا احساس ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی عشق خریدنا چاہتا ہے تو پہلے اسے اپنا سر بطور پیشگی دینا پڑتا ہے یعنی عشق کی قیمت موت ہے۔

لیکن عشق کی قیمت ادا کرنے سے قبل ابتداء میں جب فرشتہ عشق کسی پر مہربان ہوتا ہے تو وہ اپنے قوی بازوؤں سے تلوار کے پہلے وار ہی میں اس کے خونی رشتوں اور دنیاوی کشش کی زنجیروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ بعد ازاں اس پر عشق کا بوجھ لاد دیتا ہے جو پہاڑ سے بھی زیادہ ہوتا ہے اور اسے جو غذا مہیا کی جاتی ہے وہ لہو اور ماس ہے۔

بلھا شوہ دا عشق بگھیلا
رج پینڈا گوشت چڑدا

(ترجمہ) بلھا شوہ کا عشق بگھیلا
پیتا لہو اور ماس ہے کھاتا

اس کے باوجود اگر تم راہ عشق پر چلنے کے متمنی و خوگر ہو تو پھر قدم آگے بڑھاؤ ورنہ یہیں سے لوٹ جاؤ۔ یہ سن کر بہت سے لوگ ہمت ہار بیٹھے اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔

تیسری نشست

فرمایا... بیلیو! عشق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے اور وہ خود عشق ہے ۔

عشق اللہ کی ذات ہے عشق اللہ کا انگ
عشق اللہ او جود ہے عشق اللہ کا رنگ

Marfat.com

لہٰذا جو بھی عشق کرتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا روپ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عشق محبوب حقیقی انسان کو لافانی بنا دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر رب تعالیٰ نے اپنے آپ کو بصورت عشق خود کو اپنی مخلوق میں سمو دیا ہے۔ لہٰذا اس کارگہ عالم میں اگر کوئی شے اکٹھی کرنے کے لائق ہے تو وہ صرف مالک حقیقی کا عشق ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے عشق کا سوت تھوڑا تھوڑا کر کے بھی کاتے گا ہرگز تہی دامن نہیں رہے گا۔

جب عشق سے متعلقہ بیان و کلام اختتام پذیر ہوا تو معدودے چند چہروں پر عزم و حوصلہ کے نشان و آثار تھے اور اکثریت کے چہروں پر شکستگی و کم ہمتی کے گہرے سائے تھے۔ عشق کی راہ پر قدم بڑھانا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ لہٰذا وہ اٹھ کر اپنی اپنی راہوں پر ہو لئے۔ اب وہاں بہت ہی کم حوصلہ مند جواں ہمت لوگ رہ گئے تھے۔ حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان پر طائرانہ نظر ڈالی اور فرمایا۔

بیلیو! منہاج العشق میں درپیش تمام مصائب و آلام، امتحانوں اور آزمائشوں اور مقامات و مراحل سے سرخرو ہو کر جو گزر جاتا ہے وہ عاشق صادق ہے۔ اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو جو صاحب عزیمت و حوصلہ و ہمت اور جوانمرد ہوتا ہے وہ خود ہی عشق کے جال میں پھنستا ہے اور خود ہی اپنے آپ کو ذبح کراتا ہے۔

پریم نگر دے الٹے چالے خونی نین ہوئے خوشمائے
آپے آپ پھسے وچ جالے پھس پھس آپ کہا یئورے

اب عشق کی زنجیر عاشق کو مضبوطی سے جکڑ لیتی ہے۔ یہ ایک پرسوز آفت ہے جس میں نیند اور بھوک دونوں کافور ہو جاتی ہیں۔ لیکن عاشق اسے کسی قیمت پر بھی ترک کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا پھل جو آخر میں ملتا ہے وہ اس کی قیمت سے جو ادا کی گئی ہوتی ہے کہیں زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔

زنجیر عشق میں جکڑے عاشق کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ۔

چپ عاشق توں نہ ہندی اے
جس آئی بچ سگندھی اے
جس مائل سہاگ دی گندی اے
چھڈ دینا کوڑ پسارے نوں

Marfat.com

اور پھر اسے دنیا کے طنز و مزاح اور بے عزتی و تمسخر کی پرواہ نہیں ہوتی۔ غم دل کی شدت کی وجہ سے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے رب کریم سے براہ راست تعلق قائم کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ایسا تعلق رکھنے والے لوگ کبھی سکھ کی نیند نہیں سو سکتے اور پھر روز افزوں اس کا تن سوکھنے لگتا ہے۔

عاشق دا تن سکدا جائے
میں کھڑی چند پر کے سائے

اس کے ظاہری وجود پر یبوست غالب آجاتی ہے۔ لیکن اس کی نظر میں محبوب کی ہستی ہی واحد حقیقت ہوتی ہے۔ محبوب میں فنا ہونے کا ایسا سرور ہوتا ہے کہ عاشق اپنی الگ ہستی میں واپس نہیں آنا چاہتا۔ وہ محبوب کے تصور میں اس طرح کھو جاتا ہے کہ وہ اپنی خودی اور الگ ہستی کو محبوب میں فنا کر کے ہو بہو محبوب کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور اپنی ہستی کا احساس بالکل کھو دیتا ہے اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کا محبوب اس کے پاس ہی کھڑا ہے ۔

لگا نیونہہ میرا جس سیتی
ویکھ سرہانے پلنگ دے جیتی

اسے اپنا محبوب ہر شے میں اور ہر جگہ موجود نظر آتا ہے۔ اندریں صورت عاشق کو ہر لحہ یہ فکر و خدشہ دامن گیر رہتا ہے کہ کہیں اس کا محبوب اس کی نظر سے اوجھل نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس کی آنکھیں ہمیشہ اپنے محبوب کی طرف لگی رہتی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصال کی خوابیدہ محبت بیدار ہو جاتی ہے تو اس کے لئے جدائی کی تپش کو برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور جب وہ کسی ہنگام خود کو اپنے محبوب حقیقی سے جدا محسوس کرتا ہے تو اس کے وصال کے لئے تڑپتا ہے تو شدید درد اور بے چینی و اضطراب کی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ جدائی اس کے لئے بمنزلہ عرصہ محشر کے ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کے لئے غم فرقت لذیذ خوراک بن جاتا ہے اور عشق پر سر قربان کرنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور پھر وہ اپنے رب کریم کو شاہ رگ میں تلاش کر لیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے وحدت میں سما جاتا ہے۔ اور آخر کار حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کی طرح دار پر چڑھا دیا جاتا ہے اور بعد ازاں مشہور کر دیا جاتا ہے۔

کہو کیا سر عشق بچارے گا
پھر کیا تیسی نیر وارے گا

جب دار اوپر سر وارے گا
تب پچھے ڈھول بجاؤ گے

Marfat.com

اور شہرت دوام حاصل کر لیتا ہے۔

جب نشست برخاست ہوئی تو چند ایک صدق و وفا کے پیکر اپنی جھولیاں پھیلائے حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حضور کھڑے تھے کہ اس میں محبت و عشق کے چمک دار اور نظروں کو خیرہ کر دینے والے آبدار موتی ڈال دیئے جائیں۔

حضرت شاہ شرف مشہدی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے اپنا نظریہ عشق چند اشعار میں اس طرح سمو دیا ہے جیسے کوزے میں دریا بند کر دیا ہو۔ فرماتے ہیں ؎

حسن بھی آپے عشق بھی آپے کیسا بھلیکھا پیندا
اس سوہنے توں سر صدقے شاہ جی جیہڑا سدا سہایا رہندا
دل نوں لگے دھڑک اجیہی جیہڑی ونجے نہ شام صباحیں
شرفا دس دے ساریاں اجلاں تائیں مت پون عشقے دے راہیں
عشق تنے وچ بھانبڑ بالے جھڑی وسائی نیراں
سیج اساڈی سولاں کھنڈیاں جند چٹی سنگ تیراں
عشقے ایہہ کیہہ کارن کیتا بھل گئیں سبھے تدبیراں
شاہ شرفا گلمے تھائیں گل ساڈی وچ پیاں لکھن سے لیراں
جیون مرن وچ فرق کجھیا ایہہ گل عشق نہ جانے
اپنا مل پویندا تاں ائی جد لوہا چڑھدا سانے

(ترجمہ) وہ حسن بھی خود ہے عشق بھی ہے گماں نہ کیا کیا ہمیں ولائے
یہ سر نہ کیونکر ہو اس پہ قربان کبھی جو اجڑا نظر نہ آئے

درون سینہ بہ ضربت دل مچے قیامت ہر ایک لحظہ
شرف جو انجان ہیں انہیں کہہ ! نہ عشق کا روگ ان کو لاگے

جھڑی ہے آنکھوں میں آنسوؤں کی الاؤ خوں میں مچل رہے ہیں
ہیں تیر تن میں تو سیج پر بھی الم کے کانٹے بچھے ہوئے ہیں

Marfat.com

غضب کیا ہے یہ عشق نے کیا کہ عقل عاری ہے سوچنے سے
جہاں گریبان تھا گلے میں وہاں شرف تار رہ گئے ہیں

نہ عشق جانے یہ بات ہرگز کہ جینے مرنے میں فرق کیا ہے
گراں ہوا ہے ہمیشہ لوہا وہی کہ جو سان پر چڑھا ہے

اور جب عشاق یہ اشعار سنتے ہیں تو ان پر والہانہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور عالم وجد میں ان کی روحیں جھومنے لگتی ہیں کہ پھر انہیں اپنی ذات کا بھی ہوش نہیں رہتا۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ

آپ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ چند ایک مریدان باصفا بھی حاضر خدمت تھے۔ آپ نے اپنے ہونٹوں کی جنبش دی اور فرمایا۔

صاحبو! اول و آخر عشق ہی ہے۔ اور پھر یہ مصرع پڑھا۔

عشق نہیں ہے نار غضب دی تن میں کیتس کولے

یعنی عشق کیا ہے غضب کی آگ ہے، جس نے تن من جلا کر کوئلہ بنا دیا ہے۔ اور خاموش ہو گئے۔ قدرے توقف کے بعد پھر ارشاد فرمایا ۔

پیا عشق اساڈی آن سنگت
گئی شدمد زیر زبر دی بھت

حاضرین یہ سن کر تڑپ اٹھے اور پھر آپ کی طرف پیاسی نظروں سے دیکھنے لگے۔ آپ پھر گویا ہوئے۔

درد اندر دی پیڑ ڈاڈھا سخت ستایا
ہجر فراق دے تیر دل نوں مار موںجھایا

عشق ہے دکھڑے دل دی شادی عشق ہے رہبر مرشد ہادی
عشق ہے ساڈا پیر جیں کل راز سمجھایا

(ترجمہ) محبت اور عشق کی وجہ سے دل میں جو درد پیدا ہو گیا ہے وہ ہمیں ہمہ وقت بے چین رکھتا ہے۔ محبوب حقیقی کے ہجر و فراق کا تیر دل میں بار بار چبھتا ہے جو دل کو پریشان کئے رکھتا ہے۔

Marfat.com

عشق دکھیا دل کے لئے خوشی کا سبب ہے۔ عشق ہی ہمارا مرشد ہے جس نے ہمیں (حیات و کائنات کے) تمام راز سمجھائے ہیں۔

آپ کا کلام حاضرین کی روح کی گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔ ان کی حالت دیدنی تھی۔ اگر مرشد کا پاس ادب نہ ہوتا تو گریبان چاک کر لیتے۔ آپ نے پھر فرمایا ؎

یا رب چہ چشمہ ایست محبت کہ من ازاں
یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

(ترجمہ) یا الٰہی! چشمہ محبت کیسا ہے کہ میں نے اس میں سے صرف ایک قطرہ آب پیا ہے اور رو رو کر دریا بہا دیئے ہیں۔

یہ شعر سنا تو عشاق کی آنکھوں سے اشکوں کے چشمے ابلنے لگے اور دیدہ و دل انوار و تجلیات سے معمور ہو گئے۔

حضرت فرید ثانی رحمتہ اللہ علیہ

قوال آپ کا یہ شعر بڑے جوش و جذبہ و لولہ کے ساتھ پڑھ رہے تھے ؎

جڈاں عشق فرید استاد تھیا
سب علم عمل برباد تھیا

یعنی جب سے ہم نے عشق کی شاگردی اختیار کی ہے علم و عمل رخصت ہو چکا ہے۔

اور لوگ والہانہ انداز میں واہ واہ کے ڈونگرے برسا رہے تھے۔ اور جب قوال کوئی دوسرا شعر پڑھنا چاہتے تو وہ پھر اسی شعر کو پڑھنے کا کہتے۔ قوال پھر وہی شعر پڑھنے لگتے اور رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی۔

حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ سر محفل تشریف فرما تھے۔ بہت سے مریدین و محبین و عقیدت مند حاضر خدمت تھے۔ خاموش و مودب بیٹھے تھے اور گوش منتظر تھے کہ حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ لیکن دریائے خاموشی کے کنارے پھیلتے گئے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کی۔

"یا حضرت! وہ کیا ہے کہ ساتھ ہے اور وہ کیا ہے کہ وفا نہیں کرتا۔"

Marfat.com

آپ نے سوال کرنے والے کی طرف بہ نظر التفات دیکھا اور فرمایا۔
"دنیا کی محبت وفا نہیں کرتی اور اللہ کریم کی محبت ساتھ جاتی ہے اور ساتھ رہتی ہے۔"
"اے مخدومنا! اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کس طرح پیدا ہوتی ہے؟"
ارشاد فرمایا۔
"حلم سے۔"
تھوڑی دیر کے لئے ماحول پر خاموشی مسلط ہو گئی پھر ایک اور عقیدت مند نے دریافت کیا۔
"اے شیخ! حیات جاوداں کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے؟"
فرمایا۔
"نیست ہو کر۔"
"نیست کیسے ہو۔"
وہ پھر گویا ہوا۔
آپ کے لبوں کو جنبش ہوئی اور ارشاد فرمایا۔
"دنیا سے نابود ہو کر اور دنیا اس کے سامنے نابود ہو۔"
قدرے توقف کے بعد اس نے پوچھا۔
"حضور! اس منزل تک رسائی کیسے ممکن ہے؟"
ارشاد فرمایا۔
"عشق سے۔"
ایک مرید نے عرض کیا۔
"اے مرشدنا! عشق کیا ہے؟"
عشق کا سن کر حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے گردن کو قدرے جھکا لیا۔ چند لمحوں کے بعد جب سر مبارک اٹھایا تو آنکھوں میں عشق و محبت کے چراغ روشن تھے۔ فرمایا۔
"عشق ایک آگ ہے کہ جو کوئی اس میں گرتا ہے آگ ہو جاتا ہے۔"
اور پھر یہ مصرع پڑھا۔
"کجا میر دار کہ ہست درد جان زنور عشق"

اس مکالمہ کے بعد ماحول پر سحاب خاموش چھا گیا۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ شمع کی جانب بغور دیکھنے لگے جس پر پروانے جان نثار کر رہے تھے اور پھر بیساختہ آپ کی زبان سے نکلا۔

Marfat.com

دیپک دیکھ جلے پروانہ ان ایہہ کہہ مذہب پچھاتا
عاشق دین نہ مذہب رکھدے اونہاں ذرد خدا کر جاتا
جن ایہہ علم بھلایا دل توں ان لدھا یار گواتا
ہاشم تنہاں رب پچھاتا جنہاں اپنا آپ پچھاتا

(ترجمہ) دیپک پر پروانہ کیوں جلتا ہے اس لئے کہ اسے حقیقی روشنی سے اسی طرح محبت ہے جس طرح انسان کو مذہب سے ہوتی ہے۔ ذات حقیقی کے عاشق کسی پابندی کے قائل نہیں وہ تو ہروقت محبوب حقیقی کی جدائی میں درد سہنے میں مزا لیتے ہیں۔ جس نے عشق کی حرارت محسوس نہ کی اس نے میسر نعمت (دوست) کو بھی ضائع کر دیا۔ ہاشم! جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پہچان لیتا ہے۔

اور پھر حاضرین محفل کی طرف دیکھ کر فرمایا ۔

ہر کہ را طالع بود راحت نما
در محبت او شود ماخولیا
بگیر ای بتعجیل دامان عشق
بہ بیں ایں سخن را بہ دیوان عشق

(ترجمہ) جس کا مقدر اسے راحت بہم پہنچائے وہ محبت کے جنون میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

دامن عشق کو جلدی سے پکڑ لو کہ دیوان عشق میں یہی سخن لکھا ہوا دیکھو گے۔

یہ سننا تھا کہ حاضرین محفل نے بے اختیار بارگاہ رب العزت میں ہاتھ پھیلا دیئے اور حضرت ہاشم رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کرنے لگے۔

بیفگن آتش عشقت در ونم
بسوزد استخوان و لحم و خونم
ز درد عشق تو بیمار ہاشم
شراب بیخودی سرشار ہاشم

(ترجمہ) اپنے عشق کی آگ میرے دل میں روشن کر دے جو میرے خون، گوشت اور ہڈیوں تک کو جلا دے۔

Marfat.com

میں تیرے عشق میں مبتلا ہو جاؤں اور بے خودی کی شراب سے سرشار ہو جاؤں۔

حاضرین پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ سب الحاح و زاری سے بارگاہ صمدیت میں دعا کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں آپ نے ناصحانہ انداز میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ۔

چمکی چخا عشق دی پیارے اینھے ثابت ہو جل مرنا
ہاشم ایہہ کمال عشق دا جو سیس اگاہاں دھرنا

(ترجمہ) چمکی آتش عشق تو اس میں ڈال دے جیون ڈول
انت پریم یہی ہے ہاشم سر اس کے پاؤں میں رول

حاضرین کا عالم جذبات دیدنی تھا۔ چند ثانیوں کے توقف کے آپ نے عشق کے اسرار و رموز پر روشنی ڈالنے کے لئے فرمایا۔

ع عشق تھوں رب نوں پاوندا ہے جیہڑا عشق دے وچ گداز ہووے
عشق ناز نوں خاک رلاوندا ہے اٹھے پہراوہ وچ نیاز ہووے
ہتھ دھوکے جان جہان ولوں پچھے عشق دے خوب نماز ہووے
ہاشم شاہ جو عشق ول آوندا ہے اساں ویکھیا محرم راز ہووے

(ترجمہ) عشق سے خالق کو پا لے گا جو عشق میں ہی گداز ہووے
عشق ناز کو خاک بسر کر دے آٹھوں پہر جو بیچ نیاز ہووے
جان اور جہاں سے موند آنکھیں پیچھے عشق کے خوب نماز ہووے
ہاشم شاہ جو آیا عشق کارن ہم نے دیکھا وہ محرم راز ہووے

چہار اکناف کیف و سرور نے ڈیرے ڈال رکھے تھے کہ اسی اثنا میں ایک دلکش آواز فضا میں ابھری۔

"سجنو!"

سب خاموش ہو گئے۔ یہ حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی آواز تھی۔ آپ کہہ رہے تھے۔

"عشق بازیچہ اطفال نہیں۔ اس میں بے حد ابتلا' مصائب' آزمائشیں' امتحان' آلام' درد' دکھ اور کرب ہیں۔ جب راہ عشق کا مسافر ان مقامات سے گزرتا ہے تو بسا اوقات بے اختیار اس کے منہ سے نکلتا ہے۔

Marfat.com

سن عشق جھیی تدہ نہ کیتی توں روز ستاویں مینوں
اکواری ہتھ آویں میرے میں خوب رواواں تینوں

لیکن محبوب کی محبت اس قدر شدید ہوتی ہے کہ یہ تمام مصائب راحت و انبساط میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس ہنگام محب کے لبوں پر یہ الفاظ تیر جاتے ہیں ۔

اگر عشق از تمام بنودی لذیذ تر.
مجنوں چرا نہ کرد زر و خان و مان لذیذ

(ترجمہ) عشق تمام نعمتوں سے لذیذ تر ہے۔ اسی لئے تو مجنون نے خاندان اور زر و مال چھوڑا تھا۔

مجنون باہجہ لیلیٰ خوش ناہیں پاویں رب نوں چا ملائے
ہاشم جان مراد عاشق دی اونہوں اکھیں یار دکھائے

یہ کہنے کے بعد حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ بسوئے آسمان دیکھنے لگے آنکھوں سے سیلاب اشک رواں تھا اور پھر رقت آمیز لہجے میں کہا ۔

عشقی کہ داد جنبش با ذات بے نشاں   آں عشق بست صورت آمد در ایں جہاں
نامش رسول ہست تو ای بے خبر بداں   ایں سر او حکمت دانند عارفاں
جملہ ظہور پرتو ذات محمد ﷺ است

(ترجمہ) اس بے نشان ذات کو کس کے عشق نے جنبش دی کہ وہ عشق دنیا میں متشکل ہو کر آگیا۔
اے اس حقیقت سے بے خبران کا اسم پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس راز کو حکمت الٰہیہ کے ساتھ عارفان ذات معلوم کر لیتے ہیں۔ جملہ تمام ظہور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا پرتو ہے۔

حضرت غازی مرید حسین رحمتہ اللہ علیہ

آپ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ چند محب بھی حاضر باش تھے۔ اسی اثنا میں ایک نووارد اندر داخل ہوا۔ ادب سے بیٹھ گیا اور پوچھا۔

Marfat.com

"یا حضرت! عشق کیا ہے؟"
آپ نے سماعت فرمایا تو بیساختہ ارشاد فرمایا۔

بھل کے اکھیاں لا بیٹھی تیر عشق دے چھاتیوں پار ہو گئے
اکھیں نیند نہ آوندی اک رتی بدلے پھلاں دے سیج تے خار ہو گئے
گیا اٹھ آرام جہان وچوں بدلے سکھاں دے دکھ ہزار ہو گئے
م - ح ایس عشق نی مشک بدھی بدلے صحت دے لکھ آزار ہو گئے
جس دے عشق دا رب نوں تیر لگا اس دے نال محبتاں لائیے جی
م - ح محمد دا عشق لگے سوہناں رب رقیب بنائیے جی
عشق دے عین دے عین معنی شینوں شوق تے قانوں قلب نکلے
عین قلب دے شوق نوں عشق کہندے جسدا جوش تمام رگ رگ نکلے
پاوے عشق پوشاک فراق والی مارے چمک تے دھواں الگ نکلے
م - ح جو عشق دی پھاہی پھتا پیا تڑفے نہ کسے سبب نکلے
ل ' لغت تے عشق دی پھول ڈٹھی لکھے حرف سی ہجر فراق تھاں تھاں
مفت جان وچ عشق بازار ملے جان دیون دے ڈٹھے مذاق تھاں تھاں
کدھرے لفظ انکار نہ مول ڈٹھا کردے جان قربان مشتاق تھاں تھاں
م - ح تقدیر دے میل ڈٹھے لکھے حرف سی حسن اتفاق تھاں تھاں

(ترجمہ) عشق کر کے میں نے سکھ کے بدلے دکھ خرید لئے ہیں۔ عشق کا تیر میری چھاتی کے پار ہو گیا ہے۔ رات بھر نیند نہیں آتی۔ میرا جسم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بندھا ہوا ہے۔ اور میری صحت گرتی جا رہی ہے۔

جس کے عشق کا رب کو تیر لگا اس کے ساتھ محبت لگایئے جی
مرید حسین محمد ﷺ کا عشق لگے سوہنا رب رقیب بنایئے جی
عشق کے عین کے معنی اگر عین ہیں تو ش شوق تو ق سے قلب نکلے
عین قلب کے شوق کو عشق کہئے جس کا جوش تمام رگ رگ نکلے
پہنے عشق پوشاک فراق والی مارے چمک تو دھواں الگ نکلے
مرید حسین جو عشق کے جال پھنسا پڑا تڑپے نہ کسی سبب نکلے

Marfat.com

لغت عشق کی کھول کے جب دیکھی لکھے ہوئے تھے حرف فراق ہرجا
مفت جان میں عشق بازار ملے جان دینے کے دیکھے مذاق ہرجا

کہیں لفظ انکار نہیں دیکھا کریں جان قربان مشتاق ہرجا
مرید حسین تقدیر کے میل دیکھے حرف لکھے تھے حسن اتفاق ہرجا

جب حضرت غازی مرید حسین رحمتہ اللہ علیہ عشق کی وضاحت فرما چکے تو سوال کرنے والا اجنبی شخص چپکے سے اٹھا اور جس طرف سے آیا تھا اسی جانب لوٹ گیا۔

حضرت پیر وارث شاہ رحمتہ اللہ علیہ

جب کبھی آپ پر عالم کیف و مستی طاری ہوتا تو آپ بار بار اس شعر کو پڑھتے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔

عشق پیر ہے عاشقاں ساریاں دا ، ھکھ پیر ہے مستیاں ہاتھیاں دا
حسو تیلی ہے پیر جو تیلیاں دا سلیمان ہے جن بھوتا سیاں دا

(حسو تیلی سے مراد حضرت شیخ حسن کنجذگر المعروف حسو تیلی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔)

حضرت مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے پنجابی' اردو اور فارسی زبان میں علم و عشق و معرفت کے گرانقدر موتی بکھیرے ہیں۔ اب یہ متلاشیان حق اور رہروان محبت و عشق کی جرات و حوصلہ پر مبنی ہے کہ وہ ان کو اپنے قلب و نظر و روح کے اندر کس قدر بھرتے ہیں۔ عشق اور عاشق کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

جذبہ عشق است ساری درجہاں
اصل کل جذبات فاجبت بداں

(کنت کنزاً مخفیاً فاجبت ان اعرف کی طرف اشارہ ہے۔)

(ترجمہ)
عشق کے جذبے سے قائم ہے جہاں
اصل پر جذبے کی فاجبت کو جان

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ ۔

چشم عاشق بہر جسنت و جوئے جاں
شود بہ خاک کوئے تو غوطہ زناں

(ترجمہ) چشم عاشق جستجوئے جاں میں ہے
تیرے کوچے میں پھرے ہے پے بہ پے

اور جب کوئی خوش نصیب از بسیار عشق کے کنز مخفی کو پالیتا ہے تو پھر اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ۔

عشق آمد و شد ساری چوں بو بہ گلاب اندر
او در من و من دردے سر یست ز اسرارم

(ترجمہ) عشق مجھ میں آبسا ہے جیسے خوشبو پھول میں
اس میں ہوں "میں" مجھ میں "وہ" کیا پردۂ اسرار ہے

جب یہ حالت ہو تو پھر ۔

عشق فارغ کرد از دنیا و مافیہا مرا
کے تو اند برد از رہ عشوۂ دنیا مرا

(ترجمہ) عشق نے مجھے دنیا اور مافیہا سے فارغ کر دیا ہے۔ اس لئے دنیا کے ناز و ادا مجھے راستے سے بھٹکا نہیں سکتے۔

عاشق دنیا کے جھمیلوں سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جس کا دل عشق الٰہی سے زندہ ہو جاتا ہے وہ کبھی مرتا نہیں۔

حضرت شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی محفل میں جب بھی محبت و عشق کا تذکرہ چھڑ جاتا تو آپ صرف یہ شعر پڑھتے ۔

سونا روپا سبھ چھل ویکی عشق نہ لگدا لیہا
ہورناں نال ہس دی کھیڈدی شوہ نال گھونگھٹ کیہا

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی محبت وہ لازوال دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی تم دنیاداروں سے تو ہنسی خوشی معاملات زیست طے کرتے ہو لیکن عجیب بات ہے کہ اپنے مالک حقیقی (شوہ

Marfat.com

بمعنی خاوند) سے بات کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہو۔

اور کئی بار پڑھتے۔ زار و قطار روتے اور عالم خیال میں آسمان عشق کی ناپیدا کنار بلندیوں پر پرواز کرنے لگتے تھے۔

حضرت شاہ لطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ

اصلاح احوال' بالیدگی روح' طروات دیدہ اور سکون قلب کے لئے آپ کا سندھی کلام اور فرمودات آج بھی خاص و عام کے لئے باعث تسکین جان ہیں۔ جب کوئی آپ کا کوئی شعر پڑھتا یا قول سناتا ہے تو لوگوں کے چہروں سے حضرت شاہ لطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت جلوہ گری کرنے لگتی ہے۔ انہیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے صاحب کلام ان کی نظروں کے سامنے موجود ہو۔ اپنے آباؤاجداد سے سنی ہوئی ایک محفل کا نقشہ ہنوز لوگوں کے ذہنوں میں نقش ہے جب کہ ایک ابر آلود خنک شام کو آپ تشریف فرما تھے اور محبت و عشق کے متوالے ہالہ کئے بیٹھے تھے۔ آپ عشق کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے۔

"اے طالبو! کمہار کا آوہ درس محبت دیتا ہے۔ عشق کی ریت اس سے سیکھو۔ وہ سارا وقت جلتا رہتا ہے لیکن بھاپ باہر نہیں نکلنے دیتا۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ اس جیسی اہلیت رکھتے ہو تو بسم اللہ' قدم آگے بڑھاؤ' لیکن ایک بات غور سے سن لو کہ عشاق کی سرخروئی معرفت کی متابعت میں ہے اور اس کے لئے ایک سچے طالب کو عشق کی منازل طے کرتے ہوئے بے شمار سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔ توکل پر بھروسہ کر کے' جان سے بے جان ہو کر اپنے دوست کی تلاش میں نکلنے سے ہی وصال ہوتا ہے۔ اگر تم صدق دل سے راہ عشق پر چلنے کے لئے آمادہ ہو تو پھر من میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کا الاؤ جلاؤ۔ اس کا صلہ یہ ملتا ہے کہ جس کا من محبت سے معمور ہوتا ہے اس کے کاتے ہوئے سوت میں اگر عیب بھی ہو تو پھر بھی اس سوت کو صراف یعنی سالک قبول کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۳۹

اولیاء اللہ شعراء کا عشق رسول کریم ﷺ

شعراء اولیاء اللہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت و عشق کے جذبات و واردات قلبی اور روحانی کیفیات و احوال کو اشعار کا لبادہ اوڑھایا اور شعری زبان میں اشاروں' کنایوں' تلمیحات و محاوروں اور امثال و الفاظ کے زیر و بم میں محبت کے سمندروں کو سمو دیا۔ اشعار کے علاوہ ان کے معمولات' نشست و برخاست اور مستانہ انداز و اطوار نے بھی ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے گوشوں کو بے نقاب کیا جن سے اندازہ لگانا قطعاً دشوار نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر روح کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ

آپ سرتاپا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں رنگے ہوئے تھے۔ وقت کے ہم آہنگ حالت یہ ہو گئی کہ تاب جدائی نہ رہی۔ مثل ماہی بے آب مضطرب و بے چین رہتے تھے۔ شب تار کی تنہائیاں ہوں یا صبح مسا کی رونقیں' دوپہر کی ہنگامہ آرائی ہو یا شام کی ہاؤ ہو' آپ کا ایک ایک پل اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و ذکر میں بسر ہوتا تھا۔ جب آپ اپنے قلم کو جنبش دیتے تو الفاظ بصورت نالہ و فریاد صفحہ قرطاس پر بکھرنے لگتے تھے۔ اور آپ کے باطنی رنگ و جذبات محبت کی عکاسی کرنے لگتے تھے۔

ایک دن قلم تھامے تصور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق بیٹھے تھے کہ قلم آپ کے جذبوں کی نقاشی کرنے لگا اور پھر اس شعر کی نورانیت سینہ کاغذ پر پھیل گئی۔

تنم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یارسول اللہؐ
دلم پژمردہ آوارہ ز عصیاں یارسول اللہؐ

(ترجمہ) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے غم ہجراں میں میرا تن ناکارہ اور میری جان پارہ پارہ ہو گئی۔ میرا دل گناہوں کے سبب غم و اندوہ میں مبتلا ہو کر بالکل ناکارہ ہو

Marfat.com

گیا۔

آپ نے شعر پر دوبارہ نظر کی تو تڑپ اٹھے اور پھر کاغذ پر الفاظ نے ایک اور شعر کی شکل اختیار کر لی۔

چو سوئے من گزر آری من مسکیں زنا داری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یارسول اللہؐ

(ترجمہ) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر میرا نصیبہ بیدار ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ نادار مسکین کی طرف تشریف لے آئیں تو میرے پاس کوئی شے ایسی نہیں کہ جس کو حضور عالی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کر سکوں۔ مگر ہاں جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کا نشان پڑے گا میں ضرور اس پر اپنی جان مشتاق نثار کردوں گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی تڑپ اور حضوری کی تمنا نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ انگ انگ چشم براہ تھا اور پھر خیال آیا کہ میری اوقات ہی کیا ہے کہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائیں گے تو یہ شعر ذہن کے پاتال پر رقص کرنے لگا۔

ز جام حب تو مستم بہ زنجیر تو پا بستم
نمی گویم کہ من ہستم سخن داں یارسول اللہؐ

(ترجمہ) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شراب محبت سے مست ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زنجیر غلامی کا پابند ہوں' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں یہ نہیں کہتا کہ مجھ کو کچھ آتا ہے یا میں کسی کام کے لائق ہوں۔

اور پھر بے ساختہ حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ کے مضطرب لبوں سے نکلا ۔

مرہم راحت جراحت دگراں را
جان من و داغ آروزئے محمد ﷺ

(ترجمہ) زخموں سے آرام دلانے والا مرہم اور لوگوں کو مبارک ہو۔ میری جان کے لئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو کا داغ اور زخم کافی ہے۔

طائر وقت تیزی سے محو پرواز تھا۔ عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ روز افزوں گہرا ہوتا گیا۔ جب یارائے فرقت نہ رہا تو عالم وارفتگی میں قدم سوئے مدینۃ المحبوب صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اٹھنے لگے۔ ہر اٹھنے والا قدم محب صادق حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ کو سید العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس اور قدوم میمنت لزوم کے قریب تر کر رہا تھا۔ اس احساس لطیف سے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم قریب آ رہے ہیں تو قلزم عشق و محبت میں تلاطم برپا ہو گیا۔

چلتے چلتے آپ وادی بطحا میں پہنچے تو مدینہ منورہ' خاک مدینہ' خار مدینہ' حتیٰ کہ سگ مدینہ کو بھی اپنے دل کے قریب پاتے تھے۔ آپ عالم شیفتگی میں سرزمین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانے والے قافلوں کو سلام کرتے تھے۔ قافلہ حجاز کے اونٹوں کے ساربان آپ کے پیغام رساں تھے اور نسیم بہاری کو فریاد پہنچانے کا ذریعہ بناتے اور اسے مخاطب کر کے فرماتے ؎

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن

(ترجمہ) اے باد نسیم ذرا وادی بطحا کی طرف سے گزر جا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں میرا احوال عرض کرتی جا۔

جب آپ بانداز والہانہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کے لئے گئے تو والئی مدینہ منورہ کو عالم رویاء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حکم فرمایا۔

"میرے عاشق کو شہر کے باہر روک لو۔ ورنہ جس جذب و کیف میں وہ آ رہا ہے مجھے اس کی دل دہی کے لئے گنبد خضریٰ سے باہر آنا پڑے گا۔"

والئی مدینہ فوراً تعمیل ارشاد کے لئے شہر سے باہر گیا اور حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ کو اندر داخل ہونے سے روک دیا۔ انہوں نے ہزار منت ساعت کی مگر آپ کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا۔

یہ بڑی کٹھن منزل تھی۔ محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوڑے فاصلے پر تھے مگر اذن حاکم نہ تھا کہ محب شہر کے اندر داخل ہو۔ جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو ایک دن حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سالار کارواں سے عرض کی۔

"مجھے صندوق میں بند کر کے گنبد خضریٰ تک پہنچا دو۔"

سالار قافلہ مان گیا اور آپ کو ایک صندوق میں ڈال کر چل پڑا۔ والئی مدینہ کو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آ کر جامی کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ وہ بہ نفس نفیس اس کاروان عشق و محبت کے استقبال کے لئے شہر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اونٹوں پر لدے ہوئے سامان کی تلاشی لی گئی۔ ایک صندوق میں سامان عشق و محبت موجود تھا۔ بڑے ادب سے

Marfat.com

والئ مدینہ نے عرض کی۔

"اے عاشق رسول جامی! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ کو روک دیا جائے۔"

محب صادق نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و ارشاد کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

چند دنوں بعد جب آپ کے جوش و جذب میں قدرے سکون آیا تو روضہ اقدس پر حاضری کی اجازت مرحمت ہوئی۔ چنانچہ آپ ادھر روانہ ہوئے۔ اس ہنگام آپ کے جذب و مستی میں حضرت جنید و بایزید رحمہا اللہ کا ادب اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقت و والہیت تھی۔ جب روضہ اقدس نظروں کے سامنے آیا تو بیتابانہ اس کے ساتھ لپٹ گئے اور اس طرح فریاد کرنے لگے۔

ز مہجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر میں ایک عالم کی جان لبوں پر ہے۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحم فرمایئے۔ رحم فرمایئے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے لیل و نہار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں غرق رہتے تھے۔ ہجر و فراق کے لمحات طویل سے طویل تر ہوتے جا رہے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کو آپ کی حالت پر رحم آگیا۔ آپ بغرض زیارت روضہ اقدس تشریف لے گئے۔

جب حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے تو عشق و مستی کی کیفیت سے بے خود ہو گئے اور جب روضہ اطہر پر نظر پڑی تو آستان بوسی کا شرف و فخر حاصل کرنے کے لئے بے اختیارانہ جھکے مگر پھر سر اٹھا لیا۔ گویا ایک گونہ تردد و اضطراب ہے۔ کسی پہلو کل نہیں پڑتی۔ آستان بوسی کی جرات نہیں ہوتی۔ آپ کی اس کشمکش کو دیکھ کر خادم نے عرض کی۔

"حضرت! جلد ہی آستان بوسی کر لیں۔ عوام کا ہجوم بڑھتا جا رہا ہے۔"

آپ نے چشم پرنم کے ساتھ فرمایا۔

"آستان بوسی کے لئے جب جھکتا ہوں تو دل سے آواز آتی ہے 'اے فرید! حیا کر۔ تیری زبان اور دہان پلید ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آستان طیب اور پاک ہے۔ اس لئے ارادہ کی تکمیل میں محرومی نصیب ہے۔ کیا کروں یہ دل کے معاملے ہیں۔ کوئی اور کیا جانے۔"

Marfat.com

ادب نے حوصلہ نہ بخشا کہ آستان بوسی کی جائے۔ محبت جب مجبور کرتی تو سر جھکا دیتے اور جب ادب مجبور کرتا تو سر اٹھا لیتے تھے۔ ادب ہی تو محبت کی روح ہے لہٰذا آپ آنسو بہاتے پیچھے ہٹ گئے اور آستان بوسی نہ کر سکے۔

حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ کوئی محفل اور مسجد ایسی نہیں جہاں آپ کا تحریر کردہ سلام بحضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھا جاتا ہو۔ آپ کے ایک ایک شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عشق کے ٹھاٹھیں مارتے دریا بہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

آپ کا معمول تھا کہ جب حاجی لوگ حج بیت اللہ شریف کر کے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو ان سے سب سے پہلے دریافت فرماتے۔

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں بھی حاضری دی۔"

اگر وہ کہتے۔

"ہاں"

تو فوراً ان کے قدم چوم لیتے تھے اور اگر کوئی جواب دیتا'

"نہیں"

تو پھر اس کی طرف قطعاً توجہ نہ فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو اللہ کی قسم ایک پر لکھا ہو گا لاالہ الااللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہو گا۔"

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۴۰

نامعلوم اولیاء اللہ کا نظریہ محبت و عشق

ماضی میں ان گنت ایسے ولی اللہ و بزرگ گذرے ہیں اور حال پر موجود ہیں۔ جنہیں بذات خود بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کریم کے ولی و دوست ہیں۔ وہ سدا مستور رہتے ہیں اور اسی حالت میں دار بقا کے سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں۔

ولایت و بزرگی میں عشق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بدوں معرفت الٰہیہ' رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت اور پاک دامنی مقام دوام کی کسی منزل و مرحلہ کو پانا تو در کنار اس سے کوسوں فاصلے پر سے گزرنا بھی این خیال است و محال است جنوں کے زمرے میں آتا ہے۔ درحقیقت عشق تو اس صبا کی مانند ہے جس پر سیدنا حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام سوار ہو کر مہینوں کا سفر چند گھنٹوں میں طے کر لیا کرتے تھے۔

حقیقی عشق جب کسی کو اپنے دائرہ رنگ و نور میں لینا شروع کر دیتا ہے تو پھر رفتہ رفتہ اس کے نام و نمود و ذات کی نفی ہوتی جاتی ہے۔ وہ عشق و محبت سے متعلق اپنے خیالات و واردات قلبی کا اظہار تو کرتا ہے لیکن جب کوئی اس کا نام دریافت کرتا ہے تو وہ خلاؤں میں گھورنے لگتا ہے۔ کچھ بتانے سے قاصر ہوتا ہے کیونکہ وہ تو بحر عشق میں سر تا پا ڈوب چکا ہوتا ہے۔

یہ نامعلوم و گمنام مگر نامور ہستیاں عشق و محبت اور ان کے متعلقات کے بارے میں فرماتی ہیں۔

عشق کی ابتداء انس سے ہوتی ہے۔ جو محبوب کے لئے محب کے قلب و نظر میں انسیت جنم لے لیتی ہے۔ انس میں کھوٹے کھرے کی پہچان یہ ہے کہ اگر صاحب انس کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے تو اس ہنگام بھی اس کی انس والی کیفیت مکدر نہ ہو۔ یہ انس کا کمترین مقام ہے۔

اگر انس کے درجہ میں محب کو اس قدر کڑے امتحان سے سابقہ پڑ سکتا ہے تو عشق کے دیگر مقامات و درجات میں لاریب اسے ایسے کٹھن و دشوار مراحل سے گزرنا پڑتا ہو گا جو ماورائے عقل و بینش ہیں۔

Marfat.com

انس جب شوق لقائے محبوب کے روپہلی سانچے میں ڈھلتا ہے تو محب ہر پہلو تڑپتا رہتا ہے۔ اس کے وجود کے اندر شوق دید کی تیز آندھیاں چلنے لگتی ہیں اور جب شوق کے بارے میں کسی عاشق سے دریافت کیا گیا تو بولا۔

" یہ ایک شعلہ ہے جو انتڑیوں میں جدائی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جب ملاقات ہو جاتی ہے تو بجھ جاتا ہے۔ لیکن جب محبوب کا مشاہدہ باطن پر غالب آجاتا ہے تو پھر باطن میں شوق داخل نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر وقت محبوب کے قرب میں ہوتا ہے۔"

جب شوق آسمان کی پنہائیوں کو چھونے لگتا ہے تو حُب اپنی آنکھیں وا کرتی ہے۔ اس کے بارے میں بعض افراد کا خیال ہے کہ حب اور محبت ہم معنی و ہمسر ہیں۔ لیکن اہل نظر و محبت اس خیال سے متفق نہیں۔ بقول ان کے حب اور محبت کی مثال ایسی ہے جیسے دو دریا ایک ساتھ بہہ رہے ہوں لیکن ان کے پانی ایک دوسرے سی خلط ملط نہ ہوں۔ عارفین کہتے ہیں۔

" حُب میں دو حرف ہیں ح اور ب۔ ان میں یہ اشارا پایا جاتا ہے کہ جو شخص حب کرے اسے اپنی روح اور بدن دونوں سے نکل آنا چاہیے۔"

محبت کے بارے میں وہ فرماتے ہیں :

" محبت لفظ " حب " سے ماخوذ ہے جو حبہ کی جمع ہے اور حبۃ القلب دل کا وہ مقام ہے جس پر دل کا دارومدار ہے۔ لہٰذا محبت کا نام اپنے محل کے نام پر رکھا گیا ہے۔"

اس سے جو ان بزرگوں نے مفہوم اخذ کئے ہیں ان کا لب لباب یہ ہے کہ :

(الف) محبت دراصل محبوب کی طرف سے ایک مفہوم ہے کہ دل اس کے ادراک سے مغلوب اور اس کی تعبیر سے عاجز ہے۔

(ب) اختلاط کم رکھے' زیادہ تر تنہائی اختیار کرے۔ ہر وقت متفکر رہے۔ خاموشی اختیار کرے۔ آنکھ اٹھائے تو دیکھے نہیں۔ آواز دی جائے تو سنے نہیں۔ بات کریں تو سمجھے نہیں۔ جب کوئی مصیبت آئے غم نہ کرے۔ بھوک لگے تو محسوس نہ ہو۔ برہنہ ہو تو پتہ نہ چلے۔ گالی ملے تو سمجھے نہیں۔ لوگوں سے ڈرے نہیں۔ خلوت میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھے اور اس سے مانوس ہو۔ اس کے ساتھ مناجات کیا کرے۔ دنیا کے معاملہ میں دنیا سے نہ الجھے۔

محبت کے مفاہیم روشن ہونے کے بعد " محبت کیا ہے " جیسے ناپید اکنار وسعت کے حامل مضمون کو بزرگوں نے حسب حال چند جملوں یا الفاظ میں ان کی تعریف کر کے

Marfat.com

گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں :

- ★ محبوب کے وصل و ملاقات کے شوق کی آگ میں دل کو جلائے رکھنے کا نام محبت ہے۔
- ★ عشق کی چاشنی اور لذت سے محبوب کی ملاقات کے لئے اپنی روح پر امید رکھنے کا نام محبت ہے۔
- ★ انس و الفت کے دریا میں اپنے حواس خمسہ کو غرق کر دینے کا نام محبت ہے۔
- ★ اپنے باغی اور سرکش نفس کو پاک و صاف پانی سے دھونے کا نام محبت ہے تاکہ محب و محبوب کے درمیان کوئی دنیاوی لالچ' نفسانی خواہش اور حرص و آز کی قطعاً گنجائش نہ رہے۔
- ★ محب و محبوب کے درمیان کوئی علت' کوئی عارضہ اور کوئی پردہ نہ رہنے کا نام محبت ہے۔
- ★ محبت کرنے والی آنکھ کو اپنے حبیب کے سوا اور کوئی غیر نظر نہ آنے کا نام محبت ہے۔
- ★ تمام احوال میں محبوب کی متابعت و موافقت کا نام محبت ہے۔
- ★ محبوب کی خوبیوں میں گم ہو جانے اور اس کی ذات و صفات میں فنا ہو جانے کا نام محبت ہے۔
- ★ محبوب کے سوا سب کچھ فنا کر دینے کا نام محبت ہے۔
- ★ محبوب کے دیدار کی ہر وقت آرزو رکھنے کا نام محبت ہے۔
- ★ محبت ہی راز حیات ہے۔ اگر اس کی آگ دل میں نہ ہو تو وہ گوشت کا ایک بے جان ٹکڑا ہے۔ اگر عشق کی گرمی ہو تو انوار ربانی کا محل

سلامتی دل عشاق از محبت تست
وگرنہ ایں دل پر خوں چہ جائے منزل تست

(ترجمہ) اے محبوب تیری محبت سے ہی مشتاق کے دل سلامت ہیں۔ ورنہ اس خون بھرے دل میں ٹھہرنے کا کیا مقام ہے۔

- ★ دوام فکری محبت ہے۔
- ★ محبوب کو ترجیح دینا محبت ہے۔
- ★ دنیا میں رہنے کو ناپسند کرنا محبت ہے۔
- ★ پاکیزہ اور صاف محبت کا نام حُب ہے۔

Marfat.com

☆ محبوب کی ملاقات کے جوش اور پیاس کے بھڑکنے کا نام محبت ہے۔
☆ محبت زندگی کا مغز ہے اس لئے اس کا نام حُب ہے۔
☆ مشتاق دل کے ساتھ دائمی میلان کا نام محبت ہے۔
☆ محبوب کی خاطر تمام مال و دولت کو قربان کر دینا محبت ہے۔
☆ محبوب کی موجودگی اور عدم موجودگی میں محبوب کی موافقت کرنا محبت ہے۔
☆ عاشق کا مع اپنی تمام صفات کے مٹ جانا اور محبوب کو اس کی ذات کے ساتھ ثابت کرنا محبت ہے۔
☆ دل کا اللہ تعالیٰ کی مراد کے موافق ہونا محبت ہے۔
☆ اس بات سے ڈرتے رہنا کہ کہیں احترام میں کمی نہ ہو محبت کہلاتا ہے۔
☆ محبوب کی طرف سے دل میں جو تشویش پیدا ہوتی ہے اسے محبت کہتے ہیں۔
☆ محبت ایک آزمائش ہے جو دل میں محبوب کی طرف سے واقع ہوتی ہے۔
☆ محبت کی ابتدا دھوکا اور انتہا قتل ہے۔
☆ محبت دل میں ایک آگ ہوتی ہے جو محبوب کی مراد کے سوا سب کو جلا دیتی ہے۔
☆ محبت یہ ہے کہ تو اپنے محبوب کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دے اور پھر محبوب کا جو دل چاہے کرتا رہے۔
☆ کہا جاتا ہے محبت تمہارا نشان مٹا دیتی ہے۔
☆ محبت اپنے آپ کو لذت سے ہلاک کرنے کا نام ہے اور معرفت یہ ہے کہ حیرت کی حالت میں محبوب کا مشاہدہ ہو اور ہیبت میں فنا ہو جائے۔
☆ محبت محبوب سے موافقت کرنے کو کہتے ہیں اور سب سے قوی موافقت وہ ہے جو دل سے ہو۔
☆ محبت صفاء مودۃ (خالص دوستی) کا نام ہے اس لئے کہ عرب خالص سپیدی کو حبیب کہتے ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ محبت حباب الماء (کثیر پانی) سے ماخوذ ہے کیونکہ محبت دل میں پائی جانے والی سب سے عظیم اور اہم چیز ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ احب البعیر (چمٹ جانا) سے ماخوذ ہے۔ جب اونٹ بیٹھ کر اٹھنے نہ پائے تو اس کو اہل عرب احب البعیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ چنانچہ محب کا قلب بھی ذکر حبیب سے خالی نہیں ہو پاتا۔

"محبت کیا ہے" کے ہر پہلو کو اجاگر کرنے کے بعد ان برگزیدہ ہستیوں نے اس روح کو ایک مثال کے جامہ میں سمو دیا ہے۔ فرماتے ہیں :

Marfat.com

"محبت کی مثال اس دانہ کی ہے جو پاک اور زرخیز زمین پر ڈالا جاتا ہے تو اس سے سات بالیں نکلتی ہیں اور ہر بالیں سے سو سو دانے نکلتے ہیں۔ اسی طرح جب محبت کا دانہ کسی پاک و صاف دل میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں اطاعات و فرمانبرداریاں مرد مومن کے رگ و ریشہ میں سما جاتی ہیں اور رب کریم اور رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا مسلمان چاہتا ہے کہ میرا ہر ایک سانس ودود الرحیم اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر نہ گزرے۔"

محبت کو مقید کیا جاسکتا ہے نہ اس کی وسعت و پھیلاؤ کو کسی نوع ناپا جاسکتا ہے۔ لیکن بظاہر اس کا مسکن قلب انسان ہے۔ لہٰذا دل میں جتنی اہم چیزیں ہیں ان میں سے بڑا حصہ محبت کا ہوتا ہے۔ اب تان محب کی عالی ظرفی پر ٹوٹتی ہے کہ وہ میخانہ محبت سے کتنا اور کب تک پیتا ہے۔

کہتے ہیں ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کو لکھا۔

"وہ شخص کیسا ہے جو محبت کے ایک ہی پیالے سے مست و بے خود ہو جائے اور اسرار الٰہی ظاہر کر دے۔"

دوسرے بزرگ نے جواب دیا۔

"وہ بہت ہی کم ہمت اور تنگ حوصلہ ہے۔ لیکن یہاں ایسے مرد ہیں کہ ازل و ابد کے دریا اور دوست کے اسرار و محبت کے پیالے پئے ہیں اور آج پچاس سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے کہ ھل من مزید کی فریاد کرتے ہیں۔"

جب خط کا جواب تحریر کنندہ کو ملا تو بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا ۔

شربت الحب کاساً بعد کاسن
هما نفذ الشرب ولا رو يته

(ترجمہ) میں نے منزل حب محبوب میں شراب کے کئی جام بھر بھر پئے لیکن نہ تو شراب ختم ہوئی اور نہ میں سیر ہوا۔

مستی مئے محبت محبوب ایسی نہیں جو ایک لمحہ کے لئے بھی اتر جائے اور پھر اسی عالم مستی میں محب پر ایک ایسی مستی طاری ہوتی ہے جس سے وہ محبوب کے مشاہدہ کے بغیر ہوش میں نہیں آتا۔ اور جب اسے محبوب کا مشاہدہ ہوتا ہے تو اس کی اپنی مستی ہوتی ہے جس میں وہ ڈوب کر اور مست ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بیان کرنے سے الفاظ و زبان درماندہ و قاصر ہیں۔

عشق و محبت کے سفر میں جب تک عاشق آخری منزل پر نہیں پہنچ جاتا اس سے قبل جتنے

Marfat.com

مقامات سے گزرتا ہے ان کو دوام حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا مقام بدلنے سے اس کی کیفیت میں تغیر رونما ہو جاتا ہے اور جب وہ نشیب و فراز سے ہوتا ہوا عشق و محبت کی آخری منزل پر قدم رکھتا ہے تو اس کا محبت سے دل بھر جاتا ہے۔ اور پھر اس دل میں محبوب کے سوا کسی اور کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں رہتی۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے دنیا کو دشمن قرار دیا ہے میں خلقت کے نزدیک نہیں گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو خلقت پر ترجیح دی ہے اور مجھ پر محبت نے اس قدر غلبہ کیا کہ میں اپنے وجود کو بھی دشمن سمجھنے لگا۔ زندگی اور موت کو درمیان سے اٹھا لیا' اب صرف اللہ تعالیٰ کی لقا اور اس کو چاہتا ہوں۔

جب دل میں صرف محبوب آباد ہو جاتا ہے تو یکدم محب پر عالم بیم و خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اب وہ صرف محبوب کی رضا کے سہارے زندہ ہوتا ہے کیونکہ محبوب کی ذرہ برابر ناراضگی اسے عرش سے تحت الثریٰ میں پھینک دیتی ہے۔ لیکن اس کے قدم بقدم رجا و امید کے پھول بھی محب کے سینہ سوزاں میں کھلے ہوتے ہیں۔ وہ توقع کرتا ہے کہ اگر کبھی نادانستہ طور پر محبوب کی بارگاہ میں سہو ہو گیا تو وہ سیر چشمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے چشم پوشی کرے گا اور معاف کر دے گا چنانچہ بزرگوں کا فرمانا ہے۔

" ہر وہ محبت جس کے ہوتے ہوئے خوف نہ ہو آفت زدہ محبت ہے۔ اسی طرح ہر وہ خوف جس کے ساتھ امید نہیں وہ بھی آفت زدہ ہے۔ یہی حال اس امید کا ہے جس کے ساتھ خوف نہ ہو اور امید اور محبت دونوں شوق کے متقضی ہیں۔"

محب کو محبوب سے کس قدر محبت و عشق ہے اس کی پرکھ کا پیمانہ بزرگوں نے خوف کو رکھا ہے۔ جو اس معیار پر پورا نہیں اترتا اس کے لئے ہر لحظہ و آن خدشہ موجود ہے کہ وہ کہیں اس مقام سے گر نہ جائے۔ فرماتے ہیں۔

" جسے محبت میں سے کچھ حصہ ملا ہو اور اسے خوف الٰہی میں سے اسی قدر حصہ نہ ملا ہو تو وہ شخص دھوکا کھائے گا۔"

جب خوف ۔مقدار محبت میں توازن برقرار ہو جاتا ہے تو محب تیز تیز ڈگ بھرتا محبت کی جولانگاہ میں بڑھتا ہے۔ یہ جذبہ و شوق دیکھ کر محبوب کے دل میں بھی محب کے لئے کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس حال پر بزرگوں کا کہنا ہے۔

" دو محبت کرنے والے محبت کی حقیقت تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ ایک دوسرے

Marfat.com

کو یا انا (ارے میں) کہہ کر نہ پکاریں۔"

مطلب یہ ہے کہ دونوں طالب و مطلوب جامہ وحدت اوڑھ لیتے ہیں بظاہر دو ہوتے ہیں مگر حقیقت میں ایک ہوتے ہیں۔ اس حال پر حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

رانجھا رانجھا کردی ہن میں آپے رانجھا ہوئی
سدو مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی
رانجھا میں وچ میں رانجھے وچ غیر خیال نہ کوئی
میں نہیں اوہ آپ ہے اپنی اپ کرے دلجوئی
جو کجھ ساڈے اندر وسے ذات اساڈی سوئی
جس دے نال میں نیونہ لگایا اوہو جیہی ہوئی

جب محب محبوب کی محبت و عشق میں سر تا پا کھو جاتا ہے تو پھر اس کی ذات ذات نہیں رہتی۔ اسے ہر سو محبوب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اور وہ صادق المحبت ہونے کی بنا پر محبوب کی طرف سے ہر عزت و ذلت برداشت کرتا ہے۔ اور اس کے ذکر میں رطب اللسان رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ محبوب کا ذکر کرنے پر دل میں جوش پیدا ہوتا ہے جو اس محبت و شوق کی دلیل ہے اور یہی تقاضائے محبت ہے کہ محبوب کا ذکر ہمیشہ جاری رہے کیونکہ اگر عاشق خاموش ہو جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا اور مر جاتا ہے۔

راہ محبت کے مسافروں سے منقول ہے کہ انہوں نے اکثر نامعلوم اولیاء اللہ اور بزرگوں کو اشعار پڑھتے ہوئے سنا ہے جن کا ترجمہ ہے۔

- ✭ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو یاد کیا۔ اور میں تو اسے کبھی بھولتا ہی نہیں ہوں کہ یاد کرنے کی ضرورت پڑے۔
- ✭ اے محبوب! جب تمہارا ذکر کرتا ہوں تو مر جاتا ہوں اور پھر زندہ ہو جاتا ہوں۔ اگر میرا حسن ظن نہ ہوتا تو زندہ بھی نہ ہوتا۔
- ✭ میں آرزو سے زندہ ہوتا ہوں اور شوق سے مرتا ہوں۔ میں کب تک مرتا اور زندہ ہوتا رہوں گا۔
- ✭ میں نے محبت کے جام بھر بھر کے پیئے مگر نہ شراب کے سوتے خشک ہوئے اور نہ ہی میری تشنگی میں کمی واقع ہوئی۔

جس طرح دنیائے سلوک میں مجاہدہ و ریاضت و عبادت کے ذریعے مختلف منازل طے کرتا

Marfat.com

ہوا مبتدی درجہ منتہی پر متمکن ہوتا ہے بعینہٖ محبت ان گنت جانگسل و کٹھن وادیوں سے گزر کر اس مقام پر وارد ہوتی ہے جہاں اس کو سند کمال سے نوازا جاتا ہے لیکن بزرگ و اولیاء اللہ اس شخص کی محبت کو صحیح و کامل نہیں گردانتے جو جنت و دوزخ میں تمیز کرے۔ سرور و مشقت میں فرق جانے اور فرض و سنت میں جدائی اور علیحدگی سمجھے۔ علاوہ ازیں جو اپنے آپ کو محبوب کے حسن و جمال کے مشاہدہ و نظارہ میں غرق نہ کردے اور اپنے آپ کو محبوب کے جلوؤں میں گم نہ کردے اس کی محبت پختہ و مکمل نہیں۔ ان کے نظریہ کے مطابق محبت میں کمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قلب کی نرمی کے ساتھ جلد کی نرمی بھی نمودار ہوتی ہے۔ اور یہ اس کی علامت ہے کہ قلب کی طرح اس کے بدن نے بھی اعمال کو قبول کرلیا ہے اور یہی محبت خاصہ کے کمال کا باعث ہے اور یہ محبوبین کا حال ہے۔

محبت جب اوج کمال پر قدم جماتی ہے تو پھر وہ عشق کے آتشیں سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ اس مقام پر رنگینیوں' لطافتوں' نغمات' رعنائیوں اور شعلوں کا انبوہ کثیر ہوتا ہے۔ عشق کی سرحد پر ایستادہ محل سرا کا جنت نظیر و کیف بداماں ہر گوشہ نظروں کو خیرہ کرنے لگتا ہے۔ جس طرف نگاہ اٹھتی ہے حیرتیں استقبال کے لئے قدم بڑھاتی ہیں۔ اندریں کیفیات اس راہ کا مسافر خود کو ہوا میں پرواز کرتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اس ہنگام سورۂ مائدہ آیت چون (۵۴) کے یہ دل نواز الفاظ یحبھم و یحبونہ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں' مسلسل اس کے کانوں میں رس گھولتے رہتے ہیں۔ جن پر نظریہ عشق کی اساس ہے۔

زندگی کے خمیر میں ازل سے محبت و عشق کی آمیزش ہے لیکن اس راستے پر گامزن ہونا بے حوصلوں اور کم ہمتوں کے بس کا روگ نہیں۔ لہٰذا حیات باواز بلند پکارتی رہتی ہے۔

"کوئی ہے جوانمرد جو ہمتوں اور جراتوں کا کوہ گراں ہو جو عشق کی راہ پر قدم بڑھائے۔"

زندگی کی اس پکار کو کسی اجنبی شاعر نے کیا خوبصورت شعری جامعہ پہنایا ہے۔ کہتا ہے ؂

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

(ترجمہ) حیات خود کعبہ و بت خانہ میں جا جا کر برسوں تک آہ و بکا اور گریہ وزاری کرتی رہتی ہے تاکہ بزم عشق سے کوئی راز اور بھید جاننے والا پیدا ہو جائے۔

عشق حقیقی کی وادیوں میں داخل ہونے کے لئے عزم صمیم و جرأت رندانہ و جان سپاری کے حامل افراد عرصہ دراز کے بعد جنم لیتے ہیں جب کہ مدعیان عشق و محبت تو بے شمار ہیں۔ اس لئے

Marfat.com

زندگی ایسے یگانہ روزگار شخص کے لئے آنسوؤں کی جلو میں آہ وبکا کے ساز پر پیہم صدائے طلب بلند کرتی رہتی ہے کیونکہ

فلیس لشئی منہ حد احد ہ
ولیس لشئی منہ وقت مؤقت

(ترجمہ) عشق کی کوئی چیز ایسی نہیں جس کی حد بندی ہو سکے اور اس کی کوئی چیز ایسی نہیں کہ اس کے لئے وقت کا تعین ہو سکے۔

چونکہ عشق کو پابند حدود و قیود نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ کب عشق حقیقی کسی وجود کے اندر آنکھیں وا کرے گا لہٰذا زندگی ان لمحات کی منتظر رہتی ہے۔ لیکن جب عشق جو لفظ عشقہ سے مشتق ہے اور عشقہ اس زرد گھاس کو کہتے ہیں جو درختوں کی جڑوں کو لپٹ جاتی ہے اور اس کے پتے متغیر ہو جاتے ہیں۔ عشق جب کسی عاشق کے پاک وجود سے لپٹ جاتا ہے تو اس کا حال متغیر ہو جاتا ہے۔ شادابی ختم ہو جاتی ہے اور موت کے علاوہ کوئی چیز اس کو جدا نہیں کر سکتی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر اور حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ عنہما بغداد کہنہ کی مسجد کہف میں تشریف فرما تھے۔ چند بزرگ عشق کے بارے میں محو گفتگو تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا۔

"عشق ایک سلطنت ہے جس کا دار الخلافہ شوق ہے۔ اس میں تخت کے اوپر رضا کے ہاتھ میں نرگس وصال کی ایک شاخ ہے جس پر تیغ ہجر اور خنجر فراق کا پہرہ ہے۔ اگر کوئی ادھر کا رخ کرتا ہے تو اس پر خنجر اور تلوار کے وار شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک دقیقہ وصال کا میسر آجائے تو ان تلواروں اور خنجروں سے سینکڑوں اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ پس اے دوستو! جسے عشق کی دولت حاصل ہے اگر اسے ہزار خنجر لگیں اور سینکڑوں تلواریں پڑیں۔ خواہ ہزار دفعہ اس کی گردن کاٹیں آہ تک نہیں نکالے گا۔"

ایک بزرگ سے جب دریافت کیا گیا کہ عشق کیا ہے تو اس کا چہرہ گلنار ہو گیا اور بولا۔

"العشق نار یحرق ما سوی اللہ"

(ترجمہ) عشق آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو جلا دیتی ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو دل عشق کے پیچھے لگ جائے اس کے لئے حرام ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا بھی حصہ ہو۔ شرح عشق یہی ہے کہ دل کے اندر کوئی ایسی جگہ نہ ہو

Marfat.com

جسے محبوب اپنے عشق سے خالی دیکھ سکے۔

عشق کی اس کیفیت کو ایک سرائیکی شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ۔

جس دل اندر عشق نہ رچیا کتے اس تھیں چنگے
خاوند دے در راکھی کر دے عاجز بھکے ننگے

جے لکھ زہد عبادت کریئے بن عشقوں کس کاری
جاں جاں عشق نہ ساڑے تینوں تاں تاں نبھے نہ یاری

عشق کی آگ میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ روز افزوں یہ زیادہ سے زیادہ بھڑکتی رہتی ہے۔ اسی میں عاشق کی زندگی کی بقا کا راز مضمر ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

وائے بر عشقے کہ نار او فسرد
در حرم زائید و در بت خانہ مرد

(ترجمہ) اس عشق پر ہزار افسوس جس کی آگ سرد پڑ گئی ہے اور اس کی مثال تو ایسے شخص کی ہے جو کہ حرم شریف میں پیدا ہو اور بت خانہ میں اس کی موت اسے لے آئے۔

عشق ہمہ گیر ہے۔ اس کی ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا کی۔ اس نکتہ کی وضاحت کسی بزرگ نے ان الفاظ میں کی ہے ۔

عشق اول عشق آخر عشق کُل
عشق شاخ و عشق نخل و عشق گل

(ترجمہ) اول بھی عشق ہے اور آخر بھی عشق ہے۔ بلکہ تمام کا تمام عالم عشق ہی عشق ہے۔ اور عشق ہی درخت ہے اور عشق ہی شاخ ہے اور عشق ہی پھول ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان خواہ صدیوں کیوں نہ زندہ رہے اس کا دل کبھی بھی عشق سے علیحدگی اختیار نہیں کر سکتا۔ اور وہ مسکنت و بیچارگی اور آلام و مصائب میں بھی عشق کی وجہ سے راحت و سکون و سرخوشی محسوس کرتا ہے۔

خار مغیلاں پر برہنہ پا چلنے' مثل ماہی بے آب تڑپنے' فرقت کی آگ میں شبانہ روز جلنے' رنج و محن کے سنگلاخ پنجروں میں مقید رہنے اور خوف و دہشت کے تپتے صحراؤں میں پا بہ جولاں

Marfat.com

گھومنے کا نام عشق ہے۔ ان پر آشوب و کٹھن و جاں گداز احوال میں ثابت قدمی و عزیمت و اولوالعزمی کا مظاہرہ کرنے اور جان حزیں کو نچھاور کرنے والے افراد ہی سرخرو ہوتے ہیں۔ ہر کس و ناقص تو اس راہ پر گامزن ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک فرزانہ بصورت دیوانہ جب مکتب عشق سے سند یافتہ قرار پاتا ہے تو بظاہر وہ بوریہ نشیں و خستہ حال دکھائی دیتا ہے لیکن باطناً" وہ محبت کے آسمانوں پر محبوب کے قدموں کی خاک کا جھومر اپنے ماتھے پر سجائے ہوتا ہے۔ ماسوا فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے اور صرف محبوب ہی محبوب رہ جاتا ہے۔ چشم فلک اور لیلائے دنیا کو وہ نظارہ ہنوز یاد ہے جب آتش نمرود میں عشق بے خوف و خطر کود پڑا تھا۔ اور عشق کے رتھ پر جو عظیم ہستی سوار تھی وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خلیل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جب کہ اس ہنگام عقل بے چاری لب بام محو تماشا رہی۔ عشق بامراد ہو گیا اور عقل اب بھی خجل و شرمندہ دکھائی دیتی ہے۔

عاشق کی املاک علم، عشق اور مانند آئینہ شفاف دل پر محیط ہے۔ جو درد محبت سے لبریز ہوتا ہے جس پر اس کی سچائی و صداقت دلالت کرتی ہے۔ عاشق چونکہ ہر آن مقام ہجر پر ہوتا ہے لہٰذا وہ ہر وقت اشکبار و آتش بداماں رہتا ہے۔ ایک عارف کا کہنا ہے کہ۔

" اگر عاشق کے آنسو اور ان کے دلوں کی سوزش کا وجود نہ ہوتا تو لوگوں میں پانی و آگ موجود نہ ہوتی۔ پس ہر نوع کی آگ ان کے انفاس سے ظاہر ہوئی اور ہر طرح کا پانی ان کی آنکھوں سے جاری ہوا۔"

لیکن بے بصرو کوتاہ فہم لوگ عاشق کے مقام و رتبہ سے نابلد ہوتے ہیں اس لئے وہ بقول ایک بزرگ عاشق کے اندر ملامت کو روا سمجھتے ہیں لیکن جو شخص نور بصیرت رکھتا ہے وہ عاشق پر ملامت کیسے کر سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہر گنہگار کو عاشقی زیبا نہیں دیتی۔

قصر محبت کی خشت اول بذات خود خالق کون و مکاں نے رکھی جب اس نے سب سے پہلے اپنے نور سے نور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق فرمایا۔ اور پھر اس کو محب کی نظر سے دیکھا۔ اسی لئے تو محبوب جو بھی کرتا ہے وہ محبوب و مقبول ہوتا ہے۔ لہٰذا اے ہم نفسو! تم نے دیکھا کہ جب رب کریم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

"نماز قائم کرو"

تو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لئے جتنی رکعات مقرر فرما دیں وہی اللہ تعالیٰ نے پسند فرمائیں اور جب خالق ارض و سما نے فرمایا۔

Marfat.com

"زکوٰۃ دو۔"
تو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شرح مقرر فرما دی وہی مقبول ہوئی۔ اور جب حکم الٰہی ہوا۔
"حج ادا کرو"
تو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ وضع فرمادیا اسی کا نام حج قرار پایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے حب ہے۔ جب حب کا یہ عالم ہے تو پھر مودت کا کیا حال ہو گا۔ اے لوگو! کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اسمائے حسنہ میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک صفاتی اسم پاک ودود بھی ہے جو بقول حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ اسم اعظم ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

"رب ودود کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق کی یہ شان ہے کہ وہ اسے زیور عشق سے سجاتا ہے اور اس سے خاص الخاص پیار کرتا ہے۔"

اس ضمن میں ایک گمنام عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ہے کہ۔

- ✫ عاشق وہ ہستی ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلام بھیجا ہے۔
- ✫ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رب تعالیٰ کو سب سے زیادہ عاشق ہی پیارا ہے۔
- ✫ عاشق آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گا۔
- ✫ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم انشاء اللہ بغیر حساب و کتاب سب سے اول جنت میں داخل ہو گا۔
- ✫ عاشق کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔"

عاشق باطناً" ہروقت بارگاہ محبوب میں حاضرباش ہوتا ہے اس لئے اس پر ہر قسم کی نیند حرام ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت اس کے جلوؤں میں کھویا رہتا ہے۔ مزید برآں محبوب کی جس چیز سے نسبت ہو عاشق اس پر سو جان سے فدا ہوتا ہے۔ لوگوں نے مجنوں کو دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ والوں اور کالے رنگ کے کتوں سے محبت کرتا ہے۔ کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو بولا۔
"میری لیلیٰ کا رنگ جو سیاہ ہے۔"

محبوب عاشق کے دل میں بستا ہے اس لئے اس کا دل کسی وقت بھی معشوق کے ذکر سے نہیں ہٹتا۔ اٹھتے بیٹھتے اسی کو یاد کرتا رہتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ محبت سے مباینت کی نفی ہو جاتی ہے اس لئے کہ محب تو ہر لحظہ اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن اس قدر قرب کے باوجود

Marfat.com

محب ہر وقت نخچیر حزن و ملال و رنج و محن ہوتا ہے۔ اسے سانس بھی پھونک کر لینا پڑتا ہے کہ مبادا بارگاہ محبوب میں ادنیٰ سی بھی کوتاہی نہ ہو جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سبحان رب الشماء
ان لمحب لفی عناء

(ترجمہ) پاک ہے آسمان کا رب، بیشک محب رنج میں ہے۔

بعض بزرگوں سے ایک مناجات منسوب ہے جس میں وہ فرمایا کرتے ہیں۔

"یکون خوفک خوف محب و محبوب۔"

کہ مجھے آپ سے ایسا خوف حاصل ہو جیسا محب کو محبوب کا خوف ہوتا ہے۔ کیونکہ عاشق کے خوف کی تو یہ شان ہے کہ وہ تو ادنیٰ ادنیٰ بات بھی خطا کی اپنے اندر دیکھتا ہے تو ڈر جاتا ہے کہ یہ بعد و فراق کا سبب نہ ہو جائے۔

کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ محبوب کا ادب، تعظیم، توقیر، ذکر عشق اور خوف محب کو اس شعر کا مصداق بنا دیتے ہیں ؎

جائیکہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند
مست شراب عشق بہ یک آہ می رسد

(ترجمہ) وہ عالی اور بلند مقام کہ جہاں تک زاہدان خشک ہزاروں مرتبہ چلہ کشی کر کے پہنچتے ہیں شراب عشق کا مست وہاں ایک آہ میں پہنچ جاتا ہے۔

لہٰذا اے نادان اور عشق سے بے بہرے انسان! عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور عاشقی اختیار کر۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں اس کے قریب بھی نہ جا۔ اور پھر جب حالت عشق میں عاشق پر موت وارد ہوتی ہے تو مشتاق لوگ اس کی حلاوت کے گھونٹ بھرتے ہیں کیونکہ یہ بات ان پر منکشف کر دی جاتی ہے کہ محبوب کے وصل کی خوشی شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوتی ہے۔

عشق کے طویل و دشوار گزار راستوں پر چلتے چلتے جب عرصہ دراز بیت جاتا ہے اور عاشق ظاہرا" و باطنا" فنافی المحبوب ہو جاتا ہے تو پھر اس پر ایک ایسا مقام آتا ہے جب وہ بے اختیار پکار اٹھتا ہے ؎

محمد از تو می خواہم خدارا
الٰہی از تو حب مصطفیٰ را

Marfat.com

(ترجمہ) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے ذات باری تعالیٰ کی راہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اور اے خالق کائنات! میں آپ سے حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طلبگار ہوں۔

یہ طلب بڑی عظیم و ارفع ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے اور حبیب کا خلیل سے بلند مقام ہے۔ بعض صوفیاء کا قول ہے:

"خلّت وہ ہے جو دل میں جاگزیں ہو اور محبت وہ ہے جو سویداء قلب کے اندر ہو۔ اور محبت کو محبت اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے تمام وہ دیگر اشیاء جو دل میں ہوں مٹ جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل علیہ السلام پر فضیلت دی ہے۔"

اللہ کریم کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سب کے ملجا و ماوا ہیں۔ مرکز محبت و عشق ہیں لہٰذا بعض بزرگوں کا کہنا ہے۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا حق بذمہ امت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور تعلیمات عالیہ پر ایمان لایا جائے اور دوسرا حق محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو عین ایمان بلکہ روح ایمان ہے۔"

جب کنزالایمان حاصل ہو جاتا ہے تو پھر محب کے لئے اور کوئی چارۂ کار نہیں رہتا کہ وہ کثرت سے اپنے محبوب کو یاد کرے چنانچہ وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کو حرز جاں بنا لیتا ہے۔ اور کوئی لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے تہی نہیں ہوتا۔ محبت کا اصل اصول یہی ہے کہ جس سے محبت ہو اسے بکثرت یاد کیا جاتا ہے۔

کثرت ذکر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اس کے ایمان کی حلاوت میں روز افزوں اضافہ ہونے لگتا ہے چنانچہ محب کے اندر یہ تین خوبیاں اجاگر ہو جاتی ہے۔

- ☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب سے زیادہ ہو جاتی ہے۔
- ☆ کسی سے محض رب کریم اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوستی و دشمنی رکھتا ہے۔
- ☆ کفر و شرک کو اتنا برا جانتا ہے جتنا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

ایک اہل محبت کا کہنا ہے کہ جب میں قرآنی آیات مبارکہ اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر نگاہ ڈالتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ قرآن پاک نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور بے اختیار میرے منہ سے نکل جاتا ہے۔

Marfat.com

مصحفے را ورق ورق دیدم
ہیچ سورت نہ مثل صورت اوست

(ترجمہ) میں نے قرآن پاک کا ورق ورق دیکھا مگر اس کی کسی سورت کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی مثل نہیں پایا۔

شارح قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل و نہار پر جب محب کی نظر پڑتی ہے تو محبت کامل اس امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ اتباع و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شمہ برابر بھی کسر نہ اٹھا رکھے کیونکہ محبت کامل سے ایک بزرگ کے بقول نہ صرف ایمان کامل حاصل ہوتا ہے بلکہ صوفیاء کے قول کے مطابق روحانی مدارج و کمالات و کرامات کی حقیقی بنیاد بھی محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس قدر شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہوگی اسی قدر ان کی شریعت سے وابستگی اور محبت ہوگی۔ شریعت نام ہے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا۔ اور معشوق کی ہر ادا پر مرمٹنا ہی معراج محبت ہے۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا اس حال پر قول بصورت شعر ہے ۔

لوکان حبک صادقاً لا طعه
ان المحب لمن یحب مطیع

(ترجمہ) اگر تیری محبت صادق ہوتی تو محبوب کی اطاعت میں سرگرم ہوتا کیونکہ محب تو ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے۔

محبت کا اثر محب کے ظاہر و باطن پر مرتب ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ ولی اللہ کا فرمان ہے۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے دل اور روح میں سمائی ہوئی ہے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ مجھے میرے رونگٹوں میں بھی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ میں یوں محسوس کرتا ہوں جس طرح ایک پیاسا سخت پیاس کے عالم میں پانی کی ٹھنڈک پاتا ہے۔"

جب محب کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو اس پر محبت صادق کے مفاہیم روشن ہو جاتے ہیں۔ عارفین کے خیال کے مطابق یہ تین ہیں۔

- "شوق الی المحبوب" یعنی محبوب کے لئے بے چین رہنا۔
- "ایثار المحبوب" یعنی محبوب کی رضاجوئی کے لئے سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ۔
- قلب و ذہن کو مراد محبوب کے تابع کرنے کا جذبہ۔

Marfat.com

محبت صادق و حقیقی کی علامت ایک بزرگ نے یہ بتائی ہے کہ محب پر محبت کے سکرات طاری ہونے لگتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر محبت حقیقی نہیں ہے۔ حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے محبت حقیقی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے۔

"یہ محبت خاص ہے جو ذات باری تعالیٰ کی محبت کا نام ہے۔"

اور جب حقیقی محبت اس انداز میں جلوہ گری کرنے لگتی ہے اور محب پر سکرات محبت طاری رہتا ہے تو اس کی کیفیت بزبان حال پکار کر کہنے لگتی ہے۔

"لاریب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق عین رب کریم کا عشق ہے۔"

جب محبت یہ رنگ اختیار کر لیتی ہے کہ رب العالمین اور رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بظاہر دو نظر آئیں لیکن حقیقت میں ایک ہو تو پھر اس محبت کی انتہا نہیں۔

غزنی کے ایک درویش سے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا۔

"عشق الٰہی کی انتہا ہے یا نہیں۔"

سنا تو فوراً چیخ پڑا اور کہا۔

"اے جھوٹے! عشق الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ محبت الٰہی آگ کی وہ تلوار ہے جو جس جسم سے گزرتی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔"

ایک اور بزرگ کا کہنا ہے۔

"جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس نے اس سے محبت لگالی اور جس نے اس سے محبت لگالی وہ غم کے سمندر میں غرق ہو گیا۔"

اب عظمت الٰہی محب کے دل میں گھر کر لیتی ہے اور اس میں رضا و ایثار کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کو یاد الٰہی اور ذکر اللہ کے بغیر چین نہیں ملتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اپنے محب سے محبت کرنے لگتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتے ہیں اس کے اندر اللہ کریم کی طرف

Marfat.com

سے کیا علامت ظاہر ہوتی ہے جس سے وہ سمجھ لے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے۔"

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے زید! تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟"

عرض کی۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ اپنے دل میں خیر کی اور اہل خیر کی محبت پاتا ہوں۔ اور اگر قدرت پاتا ہوں تو خیر کی طرف سبقت کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے فوت ہو جائے تو رنجیدہ اور نادم ہوتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"یہی اللہ کی محبت کی علامت ہے۔ اس شخص کے لئے جس کو وہ چاہتے ہیں۔"

ایسے شخص کے لئے آسمانوں اور زمین پر اللہ تعالیٰ ندا فرما دیتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں۔ یہ خصوصی احسان ہے جو اللہ کریم اپنے بندے پر کرتا ہے اور پھر اس محب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے اور اس کے در فیض کو ان پر کھول دیا جاتا ہے۔

محبت ایک لذت ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ لذت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے کہ حقیقت کے مقامات دہشت ناک ہوتے ہیں۔ اس سے اس کی تمام صفات چھین لیتے ہیں اور اسے حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے بندے کی محبت یہ ہے کہ اس کی تعظیم اس کے باطن میں اس طرح جاگزیں ہو کہ وہ کسی اور کی تعظیم کو جائز نہ سمجھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت یہ ہے کہ اسے اس محبت میں اس طرح مبتلا کرے کہ وہ کسی اور کے لائق نہ رہے۔

محبت دو طرح کی ہے۔

ایک محبت اقرار جو ہر خاص و عام میں پائی جاتی ہے اور دوسری محبت وجد۔ چنانچہ اس محبت میں محب نہ اپنے نفس کی طرف دیکھتا ہے اور نہ مخلوق کی طرف۔ نہ اسباب کو اور نہ احوال کو بلکہ وہ ان امور کے دیکھنے میں مستغرق ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

میں تم (اللہ) سے دو وجہ سے محبت رکھتا ہوں۔ ایک محبت عشق اور دوسرے یہ کہ تو اس کا اہل ہے کوئی اور اس کا اہل نہیں۔ رہی عشق کی محبت تو میں اوروں کو چھوڑ کر صرف تمہاری یاد میں لگا رہتا ہوں۔

رہی یہ محبت کہ تو اس کا اہل ہے تو جب تک تجھے نہ دیکھ لوں میں کائنات کی طرف نگاہ ہی

Marfat.com

نہیں کرتا۔

لہٰذا میں ان دونوں محبتوں میں سے کسی ایک میں بھی قابل ستائش نہیں ہوں بلکہ تو ہی ان دونوں میں قابل ستائش ہے۔

گر تو مصیبت میں مجھے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے تب بھی میری محبت میں اضافہ ہی اضافہ ہو گا۔

Marfat.com

باب ۴۱

نامعلوم اولیاء اللہ کا عشق رسول کریم ﷺ

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی ہیں جو اہل دنیا کی نظروں سے مستور ہوتے ہیں۔ اس پر طرفہ تماشا یہ کہ انہیں خود بھی خبر نہیں ہوتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ہیں۔ لیکن بعض پر منکشف کر دیا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہیں لیکن وہ اپنے حال میں اس قدر محو و بیخود ہوتے ہیں کہ خود کو بھی اپنی خبر نہیں آتی کی مثال ان پر صادق آتی ہے۔ نتیجتاً کسی دوسرے کو بھی اس امر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ ان کے متعلق تحقیق و تفتیش کرے کہ روحانیت کی دنیا میں ان کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ لہٰذا گمنام ہی رہتے ہیں۔ سیر کی کتب ان ہستیوں کے ذکر و تفصیلات سے تہی دامن ہوتی ہیں۔ البتہ بعض مؤلفین نے ایسے لوگوں کی کوئی بات دیکھ یا سن کر ضمناً" اپنی کتب میں ان کا کوئی واقعہ درج کر دیا ہے۔

بعض سلف سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک صدیق کی طرف الہام کیا کہ میرے بعض بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ میری یاد کرتے ہیں۔ میں ان کو یاد کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔ میں ان پر نظر فرماتا ہوں۔ اگر تو ان کی راہ پر چلا تو میں تجھ سے محبت کروں گا۔ اور اگر ان سے اعراض کیا تو تجھ پر ناراض ہو جاؤں گا۔

"اے رب! ان کی کیا علامت ہے؟"

صدیق نے عرض کی' فرمایا۔

"وہ دن کو سایہ کا اس طرح دھیان کرتے ہیں جیسا کہ ایک مہربان چرواہا اپنی بکریوں کا دھیان رکھتا ہے۔ اور غروب آفتاب کی طرف اس طرح مائل ہیں جیسا کہ غروب کے وقت پرندہ اپنے گھونسلے کی طرف لپکتا ہے۔ جب رات آتی ہے۔ اندھیرا چھا جاتا ہے۔ چارپائیاں بچھا دی جاتی ہیں۔ بستر لگ جاتے ہیں اور دوست دوست کے ساتھ خلوت پذیر ہوتے ہیں تو میری خاطر قدم گاڑ لیتے ہیں یعنی نمازوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنے چہرے میرے سامنے بچھا دیتے ہیں۔ میرے ساتھ مناجات کرتے ہیں اور

Marfat.com

میرے انعام کے ے سامنے گڑگڑاتے ہیں۔ کچھ چیخنے اور رونے والے ہیں۔ کچھ آہیں بھرنے اور فریاد کرنے و ہیں۔ کچھ کھڑے اور بیٹھے ہیں۔ کچھ رکوع و سجود میں ہیں۔ میری محبت کی وجہ سے جو فریاد کرتے ہیں میں سنتا ہوں۔ سب سے پہلے میں ان کو تین چیزیں عطا کرتا ہوں۔

اول : ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں۔

دوم : اگر ان کے میزان میں آسمان و زمین اور ان کی ہر چیز ہو تو بھی میں ان کی خاطر کم سمجھتا ہوں یعنی زیادہ عطا کرنا چاہتا ہوں اور

سوم : میں ان کی طرف اپنا رخ کرتا ہوں اور تم یہ سمجھتے ہو کہ جس کی طرف میں نے رخ فرمایا وہ ان باتوں کو جانتا ہے جو میں دوسروں سے چھپانا جانتا ہوں۔

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ وہ کبھی دائیں بائیں نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔ اور نہ ہی کسی کو نظر بھر کر دیکھتے تھے۔ ایک روز کسی نے ان سے سوال کیا۔

"آپ نے کبھی ادھر ادھر نہیں دیکھا۔ کیا وجہ ہے؟"

سنا تو ارشاد فرمایا۔

"ایک پیالہ محبت کا جس کو پلا دیا گیا ہو وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ دائیں بائیں دیکھے۔"

سوال کرنے والے شخص نے ان کی طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھا اور عرض کی۔

"یا حضرت! میں سمجھا نہیں۔"

فرمایا۔

"میں نے ایک مرتبہ طواف کعبہ کرتے ہوئے ایک شخص کی آواز سنی وہ میرا نام لے کر پکار رہا تھا۔ میں نے اس کی طرف دیکھنے کا ارادہ کیا کہ غیب سے آواز آئی۔

"جو شخص مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کو دیکھے گا وہ ہم سے نہیں ہوگا۔"

یہ آواز سنتے ہی میں غش کھا کر گر پڑا۔ اس کے بعد سے میں نے دائیں بائیں دیکھنا ترک کر دیا ہے۔ یہی میرے دوست کا منشا ہے کہ میں ہر لحظہ اس کی جانب متوجہ رہوں۔"

حضرت محمد بن علی بن جعفر ابوبکر الکتانی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کسی صحرا میں سے گزر رہا تھا۔ سر راہ میں نے ایک مردہ فقیر کو دیکھا جو ہنس رہا تھا۔ میں نے اسے کہا۔

"آپ مردہ ہو کر کیسے ہنس رہے ہیں۔"

اس کے عوض ہاتف نے جواب دیا۔

"اے ابوبکر! اللہ کریم کے عاشقوں کا یہی حال ہوتا ہے۔"

Marfat.com

حضرت علی رودبار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک فقیر کو جنگل میں مرا پایا۔ میں نے اسے غسل دیا۔ کفن پہنایا اور جنازہ پڑھ کر جب اسے لحد میں رکھا اور اس کے چہرے پر مٹی ڈالنے لگا تو اس نے آنکھیں واکیں اور کہا۔

"مجھے عزت دے کر اب ذلیل کرنے لگا ہے۔"

"کیا تو زندہ ہے؟"

حضرت علی رودبار رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت کیا اور پھر کہا۔

"کیا موت کے بعد حیات ہے۔"

فقیر نے جواب دیا۔

"ہاں میں زندہ ہوں۔ اس لئے کہ میں رب کریم کا محب ہوں اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہر انسان زندہ رہتا ہے۔"

حضرت عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر میرا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو برف میں سوتا تھا۔ سخت حیرت ہوئی۔ اس سے دریافت کیا۔

"کیا تم کو سردی نہیں لگتی؟"

اس بزرگ نے سنا تو جواباً بولا۔

"جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت نے سب سے لاتعلق کر دیا ہو اس کو برف کی سردی کا کیا معلوم"

سنا تو بیساختہ لبوں سے نکلا۔

"لاریب حقیقی محبت محب کو بجز محبوب ہر شے اور تکلیف و راحت سے بیگانہ کر دیتی ہے۔"

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۴۲

اللہ کی ولیہ خواتین کا نظریہ محبت و عشق

عورت ہو یا مرد ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا ملے گی۔ صنف نازک میں جو سب سے زیادہ خوبی پائی جاتی ہے وہ اس کی کسی کے ساتھ عقیدت و محبت میں ظاہراً" اور باطناً" یک رنگی و یکسانیت ہے۔

اگر کسی عورت کا رخ بجانب دنیا ہو تو اس کے نظریات میں سے دنیا کی روح اور اس کا رنگ جھانکتا ہوا دکھائی دے گا۔ اور اگر اس کا رخ دار فانی سے دار آخرت اور مجازی محبوب سے حقیقی محبوب کی طرف ہو تو اس کے نظریات میں سے وارفتگی و خود سپردگی کا نور چھن چھن کر گرد و نواح میں نکہت و نور بکھیرنے لگتا ہے اور وہ مرد کی نسبت بہت جلد روحانی مدارج طے کرتی ہوئی منزل مقصود کو پالیتی ہے۔ اس وقت وہ مردان حق میں شمار ہوتی ہے۔

حضرت بی بی شعوانہ رحمتہ اللہ علیہا

مردان حق خواتین میں ایک حضرت بی بی شعوانہ رحمتہ اللہ علیہا تھیں۔ ایک دن اپنی کٹیا میں تشریف فرما تھیں۔ صاحب بصیرت افراد کا ہجوم تھا۔ بات طالب و مطلوب کی ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

"جو آنکھ اپنے محبوب کے دیدار سے محروم رہے جب کہ وہ اس کی مشتاق دیدار ہو اس کا رونے کے بغیر رہنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔"

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۴۳

اللہ کی ولیہ خواتین کا عشق رسول کریم ﷺ

حضرت مریم بصری رحمتہ اللہ عنہا

آپ حضرت رابعہ بصری رحمہا اللہ تعالیٰ کی ارادت مند تھیں۔ محبت الٰہی کا رنگ ہر وقت طاری رہتا تھا۔ بہت کم سخن تھیں۔ صرف اس وقت بات کرتیں تھیں جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔

ایک روز آپ تلاوت قرآن حکیم میں مشغول تھیں۔ انوار و تجلیات کی برسات ہو رہی تھی۔ جب یہ آیت کریمہ پڑھی۔

"وفی السماء رزقکم وما توعدون"

تو وجد طاری ہو گیا۔ اسرار الٰہیہ جلوہ گری کرنے لگے۔ اسی عالم وجدان میں عہد کیا۔

"آج سے توبہ ہے اگر مریم رزق کی تلاش میں ایک قدم بھی چلے۔"

اور پھر عبادت میں ہر وقت مصروف رہنے لگیں۔ بکثرت روزے رکھتی تھیں۔ اگر کوئی کچھ پیش خدمت کر دیتا تو اس سے روزہ افطار فرمالیا کرتی تھیں۔

وقت کا تیز رو دریا بہتا رہا۔ ایک روز معمولات میں مشغول تھیں کہ دور سے مجلس سماع میں پڑھے جانے والے عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے اشعار سنائی دیئے۔ بس پھر کیا تھا عشق و محبت میں آہ و بکا شروع کر دی اور اسی کیفیت میں جاں جاں آفریں کے سپرد کر دی اور محبت کے امتحان میں سرخرو ہو گئیں۔

ایک عابدہ

منقول ہے کہ وہ موت کے نام سے بہت خوش ہوتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں۔

"کیا اللہ تعالیٰ مجھ سے خطاب نہ فرمائیں گے اور دھمکا کر یوں نہ فرمائیں گے۔ اے نالائق بندی! تو نے ایسا کیا اور ویسا کیا۔"

Marfat.com

بس یہی میرا بڑا مطلوب ہے۔

لاریب عاشق کو محبوب کی تنبیہہ و زجر و توبیخ میں جو لذت آتی ہے وہ اسی میں سرمست رہتا ہے۔

Marfat.com

باب ۴۴

اللہ کی ولیہ باندیوں کا نظریہ محبت و عشق

محبت و عشق پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ یہ تو وہ مئے عرفان ہے کہ جو بھی چاہئے بڑھ کر اس کے جام کو تھام لے۔ اس میں تخصیص نہیں کہ اسے پینے والا مرد ہو یا عورت، حر ہو یا غلام۔

مسلمان باندیوں نے اپنے آقاؤں کی غلامی میں رہ کر اور آزادی کی فضاؤں میں سانس لینے کی صورت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی جوت جگا کر اس جزیرہ ہفت رنگ اور قلزم ناپیداکنار میں اس قدر کھو گئیں کہ مہ و انجم کی طرح نور ہو گئیں جن کی ضیاء پاشی آج بھی خستہ و ویران دلوں کے آنگنوں میں امیدوں کے گلہائے رنگین کھلاتی ہے اور سینوں کے اندر ان نفوس قدسیہ کے لئے عزت و احترام کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں۔

جادۂ عشق و محبت میں بے شمار مقامات آتے ہیں جہاں محب صادق حسب تقاضائے مقام پڑاؤ ڈالتا ہوا پیش قدمی کرتا رہتا ہے۔ ہر مقام پر جن مکاشفات و تجلیات و انوار کا مشاہدہ کرتا ہے ان کا بانداز دگر اظہار بھی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی کتاب زیست سدا بہار و رنگین گلوں کا گلدستہ بن جاتی ہے اور مبتدیان راہ عشق و محبت ان سے گل چینی کرتے رہتے ہیں اور اپنی زندگیوں میں عشق و محبت کے چراغوں سے نور پھیلاتے رہتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ عنہا

آپ ان عظیم و برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں جن کی زندگی دوسروں کے لئے مشعل راہ اور محبان باصفا و عاشقان پاک طینت کے لئے نشان راہ ہے۔

آپ کے نظریات عشق و محبت میں بڑی ہمہ گیری و وسعت ہے جو مبتدی و منتہی عشق دونوں کے لئے اپنے اندر بڑی کشش و جاذبیت رکھتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ عنہا ہروقت ذکر و عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی

Marfat.com

تھیں۔

کسی نے پوچھا۔

"اس سے آپ کا کیا مقصد ہے؟"

بولیں۔

"جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اس کو زیادہ یاد کرتا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بارے میں آپ کا نظریہ تھا کہ یہ بے حد مشکل ہے اور اس کا تقاضا پورا کرنا آسان کام نہیں۔ جان جوکھوں کا کام ہے۔ لیکن جب کوئی بہ فضل تعالیٰ اس مقام سے آگے فنا فی اللہ کی حدود میں داخل ہوتا ہے تو رب کریم اسے خلق کی دوستی سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

آپ اس بات کی داعی تھیں کہ محب اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا وہ سب کچھ اپنے محبوب کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ لہٰذا محبوب کی عدم اطاعت و اتباع کا تصور بھی دنیائے محبت میں گناہ عظیم و کبیرہ ہے۔ اگر کسی کے عمل و دعویٰ محبت الٰہی میں تصادم پاتیں تو حیرت بدنداں رہ جاتی تھیں۔ آپ کے فہم و ادراک سے یہ بات ماوراء تھی کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرتا ہو اور اس کے ہم آہنگ دعویٰ محبت بھی کرتا ہو۔ یہ عجیب طرفہ تماشا اور بوالعجبی ہے۔ فرمایا کرتی تھیں۔

"میری جان کی قسم یہ عجیب کام ہے۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محب محبوب کا مطیع و تابع ہوتا ہے اور ہر حال میں مطیع ہوتا ہے خواہ محبوب اس پر جفا کرے یا اس سے وفا کرے۔"

حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہا کی نظر میں محبوب کی جفا جفا نہیں وہ بھی محبت ہی ہے۔ یہ جفا محب کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہے۔ اس کا جذب و عشق دو آتشہ ہو جاتا ہے۔ وہ اس جفا پر بہ دل و جان فدا و راضی رہتا ہے کیونکہ رضا محبت کا نتیجہ ہے اور محب اس پر راضی رہتا ہے جو محبوب کرتا ہے۔ لیکن آتش ہجر و فراق اس کی بے قراری و اضطراب دو چند کر دیتی ہے اور اس کی آہ و فغاں کو اس وقت تک چین نہیں ملتا جب تک اس کی رسائی محبوب تک نہیں ہو جاتی۔

آپ کے خیال میں عاشق و معشوق میں کوئی فرق نہیں۔ یہ تو ذوق و شوق کی باتیں ہیں۔ جس نے مزہ چکھا ہے وہی جانتا ہے اور جو بیان کرتے پھرتے ہیں وہ نہیں جانتے۔ تو کس طرح اس ذات کی صفت کر سکتا ہے جس کے سامنے تو غائب ہو۔ جس کے وجود سے تیرے وجود کو دوام ہو اور

Marfat.com

جس کے شہود میں تو غیر حاضر ہے۔

ایک روز چند تشنگانِ علم و معرفت موجود تھے کہ کسی عقیدت مند نے دریافت کیا۔

"مائی صاحبہ! محبت کیا ہے؟"

"محبت ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ کیونکہ بزمِ عالم میں کسی نے اس کا ایک گھونٹ تک نہیں چکھا۔ جس کے نتیجہ میں محبت اللہ تعالیٰ میں ضم ہو کر رہ گئی ہے۔ اسی لئے اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔

"یحبھم و یحبونہ"

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ کریم کو محبوب رکھتے ہیں۔ لہٰذا بیدار دل وہ ہے جو ربِ ودود کی محبت میں کھو دیا جائے۔ اور جو اس غیر فانی ذات میں کھو گیا وہی فانی فی اللہ ہے۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ دوزخ اور جنت جل کر راکھ ہو جائیں تاکہ بہشت کے لالچ یا دوزخ کے ڈر کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی محبت کریں۔ لہٰذا میں دعا کیا کرتی ہوں۔

" اے اللہ تعالیٰ! اگر میں نے تجھے بہشت کے لالچ سے پیار کیا ہے تو مجھے اس سے محروم رکھنا۔ اگر میں نے تجھے دوزخ کے ڈر سے چاہا ہے تو مجھے دوزخ کی آگ میں جلانا۔ لیکن میں نے اگر تجھے تیری خاطر پیار کیا ہے تو مجھے اپنے جمال سے ہرگز محروم نہ رکھنا۔"

ردائے نور نے سب کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ کسی نے پوچھا۔

"آپ شیطان سے محبت کرتی ہیں یا نفرت؟"

بظاہر یہ سوال بڑا عجیب تھا لیکن حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی متانت سے جواب دیا۔

"محبتِ الٰہی نے اس امر کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی کہ میں شیطان سے کراہت کروں۔"

اور پھر آپ نے حاضرین پر نظریں جماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"محبت کا مقام تین قدموں کے فاصلے پر ہے۔ میں نے یہ مقام ایسے ہی حاصل کیا تھا۔"

حاضرین نے سنا تو ان کے چہروں پر استعجاب کی لہریں پھیل گئیں۔ بات ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئی تھی۔ پھر خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"طلبِ محبت میں پہلے قدم پر اپنے آپ کو گم کیا۔ دوسرے قدم پر آخرت کو گم کیا اور تیسرے قدم پر مقامِ محبت پر پہنچ گئی۔"

ایک متلاشیٔ حق نے عرض کیا۔

Marfat.com

"عبادت کا کیا حال ہے؟"

آپ چونکہ سرتاپا غریق عشق الٰہی تھیں لہٰذا جواب عشق کی روشنی میں مرحمت فرمایا۔ بولیں۔

"رکعتان فی العشق لا یصح وضوء ھما الا بالدم" یعنی عشق کے اندر صرف دو رکعتیں ہیں۔ مگر ان کا وضو صحیح ہو نہیں سکتا جب تک کہ اپنے گرم گرم خون کے چلّو سے منہ کو نہ دھو لو اور پھر یہ شعر پڑھا ۔

از ہستی خویش گر تو غافل نشوی
در مذہب اہل عشق کامل نشوی

(ترجمہ) اگر تو اپنے آپ سے غافل نہیں ہو سکتا تو اہل عشق کے مذہب کے مطابق کبھی کامل نہیں ہو سکتا۔

ایک دن حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہا پھٹی پرانی چٹائی پر تشریف فرما تھیں۔ خادمہ بھی قریب ہی موجود تھی۔ آپ خیالات کے تانوں بانوں میں گم تھیں۔ عالم تصور میں عشق کے کسی ایسے مقام پر پہنچیں کہ بے اختیار لبوں سے نکلا۔

"ہمیں ہمارے محبوب کی خبر کون دے گا۔"

خادمہ بھی اللہ تعالیٰ کی ولیہ کی صحبت یافتہ اور روحانیت کی کئی منازل طے کر چکی تھی۔ برجستہ بولی۔

"ہمارا محبوب ہمارے ساتھ ہے۔ مگر دنیا نے ہمیں اس سے علیحدہ کر رکھا ہے۔"

آپ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔ اسی اثنا میں چند لوگ حاضر خدمت ہوئے۔ تھوڑی اثنا کے بعد انہوں نے دنیا کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کرنے لگے۔ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا۔

"دنیا کے ذکر سے خاموش ہو جاؤ۔ اگر تمہارے دلوں میں اس کی عزت نہ ہوتی تو اس کثرت کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرتے۔ یاد رکھو جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس کو بہت یاد کرتا ہے۔"

ایک دن بزرگان دین اور اہل اللہ کی محفل سجی تھی۔ موضوع گفتگو حب تھا۔ جب سب اپنے اپنے خیال کا اظہار کر چکے تو حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"حُب کی دو اقسام ہیں۔ اول حب ہوئی۔ اس سے مراد وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کی وجہ سے ہے اور دوم حب استحقاق۔ اس سے مراد حب جمال و جلال ہے۔"

اور پھر گفتگو کا رخ صدق محبت کی طرف مڑ گیا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔

Marfat.com

"مولا کریم کی دوستی میں وہ شخص صادق ہے کہ اسے رنج و درد ہو تو صبر کرے۔"

سماعت فرمایا تو حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ عنہا نے فرمایا۔

"اے خواجہ! اس سے غرور کی بو آتی ہے۔"

اس پر حضرت مالک دینار رحمتہ اللہ علیہ گویا ہوئے۔

"رب تعالیٰ کی دوستی میں وہ صادق ہے جو اس کی طرف سے آنے والی ہر بلا میں رضا طلبی کرے اور اس پر راضی رہے۔"

حضرت خواجہ شقیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ جو ابھی تک خاموش بیٹھے تھے گویا ہوئے۔

"اللہ تعالیٰ کی دوستی میں وہ شخص صادق ہے کہ اگر اس کا ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے تو بھی دم نہ مارے۔"

جب سب لوگ اپنے اپنے خیال کا اظہار کر چکے تو حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔

"الم و حزن و رنج وارد ہونے پر بھی جو مشاہدہ دوست کو فراموش نہ کرے وہ صادق ہے۔"

تو بقیہ تمام حضرات نے آپ کے نظریہ سے اتفاق کیا۔

حضرت بی بی تحفہ رحمتہ اللہ عنہا

محبوب کی طرف سے عطا کردہ مصائب و حزن و محن کے بارے میں آپ کا نظریہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محب دنیا میں اکثر بیمار رہتا ہے۔ اس کی بیماری قائم رہتی ہے اور اس کا علاج بالکل ہے۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو
(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۴۵

اللہ کی ولیہ باندیوں کا عشق رسول کریم ﷺ

۱۔ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت پھولوں کی سیج نہیں۔ اس میں ذات کی نفی، نفس و اہل خواہشات سے کنارہ کشی، شب و روز کی آرام کوشی و عیش طلبی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنا۔ دنیا اور اس کے لوازمات کو تین طلاقیں دینا۔ دکھوں اور غموں کو حرزجان بنانا۔ خیال محبوب سے قلب و روح و ذہن کو آباد کرنا اور محبوب کی پسند و ناپسند کو ہر لحظہ ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔

جادۂ عشق و محبت الٰہی پر قدم رکھنے سے قبل حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہا خشیت الٰہی سے روتی رہتی تھیں۔ یہ خوف الٰہی کا سفر تھا۔ سیل اشک کسی بھی ہنگام تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا بازیچہ اطفال نہ تھا۔ اس کی قدرت و بے نیازی اور اس کی جباری و قہاری کے تصور سے لرزہ براندام رہتی تھیں۔ بسا اوقات آپ کے نالہ و گریہ کی آواز بوسیدہ گھر کی چار دیواری سے باہر بھی سنائی دیتی تھی۔ اہل قرب و نزدیک آپ سے اس شیون و کرب کی وجہ دریافت کرتے مگر آپ کیا جواب دیتیں۔ ساکت و صامت خاموشی سے ان کی طرف دیکھنے لگتیں لیکن لبوں پر قفل پڑے رہتے تھے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ اس راہ کے مسافر پر لب کشائی حرام ہے۔ اس طرح دس سال بیت گئے۔

بعد ازاں آپ نے راہ محبت الٰہی پر قدم رکھا۔ آنسو اور آہیں اب بھی ہمرکاب تھے۔ اجنبی و کٹھن راہ درپیش تھی۔ بجز جذبہ شوق کوئی راہبر و ہادی نہ تھا کہ اس کی پر پیچ وادیوں اور دشوار گزار راستوں اور موڑوں سے آگاہ کرتا۔ محبوب کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا مگر اس کے انوار و تجلیات قدم قدم پر بکھرے ہوئے تھے۔ یکہ و تنہا۔ ڈرے ڈرے۔ سہمے سہمے گام لیتی اس پر آشوب و پرخار راہ پر چلی جا رہی تھیں۔ خوفزدہ رہتی تھیں کہ مبادا راہ عشق و محبت کی نااہل قرار دے دی جاؤں۔ اس لئے

Marfat.com

ہر وقت آنکھوں سے آنسوؤں کا قافلہ رواں رہتا تھا۔ یہ آنسو صرف خالصتاً" اللہ کی راہ میں بہہ رہے تھے۔ اس راہ پر سفر کرتے ہوئے بھی دس سال گزر گئے۔

اب اللہ تعالیٰ کے شوق کا سفر شروع ہوا۔ اب محبوب کے شوق میں اشکوں کی برسات لگی رہتی تھی۔ عبادت و ریاضت و ذکر میں مشغول ہوتیں تو روتی تھیں۔ اگر کسی سے گفتگو کرتیں تو غمناک آنکھوں سے۔ لیکن اس کے ہم آہنگ آتش شوق و محبت میں روز افزوں طغیانی آتی گئی۔ اس عالم شوق میں بھی دس سال گزر گئے تو محبت الٰہی کا رنگ بہت گہرا چڑھ گیا۔ بس پھر کیا تھا اس میں سدا کے لئے گم ہو کر رہ گئیں۔

تیس سالہ اشک ریزی کے بعد اب آپ کے نطق پر رب کریم بولتا تھا۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ اطاعت و اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غماز تھا اور ہر تنفس میں اللہ تعالیٰ بسا ہوا تھا۔

حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہا شب و روز میں ہزار رکعت پڑھتی تھیں۔ ایک عقیدت مند نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

" میرا منشاء و مقصود ثواب حاصل کرنا نہیں۔ میں تو ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ایسا کرتی ہوں تاکہ آپ ﷺ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے فرما سکیں کہ میری امت کی اس عورت کی طرف دیکھو اس کا عمل کیا ہے۔"

رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا مقصد زیست تھا۔ اس لئے بہ دل و جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی تھیں۔ روز جزاء ملاقات کی متمنّی تھیں۔ اکثر کہا کرتی تھیں۔

" میں جنت کے لئے نہیں محبت کی وجہ سے عبادت کرتی ہوں۔"

جب آپ نماز عشاء سے فارغ ہوتیں تو مکان کی چھت پر تشریف لے جاتی تھیں اور ہاتھ پھیلا کر کہتیں۔

" اے پروردگار! مہ و نجوم روشن گئے۔ تیری مخلوق بستروں پر دراز ہے۔ امراء اور بادشاہوں نے اپنے دروازے مقفل کر لئے ہیں۔ ہر دوست اپنے دوست سے محو خلوت ہے اور میں یہاں تیرے سامنے کھڑی ہوں۔"

اور پھر ساری رات عبادت میں بسر کر دیتی تھیں۔ بوقت فجر قرآن پاک کی تلاوت کرتیں اور دن چڑھے تک مناجات میں مصروف رہتی تھیں۔ پھر بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کرتیں۔

" اے میرے اللہ! رات بیت گئی۔ کاش مجھے معلوم ہو تاکہ تو نے میری صلوٰۃ قبول فرمائی ہے۔ تیری

Marfat.com

عزت کی قسم میرا یہی طریقہ رہے گا جب تک تو مجھے جواب نہ دے گا۔ اگر تو مجھے اپنے در سے دھتکار بھی دے گا میں نہ ہٹوں گی کیونکہ میرا دل تیری محبت میں گھر گیا ہے۔"

آپ اپنی دعاؤں میں صرف یہ کہا کرتی تھیں۔

"اے میرے اللہ! میری قسمت میں جو کچھ دنیا سے تو نے حصہ رکھا ہے وہ اپنے دوستوں کو دے دے اور میری تقدیر میں جو آخرت کا حصہ رکھا ہے وہ بھی اپنے دوستوں میں تقسیم کر دے۔ مجھے تو صرف تو چاہئے اور بس۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت نے حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہا کو دنیا کی ہر چیز سے بے رغبت کر دیا تھا۔ آپ تھوڑی سی غذا اور تن ڈھانپنے کے لئے چند کپڑوں پر قناعت کرتی تھیں۔ اور اپنی جوانی کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے جلا لیا تھا۔

ایک دن حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت کیا جو حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ علیہ کے مقرب ترین دوست تھے۔

"رابعہ! تیرا جی کس چیز کو چاہتا ہے؟"

جواباً کہا۔

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بارہ سال سے میرا دل کھجور کھانے کو چاہتا ہے۔ بصرہ میں کھجوروں کی بہتات ہے، مگر آج تک نہیں کھائیں۔ میں تو رب کریم کی بندی ہوں اس لئے مجھے اپنی مرضی پر چلنے کا کوئی اختیار نہیں کیونکہ اگر میں ارادہ کروں اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو تو یہ نافرمانی ہو گی۔"

حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رحمتہ اللہ عنہا اشعار نہیں کہتی تھیں لیکن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ غلبہ محبت میں آپ نے چند شعر کہے تھے ان کا ترجمہ ہے۔

☆ جب میں نگاہیں اٹھاتی ہوں تو اسی کو دیکھتی ہوں۔ اور جب میں ہوتی ہوں تو اسی کے ساتھ ہوتی ہوں۔

☆ اے ناصح! مجھے اس کے جمال سے محبت ہے۔ واللہ میرے کان تیری نصیحت سے بہرے ہیں۔

☆ میں نے کتنی راتیں اس کی محبت میں جلتے ہوئے گزار دی ہیں کہ میری آنکھیں آنسوؤں کے دریا بہا رہی تھیں۔

☆ نہ میرے آنسو تھمے نہ وصل دائم رہا۔ نہ میری زخمی آنکھ پل بھر کے لئے جھپکی۔

Marfat.com

☆ تو میری جان ہے' تو میری امید ہے' تو میرا مونس ہے اور تیری محبت میرا توشہ ہے۔
☆ میں جب تک زندہ ہوں تجھے ایک پل بھول نہیں سکتی۔ تو میرے سویدائے قلب میں متمکن ہے۔
☆ اب تو تیری ہی محبت میری راحت و آرزو ہے۔ اور میرے پیاسے دل کی آنکھ کی جلا ہے۔
☆ اگر تو مجھ سے راضی ہے تو اے آرزوئے دل! میں بڑی خوش نصیب ہوں۔

۲۔ حضرت بی بی تحفہ رحمتہ اللہ عنہا

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ معاً ان کے کانوں میں آواز سنائی دی جیسے کوئی زخمی دل کے ساتھ اشعار پڑھ رہا ہو۔ ان کا ترجمہ تھا۔

"اللہ تعالیٰ کا محب دنیا میں سدا بیمار رہتا ہے۔ اس کی بیماری طویل ہوتی ہے۔ اس کی دوا اس کی بیماری ہی ہے اور وہ اس کی محبت میں حیران ہو کر اسی کی طرف بڑھتا ہے۔ اور وہ اس کے سوا کسی اور کو محبوب نہیں جانتا۔ اس نے اپنی محبت کا پیالہ اس کو پلایا پس اس کو اس کے نگاہ دار ہی نے سیراب کر دیا۔ ایسا ہی اس شخص کا حال ہے جو اس کا مدعی ہے اور اسی کی محبت میں سرگرداں پھرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دیدار ہو جائے۔"

اشعار میں بلا کی کشش تھی۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ اس آواز کے تعاقب میں گئے۔ جب اس زخمی جگر ہستی نے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا تو کہا۔

"اے سری!"

"لبیک۔"

انہوں نے کہا اور پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

"اللہ تم پر رحمت کرے۔"

اس ہستی نے جواب میں کہا اور پھر فرمایا۔

"لاالہ الااللہ! شناسائی کے بعد یہ ناواقفی' میں تحفہ ہوں۔"

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ گویا ہوئے۔

"اے تحفہ! تم نے لوگوں سے الگ تھلگ ہونے میں کیا بھلائی دیکھی؟"

Marfat.com

بولیں۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قرب میں طلب فرمالیا۔ اپنی محبت بخشی اور اپنے غیر سے وحشت عطا فرما دی۔"

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے سنا تو بولے۔

"تمہارا مالک جس نے تم کو آزاد کیا تھا وہ ہمارے ساتھ آیا ہے۔"

یہ سنا تو حضرت بی بی تحفہ رحمتہ اللہ عنہا نے پوشیدہ طور پر کوئی دعا کی اور کعبہ کی دیوار کے برابر گر کر واصل بحق ہو گئیں۔ کچھ دیر کے بعد اس کا مالک بھی وہاں آ گیا۔ جب اس نے حضرت بی بی تحفہ رحمتہ اللہ عنہا کو مردہ پایا تو وہ اس پر گر پڑا۔ جب حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو جا کر ہلایا تو وہ دم توڑ چکا تھا۔ آپ نے ان دونوں کی تجہیز و تکفین کی اور سپرد خاک کر دیا۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۴۶

سلاطین و وزراء کا نظریہ محبت و عشق

دنیا میں انگنت سلاطین و شہنشاہ ہوئے ہیں جب زندہ تھے تو ان کا بڑا طنطنہ و چرچا تھا۔ لیکن جب پیوند خاک ہوئے تو کچھ ہی عرصہ بعد ان کے مقابر پر دھول اڑنے لگی اور پھر مرور زمانہ کے ہاتھوں ان کے نشانات تک مٹ گئے۔

مسلمانوں میں بھی عظیم بادشاہ ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو علائق دنیا میں کھو گئے تاریخ نے بڑے عامیانہ انداز میں ان کے دنیاوی کارناموں کو اجاگر کیا اور رفتہ رفتہ ان کے اسماء بھی اذہان سے محو ہو گئے۔ لیکن جنہوں نے دنیائے عشق و محبت میں قدم رکھا اور پھر جس جس مقام سے گزرے تو ان کے اندر مختلف نظریات نے جنم لیا۔

داراشکوہ

بزرگان دین سے قرب کی بدولت آپ پر عشق و محبت کا رنگ غالب تھا۔ اس کے متعلق اپنے نظریات کا اظہار شعری زبان میں کیا۔ فرماتے ہیں۔

در عاشق و معشوق سخن بسیار است
صد ناز و نیاز و گفتگو درکار است

آن عشوہ کہ ہست درمیان ایشان
کس واقف آن نیست ہمہ اسرار است

(ترجمہ) محب اور محبوب کے درمیان بہت سی باتیں راز کی ہیں۔ سینکڑوں ناز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں۔ جو ناز و ادا ان میں ہے کوئی اس سے آگاہ نہیں۔ سب راز ہی راز ہے۔
ایک مرتبہ عطا کا ذکر چھیڑ گیا تو کہا۔

"عطائے محبت سب عطاؤں سے بہتر ہے۔ جو بے مثل، بے بہا، کم یاب اور نادر ہے۔ یہ نعمت اس

Marfat.com

کے رحم اور بے نہایت عنایت کا ثمرہ ہے۔"

آپ کا نظریہ تھا کہ محبت محبوب کی عطا ہے اور محب اپنی قسمت پر کیوں نہ نازاں ہو جس کو محبت کی نعمت میسر ہو جائے۔ اور پھر کہا۔

"عشوہ محبوب بس دلکش بود"

یعنی محبوب کے ناز و ادا بہت دلکش ہوتے ہیں۔

ایک دن محبوب کے تصور میں مگن تھے کہ بے اختیار ہونٹوں سے نکلا ۔

آنی تو کہ از نام تو می بارد عشق
وز نامہ پیغام تو می بارد عشق
عاشق گردد ہر کہ بکویت گزرد
آری ز درو بام تومی بارد عشق

(ترجمہ) تو وہ ہے کہ تیرے نام سے عشق برستا ہے اور تیرے نامہ پیغام سے عشق ٹپکتا ہے جس کا تیری گلی سے گزر ہوتا ہے عاشق ہو جاتا ہے۔ بے شک تیرے در و بام سے عشق برستا ہے۔

اور پھر ایک اور شعر ذہن کے پاتال پر رقص کرنے لگا ۔

نہ چراغیست درین خانہ ویرانہ ما
روشن از آتش عشق تو شدہ خانہ ما

(ترجمہ) ہمارے اس خانہ ویران میں چراغ نہیں۔ یہ تمہاری آتش عشق ہے جس سے یہ گھر روشن ہوا ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی

سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کو مدینہ منورہ کے حکام میں سے کسی نے ایک پنکھا بطور ہدیہ بھیجا جس کی ایک طرف لکھا تھا۔

"یہ آپ کے لئے ایسا تحفہ ہے کہ اس سے پہلے اس جیسا تحفہ نہ تو کسی نے آپ کو بھیجا نہ ہی آپ کے والد کو اور نہ ہی کسی حکمران کو بھیجا ہو گا۔"

یہ پڑھا تو سلطان صلاح الدین ایوبی غصے میں آ گیا۔ قاصد نے عرض کیا۔

Marfat.com

"اے سلطان جب تک دوسری طرف کو نہ پڑھ لیں غضب ناک نہ ہوں"

سلطان نے پنکھے کو الٹ کر ملاحظہ کیا تو وہاں دو شعر لکھے ہوئے تھے جن کا ترجمہ ہے۔

☆ میں نخلستان مدینہ کا پنکھا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا ہمسایہ ہوں کہ ساری مخلوق اس کی زیارت کے لئے آتی ہے۔

☆ میں نے اسی قبر منور کے زیر سایہ پرورش پائی حتیٰ کہ اسی برکت کی وجہ سے میں سلطان صلاح الدین کے لئے راحت پر مقرر ہوا۔

یہ پڑھ کر سلطان نے کہا۔

"اللہ کی قسم! تو نے سچ کہا۔"

سلطان کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور محبت سے پنکھے کو اپنی آنکھوں پر رکھا اور اس کو بہترین باعث برکت پایا۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۴۷

سلاطین و وزراء کا عشق رسول کریم ﷺ

مسلمانوں میں کثیر تعداد میں ایسے بادشاہ اور وزراء ہوئے ہیں جن کے شب و روز مصالح رعیت، عبادات و ریاضت، خشیت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرے تھے۔ انہوں نے جہانبانی کے ہم آہنگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے دیپ قلب و نظر میں روشن کیے۔ ان کے اسماء کو تاریخ نے یکسر منفرد انداز میں اپنے اندر سمویا جس سے ان کی عظمت و توقیر کے نئے پہلو اجاگر ہوئے۔

ا۔ نجاشی شاہ حبشہ

قبولیت اسلام سے لے کر دم واپسیں تک آپ کو بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ لیکن گلشن دل میں روز افزوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شجر طیبہ پھلتا پھولتا رہا جس کا وقتاً فوقتاً آپ کے لبوں سے اظہار ہوتا رہتا تھا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نجاشی شاہ حبشہ کو یہ فرماتے سنا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ سید کل صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کریم کے وہ عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی بشارتیں دی جاتی رہی ہیں۔ اگر معاملات ملکی اور امور دنیا کا بوجھ مجھ پر نہ پڑا ہوتا تو میں ان کی بارگاہ عالیہ میں ضرور حاضری دیتا اور آپ ﷺ کے نعلین شریفین اٹھائے پھرتا۔"

۲۔ موسیٰ بن مہدی ملقب بہ ہادی

ان کا دور حکومت ۱۶۹ ہجری تا ۱۷۰ ہجری تھا۔ ایک شخص نے قبیلہ قریش کو برا بھلا کہا اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر کے متعلق بھی گستاخی کا مرتکب ہوا جس نے لوگوں کے دل چیر کر رکھ دیئے۔ لہٰذا اس بدباطن کو پکڑ کر فوراً موسیٰ بن مہدی کے سامنے پیش کیا اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ بادشاہ کو جب اس لعین کی دردیدہ دہنی کا علم ہوا تو تڑپ اٹھا۔ وہ تو سوچ بھی

Marfat.com

نہیں سکتا تھا کہ کوئی ایسی قبیح حرکت کر سکتا ہے۔ فوراً علما و فقہاء کو حاضر ہونے کے لئے کہلا بھیجا۔ جب وہ آگئے تو معاملہ ان کے سامنے رکھا۔ سب نے متفقہ طور پر اسے گردن زدنی قرار دیا۔ چنانچہ بادشاہ نے فوراً جلاد طلب کئے اور اس جہنمی و بدباطن کا سر تن سے جدا کرنے کا حکم دیا۔

۳۔ خلیفہ ہارون الرشید

آپ کو اپنے آقا و مولا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ جب آپ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک لیا جاتا تو کہتے۔

"صلی اللہ علیٰ سیّدی"

ایک روز ابو معاویہ ضریر نے خلیفہ کے سامنے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ بیان کی۔

"میں چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے میں قتل ہو جاؤں۔ پھر زندہ ہوؤں اور پھر قتل ہو جاؤں۔"

جب خلیفہ ہارون الرشید نے اس حدیث پاک کو سنا تو سیل اشک آنکھوں سے رواں ہو گیا اور اس قدر روئے کہ شدت گریہ سے چیخ نکل گئی۔

۴۔ سلطان صلاح الدین ایوبی

شیطان صفت پرنس ارطاط والیٔ کرک ریجی نالڈ نے جزیرہ نمائے عرب پر لشکر کشی کا قصد کیا تاکہ مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کو منہدم اور مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے۔ جب وہ سمندری راستہ سے حملہ آور ہوا تو مسلمان مقابلے کے لئے مدینہ پاک سے روانہ ہوئے۔ اس کی فوج اسلامی لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ اپنے جہازوں کو چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف بھاگی۔ مجاہدین اسلام نے انہیں پہاڑوں اور باغ سے پکڑ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

ریجی نالڈ شاتم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن ابلیس کا یہ فرزند اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔ مسلمانوں کو دکھ پہنچانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرنا اس کی فطرت کا جزو لاینفک بن گیا۔

بقول لین پول خبیث ریجی نالڈ نے مسلمانوں کا ایک کارواں لوٹ لیا اور اس کے تمام لوگ گرفتار کر لئے۔ یہ ۱۱۷۹ء عیسوی کا واقعہ ہے۔ شاہ یروشلم نے اس پر اعتراض کیا اور کارواں کے لوگوں کی رہائی اور لوٹے ہوئے مال کی واپسی کے لئے سفیر بھیجا۔ لیکن ریجی نالڈ نے ان کا مذاق اڑایا۔

Marfat.com

۱۱۸۳ عیسوی میں اس نے پھر وہی حرکت کی۔ ۱۱۸۶ عیسوی میں اس بدبخت نے مسلمانوں کے ایک قافلے کو لوٹا اور اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔

جب قیدیوں نے ریجی نالڈ سے رہائی کے لئے کہا تو اس نے طعن آمیز و دریدہ دہنی سے کہا۔

"تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہو ان سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آکر تم کو چھڑا لے۔"

سلطان صلاح الدین ایوبی کو جب ریجی نالڈ کی اس گستاخانہ گفتگو کی اطلاع ملی تو اس نے قسم کھا کر کہا۔

"انشاء اللہ اس سیاہ باطن کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔"

صلیبی معرکوں کے دوران میں ایک موقع پر فرنگیوں کو ہزیمت ہوئی۔ ان میں جہنمی ریجی نالڈ بھی تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کو دیکھ کر اسے اپنی بداعمالیوں اور قبیح حرکات یاد آگئیں اور ساتھ ہی اسے سلطان کی قسم بھی یاد آگئی۔ بس پھر کیا تھا ریجی نالڈ کا خون خشک ہو گیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو تمام بداعمالیاں گنوائیں اور یہ بھی فرمایا۔

"اس وقت میں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں۔"

اور یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے اس موذی کا سر تن سے جدا کر دیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی اسلام کے عظیم سپوت تھے۔ ان کا دل عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مالا مال تھا۔ جب تک اس شاتم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم رسید نہیں کیا اس وقت تک سدا مضطرب و بے چین رہے۔

۵۔ سلطان ابو النصر محمودی

ختم المرسلین، رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گنت محبین نے صراحت فرمائی ہے کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نقش پتھر پر قائم رہ جاتے تھے۔ ایسے پتھر جن پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نقش کا یقین ہوتا اسے بطور تبرک زیارت والی جگہوں پر رکھ دیا جاتا تھا۔

سلطان ابو النصر محمودی کو ایک ایسا ہی پتھر ملا جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان تھا۔ اس نے اسے سنبھال کر رکھ چھوڑا اور وصیت کی کہ جب اس کا وصال ہو تو اس کی قبر پر نصب کر دیا جائے۔

جب تک سلطان بقید حیات رہا وہ پتھر کی زیارت سے سکون و راحت کا سامان کرتا رہا۔ ایک

Marfat.com

مرتبہ مصر کے صحرا میں سے گزر رہا تھا کہ موت کا حادثہ پیش آگیا۔ چنانچہ اسے وہیں دفن کر کے حسب وصیت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کے نشان زدہ پتھر کو اس کی قبر پر نصب کر دیا۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور عشق و محبت سے سرشار لوگ طویل سفر طے کرنے کے بعد سلطان ابوالنصر محمودی کے مرقد پر پہنچتے۔ اس پتھر مبارک کی زیارت سے آنکھوں کو طراوت پہنچاتے اور اس سے فیوض و برکات کا مشاہدہ کرتے۔

۶۔ سلطان روم مولانا سلطان احمد

سلطان روم' خادم الحرمین الشریفین مولانا سلطان احمد بن مولانا سلطان محمد بن مولانا سلطان مراد بن عثمان کو جب علم ہوا کہ صحرائے مصر میں سلطان ابوالنصر محمودی کی لوح قبر کا جو پتھر ہے اس پر ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم اطہر کا نشان ہے تو خود محبت سے صحرائی سفر طے کر کے اس کی قبر پر پہنچا اور واپسی پر اس مبارک پتھر کو اکھاڑ کر اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا۔

مبارک پتھر کو کچھ عرصہ اس نے اپنے پاس رکھا۔ قلب و نظر کو سرور بہم پہنچایا اور پھر اس مقدس پتھر کو لے جا کر وہیں نصب کرا دیا جہاں سے اکھاڑا تھا۔ البتہ اس نے اس پر چاندی کا ایک خول چڑھا دیا جس پر چند اشعار کندہ تھے جو محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خنک و مشکیں پانیوں سے دھلے ہوئے تھے۔ ان کا ترجمہ ہے۔

☆ سلطان احمد بن محمد شوق و محبت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مکرم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔

☆ اور اس کو بڑے اشتیاق سے اس جگہ سے منتقل کیا اور اس کو قسطنطنیہ لے گیا اور ادب کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔

☆ اور اس کو برکت کے لئے محبت سے اپنے گھر میں داخل کیا اور اس کی تعظیم اس کے صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کی۔

☆ جو کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان پر ہمارا رب صلوٰۃ و سلام بھیجے۔

☆ اور پھر اس کو پورے اعزاز و احترام کے ساتھ واپس اس کی جگہ لوٹا دیا جہاں کہ وہ تھا۔

☆ اے میرے اللہ! سلطان احمد کی عمر میں اضافہ فرما اور اس کے قدموں کو ترقی کی طرف گامزن فرما۔

☆ اس قدم اعلیٰ شان کے صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و عزت کے صدقے اس

Marfat.com

کو افلاک میں اعلیٰ درجات عطا فرما اور سلامت رکھ۔

۷۔ علی بن عیسیٰ

ایک شخص نے اپنے دوست سے تین ہزار دینار بطور قرض لئے۔ سوئے اتفاق اسے کاروبار میں بہت نقصان اٹھانا پڑا اور کنگال ہو گیا۔ وقت مقررہ پر جب وہ قرض نہ لوٹا سکا تو قرض خواہ نے اس پر مقدمہ دائر کر دیا۔ قاضی کی عدالت میں پیش ہوا۔ حالات سننے کے بعد قرض کی ادائیگی کے لئے اسے ایک ماہ کی مہلت دی گئی۔

وہ شخص بے حد پریشان و متفکر تھا کہ قرض کی رقم کس طرح لوٹائے گا۔ معاً اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یاد آیا۔

"جس شخص کو مصیبت و پریشانی گھیر لے تو وہ مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے۔"

بس پھر کیا تھا۔ اس فرمان عالیہ پر فوراً عمل شروع کر دیا اور منتظر تھا کہ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے۔

ستائیس دن گزر گئے۔ قرض کی ادائیگی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ذہن میں خیالات کا ہجوم تھا۔ ہر لمحہ گزرنے والا مثل کوہ گراں تھا۔ رات کو سویا تو عالم رویاء میں دیکھا کوئی کہہ رہا تھا۔

"تیرا قرض ادا ہو جائے گا۔ وزیر مملکت علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور قرض ادا کرنے کو کہو۔"

فوراً آنکھ کھل گئی۔ خواب کے الفاظ دل و دماغ میں گردش کرنے لگے۔ پھر خیال آیا۔

"اگر وزیر نے کوئی نشانی طلب کی تو کیا کہوں گا۔"

الغرض سارا دن انہیں سوچوں میں گزر گیا۔

اگلی شب جب وہ سویا تو نصیبہ جاگ اٹھا۔ راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت سے مشرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم فرمایا۔

"علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ۔"

عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس نے سچائی کی دلیل مانگی تو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"وہ نماز فجر کے بعد کسی سے کلام کئے بغیر پانچ ہزار مرتبہ درود پاک کا تحفہ دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پیش کرتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔"

Marfat.com

اس کے بعد وہ شخص بیدار ہو گیا۔ عالم بے چینی میں صبح کا انتظار کرنے لگا۔ قرض کی ادائیگی کے لئے عطا کردہ مہلت میں صرف ایک دن رہ گیا تھا جب سورج دامن افق پر نمودار ہوا تو علی بن عیسیٰ کے گھر کی طرف چل پڑا۔

جب شرف باریابی ہوئی تو اس شخص نے سارا ماجرا گوش گزار کیا۔

"کوئی دلیل ہے؟"

وزیر نے پوچھا۔

"جی ہاں"

اس نے کہا اور پھر اس کے عمل کے بارے میں بتایا۔ سنا تو وہ مسرت سے بولا۔

"مرحبا برسول اللہ حقا صلی اللہ علیہ وسلم۔"

پھر جلدی سے اٹھ کر اندر گیا اور واپس آ کر اسے نو ہزار دینار دیتے ہوئے کہا۔

"ان میں تین ہزار قرض کی ادائیگی کے لئے۔ تین ہزار تیرے کاروبار کے لئے اور تین ہزار تیرے اہل وعیال کے لئے ہیں۔"

علی بن عیسیٰ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت روم روم میں مثل خون گردش کر رہی تھی۔ جب اس شخص نے اجازت طلب کی تو بوقت وداع کہا۔

"اے برادر! تو میرا دینی و ایمانی بھائی ہے۔ للہ یہ تعلق محبت توڑنا نہ۔ جب کوئی حاجت ہو بلا روک ٹوک آجایا کرنا۔"

وزیر مملکت علی بن عیسیٰ کے گھر سے نکل کر وہ شخص سیدھا قاضی کی عدالت میں گیا اور قرض کی رقم پیش کر دی۔ قاضی نے اس شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم تو غریب آدمی ہو اتنی بڑی رقم کہاں سے لائے۔"

اس استفسار پر اس شخص نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ قاضی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا والہ وشیدا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا اور گھر جا کر تین ہزار دینار لے کر آیا اور کہا۔

"ساری برکتیں وزیر ہی کیوں حاصل کرے۔ میں بھی تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ تیرا قرضہ اپنی جانب سے ادا کرتا ہوں۔"

جب قرض خواہ نے سارا ماجرا سنا تو وہ بھی کملی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متوالہ تھا۔ بولا۔

"ساری رحمتیں تمہارے حصے میں کیوں آئیں میں بھی اس کا حق دار و مستحق ہوں۔"

Marfat.com

اور تحریر کر دیا۔
"میں اللہ تعالیٰ اور رسول رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا قرض معاف کرتا ہوں۔"
مقروض نے قاضی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"آپ اپنی رقم واپس لے لیں"
قاضی نے سنا تو کہا۔
"رب کریم اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جو دینار لایا ہوں وہ واپس نہیں لوں گا۔ لہٰذا اپنے پاس رکھ لیں۔"

۸۔ سلطان محمود غزنوی

آپ کے چہیتے خادم و غلام ایاز کے ایک فرزند کا نام محمد تھا۔ جو شاہی خدمت کے لئے مامور تھا۔ ایک روز سلطان محمود غزنوی نے طہارت خانے میں تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا۔
"پسر ایاز رابگوئید تا آب طہارت بیارد۔"
یعنی ایاز کے بیٹے سے کہو کہ وضو کے لئے پانی لائے۔
شاہانہ مزاج شناس ایاز یہ بات سن کر فکر میں ڈوب گیا اور سوچنے لگا۔
"شاید میرے بیٹے نے کوئی خطا کی ہے۔ جس وجہ سے سلطان عالی جاہ اس سے ناخوش ہیں اور اسی لئے آج حسب معمول اس کا نام لے کر یاد نہیں فرمایا۔"
ایاز اسی فکر میں مجسمہ غم بنا کھڑا تھا کہ سلطان محمود غزنوی وضو سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور ایاز کو غمزدہ دیکھ کر پوچھا۔
"تمہاری پیشانی پر حزن و ملال کے آثار کیوں ہیں؟"
ایاز نے عرض کیا۔
"عالم پناہ! آج آپ نے غلام زادے کو نام کے ساتھ یاد نہیں فرمایا۔ اسی سبب سے غلام مضطرب ہے کہ شاید اس سے کوئی بے ادبی سرزد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے عالی جاہ ناخوش ہو گئے۔"
سلطان محمود غزنوی نے سنا تو مسکرائے اور فرمایا۔
"ایاز! مطمئن رہو۔ نہ تو صاحبزادے سے کوئی فروگزاشت ہوئی اور نہ ہی میں اس سے ناخوش ہوں۔"
ایاز کا چہرہ ہنوز سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے قدرے توقف کے بعد کہا۔
"آج صاحبزادے سلمہ، کو نام لے کر نہ بلانے کی وجہ یہ ہے کہ وضو نداشتم واد نام محمد داشت مرا شرم

Marfat.com

آمد لفظ محمد بزبان من گزر وقتیے کہ بے وضو باشم"

یعنی مجھے شرم آئی کہ بے وضو میری زبان سے سید الطاہرین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ادا ہو۔ لاریب غایت درجہ ادب کمال محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

۹۔ سلطان ناصر الدین

ایک متقی و پرہیزگار بادشاہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کا بھی بے حد ادب و احترام کرتا تھا۔ اس کے ایک مصاحب کا نام محمد تھا۔ ایک روز اسے نام سے نہ پکارا بلکہ فرمایا۔

"تاج دین! ادھر آ اور یہ کام کر۔"

کام سے فراغت کے بعد محمد جب گھر گیا تو پھر تین دن تک بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ سلطان ناصر الدین نے آدمی بھیج کر اسے طلب کیا اور عدم حاضری کا سبب دریافت کیا۔ مصاحب نے دست بستہ عرض کی۔

"حضور نے مجھے خلاف عادت تاج الدین کہہ کر پکارا تھا اس لئے میں نے محسوس کیا کہ آپ غلام پر ناراض ہیں۔ اسی رنج میں تین دن گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔"

سلطان ناصر الدین نے سنا تو فرمایا۔

"اے عزیز! مجھے تم پر کوئی رنج نہیں ہے۔ اس وقت میں باوضو نہیں تھا۔ بغیر وضو نام محمد لیتے ہوئے عار محسوس کی اس لئے تاج الدین کہہ کر پکارا۔"

۱۰۔ الحرث حمیری

یمن کا بادشاہ تھا۔ اس نے رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سن رکھا تھا۔ اپنے اشعار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر بڑی عقیدت و محبت سے کیا ہے۔ ایک شعر کا ترجمہ ہے۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کاش میری زندگی وفا کرے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد مجھے صرف ایک سال زندہ رہنے کی مہلت میسر آجائے۔"

۱۱۔ تبع بن کلیکرب

یہ بھی شاہان حمیر میں سے تھا۔ مشہور ہے کہ اہل ایمان میں سے ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی بعثت سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ اس سے چند اشعار منقول ہیں جن کا ترجمہ ہے۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اس اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک وفا کی تو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر ثابت ہوں گا اور چچازاد بھائی کی طرح معاون اور مددگار بنوں گا۔"

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۴۸

محققین کا نظریہ محبت و عشق

محققین کا طبقہ ہر بات کو آگینہ تحقیق سے دیکھنے کا عادی ہے اور کسی چیز کے بارے میں رائے زنی کو تحقیق کی بنیاد بناتا ہے۔ جب کہ علماء ریاضی ہر بات کو اعداد و شمار کے پیمانے پر پرکھتے ہیں۔ سوئے اتفاق متذکرہ دونوں طبقات کے حضرات ایک جگہ بیٹھے تھے اور اپنے اپنے علم کے حوالے سے محو گفتگو تھے۔ معاً" کسی بات پر روئے سخن محبت کی جانب مڑ گیا۔ بس پھر کیا تھا بحث کا آغاز ہو گیا۔ ایک عالم ریاضی نے سب سے پہلے لب کشائی کی اور بولا۔

" اعداد متحابہ بھی ہوتے ہیں۔ یعنی اعداد میں یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔"

یہ بڑی اچھوتی بات تھی جو اس نے کہی تھی۔

" کیا یہ بے جان اعداد بھی باہم محبت کرتے ہیں؟"

چند ایک محققین نے بیک زبان کہا۔

" ہاں! جذبہ محبت سے کوئی چیز عاری نہیں"

اور پھر اس عالم ریاضی نے ابوالکلام آزاد کو مخاطب کر کے کہا۔

" آپ کی محبت کے بارے میں کیا رائے ہے؟"

انہوں نے اپنے گرد و پیش میں نظر دوڑائی اور گویا ہوئے۔

" اللہ تعالیٰ کی محبت کی راہ اس کے بندوں کی محبت میں سے ہو کر گزرتی ہے۔ جو انسان چاہتا ہے رب کریم سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے محبت کرنا سیکھے۔"

یہ سنا تو ایک محقق جو سب کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ اس نے اپنے لبوں کو جنبش دی اور بولا۔

" فرمان ربی ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ○ فرما دیں اگر تم اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو تم سے مٹا دے گا۔ اس آیت کریمہ کو " آیت المحبۃ " کا نام بھی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشروط ہے اور مشروط بغیر شرط کے وجود میں نہیں آتی۔ علاوہ ازیں اتباع مورث محبت اور سبب محبت ہے۔ لہٰذا اتباع میں شرط محبت ہے کہ اس کا انتفاء اس کے انتفاء کو مستلزم ہے اور سبب محبت بھی ہے کہ اس کا وجود اس کے وجود کو مستلزم ہے۔ لامحالہ یہ محبت متابعت کا معلول و مسبب ہے۔ اس کے بعد ایک اور چیز موجود ہوتی ہے جس کا نام محبت ہے جو اس کی شرط ہے اور اس پر مقدم ہے۔"

جب یہ محقق خاموش ہوا تو ماحول پر تھوڑی دیر تک سکوت طاری رہا۔ وہاں پر موجود لوگ اس محقق کی بات پر بغور تعمّق کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک اور صاحب کی آواز فضا میں ابھری کہہ رہے تھے۔

"بعض محققین سے منقول ہے کہ محبت کی حقیقت اہل معرفت کے نزدیک ایک معلوماتی کیفیت ہے جس کی لفظوں میں تعریف و تحدید نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ ہر کوئی اسے جان سکتا ہے جب تک کہ بطریق وجدان اس پر وارد و قائم نہ ہو کیونکہ اس کی تعبیر لفظوں سے ممکن نہیں ہے۔ اس کی جتنی زیادہ وضاحت کی جاتی ہے اتنی ہی وہ خفی ہوتی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کی تعریف و تحدید اس کا وجود ہے۔ انتہی۔ یہ کلام ذوق و محبت اور وجدان میں ہے ورنہ بحسب وضع اس کے معنی جھکنے اور کسی ایسی چیز کی طرف دل کے مائل ہونے کے ہیں جو اسے مرغوب و موافق ہو اور محبت کے مراتب و درجات۔ آثار و ثمرات اور شواہد و علامات ہوتے ہیں جن کا ارشارہ اہل علم کے کلام میں موجود ہے۔"

ایک اور محقق جو کافی دیر سے سب کی باتیں بغور سن رہا تھا اس نے کہنا شروع کیا۔

"میرے خیال میں تمام احوال میں محبوب کی موافقت کرنے کا نام محبت ہے اور یہ موافقت' ایثار' بخشش اور اس کی اطاعت میں ہے۔ یہ نفسانی خواہشات اور ارادہ قلبی کی بنا پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ محبوب کی خوبیوں میں گم ہونے اور اس کی ذات و صفات میں فنا ہونے کا نام محبت ہے اور یہ احکام محبت میں فنا ہو جانے میں ہے۔ یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ خود کو اس میں فنا نہ کر دیا جائے اور اس سے مکمل طور پر محبت نہ ہو جائے۔"

Marfat.com

باب ۴۹

حکماء و اطباء کا نظریہ محبت و عشق

حکیم جالینوس

آپ کے خیال میں عشق نفس کا ایک فعل ہے جو دماغ و قلب و جگر میں نہاں رہتا ہے۔ جہاں تک دماغ کا تعلق ہے تو اس میں تین اشیاء کا اس کے مختلف حصوں میں مسکن ہے۔ دماغ کے اگلے حصے میں تخیل' درمیانی حصے میں فکر اور پچھلے حصے میں ذکر کا مسکن ہے۔ لہٰذا کوئی شخص اس وقت تک عاشق نہیں کہلا سکتا جب تک کہ معشوق کی جدائی میں اس کا تخیل و فکر و ذکر معطل نہ ہو جائے۔ اور اپنے قلب و جگر کی مشغولیت کے باعث کھانے پینے سے غافل نہ ہو جائے اور دماغ کے معشوق کے فراق میں مشغولی کے سبب نیند نہ اڑ جائے۔ گویا اس کے جملہ قویٰ معشوق کی ہی دھن میں لگ جائیں۔ اور اگر کسی میں یہ اوصاف عنقا ہیں تو وہ عاشق کہلانے کا مصداق نہیں ہے۔ وہ حالت اعتدال پر متصور ہو گا۔

حکیم بو علی سینا

آپ کا کہنا ہے کہ عشق آفاقی ہے اور کائنات کی ہر شے میں بکھرا پڑا ہے۔ وہ اس بات کا داعی ہے کہ انسان کے علاوہ عشق مجردات' فلکیات' عنصریات' معدنیات' نباتات و حیوانات سب میں پھیلا ہوا ہے۔ اس میں قطعاً مبالغہ نہیں کہ اقلیم عشق عرش تا فرش ہے۔

حکیم ثنائی غزنوی

آپ کا عندیہ ہے کہ حضرت انسان اشرف المخلوقات اور احسن تقویم ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ کوچہ عشق سے غافل نہ رہے۔ عاشقان الٰہی کی خاک پا کو کحل البصر اور عاشق صادق کے دامن کو بصد کوشش بسیار پکڑنا چاہئے۔ اور پھر آپ نے برجستہ اشعار پڑھے ؎

Marfat.com

مردے کہ براہ عشق جان فرساید
باید کہ بدوں یار خود نگراید

عاشق برہ عشق چناں ے باید
کز دوزخ و بہشت یادش نہ آید

(ترجمہ) وہ شخص جو عشق میں جان مارتا ہے اسے چاہئے کہ دوست کے سوا کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔ عاشق کو عشق کے کوچہ میں ایسا ہونا چاہئے کہ اسے دوزخ و بہشت یاد نہ رہے۔

اس کے بعد حکیم خواجہ ثنائی غزنوی نے قدرے سکوت فرمایا۔ اور پھر چند مزید اشعار ان کے لبوں پر مچلنے لگے جن کا ترجمہ ہے۔

"جونہی سپاہ عشق کی یلغار ہوتی ہے مملکت قلب و روح میں چاند چمکنے لگتے ہیں۔ اگر کوئی ایک گام راہ عشق میں اٹھاتا ہے تو کمال برکات کی جلوہ گری ہونے لگتی ہے۔ درحقیقت منزل عشق روح مقدس ہے اور اس کے سودا کا محمل عقل مجرد ہے۔ دل جہان معرفت کا سیاح ہے لیکن جب اس پر عشق و محبت کا پرتو پڑتا ہے تو غموں کے بگل بجنے لگتے ہیں۔"

Marfat.com

باب ۵۰

عام اہل علم کا نظریہ محبت و عشق

جس شخص نے جیسا علم و تجربہ حاصل کیا ہو وہ اس کی روشنی میں کسی چیز کے بارے میں اظہار خیال کرتا ہے۔ کسی بزرگ و ولی اللہ کے نظریہ عشق و محبت کے مقابل جب ایک عام دنیادار اہل علم محبت و عشق کے بارے میں اپنا نظریہ و خیال پیش کرتا ہے تو وہ صرف کتاب و شنید پر مبنی ہوتا ہے۔

محبت و عشق کے بارے میں عام اہل علم افراد نے جو لکھا ہے ممکن ہے وہ کہیں نہ کہیں کسی رنگ میں ضبط تحریر میں آگیا ہو لیکن فرق صرف اتنا ہوگا کہ اس میں ان کے اپنے الفاظ اور جذبات محبت کا رنگ بھی جھلک رہا ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ عشق و محبت کے بارے میں پڑھنے اور سننے کے بعد ان کے اپنے اندر کسی نئے اور انوکھے نظریہ نے جنم لے لیا ہو۔

ارشد اویسی

* کہتے ہیں۔

عشق ایک جذبہ ہے جس کو جذبہ دروں کہتے ہیں۔ یہ ایک آگ ہے جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے۔ اس آگ میں تپ کر انسان کندن بنتا ہے جس کی چمک مہر و خورشید کو ماند کر دیتی ہے۔

عشق جب تصور نیاز میں آتا ہے تو کائنات کی چابیاں قدموں میں لا ڈالتا ہے۔ جب عشق اپنے عاشق کو ہر لحاظ سے آزما لیتا ہے تو پھر اپنا رخ بدل دیتا ہے۔ عالم نیاز میں آجاتا ہے۔ اب عشق عشق نہیں عاشق بن جاتا ہے۔ ان دونوں میں امتیاز برقرار نہیں رہتا کیونکہ عشق اور عاشق کا سنگم ہو جاتا ہے۔ اب عشق روح ہے تو عاشق جسم۔ عاشق اگر خوشبو ہے تو عشق پھول۔ عشق اگر موج ہے تو عاشق دریا و سمندر۔ عاشق اگر آفتاب ہے تو عشق اس کی روشنی۔

* کہتے ہیں۔

Marfat.com

جہاں عشق آتا ہے وہاں غیر کا گزر نہیں ہو سکتا کیونکہ عشق الٰہی آگ ہے کہ سوائے محبوب کے سب کو جلا دیتی ہے۔

خالد محمود ہاشمی (پروفیسر)

* کہتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کردار ساز ہے۔ مومن کے کردار میں محبوبیت اور عظمت اسی محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ دل میں ذوق و شوق اور سوز و سرور بھی یہی محبت پیدا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھی یہی رہنمائی کرتی ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت شیرازہ بند ملت ہے۔ توحید کے بعد یہی قوت مسلمانوں کے مختلف الخیال فرقوں میں ہم آہنگی پیدا کر سکتی ہے۔ اور انہیں ایک مرکز پر جمع کر سکتی ہے۔ کوئی مصلح یا مجدد اس کی جذباتی اہمیت اور دور رس اثرات سے انکار نہیں کر سکتا۔

خلیق احمد نظامی

* کہتے ہیں۔

عشق ہی سے منزل مقصود کا پتہ چل سکتا ہے ورنہ عقل تو پائے چوبیں ہے کہ دو قدم بھی اس سے نہیں چلا جا سکتا۔

عشق دم جبرئیل عشق دل مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام

* کہتے ہیں۔

محبت الٰہی کا جذبہ جب انسان کے دل میں گھر کر لیتا ہے تو فکر و عمل کا کوئی گوشہ اس سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ محبت الٰہی کا سب سے بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسانی زندگی میں مرکزیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ مرکزیت نظام ربوبیت کی ایک شان اور اللہ تعالیٰ کی واحدنیت پر کامل ایمان کا لازمی نتیجہ ہے۔ شرک انسانی فکر و عمل کی مرکزیت کو فنا کر دیتا ہے۔ اس لئے کوئی انسانی گناہ اس سے بڑھ کر شدید نہیں ہو سکتا۔ پھر جو چیز اس مرکزیت کو جو ایمان کی اصل ہے برقرار ہی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں پیدا کرتی ہے وہ محبت ہے۔

Marfat.com

خلیل جبران خلیل

* کہتے ہیں۔

محبت اپنے سوا کسی کو نہیں چاہتی۔ یہ بذات خود ایک قانون ہے۔

شبلی نعمانی

* کہتے ہیں۔

مدینہ پاک کی مٹی میں ایک خاص خوشبو ہے جو مشک و عنبر میں نہیں پائی جاتی اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے کہ جہاں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے سانسوں کی ہوا پہنچی ہو وہاں مشک و عنبر کی کیا حقیقت ہے۔

عالم فقری

* کہتے ہیں۔

تقاضائے محبت یہی ہے کہ محبوب کی ہر وقت تعریف کی جائے۔

عزیز ملک

* کہتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بکثرت کرنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک کمال تعظیم و تکریم اور صلوٰۃ و سلام کے ساتھ لینا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات ہیں۔

میر ولی الدین (ڈاکٹر)

* کہتے ہیں۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ اہل معرفت کے ہاں محبت ان معلومات میں سے ہے جس کی تعریف و تحدید نہیں کی جا سکتی۔ اس کی تعبیر ممکن نہیں۔ تعریف و تحدید اس کے خفا میں اضافہ کرتی ہے۔ اسے دور نہیں کرتی۔ لہٰذا محبت کی تعریف خود اس کا وجود ہے۔ اس خیال میں صداقت اس جہت سے پائی جاتی ہے کہ محبت ایک جذبہ عالیہ ہے اور اس جذبہ کا ادراک ذوق و وجدان ہی سے ہو

Marfat.com

سکتا ہے نہ کہ تعقل سے۔ اور جب تک جہل موجود ہوتا ہے اس وقت تک محبت بھی ممکن نہیں ہے۔ اور جب جہل رفع ہوتا ہے تو پھر علم ہوتا ہے کہ "یار پیشت حاضر" تو محبت کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

محبت کا ثمرہ لذت ہے۔ جس قدر محبت قوی ہو گی اسی قدر لذت بھی کامل ہو گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا سے۔

"انی اسئلک لذۃ النظر انی وجھک والشوق الٰی لقائک○"

محبت ہی کو طلب کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔

عرفان کے بغیر رویت نہیں۔ اور رویت و محبت کے بغیر لذت نہیں۔ ظاہر ہے جس شے کی معرفت ہی نہ ہو انسان کو اس کی رویت کا بھی اشتیاق نہ ہوگا۔ اور جس کو اشتیاق ہی نہ ہو اس کی رویت سے لذت بھی نہیں حاصل ہو گی۔ لہٰذا لذت کی حقیقت محبت ہے اور محبت رویت پر منحصر ہے اور رویت بغیر معرفت ناممکن۔ ظاہر ہے عرفان و عشق، علم و محبت دونوں ضروری ہیں اور ان ہی کا ضروری نتیجہ لذت ہے۔ جب عرفان کامل کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کا جاذبہ بھی عارف کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے تو اب وہ اسی دنیا میں رہ کر جنت فردوس میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہروقت چشمۂ قرب سے شراب محبت میں سرشار رہتا ہے۔

* کہتے ہیں۔

قانون واحد قانون محبت ہے۔ کائنات کا یہ بنیادی قانون ہے۔ اس پر تمام قوانین کا انحصار ہے۔ ساری کائنات پر قانون محبت کی حکمرانی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ محبت زندگی ہے اور نفرت موت ہے۔ ہم جس قدر قانون محبت کے مطابق اپنے خیالات و حالات زندگی کو ڈھالنے میں کامیاب ہوں گے اسی قدر ہماری زندگی میں توافق، ہم آہنگی اور حسن و مسرت کا بھی ظہور ہوگا۔

قانون محبت کی اتباع کے یہ معنی نہیں کہ ہماری محبت خودغرضی پر مبنی ہو۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم میں خیرخواہی کے جذبات ہوں نہ کہ بدخواہی کے۔ ناراضی و نفرت کے جذبات کے بجائے ہم صلح و عفو سے کام لیں۔ محبت کے لفظ سے ہماری مراد خیرخواہی یا ارادۂ خیر ہے۔ اور اطاعت صرف ثمرہ محبت اور نتیجہ محبت ہے نہ کہ اصل حقیقت محبت۔

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

اور جب ہمارے دل میں محبت کا دخول ہوتا ہے تو بیماریوں کا خروج ہوتا ہے اور شفا کا ورود۔ محبت

Marfat.com

ہمارے قلب پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ شفا اپنے ہاتھوں میں لئے تمام چیزوں کی تجدید پر تلی ہوتی ہے۔ اگر ہمارا کوئی عضو بیمار ہو جائے تو ہمیں اس امر کا اظہار و اعلان کرنا چاہئے کہ اس میں حب الٰہی پوشیدہ ہے جو اس کو صحت و شفا بخش رہی ہے۔

* کہتے ہیں۔

محبت کی علامات یہ ہیں۔

- جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اس کے دل میں دنیا و آخرت کی محبت نہیں رہتی۔
- اس کی نظر حسن محبوب سے نہیں ہٹتی خواہ کیسا ہی حسین اس کی نظر سے گزرے۔
- محب حصول وصل محبوب کے وسائل کو بھی پسند کرتا ہے اور مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے کیونکہ یہ محبت و طاعت محبوب ہی کی محبت و طاعت ہے۔
- محب وصول محبوب سے مانع جو چیز بھی ہو اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔
- محب اپنے محبوب کے ذکر پر فریفتہ ہوتا ہے۔ اس کا حریص ہوتا ہے اور کبھی اس سے ملول نہیں ہوتا۔
- محب محبوب کے تمام اوامر و نواہی کی اطاعت کرتا ہے اور کبھی اس کی مخالفت کا قصد نہیں کرتا۔ محبت نام ہی اس کا ہے کہ محبوب کے ساتھ جمیع احوال میں موافقت کی جائے۔
- محبوب کی تھوڑی سی بھی عنایت کو بہت زیادہ جانتا ہے اور اپنی بڑی سے بڑی اطاعت کو کم سمجھتا ہے۔
- مشاہدہ جمال محبوب میں عاشق کی حیرت و سرگشتگی ہے۔ مشاہدہ محبوب کے نور کے پرتو سے عاشق کی نظر بصیرت کند اور درماندہ ہو جاتی ہے اور اس سے تحیر و ہیمان و خجالت پیدا ہوتی ہے۔ اگر صاحب حال مقام تمکین میں قائم ہوتا ہے اور اپنے احوال پر قابو رکھنے کی قوت رکھتا ہے تو یہ حیرت خیز روح سے تجاوز نہیں کرتی۔ اور قلب ترتیب افعال و اقوال کی محافظت سے غافل نہیں ہونے پاتا' بلکہ جس قدر اس کی روح مشاہدہ محبوب میں حیران ہوتی ہے اسی قدر اس کا قلب حاضر و ہوشیار ہوتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ رب زدنی تحیرا فیک کا نعرہ لگاتا ہے۔ لیکن اگر اس کی قوت تمکین زیادہ نہ ہو اور اس حال کے غلبہ کی وجہ سے سررشتہ تمیز اس کے اختیار سے نکل جائے تو پھر وہ چیخ اٹھتا ہے۔

Marfat.com

"تیرے بارے میں متحیر ہو گیا ہوں۔ اے متحیرین کے رہنما! مجھے سنبھال۔"

☆ محبوب کا مشاہدہ اور وصال عاشق کے شوق میں کمی نہیں پیدا کرتا بلکہ ہر لحظہ اس کا شوق تازہ ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ ھل من مزید کا نعرہ لگاتا ہے۔ اور اس کے مراتب قرب میں جتنی زیادتی ہوتی جاتی ہے اس کی نظر اس سے بلند مرتبہ پر پڑتی ہے اور اس کی طلب کا شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ جس طرح جمال محبوب کی کوئی انتہا نہیں ہوتی عاشق کے شوق کی بھی کوئی حد و نہایت نہیں ہوتی۔

☆ کہتے ہیں۔

جب کسی شے کی محبت شدید و قوی ہو جاتی ہے تو محبوب سے تجاوز کر کے ہر اس چیز سے بھی محبت ہو جاتی ہے جو محیط المحبوب ہے۔ اس کا نام عشق ہے۔ مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ عشق افراط و تجاوز و شدت محبت کا نام ہے۔ جس کا یہ حال ہو تو وہ محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور اس کے لبوں پر ہوتا ہے۔

عشق ہے عشق ہے جہاں دیکھو
سارے عالم میں بھر دیا ہے عشق
عشق معشوق عشق عاشق ہے
یعنی اپنا ہی مبتلا ہے عشق

عشق از روئے معشوقی عاشقی کا آئینہ ہوتا ہے تاکہ اس آئینہ میں اپنے ہی جمال کا مطالعہ خود کرے اور عاشقی کی جہت سے معشوقی کا آئینہ ہوتا ہے تاکہ اس میں اپنے اسماء و صفات کے کمال کو دیکھے۔ ہر چند کہ دیدۂ شہود میں ایک ہی مشہود ہے۔ لیکن جب ایک ہی چہرہ کو دو آئینوں کے سامنے رکھا جاتا ہے تو ہر آئینہ میں دوسرا چہرہ نظر آتا ہے۔ گو حقیقت میں چہرہ صرف ایک ہی ہے۔

عشق عاشق ہے عشق ہے معشوق
خود کے اوپر خود فدا ہے عشق

یہ عشق کی کرامت ہے کہ عاشق ملامت کا مستوجب نہیں ہوتا۔ اور گناہ پر عذاب و عقوبت کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ اس کا ورود اضطراری ہوتا ہے اور اس کا جرم غیر اختیاری۔ وہ محل رحمت ہوتا ہے اور مظہر فضل و رحمت۔

عشق کی علامت سوختن و گداختن و از حظوظ نفس پرداختن (یعنی جلنا پگھلنا اور نفسانی لذتوں کو ترک کر دینا) ہے۔ اور مویدات عشق میں یہ چیزیں شامل ہیں۔

Marfat.com

- ریاضت یعنی تقلیل منام و کلام و صحبت باانام۔
- الحان خوش۔ آوازہ دلکش اور اشعار عشق کا سننا۔
- ان امور سے پرہیز جو روح طبعی میں کثافت پیدا کرتے ہیں۔ جیسے بہت سونا۔ کثیف غذاؤں کا کھانا۔

ان کے بعد آثار عشق نمایاں ہونے لگتے ہیں وہ چار ہیں۔

- اس حب کا اقتضاء حجاب بشری کا چاک کرنا اور روح کا اپنی اصل کی طرف رجوع کرنا ہے:۔ کسی خاص قانون کی مطابقت اس کے اقتضائے ذاتی میں شامل نہیں ہوتی مثلاً اگر اس صاحب حال کو اپنے مقصود کے حصول میں یہ ظن ہو کہ وہ مزامیر کے سننے یا عشق مجازی میں گرفتار ہونے یا شغل برزخ (مرشد کی صورت مثالی ظاہری کا مراقبہ) میں مشغول ہونے یا اپنے اوقات کو اذکار و اطاعت سے خالی رکھنے سے یہ مقصود حاصل کر سکتا ہے تو اس کو صمیم قلب سے ان امور کی طرف میلان یا کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ صاحب حال دیندار اور متشرع ہونے کی وجہ سے اس خیال کے آثار کے ظہور کو پسند نہ کرے بلکہ اس خیال کے دور کرنے کی کوشش کرے۔
- تفرد یعنی محبوب کے سوا سارے علائق کا قطع کر دینا اور تمام مشاغل کا ترک کر دینا اور امور متفرقہ کے نظم و ترتیب سے گھبرانا:۔ مثلاً امامت' اہل قرابت و ذوی الحقوق کے حق ادا کرنے کا اپنے اندر حوصلہ نہ پانا۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح سے جو تمام علایق کی اصل ہے عاشقوں کو نفرت اور وحشت ہوتی ہے۔
- علوم و طاعات ظاہرہ سے عدم اعتناء یا لاپروائی:۔ چونکہ عاشق کے کام میں بساطت ہی بساطت ہے لہٰذا ان امور میں اشغال اس کے کاروبار کو پریشان کر دیتا ہے۔
- شرع کے ظاہر و باطن میں جو تعلق پایا جاتا ہے اس کا نہ سمجھنا:۔ شریعت کا ایک باطن ہوتا ہے اور ایک ظاہر۔ باطن تو قلب کا حق تعالیٰ سے ربط و تعلق ہے۔ اس تعلق کے مختلف ڈھنگ ہوتے ہیں۔ ان میں ہر ایک کا نام "نسبت" رکھا جاتا ہے۔ شریعت کا ظاہر اوامر شرعیہ کا بجالانا اور اس کے منہیات سے باز رہنا ہے۔ ان افعال ظاہرہ اور تعلقات قلبیہ کے درمیان ایک لطیف علاقہ ہوتا ہے جو شخص اپنے وجدان سے اس علاقے کو پالے اس کی عبادت تو سراسر مغز بے پوست ہو جاتی ہے۔ اور اس کے احوال اس کے افعال کے ساتھ ممتزاج ہو جاتے ہیں۔ ورنہ وہ شخص قشری محض و متقشف ہو جاتا ہے۔ اگر ظاہر افعال شرعیہ سے اس کا تمسک ہو ورنہ ایک گونہ الحاد اس کے عقائد میں آجاتا ہے۔ چونکہ اس علاقہ کا سمجھنا کثرت افعال کو وحدت احوال کے تحت لے آتا ہے۔

Marfat.com

اس میدان میں حبِ عشق کے غریق کو جولان کی گنجائش نہیں۔

لیکن جو لوگ نفس و ہوا کے قیدی ہیں اور مقتضیات قوائے شہوانی سے اپنے دل کا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور حظ نفسانی کا نام فیض روحانی رکھتے ہیں وہ قطعاً مذہب عشق و عاشقی سے باہر ہیں۔

عشق و محبت مفرط ہے اور قلب کو ایک شے پر جمع کر دیتا ہے۔ اسی لئے طریق عشق و راہ محبت کو گو وہ امور دنیویہ فانیہ ہی کے لئے کیوں نہ ہو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔
لیکن جہاں تک عاشق کا تعلق ہے تو اس کا حال کچھ اس طرح ہے

شیخ عاشق گفت از عین الیقین
حسن تو در حسن خوباں دیدہ ام

گفتا طبیب درد دل عاشقاں خداست
خاصہ و لیک از غم جاناں بجاں رسید

کمال صدق و محبت ببیں نہ نقص گناہ
کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند

من خود بچہ از دم کہ کنم دعویٰ عشقت
تا جان من سوختہ مشتاق تو باشد

خواہم کہ شوم کشتہ تیغ تو کہ ننگ است
نامے کہ نہ در دفتر عشاق تو باشد

☆ ترجمہ شیخ عاشق نے کہا میں نے حسینوں کے حسن میں تیرے ہی حسن کا نظارہ یقین کی آنکھوں کے ساتھ کیا ہے۔

☆ طبیب نے کہا۔ عاشقوں کا درد دل خدا ہے لیکن محبوب کے غم کے آگے بے بس ہے۔

☆ میرے گناہوں کے نقص کو نہ دیکھ بلکہ میرے خلوص و محبت پر نظر ڈالو۔ کہ جو بے ہنر ہوتے ہیں وہ (ہمیشہ دوسروں کے) عیب دیکھا کرتے ہیں۔

☆ میری کیا مجال کہ تیرے عشق کا دعویٰ کروں۔ ہاں تیری محبت میں میری روح تک جل چکی ہے جو تیری مشتاق ہے۔

☆ میں تو تیری تلوار (تیرے ہاتھوں) سے مرنے کا آرزومند ہوں۔ لیکن یہ بات میرے لئے کس قدر شرم کا باعث ہے کہ تیرے عشاق کی فہرست میں میرا نام تک نہیں۔

Marfat.com

☆ کہتے ہیں۔
انسان کی تخلیق کا اہم مطلوب و اعظم مقصود رب العالمین کی محبت ہے۔ مصرعہ
"ہر کرا عشق شور انگیز نیست طریقہ برد حرام است"
یعنی جس کسی کے قلب میں حق تعالیٰ کا عشق شور انگیز پایا نہ جاتا ہو اس پر سلوک الی اللہ کا طریقہ حرام ہے۔

لاریب اگر کسی سالک الی اللہ کا قلب محبت الٰہی سے خالی ہے تو سلوک کا حاصل کچھ نہیں۔ اور اگر یہ راستہ عشق کے قدم سے طے ہو تو وصول الی اللہ لازمی ہے۔ وصول الی کا اقرب طریق عشق ہے۔ اور عشق سے زیادہ حق تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچانے والا کوئی شیخ کامل نہیں ہو سکتا۔

دل میں محبت پیدا کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہر واقع کے بعد خواہ وہ مکروہ و ناملائم ہی کیوں نہ ہو خیر و لطف ہی کی اس سے توقع کی جائے۔ اور اس میں مشاہدہ حسن و احسان ہی کیا جائے۔ اس سے حق تعالیٰ کی محبت قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جب قلب اس کی تجلی گاہ بن جاتا ہے تو یگانگی پیدا ہو جاتی ہے اور انوار و اسرار کا پرتو قلب پر پڑنے لگتا ہے۔ علاوہ ازیں خیر کی محبت' اقدار سے شغف حق تعالیٰ ہی کی ذات سے حب کا دوسرا نام ہے۔ اور جب قلب میں حق تعالیٰ کی محبت جلوہ افروز ہو گی تو فرح و سرور سے قلب کی فضا معمور ہو جاتی ہے۔ اور محب غلبہ محبت الٰہی کی وجہ سے ساری مخلوق کو دوست رکھتا ہے۔ اس سے شفقت سے پیش آتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کے محبوب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

محمد یوسف (ڈاکٹر سید)

✽ کہتے ہیں۔
عشق ہی کے بطن سے عقل پیدا ہوتی ہے۔

محمد نعیم احمد برکاتی

✽ کہتے ہیں۔
جو جس کا کہا مانتا ہے وہی اس سے محبت کرتا ہے۔ یہ نہ سنا اور نہ دیکھا کہ کہا کسی کا مانا جائے اور محبت کوئی اور کرے۔

✽ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشاید

(ترجمہ) تو نے عشق نہیں کیا اور محبت کی سختیاں برداشت ہی نہیں کیں۔ (لہٰذا) تیرے سامنے کوئی جدائی کے غم کی حکایت کیا بیان کرے۔ (یعنی جدائی کے غم کی کیفیات کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے کبھی خود عشق کیا ہو اور جدائی کے صدمے برداشت کئے ہوں)

* کہتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم و تکریم ہے۔ جو یہ راز نہیں سمجھتا وہ حرف محبت سے نا آشنا ہے۔

"لقاء الخليل شفاء العليل"

یعنی دوست کی ملاقات بیمار کی شفا ہے۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے محبوب ہیں۔ لہٰذا مریض عشق کی دوا ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

محمد عبدہٗ یمانی (ڈاکٹر)

* کہتے ہیں۔

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی میزان ایمان ہے۔ جو اپنے ایمان کا اندازہ کرنا چاہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا انداز کرے۔

محمد سعید الحسن شاہ (سید)

* کہتے ہیں۔

محبت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ادائے محبوب کو اپنا لیا جائے۔ اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دل میں جتنی زیادہ محبت ہو گی محبوب کی اطاعت کرنا اتنا ہی آسان ہو گا۔

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر (مدینہ منور)

* کہتے ہیں۔

انسان کی تخلیق اصلاً" اور فطرتاً" محبت پر ہے۔ کسی عاقل انسان کا وجود محبت کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا خواہ وہ محبت جبلی ہو یا دینی یا کسی اور وجہ سے۔ تاریخ میں مجازی محبوبوں کے بارے میں جو کچھ ملتا ہے وہ تصور محبت ناقص ہے کیونکہ انسان جس قدر بڑا ہوتا ہے اس کی تمناو آرزو بھی بڑی

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اور جس قدر انسان گھٹیا ہو گا اس کی خواہش بھی ادنیٰ اور کمزور ہوگی۔ محبت کی طرف دعوت دینے والے بہت سے اسباب ہیں لہٰذا پہلے ہمیں ان اسباب پر گفتگو کر لینی چاہئے تاکہ اس اہم اور حساس موضوع کو بہتر طور پر نبھایا جا سکے۔

محبت کے عوامل و اسباب

۱۔ محبت فردیہ (انسان کی اپنی ذات سے محبت)

یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو قربان نہیں کرتا مگر اس جگہ جو اس کے نفس سے زیادہ قیمتی اور معزز ہو اس بنا پر جہاد پر ابھارتے وقت نفس کو مال پر تقدم حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہاں مقصد اس سے کہیں بلند و اعلیٰ ہوتا ہے۔ کبھی یہ محبت انحطاط کا شکار ہو کر نفس اپنے آپ کو غیر پر بلند سمجھنے لگ جاتا ہے اور اسے اپنا وجود سب سے معزز، سب سے قیمتی اور ارفع دکھائی دینے لگتا ہے۔

۲۔ محبت جبلیہ

یہ تمام صاحب عقل لوگوں میں موجود ہے۔ مثلاً والد کی محبت اولاد کے ساتھ یا اولاد کی محبت والدین کے ساتھ۔ یہ فطری محبت ہے جس کی بنا پر والد' اولاد کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا۔ اگر انسان میں یہ فطرتی محبت نہ ہوتی تو دنیا میں اتنے محلات تعمیر نہ ہوتے اور اتنی طویل دنیا نہ ہوتی۔ والد تمام زندگی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلتا ہے۔ ماں اولاد کی خاطر اپنے آپ کو ہلاکت کے دروازے تک لے جاتی ہے۔ والدین اولاد کی بہتری چاہتے ہیں خواہ اولاد چھوٹی ہو یا بڑی۔ انسان کو اس طرح اہل' رشتہ دار اور خاندان سے محبت ہوتی ہے۔

۳۔ محبت شہوانیہ

مثلاً خاوند بیوی کے درمیان محبت خصوصاً جب وہ جوان ہوں اور نکاح کے ابتدائی دن ہوں۔ جب کچھ مدت گزر جائے تو اکثر طور پر اس میں تبدیلی آجاتی ہے۔ پھر یہ تعلق شہوانی نہیں رہ جاتا بلکہ مروت اور اشتراک میں بدل جاتا ہے۔

۴۔ محبت فطریہ

اس میں جانب عقل غالب ہے۔ مثلاً حسن سے محبت کیونکہ کوئی کم ہی انسان ہو گا جو جمال

Marfat.com

سے محبت کرتا ہے۔ خواہ وہ جمال حقیقی یا خیالی یا واقعی ہو۔ مثلاً خوبصورت فطرتی مناظر جیسے آبشاریں' نہریں اور سرسبز پہاڑ حتی کہ ان قدرتی مناظر کی تصویر ہو تو اس کی طرف بھی دل کھنچتا ہے۔ اسی طرح انسان کو حسین شکل و صورت دیکھ کر راحت محسوس ہوتی ہے۔

۵۔ محبت شاکلہ

یہ امر واقع ہے کہ انسان اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے ساتھ کسی صفت میں اشتراک اور یکسانیت رکھتا ہو۔ اسی لئے شہروں میں بہت سے ادارے۔ انجمنیں ہیں جن میں ایک صفت کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بہت کم ہوتا ہے کہ مختلف صفات کے لوگ آپس میں جمع ہوں۔ منقول ہے کہ ایک کوا اور کبوتر اڑتے' اکٹھے بیٹھتے' اکٹھے زندگی بسر کرتے۔ آخر آشکار یہ ہوا کہ دونوں لنگڑے ہیں۔ تو پرندے بھی اپنے ہم شکلوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے بخیل بخیل سے محبت کرتا ہے۔ صالحین آپس میں۔ اسی طرح منافقین آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ گونگے بہروں کے ساتھ اور اسی طرح کاروبار کرنے والے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ الغرض جنس اپنی جنس سے مانوس ہوتی ہے۔

۶۔ محبت مصلحت و منفعت

اس محبت کی دو اقسام ہیں۔

(الف) انسان کی ذاتی منفعت : یہ بھی فطرتی بات ہے کہ انسان اپنے اوپر احسان کرنے والے کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ خصوصاً کسی خاص وقت اور تکلیف کے وقت احسان کرنے والے کا انسان قیدی ہو جاتا ہے۔ جب کوئی انسان پر مادی یا معنوی احسان بغیر طلب کے کرتا ہے تو اب اس کا نفس بغیر ارادے کے بھی محسن سے پیار کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کا ذکر خیر کرتا رہتا ہے۔ اس کے بدلہ میں احسان کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور یہ امر مسلمہ ہے جس قدر احسان بڑا ہوتا ہے اعتراف بھی اسی قدر بڑا ہوتا ہے۔

(ب) غیر کی منفعت : نفوس سلیمہ میں اہل خیر و اصلاح اور اہل استقامت کی محبت ودیعت ہوتی ہے۔ خواہ وہ کسی اور شہر' علاقہ یا قرون سابقہ کے لوگ ہوں۔ جب کسی انسان کو یہ بات پہنچتی ہے کہ ایک عالم فاضل اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہا ہے۔ طلاب اور مسلمان اس سے نفع پا رہے ہیں اور وہ اہل اصلاح و استقامت میں سے ہے تو انسان کا دل اس عالم کی طرف ضرور متوجہ ہوگا۔ اس سے محبت کرے گا اور اس کی زیارت

Marfat.com

کا شوق رکھے گا۔

اسی طرح اگر انسان کو علم ہوتا ہے کہ فلاں حاکم عادل صالح اور محنتی ہے۔ اپنی رعایا اور امت مسلمہ کا خادم ہے۔ اپنی رعایا کی علمی' دینی اور ثقافتی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ان کے لئے امن اور تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ سفر کے لئے سڑکیں' زراعت کے لئے نہریں' گزرگاہوں کے لئے پل بنا رہا ہے۔ رعایا کی تکلیف اسے اپنی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ لوگوں کی خدمت کے لئے راتوں کو جاگتا ہے۔ دینی لحاظ سے اچھا ہے۔ اہل خیر و صلاح اور اہل استقامت و تواضع میں سے ہے۔ وہ اپنے آپ کو رعایا ہی کا ایک فرد تصور کرتا ہے تو انسان ایسے حکمران سے از خود محبت کرے گا بلکہ آرزو کرے گا کاش میں اس کی رعایا میں ہوتا حالانکہ منفعت اسے حاصل نہیں ہو رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم زعماء اسلام' قائدین امت' علماء و خلفاء مسلمین سے محبت رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ہمارے زمانے میں نہیں اور نہ ہم نے ان کے دور سے کوئی منفعت حاصل کی۔

۷۔ محبت روحیہ

کبھی انسان کسی کو پہلی دفعہ دیکھتا ہے تو اس کے دل میں محبت موجزن ہو جاتی ہے۔ اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اس کی سنگت میں خوشی محسوس کرتا ہے گویا اسے وہ صدیوں سے جانتا ہے۔ اپنے نفس سے پوچھتا ہے۔

"یہ محبت کیوں' یہ انس کیا' یہ خوشی اور یہ سرور کیوں' اس کا کوئی سبب بظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ پہلے نہ واسطہ نہ رابطہ' بلکہ پہلی ملاقات تھی۔"

بلکہ ہو سکتا ہے ان دونوں کا تعلق اس شہر سے نہ ہو۔ ایک قبیلہ سے نہ ہو۔ ایک علاقہ سے نہ ہو۔ ہو سکتا ہے جنس مختلف ہو۔ باوجود اس کے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کافی مدت سے جان پہچان ہے۔ اس کے برعکس بھی معاملہ ایسا ہی ہے۔ کسی شخص کو پہلے نہ دیکھا ہوتا ہے نہ سنا ہوتا ہے۔ ان کے درمیان رابطہ' میل جول اور جان پہچان نہیں ہوتی۔ پہلی نظر دیکھتے ہی اس سے بغض اور کراہت محسوس ہونے لگتی ہے تو اس کا سبب کیا ہے۔ تو اس کا سبب وہ پہلی ملاقات ہے جو خلقت ارواح کے وقت ہوئی تھی۔ اور وہ تعارف ہے جو اس دن ہوا تھا۔ جو اس دن اکٹھے تھے وہ اس میں آپس میں محبت کرتے ہیں اور جو اس دن اکٹھے نہ تھے وہ اس کائنات میں آپس میں نفرت کریں گے۔ اس پر روایت بخاری شریف شاہد ہے جو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ اور مسلم شریف میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

" روحیں ایک اجتماعی لشکر کی مانند ہیں۔ آپس میں متعارف ارواح کا اجتماع رہا ہوتا ہے اور جو نفرت کرتی ہیں وہ جدا رہی ہوتی ہیں۔"

۸۔ صفات کاملہ (محبت کا اہم سبب کسی کا کامل الصفات ہونا بھی ہے)

اس کائنات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی کامل بشر نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے منتخب اور حبیب کے درجہ پر فائز ہیں۔ اسی لئے رب کریم نے ہر بعد میں آنے والے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جیسے جیسے کسی انسان کی صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتی جائیں گی وہ کمال کے قریب ہوتا جائے گا۔ اور وہ اس لئے کہ معصوم صرف آنسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ محفوظ بھی ہو سکتے ہیں۔ خاطی یا عاصی بھی ہو سکتے ہیں۔ تو کمال اضافی چیز ہے لوگوں کے اعتبار سے بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے بھی۔ جب ہم دیکھیں گے کہ لوگ اس سے ناقص ہیں تو وہ سب سے کامل ہوگا۔ اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے دیکھیں گے تو ہر ایک کا کمال اس کے قرب کے مطابق ہو گا تو جیسے جیسے صفات میں قریب ہوتا چلا جائے گا تو وہ انسان کامل ہوتا جائے گا اور ایسے کاملین سے محبت کرنا لوگوں کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان آئمہ ہدیٰ' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ علماء عالمین اور صالحین و مصلحین کے ساتھ ان کے مقام' رتبہ اور ان کے تزکیہ کے مطابق محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اپنے بندوں کے دلوں میں بھی اس کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ پھر اسے قبولیت عامہ نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔ ان عوامل محبت کے بیان کے بعد ہم چاہتے ہیں انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نسبت دیکھیں تو یہاں دو کے علاوہ باقی تمام موجود ہیں۔

مذکورہ محبتوں اور محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تطبیق۔

محبت جبلیہ' محبت فطریہ' محبت مشاکلہ' محبت مصلحت اور محبت صفات کاملہ تمام کی تمام محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ تفصیل یہ ہے۔

ا۔ محبت جبلیہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے لئے بمنزل والد کے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

Marfat.com

"البنی اولی بالمومنین من انفسھم و ازواجہ امھتھمO"

(ترجمہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تمام اہل ایمان پر ان کے نفوس سے بھی زیادہ ہے اور ان کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے۔

انما انالکم مثل الوالد یعنی میں تمہارے والد کی مانند ہوں۔ اسے امام شافعی' حمیدی' احمد' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی' ابن حبان' ابن خزیمہ' ابو عوانہ' طحاوی اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔

جب اولاد اپنے والد سے محبت کرتی ہے کیونکہ اس دنیا (جو مصیبتوں اور پریشانیوں کا گھر ہے) میں وہ اس کے وجود کا سبب ہے۔ اس نے اسے پالا' اس پر احسان کیا تو اس پر محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لازم بلکہ والد سے زیادہ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس کے لئے دنیا و آخرت میں نجات کا سبب ہے۔ اگر صالح ہوا فبھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پائے گا۔

۲۔ محبت فطریہ

یہ جو محبت جمال ہے تو محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی صاحب جمال نہیں۔ جب کسی مخلوق سے ادنیٰ جمال کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے تو اس ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عالم کیا ہو گا جو حسن و جمال صورت میں سب سے بلند اور صفات و اخلاق میں اتنے بڑھ کر کہ کوئی انسان ان کی نظیر و مثل نہیں بن سکتا تو اب اس محبت میں بھی دوسروں سے اولیٰ اور احق ٹھہرے۔

۳۔ محبت مشاکلہ

جیسے جیسے صاحب ایمان کے دل میں ایمان قوت پاتا ہے تو وہ اصل ایمان میں شریک ہو جاتا ہے اور تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل ایمان کے سرتاج اور امام ہیں۔ جب دو آدمی آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کریں۔ اس کی خاطر جمع ہوں۔ اس کی خاطر جدا ہوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اپنے عرش کے سایہ میں جمع فرمائے گا۔ اور رب کریم کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے اللہ عزوجل کے جلال میں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ جب کسی بھی شخص سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ اتنی محبت دیتا ہے تو کیا عالم ہو گا اس شخص کا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو گی۔

Marfat.com

۴۔ محبت مصلحت

اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات میں کوئی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہے جس کا مخلوق پر احسان' انعام' افضال اور منافع صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہوں۔ پھر یہ کسی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام مخلوق کو شامل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہدایت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سبب سے امت کو گمراہی سے بچایا۔ تاریکی سے نکالا' سب سے بہتر امت بنایا اور پھر یہ آخرت میں تمام کی تمام جنت میں جائے گی۔ ایسی خیر سے بلند خیر کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ کی قسم اس کے بعد کوئی خیر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اللہ تعالیٰ کا جو شکر لازم ہوتا ہے بندہ وہ ادا ہی نہیں کر سکتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیوں نہیں کرے گا۔

۵۔ محبت روحیہ

اسی طرح محبت روحیہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں اس امت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بننے کے لئے منتخب فرمایا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امت کا رسول منتخب فرمایا۔ جب معاملہ یہ ہے کہ ان کے درمیان تطابق موجود ہے۔ اسی لئے انسان حریص ہوا کہ وہ اس امت سے پیدا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیہ اس پر شاہد ہے۔

"انا حظکم من الانبیاء وانتم حظی من الامم"

یعنی انبیاء علیہم السلام میں سے میں تمہارا اور امتوں میں سے تم میرا حصہ ہو۔

اسے بزار اور ابن حبان نے رجال صحیح سے روایت کیا ہے۔

۶۔ صفات کمال

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا فرمائی۔ صفات و کمالات اور خصائص عطا فرمائے جو سابقہ انبیاء علیہم السلام میں کسی کو عطا نہ ہوئے۔ اس کے بعد کیا رہ جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سارا قرآن ہیں۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں۔

"اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق سارا قرآن ہے۔"

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

"کان رسول اللہ احسن الناس خلقا"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق تمام لوگوں سے اعلیٰ اور اچھا ہے۔

طرق کثیرہ سے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے۔ مسلم میں حضرت سیدنا ابن مسعود، حضرت سیدنا ابوالمعلی اور حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر کسی کو اہل زمین میں خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بناتا۔ لیکن وہ بھائی اور ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب کو اپنا خلیل بنایا ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت اور خلت دونوں کو جمع فرما دیا ہے۔ یہ شرف عظیم فضل عمیم اور تکریم عظیم ہے۔ ہر وہ شخص جس کی ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمالیا۔ اس کے لئے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کو مقتدا اور اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے سورہ الاحزاب آیت ۲۱ میں ارشاد فرمایا۔

"بے شک تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے۔ اس کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرے۔"

اگر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کامل الذات اور کامل الصفات نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تمام کے لئے رہنما اور مقتدا نہ بن سکتی۔ جب رب کریم نے تمام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے تو یہ واضح کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے کامل ہیں۔

جن اقسام محبت کا تذکرہ ہم نے کیا ہے۔ یہ محبتیں طبعی ہیں اور یہاں مراد نہیں۔ مراد تو محبت شرعی ہے کیونکہ محبت طبعی کا کوئی اثر اور وجود نہیں۔ یہ اکثر لوگوں میں موجود ہے۔ مگر وقت آنے پر وہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ وہی محبت شرعیہ دینیہ (جس پر گفتگو آ رہی ہے) تو یہ سلوک، اخلاق اور طبائع میں موثر ہے۔ ایسی محبت والا محبوب کے اشارے کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور اس سے سچے اور جھوٹے کا امتیاز ہو جاتا ہے۔

* فرمایا۔

محبت النبیہ کی دو اقسام ہیں۔

Marfat.com

(الف) فرض محبت

ایسی محبت جو انسان کو اس کے اوامر کو بجالانے اور اس کے نواہی سے روکنے پر ابھارے۔ اپنے مقدر پر خوش رہے۔ جو شخص معصیت میں پڑ جاتا ہے خواہ حرام کا ارتکاب کر کے یا ترک واجب کر دے تو اس میں محبت الٰہیہ کی کمی ہو چکی ہوتی ہے کیونکہ اس نے خواہش نفس کو مقدم کر لیا۔ کبھی اس میں کمی مباہات میں کھلی چھٹی اور ان میں کثرت سے بھی ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان رجا کے پہلو میں وسعت سمجھ لیتا ہے جو اسے معصیت پر ابھارتی ہے یا دائمی غفلت کا شکار ہو کر معصیت میں پڑا رہتا ہے۔

(ب) مستحب محبت

نوافل پر دوام' شبہات سے اجتناب' ایسی محبت سے کم ہی لوگ متصف ہوتے ہیں۔

* فرمایا۔

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دو اقسام فرض و مستحب ہیں۔ اتنا اضافہ سامنے رہے کہ ماموراتِ و منہیات وہی ہوں گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائے۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی اپنایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر ہی اطمینان ہو۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر دل میں تنگی پیدا نہ ہو۔ جود' ایثار' حلم اور تواضع وغیرہ جیسے اعلیٰ صفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی جائے۔ جو اپنے نفس کو اس راہ کا پابند بنا لے گا وہ حلاوت ایمان پائے گا اور اس کے مطابق اہل ایمان کے مختلف درجات ہیں۔ حکم تو یہی ہے۔ رہی حقیقت کیا ہے تو اسے ذوق کے علاوہ کسی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ اور خود ذوق کی بھی کوئی تعبیر نہیں۔ اس کی ماہیت کو لفظوں میں واضح نہیں کیا جا سکتا۔ بس وہ ذوق ہی ہے اور کچھ نہیں۔ ہم اسے جتنا بھی واضح کریں وہ رہنمائی تو ہے ذوق نہیں کیونکہ اس کا حصول ذوق سے ہی ہو گا تو جو حلاوت ایمان کا ذوق چاہتا ہو وہ محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر لازم سمجھ لے۔

* فرمایا۔

محب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت الٰہی ملنے کے تین اسباب ہیں۔

(الف) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا وعدہ ہے۔

(ب) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ایسے شخص کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس

Marfat.com

سے محبت کرے۔

(ج) جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے اپنی محبت کا وعدہ فرما رکھا ہے جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں جیسا کہ حدیث حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے تو اس شخص کے لئے محبت الٰہی کیوں نہ ہوگی جو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ لاریب اللہ کریم کی محبت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دو الگ چیزیں ہیں ہی نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے وہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے۔ اس طرح اس کا عکس ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے اور جو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی محبت کرتا ہے کیونکہ ان دونوں محبتوں میں کوئی فرق ہی نہیں۔

* فرمایا۔

محب صادق محبوب کی ملاقات و وصال کے لئے تڑپتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی عادت ہے وہ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اگر وہ سچے ہوں تو ان کے درجات بلند اور ان میں اضافہ فرماتے ہوئے ثواب کبیر عطا فرماتے ہیں۔ اور اگر جھوٹے ہوں تو پھر انہیں رسوا و ذلیل فرما دیتا ہے۔

محمد ذوقی (شاہ سید)

راہ محبت و عشق میں درپیش احوال و مقامات کی نشاندہی کے لئے مختلف الفاظ و اصطلاحات بروئے کار لائی جاتی ہیں جو خاص معانی و مطالب کی عکاسی کرتی ہیں۔ جب تک ان کے بارے میں آگہی نہ ہو اس وقت تک کسی کیفیت و حال کا ادراک کرنا ایں خیال است و محال است و جنوں سے ایسے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ جب کوئی شخص عارفانہ مزاج و مقامات، علوم و رموز اور اسرار و کیفیات کے بارے میں بھرپور انداز میں ان کی کنہ و عمق کے بارے میں وضاحت و تشریح کرتا ہے تو وہ خود بھی اس سے متفق ہے اور یہ اس کا اپنا بھی نظریہ و خیال ہے۔

* شوق کے بارے میں کہتے ہیں۔

یہ دل کا لقائے محبوب کے لئے جوش میں آنا ہے۔ جب لقا اور دیدار حاصل ہو جاتا ہے تو اس جوش میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ حالت جو دیدار سے ساکن نہیں ہوتی وہ اشتیاق کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

Marfat.com

* اشتیاق کے بارے میں کہتے ہیں۔
یہ طلب تمام اور عشق مدام کی وہ کیفیت ہے جو یافت و نایافت میں یکساں رہتی ہے۔
* محبت کے بارے میں کہتے ہیں۔
☆ تصور محبت کی ایک شاخ ہے۔ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا تصور آپ سے آپ بندھ جاتا ہے۔ جس سے محبت جائز ہے اس کا تصور بھی جائز ہے۔ جو محبت مستحسن بلکہ ضروری ہے جب اس میں کمی ہوتی ہے تو وہ بتکلف بڑھائی جاتی ہے۔
☆ تسلیم و رضا میں فرق یہ ہے کہ تسلیم قضا سے پہلے ہوتی ہے اور رضا کا وقوع قضا کے بعد ہوتا ہے۔ قضا کہتے ہیں حکم الٰہی کو۔ پس حکم الٰہی یعنی قضا پر راضی رہنا واجب ہے نہ کہ لازمی طور پر اس چیز پر جس پر کہ قضا جاری کی گئی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے شقاوت کا حکم کیا تو اس قضا یعنی حکم الٰہی پر راضی ہونا چاہئے نہ کہ شقاوت پر راضی نہ رہنا ہی واجب ہے۔ حق الٰہی سے راضی رہنے کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت میں کسی حالت میں بھی فرق نہ پڑنے پائے۔ خوشی ہو یا غم تکلیف ہو یا عیش۔ قرب ہو یا بعد' قبض ہو یا بسط' وصل ہو یا فراق' عروج ہو یا نزول' زندگی ہو یا موت' بلکہ مصیبت کی ہر ٹھوکر محبت میں ایک نئی روح پھونک دے۔
☆ محبت بھی مبتلائے محبت کی رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں تاثیر کر جاتی ہے۔
☆ محبت مختلف مدارج میں مختلف ناموں سے پکاری جاتی ہے۔ غیر ذی روح میں اسے کشش کہتے ہیں۔ اور ذی روح ہستیوں میں اس کشش کا نام محبت ہے۔ جب محبت ارفع و اعلیٰ شان میں نمایاں ہوتی ہے تو اسے عشق کہتے ہیں۔ محبت کے انتہائی مرتبہ کا نام عشق ہے۔
☆ محبت ایک نسبت ہے درمیان محب و محبوب کے۔ محبی و محبوبی سے محبت ظہور میں آئی اور پہچانی گئی۔ محبی و محبوبی کی نسبت لوازم و عوارض ذات محبت سے ہے۔ فی الحقیقت ہر محبوب محب ہے اور ہر محب محبوب۔ عارف محب و محبوب کو حقیقتاً ایک ہی چیز جانتا ہے۔
☆ محبت معرفت کی محتاج ہے اور معرفت محبت کی۔ محبت کو معرفت پر تقدیم حاصل ہے اور معرفت کو محبت پر۔ محبت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت محبت کا۔ یعنی بلا معرفت کے محبت پیدا نہیں ہوتی اور بغیر محبت کے معرفت میں ترقی نہیں ہوتی۔ مگر محبت سے قبل صرف اجمالی معرفت کی ضرورت ہوتی ہے اور بعد محبت کے حق تعالیٰ کی جانب سے انعام

Marfat.com

کے طور پر تفصیلی معرفت عطا فرمائی جاتی ہے۔

☆ نالہ زار طلب محبت ہی ہے۔

☆ محبت حقیقی دراصل آمد کی چیز ہے نہ کہ آورد کی۔ اور اس کی پھینک مختلف استعداد کے لوگوں کے لئے مختلف روزنوں سے کی جاتی ہے۔ چار مختلف دروازے ہیں جن میں سے یہ محبت اپنا ظہور کرتی ہے۔ اور ظہور کی یہ چاروں شانیں آپس میں مختلف ہوتی ہیں۔

☆ مبتدیوں کے لئے محبت کا صدور عالم شہادت میں مشاہدہ حسی کے ذریعہ واقع ہوتا ہے۔ یہ مقام طالبوں کی ابتداء ہے۔

☆ متوسطین کے لئے محبت کا ظہور نفس کے ذریعہ ہوتا ہے۔ نفس جمال افعال کی خصوصیات کا مشاہدہ عالم غیب اور عالم مثال میں کرتا ہے اور یہ مشاہدہ محبت کے پیدا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ سالکوں کا مقام ہے۔

☆ منتہیوں میں مکاشفات قلبی محبت کے ایک اعلیٰ تر رخ کو وجود میں لاتے ہیں۔ عالم ملکوت میں جمال صفاتی کے حقائق کا مشاہدہ محبت کے اس رخ کو برانگیختہ کرتا ہے۔ یہ مقربین کا مقام ہے۔

☆ منتہیوں میں اخص مرتبہ کے لوگ ہیں۔ ان میں روح قدسی کے مطالعہ سے محبت کا ایک اور ہی ارفع و اعلیٰ رخ طلوع ہوتا ہے۔ عالم جبروت میں تجلیات جمال ذاتی کے تحت میں یہ محبت پرورش پاتی ہے یہ صدیقین کا مقام ہے۔

☆ محبت حقیقی ظرف کی قابلیت کے مطابق ظاہر ہوتی ہے۔ بعض میں ذاتی' بعض میں اسمائی' بعض میں صفاتی اور بعض میں آثاری صورت اختیار کرتی ہے۔ علی قدر مراتب۔

٭ بادہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

محبت و عشق الٰہی کا فیضان جو عالم غیب سے سالک کے دل پر وارد ہوتا ہے اور اسے مست و بے خود بنا دیتا ہے بادہ کہلاتا ہے۔

٭ دام کے بارے میں کہتے ہیں۔

یہ کشش عشق ہے۔

٭ عشق کے بارے میں کہتے ہیں۔

☆ آہ کمال عشق کی ایک علامت ہے جس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہیں۔

☆ زرد رنگ عشق کی رنگت ہے۔

Marfat.com

شفیع آوردہ ام پیش تو ایک
رخ زردے و چشم اشکبارے

(ترجمہ) اے محبوب! اب میں تیرے پاس زرد چہرے اور اشکبار آنکھوں کی سفارش لایا ہوں۔

☆ عشق اپنی ذات سے ایک مستحسن اور اعلیٰ چیز ہے۔ مگر اس پر حلت اور حرمت اور اباحت کا دور چکر کاٹتا رہتا ہے۔ اگر عشق اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے تو نہایت مستحسن ہے۔

☆ عشق چھپتا نہیں۔

☆ عشق مستی پیدا کرتا ہے۔ یہ مستی کمال شعور اور محبوب سے آگاہی پر مبنی ہوتی ہے۔

☆ عشق میں ھل من مزید کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔

☆ عشق حضرت انسان کو عطا فرمایا گیا ہے۔ اس میں درد ہے' تڑپ ہے' سوز ہے' وہ عشق ایک آتش ہے جو عشاق کو جلاتی ہے۔ آتش دوزخ بیگانوں کو جلاتی ہے اور آتش عشق یگانوں کو۔ یہ عشق ہی ہے کہ ایمان اس کے بغیر کامل نہیں ہوتا۔ عبادت اس کے بغیر ناقص رہتی ہے۔ عبادت بغیر عشق کے بے کار اور عشق بغیر عبادت کے ناتمام۔ جو طاعت محبت سے کی جائے گی وہ اس طاعت سے بہت بہتر ہے جو خوف کی وجہ سے کی جائے۔ عبادت بلا عشق زہد خشک ہے۔ اور زہد خشک سے بدتر دنیا میں کوئی آزار نہیں۔ عشق دنیا و آخرت کے غموں سے فارغ کردینے والی چیز ہے۔ سلوک کا دارومدار اسی عشق پر ہے۔ بغیر عشق کے انسان بے لطف اور مزدوروں کی زندگی بسر کرتا ہے۔

☆ انسان کے لئے درد و عشق لازم و ملزوم ہیں۔ موجب ترقی درد ہے۔ عشق بدوں درد موصل بہ مطلوب نہیں۔ موصل بہ مطلوب جو چیز ہے وہ درد ہے۔

☆ عاشق کے بارے میں کہتے ہیں۔

قبلہ عاشق وصال بے زوال
قبلہ عارف جمال ذوالجلال

عاشق و عشق و بت و بت گر و عیار یکیست
کعبہ و دیر و مساجد ہمہ جا یار یکیست

گرور آئی بہ چمن و حدت و یک رنگی بیں
کہ در آں عاشق و معشوق و گل و خار یکیست

Marfat.com

(ترجمہ) عاشق، عشق، بت، بت گر اور عیار ایک ہی ہستی کے روپ ہیں۔ کعبے، مندر اور مساجد میں ہر جگہ ایک ہی یار ہے۔
اگر کبھی چمن میں گزر ہو تو وحدت و یک رنگی کا نظارہ کرو کہ یہاں عاشق و معشوق اور پھول و کانٹا ایک ہی دکھائی دیتے ہیں۔

☆ حبیب وہ عاشق ہوتا ہے جس میں محبوبیت کا غلبہ ہو اور افعال اللہ تعالیٰ کی رضا کے موافق ہوں۔ یہ مقام اصالتاً" اور مخصوص طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور متابعت کی برکت سے ظلی طور پر اوروں کو بھی حاصل ہوتا ہے۔

☆ ذوق وہ مستی ہے جو عاشق میں شراب عشق پینے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور وہ شوق جو کلام محبوب سن کر اس میں بھڑکتا ہے۔ اور وہ از خود رفتگی جو جمال یار کے مشاہدہ سے اس میں پیدا ہوتی ہے۔ اس مستی و شوق و از خود رفتگی سے عاشق وجد میں آتا ہے۔ بے خودی اس پر طاری ہوتی ہے، شعور اس سے جاتا رہتا ہے اور بے نامی اور بے نشانی میں محو ہو جاتا ہے۔ مشاہدہ حق کا پہلا اثر ذوق ہے اور انتہائی اثر وہ ہے جس کے بیان کی اس قلم میں قدرت نہیں۔

☆ عاشق ایک حالت اور ایک قرار پر نہیں رہنے پاتا۔ کبھی ظہور سے بطون اور کبھی بطون سے ظہور میں گردش دیا جاتا ہے۔ اس وقت عاشق پر جو گزرتی ہے اسے نہ کوئی زبان بیان کر سکتی ہے، نہ کوئی اشارہ ادا کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ حالت نہ وصال کی ہے، نہ فراق کی۔ بلکہ اسے فراق و وصال بھی کہہ سکتے ہیں اور وصال فراق بھی۔

☆ عاشق بجائے درہم و دینار کے کل مافی الوجود کی دولت اور نقد دوجہان کو یک بار دے ڈالتا ہے۔

☆ عاشق میں دلیری و شجاعت غلبہ نور کشف و یقین سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کیفیت سے حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے۔

☆ عاشق تواضع و نیاز مندی میں بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

☆ عاشق سے کبھی افشائے راز کا صدور ہوتا رہتا ہے۔

☆ عاشق سے حب جاہ و حشمت جاتی رہتی ہے۔ حجاب ناموس اٹھ جاتا ہے۔ وحشت طاری ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

چو بحر عشق موجے زد سحاب جود باراں شد
وجود واجب و ممکن مثال بحر و شبنم شد

☆ درد اس قلق اور سوزش درونی کو کہتے ہیں جو عاشق فراق محبوب اور آرزوئے وصال میں محسوس کرتا ہے۔

☆ عاشق کی مناجات نالہ ہے۔

☆ عاشق جب تک محو مطلق نہیں ہو جاتا اور تعین خودی سے جو کہ دوئی کی مشعر ہے تجاوز نہیں کر جاتا اس وقت تک درد طلب اور سوز عشق باقی رہتا ہے۔

خاصیت سیماب بود عاشق را
تاکشتہ نہ گردد اضطرابش نہ رود

(ترجمہ) عاشق پارہ کی سے خاصیت کا حامل ہوتا ہے۔ جب تک قتل نہ کر دیا جائے اس کی بے قراری ختم نہیں ہوتی۔

* اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں کہتے ہیں۔
اللہ تبارک وتعالیٰ کے محب دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بھی خدا طلبی ہی میں مدد لیتے ہیں۔

☆ سوز سے مراد ہوا کرتی ہے یاد حق تعالیٰ میں سوزش عشق اور گدازگی قلب کے پیدا ہونے اور یاد حق میں فنائیت کے حاصل ہونے سے۔

نظامی گنجوی

* کہتے ہیں۔

آں عشق کہ بود کم نہ گردد
تا باشد ازاں دم نگردد

عشقی کہ نہ عشق جاوداں است
بازیچہ شہوت جواں است

(ترجمہ) عشق میں کمی واقع نہ ہو جب تک زندہ رہو قدم واپس نہ ہوں۔
وہ عشق جو عشق لازوال نہیں اسے جوان کی ہوسناک خواہش ہی کہا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

نور محمد توکلی (پروفیسر)

* کہتے ہیں۔

عاشق بہوائے دوست بے ہوش بود
وز یاد محب خویش مدہوش بود
عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند
معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند

(ترجمہ) عاشق دوست کی طلب میں بے ہوش اور اپنے محبوب کی یاد میں مدہوش ہوتا ہے۔
ہر لمحہ محبوب کا چہرہ عاشق کی فکر کا محور ہوتا ہے۔ معشوق کا ہر کرشمہ اسے اچھا دکھائی دیتا ہے۔

نیاز

* کہتے ہیں۔

ز شوق عشق محبوب الٰہی آنچناں گشتم
کہ تصویرم مصور در کشد برصورت آہے

(ترجمہ) محبوب الٰہی کے عشق میں میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ مصور نے میری تصویر بنانا چاہی تو وہ ایک آہ کی صورت اختیار کر گئی۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۵۱

عوام الناس کا عشق رسول کریم ﷺ

جس طرح ہر بچہ دین فطرت پر جنم لیتا ہے اسی طرح ہر مسلمان کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتا ہے۔ دنیا کے تانوں بانوں میں الجھ کر کوئی مسلمان دین سے کتنا ہی پرے ہٹ جائے لیکن جب وہ سنتا یا دیکھتا ہے کہ کسی دریدہ دہن جہنمی بدباطن نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطہر میں گستاخی و بے ادبی کا ارتکاب کیا ہے تو تڑپ اٹھتا ہے۔ اس کے قلب کے اندر نہاں عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یکدم بیدار ہو جاتا ہے اور اسے اس وقت تک چین و قرار نہیں میسر آتا جب تک کہ اس خبیث و لعین شخص کو جہنم واصل نہیں کر دیتا یا ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جان نثار نہیں کر دیتا۔

غازی خدا بخش اکوجھا

آپ کے والد کا اسم گرامی محمد اکبر تھا۔ معروف کشمیری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ رہائش اندرون یکی دروازہ لاہور میں تھی۔ بڑے خوبصورت جوان تھے۔ آپ کا جسم فربہ' رنگ سرخ و سپید' قد لمبا اور مضبوط و توانا تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے شیر فروش تھے۔ جلد سازی کا بھی کام کر لیتے تھے۔

ملعون راجپال نے رنگیلا رسول نامی کتاب لکھی جس سے مسلمانوں میں سخت غیظ و غضب پایا جاتا تھا۔ ایک دن آپ نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر سنی تو حالات سے آگاہی ہوئی۔ یہ سن کر تڑپ اٹھے کہ خبیث راجپال نے ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب لکھ کر انتہائی درجہ کی توہین کی ہے۔

۲۴ ستمبر ۱۹۲۷ء کی صبح جہنمی راجپال اپنی دکان پر بیٹھا کاروبار میں مصروف تھا کہ غازی خدا بخش اکوجھا آئے اور اس پر تیز دھار چاقو سے حملہ کر کے اسے مضروب کر دیا۔ وہ بدبخت تیزی سے اٹھا اور جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑا ہوا اور قتل ہونے سے بچ گیا۔

Marfat.com

پولیس نے غازی خدا بخش اکوجا کو زیر دفعہ ۳۰۷ الف تعزیرات ہند گرفتار کر لیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور سی۔ ایم۔ بی اوگلوی کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ غازی خدا بخش اکوجا نے اپنی جانب سے وکیل صفائی مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔

راجپال مستغیث نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر یہ حملہ کتاب کی اشاعت اور مسلمانوں کے ایجی ٹیشن کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ ملزم خدا بخش مجھے جان سے مار دے گا۔"

"اور کچھ کہنا چاہتے ہو۔"

جج نے پوچھا۔ راجپال بولا۔

"حملہ کے وقت ملزم نے چلا کر کہا تھا کافر کے بچے! آج تو میرے ہاتھ آیا ہے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس پر جج نے غازی خدا بخش اکوجا سے استفسار کیا تو آپ نے گرجدار آواز میں کہا۔

"میں مسلمان ہوں، ناموس رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ میرا فرض ہے۔ میں اپنے آقاء و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔"

پھر لعین راجپال کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس نے میرے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے اس لئے میں نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن یہ کم بخت اس وقت میرے ہاتھ سے بچ نکلا۔"

اقرار جرم کے بعد غازی خدا بخش اکوجا کو سات سال قید سخت جس میں تین ماہ قید تنہائی بھی شامل تھی کی سزا سنائی گئی۔ اور میعاد قید کے اختتام پر پانچ پانچ ہزار روپے کی تین ضمانتیں حفظ امن کے لئے داخل کرنے کا حکم دیا۔

غازی عبدالعزیز

راجپال نے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی کا ارتکاب کیا تھا اس کا شہرہ ہندوستان سے باہر افغانستان میں بھی جا پہنچا تھا۔ وہاں بھی مسلمانوں کے جذبات بے حد مشتعل ہوئے۔

غازی عبدالعزیز افغانستان میں تجارت کرتا تھا۔ اس نے جب راجپال کے بارے میں سنا تو سرتاپا لرز اٹھا لہٰذا فوراً سوئے ہندوستان چل پڑا۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو وہ وارد لاہور ہوا۔ لوگوں سے راجپال کے بارے میں دریافت کیا اور

Marfat.com

سیدھا اس کے مکان پر پہنچا۔ دروازے پر دستک دی۔ پتہ چلا وہ گھر پر نہیں ہے تو وہاں سے سیدھا اس کی دکان پر گیا۔

غازی عبدالعزیز راجپال کو نہیں پہچانتا تھا۔ اتفاق سے اس وقت دکان پر راجپال کا دوست سوامی ستیانند اور ایک دوسرا ہندو بیٹھے تھے۔ وہ اسلام اور بانی اسلام رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ دین اسلام کے بارے میں سوامی ستیانند نے نازیبا الفاظ استعمال کئے اس پر غازی عبدالعزیز نے انہیں روکا لیکن وہ باز نہ آئے۔ نتیجتاً بات بڑھ گئی۔ اسی اثنا میں چند ایک اور ہندو بھی وہاں جمع ہو گئے۔

"یہ جو شخص بکواس کر رہا ہے یہی راجپال ہو گا۔"

غازی عبدالعزیز کے ذہن میں خیال آیا اور پھر اس نے چاقو نکال کر اس پر حملہ کر دیا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ دو دوسرے ہندوؤں چونی لال اور نانک چند کو معمولی زخم آئے۔

پولیس نے غازی عبدالعزیز کو گرفتار کر لیا۔ مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سی ایم بی اوکلوی کی عدالت میں لگا۔ اس نے سرسری سماعت کے بعد اس مرد مجاہد اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہی سزا سنائی جو اس نے غازی خدابخش اکوجھا کو دی تھی لہٰذا اسے جیل بھیج دیا گیا۔

غازی علم دین شہید رحمتہ اللہ علیہ

گستاخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں راجپال پر دو بار قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا لیکن بچ جاتا رہا تھا۔ قدرت نے اس کے قتل کا سہرا علم دین کے سر پر باندھنا تھا اور اسی نے شہید عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ حاصل کرنا تھا لہٰذا یہ سعادت اس کے نصیب میں آئی۔

علم دین ایک غریب ترکھان کا لڑکا تھا۔ اس نے جب سنا کہ راجپال نے کیا بکواس کی ہے تو لرزہ براندام ہو گیا۔ دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طوفان اٹھ پڑا۔ اس نے بازار سے چھری خریدی۔ خوب تیز کیا اور پھر بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔

"اے اللہ! شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میری مدد فرما۔"

اور پھر وہ اس کی دکان کی طرف چل پڑا۔

راجپال اپنی دکان پر بیٹھا تھا۔ اس کا منحوس چہرہ دیکھتے ہی علم دین کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ شیر کی طرح بھرے بازار میں اس پر حملہ کر دیا اور پے در پے چھری سے وار کر کے اسے وہیں ڈھیر کر دیا اور پھر تھانے جا کر خود کو قانون کے حوالے کر دیا۔

Marfat.com

مقدمہ چلا۔ اسے مشورہ دیا گیا کہ وہ قتل سے انکار کردے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی محبت نے گوارا نہ کیا۔ اس نے اعتراف قتل کیا اور کہا۔

"اگر ہزاروں جانیں بھی ہوں تو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار و قربان کردوں۔"

جج نے سزائے موت کا حکم سنایا۔ تو خوشی سے جھوم اٹھا۔ پھانسی کی کوٹھری میں اسے انگنت انوار و تجلیات کا مشاہدہ ہوا۔ پھانسی پانے کے دوران میں جو دن حائل تھے وہ سوہان روح بنے ہوئے تھے۔ وہ جلد سے جلد بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ دن آیا جس کا اسے شدومد سے انتظار تھا اور پھر مستانہ وار تختہ دار پر لٹک گیا۔

محمد اقبال (ڈاکٹر)

جب آپ کی اہلیہ محترمہ نے جہان آخرت کا سفر اختیار کیا تو سب نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو تک نہیں لیکن جب آپ قرآن پاک سنتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک کسی کی زبان سے سماعت فرماتے تو آنکھیں بھر آتی تھیں۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے بیٹے ڈاکٹر جاوید اقبال سے مسدس حالی پڑھنے کو کہا۔ اس وقت میاں محمد شفیع وہاں موجود تھے۔

انہوں نے کہا۔

"وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا۔"

یہ سننا تھا کہ آپ آبدیدہ ہو گئے اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے راحت نواز خیال میں کھو گئے۔

ایک روز ڈاکٹر محمد اقبال گھر میں تشریف فرما تھے۔ یاران طریقت بھی موجود تھے اور علمی مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اسی دوران میں کالج کے چند طلباء بھی آکر شریک محفل ہو گئے۔ اثنائے بحث و مباحثہ ایک اشتراکیت زدہ طالب علم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی و اطہر "محمد صاحب" کہہ کر لیا۔ سنا تو وفور غم و غصہ سے کانپنے لگے، چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا۔

"نکال دو اسے میرے سامنے سے۔ اس نابکار کو میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے کی بھی تمیز نہیں۔"

اور پھر ضبط کا یارا نہ رہا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور بڑی دیر تک غم و غصہ کی کیفیت طاری رہی۔

Marfat.com

آپ کا جذبہ عشق و احترام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حد تک تھا کہ وہ اپنی عمر کے آخری ایام میں اس درجہ مضطرب و پریشان رہتے تھے کہ مبادا کہیں ان کی عمر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سے تجاوز نہ کر جائے۔ حکیم احمد شجاع نے ایک دن آپ کو بہت زیادہ فکرمند، مغموم اور مضطرب حال میں دیکھ کر پوچھا۔

"آج آپ اس قدر مغموم و افسردہ کیوں ہیں؟"

ڈاکٹر محمد اقبال نے لرزتی آواز میں کہا۔

"احمد شجاع! میں یہ سوچ کر اکثر مضطرب و پریشان ہو جاتا ہوں کہ کہیں میری عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اطہر سے زیادہ نہ ہو جائے۔"

آخر کار یہ عاشق صادق اس خوف سے کہ کہیں اس سے عمر کے معاملہ میں سوئے ادبی نہ ہو جائے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تک پہنچنے سے قبل ہی اکسٹھ برس کی عمر میں اس دار فانی سے کنارہ کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ رحمت میں پہنچ گیا۔

غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ

اس نوجوان مرد مجاہد کا تعلق غازی آباد ضلع ہزارہ کے ایک غریب گھرانے سے تھا لیکن کسے خبر تھی کہ ایک روز تخت ہزارہ کی شہ نشینی سے بھی اونچا مرگ باشرف کا رتبہ شہادت اسے نصیب ہو گا۔

تلاش روزگار کے لئے وہ اپنے گاؤں سے کراچی آیا تھا جہاں اسے رزق حلال کے لئے گھوڑا گاڑی مل گئی۔ سارا دن میں وہ جو کماتا اس سے اپنی بوڑھی ماں، بیوہ بہن، ضعیف چچا، نو بیاہتا بیوی کی کفالت کرتا تھا۔ نماز فجر و عشاء محلے کی مسجد میں باجماعت ادا کرتا تھا۔

ایک روز وہ نماز پڑھنے گیا تو امام مسجد نے بتایا۔

"ایک خبیث ہندو نتھو رام نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے۔"

جب وہ بتا رہا تھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

غازی عبدالقیوم نے جب یہ بات سنی تو تڑپ اٹھا۔ تن بدن میں آگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ اسی وقت اس نے صحن مسجد میں اپنے رب کریم سے عہد کیا اور کہا۔

"اے بار الٰہ! میں نتھو رام کافر کمینہ کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

نتھو رام آریہ سماجی ہندو تھا۔ اس نے ۱۹۳۲ء عیسوی میں ہسٹری آف اسلام نامی کتاب تحریر کی تھی۔ جس میں اس بدبخت و روسیاہ نے دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

Marfat.com

اقدس کو ہدف تنقید و ملامت بنایا تھا اور شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخانہ اور توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تھے جس سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہو گیا تھا اور سارے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی۔

حکومت نے نقص امن کے اندیشہ سے ملزم نتھو رام کے خلاف فوجداری مقدمہ قائم کر کے اسے ایک سال قید اور جرمانہ کی سزا سنائی۔ لیکن مارچ ۱۹۳۴ء عیسوی میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل پر کراچی کے جوڈیشل کمشنر نے اس کی عبوری ضمانت منظور کرلی۔

جس دن نتھو رام کا مقدمہ سماعت کے لئے سندھ چیف کورٹ کے دو انگریز ججوں کے بنچ کے سامنے پیش ہونا تھا اس دن نتھو رام اپنے وکلاء اور ساتھیوں کے ہمراہ ہنسی مذاق کرتا خوش خوش کورٹ روم میں داخل ہوا۔

عدالت کے باہر بڑی تعداد میں ہندو اور مسلمان فیصلہ سننے کے لئے جمع تھے۔ مقدمہ کی سماعت سے تھوڑی دیر قبل شہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نوخیز غلام عبدالقیوم کمرہ عدالت میں اس ہندو مصنف نتھو رام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اپنے شکار پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔

موقع پاتے ہی اس مجاہد نے اپنے نیفہ میں چھپائے ہوئے تیز دھار خنجر کو نکالا اور عقاب کی طرح نتھورام پر جھپٹا اور چشم زدن میں اس ملعون کے پیٹ میں خنجر گھونپ کر اس کی آنتیں باہر نکال دیں۔ بدروح نتھو رام منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اس خیال سے کہ کہیں وہ زندہ نہ بچ جائے اس نے پوری قوت و جوش و جذبہ سے اس کی گردن پر وار کر کے اس کی شہ رگ کاٹ دی اور پھر اس نے بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ اس کے چہرے پر نور کی کرنیں تھیں۔ اس نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و اہانت کا بدلہ لے لیا تھا۔

اس واقع سے کمرہ عدالت میں بھگدڑ مچ گئی۔ جج بھی خوفزدہ و سراسیمہ ہو گئے۔

عبدالقیوم کے مقدمہ قتل کے دوران میں جب ملزم کا بیان قلم بند کرتے ہوئے ایک انگریز جج نے اس مرد غازی سے دریافت کیا۔

"تم کو بھری عدالت میں واردات کی جرات کیسے ہوئی؟"

اس نے کمرہ عدالت میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے دین و دنیا کے شہنشاہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو کیسے معاف کر دیتے۔"

Marfat.com

"تم مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل صفائی مقرر کر سکتے ہو۔"

غازی عبدالقیوم کو جب کہا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔ اقبال جرم پر سیشن کورٹ نے اسے سزائے موت سنائی تو نوجوان مرد مجاہد اپنی خوشی و مسرت ضبط نہ کر سکا۔ اور بیساختہ اس کی زبان سے حمد و ثنا کی صدا بلند ہوئی۔

مسلمانوں نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنا چاہی تو اس نے منت سماجت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ مجھے دربار رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔"

فیصلہ جب توثیق کے لئے عدالت عالیہ کے سپرد ہوا اور اس مرد غازی کی خواہش کے خلاف قانون کی توضیح و تشریح کے لئے اپیل دائر کر دی۔ اپیل کی سماعت کے دوران میں ہر پیشی پر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کے دیدار کے لئے مسلمانوں کا بے پناہ ہجوم ہوتا جو اس پر گل پاشی کیا کرتا تھا۔ آخر کار وہ اپنے مقصد میں کامیاب و سرخرو ہوا اور اسے بھی دوسرے غازیان ملت کی طرح سزائے موت سنائی گئی۔ اور یہی پروانہ موت اس کے لئے حیات جاوید کا مژدہ لے کر آیا۔

جب سزائے موت کا فیصلہ سن چکا تو غازی عبدالقیوم نے ججوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ میرے ہاتھوں وہ خبیث جہنم رسید ہوا اور میرے رب کریم نے مجھے شہادت جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ یہ ایک جان کیا چیز ہے اگر ایسی ہزاروں جانیں بھی ہوں تو وہ سب میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہیں۔"

کچھ عرصہ قبل یہ مرد غازی عروس نوبیاہ کر لایا تھا لیکن اب حوران جنت دربہائے فردوس وا کئے اس کے استقبال کے لئے چشم براہ تھیں۔ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ بڑے تزک و اختشام سے ہزاروں مسلمانوں کی ہمراہی میں میوشاہ قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔ درود و سلام کے نغمات سے فضا معمور تھی۔ عجیب روح پرور منظر تھا۔ معاً حکومت افرنگ کے فرعون مزاج فوجیوں نے عاشقان ناموس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ہجوم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ نتیجتاً سینکڑوں مسلمان شہید اور مضروب ہوئے۔ معصوم عورتیں اور بچے جو مکانوں کی چھتوں سے اس خونین کفن شہید کی لاش پر گل پاشی کر رہے تھے ان کی شقاوت کا نشانہ بنے اور اس دن وہ سب شہداء ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اس فدائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنت الفردوس میں زیر سایہ دامان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے۔

Marfat.com

غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ

فیروز پور ضلع قصور کے ایک دینی گھرانے میں آپ نے جنم لیا۔ اس وقت کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ سدا زندہ جاوید رہے گا اور اس کا شمار مردوں میں نہیں ہوگا۔ ابھی بچپن کے خوبصورت جزیروں میں تھے کہ والد گرامی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ماں نے اپنے یتیم بیٹے کو بڑے لاڈ پیار سے پالا پوسا اور بہترین تربیت کی۔

وقت کے پل کے نیچے سے بہت سا پانی بہہ گیا۔ اب غازی محمد صدیق بیس سال کا خوبصورت جوان تھا۔ نیک صفات و اعلیٰ کردار کا مالک تھا۔ ۱۹۳۴ء کی ایک شب کو سویا ہوا تھا لیکن نصیبہ جاگ رہا تھا۔ عالم خواب میں عالم عالمیان، راحت انس و جان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ ارشاد فرمایا

"محمد صدیق! قصور کے دریدہ دہن گستاخ پالا مل زرگر کا منہ بند کر دو۔"

بس پھر کیا تھا۔ تڑپ کر اٹھ بیٹھے۔ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ انتخاب اس عظیم و ارفع کام کے لئے ان پر پڑے گی۔

اب آپ کی آنکھوں میں نیند کہاں تھی۔ خوشی و انبساط کی رویں جسم کے اندر تیزی سے گردش کر رہی تھیں۔

"اماں"

آپ نے ماں کو بڑے ادب سے پکارا جو قریب ہی آرام فرما رہی تھیں۔

"اماں"

تھوڑی دیر انتظار کے بعد آپ نے پھر آواز دی۔

"کیا ہے بیٹا صدیق۔"

ماں اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"اماں! ابھی ابھی ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب میں آئے تھے۔"

"سچ بیٹا۔"

ماں نے خوشی سے کہا اور اٹھ کر اس کی چارپائی پر بیٹھ گئی اور بولی۔

"کیا فرماتے تھے۔"

اور پھر غازی محمد صدیق نے بتایا کہ اسے کیا حکم ملا ہے۔

"اس سے بڑی خوش بختی اور کیا ہوگی میری جان، میں شہید کی ماں کہلاؤں گی۔ کتنا بڑا اعزاز ہے۔ میں

Marfat.com

تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔"
اور پھر بیٹے کے ماتھے پر مسرت سے بوسہ دیا۔

گھر میں اس وقت رمبی تھی جس سے گھاس کاٹا جاتا ہے۔ غازی محمد صدیق نے اسے پتھر پر خوب تیز کیا اور پھر وہ قصور جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ ماں نے اسے محبت اور خوشی کے آنسوؤں کے درمیان رخصت کیا۔

پالامل زرگر کو غازی محمد صدیق نے دیکھا ہوا تھا۔ اس لئے کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ تھی۔ قصور پہنچ کر آپ اس کی دکان کی طرف چل پڑے۔ چہرے پر بشاشت اور رفتار میں بانک پن تھا۔ جنت کی خوشبو اسے قصور کے گلی کوچوں میں محسوس ہوتی تھی۔ وہ شہادت گہہ الفت کی طرف رواں دواں تھے۔

ادھر پالامل کو موت گھیر کر اس راہ پر لے آئی جس طرف سے غازی محمد صدیق مستانہ وار آ رہے تھے۔ جب آپ نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو سامنے پالامل زرگر آتا دکھائی دیا۔ غیظ و غضب سے آپ کا خون جوش مارنے لگا۔ قدم تیز تیز اٹھنے لگے اور پھر اسے دبوچ کر زمین پر پچھاڑ دیا۔ سینے پر سوار ہو گئے اور رمبی سے پے در پے وار کر کے اس موذی گستاخ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو واصل جہنم کر دیا۔

قریب ہی ایک مسجد تھی۔ غازی محمد صدیق اس طرف چل پڑے۔ نماز شکرانہ ادا کی۔ بارگاہ رب العزت میں دست دعا پھیلا دیئے اور بڑی عجز و انکساری سے کہنے لگے۔
"اے رب کریم! میں نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔"
اور پھر باہر نکل کر مسجد کی سیڑھیوں پر بڑی شان و تمکنت سے بیٹھ گئے۔ چہرے سے نور کی کرنیں چھن چھن کر نکل رہی تھیں۔

آن واحد میں پالامل زرگر کے قتل کی خبر سارے قصور میں پھیل گئی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا ذہان جمگھٹا لگ گیا۔ کسی ہندو کو ہمت و جرات نہیں ہوئی کہ آپ کے قریب آتا۔ فیروز مندی آپ کے قدم چوم رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم کا مصرع آپ ہی کے لئے موزوں ہوا تھا۔ اور فی الحقیقت اس سے بڑھ کر اور کیا کار نمایاں ہو سکتا تھا کہ جس پر مسرت و شادمانی بھی ناز کرے۔ ایک شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاتھوں دوزخ کی وادیوں میں اترا تھا۔

قانون فرنگی حرکت میں آیا۔ پولیس غازی محمد صدیق کو گرفتار کر کے لے گئی۔ مقدمہ سیشن

Marfat.com

کے سپرد ہوا۔ آپ کی جانب سے میاں عبدالعزیز مالوڈہ اور نومسلم بیرسٹر خالد لطیف گابا نے مقدمہ کی پیروی کی۔ لیکن غازی محمد صدیق نے عدالت کے روبرو اعتراف قتل کیا۔ لہٰذا موت کی سزا سنائی گئی۔

جب موت کا فیصلہ سنایا گیا تو آپ کی ماں وہاں موجود تھی۔ اس نے فرط انبساط میں لخت جگر کا ماتھا چوما اور کہا۔

"یہ ایک بیٹا تو کیا ایسے بیس بیٹے بھی ہوتے تو میں ان سب کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک پر قربان کر دیتی۔"

جواباً بیٹے نے کہا۔

"یہ ایک جان کیا چیز ہے ایسی ہزار جانیں میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا پر نثار ہیں۔"

ہائیکورٹ نے سیشن جج کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ ۶ مارچ ۱۹۳۵ء عیسوی کو یہ پروانہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام کی سوغات لئے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پہنچ گیا۔

غازی عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

بدبخت چنچل سنگھ شیخوپورہ کے گرد و نواح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یاوہ گوئی کر کے اپنے خبث باطن کا اظہار کر رہا تھا۔ یہ ۱۹۴۳ء عیسوی کا واقعہ ہے۔

غازی عبداللہ قصور کے رہائشی تھے۔ بڑے جیالے اور دل والے جوان تھے۔ ایک رات خواب استراحت کے مزے لے رہے تھے کہ سرکار دوعالم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ ارشاد فرمایا۔

"چنچل سنگھ گستاخ کا منہ بند کرو۔"

"میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر۔"

آپ کہتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔ چہرے پر بشاشت رقص کناں تھی۔

"مجھ گنہگار پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بڑا کرم فرمایا ہے۔"

آپ کے ذہن میں خیالات کا ہجوم ہونے لگا۔

غازی عبداللہ نے اس خواب کا کسی سے ذکر نہیں کیا شوریدہ سر آتش بجاں گھر سے باہر نکلے چنچل سنگھ مردود کی تلاش شروع کر دی۔ لوگوں سے اس نام کے شخص کے بارے میں دریافت کیا۔ آخرکار پتہ چلا کہ وہ شیخوپورہ میں رہتا ہے۔ بس پھر کیا تھا فوراً چل پڑے۔

Marfat.com

شیخوپورہ میں پہنچ کر اس مردود و لعین کے بارے میں دریافت کیا۔ بہت سے مسلمان اس کی دریدہ دہنی سے پریشان و درماندہ تھے۔ کسی نے بتایا۔

"خبیث چنچل سنگھ وارث شاہ کے گاؤں جنڈیالہ شیر خان میں رہتا ہے۔"

یہ گاؤں ان دنوں سکھوں کا گڑھ تھا۔ غازی عبداللہ افتاں و خیزاں وہاں گئے۔ کسی راہ گیر سے چنچل سنگھ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا۔

"اس وقت وہ اپنے کنویں پر ہے"

کنویں پر اس ہنگام بہت سے سکھ بیٹھے اس سے محو گفتگو تھے۔ اسی اثنا میں کسی نے اسے چنچل سنگھ کہہ کر مخاطب کیا۔ غازی عبداللہ نے اس دشمن دین و پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غضبناک نظروں سے دیکھا۔ غیر مرئی قوت مثل برق آپ کے جسم میں دوڑنے لگی۔ جھپٹ کر اس پر حملہ کر دیا۔ زمین پر گرا کر اس کے سینے پر چڑھ گئے۔ اس سے قبل کے وہ سنبھلتا آپ نے اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ اور پھر چشم زدن میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

یہ سب کچھ اتنی عجلت میں ہوا کہ وہاں موجود سکھوں کو ہوش نہ آیا کہ کیا ہوا ہے۔ بلکہ اس ناگہانی حملہ کو دیکھ کر دوسرے لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کے بعد آپ اس مردود کے لاشہ پر سے اٹھے اور وہیں زمین پر اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو گئے اور شکر ادا کیا۔

"اے اللہ! تیرا احسان و کرم ہے کہ اس مہم میں کامیاب فرما کر سرخرو فرمایا۔"

جب پولیس موقعہ واردات پر پہنچی تو غازی عبداللہ وہیں موجود تھے اور درود و صلوٰۃ کے نغمات آپ کے لبوں سے نکل کر فضا میں بکھر رہے تھے۔ چہرہ خوشی سے تمتا رہا تھا۔ پولیس گرفتار کر کے لے گئی۔

شیخوپورہ کے معروف وکیل ملک انور نے مقدمہ کی پیروی کی۔ غازی عبداللہ نے عدالت کے روبرو اعتراف جرم محبت کر لیا تھا۔ جج نے موت کی سزا سنائی۔ آپ نے وہیں سجدہ شکر ادا کیا' انہیں بھی شہیدان رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی صف میں جگہ مل گئی۔ اس پر وہ جتنا بھی ناز کرتے کم تھا۔

آپ بیتابانہ تختہ دار پر لٹکنے کے لئے منتظر تھے اور پھر آپ کی یہ آرزو بر آئی اور پھر اس شہید ناز کو بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں باریابی کی سعادت نصیب ہو گئی۔

Marfat.com

غازی زاہد حسین

یہ ۱۹۶۱ء عیسوی کا واقعہ ہے۔ ایک عیسائی پادری سیموئیل مغل پورہ ورکشاپ میں تبلیغ کر رہا تھا۔ دوران تبلیغ اس خبیث نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کچھ نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ زاہد حسین اور اس کے ساتھ جو وہاں موجود تھے بیک آواز بولے۔

"بند کرو یہ ہرزہ سرائی"

لیکن وہ شیطان صفت اپنی بکواس سے باز نہ آیا۔ اس پر زاہد حسین مشتعل ہو گیا اور کاری ضرب لگا کر اس کا سر پھاڑ دیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ ہلاک ہو کر جہنمیوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

مقدمہ چلا۔ زاہد حسین نے اعتراف قتل کیا جس پر اس کو اشتعال انگیزی کی بنا پر صرف جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ اس کے خلاف ہائیکورٹ میں نگرانی دائر کی گئی جو خارج کر دی گئی۔

۱۹۶۴ء عیسوی میں پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور جو ایک عیسائی مشنری دکان ہے میں رسوائے زمانہ کتاب اثمار شریں فروخت ہو رہی تھی۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توہین آمیز مواد موجود تھا۔ غازی زاہد حسین کو جب اس کا علم ہوا تو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تڑپا دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھی الطاف حسین شاہ کے ساتھ مل کر بائبل سوسائٹی کو آگ لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی الطاف حسین شاہ نے بائبل سوسائٹی کے مینجر ہیکٹر گوہر مسیح پر پستول سے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لیکن وہ بال بال بچ گیا۔

عدالت کے سامنے جب مقدمہ پیش ہوا تو ان دونوں غازیوں نے بلا پس و پیش اقبال جرم کیا جس پر علاقہ مجسٹریٹ نے دونوں کو تین تین سال سزائے قید سنائی۔ اور ایڈیشنل جج لاہور نے اس سزا کو بحال رکھا۔

فیصلے کے خلاف لاہور ہائیکورٹ میں نگرانی دائر ہوئی۔ زاہد حسین کے عزیز و اقارب کو جو اس مقدمے کی پیروی کر رہے تھے خواب میں بشارت ہوئی۔

"میاں شیر عالم ایڈووکیٹ کو ملزمان کی جانب سے وکیل مقرر کریں"

چنانچہ ان کی جانب سے میاں شیر عالم اور استغاثے کی طرف سے مسٹر جری ریٹائرڈ پبلک پراسیکیوٹر پیش ہوئے۔ مسند انصاف پر جسٹس شیخ شوکت علی بیٹھے تھے۔ انہوں نے مسٹر جری کو مخاطب کر کے کہا۔

"اگرچہ میں خود ایک گنہگار مسلمان اور مذہبی رواداری کی حمایت میں پیش پیش رہا ہوں لیکن اس

Marfat.com

کتاب میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو قابل اعتراض باتیں منسوب کی گئی ہے وہ میرے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ جنہیں پڑھ کر میرا خون کھول رہا ہے۔ اس لئے میں نے ملزم کو مزید قید میں رکھنے سے انکار کر دیا ہے اور حکومت کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس کتاب کو فوری طور پر ضبط کرے۔"

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۵۲

عام شعراء کا نظریہ محبت و عشق

اس جہان رنگ و بو میں بڑے بڑے عظیم و قادرالکلام شعراء ہوئے ہیں۔ زمانہ قبل از بعثت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور مابعد جس شاعر کے کلام کو اٹھا کر دیکھ لیں اس کے عقب میں محبت و عشق متبسم دکھائی دیتا ہے۔ خواہ وہ محبت و عشق مجازی ہو یا حقیقی۔

اگر مجازی عشق کا رنگ غالب ہو تو شاعر کے کلام میں کسی ماہ لقا بت طناز کے حسن و ادا و جمال و رعنائی و بانک پن کا ذکر ہوتا ہے۔ قبائلی و خاندانی و مسلکی افتخار و برتری کے پھریرے لہرا رہے ہوتے ہیں۔ نفسیاتی و معاشرتی و معاشی زبوں حالی کے پردوں سے امید کی کرنیں جھانک رہی ہوتی ہیں یا پھر صبح نو کے انتظار کی جھلک دکھائی دیتی ہے اور اگر شاعر پر عشق حقیقی کا غلبہ ہو تو اس کے کلام بلاغت نظام سے علم و حکمت، معرفت و دانش اور محبت و عشق لازوال کے آبدار موتیوں کے دریا بہتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ شاعر جن کی زندگی دنیا و دین کا ملغوبہ ہوتی ہے ان کا رہوار قلم جب کبھی دشت محبت و عشق میں بگٹٹ بھاگنے لگتا ہے تو اس کے اندر کا خالص و حقیقی انسان اشعار کا لباس فاخرہ پہن کر نمودار ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کا صرف ایک شعر اس کے سارے مجموعہ کلام پر حاوی ہوتا ہے۔ اور وہ اس شعر کی بدولت شہرت دوام حاصل کر لیتا ہے اور زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔

مشاہیر زمانہ مسلمان شعراء نے ہر دور میں مختلف زبانوں میں اشعار کہے ہیں جن کا ڈنکا چار دانگ عالم میں ہنوز سنائی دے رہا ہے۔ ان پر جب کبھی خاص کیفیت محبت و عشق طاری ہوتی ہے تو آورد کی بجائے اشعار کی قافلہ در قافلہ آمد شروع ہو جاتی ہے اور اس موضوع پر ایسے اشعار قلم زد ہو جاتے ہیں کہ ہر شعر کی تشریح میں پوری پوری کتاب ضبط تحریر میں لائی جا سکتی ہے۔

مسلمان شاعر جب محبت و عشق کے موضوع پر قلم اٹھاتا ہے تو اس کے تحت الشعور میں جو محبوبوں کے محبوب خنداں ہوتے ہیں وہ صرف ختم المرتبت ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مختلف شعراء کے کلام کی ورق گردانی کے دوران میں مجھے اچانک یوں محسوس ہوا جیسے عالم

Marfat.com

تصور میں وہ تمام شعراء میرے سامنے تشریف فرما ہوں اور وہ نثر و نظم میں محبت و عشق کے موضوع پر گفتگو کر رہے ہوں۔ اس حسین محفل میں فن شاعری کے نامور اساتذہ بھی تھے اور حساس جذبوں کے حامل اہل دل بھی۔ امت مسلمہ کی کسمپرسی و خستہ حالی پر دلگیر و پریشان افراد بھی تھے اور اصلاح احوال اور اسلام کی نشاط ثانیہ کے متمنی اشخاص بھی۔ نباض وقت بھی موجود تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کرنے والے مایہ ناز و عظیم لوگ بھی۔

اس محفل میں صرف میں ہی بیچمدان و بے بضاعت و کم علم و کوتاہ فہم تھا للہٰذا ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا اور ان صاحب علم و دانش کی محبت و عشق پر گفتگو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گیا۔ اس وقت ہر سو محبت و عشق کی خوشبو اور روشنی پھیلی ہوئی تھی جو سب کے مشام جان کو معطر و منور کر رہی تھی۔ فضا میں پراسرار خاموشی محیط تھی اور دوشیزہ شب مہر منیر کی خنک چاندنی میں دبے گام لیتی محو خرام تھی۔

سکوت محفل کے قفل کو نثار احمد سیفی نے توڑا۔ وہ خود سے ہمکلام تھے۔ کہہ رہے تھے۔

"محبت! سبحان اللہ۔ اس کی کیا شان ہے۔ یوں لگتا ہے ہر سو محبت ہی محبت کار فرما ہے۔"

اور پھر یہ شعر پڑھا ؎

محبت ابتداء ہے انتہا ہے
محبت کی جہاں میں حاکمی ہے

شعر کی ہمہ گیری نے سب حاضرین محفل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ اس کے کیف میں کھو گئے۔ اسی اثنا میں سید افتخار الحسن نے محبت کی اثر آفرینی کو اجاگر کرنے کے لئے یہ شعر پڑھا ؎

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

شعر سن کر یوں محسوس ہوا جیسے ریاض طور میں بہاریں رقص کناں ہوں۔ نثار احمد سیفی نے محبت کو جادۂ آخر و بقا قرار دیتے ہوئے دو اشعار پڑھے۔

محبت جادۂ راہ بقا ہے
محبت ہی سے ملتی آگہی ہے

اور پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ؎

Marfat.com

محبت وہ متاع بے بہا ہے
ملا ہے مرتبہ جس کو بقا کا

ماحول پر وجدانی کیفیت طاری تھی کہ نثار احمد سیفی کی آواز پھر ابھری وہ کہہ رہے تھے۔ دوستو!

محبت کی عجب ہے شان و شوکت
محبت ہی پیام زندگی ہے

ڈاکٹر محمد اقبال خاموش بیٹھے سن رہے تھے۔ معاً" کسی نے کہا۔
"آپ بھی محبت کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔"
آپ نے سنا تو کہا۔

جسے محبت کا درد کہتے ہیں ما یہ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر

واہ واہ کی آوازوں سے فضا لبریز ہو گئی اور پھر کسی نے برجستہ کہا۔
"شاید آپ اسی لئے خاموش تھے۔"
اس پر ماحول زیر خند ہو گیا۔ نثار احمد سیفی بولا۔
"متاع گرانمایہ کو لاریب چھپا کر رکھنا چاہئے جس طرح ایمان۔"
اور پھر یہ شعر پڑھا۔

محبت ہے جہاں میں اصل ایمان
محبت کے کرشمے ہیں جہاں میں

حقیقت یہی ہے کہ محبت ایمان اور ایمان محبت ہے۔ اور محبت کو لوگوں نے کھیل سمجھ رکھا ہے۔ یہ تو وہی جانتا ہے جس تن کو لگ جاتی ہے۔ احمد نظامی صفوی نے ہر دعویدار محبت کو یہ کہہ کر چوکنا کر دیا۔

محبت میں قضا کا سامنا ہر وقت ہے احمد
وہ اہل دل نہیں ہیں جن کو مر جانا نہیں آتا

اور جب محبت میں مرنا آ جائے تو پھر عشق کی سمجھ آتی ہے۔ چنانچہ اس کیفیت کے اظہار کے لئے نثار احمد سیفی نے بے ساختہ کہا۔

Marfat.com

محبت کی نظر ہی درحقیقت وہ تجلی ہے
جسے پاکر سبھی اس عشق کے منشور تک پہنچے

اب گفتگو محبت سے عشق کی حد میں داخل ہو گئی تھی۔ اور عشق شاہ و گدا میں تخصیص نہیں کرتا صرف اہلیت دیکھتا ہے کہ اس کا بیج کہاں اگ سکتا ہے۔ حاضرین محفل خاموش بیٹھے تھے کہ محمد اعظم چشتی کی درد یلی آواز فضا میں ابھری۔

عشق دی شان اے سارے جگ توں جدا
او نہ شاہ و یکھدا نہ گدا و یکھدا

"آخر عشق ہے کیا؟"

ایک آواز فضا میں ابھری۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے سر کو اٹھایا۔ ماحول پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور کہا:

عشق شب خونے زدن بر لامکاں
گور را نادیدہ رفتن از جہاں

ایں بدن باجان ما انباز نیست
مشت خاکے مانع پرواز نیست

(ترجمہ) عشق دراصل لامکاں پر حملہ کرتا ہے۔ اور بغیر قبر کو دیکھے اس جہاں سے چلے جانا ہے۔ یہ بدن ہماری جان کا شریک نہیں۔ یہ مٹھی بھر مٹی پرواز کو روک نہیں سکتی۔

عشق کی اس تعریف پر حاضرین نے توصیف کے ڈونگرے برسائے اور اپنے اپنے حال کا جائزہ لینے لگے۔ نثار احمد سیفی نے عشق کی تعریف میں کہا:

شعلہ عشق کا جس دل پہ گماں ہوتا ہے
بے نشان کا وہ حقیقت میں نشاں ہوتا ہے

راکھ ہو جاتے ہیں جل جل کی وہیں قلب و جگر
آتش عشق میں کب سیفی دھواں ہوتا ہے

عشق رفتہ رفتہ رنگ جما رہا تھا۔ دل مچل رہے تھے اور لوگ سر دھن رہے تھے۔ اسی

Marfat.com

دوران میں ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا۔
"عشق کا پوچھتے ہو تو سنو۔"
حاضرین ہمہ تن گوش ہو گئے۔ آپ نے کہا۔

عشق دم جبرائیل عشق دل مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام

بس یہ سننے کی دیر تھی کہ رنگ محفل بدل گیا۔ بحر عشق ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ سب کے ہونٹوں پر یہ شعر آب رواں کی طرح جاری تھا اور وہ اس کے عمق میں اتر کر قلب و روح کو سامان ... و طمانیت بہم پہنچا رہے تھے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے گرد و پیش میں نگاہ دوڑائی دو آنسو پلکوں پر آکر رکے اور پھر عالم وارفتگی میں جذب جنوں کے ساتھ کہا۔

عشق در جان و نسب در پیکر است
رشتہ عشق از نسب محکم تر است

عشق ورزی از نسب باید گزشت
ہم ز ایران و عرب باید گزشت

(ترجمہ) چونکہ عشق کا تعلق جان سے اور نسب کا تعلق وجود سے ہے بایں سبب عشق کا رشتہ محبت نسب سے مضبوط تر ہے۔ لہٰذا عشق سے وابستہ ہو اور نسب کے بندھنوں سے گزر جا۔ ایران و عرب کے خیال کو بھی دل سے نکال دے۔

"بیشک عشق کا یہی تقاضا ہے۔"

بہت سی آوازیں بیک وقت فضا میں ابھریں اور پھر یوں احساس ہوا جیسے عشق نے تمام رشتوں ناطوں کو پرے پھینک دیا ہو۔ اور وہ صرف عشق کے دامن سے وابستہ ہو گئے ہوں۔ دنیا کی ہر چیز ہیچ و کمتر نظر آنے لگی تھی۔

ایکا ایکی فضا میں ایک آواز سنائی دی۔ کہنے والا کہہ رہا تھا۔

"وہ بڑا ہی خوش بخت ہے جسے بحر عشق سے ایک بوند نصیب ہو لیکن اس کے لئے انسان خوگر غم ہو اور اسے صبر و رضا کا مضبوط سہارا میسر ہو تاکہ اس پر راز عشق عیاں ہو اور مقام عشق عطا ہو۔"

حظ صوت سے سامعین کے کان ابھی لطف اندوز ہو رہے تھے کہ نثار احمد سیفی نے ان خیالات کو اشعار کا جامہ پہنا دیا۔ قدرے باآواز بولے۔

Marfat.com

نہیں کھلتا کسی پر راز حسن و عشق اے سیفی
اٹھا کر غم طبیعت کچھ عجب مسرور ہوتی ہے

اور پھر قدرے توقف کے بعد کہا ۔

سیفی مقام عشق رہا اس کا منتظر
ہر غم سے جو گذر گیا صبر و رضا کے ساتھ

شعر ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا۔

" در دل مسلم مقام مصطفیٰ ست ۔ دوستو! عشق کا مقام دل ہے اور عقل کا مقام بھی دل۔ لیکن عشق والا دل مقبول ہے اور عقل والا دل مردود۔ عشق والا دل پاک و صاف ہے اور عقل والا دل خبیث و پلید۔ عشق والا دل اپنے محبوب حقیقی کی ہر ادا سے پیار کر کے اس کے قدموں میں اپنا سر نیاز جھکا دیتا ہے اور عقل والا دل انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھ کر بھی انکار کر کے اکڑ جاتا ہے۔"

" سبحان اللہ! کیا حقیقت بیان فرمائی ہے ۔"

بہت سی آوازیں ابھریں۔ اس پر نثار احمد سیفی نے برجستہ کہا ۔

رموز عاشقی کو ہر کس و ناکس کہاں جانیں
یہ باتیں ہیں کچھ ایسی پاک جن کو دل سمجھتے ہیں

شناسائے رموز عشق زیب خلوت و جلوت
نشان شان و شوکت ہے جمال مصطفائی کا

اشعار کی حلاوت کانوں میں رس گھول رہی تھی اور لوگ اپنے اپنے خیالات میں گم سم بیٹھے تھے کہ شیخ محمد اکرم قدسی کی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کر لیا۔ وہ کہہ رہے تھے ۔

عشق آمدہ ہیچو خونم اندر رگ و پوست
کہ تہی کرد مرا از من و پر کرد بہ دوست

اشک خونی بہ نمودم بہ طبیباں گفتند
درد عشق است جگر سوز چہ دوائے دارد

(ترجمہ) عشق خون کی طرح میری رگ و ریشہ میں دوڑ رہا ہے۔ عشق نے مجھے مجھ سے

Marfat.com

خالی کر دیا اور دوست سے بھر دیا ہے۔

جب دلبیبوں نے میرے خونی آنسو دیکھے تو کہا یہ درد عشق ہے۔ جگر جلانے والا' اس کی کیا دوا ہو سکتی ہے۔

حاضرین کو یوں محسوس ہوا جیسے عشق نے انہیں نرغے میں لے لیا ہو اور وہ انہیں اپنے آتشیں و نورانی سانچے میں ڈھال رہا ہو تاکہ وہ اس کے نقش پا پر آگے بڑھنے کے اہل ہو سکیں۔ معاً حامد بن فضل اللہ جمالی کی آواز سنائی دی' کہہ رہے تھے ۔

شد مرغ دلم از آتش عشق تو کبابی
بروی زدم از دیدۂ گریاں نمک آبی

(ترجمہ) میرے دل کا پرندہ تیرے عشق کی آگ میں بھن کر کباب ہو گیا ہے۔ میں اپنی روتی ہوئی آنکھوں سے اس پر نمک پاشی کر رہا ہوں۔

"بیشک عشق میں یہی کچھ ہوتا ہے۔"

ماحول میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

"صرف یہی نہیں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔"

نثار احمد سیفی نے کہا اور پھر یہ شعر پڑھا ۔

جو کھو کر عشق میں عقل و خرد کو دور تک پہنچے
وہی جانے انا الحق جو کوئی منصور تک پہنچے

اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کی راہ اس لئے اختیار کرنا پڑتی ہے کیونکہ محب محبوب سے دور نہیں رہ سکتا۔

"نحن اقرب" سے بھی نزدیک اسے چاہتا ہے
فاصلہ عشق میں اتنا بھی گراں ہوتا ہے

"منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ صحیح دار پر چڑھے تھے۔"

بہت سی آوازیں سنائی دیں۔ ماحول میں کہرام مچا تھا۔

"واقعی عشق کا نشہ ہی ایسا ہے کہ ایک بار چڑھ جائے پھر کبھی نہیں اترتا۔"

شیخ محمد اکرم قدوسی نے کہا اور یہ شعر پڑھا ۔

Marfat.com

من مست مئے عشقم ہشیار نخواہم شد
خفتہ بر معشوقم بیدار نہ نخواہم شد

(ترجمہ) میں شراب عشق میں مست ہوں۔ ہوشیاری مجھے ناپسند ہے۔ میں محبوب سے ہمکنار ہوں اس نیند سے بیدار نہیں ہوں گا۔

اور پھر کہا۔

"آؤ سب مل کر کہیں۔"

"کیا"

کسی نے پوچھا۔ تو شیخ محمد اکرم قدوسی نے جواباً کہا ۔

از بادۂ عشق در از مست شدیم
و ز مستی آں شراب از دست شدیم
اول ز وجود خویش فانی گشتیم
آخر بہ بقائے ذات حق ہست شدیم

(ترجمہ) ہم ازل سے مست شراب عشق ہو چکے ہیں اور شراب کی مستی کی وجہ سے اپنی ہستی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ہوا یوں کہ پہلے ہم اپنے وجود سے فانی ہوئے اور بعد میں دوست کی ہستی میں مدغم ہو کر باقی بن گئے۔

اور پھر سب ان اشعار کا ورد کرنے لگے اور مستانہ وار جھومنے لگے۔ یوں لگتا تھا جیسے عشق نے دل میں ڈیرے جمالئے ہوں۔ لہٰذا نثار احمد سیفی کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

عشق ہی وہ متاع ہستی ہے
جس سے آباد دل کی بستی ہے

اور پھر اپنا حال دل ان الفاظ میں بیان کیا ۔

ہر رہ گزر پہ عشق کے روشن ہوئے چراغ
ظلمت کدہ کو میرے شبستان بنا دیا
اعجاز دیکھئے تپش سوز عشق کا
ہر زخم دل کو مہر درخشاں بنا دیا

Marfat.com

ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی قلبی واردات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصل حیات موت ہے اس پر حرام

شیخ محمد اکرم قدوسی نے ڈاکٹر محمد اقبال کے اس بیان پر کہ اصل حیات عشق سے وابستہ ہے فی البدیہ کہا۔

زندہ نہ آنست کہ جانے در دست
اوست کہ از عشق نشانے در دست

(ترجمہ) زندہ وہ نہیں کہ جس کے اندر جان ہے بلکہ زندہ وہ ہے جس کے دل میں عشق ہے۔

"اور جب عشق سے بقا نصیب ہو جاتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے"
کسی نے دریافت کیا تو نثار احمد سیفی پکار اٹھا۔

کانٹے بھی جہاں کرتے ہیں زخموں کی جراحت
جز عشق کے ایسا تو گلستان نہیں دیکھا

یہ شعر کچھ اس انداز میں پڑھا گیا کہ سب تڑپ اٹھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عشق میں کوئی تکلیف نہیں رہتی بلکہ دوا بن جاتی ہے۔

چودھویں کا چاند آسمان کی پہنائیوں میں تیر رہا تھا۔ رات لحظہ بہ لحظہ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ محبت و عشق پر گفتگو سے اس کی کئی جہتیں نمایاں ہو رہی تھیں اور اذہان جہان عشق کے نئے نئے تانے بانے بننے لگے تھے۔ شاید نثار احمد سیفی نے حاضرین کے ذہنوں کے اندر ابھرنے والی تحریر کو پڑھ لیا تھا لہٰذا بول اٹھا۔

نفس نفس ہے یہاں پہ اب تو تسلسل جذب و شوق سیفی
ہے عشق کا تو جہان ایسا کہ جس میں شام و سحر نہیں ہے

"جہان عشق میں کوئی رہنما بھی ہے۔"

Marfat.com

ایک آواز فضا میں ابھری۔

"عشق کا تعلق رب سے ہے لہٰذا وہی حقیقی رہنما ہے۔"

ایک دوسری آواز نے فضا میں ارتعاش پیدا کیا۔ اس پر ڈاکٹر ظہور الحسن شارب یک دم بول اٹھے ؎

سر گشتگان بادیہ عشق خویش را
ہم خود دلیل باش کہ ہستی تو رہنما

(ترجمہ) اپنے عشق کے صحرا میں بھٹکنے والوں کی خود ہی رہنمائی کر کہ تو ہی رہنما ہے۔

"کیا جہان عشق کی کوئی زبان بھی ہے ؟"

اشتیاق بڑھتا جارہا تھا۔ حامد بن فضل اللہ جمالی نے جواباً کہا ؎

عشق را طے لسانی است کہ صد سالہ سخن
یار با یار بیک چشم زدن می گوید

(ترجمہ) عشق کے پاس وہ تیز رفتار زبان ہے کہ سو سال میں کی جانے والی باتیں دوست دوست کے ساتھ پلک جھپکنے میں کر سکتا ہے۔

اس پر ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا ؎

حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

"کیا جہان عشق کا کوئی آسمان بھی ہے ؟"

ایک کونے سے کسی نے کہا تو ذوق بحر عشق سے باہر نکلے اور کہا ؎

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہنچا ہم کو
آسمان تل کے برابر نظر آیا ہم کو

"سبحان اللہ۔"

ہر طرف سے آوازیں سنائی دینے لگیں۔ حاضرین نے نظریں اٹھا کر آسمان دنیا کی طرف دیکھا اور بیک زبان کہنے لگے۔

"آسمان تل کے برابر نظر آیا ہم کو۔"

"ہر جہان کا کوئی نہ کوئی دستور ہوتا۔ جہان عشق میں کونسا رائج الوقت قانون ہے۔"

Marfat.com

ایک نحیف سی آواز نے سب کو اپنی جانب متوجہ کرلیا۔ محمد حسین آسی نے اس شخص کی طرف دیکھا اور کہا۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

نثار احمد سیفی نے اس ضمن میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

انانیت من و تو کی نہ سمجھا شوق میں منصور
جلال عشق کی تمہید برق طور ہوتی ہے

اور پھر ماحول پر سناٹا چھا گیا۔ سب اپنے اپنے خیالات کی جولانگاہوں میں سرگرداں تھے۔
"عشق کا کام صرف لینا ہی ہے یا وہ کچھ دیتا بھی ہے۔"
خوابناک انداز میں کوئی گویا ہوا۔ نثار احمد سیفی نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

عطائے عشق و محبت ہے سوز دل سیفی
غم حیات کی لذت ہر اک کہاں جانے

"واقعی بہت بڑی عطا ہے۔ دراصل سوز ہی تو ساز ہے۔ عشق کی کرامت پر بھی کچھ ارشاد ہو۔"
ایک صاحب نے کہا تو برجستہ کہا۔

یہ احساں ہے نگاہ عشق کا دل پر مرے سیفی
جو دل پر داغ ہیں شمع محبت بنتے جاتے ہیں

اور پھر ماحول پر خاموشی محیط ہو گئی۔ جیسے ہر کوئی اپنے دل کے داغوں کا جائزہ لے رہا ہو کہ وہ شمع محبت بنے ہیں یا نہیں۔

عشق کی دنیا سب سے الگ و یگانہ ہے۔ اس کی ہر چیز نرالی و جداگانہ ہے۔ عشق کا رخ اس امر کا غماز ہے کہ اس کی کوئی نماز بھی ہو گی جو یہ پڑھتا ہو گا۔ یہ سوال ذہنوں میں ہلچل مچا رہا تھا لیکن اس پر غور و خوض کے باوجود گتھی مزید الجھتی جا رہی تھی۔ لیکن سب چپ تھے۔ معاً نثار احمد سیفی کے لبوں پر یہ شعر تیر گیا۔

حضور عشق و محبت ادا ہو جو سجدہ
ہزار سجدوں سے بڑھ کر وہ بارگاہ میں ہے

Marfat.com

بس پھر کیا تھا حاضرین محفل کی روح جھوم اٹھی۔ سبحان اللہ! مرحبا کے الفاظ نے فضا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور جب وجدانی کیفیت کا جوش قدرے ٹھنڈا ہوا تو نثار احمد سیفی نے شرکائے محفل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"دوستو! جانتے ہو نماز عشق ادا کیسے کی جاتی ہے؟"

"کیسے"

بہت سی آوازیں فضا میں ابھریں تو آپ نے کہا ۔

ہوتی ہے سیفی پھر ہی ادا عشق کی نماز
ہر دم نظر ہو پاک تو دل باوضو رہے

"واقعی نماز عشق کی ادائیگی کا یہی معیار و پیمانہ ہے۔"

بہت سے لوگ بیک وقت کہہ رہے تھے۔ عشق کا رنگ ان پر ہر ساعت گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ انہوں نے گرد و پیش میں نظریں دوڑائیں۔ یوں محسوس ہوا جیسے فردوس عشق کی چار سو چاندنی بکھری ہو اور خوشبوؤں کے آبشار گر رہے ہوں۔

"جب ایسی نماز ادا کی جائے تو پھر"

ایک شخص نے مخمور آنکھوں سے نثار احمد سیفی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جانتے ہو کیا ہوتا ہے"

"کیا۔"

دل ادا کرتا ہے جب عشق و محبت کی نماز
در محبوب پہ سجدوں کا نشان ہوتا ہے

نثار احمد سیفی نے جب یہ شعر پڑھا تو لوگ وارفتہ و بیخود ہو گئے وہ عالم تصور میں قوس قزح کے رنگوں سے بنے ہوئے در محبوب پر نماز عشق کے سجدوں کے نشاں دیکھنے لگے۔ جن سے نور کے سوتے پھوٹ رہے تھے اور پھر صائب تبریزی مستانہ وار پکار اٹھا ۔

صائب ز کوئے عشق بجائی نمیروم
چوں کعبہ قبلہ گاہ من آں آستانہ است

(ترجمہ) صائب کہتا ہے کہ میں کوچہ عشق چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا کیونکہ یہی آستانہ

Marfat.com

میرے لئے قبلہ گاہ ہے۔

اور پھر ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ۔

غلام عشقم و لطف و کرم بہائے من است
کسے کہ بندہ بخواند مرا خدائے من است

(ترجمہ) میں عشق کا غلام ہوں اور لطف و کرم میری قسمت ہے۔ جو مجھے پیار سے غلام کہہ دے وہی میرا آقا ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال کافی دیر سے خاموش تھے۔ درحقیقت عشق کے رتھ پر سوار سیر افلاک میں محو تھے۔ انہوں نے اپنے سر کو اٹھایا آنکھوں سے عشق و محبت کے آبشار گر رہے تھے۔ اور پھر فلسفیانہ انداز میں فرمانے لگے ۔

مومن از عشق است و عشق از مومن است
عشق را ناممکن ما ممکن است

عشق با ناں جویں خیبر کشاد
عشق در اندام ماہ چاکے نہاد

(ترجمہ) مومن کا دوسرا نام عشق ہے اور عشق کا دوسرا نام مومن ہے۔ اور عشق ہی ایک ایسا جذبہ ہے کہ جس کے ذریعہ ہر ناممکن چیز احاطہ امکان میں آجاتی ہے۔
جو کی روٹی کھا کر خیبر کے قلعہ کو توڑنے والا بھی عشق تھا اور آسمان پر چاند کو ٹکڑے کرنے والا بھی عشق تھا۔

سب لوگ بڑے انہماک سے سن رہے تھے۔ قدرے توقف کے بعد آپ نے کہا ۔

جوہر زندگی ہے عشق اور جوہر عشق ہے خودی
آہ کہ ہے یہ تیغ تیز پردگی نیام ابھی

اور پھر دھیمے لہجے میں بولے۔

"مومن کی زندگی کا وقار عشق ہے۔ مرد مسلمان کی عزت و آبرو عشق ہے۔ اور اس کی سربلندی کا راز عشق ہے اور جوہر عشق خودی یعنی ایمان ہے۔"

محبت و عشق پر طویل و سیر حاصل گفتگو سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سب حاضرین کے اندر کسی عاشق حقیقی کی روح حلول کر گئی ہو۔ لہٰذا نادانستہ طور پر عاشق کی ذات کا مدھم سا ہیولا ان کے

Marfat.com

ذہنوں میں ابھرنے لگا جس میں وہ اپنے اپنے خیال کے مطابق رنگ بھرنے لگے۔ تھوڑی دیر تک ماحول ساکت و صامت رہا اور پھر جیسے جیسے کوئی عاشق کی تصویر میں رنگ بھر لیتا تو اپنے خیال کا اظہار کر دیتا۔ اور جب وہ اپنی تصویر میں کسی اور رنگ کی آمیزش کرتا تو پھر بول اٹھتا تھا۔

ندیم کوموی نے کہا ۔

شب دیجور عاشق را دہد نور
دل آباد زاہد را دہد شور

(ترجمہ) عشق عاشق کی تاریک راتوں کو روشنی عطا کرتا ہے۔ اور زاہد کے آباد دل کے لئے محض ایک شور ہے۔

توفیق الحکیم گویا ہوا ۔

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

(ترجمہ) اللہ تبارک و تعالیٰ ان عشاق پاک طینت پر رحم فرمائے کہ انہوں نے خاک و خون میں آلودہ ہو کر اچھی رسم کی بنیاد ڈالی ہے۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب بولا ۔

عاشق باید کہ زرد باشد رنگش
و زجملہ کائنات آید تنگش

(ترجمہ) عاشق کا رنگ زرد ہوتا ہے اور ساری کائنات سے بیزار ہوتا ہے۔

نظیری نے زبان کو جنبش دی ۔

ہیچ اکسیر بہ تاثیر محبت نرسد
کفر آوردم و در عشق تو ایمان کردم

(ترجمہ) محبت سے بڑھ کر کوئی اکسیر نہیں۔ میں حالت کفر میں تیرے عشق میں مبتلا ہو کر صاحب ایمان ہو گیا۔

ندیم کوموی نے عاشق کی تصویر میں دوسرا رنگ بھرا اور بولے ۔

در کف آزادگان نگیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

Marfat.com

(ترجمہ) جس طرح عاشق کے دل میں صبر اور چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا اسی طرح آزاد منش لوگوں کے ہاتھوں میں دولت نہیں ٹھہرتی۔

شیخ محمد اکرم قدوسی نے اپنے خیال کا اس طرح اظہار کیا ۔

خاصیت سیماب بود عاشق را
تاکشتہ نہ گردد اضطرابش نہ رود

(ترجمہ) عاشق پارہ کی مانند ہمیشہ بے چین رہتا ہے۔ لیکن جب پارہ کشتہ ہو جاتا ہے۔ اضطراب ختم ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے تصویر عاشق میں دوسرا رنگ بھرا تو پکار اٹھا ۔

عاشق رویت کجا بیند مکیں
بستہ رویت کجا یابد خلاص

(ترجمہ) تیرے چہرے کے عاشق کو کہیں پناہ نہیں ملتی۔ جو تیرے چہرے کا قیدی ہو گیا بھلا اسے رہائی کیسی نصیب ہو گی۔

شعر مکمل کرنے سے قبل آپ نے عاشق کی تصویر میں تیسرا رنگ بھی بھر لیا ۔

من نہ دانم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام
عاشق شوریدہ ام یا عشق با جانانہ ام

(ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ میں شراب ہوں یا شراب کا پیالہ کوئی شوریدہ سر عاشق ہوں یا عشق جاناں۔

اسی اثنا میں چوتھا رنگ بھی نمایاں ہوا۔ بولے ۔

روزے صد بار اگر کند توبہ ز عشق
چوں شیشہ دگر بار زند بر سنگش

(ترجمہ) اگر عاشق ایک دن میں سو بار بھی عشق سے توبہ کرے تو شیشے کی مانند ایک بار پھر اسے پتھر پر دے مارتا ہے۔

حفیظ جالندھری نے خیالات کی رو میں بہتے ہوئے کہا ۔

Marfat.com

عشق کے بندوں کا مسلک پوچھنا بے سود ہے
تیرا در ہر قافلے کی منزل مقصود ہے

ڈاکٹر محمد اقبال نے عاشق کی یوں تصویر کشی کی ۔

کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق
ہست ہم تقلید از اسمائے عشق
عاشقی محکم شود از تقلید یار
تاکمند تو شود یزداں شکار

(ترجمہ) عشق کی شراب کی کیفیات لاتعداد ہیں۔ عشق کے مختلف نام ہیں۔ جن میں سے ایک تقلید بھی ہے۔ اگر تو عاشق ہے تو دوست کی تقلید کے ذریعے استحکام حاصل کر لے تاکہ تیری کمند یزداں کو شکار کرے۔

شکیل بدایونی نے تڑپ کر کہا ۔

موت ہی نہ آجائے کاش ایسے جینے سے
عاشق نبیؐ ہو کر دور ہوں مدینے سے

امیر مینائی نے لب کشائی کرتے ہوئے کہا ۔

کہیں دفن ہوں عاشقان محمد ﷺ
مگر سب مدینے کو ہیں جانے والے

شیخ محمد اکرم قدوسی کے ذہن میں عاشق کا ایک رنگ ابھرا تو بیساختہ پکار اٹھے ۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں دہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

(ترجمہ) اے دوست! تیرے کوچے میں عاشق اس طرح جان دیتے ہیں کہ ملک الموت کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ دہلوی نے عاشق کی تصویر میں اس طرح رنگ بھرا ۔

Marfat.com

خدا بھی حشر میں پوچھے گا گر عاشق تو کس کا ہے
تو کہہ دوں گا محمدؐ کا' محمدؐ کا' محمدؐ کا

عاشق معشوق سے ہے اور معشوق عاشق سے۔ بروایت حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ محب محبوب کی جلوت ہے اور محبوب محب کی خلوت ہے۔ بظاہر دو ہیں حقیقت ایک ہے۔ دراصل محبوب ہی وہ ہستی ہے جس کے گرد عشق اور عاشق ہمہ وقت طواف کرتے رہتے ہیں۔

جو معشوق عاشق کو عاشق بناتا ہے اس کے سانسوں اور رگ و ریشہ میں آتش عشق کی بھٹی دہکاتا ہے۔ اس کی شان کیا ہے' اب حاضرین محفل کا طائر خیال اس جانب محو پرواز تھا۔

"محبوب کی ہر چیز سے عاشق صادق کو عشق ہوتا ہے۔ اگر یہ کیفیت نہ ہو تو عشق ایک فریب ہے۔" ایک جملہ ندیم کوموی کے منہ سے نکلا اور بحر خاموشی میں جذب ہو گیا۔ ماحول پر سکوت طاری تھا۔ اور طائر خیال دور بہت دور اڑا چلا جا رہا تھا۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے اس طرح شان محبوب بیان کرنا شروع کی ۔

اے کہ تو از نام توی بارد عشق
و ز نامہ و پیام توی بارد عشق

عاشق شود آنکس کہ بکویت گزرد
گوز در و بام توی بارد عشق

مبتلائے حیرتم جاں گویمت یا جان جاں
اصطلاح شوق بیسار است و من دیوانہ ام

(ترجمہ) اے محبوب ! تیرا نام لینے سے ہی عشق کی برسات شروع ہو جاتی ہے اور تیرا نامہ و پیام بھی عشق کی برسات لاتا ہے۔
جو شخص تیری گلی سے گزر جائے تیرے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی سے کہہ دو کہ تیرے در و بام سے عشق کی برسات ہوتی ہے۔
حیران ہوں کہ میں تجھے جان کہہ کر پکاروں یا اپنی جان کہوں۔ شوق کی اصطلاحات بے شمار ہیں اور میں تو ایک دیوانہ ہوں۔

جس طرح ہر چیز اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔ بعینہ عشق و عاشق کا محور محبوب ہے۔ محبت کرنے والے رب کریم نے سب کچھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تخلیق فرمایا تھا اس لئے عرش و فرش اور اس کے مابین کی ہر شے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے گیت گاتی ہے۔

Marfat.com

مسلمان مومن کا ایمان صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق پر استوار ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر ایمان ایمان ہی نہیں۔ لہٰذا ایسے بے ایمان کے لئے کوئی خیر و خوبی نہیں۔ نامراد و تہی دامن ہے۔ زندوں میں مردہ ہے۔ لیکن جو روح عشق سے زندہ ہے اس کی گفتگو کی تان آخر کار محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی جا کر ٹوٹتی ہے۔

جب اس محفل پاک میں محبت' عشق' عاشق اور محبوب پر بات ہو چکی تو لامحالہ اس محبوب کا ذکر لبوں پر آ گیا جو دلوں میں بستا ہے۔ جس کا اسم پاک سنتے ہی سر ادب سے جھک جاتا ہے۔ آنکھیں فرش راہ بن جاتی ہیں۔ پلکیں در محبوب کی جاروب کشی میں مصروف ہو جاتی ہیں اور جن کے حضور جنید و بایزید رحمہم اللہ جیسے عشاق و شب زندہ دار افراد کے نفس گم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ محبوب ہمارے آقا و مولا' ملجا و ماوا' ابد قرار' چراغ نور رسول امی و عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اب سب حاضرین محفل کی سوچوں کا رخ رسالتمآب' رحمت مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر و اقدس کی طرف مڑ گیا تھا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر محمد اقبال نے بحر محبت کی پر جوش لہروں پر بہتے ہوئے کہا ۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں' وہی فرقاں' وہی یٰسیں' وہی طٰہٰ

شعر نے فضا میں رس گھول دیا جس سے وہ خنک و معطر ہو گئی۔ آپ کا جذبہ عشق و محبت فراواں تھا۔ پھر ولولہ و جوش سے بولے ۔

گفتمش اے خاصہ خاصان عشق
عشق تو سر مطلع دیوان عشق

(ترجمہ) میں نے آپ سے عرض کیا! اے خاصۂ خاصان عشق۔ دیوان عشق کا سر مطلع تو آپ ہی کا عشق ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال کے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لحظہ بہ لحظہ طغیانی آتی جا رہی تھی۔ کہنے لگے ۔

جہاں از عشق و عشق از سینہ تست
سرورش از مے دیرینہ تست

(ترجمہ) تمام جہان عشق سے اور عشق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے

Marfat.com

تعلق رکھتا ہے اور اس عشق کا لطف کرم خداوندی ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے۔

سب پر عجیب کیف و سرور کا عالم طاری تھا کہ حفیظ جالندھری کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔ کہہ رہے تھے ۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ماحول پر ادب کی گہری چھاپ تھی۔ راغب مراد آبادی نے حال دل بیان کیا ۔

عشق ہے سرور کونین کا دولت میری
للہ الحمد کہ بیدار ہے قسمت میری

ڈاکٹر محمد اقبال کے جذبہ عشق نے پھر جوش مارا۔ بولے ۔

عشق اوْ سرماۂ جمعیت است
ہمچو خوں اندر عروق ملت است

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق دلوں کے سکون کا بہترین سرمایہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق مانند خون تمام ملت اسلامیہ کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔

شکیل بدایونی جو کافی دیر سے محبت و عشق کی روؤں میں بہہ رہے تھے۔ کہنے لگے ۔

فرقت محمد میں خون فشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مئے چھلکتی ہو سرخ آبگینے میں

نصرت صدیقی جو بڑی دیر سے محبت کے رنگ سمیٹ رہے تھے بڑے پیار سے بولے ۔

وہ لمحہ میری ساری زندگی پر سایہ افگن ہے
جو تیری یاد میں میں نے گزارا یا رسول اللہ

یہ شعر سن کر میرے ذہن میں ہوا کے دوش پر سوار ایک خیال آیا کہ کتنا اچھا ہوتا اگر نصرت صدیقی دوسرے مصرع میں "تیری یاد" کی بجائے "تیرے عشق" کے الفاظ استعمال کرتے۔ جب میں اس خیال سے باہر آیا تو نصرت صدیقی نے ایک اور شعر پڑھا۔ کہہ رہے تھے ۔

Marfat.com

میں نے سجائے سیرت اقدس کے برگ و گل
کس حسن اہتمام سے دل کی کتاب میں

میں نے دیکھا کہ محفل میں موجود ہر شخص اپنے دل کی کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ اس نے کہاں کہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس کے پھول سجا رکھے ہیں۔ معاً" محشر بدایونی کی آواز سنائی دی ۔

ہم نبی کی محبت سے باہر کہاں
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں

ڈاکٹر محمد اقبال گہری سوچوں میں مستغرق تھے۔ انہوں نے نظریں اٹھائیں تو غمناک تھیں۔ کہنے لگے ۔

بر طریق مصطفیٰ محکم پئے
نغمہ عشق و محبت رانئے

(ترجمہ) اگر حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر محکم انداز میں کاربند ہو جائیں تو پھر عشق و محبت کے نئے نئے نغمات پیدا ہوں۔

قدرے توقف کے بعد آپ نے پھر کہا ۔

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

شہید عشق نبی کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر

شہید عشق نبی ہوں میری لحد پہ شمع قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کے

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آنکھوں سے رواں اشک ڈاکٹر محمد اقبال کے رخساروں کو دھو رہے تھے۔ والہانہ انداز میں کہا ۔

Marfat.com

دو حرفے بر مراد دل بگویم
بپائے خواجہ چشماں را بمالیم

(ترجمہ) آؤ! صرف سلامتی ایمان اور محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کریں اور حضور خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آنکھوں کو ملیں۔

خراب جرات آں رند پاکم
خدا را گفت مارا مصطفیٰ بس

(ترجمہ) میں اس بہادر رند پاک (مرد درویش مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کا غلام ہوں جس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حصول کے لئے مجھ کو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔

محبوب کا ذکر عود و عنبر سے ہزار گناہ بہتر ہے۔ اس کا جس قدر ذکر کیا جائے۔ اتنی ہی مہکار پھیلتی ہے۔ ابی عبداللہ عطار جو ابھی تک خاموش بیٹھے تھے بے ساختہ کہنے لگے۔

بطيب رسول الله طاب نسيمها
فما للمسك و لكافور و الصندل الرطب

(ترجمہ) ہوا بوجہ خوشبوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار ہو گئی ہے۔ اور یہ ایسی خوشبو ہے کہ اس جیسی خوشبو مشک و کافور و صندل رطب میں بھی نہیں ہے۔

اس وقت ماحول میں ایسی دلپذیر خوشبو رچی بسی تھی جو دنیا جہان کی بہترین خوشبوؤں سے یکسر منفرد و یگانہ تھی۔ یہ ایسی خوشبو تھی جس سے مشام جان آج تک بیگانہ و ناآشنا تھا۔ یہ محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو تھی۔

رات کا پچھلا پہر تھا۔ چاند اداس و مغموم رب کائنات کی ثنا و ذکر میں مصروف فضائے بسیط میں رواں دواں تھا۔ رب العالمین آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر مسلسل فرما رہے تھے۔

"کوئی ہے مجھ سے طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو عطا کروں۔"

نثار احمد سیفی نے کہا۔

"آؤ اس پاک محفل کے اختتام پر بارگاہ رب العزت میں دعا کریں۔"

"اس سے قبل کہ ہم سب مل کر دعا کریں سامنے کونے میں دبکے ہوئے اس اجنبی سے دریافت کریں

Marfat.com

کہ یہ کون ہے جس نے محفل کی ابتداء سے لے کر اختتام تک ایک لفظ تک نہیں کہا۔"

ایک شخص بولا۔

اور پھر سب لوگ میری طرف متوجہ ہو گئے۔ مجبوراً مجھے کہنا پڑا۔

"میں تم سب میں سے کمتر و ادنیٰ و گھٹیا ہوں۔ اس ارفع محفل میں بیٹھنے کا خود کو اہل نہیں پاتا تھا۔ اس لئے کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ میرا نام نواز رومانی ہے۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں ۔

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

اور یہ سب اس پاک محفل کا رنگ و اثر ہے۔

"ماشاء اللہ"

سب نے کہا اور پھر بارگاہ ایزدی میں ہاتھ پھیلا دیئے۔ نثار احمد سیفی دعا مانگنے لگا۔ وہ الحاو زاری اور سیل اشک کے درمیان بڑے دردیلے انداز میں نہایت خشوع و خضوع سے کہہ رہا تھا۔

مجھے عشق جنوں پرور عطا ہو یا رسول اللہ
تمہارا غم انیس بے نوا ہو یا رسول اللہ

وہ کافی دیر تک یہ شعر دوہراتا رہا اور باقی سب آمین کہتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ دور کسی مسجد سے صبح کی نماز کی اذان سنائی دی۔

Marfat.com

باب ۵۳

نامعلوم افراد کا نظریہ محبت و عشق

دنیا میں بہت سے گمنام لوگ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے عشق و محبت کے بارے میں دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ لیکن بوجوہ ان کے اسماء تو محفوظ نہ رہ سکے مگر ان کے جن خیالات میں گہرا پن' جذبات کی صحیح تصویر کشی اور مقناطیسیت تھی انہوں نے کہیں نہ کہیں ادب و سیر کی کتب میں اپنے لئے جگہ بنالی اور پھر نقل در نقل کے مراحل طے کرتے ہوئے زمانے کے ساتھ رواں دواں رہے اور ہنوز مثل نجوم چمک دمک رہے ہیں۔

عشق بڑا غیرت مند ہے۔ یہ صرف اسی دل میں مکیں ہوتا ہے جو علائق دنیا' نفس اور خواہشات سے بالکل پاک ہو اور صرف محبوب کی محبت و عشق کے لئے خالی و چشم براہ ہو کہ آئے اور اس میں بس جائے۔ اسی کیفیت کو ایک شعر میں بیان کیا گیا ہے جو فضا میں بکھر کر قلوب عشاق کے اندر ہلچل مچا رہا تھا۔ کوئی بڑی مترنم آواز میں پڑھ رہا تھا ۔

اتانی هوا ها قبل اعرف الهوی
فصارف قلب خالیا فتمکنا

(ترجمہ) اس کا عشق میرے پاس اس وقت آیا جب کہ میں عشق کو پہچانتا بھی نہ تھا۔ تو اسے خالی قلب مل گیا جہاں وہ جاگزیں ہو گیا۔

عشق کی اپنی زبان ہے اور جب وہ کسی دل میں ڈیرے ڈال دیتا ہے تو اسے اپنی زبان و اسلوب بھی سکھا دیتا ہے۔ پھر محب کو ظاہری الفاظ و صوت کا سہارا درکار نہیں ہوتا بلکہ اپنی زبان میں محبوب سے شرف ہم کلامی سے سرفراز ہوتا ہے جسے دوسرا سمجھنے سے یکسر قاصر ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کی طرف کسی نے شعر میں اظہار کیا ہے۔ لکھتا ہے ۔

ہر بند زباں کہ عاشقاں
در عشق نے خزند گفتار

Marfat.com

(ترجمہ) زبان بند کر کیونکہ عاشق لوگ طالب گفتار نہیں ہوتے۔

صداقت عشق کا یہ اسرار ہے کہ جو دل صرف محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و محبت سے گل و گلزار ہو در حقیقت وہ زندہ ہے اور زندگی کو دوام بھی اسی کی بدولت نصیب ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوبصورت انداز میں اس رمز کو قالب شعر میں ڈھالا ہے ۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(ترجمہ) جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا۔ دنیا کے جریدے پر ہماری زندگی کا دوام ثبت ہے۔

لیکن اس مقام تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بہت سے تلخ، ترش اور شیریں پانیوں کے قلزموں کو عبور کرنا پڑتا ہے جب عشاق ان قلزموں میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہوتے ہیں تو ایک بے اختیار پکار اٹھتا ہے ۔

قالوا جننت بمن تهوى فقلت لهم
العشق اعظم مما بالمجانين
العشق لا يستفيق الدهر صاحبه
و انما يصرع الجمنون فى الحين

(ترجمہ) لوگ کہتے ہیں تو اپنے محبوب کی محبت میں مجنون ہو گیا ہے میں نے ان سے کہا عشق تو مجانین و دیوانوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ عشق کے مارے ہوئے کو تو کبھی آفاقہ ہی نہیں ہوتا اور مجنوں پر کبھی کبھی بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے۔

دوسرا کہتا ہے ۔

قلم بر بے دلاں گفتی نخواہم راندہم راندی
جفا بر عاشقاں گفتی نہ خواہم کر دہم کردی

(ترجمہ) تو نے کہا کہ بے دلوں پر قلم نہیں چلائے گا مگر چلا دی۔ نیز تو نے کہا کہ عاشقوں پر ظلم نہیں کرے گا مگر ظلم بھی کیا۔

محبوب کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے محب کے ساتھ جیسا چاہے سلوک روا رکھے اور محب کا شیوہ ہے کہ وہ ہر حال میں محبوب کا مشکور و ممنون رہے اور اس کے ہاتھوں میں ایسا رہے جیسے تن

Marfat.com

مردہ غسّال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

تیسرا باواز بلند کہنے لگتا ہے۔

"عشق میں موت بنا چارہ نہیں"

اس حال پر حضرت محمد عبداللہ بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"میں نے بصرہ میں ایک اونچی چھت پر ایک نوجوان کو دیکھا وہ اوپر سے جھانک کر لوگوں کو کہہ رہا تھا کہ جو شخص عشق میں مرنا چاہے وہ اس طرح مرے کہ عشق میں موت کے بغیر کچھ بھلائی نہیں۔ پھر اس نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا اور جب اسے اٹھایا تو وہ مردہ تھا۔"

جب کوئی شخص عشق و محبت کے تمام مراحل و مقامات سے گزر کر غریق عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے تو اس کے مبارک لبوں پر یہ شعر بہار کے پھولوں کی طرح لہرانے لگتا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فنافی اللہ کا مقام آتا ہے جب محب کے روئیں روئیں میں رب تعالیٰ کی محبت سرایت کر جاتی ہے تو پھر اسے کسی بات کا ہوش نہیں رہتا۔ ہر آن نت نئی تجلیات الٰہیہ کے نرغے میں رہتا ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے عہد مسعود کا واقعہ ہے۔ ایک روز آپ علیہ السلام کسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ ایک نوجوان کو دیکھا کہ باغ کو سیراب کر رہا ہے۔ اس نے جب اللہ کے رسول علیہ السلام کو دیکھا تو کام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا اور بصد ادب درخواست کی۔

"یا نبی اللہ علیہ السلام! اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ مجھے اپنی محبت کا ذرہ بھر حصہ عطا فرما دے۔"

ارشاد فرمایا۔

"تیرے اندر ذرہ بھر محبت الٰہیہ کے برداشت کی طاقت نہیں۔"

اس متوالے نے کہا۔

"اچھا نصف ذرہ ہی عطا فرما دے۔"

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اس نوجوان کی سچی لگن اور جذبہ مشاہدہ فرمایا تو آپ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں دست دعا پھیلائے اور کہا۔

Marfat.com

"اے رب تعالیٰ! اپنے اس محب کو اپنی محبت سے نصف ذرہ عطا فرما دے۔"
اور پھر وہاں سے رخصت ہو گئے۔

ایک طویل عرصے کے بعد سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر اس نوجوان کے گھر کے سامنے سے ہوا۔ اس کا خیال آیا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ علیہ السلام! وہ دیوانہ ہو چکا ہے اور پہاڑوں پر چلا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

"اے اللہ کریم! اس نوجوان کو دکھا۔"

دعا قبول ہوئی۔ دیکھا تو وہ نوجوان پہاڑوں کے درمیان ایک بلند ترین چوٹی پر کھڑا ہے اور آسمان کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

"السلام علیکم"

مگر وہ خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔

ارشاد فرمایا۔

"میں عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) ہوں۔"

اسی اثنا میں اللہ ذوالجلال نے اپنے رسول کی طرف وحی کی اور فرمایا۔

"جس کے دل میں میری محبت کا نصف ذرہ بھی ہو وہ انسانوں کا کلام کیسے سن سکتا ہے۔ میری عزت و جلال کی قسم اگر تم اس کو آرے سے بھی چیر دو تو بھی اس کو خبر نہیں ہو گی۔"

Marfat.com

باب ۵۴

نامعلوم افراد کا عشق رسول کریم ﷺ

پہلا گمنام محب

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی۔ اس کی نوجوان بیٹی چند روز قبل داعی اجل کو لبیک کہہ چکی تھی۔ چہرے پر دکھ اور کرب کے گہرے آثار تھے۔ بڑی دردیلی آواز میں عرض کی۔

"یا حضرت! میں اپنی فوت شدہ لڑکی سے خواب میں ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔"

آپ نے ماں کی ماری عورت کو وظیفہ بتایا اور فرمایا۔

"اسے پڑھ کر سو جانا۔"

عورت نے حسب الارشاد وظیفہ پڑھا اور سو گئی۔ خواب میں دیکھا کہ اس کی لڑکی عذاب میں مبتلا ہے۔ گندھک کا لباس زیب تن ہے۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ہیں۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ ابھی رات کافی تھی۔ بڑی بیتابی سے صبح کا انتظار کرنے لگی۔ بار بار لڑکی کا خیال آتا تھا اور تڑپ تڑپ جاتی تھی۔

جب سپیدۂ سحری نمودار ہوا تو افتاں و خیزاں در خواجہ رحمتہ اللہ علیہ پر پہنچی اور خواب میں جو دیکھا تھا گوش گزار کیا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

"صدقہ کرو۔ شاید رب کریم اسے معاف فرما دے۔"

ایک رات حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ ایک خوبصورت باغ میں تخت پر ایک نوجوان لڑکی نورانی تاج پہنے بیٹھی ہے۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ کر بولی۔

"یا حضرت! میں وہی لڑکی ہوں جس کے بارے میں میری والدہ نے آپ سے رجوع کیا تھا۔"

سنا تو فرمایا۔

"بیٹی! تیری ماں نے جو بتایا تھا اس کے برعکس دیکھ رہا ہوں۔"

Marfat.com

لڑکی نے جواب دیا۔

"یا خواجہ! میری حالت وہی تھی جو میری والدہ نے بتایا تھا' بلکہ اس قبرستان میں ستر ہزار مردے تھے جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ خوش قسمتی سے قبرستان کے قریب سے ایک عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرا۔ اس نے درود پاک پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہم سب سے عذاب ہٹا دیا۔ ہمیں معاف کر دیا اور انعام و اکرام عطا فرمایا۔"

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق کی شان دیکھ کر بے اختیار حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا۔

"سبحان اللہ!"

دوسرا گمنام محب

جو رسول رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر وہ محبت کی منازل طے کرتا ہوا رب کریم کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔

ایک ایسے ہی محب کو چند بچے پتھر مار رہے تھے اور وہ ٹکٹکی لگائے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

"اے میرے مولا کریم! کیا یہ تیری شان کے لائق ہے کہ تو نے مجھ پر یہ بچے مسلط کر دیئے ہیں۔"

سوئے اتفاق حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ یہ سب دیکھ رہے تھے۔ پوچھا۔

"کیا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔"

بولا۔

"قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے اس کی محبت میں مدہوش کر رکھا ہے اور جس کے قرب نے مجھے سرگرداں بنا رکھا ہے۔ اگر میرا رب ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے پوشیدہ ہو جائے تو اس کے ہجر کے غم میں' فراق کے صدمہ میں اور بعد و دوری کے دکھ میں میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔"

اور پھر اس نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے۔

"اے اللہ! تیرا جمال میری آنکھوں میں ہے۔ تیرا ذکر میرے لبوں پر ہے اور تیری محبت میرے دل میں' پھر تو مجھ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے اور مجھ سے کیسے چھپ سکتا ہے اور کیسے غائب رہ سکتا ہے۔"

Marfat.com

تیسرا گمنام محب

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

میں ایک دن نماز فجر کے بعد گھر آ رہا تھا کہ سر راہ ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان عورت کو دیکھا۔ اس نے شاہانہ لباس زیب تن کر رکھا تھا مگر سر اور پاؤں سے ننگی تھی۔ وہ مستانہ وار چلی آ رہی تھی۔

اگر میں نے نور الٰہی کا مشاہدہ نہ کیا ہوتا تو اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر میں مفتون و مجنون ہو جاتا۔ جب وہ عورت قریب آئی تو میں نے اس سے کہا۔

"اے عورت! اپنے سر کو ڈھانپ لے۔"

اس نے جواب دیا۔

"اے شیخ! خوبصورت پھول کبھی سر کو نہیں ڈھانپتا۔"

سنا تو میں نے کہا۔

"جو بھی تجھے دیکھے گا فریفتہ ہو جائے گا۔"

یہ سن کر اس عورت نے لبوں کو جنبش دی اور بولی۔

"اے شیخ! تم غلط کہتے ہو۔ جو کوئی مجھ کو دیکھے گا جل جائے گا۔"

اس عورت کی عارفانہ گفتگو سن کر عالم جذب و مستی میں میرے منہ سے نکلا۔

"اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔"

وہ عورت اللہ کا نام سن کر گر پڑی۔ تڑپی اور خاکستر ہو گئی اور پھر ہر طرف سے میرے کانوں میں یہ آواز سنائی دینے لگی۔

"صد آفرین ہے تجھ پر اے اپنے درد و سوز اور عشق حقیقی کو چھپانے والی تو بہت سے مردوں پر بازی لے گئی۔"

پھر میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔

"یا مولا! یہ کیا ماجرا ہے۔"

غیب سے جواب ملا۔

"اے شبلی! اس عورت نے پہلی بار میرا نام سنا تو عاشق ہوئی۔ دوسری بار سنا تو بے ہوش ہو گئی اور تیسری بار میرا نام سنا تو مجھ پر قربان ہو گئی۔"

اور پھر میں سوچنے لگا۔

Marfat.com

"یہ ہے درد و سوز۔ جذب و مستی اور عشق حقیقی کی آخری منزل"

چوتھا گمنام محب

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ دیکھا تو وہ باعث تکلیف کراہ رہا تھا' آپ نے اسے فرمایا۔

"محبت میں وہ سچا نہیں جو اپنے محبوب کی مار پر صبر نہ کرے۔"

مریض نے سنا تو عرض کی۔

"یا حضرت! بلکہ محبت میں وہ صادق نہیں جو اپنے محبوب کی مار سے لطف اندوز نہ ہو۔"

پانچواں گمنام محب

بلخ میں ایک امیر کبیر سوداگر کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین موئے مبارک تھے۔ جن کی زیارت سے وہ آنکھوں کو روشن اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا تھا۔ جب وہ وصال پا گیا تو اس کے دونوں بیٹوں نے آپس میں جائیداد تقسیم کرلی۔ بڑے بھائی نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال مبارک خود رکھ لیا اور دوسرا برادر خورد کو دے دیا اور تیسرے کے بارے میں کہا۔

"اسے آدھا آدھا کر لیتے ہیں"

چھوٹے بھائی نے جب سنا تو تڑپ اٹھا۔ سخت قلق ہوا۔ شدت غم و غصہ سے بولا۔

"کس کو جرات ہے کہ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو توڑے۔"

بڑے بھائی نے جب چھوٹے بھائی کی موئے مبارک سے شیفتگی و محبت ملاحظہ کی تو بولا۔

"اگر تم کو اس بال مبارک سے اس قدر محبت ہے تو یوں کرو تینوں بال مبارک تم رکھ لو اور باپ کی جائیداد کا اپنا حصہ مجھے دے دو۔"

چھوٹے بھائی نے سنا تو خوشی سے جھوم اٹھا۔ فوراً آمادہ ہو گیا اور جائیداد کے عوض اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں بال مبارک لے کر بڑے ادب و محبت سے رکھ لئے اور جب کبھی محبت جوش مارتی تو ان مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے لگتا۔

طائر وقت محو پرواز رہا۔ شومئے قسمت سے ایسا ہوا کہ بڑے بھائی کا مال چند ایام میں ختم ہو گیا اور مفلس و کنگال ہو گیا۔ لیکن چھوٹے بھائی کے مال و دولت میں بڑی برکت پڑی اور روز افزوں

Marfat.com

اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا رنگ چھوٹے بھائی پر دن بدن گہرا ہوتا گیا اور پھر ایک روز پیغام اجل آ گیا۔ وصال کے بعد ایک بزرگ نے خواب میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اسے بھی دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بزرگ کو ارشاد فرمایا۔

"لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو اس کی قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔"

حسب الارشاد ان بزرگ نے اعلان کرا دیا۔ بس پھر کیا تھا لوگ دھڑا دھڑ قبر پر حاضر ہونے لگے۔ اور پھر نوبت بہ ایں جا رسید کہ اگر کوئی سوار اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے پاس سے گزرنے لگتا تو برائے ادب سواری سے اتر جاتا تھا۔

چھٹا گمنام محب

مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص رو رو کر ہر جگہ معافی مانگتا پھرتا ہے۔ آخر کار لوگوں نے دریافت کیا۔

"تم جو ہر وقت روتے اور طالب معافی ہو اس کی وجہ کیا ہے؟"

اس نے جواباً کہا۔

"میں نے ایک دن مدینہ منورہ کی دہی کو ترش کہہ دیا تھا اور خراب بھی کہا تھا۔ بس پھر کیا تھا میری نسبت فوراً سلب ہو گئی اور کہنے والے نے کہا کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی دہی کو خراب کہتا ہے۔ یہ کیسا عشق و محبت ہے۔ اور پھر مجھ پر عتاب ہوا۔

"او عیب نکالنے والے! نظر محب سے دیکھ۔ عشق و محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شے کو عمدہ و بہتر کہے۔"

ساتواں گمنام محب

حوض شمسی پر سماع ہو رہا تھا۔ قوال عارفانہ کلام بڑے درد و سوز کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ محفل میں کئی بزرگ و اولیاء اللہ اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق بھی موجود تھے۔ ہر کوئی حسب حال و مقام عارفانہ کلام سے قلب و روح کی بالیدگی کا سامان بہم پہنچا رہا تھا۔

اختتام سماع پر کسی بزرگ کی ایک صاحب نعت اور عشق کے زخم خوردہ درویش سے

Marfat.com

ملاقات ہوئی۔ بزرگ نے اس درویش سے پوچھا۔

"آپ کا حال کیا ہے؟"

درویش نے جواب میں یہ اشعار پڑھے ؎

عشق تو بہم جان مرا رسوا کرد
واندر طلب جمال توشیدا کرد

دردے کہ زعشق تو بدل پنہاں بود
آں جملہ ز شوق تو رخم پیدا کرد

(ترجمہ) اے محبوب! تیرے عشق نے میری جان کو رسوا کر دیا۔ تیرے حسن کی طلب میں اسے وارفتہ بنا دیا۔ وہ درد جو تیرے عشق کی وجہ سے دل میں پوشیدہ تھا تیرے اشتیاق دید سے اب میرے چہرے کی زینت بن گیا ہے۔

اور اٹھ کر ایک سمت چل پڑا۔

آٹھواں گمنام محب

حاجی احمد فنانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بمقام کتیانہ ریاست جوناگڑھ بھارت میں ایک سنگ تراش مقیم تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت عاشق اور مدینہ منورہ کا دیوانہ تھا۔ درود و سلام سے بے حد محبت رکھتا تھا۔ درود پاک کا معروف مجموعہ دلائل الخیرات شریف اس کو زبانی یاد تھا۔

اس کا معمول تھا کہ جب کوئی پتھر تراشتا تو اس دوران میں دلائل الخیرات شریف پڑھتا رہتا تھا۔ ایک بار حج کے پربہار موسم میں جب کہ عشاق و محبین کے کارواں در کارواں حرمین طیبین کی طرف رواں دواں تھے اس کی قسمت کا ستارہ بھی چمک اٹھا۔

ایک شب اس نے عالم رویاء میں دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہے۔ والئی بیکساں' سلطان مدینہ منورہ' نبی آخر الزماں' رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ افروز ہیں۔ سرسبز گنبد کے انوار سے فضا منور ہو رہی ہے اور نورانی مینار بھی نور برسا رہا ہے۔ مگر مینار شریف کا ایک کنگرہ شکستہ تھا۔ اتنے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک کو جنبش ہوئی۔ پھول جھڑنے لگے ارشاد فرمایا۔

"میرے دیوانے! وہ دیکھو ہمارے مینار کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔ تم ہمارے مدینے میں آؤ اور اس

Marfat.com

کنگرے کو از سر نو بنا دو۔"

جب آنکھ کھلی تو کانوں میں والئی دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کلمات گونج رہے تھے۔ بلاوا آچکا تھا مگر یہ سوچ کر کہ میں تو غریب آدمی ہوں آنکھیں ساون بھادوں کا نقشہ پیش کرنے لگیں۔ آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے وسائل نہیں تھے۔ لیکن عشق نے آواز دی۔

"وسائل نہیں تو کیا غم ہے۔ تمہیں تو خود سلطان دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے۔"

اس آواز کے سنتے ہی دیوانے سنگ تراش نے رخت سفر باندھا۔ کندھے پر اپنے اوزاروں کا تھیلا رکھا اور پوربندر کی جانب چل پڑا۔

بندرگاہ پر سفینہ مدینہ تیار کھڑا تھا۔ تمام مسافر سوار ہو چکے تھے۔ لنگر اٹھا دیئے گئے تھے لیکن سفینہ مدینہ جوں کا توں کھڑا رہا۔ جنبش تک نہیں کر رہا تھا۔ جہاز کا کپتان پورے جتن کر رہا تھا کہ جہاز روانہ ہو مگر بے سود۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ جہاز کو ہوا کیا ہے۔ حجاج کرام بھی متفکر و پریشان تھے۔ دیر ہو رہی تھی۔

اتنے میں جہاز کے عملے میں سے کسی کی نظر دور سے جھومتے ہوئے آنے والے دیوانے پر پڑی۔ عملے کے لوگ سمجھے کہ شاید کوئی زائر مدینہ سوار ہونے سے رہ گیا ہے۔ جہاز چونکہ گہرے پانی میں کھڑا تھا لہٰذا اسے لانے کے لئے ایک کشتی ساحل کی طرف روانہ کی۔ عاشق مدینہ جب کشتی کے ذریعے جہاز میں پہنچ گیا تو سفینہ مستانہ وار سوئے مدینہ منورہ چل پڑا۔

سنگ تراش کے پاس ٹکٹ نہیں تھا' لیکن کسی نے اس سے ٹکٹ کے بارے میں دریافت نہ کیا۔ شب و روز سطح آب پر جھومتا۔ لہراتا اور رقص کناں سفینہ آخر کار منزل مقصود پر پہنچا اور پھر وہ وارد مدینہ منورہ ہوا۔ جونہی نظریں روضہ اطہر پر پڑیں تو بیتابانہ اس جانب بڑھا۔ جب چند خدام حرم کی نظر اس پر پڑی تو بولے۔

"ارے یہ تو وہی ہے جس کا حلیہ ہمیں دکھایا گیا ہے۔"

سنگ تراش دیوانہ زار و قطار روتا ہوا سنہری جالیوں کی طرف بڑھا۔ پھر عالم خواب میں جو جگہ دکھائی گئی تھی اس کو بغور دیکھا۔ واقعی ایک کنارہ شکستہ تھا۔ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں اس نے اپنی کمر میں رسی بندھوائی اور خدام کی مدد سے گھٹنوں کے بل اوپر چڑھا۔ وہاں پاؤں اس لئے نہ رکھے کہ یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے منافی تھا اور محب سراپا ادب ہوتا ہے۔ دل میں ہلچل سی مچی تھی۔ وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس خدمت کے لئے اسے چنا جائے

Marfat.com

گا۔ سینے کے اندر محبت و عشق کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ حسب الارشاد بڑی محبت و ذوق و شوق سے کنگرہ کو تراش کراز سرنو بنادیا۔

سبز گنبد کے اس قدر قرب کے بعد اس سے جدائی کا خیال سوہان روح بنا ہوا تھا۔ بیتاب و مضطرب روح نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔

کام کی تکمیل کے بعد جب خدام نے اس عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے اتارا تو سب ورطہ حیرت میں ڈوب گئے کیونکہ دیوانے سنگ تراش کی روح سبز گنبد کی رعنائیوں اور تجلیوں پر نثار ہو چکی تھی۔

نواں گمنام محب

ایک محب اللہ بستر مرگ پر دراز تھا۔ عزیز و اقرباء و احباب موجود تھے۔ معاً محسوس ہوا کہ وہ آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہے ہیں۔ ایک عزیز نے قریب ہو کر سنا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے کہہ رہے تھے۔

" اے اللہ ! اب دم واپسیں ہے تو تیرے نام کی یاد کو سینے سے لگائے ہوئے ہوں اور جب روز محشر اٹھایا جاؤں گا تو تیرے نام کا ورد کرتے ہوئے اٹھوں گا۔"

اتنا کہنے کے بعد ان کی زبان سے باواز بلند نکلا۔

" اللہ !"

اور پھر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ حاضرین کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

" لاریب اللہ تعالیٰ کے محبین حیات و ممات میں سراسر خیر اور رحمت ہیں۔"

دسواں گمنام محب

تقسیم ہند سے قبل کا واقعہ ہے کہ ایک انگریز میجر کی بیوی نے اپنے خانساماں کے سامنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ کہے۔ کوئی غیرت مند اور محب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ خانساماں کے سینے کے اندر غم و غصہ کا جوالا مکھی بھڑک اٹھا اور پھر چشم زدن میں اس نے انگریز عورت کو ایک ہی وار میں واصل جہنم کر دیا۔

مقدمہ جب لاہور ہائیکورٹ میں پہنچا تو ڈویژن بنچ میں دو انگریز جج اس مقدمہ کی سماعت کر رہے تھے۔ ملزم کی جانب سے اس وقت کے سیاسی رہنما اور ممتاز قانون دان سر میاں محمد شفیع جو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن بھی تھے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے۔

اس مقدمہ میں دوران بحث میاں محمد شفیع کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے جس پر

Marfat.com

مقدمہ کی سماعت کرنے والے ججوں نے حیرت و استعجاب سے پوچھا۔
"سر شفیع! کیا آپ جیسے ٹھنڈے دل و دماغ کے بلند پایہ وکیل بھی اس طرح جذباتی ہو سکتے ہیں۔"
یہ سنا تو جواب دیا۔
"جناب! آپ کو نہیں معلوم ایک مسلمان کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے کتنی عقیدت و محبت ہوتی ہے۔ اگر میں بھی اس وقت وہاں موجود ہوتا تو میں بھی یہی کر گزرتا جو اس ملزم نے کیا ہے۔"

گیارھواں گمنام محب

بقول امام احمد المقری تلمسانی انہوں نے فاس شہر میں ۱۰۲۶ ہجری میں ایک سیاہ رنگ کا ہاتھ کی ہتھیلی جتنا پتھر دیکھا جس کی ایک طرف قدرتی طور پر لاالہ الااللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ رقم تھا۔ کتابت کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ کئی لوگوں نے بطور امتحان اس میں سے چند حروف کو مٹانا چاہا تو وہ اور نمایاں نظر آنے لگے۔ کیونکہ وہ قلم قدرت سے لکھے ہوئے تھے۔

اس پتھر کی مالکہ ایک فاسی عورت تھی۔ امام احمد المقری تلمسانی نے اس کو اس پتھر کے وزن سے دوگنا زیادہ سونا دینے کی پیشکش کی تاکہ وہ پتھر انہیں بیچ دے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے تمام کوششیں کر کے دیکھ لیں لیکن اس محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت نے یہ پتھر بیچنے سے انکار کر دیا۔ وہ پتھر کئی دن ان کے پاس رہا اور پھر انہوں نے اس عورت کو واپس کر دیا۔ یہ پتھر اس عورت نے اسی دور قریب میں ساحل سمندر پر پایا تھا۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۵۵

غیر مسلموں کا عشق رسول کریم ﷺ

آسمانی کتب و صحائف میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک موجود تھا اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام اپنی امتوں کو فرمایا بھی کرتے تھے۔

"جب وہ عظیم ہستی اور اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان پر ایمان لے آنا۔"

ابو عامر (راہب)

سابقہ پیغمبروں کا یہ فرمان ابو عامر راہب نے بھی سنا تھا اور دل ہی دل میں ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گرفتار تھا۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس پر دال کرتی ہے کہ ابو عامر راہب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کفر و ضلالت سے منحرف اور دین حنیف کی حقیقت اور اس کی جلالت و عظمت کا بہ دل و جان معترف تھا۔ ملت ابراہیمی کا پیروکار تھا۔ ٹاٹ کا ملبوس زیب تن کرتا تھا۔ اکثر اطراف و اکناف عالم میں گھومتا پھرتا رہتا تھا۔ دوران سفر یہود کے احبار اور نصاریٰ کے علماء سے ملتا اور باتوں باتوں میں ملت خلیل علیہ السلام کے بارے میں تحقیق و تدقیق کرتا تھا۔ مقصد وحید یہ تھا کہ اس طرح وہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور ملت ابراہیمی کے احیاء کے بارے میں لوگوں کو بتائے۔

ابو عامر راہب اوصاف کمال اور نعت جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریفتہ و عاشق تھا۔ محب کی فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے محبوب کے بارے میں لوگوں سے گفتگو کرتا رہتا ہے۔ ابو عامر راہب بھی عشاق کی اسی سنت کا پیروکار تھا۔ وہ اکثر علماء و فضلاء اور ارباب دانش و بینش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا۔ اس سے نہ صرف اسے راحت و سکون میسر آتا تھا بلکہ وہ ان بیانات و معلومات کی روشنی میں اپنے اوقات و زندگی کو اس کے افادہ و استفادہ میں مصروف رکھتا تھا۔ جب وہ دوسروں کی منعقدہ مجالس میں شرکت کرتا یا وہ اپنے

Marfat.com

ہاں محافل کا اہتمام کرتا یا لوگ اس کے پاس رشد و ہدایت و رہنمائی کے لئے آتے تو وہ اپنے محبوب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و محامد کے نقوش سامعین کے قلوب میں نقش کرنے کی سعی بلیغ کرتا تھا۔ لہٰذا اسی لو اور لگن و محبت میں اس نے اپنی ساری زندگی گزار دی۔

Marfat.com

باب ۵۶

ملائکہ کا عشقِ رسول کریم ﷺ

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و پیار کیا جائے تو اس سے رب ودود راضی ہوتا ہے۔ لہٰذا ارض و سما کی ساری مخلوق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کرتی ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام جو سیدنا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لے کر قیامت تک بوقت اجل روح قبض کرنے پر معمور ہیں انہوں نے زینت الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انگنت مقربین و مغضوب الٰہی افراد کی روحیں قبض کی تھیں لیکن بجز محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر قبض کرتے وقت انہوں نے کبھی اظہار تاسف نہیں کیا۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہمارے آقا و مولا' تاجدار عرب و عجم' سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے محب و خالق جل جلالہ کے پاس تشریف لے جانے کا وقت قریب آیا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے درِ اقدس پر بڑے ادب کے ساتھ دستک دی اور عرض کی۔

"یا محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اجازت ہو تو حاضر ہو سکتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اندر آجاؤ"

حضرت عزرائیل علیہ السلام اندر تشریف لائے اور کہا۔

"السلام علیکم یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

اور پھر گویا ہوئے۔

"اگر اجازت ہو تو روح اطہر کو قبض کروں۔"

"تمہیں جو حکم ملا ہے اس کی تعمیل کرو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔

Marfat.com

قبض روح رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنگام ملک الموت کے رونے کی آواز سنائی دی اور پھر وہ روتے ہوئے آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔

سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز سنی وا محمداہ کل المصائب تھون عند ھذہ المصیبة○

افسوس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال پا گئے ہیں۔ اس مصیبت کے بعد کسی اور مصیبت کی کوئی حیثیت نہیں۔"

Marfat.com

باب ۵۷

ارض و سماء کا عشق رسول کریم ﷺ

یہ ناممکنات میں سے ہے کہ جس سے رب وودو محبت کرے اس سے کون و مکاں اور ارض و سماء کی تمام تخلیقات محبت نہ کریں۔ بالخصوص محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم جن کی خاطر کائنات کو وجود بخشا گیا اور جن کی محبت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت قرار دیا گیا۔ ان کی محبت سے کوئی انحراف و روگردانی نہیں کر سکتا۔ بجز بد بختوں اور لعنتیوں کے جو جہنم کا ایندھن ہیں۔

ہر محب کا انداز عشق و محبت ایک دوسرے سے جداگانہ ہوتا ہے۔ کوئی محبت کے لق و دق صحرا میں متحیر و ساکن ہو جاتا ہے۔ کوئی مثل ماہی بے آب بے قرار و مضطرب ہو جاتا ہے۔ کوئی رانجھا رانجھا کہندی نی میں آپے رانجھا ہوئی کی تصویر مجسم بن جاتا ہے اور کوئی ذکر محبوب کے نغمات کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیلانے لگتا ہے۔

ارض و سماء جب گرفتار محبت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے تو بقول حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ ان کا یہ حال ہو گیا۔

وصل اللہ علی نور کز و شد نورہا پیدا
زمیں از حب اوساکن فلک در حب او شیدا

(ترجمہ) اس نور اقدس پر ہزاروں درود و سلام کہ جس سے سارے نور وجود میں آئے۔ اسی کی محبت میں زمین ساکن ہے اور اسی کے عشق میں آسمان والہ و شیدا ہے۔

اور پھر ایک روز زمین و آسمان کے مابین مکالمہ ہوا۔

آسمان نے کہا۔

میں بلند و بالا ہوں۔

زمین نے کہا۔

مجھ میں فراخی ہے۔

Marfat.com

آسمان بولا۔

مجھ میں سخاوت کا مادہ ہے۔ جو موتی مجھے عطا ہوتا ہے بخش دیتا ہوں۔

زمین بولی۔

مجھے ایسا وجود عطا کیا گیا ہے کہ جو بوجھ بھی مجھ پر رکھا جاتا ہے اٹھا لیتی ہوں۔

آسمان نے کہا۔

مجھے انوار بخشے گئے ہیں۔

زمین نے جواب دیا۔

مجھے اسرار عطا کئے گئے ہیں۔

آسمان نے کہا۔

مشیت ایزدی نے خورشید کے سنہری گیند کو میرے دامن میں رکھا ہے۔ قدرت نے ہمارے فیروزی رنگ کے کرتہ کے گریبان میں چاند کا موتی ٹانکا ہے۔ حکمت کے کاغذ ساز نے ہمارے لطیف صحیفوں کے تہ بہ تہ اوراق کو سنہری ستاروں سے آراستہ کیا ہے۔ حفظ و حمایت کے نگہبان نے ہمارے اس عالیشان قلعہ سے شیطانی لشکر پر سنگ باری کی جو شہاب ثاقب کہلاتے ہیں۔ ہر شام جب تاریکیوں کے جھنڈے اس لاجوردی محل کی رفعت پر چھا جاتے ہیں ستاروں کے لشکر نور کی سواریوں پر حرکت میں آتے ہیں۔ ہر صبح کو جب صبح کے سلطانی لشکروں کا دستہ فلاح و کامیابی کے خزانوں کے ساتھ ان روحوں کے قافلوں کی بندرگاہ سے گزرتا ہے۔ ستارے گروہ در گروہ سیر و تفریح کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

زمین نے کہا۔

اے آسمان! تو کہاں تک تکبر کرے گا۔ تو انا جعلنا ما علی الارض زینة لها کی تفسیر نہیں جانتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ مشیت نے میرے اس وسیع و عریض رنگا رنگ میدانوں کو حکمت کے تقاضے کے مطابق کس قدر نقش و نگار سے آراستہ کیا ہے۔ مشاطہ قدرت نے میری پیچیدہ گلگوں زلفوں کو باغات کی دلہنوں کی شاخوں پر کس خوبصورتی سے لپیٹا ہے۔ کیا تو نے موسم بہار کی باد نسیم کے دوران صحن لالہ زار میں مشاہدہ نہیں کیا کہ صبا نے گلزار کے چہرے پر کس قدر تکلف کیا ہے۔ غنچہ کی نگاہ باغ کے گل رخوں کے رخسار پر کھلی ہوئی ہے۔ بلبل کا خطیب سبحان ذی الملک والملکوت کہتے ہوئے ہم آواز لوگوں کی مانند اور ہر مرغزار میں قمریاں ہم آواز قاریوں کی مانند خوش الحانی میں مصروف ہیں۔

Marfat.com

آسمان نے کہا:

اے زمین! باغات' پھولوں اور مرغان خوش الحان سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اگر تجھے خوش الحانی چاہئے تو صاحبان عصمت ملکی کی تسبیحات کے نغمات اور آسمانی پاکیزہ عبادت گاہوں کے باشندوں کے زمزمے' چڑیوں کے چہچہوں اور باغ کے پرندوں کے ترنم سے کیا کم ہیں۔ میرے آسمان سے زیادہ آراستہ و پراستہ کون سی جگہ ہے۔ تو میری بات کیوں نہیں مانتی کہ نقاش قدرت نے میرے اندر لاکھوں شاخ و برگ کیسے پیدا فرمائے۔ اور ہر کوکب و اختر کی شکل و صورت سرخ گلاب کے پھول کی مانند' ہر پتی اور شاخ کے ساتھ کیسے آویزاں کی۔ چاند اپنے جاہ و جلال کے ساتھ میری فضا عیش و سرور کی بزم گاہ میں نور کا شامیانہ تانے عطار و عطر فروش کی مانند حکمت کا عطر اور دانش مندی کی دھونی رمائے ایک دوسرے کے متصل' زہرہ جس کے حسن و جمال کی شہرت ہے خوش دلی کے بستر پر خوشی و شادمانی کا طنبورہ ہاتھ میں تھامے کھڑا ہے۔ شاہ آفتاب نور کے سراپردہ میں اپنے چاروں طرف ظہور اور منافع کے خزانے تمام حاضرین پر نچھاور کرتا ہے۔ مریخ تاریخ کے ان صفحات پر اعشاری نقوش کی مانند شنگرف اور ہڑتال سے منقش' مشتری جو دولت و اقبال اور سعادت و فضیلت کا نگینہ ہے حسن کی جلوہ گاہ اور کمال کی چوٹی پر جا پہنچا ہے۔ زحل بلند مقام پر بدبختوں کے چہروں پر بدبختی کی سیاہی ملتا ہے۔ یہ تمام عالم صورت سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں رفعت و بلندی کے اعتبار سے آسمان کا قلعہ' فرشتوں کی عبادت گاہ' بلند و بالا عرش کا مقام و محل ہوں۔ یا وسیع و عریض کرسی کے احاطہ میں ہوں۔ کیا جبرائیل' میکائیل' عزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام کا مسکن میں نہیں ہوں۔ میں حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت گاہ ہوں' لوح و قلم کا محرم راز میں ہوں اور تقدس و پاکیزگی کا بیت المعمور ہوں۔

القصہ حسین آسمان نے پریشان حال زمین پر اپنی برتری دکھائی تو وہ پرنم آنکھوں سے سر خجالت جھکائے کئی ہزار برس مایوس پڑی رہی۔ جب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیستی سے صفحہ ہستی پر تشریف فرما ہوئے تو وہ فخر و مباہات و محبت سے جھوم اٹھی اور بولی۔

اے آسمان! میں اس پیغمبر و محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مسکن ہوں جن کے طفیل اٹھارہ ہزار عالم وجود میں آئے اور بارگاہ ملکوت کے مقرب ان کی بزم شہود کے خوشہ چین بنے۔ اگرچہ ان کا گوہر پاک عالم افلاک کے دائرہ سے بھی بلند و بالا ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا قیام و مقام میرا ہی کرہ خاکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر مجھ سے اٹھایا۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مجھ پر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک میری گود میں ہے۔ کیا یہ مقام جو مجھے ملا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے طفیل مجھے جو فضیلت و برتری حاصل ہوئی ہے تیرے نصیبوں میں ہے۔

آسمان مغلوب و لاجواب ہو کر زاویہ گمنامی میں جا چھپا۔ اس کے بعد شکستہ دل آسمان نے واہب العطا کی بارگاہ میں بارہا زاری کی اور درخواست کی۔

اے اللہ! اس صاحب کرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے آسمانوں کو منور و معطر فرما تاکہ سدا اندوہ و غم فراق میں مبتلا و مستغرق نہ رہیں۔ اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کے جذبہ محبت پر رحم آگیا اور شب اسراء اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ملاقات کے لئے بلایا تو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے کندھوں پر سوار کر کے تمام آسمانوں سے گزارا جائے اور ایک درجہ سے درجہ دنیٰ فتدلّٰی تک پہنچایا جائے۔ اس طرح آسمان اس دولت کی بدولت شرمندگی اور محرومی کے احساس سے باہر آیا اور اس کے جذبہ محبت کو سکون نصیب ہوا۔

Marfat.com

باب ۵۸

حیوانات کا عشق رسول کریم ﷺ

اگر چشم بینا سے دیکھیں تو عرش تا فرش محبت نے ہر شے کو اپنے اندر سمو رکھا ہے۔ ہر جا اسی کا ظہور ہے اور یہ مختلف النوع انداز' رنگ' روپ اور رخ سے جلوہ گر ہے۔ یہاں تک کہ جزا و سزا کے اندر بھی کار فرما ہے اور جب محبت اپنا رخ محور عشق و محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف موڑتی ہے تو کوئی اس کے سمندر پی جاتا ہے۔ پیاس پھر بھی نہیں بجھتی اور ھل من مزید کا نعرۂ مستانہ بلند کرنے لگتا ہے۔ کوئی اس کے جلووں اور عرفان کی تاب نہ لا کر انا الحق پکارنے لگتا ہے اور خون سے نماز عشق کا وضو کرنے کے لئے دار پر مسکراتا ہوا لٹک جاتا ہے۔

حیوانات بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ ان کو بھی محبت کے جذبہ سے مفر نہیں۔ یہ بھی داور محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار و محبت کرتے ہیں اور جتنی شدید محبت کرتے ہیں اتنا ہی اپنی قوم میں دوسروں سے ممتاز و منفرد ہو جاتے ہیں۔

براق کا عشق رسول کریم ﷺ

محبوب رب ودود صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرما رہے تھے اور ادھر آسمانوں اور جنت کو دلہن کی طرح سجایا جا رہا تھا۔ ملائکہ حیران تھے کہ یہ اہتمام کس لئے ہو رہا ہے کون آ رہا ہے۔

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کارگہ عالم میں ورود فرمائے نصف صدی سے زیادہ عرصہ بیت چکا تھا۔ ہجرت سے ایک سال قبل رب کریم نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو مخاطب کر کے حکم دیا۔

"اے جبرئیل!"

"لبیک یا اللہ!"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔

Marfat.com

"میں اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے کا مشتاق ہوں جنت میں جا کر براق لو اور میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر آؤ۔"

سید الملائکہ نے سنا تو چشم زدن میں وہاں تشریف لے گئے۔ بہشت کے مرغزاروں میں چالیس ہزار براق چر رہے تھے اور ہر ایک کی پیشانی پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم راحت جان چمک رہا تھا۔ ان چالیس ہزار براق میں سے ایک غمگین و آزردہ الگ تھلگ ایک کونے میں سر جھکائے آنسوؤں کے دریا بہا رہا تھا۔ اسے کھانے پینے سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ حضرت جبرئیل امین اس کے پاس گئے اور پوچھا۔

"یہ کیا حال ہے؟"

براق نے جواب دیا۔

"اے جبرئیل امین علیہ السلام! چالیس ہزار سال کا عرصہ گزرا کہ میں نے رب العالمین کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنا تھا۔ اس روز سے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں مبتلا ہوں۔ شوق دیدار میں کھانا پینا چھٹ گیا ہے۔"

جب حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے اس براق عاشق کا حال سنا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے منتخب کیا کیونکہ اس میں اشتیاق محمدی بدرجہ اتم موجود تھا۔ حالانکہ باقی براق بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک پر فدا تھے۔

"چلو۔"

جبرائیل امین علیہ السلام نے اس براق دل گرفتہ سے کہا۔

"کہاں؟"

اس نے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

"ان کو لینے جن کی محبت و عشق میں تم وارفتہ ہو۔"

براق نے سنا تو اسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسے اچانک ایک دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب' دیدار اور خدمت کا موقع میسر آئے گا۔ بیشک نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر زیادہ محبت ہو گی اس کا صلہ بھی اتنا ہی عظیم و اعلیٰ ہو گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رنگ لے آئی تھی۔ دونوں جہان کی نعمتوں سے زیادہ نعمت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار و قرب و خدمت تھی۔ براق کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ جب وہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ہمراہ چلا تو یوں لگتا تھا جیسے رقص کناں ہو۔

چمک دار رنگ اور مثل برق تیز روی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کا نام براق ہے۔

Marfat.com

ہفت افلاک سے ماورا سدرۃ المنتہیٰ تک محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جانے کے لئے جس آسمانی سواری کی ضرورت تھی وہ براق ہی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام جب مع براق بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ فرستادہ ربانی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشکیں پاؤں مبارک کو اپنے کافوری لبوں سے بوسہ دیا تو ان کی ٹھنڈک سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سرگیں آنکھوں کو وا فرمایا تو سامنے جبرئیل امین علیہ السلام کھڑے تھے۔ اس سے قبل کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے آنے کی وجہ دریافت فرماتے۔ وہ بولے۔

"اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! رب ودود کو آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہے۔"

جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ہمراہ گھر سے باہر تشریف لائے تو سامنے براق کھڑا تھا۔ جن کے عشق اور شوق دیدار میں وہ چالیس ہزار سال سے مثل ماہی بے آب تڑپ رہا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی محبوب و برگزیدہ ہستی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ فرط جذبات و محبت سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس ہنگام براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے شوخی دکھائی۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے اسے سرزنش کی اور فرمایا۔

"اے براق! یہ کیسی گستاخی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تجھ پر کون سوار ہو رہا ہے۔ اٹھارا ہزار عالم کے سردار اور سبحان الذی اسریٰ کے مطلع انوار کے مورد ہیں۔"

جب براق نے سنا تو عرض کیا۔

"اے وحی الٰہی کے امین اور جناب قدس کے ایلچی! میرے ساتھ درشتی و سختی روا نہ رکھیں۔ میں حاجت مند ہوں اور انہی محبوب حق صلی اللہ علیہ وسلم سے میری التماس ہے۔"

خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب براق کی التجا سنی تو اپنی زبان گوہر فشاں کو جنبش دی اور فرمایا۔

"بتاؤ تاکہ پورا کروں۔"

براق نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات میں سعادت وصال سے مشرف ہوا ہوں۔ آنجناب کی روح افزا روح سے اور جان بخش رائحہ سے آسودہ اور مطمئن ہوں۔ کل قیامت کو جب فلک پیما' عالم آراء' برق آسا انگنت براق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر مامور ہوں گے ایسا نہ ہو کہ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے صرف نظر فرما کر ان کی طرف ملتفت ہوں اور مجھے بیکار چھوڑ دیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ میں اس بات کی طاقت و یارا نہیں۔ میری درخواست قبول فرمایئے۔ بعد ازاں میری رکاب میں قدم مبارک رکھیں۔"

براق کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہر بن مو سے فریاد کناں تھا۔ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کی عشق و محبت میں ڈوبی التجا کو سنا تو فرمایا۔

"مطمئن رہو۔ یوم قیامت تجھ پر ہی سواری کروں گا۔"

براق نے سنا تو عشق کی وادیوں میں خنک ہوائیں چلنے لگیں۔ فوراً ادب سے جھک گیا۔ شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور پھر وہ عشق کے وسیلہ سے آسمانوں کے کئی طبقوں سے گزرتا ہوا عرش خداوندی کے ایوان تک جا پہنچا۔

ہرن کا عشق رسول کریم ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس ایک وحشی ہرن تھا۔ وہ چوکڑیاں بھرتا ادھر ادھر دوڑ رہا تھا اور شور مچا رہا تھا جو بھی دیکھتا اس کی حرکتوں سے لطف اندوز ہوتا۔ لوگوں کو دیکھ کر وہ اور بھی شوخیاں اور شرارتیں کرنے لگتا۔ لیکن یہ سب کچھ وہ صرف اس وقت کرتا جب وہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لے جاتے دیکھ لیتا تھا۔ یہ اس کا معمول تھا۔ لیکن جب وہ محسوس کرتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشک جناں خانہ انور کو زینت بخشی ہے تو وہ شوخیاں' شرارتیں اور شوریدہ سری یکسر بھول جاتا تھا۔ منمنانے کی بھی جرأت نہ کرتا اور اس طرح خاموش دبک کر بیٹھ جایا کرتا تھا جیسے وہ موجود ہی نہ ہو۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے اجتناب کرتے ہوئے ایسا کرتا تھا کہ کہیں وہ بارگاہ رسالت میں بے ادبی کا مرتکب نہ ہو اور اس کا نام بے ادبوں کی فہرست میں نہ لکھا جائے۔

یہ انداز جو ہرن نے اختیار کر رکھا تھا محض اس لئے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا تھا جو قابل رشک تھا کیونکہ جہاں محبت ہو وہاں ادب کا ہونا لازم شرط ہے ورنہ دعویٰ محبت سچا ثابت نہیں ہوتا۔

بنی نوع انسان کو تو بدرجہ اولیٰ اپنے محبوب و ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مودب و باوضو رہنا چاہئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک سنے ادب سے سر جھکا دے۔ صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرے پھر دیکھے کہ محبت کی قوس قزح اس کے وجود کے اندر کیا کیا رنگ آمیزی کرتی

Marfat.com

ہے۔

بکری کا عشق رسول کریم ﷺ

مومنین کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ کے ایک گوشے میں بیٹھی بکری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی طرف تک رہی تھی اور مسلسل تکے جا رہی تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کی آنکھوں کی چمک سے عیاں تھی۔ سکون و آرام کی چاندنی اس پر پھیلی ہوئی تھی۔ یہ کیفیت اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ عالیہ میں موجودگی تک برقرار رہتی تھی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو بکری ہجر کی آگ میں جلنے لگتی۔ سکون و طمانیت کی دولت عنقا ہو جاتی اور وہ مثل پروانہ شمع محبت کی تلاش میں عالم پریشانی و بدحواسی میں گھر کے اندر ایک کونے سے دوسرے کونے تک تیز تیز ڈگ بھرنے لگتی۔ اپنی بے چینی و بیکلی کا اظہار وہ اس وقت تک کرتی رہتی تاآنکہ وہ جلوۂ رخ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرور حاصل نہ کر لیتی تھی۔ اور پھر وہ غریق مست مے دیدار محبوب پرسکون بیٹھ جاتی تھی۔

وقت گزرتا رہا اور پھر وہ سانحہ عظیم برپا ہوا کہ وہ مقدس و مطہر ہستی جس کی خاطر جذبہ عشق و محبت کو جنم دیا گیا تھا داغ مفارقت دے کر اپنے محب رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئی تو عشاق کی دنیا اندھیر ہو گئی۔

فضا سوگوار تھی' ہوا غم ناک تھی' ماحول دلدوز و افسردہ تھا۔ بکری نے بھی دیکھا' محسوس کیا' لیکن اس پر اضطرابی کیفیت و حال نمودار نہ ہوا۔ جو فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں اس پر ہوا کرتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ دکھائی تو نہیں دیتا لیکن وہ یقیناً بیت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں موجود ہے۔ لہٰذا اس پر اطمینان و سکینہ کے انوار کی بارش ہوتی رہتی تھی' جن کی خنک روشنی میں وہ پرسکون تھی۔

گوش دراز کا عشق رسول کریم ﷺ

فتح خیبر سے یہود کا غرور و تکبر خاک مل گیا تھا۔ ان پر ایسی ضرب کاری لگی تھی کہ بلبلا اٹھے تھے۔ دراصل یہی وہ سرزمین تھی جہاں اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے اکثر و بیشتر سازشیں تیار کی جاتی تھیں اور پھر انہیں روبہ عمل لانے کے لئے مکہ کے کفار و مشرکین اور دیگر قبائل کو مسلمانوں کے خلاف معاندانہ سرگرمیوں میں شریک کر لیا جاتا تھا۔ غزوہ احزاب بھی یہود کی انہیں سازشوں کا

Marfat.com

مظہر تھا۔

اس فتح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں جو مال غنیمت آیا اس میں ایک گدھا بھی تھا۔ جب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو اس سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

گوش دراز نے اپنے آقا کی آواز سنی تو بصد ادب عرض کی۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس غلام کو یزید بن شہاب کہتے ہیں۔"

"آج سے تمہارا نام یعفور ہے۔"

یعفور نے سنا تو خوشی سے سر خم کر دیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پھر ارشاد فرمایا۔

"تمہارا مالک کون تھا؟"

"اے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا مالک مرحت نامی ایک بد مزاج یہودی تھا۔"

یہ کہہ کر یعفور تھوڑی دیر کے لئے رک گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے یہودی آقا کا مکروہ چہرہ اس کی نظروں کے سامنے پھر گیا ہو۔ وہ پھر بولا۔

"مرحت جنمی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتا تو بہت ناک بھوں چڑھاتا تھا۔ مجھے یہ سخت ناگوار گزرتا تھا اور اس کی اس گستاخی و بے ادبی کا انتقام لینے کے لئے موقعہ کی تلاش میں رہتا تھا۔ چنانچہ جب وہ میری پشت پر بیٹھتا تو میں دانستہ بدک جاتا اور اسے نیچے زمین پر گرا دیتا تھا۔ میرے اس طرح کرنے پر میرے ساتھ وہ بہت برا سلوک روا رکھتا تھا۔ مجھے شدید مارتا تھا بھوکا رکھتا تھا لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں تھی۔ میرے لئے یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو۔"

یعفور کے ایک ایک لفظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ٹپک رہی تھی۔ جب وہ بات مکمل کر چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا۔

"تمہاری کیا خواہش ہے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں جوڑا مہیا کر دیا جائے۔"

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت نے اس کے اندر عشق کے گل و گلزار کھلا دیئے۔ بے حد ادب اور ملتجیانہ انداز میں بولا۔

"نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے آباواجداد کہا کرتے تھے کہ ہماری نسل میں ستر گدھوں کو انبیاء علیہم السلام کی سواری بننے کا اعزاز حاصل ہو گا۔ ہماری آخری نسل پر وہ پیغمبر سوار ہوں گے جن کا اسم مقدس و مطہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا۔ تمنا ہے کہ میں وہ آخر بنوں۔"

یعفور کی التماس کو رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت بخشا اور اسے

Marfat.com

زندگی بھر اپنے پاس رکھا۔

وہ بڑی محبت اور ادب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو بجالانے میں ہمہ تن کوشاں تھا۔ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا اعزاز اتنا بڑا تھا کہ اس پر جس قدر ناز کیا جاتا اتنا ہی کم تھا۔ وہ ہر لحظہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں ڈوبا رہتا تھا۔ اسے اس بات پر بھی فخر تھا کہ اس کے آباؤاجداد کی پیشین گوئی بالکل سچی ثابت ہوئی اور وہی وہ ستر واں گدھا تھا جو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں آیا اور اسی پر اس کی خوش نصیب نسل کا خاتمہ ہو رہا تھا۔

جب محب ازلی نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا تو عشاق کے لئے یہ لمحہ عذاب سے کم نہ تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ان سے جدا ہو گئی تھی۔ ہر ایک بیتاب تھا۔ ہر چہرہ غم و اندوہ کے سیاہ بادلوں میں لپٹا ہوا تھا۔ جس کو دیکھو جدائی کی بھاری سلوں کے نیچے دبا ہوا تھا۔ یعفور کا بھی غم فراق میں برا حال تھا۔ کسی پل چین نصیب نہیں تھا۔ کسی سے اپنے کرب کا اظہار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا حال آشنا تو داغ مفارقت دے گیا تھا۔ دوسرا کوئی اس کی زبان نہیں سمجھتا تھا۔ اسی درماندگی و زبوں حالی میں تین دن بیت گئے۔ جب ضبط کا یارانہ رہا اور محبت کی آگ نے اس کے تن من کو جلا کر راکھ کر دیا تو سرنگوں ایک طرف کو چل پڑا۔ نڈھال' خستہ حال اور درماندہ و شکستہ چلتے چلتے وہ ایک کنویں کے کنارے پر رکا۔ آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا جیسے وہ اپنے رب کریم سے کہہ رہا ہو۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بھی جینا کوئی جینا ہے"

اور پھر اس نے کنویں میں چھلانگ لگا دی اور راہ محبت میں شہید ہو گیا۔

اونٹنی کا عشق رسول کریم ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے مقابل شام کے محلات بھی ہیچ و کمتر تھے اور وہ کوڑیوں کے مول بھی مہنگے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں باہر جانے کا عزم فرماتے تو اپنے محل سرا سے باہر تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص اونٹنی جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بہرہ ور ہوتی تو اس کے دل کی کلی کھل جاتی۔ ادب سے بیٹھ جاتی۔ محبت سے اپنی پشت پر بٹھاتی اور احتیاط سے قدم اٹھاتی تھی کہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نوع کی تکلیف نہ ہو۔ وہ اپنی خوش بختی پر نازاں تھی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دار بقا میں قیام فرمانے کے لئے تشریف لے گئے تو سب

Marfat.com

کی زبانیں گنگ تھیں۔ فدائی و جانثار کس زبان سے کہتے کہ ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے ان سے رخصت ہو گیا ہے۔

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص اونٹنی بھی پہلو میں محبت بھرا دل رکھتی تھی۔ آئینہ محبت میں اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کا عظیم سوار' محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہیں تو اس پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ کھانا پینا ترک کر دیا۔ لاکھ جتن کے باوجود وہ کھانے پینے پر راغب نہیں ہوتی تھی۔ جب وہ اپنی خالی پشت پر نظر ڈالتی تو تڑپ اٹھتی تھی۔ جدائی کا زخم اور گہرا ہو جاتا تھا۔ روز افزوں کمزور و ناتواں ہوتی جاتی تھی اور ایک دن وہ اسی حالت میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے داغ سینے میں لئے اس دارفانی سے رخصت ہو گئی اور ہمیشہ کے لئے امر ہو گئی۔

اونٹ کا عشق رسول کریم ﷺ

مسجد نبوی میں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجوم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی فضیلت کے بارے میں بیان فرما رہے تھے اور ترغیب دے رہے تھے کہ اس کو دیا کریں۔ حاضرین محفل پاک اپنے پیارے محبوب اور ملجاوماوا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ غور و انہماک سے سن رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک بدو ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھامے حاضر ہوا اور عرض کی۔

"اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسے رب تعالیٰ کے واسطے صدقہ کرتا ہوں۔"

سب اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعا دی اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"عمر! اس اونٹ کی قیمت کا تخمینہ لگاؤ تاکہ اس کی قیمت ادا کر دوں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ کی قیمت کا اندازہ لگا کر عرض کیا تو ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید فرما لیا اور اپنی خدمت کے لئے مختص کر لیا۔ اونٹ کی خوشی کی انتہا نہ تھی جو اس کے جسم پر حرکات اور آنکھوں کی چمک سے ہویدا تھی۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے اور اونٹ کو اپنے در اقدس پر باندھ دیا۔ اور خود رحمت کدہ کے اندر تشریف لے گئے۔ اونٹ دروازے پر نظریں جمائے کھڑا رہا اور انتظار کرنے لگا کہ اس کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کب جلوہ گری فرماتے ہیں۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اطہر سے باہر تشریف لائے تو اونٹ نے بصد ادب عرض کی۔

Marfat.com

"السلام علیکم یا زین قیامت"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواباً اس پر سلامتی بھیجی اور فرمایا۔

"علیک السلام"

اور اس کے پاس رک گئے کیونکہ وہ کچھ اور بھی عرض گزار کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ادب و محبت سے سر جھکا لیا اور گویا ہوا۔

"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری داستان صرف اتنی ہے کہ میں ایک مسافر کا اونٹ تھا۔ رات کا وقت تھا کہ میں اس کے گھر سے بھاگ آیا اور چلتے چلتے ایک جنگل میں پہنچا۔ بھوک کی شدت سے میں وہاں چر رہا تھا کہ بہت سے بھیڑیے آ گئے اور آپس میں کہنے لگے۔

"لاؤ اس کا فیصلہ کریں۔"

جب وہ میرے کھانے سے متعلق فیصلہ کرنے میں مصروف تھے تو ان میں سے چند ایک نے کہا۔

"اسے نہ ستاؤ۔ یہ زین قیامت کی سواری ہے۔ جو بہترین خلائق رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

چنانچہ انہوں نے میرے کھانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور واپس لوٹ گئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہنچ گیا۔ اتنا عرض کرنے کے بعد اونٹ لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوا اور پھر بولا۔

"اے اللہ کی نعمتوں کے قاسم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم! میری دو آرزوئیں ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں شرف قبولیت فرمائیں۔"

"کہو"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس نے کہا۔

"ایک آرزو یہ ہے کہ میں بہشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بنوں اور دوسری آرزو یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محب رب کریم کے پاس تشریف لے جائیں تو اس کے بعد میں جب تک زندہ رہوں مجھ پر کوئی اور سواری نہ کرے۔"

"تمہاری دونوں آرزوئیں پوری ہوں گی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پھر اسے دعا دی اور وصیت بھی فرمائی۔

وقت اپنی تیز روی سے ماضی کی تہوں میں اضافہ کرتا رہا۔ اور پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی گھڑی آ گئی۔ جس کو دیکھو تصویر غم بنا ہوا تھا۔ ہر عاشق یہی سوچ رہا تھا کہ نہ جانے دنیا نے ابھی کتنی طویل مسافت طے کرنے کے بعد قیامت سے ہم آغوش ہونا ہے جب کہیں جا کر محبوب

Marfat.com

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہو گا اور حوض کوثر پر ملاقات ہو گی۔ یہی خیال سب کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنت رسول حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس اونٹ کی پرورش کرنے لگیں۔ طائر وقت محو پرواز تھا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ جب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے چارہ دینے کے لئے باہر تشریف لائیں تو اونٹ نے سر کو جھکائے آواز دی۔

"یا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام علیک۔"

"علیک السلام"

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا۔ اونٹ نے عرض کی۔

"جب سے میرے آقا و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے ہیں چارہ میرے حلق سے نہیں اترتا۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ میں بھی اس دنیا سے سفر کروں۔"

یہ کہہ کر وہ قدرے خاموش ہوا اور پھر بولا۔

"اگر آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی پیغام دینا چاہتی ہوں تو فرمائیں۔"

اونٹ کا عشق اور جدائی کا کرب دیکھ کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کا سر بغل میں لے لیا اور گریہ کا عالم طاری ہو گیا۔ اتنے میں اونٹ نے جان دے دی۔ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اونٹ کے لئے جگہ کھدوائی اور کپڑے میں لپیٹ کر دفن کروا دیا۔ سات دن کے بعد جب اس کی جائے مدفن کو کھود کر دیکھا تو وہاں نہ اونٹ تھا اور نہ کپڑا۔ وہ تو جنت الفردوس میں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے پہنچ گیا تھا۔ عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوام بخش دیا تھا۔

Marfat.com

باب ۵۹

درندوں کا عشق رسول کریم ﷺ

سمندر کے سینے پر ایک کشتی موجوں کے تھپیڑے کھاتی چلی جارہی تھی۔ تمام مسافر مطمئن تھے۔ ہر کوئی اپنے اپنے خیالات میں گم تھا۔ اس کشتی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوار تھے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و تصور میں مگن تھے۔ اچانک سمندر میں طوفان آیا اور کشتی ٹوٹ گئی۔ سکون افراتفری میں بدل گیا۔ حد نظر تک پانی پھیلا ہوا تھا۔ سب کو اپنی جان کے لالے پڑے تھے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشتی کے ایک ٹوٹے ہوئے تختے پر سوار تھے جو سمندر کی بپھری ہوئی موجوں پر بہتا کسی نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ مبارک پر خوف تردد کا نشان تک نہ تھا۔ راضی برضا تھے۔

کئی گھنٹوں کے بعد تختہ سمندر کے کسی کنارے پر جا کر رکا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر سے اتر کر ساحل سمندر پر کھڑے ہو گئے اور ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگے کہ شاید کوئی تنفس یا بستی دکھائی دے جہاں سے وہ اپنی منزل کے بارے میں دریافت کر سکیں۔

اسی اثنا میں انہیں شیر کے چنگھاڑنے کی آواز سنائی دی۔ آپ اس طرف متوجہ ہوئے کہ ایک شیر لمبی سی جست لگا کر سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے خوف و خطر شیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور پھر اسے اس کی کنیت سے پکار کر فرمایا۔

"اے ابو الحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سفینہ ہوں۔"

شیر نے سنا تو اس نے ادب سے سر جھکا دیا۔ بھوکا خشمگیں چہرہ نرم پڑ گیا۔ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ایک غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح اپنا لقمہ بنا سکتا تھا۔ وہ نرم گام لیتا حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آیا اور پھر انہیں بڑی آہستگی سے دھکیلنے لگا جیسے اشارہ کر رہا ہو۔

"اس طرف چلیں"

Marfat.com

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ چلنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر ایک جگہ رکا جہاں سے ایک راستہ پھوٹتا تھا پھر اس نے اپنی زبان میں کچھ کہا جیسے وہ اپنے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو رخصت کر رہا ہو اور پھر واپس لوٹ گیا۔

Marfat.com

باب ٦٠

زہریلے کیڑوں کا عشق رسول کریم ﷺ

سانپ کا نام سنتے ہی انسان پر دہشت طاری ہو جاتی ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس زہریلے کیڑے کے اندر بھی محبت کا جذبہ ودیعت کر رکھا ہے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو سال قبل ایک نہایت ہی زہریلے سانپ نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا کہ وہ رب کریم کے محبوب، وجہ تخلیق کائنات اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس کے دل کی گہرائیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی قندیل روشن ہو گئی جس کی روشنی میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا۔ اس عاشق زار اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے بعثت کے مابین سینکڑوں کوس حائل تھے۔ وقت کا دھارا تیزی سے بہتا رہا۔

سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا دور مسعود آیا۔ ایک روز آپ علیہ السلام تشریف فرما تھے کہ ایک سانپ حاضر خدمت ہوا اور سوالیہ نظروں سے چہرہ اقدس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟"

اللہ کے رسول علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا۔ وہ گویا ہوا۔

"آپ مجھے مکہ مکرمہ کا راستہ بتادیں۔"

"تمہیں وہاں کیا کام ہے؟"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو بصد ادب بولا۔

"اے روح اللہ علیہ السلام! اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے معبوث ہونے کا وقت قریب آرہا ہے۔ ان کے دیدار کی پیاس دم بدم بڑھتی جارہی ہے۔ تلاش میں جاتا ہوں۔ شاید مراد بھر آئے۔"

سانپ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا جذبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیکھتے رہ گئے اور پھر ارشاد فرمایا۔

"بیشک میرے بعد وہ رحمت لقبی جن کا اسم مبارک احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تشریف لانے والے ہیں لیکن میرے اور ان کے درمیان ہنوز چھ صدیوں کا فاصلہ ہے۔"

Marfat.com

سانپ نے سنا تو عرض کی۔
"اے روح اللہ علیہ السلام! جو مایوس نہ ہو وہ امن پاتا ہے۔"
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا جواب سن کر بہت مسرور ہوئے اور پھر اسے مکہ مکرمہ کا راستہ بتا دیا۔
سانپ نے شکریہ ادا کیا اور پھر ایک طرف چل پڑا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں وہ دیوانہ وار مکہ کی سمت چلا جا رہا تھا۔ راستے میں گھنے جنگل بھی تھے اور ریگستان بھی۔ پہاڑ بھی تھے اور چٹیل میدان بھی۔ ندی نالے بھی تھے اور جان کے دشمن انسان اور جانور بھی۔ الغرض انگنت دشوار و کٹھن مراحل درپیش تھے لیکن ان سب سے بے نیاز و بے خطر جھومتا' رقص کناں' دل میں محبت کے جذبات کے ساگر لئے منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھا۔ بسا اوقات جوش محبت میں اس کے لبوں پر ایک غم ناک نغمہ تیرنے لگتا جو ہوا کے دوش پر سوار فضا کی وسعتوں میں پھیل جاتا۔ اس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

اے محبوب!
تیرے عشق میں۔
میں مثل چیونٹی کمر ہمت باندھتا ہوں۔
سانپ کی مانند سر کے بل چلتا ہوں۔
اور
غموں کے غار میں جائے قرار رکھتا ہوں۔
میرا دل۔
غم زدہ ہے۔
ہر آن میرے غم کی حدیں پھیلتی جا رہی ہیں۔
آخر میری زخمی روح۔
تیرے عشق میں کتنی بار خون میں نہائے گی۔
میں بے عقل ہوں۔
بوجہ بے قراری۔
اگر میں اپنی زندگی کی قید سے آزاد ہو جاؤں تو مجھے ملامت نہ کرنا۔
کیونکہ۔
تیرے عشق میں۔
اب یارائے صبر و قرار نہیں۔

Marfat.com

جب یہ سوز میں ڈوبے الفاظ ماحول میں بکھرتے تو ہر شے اداسیوں کی لپیٹ میں آجاتی تھی۔

عشق و محبت کی راہ بے حد کٹھن و دشوار گزار ہے۔ لیکن جب کوئی صدق دل سے اس پر گامزن ہوتا ہے تو پھر سب رکاوٹیں از خود ہٹتی چلی جاتی ہیں۔ سچی محبت' ذوق دیدار محبوب اور روشن منزل وہ زاد راہ تھی جس کے سہارے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل سفر بہت قلیل مدت میں طے کرلیا اور جبل ثور کی ایک غار میں جاکر دم لیا۔

سانپ نے غار کا اندر سے بغور جائزہ لیا کہ جب اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہاں آئے گا تو اس کا رخ انور کس طرف ہوگا۔ جب غور و خوض کر چکا تو پھر ایک دیوار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سوراخوں کے دریچے بنانے لگا۔ چند دنوں میں مختلف رخوں سے اس نے ستر دریچے بنائے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر ایک یا چند دریچے کسی وجہ سے بند بھی ہو جائیں تو دوسرے دریچوں سے وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوے دیکھ سکے۔ اس کام سے فراغت پاکر وہ شدت کے ساتھ اس وقت کا انتظار کرنے لگا جب اس کا آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں جلوہ فگن ہو گا۔ اور اس کی دلی آرزو بھر آئے گی۔ اس کے ارمانوں کے چراغ کی لو انتظار کے راستوں پر روشنی بکھیرنے لگی۔ دن ہفتوں میں ہفتے مہینوں میں۔ مہینے سالوں میں اور سال صدیوں میں ڈھلنے لگے۔

انتظار کے لمحات موت کی تلخیوں سے بھی شدید تر ہوتے ہیں۔ سانپ ان تلخیوں کے دوزخ میں جلنے لگا۔ لاریب محبت و عشق کی آزمائش بڑی صبر آزما ہوتی ہے۔ آخرکار وہ لمحہ آیا جس کا اسے بارہ صدیوں سے انتظار تھا۔ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان کا ایک اور بھی عاشق صادق سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ وہ بعجلت غار ثور کے اندر داخل ہوا۔ اسے اچھی طرح صاف کیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے اپنی پلکوں سے اپنے ملجا و ماوا کی جائے قیام کے اندر موجود خزف ریزوں' کنکروں اور تنکوں کو چنا ہو۔ سانپ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور عش عش کر رہا تھا۔ پھر اس نے اپنی چادر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے اور ان سوراخوں کو بند کرنے لگا کہ مبادا ان کے اندر کوئی زہریلا سانپ ہو۔ صرف ایک سوراخ بند کرنے والا رہ گیا تھا کہ کپڑا ختم ہو گیا۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام و حفاظت کے تمام انتظام کر چکے تو آہستگی سے گویا ہوئے۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اندر تشریف لے آئیں۔"

جب آسمان نبوت کا بدر منیر صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور کے اندر طلوع ہوا تو ہر سو روشنی اور خوشبو پھیل گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار ثانی اثنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

Marfat.com

زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرمانے لگے۔ عاشق زار نے اپنی ایڑی سے کھلے سوراخ کا منہ بند کر دیا۔ اور خود محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی ضیاپاشیوں میں کھو گیا۔

صدیوں سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آتش عشق میں سوزاں سانپ کا جذبہ محبت و شوق دیدار کا عالم دیدنی تھا۔ وہ جس سوراخ کے دریچے سے دید محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آتا اسے بند پاتا تو اور مضطرب ہو جاتا تھا۔ چرخ نیلی فام نے یہ نظارہ کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ ایک ہی مقام پر ایک عاشق تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دید کے لئے ماہی بے آب تھا اور دوسرا محب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کے جلوں کی تاب نہ لا کر تڑپ رہا تھا۔ آخر کار سانپ اس سوراخ سے آیا جسے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا۔ اس نے اولاً اس عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کی اور پھر بڑی آہستگی سے اپنا سر اس کی ایڑی پر مارنے لگا جیسے کوئی دروازے پر دستک دے رہا ہو کہ کھولو۔ ایک عاشق دوسرے عاشق سے التجا کر رہا تھا کہ اپنی ایڑی ہٹا لو اور مجھے بھی دیدار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ ور ہونے دو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً سمجھ گئے کہ سانپ ہے لہٰذا انہوں نے سوراخ کو اور زور سے بند کر دیا۔ پائے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پیہم دستک دینے کے باوجود جب انہوں نے اپنی ایڑی کو سوراخ پر سے نہ ہٹایا تو سانپ کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا۔ مجبوراً اس نے ڈنگ مارا۔ اس کے ڈسنے سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت تکلیف ہوئی لیکن آپ نے اپنے جسم کو جنبش تک نہ دی اور نہ ہی شدت تکلیف سے منہ سے آواز نکلی کہ مبادا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل پڑے۔ سانپ نے ڈسنے کے بعد چندے انتظار کیا۔ جب امید کی کرن دکھائی نہ دی تو دوبارا ڈنگ مارا۔ انتہائی شدید درد کے باوجود ایڑی بدستور سوراخ پر جمی رہی۔ جسم میں حرکت تک پیدا نہ ہوئی البتہ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے اور ایک قطرہ اشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارہ گلگوں پر پڑا آپ نے آنکھیں وا فرمائیں اور پوچھا۔

"ابوبکر! کیا بات ہے؟"

"شاید کسی سانپ نے ڈس لیا ہے"

انہوں نے عرض کی تو ارشاد ہوا۔

"سوراخ پر سے ایڑی ہٹا دو اور آنے والے کو آنے دو۔ یہ تو صدیوں سے ہماری محبت میں غلطاں ہے۔ لمبے سفر کی صعوبتیں برداشت کی ہیں اور مدت مدید سے ہمارے دیدار کے لئے چشم براہ ہے۔"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایڑی مبارک سوراخ پر سے ہٹالی۔ ایک ناگ باہر آیا۔

Marfat.com

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب سے کنڈلی ماری اور پھر کھڑے ہو کر چہرہ انور کی زیارت کرنے لگا۔ محبت کی آگ مبدل بہ سکون ہوئی۔ محب کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی کہ اس کا محبوب اس کی نظروں کی سامنے ہو۔ شرع محبت میں یہی مرقوم ہے کہ ہنگام وصل محب مقام ہجر پر ہوتا ہے۔ ناگ پر بھی یہی کیفیت طاری تھی۔ جانتا تھا کہ وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جدا ہو جائے گا لیکن پہلے فراق کی بہ نسبت اس ہجر کا کرب بہت زیادہ ہو گا کیونکہ اس میں دیدار یار کا رنگ بھی شامل ہو گیا تھا۔ جب سانپ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں کو اپنی آنکھوں میں سمیٹ چکا اور قرب و وصل کے خنک پانیوں سے جدائی و فرقت کی پیاس بجھا چکا تو نہایت ادب سے اپنا سر قدموں پر رکھ دیا اور واپس لوٹ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار کی طرف متوجہ ہوئے اور جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا لعاب دہن مبارک لگایا تو سب تکلیف یکسر کافور ہو گئی۔

Marfat.com

باب ۶۱

حشرات الارض کا عشق رسول کریم ﷺ

غار ثور کے دہانے پر ایک عنکبوت کسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کا اضطراب دیدنی تھا۔ ایک ایک پل گزارنا اس کے لئے قیامت کے مترادف تھا۔ وہ ہر لحظہ ادھر ادھر دیکھتی رہتی تھی کہ شاید اس کا محبوب و مقصود کسی طرف سے آتا ہوا دکھائی دے۔

سات صدیاں قبل کا واقع ہے کہ ایک دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے فرمایا تھا۔

"ہم ایک روز قاف قربت کے سیمرغ کو تیرے جال میں لائیں گے۔"

وہ سمجھ گئی تھی کہ اس پر بہت بڑی ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے۔ اسے اللہ ذوالجلال والاکرام نے اپنے محبوب اور پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ پر مامور فرما دیا تھا۔ لہٰذا اسی روز سے وہ عالم عالسیان صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی اور ہر لحظہ انتظار کی سولی پر لٹکی رہتی تھی۔

انتظار کی گھڑیاں بڑی طویل ہوتی ہیں، صدیوں سے چشم براہ تھی کہ کب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دید سے پیاس بجھے گی اور تفویض شدہ خدمت بجالائے گی۔ آخرکار محبت رنگ لائی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم غار کے دہانے پر تشریف لایا۔ مکڑی کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ اس نے سجدہ شکر ادا کیا اور پھر عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کمزور کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان اور کرم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آنکھوں کو طراوت نصیب ہوئی ہے۔"

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے تو مکڑی نے نہایت ادب اور عجز آمیز لعاب سے غار کے منہ پر جالا تننا شروع کر دیا اور بڑی تندہی سے اس خدمت کو بجالائی۔

کفار مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرتے ہوئے غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو یہ سوچ کر کہ غار کے اندر اگر کوئی داخل ہوا ہوتا تو تار عنکبوت ٹوٹا ہوا ہوتا واپس لوٹ گئے۔

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محب مکڑی تین دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ کے قرب و دیدار سے تسکین قلب و جان کا سامان فراہم کرتی رہی اور سات صدیوں سے محبت و انتظار کی آگ میں جلنے کا ایسا ارفع و اعلیٰ ثمرہ پایا جس کا کوئی نعم البدل نہیں تھا۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۶۲

جمادات کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قحط سالی نے زندگی کی رونقوں کو سلب کر رکھا تھا۔ اس کے اثرات انسانوں' حیوانوں' کھیت کھلیانوں اور باغات پر یکساں نمایاں تھے۔ ہر سو بھوک کی فصلیں اگی ہوئی تھیں۔ حلیمہ سعدیہ بنت ابی ذویب اپنے فاقہ زدہ شیر خوار بچے عبداللہ اور خاوند حارث بن عبدالعزیٰ کے ساتھ اپنے قبیلہ بنوسعد بن بکر کی خواتین' سہیلیوں اور سکھیوں کی معیت میں مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئیں تاکہ دودھ پلانے کے لئے کوئی بچہ حاصل کر سکیں۔ وہ ایک دبلی پتلی گدھی پر سوار تھیں جو چلنے سے بھی لاچار تھی اور ان کا خاوند نحیف و نزار اونٹنی پر بیٹھا تھا۔ یہ چھوٹا سا قافلہ سست روی سے جانب منزل رواں دواں تھا۔

رسم کے مطابق نوزائیدہ بچوں کے والدین و لواحقین کسی دودھ پلائی کی تلاش میں رہتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے لوگوں کو جب پتہ چلا کہ بنوسعد کی عورتیں آئی ہیں تو حاجت مندوں نے ان سے رابطہ قائم کیا۔ چند ہی یوم میں حلیمہ سعدیہ کی ساتھی عورتوں کو دودھ پلائی کے لئے کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا تھا اور وہ بڑی شاداں تھیں۔ انہوں نے (حضرت) عبداللہ بن عبدالمطلب کے یتیم بچے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو محض اس وجہ سے قبول نہیں کیا تھا کیونکہ بیوہ ماں بچے کی دودھ پلائی کے ساتھ اتنی بھلائی تو نہیں کر سکتی تھی جتنی کہ ایک باپ سے توقع رکھی جاتی تھی۔

(حضرت) حلیمہ سعدیہ بڑی اداس و ملول بیٹھی تھیں۔ سوچوں کے بحرِ اندوہ میں مستغرق تھیں۔ وہ جب اپنی کسی سہیلی یا قبیلے کی عورت کو بچے کے ساتھ دیکھتیں تو دکھ کا زخم اور گہرا ہو جاتا۔ خالی ہاتھ واپس لوٹنا پسند خاطر نہ تھا۔ مایوسی کے اندھیرے مزید گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ جب جذبات پر ضبط کا یارا نہ رہا تو خاوند کو مخاطب کر کے گویا ہوئیں۔

"اگر کہو تو محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یتیم بچے کو لے آؤں۔"

"تمہاری مرضی ہے۔"

حارث بن عبدالعزیٰ نے کہا تو وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھیں اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

Marfat.com

کاشانہ اقدس کی طرف چل پڑیں۔ دل و دماغ میں خیالات کا ہجوم تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ جس بچے کی وہ دودھ پلائی بننے والی ہے وہ شاہ امم ہے۔ تاجدار عرب و عجم ہے۔ محبوب رب العالمین ہے۔ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کی آمد سے اس کا گھر نعمتوں سے بھر جائے گا۔ اس کا نام تاقیام قیامت زندہ جاوید ہو جائے گا۔ عظیم صحابہ کرام اس کے احترام میں رک جایا کریں گے۔ آخرکار وہ در مقصود پر پہنچیں اور دستک دی۔ اندر تشریف لے گئیں اور بچے کو لینے کی تمنا ظاہر کی۔ اور جب نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہزار جان سے قربان ہو گئیں۔ نور و نکہت نے گھر کو منور کر رکھا تھا۔ محبت سے دل بے قرار ہو گیا۔ دامن صبر ہاتھ سے چھوٹ گیا اور بڑھ کر بچے کو بیساختہ سینے سے لگا لیا۔ کائنات کی ہر شے حلیمہ سعدیہ کی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔ اللہ کی نعمتوں کے قاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاعی ماں کے پاس پہنچتے ہی نعمتیں بانٹنا شروع کر دی تھیں۔ ان کی خشک چھاتیوں میں دودھ لبالب اتر آیا۔ مسرت و انبساط کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ خوشیوں کی رتھ پر سوار اپنی قیام گاہ پر پہنچیں اور اپنے شیرخوار بچے کو خوب پیٹ بھر کر دودھ پلایا جو کئی دنوں سے اس کے لئے ترس گیا تھا۔ ہر چیز بدلی بدلی سی نظر آ رہی تھی۔ ان کا خاوند حارث اٹھ کر اونٹنی کی طرف گیا تو چہرے پر حیران کن خوشی چھا گئی۔ اونٹنی کا ہوانا دودھ سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا دودھ دوہا اور سیر ہو کر پیا۔ واپس آیا اور بیوی سے کہا۔

"حلیمہ! تم نے بڑا مبارک بچہ حاصل کیا ہے۔"

اپنے قبیلے میں واپس جانے سے قبل (حضرت) حلیمہ سعدیہ کے دل میں بیت اللہ کے طواف کی خواہش نے جنم لیا چنانچہ وہ حضرت آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں اٹھائے حرم کعبہ میں داخل ہوئیں۔ طواف سے پہلے حجراسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھیں تو ورطہ حیرت سے پاؤں وہیں جم کر رہ گئے۔ کیا دیکھتی ہیں کہ حجراسود نے اپنی جگہ سے حرکت کی۔ آہستگی سے راحت انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور محبت سے چہرہ انور کے بوسے لینے لگا اور پھر اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر حلیمہ سعدیہ طواف کرنا بھول گئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ کب برداشت تھا کہ خانہ کعبہ کے اندر بت ہوں اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ کی گود میں ان کا طواف کرے۔ جب وہ عالم استعجاب سے باہر آئیں تو فوراً بیت اللہ سے باہر تشریف لے گئیں۔

"یہ بڑی عظمت والا ہے۔"

"یہ بڑا عظیم ہے۔"

"یہ دل و جان سے پیارا ہے۔"

Marfat.com

ان کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات گردش کر رہے تھے۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتیں اپنی قیام گاہ کی طرف جارہی تھیں جہاں ان کا خاوند حارث رخت سفر باندھے واپس قبیلے کی طرف جانے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔

محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ پتھر بھی پیار کرتے تھے۔ بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن سے شباب کی پاکیزہ و اطہر منزلیں طے ہونے لگیں۔ چہار اکناف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و صداقت کے چرچے ہونے لگے۔ دانستہ یا نادانستہ ہر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام و عزت کرنے پر مجبور تھا۔ مکے کے گلی کوچوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق' اسوۂ حسنہ اور بے مثل افعال و کردار کی مہک بسی ہوئی تھی۔ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں کے مصداق پاک دامنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے بوسے لیتی رہتی تھی۔ چاند کی خنک کرنیں' سورج کی شعاعیں' کائنات کا ذرہ ذرہ' نباتات و جمادات سب بخوبی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے برگزیدہ رسول اور محبوب و حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اطراف مکہ سے گزرتے تو شجرو حجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظارۂ دید سے اپنی پیاس بجھاتے اور بصد ادب و نیاز جھک کر سلام کے نذرانے پیش کرتے تھے۔

بعثت کے بعد تاجدار اقلیم عشق و محبت شہ مدنی و مکی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو کفرو الحاد لرزہ براندام ہو گیا اور عناد و دشمنی پر کمر باندھ لی۔ مخالفت کی تند آندھیاں چلنے لگیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے زبان مخلوق جنہیں لوگ جبل احد کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی مئے ناب میں سرشار مدینہ پاک میں منتظر و چشم براہ تھا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ محبین حاضر خدمت تھے کہ زبان قدس سے ارشاد فرمایا۔

"مدینہ میں احد ایک مقدس پہاڑ ہے۔"

"مقدس پہاڑ"

حاضرین کے ذہنوں میں یہ لفظ گونجنے لگے' لیکن سب خاموش رہے۔ وقت کے ہم آہنگ یہ الفاظ مبارک ان کے تحت الشعور میں کہیں جا کر جم گئے۔ لمحات مختلف کروٹیں لیتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کو مستقر بنانے کے لئے تشریف لے آئے۔ وقت گزرتا رہا فتح خیبر کے بعد اپنے عشاق کے جلو میں واپس تشریف لا رہے تھے کہ کوہ احد دکھائی دیا تو فرمایا۔

"احد جبل یحبنا و نحبه"

یعنی احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

Marfat.com

حاضرین نے سنا۔ ان کے تحت الشعور میں موجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ الفاظ کہ احد ایک مقدس پہاڑ ہے ابھر کر سامنے آ گئے اور اس کے مقدس ہونے کا عقدہ کشا ہو گیا۔ لاریب جو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت و پیار کرتا ہے وہ مقدس ہو جاتا ہے اگرچہ وہ پتھر کا پہاڑ ہی کیوں نہ ہو۔

ایک مرتبہ شاہ خوباں صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ کوہ احد پر تشریف لے گئے۔ محب کو محبوب کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہو تو اس سے بڑی نعمت غیر مترقبہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا وہ سرمستی و خوشی سے جھومنے لگا ماہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا۔

"اے احد! ٹھہر جا۔ تم پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

احد نے جب اپنے محبوب کا ارشاد عالیہ سنا تو وہیں ساکن ہو گیا۔ کوہ احد کو چشم محبت سے دیکھنے والے آج بھی اس کے سنگی چہرے پر مسکراہٹوں کا نور دیکھ سکتے ہیں کیونکہ اس نے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو محبت سے چوما تھا اور اطاعت کے پھولوں کا ہار پہنا تھا۔

دور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی شب و روز محبت کی ساعتوں پر ادب کے ساتھ گزرتے رہے۔ آسمان کے ستاروں کی طرح روشن و تاباں اصحاب رسول اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت جھرمٹ میں لئے رہتے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شفقت احد پر پڑی تو مبارک لبوں سے اللہ اکبر کی صدائے دل نشیں نکلی اور فرمایا۔

"یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔ یہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔ جب کہ عیر بھی ایک پہاڑ ہے جو کوہ احد سے جنوب میں مکہ مکرمہ کے راستے پر ہے وہ مجھ سے دشمنی کرتا ہے اور میں اسے دشمن سمجھتا ہوں۔ وہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی آج بھی اپنی پوری تابانیوں اور معنویت کے ساتھ فضا میں پھیلا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی جنت الفردوس اور رضائے الٰہی کا نام ہے۔ اگر پتھر اور سنگلاخ پہاڑ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتے ہیں وہ مقبول و معظم و مقدس ہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی و عناد رکھتا ہے۔ توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے۔ بے ادب و گستاخ ہے وہ مبغوض و راندہ درگاہ ایزدی ہے۔ اسفل السافلین ہے۔ اسیر جہنم ہے۔ نخچیر غضب خداوندی ہے۔ مردود ہے اور ابلیس کا دوست ہے۔

عاشقان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے اس ارشاد عالیہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"عرصہ حشر میں احد کا سنگی چولا اتار کر اسے انسان کی صورت میں صدیقوں کی صف کے درمیان میں کھڑا کیا جائے گا چونکہ اس میں صدیقوں کی صفت کا غلبہ ہے۔ اس لئے انہیں کی صورت عطا کی جائے گی۔"

اگر کوہ احد کو بہ طفیل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ رتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو حضرت انسان جو اشرف المخلوقات ہے۔ اپنے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کے سنہری چراغ روشن کرے تو اس کی پرواز کا کیا عالم ہوگا۔ اس کا تصور حد ادراک سے ماورا ہے۔ اور جس شخص کا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے تہی ہے وہ ایسا جانور ہے جو دنیا کی غلاظت چرنے کے لئے آیا ہے اور مقام اس کا حاویہ ہے۔

جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے تو ایک روز کوہ حرا پر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نو دیگر عشاق تھے۔ کوہ حرا نے جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کو اپنے سینے پر پایا تو اس کی محبت میں طغیانی آگئی۔ مسرت و شادمانی سے وہ حرکت میں آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا۔

"ٹھہر جا' تم پر نبی' صدیق اور شہید کھڑے ہیں۔"

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنتے ہی وہ اپنی حرکت بھول گیا۔

اسی طرح جبل ثبیر نے بھی بصد ناز و خوشی بوقت قدم بوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرکت کی تھی جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ٹھوکر مار کر فرمایا۔

"رک جا! تم پر نبی۔ صدیق اور دو شہید ہیں۔"

کوہ حرا و ثبیر بظاہر گونگے' بہرے اور سخت نظر آتے ہیں لیکن ان کے دل محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز تھے۔ جب انہوں نے اچانک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس پایا تو عالم سرمستی و خوشی میں مستانہ وار وجد میں آئے تو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تنبیہہ فرمائی کہ اظہار خوشی و مسرت کرو۔ لیکن محب کی طرح ادب بجا لاؤ۔ یہی وجہ تھی کہ حکم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سن کر فوراً دم بخود ساکن ہو گئے اور ادب سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن محبت تھام لیا۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ۶۳

نباتات کا عشق رسول کریم ﷺ

مسجد نبوی میں جائے نماز کے قریب نصب تاڑ کی لکڑی کے دو شاخہ تنے سے تکیہ لگا کر کملی والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ محبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ اس طرح کھڑے رہنا ان کے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ باعث آرام و سکون نہیں تو انھوں نے ایک بڑھئی کو درخت اثلہ سے تین درجوں والا منبر بنانے کو کہا۔

جب منبر تیار ہو گیا تو عاشقان باصفا نے لے اس مقام پر رکھا جہاں اب منبر شریف موجود ہے۔ یوم جمعۃ المبارک ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم بغرض خطبہ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمانے لگے۔ معاً" فضا میں ایسی آواز ابھری جیسے اونٹنی نکالتی ہے۔ دو شاخہ تنا (حنانہ) اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی فرقت میں باواز بلند بچوں کی مانند بلک بلک کر رو رہا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے جب اس کی دردیلی آواز سنی تو عشق کے سمندر میں طغیانی آ گئی۔ وہ بھی تڑپ اٹھے اور ان پر گریہ کا عالم طاری ہو گیا۔ گالوں پر سیل اشک رواں تھا۔ ہچکیوں اور آنسوؤں نے عجب سماں باندھ دیا تھا۔ ماحول میں محبت کی رنگ آفرینی فراواں تھی۔ سب بیکل و مضطرب تھے۔ عشق کی آگ کے شعلے لحظہ بہ لحظہ بھڑک رہے تھے۔ لکڑی کے تنے کے رونے کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ اور پھر سب نے دیکھا کہ وہ تنا فراق کی شدت سے شق ہو گیا اور اس میں شگاف پڑ گیا۔

سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لکڑی کے تنے کی حالت زار دیکھی تو اس کے پاس تشریف لائے۔ اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ اس پر دست شفقت پھیرا اور اسے مخاطب کر کے فرمایا۔

"حنانہ"

لکڑی کے تنے نے جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنشیں آواز سنی تو فوراً رونا بند کر دیا اور چپ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

"اگر تو چاہے تو تجھ کو تیری جگہ پر سابقہ حالت میں کر دوں اور اگر چاہے تو بہشت جاوداں میں بٹھا دوں تاکہ اس کی لہروں اور چشموں سے سیراب ہُوا کرے اور دوستانِ کبریا تیرا میوہ کھائیں۔"

فرمانِ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سنا تو یوں لگا جیسے وہ سوچ میں پڑ گیا ہو۔ ایک طرف ہجر کی آگ شعلہ زن تھی اور دوسری طرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا خیال تھا۔ محب نے ہجر کی آگ کو سینے سے لگا لیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام و سکون کو مقدم رکھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اپنے اصحاب کی جانب متوجہ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اس نے دار الخلد میں رہنا پسند کیا ہے۔"

حاضرین پر کیف کا عالم طاری تھا۔ سید العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب و دل موہ لینے والی میٹھی آواز پھر فضا میں بلند ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اس کو تسلی نہ دیتا تو یہ لکڑی کا تنا قیامت تک میری مفارقت کے غم میں اسی طرح روتا رہتا۔"

اس واقعہ نے اصحاب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینوں میں عشق کا جوالا مکھی بھڑکا دیا تھا۔ لکڑی کے سوکھے تنے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس والہانہ انداز سے محبت کا اظہار کیا تھا اس سے اقلیم عشق میں انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا۔ ہر محب سوچنے پر مجبور تھا کہ اس امر کا جائزہ لے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی محبت لکڑی کے سوکھے تنے کے مقابل کس درجہ و مقام پر ہے۔ اور عالم تصور میں دیکھ رہا تھا کہ حنانہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کے لئے جنت میں چشم براہ ہے تاکہ اپنے میووں سے ان کی میزبانی کرے۔

ہر زبان پر لکڑی کے سوکھے تنے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا تذکرہ تھا۔ اس عجیب واقعہ نے ہر متنفس کے دل پر گہرے نقوش ثبت کئے تھے۔ وقت شب و روز کی کروٹیں بدلتا رہا۔ ایک مرتبہ چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم شہنشاہ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں بغرض آرام قیام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت میں تھے کہ محبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک درخت آہستگی سے زمین کا سینہ چرتا پھاڑتا انبساط و نشاط کی لہروں پر ناچتا جھومتا چلا آرہا ہے سب حیرت بدنداں اس کی طرف دیکھنے لگے۔ بڑی انہونی بات تھی ایسا نظارہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا اور پھر وہ درخت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے پاس آکر رک گیا اور اپنے سایہ کے

Marfat.com

آغوش میں صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لے لیا۔ وہ عالم سرمستی و بے خودی میں جھک جھک کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بلائیں لے رہا تھا۔ قدموں پر محبت کے پھول نثار کر رہا تھا اور پھر وہ اسی انداز سے الٹے قدم چلنے لگا تاکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت نہ ہو اور بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں بے ادبی نہ ہو جیسے جیسے وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے پرے ہٹتا جاتا تھا اس پر اضمحلال و افسردگی کی کیفیت طاری ہوتی جا رہی تھی۔ دوری کا دکھ اور کرب اس کے پتوں اور شاخوں سے عیاں تھا۔ اور جب وہ اپنی جگہ پر جا کر ساکت و صامت کھڑا ہو گیا تو اس پر عجیب طرح کی اداسی چھائی ہوئی تھی۔ پتے ساکت تھے اور شاخیں لہرانا بھول گئی تھیں۔

جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما چکے تو اپنے اصحاب کی جانب دیکھا۔ ان کے چہروں پر حیرت و استعجاب نے ہنوز ڈیرے جما رکھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم دریافت فرمایا۔

"کیا بات ہے؟"

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عجیب و غریب واقع دیکھا ہے۔"

"کیا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا تو انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا من و عن عرض کر دیا۔ سماعت فرمایا تو بولے۔

"یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب کریم سے مجھے سلام کرنے کی اجازت طلب کی اور اسے اجازت مل گئی۔"

غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو خیالات کی رنگین و طربناک وادیوں میں کھو گئے۔ سوچنے لگے کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان محبوبیت ہے۔ کائنات کی ہر شے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دام محبت میں گرفتار ہے۔ آنکھوں میں شوق و اشتیاق دیدار کی شمعیں روشن کر رکھی ہیں۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو دیکھتی ہے تو عشق کے جذبہ فراواں سے بے قرار ہو جاتی ہے۔ کلمہ پڑھتی ہے۔ سلام کرتی ہے۔ خاص سلام کے لئے رب تعالیٰ سے اذن طلب کرتی ہے جیسے اس درخت نے اجازت مانگی تھی اور پھر یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں مسحور ہو جاتی ہے۔

وقت لمحات کے دوش پر اڑتا رہا اور پھر زمانہ کا سورج عہد تابعین پر چمکا۔ اس کی شعاعوں میں رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے آبدار و بیش بہا موتی بھی دمک رہے تھے۔ اور جب حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے لکڑی کے سوکھے تنے کی حضور اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے محبت کے بارے میں حدیث پاک کا مطالعہ کیا تو بیکل ہو گئے۔ اور جب اسے بیان کرنے لگتے تو فرط محبت سے ان کے رخساروں پر آنسو بہنے لگتے تھے اور رقت آمیز لہجے میں فرماتے۔

"اے اللہ کے بندو! یہ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ خشک لکڑی تو محبوب انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں زار و قطار رونے لگی۔ کیا تم اس سے کہیں زیادہ اس بات کے مستحق نہیں ہو کہ حبیب کردگار، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا شوق دل میں موجزن ہو۔ ہر وقت فکرمند اور گریہ کناں رہو۔ آخر ایک امتی جاندار ہو کر کیوں نہ عشق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے۔ تڑپے اور مچلے۔"

اور پھر ان کی آواز جذبات محبت و عشق سے رندھ جاتی۔

لکڑی کے سوکھے تنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بارے میں حدیث پاک پڑھ کر ایک بزرگ حضرت صالح شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان سے بیساختہ ایک شعر نکلا جس کا ترجمہ ہے۔

"اور لکڑی کا ستون فرط شوق اور رقت قلبی کی وجہ سے رونے لگا اور آواز کو اس طرح حلق سے گھما گھما کر نکالتا تھا جس طرح عشار نکلتی ہے۔"

دوستو! قلب سلیم و زندہ کی سب سے بڑی نشانی تو یہی ہے کہ عشق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد ہو اور جو دل اس سے تہی ہو لاریب وہ خبیث لوتھڑا ہے اور شیطان، نفس اور خواہشات کا مسکن ہے۔

Marfat.com

باب ۶۴

اشعار در عشق رسول کریم ﷺ

مختلف زبانوں کے شعراء نے بزبان اشعار بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ محبت پیش کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے تو خود کو صرف نعت گوئی تک محدود رکھا جب کہ بعض نے دیگر شعری اصناف میں طبع آزمائی کے ہم آہنگ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یا نعتیہ اشعار بھی کہے ہیں۔ مختصراً یہ کہ سب نے اپنے اپنے انداز میں محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کیا ہے۔

اگر ان تمام نعتوں اور نعتیہ اشعار کو یکجا کیا جائے تو کئی دفتر درکار ہوں گے۔ اس باب میں صرف ان نعتوں اور اشعار کو جگہ دی گئی ہے جن میں حب رسول یا عشق رسول یا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ حضرت احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

مغز قرآن، روح ایماں، جان دیں
ہست حب رحمتہ العالمین

دل عطا کر سوختہ عشق شہ ابرار میں
آنکھ روتی دے جمال مصطفیٰ کے واسطے

۲۔ احمد خان آہی (سرسید)

ز کفر من چہ می خواہی ز ایمانم چہ می پرسی
ہماں یک جلوہ عشق ست ایمانے کہ من دارم

Marfat.com

خدا دارم، دل پر تاب ز عشق مصطفیؐ دارم
نہ دارد ہیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم

(ترجمہ) تم میرے کفر سے کیا چاہتے ہو اور میرے ایمان کے بارے میں کیا پوچھتے ہو۔ میرا ایمان تو صرف ایک جلوہ عشق ہے اور بس میرے دل میں اللہ ہے اور میرا دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حرارت پذیر ہے۔ کسی کافر کے پاس یہ ساز و سامان نہیں جو میں رکھتا ہوں۔

۳۔اصغر نثار قریشی

جس دل میں جاگزیں ہے محبت حضورؐ کی
ہوگی اسے نصیب شفاعت حضورؐ کی

مرا دل مری جان عشق محمد ﷺ دل و جاں کا ایمان عشق محمد ﷺ
محبت کی تفسیر ساری خدائی خدائی کا عنوان عشق محمد ﷺ
زمین و فلک اس کے زیر نگیں ہیں ہے جس دل میں مہمان عشق محمد ﷺ
نہ دولت نہ حشمت نہ شہرت نہ صورت ہے مومن کی پہچان عشق محمد ﷺ
قدم رکھ بنام خدا مشکلوں میں بنا دے گا آسان عشق محمد ﷺ
اسے خوف کیا حادثات جہاں کا ہے جس کا نگہبان عشق محمد ﷺ
کرے گا قیامت میں امت کی خاطر شفاعت کا اعلان عشق محمد ﷺ
بہر حال کوثر پیے جا رہا ہوں ہے بخشش کا سامان عشق محمد ﷺ

نثار اہل جنت بھی نازاں ہیں جس پر
دکھاتا ہے وہ شان عشق محمد ﷺ

الفت جسے ہے محمدؐ کے نام سے
نسبت اسی اسی کو ہے رب کرام سے

نہیں جن کو محبت مصطفیٰؐ سے
وہی محروم ہیں فضل خدا سے

Marfat.com

جمالِ کبریا غلمان و حور و جنت و کوثر
محمدؐ سے محبت کرنے والوں کا صلہ ہوگا
اب اسکے سوا اور میں کیا مانگوں خدا سے
دل عشق محمد ﷺ کا طلبگار ہوا ہے

عشق شہؐ حجاز سے، فکر جنوں طراز سے
گرم رہے مرا لہو لحظہ بہ لحظہ دم بہ دم

۴۔انور صابری

وفا کا یہی مقصد زندگی ہے، یہی اولیں شرط عشق نبیؐ ہے
کبھی شدت اضطراب الم سے، نمی چشم حسرت میں آنے نہ پائے
نہ گھبراؤ اے عاشقان رسالت، دم گرمی آفتاب قیامت
قبائے شفاعت کے ہوں گے میسر سروں پر سرحشر پر کیف سائے

۵۔باغ علی (حکیم مولوی)

عشق محبت والے بندے بے فرمان نہ ہندے
تابع امر رضا وچ رہندے غافل کدی نہ ہندے
وقت ہے پیری وقت اخیری یارب فضل کمائیں
حب نبیؐ ہے آل صحاباں بخشیں میرے تائیں

۶۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

یکفی بنا فضلاً علی من غیرنا
حب النبی محمدٍ ایانا

(ترجمہ) ہمیں غیروں پر یہ فضیلت کافی ہے کہ ہمارے دل حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پر ہیں۔

۷۔حفیظ جالندھری

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں کچھ خامی تو ایماں نامکمل ہے

Marfat.com

محمدؐ کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

۸۔حمید صابری

جگا جوت دل میں وہ عشق نبیؐ کی
اجالوں میں ڈھل جائے شب زندگی کی

۹۔ذوالفقار

خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس
محمد ﷺ حامد حمد خدا بس

(ترجمہ) حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور حمد الٰہی کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔

۱۰۔حضرت سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی
عشق محمدؐ بس است و آل محمدؐ

(ترجمہ) اے سعدی! اگر تو جواں مردی اور عشق کا اظہار کرنا چاہے تو تیرے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کا عشق کافی ہے۔

۱۱۔شاعر لکھنوی

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گداز عشق رسولؐ ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے جو نظر میں آئے تو پھول ہے
جسے اس نظر سے ہیں نسبتیں وہی دل ہے عشق میں کام کا
جو نہ تاب عکس بھی لا سکا تو وہ آئینہ ہی فضول ہے
ذرا سوچ واعظ خوش بیاں میں کہاں ہوں عشق میں تو کہاں
تیری راہ عالم خلد ہے مری راہ کوئے رسول ﷺ ہے

Marfat.com

ہوا جو گرفتار عشق نبیؐ
وہ دوزخ سے یکسر ہوا ہے بری

۱۲۔ شاکر محمد دیوانہ (قاضی) لنگاہ مخدوم پوری

یہ شاکر عشق احمد میں بنا ہے والہ و شیدا
خداوند دوعالم نے ہے رحمت اس پہ فرمائی

سمائی ہے دل میں محبت نبیؐ کی
عجب کیمیا ہے قرابت نبیؐ کی

مجھے ان کی شفاعت کا نہ ہو کیونکر یقین شاکر
کہ عشق احمد مرسل ﷺ سے یہ دل جگمگاتا ہے

جہنوں عشق محمدیؐ مول نہیں اوہ راز حقیقت کیا جانے
اتے حاصل قرب حضورؐ نہیں اور عشق دی لذت کیا جانے

۱۳۔ حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ

اے دوست بیا زود بہ مخانہ جامی
از حب نبیؐ گر طلبی سینہ سرشار

(ترجمہ) اے دوست! بہت جلد حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل حب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو جائے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰؐ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

(ترجمہ) جس کا ساز و سامان عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اس کے گوشہ دامن میں بحر و بر سما جاتے ہیں۔

۱۴۔ عابد نظامی (خواجہ)

اک عشق مصطفیٰؐ تھا جو جوش آگیا مجھے
ورنہ دھرا ہی کیا تھا جہان خراب میں

Marfat.com

۱۵- عبدل

میں وہاں ہوں اب جہاں ہے عشق احمدؐ کا عروج
منزلیں ہوتی ہیں عبدل ختم اس منزل کے بعد

فرشتے قبر میں گر مجھ سے پوچھیں گے تو کہہ دوں گا
کہ بندۂ ہوں خدا کا اور عاشق ہوں محمد ﷺ کا

الٰہی عشق محمدؐ میں مرا دل معمور ہو جائے
پڑھتا ہوں جو درود وہ مقبول ہو جائے

۱۶- قمر یزدانی

سینے میں جس کے عشق محمدؐ ہے موجزن
دنیا میں اہل عشق و وفا کا امام ہے

۱۷- کوثر القادری

عشق شہؐ لولاک سے پہلے مفلس و خستہ حال تھا میں
نام محمدؐ کے میں قرباں اب وہ میرے حالات نہیں

۱۸- کشن پرشاد شاد (سر)

لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشق محمدؐ
تحفہ ہے مرے پاس یہ شایان مدینہ

دیکھے جو تحیر میں مرے عشق نبیؐ کو
سکتے میں رہے نرگس بستان مدینہ

۱۹- محمد اقبال (ڈاکٹر)

رگوں میں میرے حب مصطفیٰؐ ہو موجزن یارب
سکون دل عطا فرما، قرار جاں عطا فرما

۲۰- محدث الوری

دل اپنا عشق احمدؐ مرسل سے چور ہے
آنکھوں میں انکا نور دلوں میں سرور ہے

Marfat.com

۲۱۔ نثار احمد سیفی

معطر ہے فضا جس سے محمدؐ کی محبت ہے
تیری ہستی میرے آقا ہے مقصود جہاں بندی

نور اعظم کا مرکز اعظم
عشق کا چشمہ آستان رسولؐ

شعلہ عشق وہ ضمیر ہوئے
عشق احمدؐ میں جو اسیر ہوئے

عشق احمدؐ جسے ملا سیفی
دل وہ ہر غم سے دور ملتا ہے

طاعت خدا کی کیا ہے اطاعت رسولؐ کی
عشق نبیؐ کو حاصل ایماں بنا دیا

۲۲۔ نظر زیدی

زندگی کی بہار عشق رسولؐ — ہے چمن در کنار عشق رسولؐ
تیرگی کیسے پاس آئے مرے — روشنی کا حصار عشق رسولؐ
حاصل زیست نغمہ توحید — اس کا آئینہ دار عشق رسولؐ
پہنچے توحید تک رسالت سے — عشق پروردگار عشق رسولؐ
چھو سکے گی انہیں نہ نار جحیم — ہو گا جن کا شعار عشق رسولؐ
ہر گلستاں خزاں کی زد میں ہے — بے خزاں لالہ زار عشق رسولؐ
زندگی میری پائیدار نہیں — ہے مگر پائیدار عشق رسولؐ
اس سے واصل ہیں صرف اہل نصیب — لطف پروردگار عشق رسولؐ

میں تھا زیدی ذلیل و بیچارہ
کر گیا کامگار عشق رسولؐ

Marfat.com

۲۳-نازش رضوی (مولانا ابوظفر)

از جمال و نور ایزد سینہ ات پرنور بود
یعنی از عشق محمدؐ قلب تو معمور بود

(ترجمہ) تیرا سینہ حسن ذات اور نور ایزد تبارک وتعالیٰ سے منور تھا یعنی تیرا دل عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھا۔

۲۴-نامعلوم

جہاں منور است از نور محمدؐ
دلم زندہ شد از دیدار محمدؐ

این راز است دریں دل شکستہ
خوشا دل کہ دارد عشق محمدؐ

(ترجمہ) نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جہاں منور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہی میرا دل زندہ ہے اس شکستہ دل میں یہی تو راز پوشیدہ ہے کہ جس دل میں عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہی دل مبارک ہے۔

۲۵-یزدانی جالندھری

عطا عشق نبیؐ میں ہو وہ اسلوب سخن یارب
کہ یزدانی بھی کعب ابن زہیر اس دور کا ٹھہرے

۲۶-ساحر صدیقی

ہر نفس عشق محمدؐ کا پیامی چاہیے
وقت آخر لب پہ ان کا نام نامی چاہیے

سرکارؐ مدینہ کی محبت کے بغیر
انسان کا دل پاک نہیں ہو سکتا

جہاں والو! عدم کی تیرگی بردوش راہوں میں
چراغ عشق محبوبؐ خدا ہی رہنما ہوگا

Marfat.com

دلوں میں حب نبیؐ ہے زباں پہ نام رسولؐ
وفور عجز میں سرشار ہیں غلام رسولؐ

دل میں درد عشق شاہ دوجہاںؐ رکھتا ہوں میں
خاک ہوں پر وسعت کون و مکاں رکھتا ہوں میں

لذت عشق مصطفیٰؐ ساحر
واقف منزل رضا جانے

اے خدا ایک ذرا مجھ پر یہ احساں ہو جائے
عشق احمدؐ ہی میری زیست کا عنواں ہو جائے

موجزن ہے اضطراب دید کی دل میں تڑپ
دل ہے گویا عشق احمدؐ کا خزینہ آج کل

۲۷۔ مختار احمد پردیسی (الحاج)

عشق محمدؐ وچہ ایسا گداز ہو جا رب ارنی پکارن دی لوڑ کوئی نئیں
رب آپ پکارے گا خود تینوں کے گل دی بھی رہنی تھوڑ کوئی نئیں

۲۸۔ آثم فردوسی

درود پاک ہے جس کا وظیفہ
وہی عشق نبیؐ سے آشنا ہے

وہ دل ہی کیا کہ طالب عشق نبیؐ نہ ہو
وہ گھر نہیں ہے جس میں کوئی روشنی نہ ہو

آثم قلم حروف ہیں عاشق رسولؐ کے
ورنہ نبیؐ کی نعت عقیدت بھری نہ ہو

۲۹۔ محمد عمر خان

روشنی روشنی ہے عشق نبی ﷺ
حاصل زندگی ہے عشق نبی ﷺ

Marfat.com

۳۰۔عطاالرحمٰن شیخ

اسیران عشق اور کیا مانگتے ہیں
خدا سے حبیب خدا ﷺ مانگتے ہیں

Marfat.com

باب ۶۵

عاشقانِ رسول کریم ﷺ اور درود پاک

جب محبت کرنے والا رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق فرما چکا تو اپنی محبت کا اظہار اس پر درود بھیج کر فرمایا۔ ملائکہ کو وجود بخشا گیا تو انہیں ارشاد فرمایا۔

"میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔"

چنانچہ وہ اس فرمان کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔ وقت محو پرواز رہا اور پھر رب جلیل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دارفانی میں بھیجا تو شجر و حجر کو وحی کی گئی کہ وہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجیں۔ چنانچہ بعثت سے قبل جب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی درخت یا پتھر کے قریب سے گزرتے تو وہ بصد ادب و نیاز عرض کرتا۔

"السلام علیک یا رسول اللہ!"

آپ ان کی آواز سماعت فرماتے۔ گرد و پیش میں نظر فرماتے لیکن کوئی دکھائی نہ دیتا تھا۔

مکہ مکرمہ کی فضاؤں میں حیات پاک بسر کرتے چالیس سال بیت گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تخت نبوت پر سرفراز فرمایا۔ کفر کے ایوانوں میں تہلکہ مچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور دین اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے۔

ایک دن تشریف فرما تھے۔ جانثار اردگرد ہالہ کئے بیٹھے تھے کہ روح القدس حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان پہنچایا۔

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی انؐ پر درود اور سلام بھیجو۔"

سورہ احزاب کی اس آیت مبارکہ میں غفور الرحیم نے اپنے اور ملائکہ کے درود اور شجر و حجر کے سلام کو مومنین کے لئے یکجا فرما دیا تھا تاکہ اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمان ربی اپنے عشاق کو سنایا تو ان کے قلوب و اذہان جو پہلے ہی سے

Marfat.com

اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق سے لبریز تھے ان میں طغیانی آگئی۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے السلام معراج العاشقین کی صدائے بازگشت ہر سو پھیلی ہو۔ ان کے لب ہائے مبارک بھی درود و سلام کی شیرینیوں سے تر ہو گئے۔

ایک روز سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ محبین جھرمٹ کیے موجود تھے کہ اسی اثنا میں ایک سرشار محبت حاضر خدمت ہوا۔ سر جھکا ہوا تھا اور اس کی نظریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم مبارک کے بوسے لے رہی تھیں۔ بصد ادب عرض گزار ہوا۔

"اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک حصہ درود پاک اور تین حصے ذکر الٰہی کرتا ہوں۔"

ارشاد فرمایا۔

"اس میں اضافہ کرو۔"

فرمان عالیہ سنا تو گویا ہوا۔

"اے تسکین انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم! اب میں دو حصے درود پاک اور دو حصے ذکر ربانی کروں گا۔"

زبان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گلزار کھلنے لگے۔

"اور زیادہ کرو۔"

سنا تو محبت کے جام چھلکنے لگے۔ مستانہ وار عرض کی۔

"اے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب میں تین حصے درود پاک اور ایک حصہ ذکر کروں گا۔"

سماعت فرمایا تو زبان درفشاں سے پھر لعل و گوہر جھڑنے لگے۔

"اور بڑھاؤ۔"

یہ سنا تو دیوانہ جھوم اٹھا۔ آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ عالم سرخوشی میں بولا۔

"اب تو میں سارا وقت درود پاک ہی پڑھا کروں گا۔"

اس واقعہ سے عبادت اور عشق میں جو فرق ہے وہ الم نشرح ہو گیا تھا۔ دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ عبادت میں سجدہ اور عشق میں درود لازم و ملزوم ہے۔ عبادت میں جنت اور عشق میں جمال الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ اسی لئے تو عشق و محبت درودوں اور سلاموں کے مشکیں و سدا بہار پھولوں کے ہار بارگاہ محبوبیت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کے عوض اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں درود پاک بھیجنے والے پر ایک کے بدل میں دس بار درود بھیجتا ہے۔ اس طرح عاشق رسول، محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رب ودود کے مابین ایک رشتہ محبت و انس قائم ہو جاتا ہے۔ جس میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور عشق و محبت کے

Marfat.com

سمندر میں سر بفلک لہریں بلند ہونے لگتی ہیں۔ عشاق درودوں اور سلاموں کی نت نئی سوغاتوں کے متلاشی رہتے ہیں تاکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اعلیٰ ترین تحفہ پیش کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ درود ابراہیمی کے علاوہ انگنت درود و سلام ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں اور یہ سب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت کا ذریعہ ہیں اور یہ سب محبین کے عشق و محبت کے ترجمان ہیں۔ لہٰذا کسی عاشق کے لبوں پر درود عشق کے نغمے یوں پھیل جاتے ہیں۔

"یا الٰہی بحرمت عشق محمد و حسن محمد و جمال محمد و فراق محمد و ذوق محمد و شوق محمد و عرفان محمد و رفیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

یہ سن کر عاشقوں کے دل رقص میں آجاتے ہیں۔ بحرالفت میں تلاطم آجاتا ہے کہ کوئی اور محب یوں پکار اٹھتا ہے۔

اللھم صلی علی سید المشتاقین
اللھم صلی علی سید العاشقین
اللھم صلی علی سید المعشوقین
اللھم صلی علی سید المحبوبین

یہ سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے کہ ایک اور عاشق کی آواز فضا میں ابھرتی ہے۔

اللھم صل وسلم علی سیدنا و محبوبنا و مولانا محمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب الھاشمی القرشی الذکی المدنی العربی و علی ال سیدنا و حبیبنا محمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب النبی الحجازی الحرمی بقدر حسنہ وجمالہ ○

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کے سلسلہ کی ابتداء کی خبر ہے نہ انتہا کی۔ لیکن جب سے دنیا بنی ہے آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار عشاق و محبین ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ گردش ایام سے کہتے ہیں کہ وہ ہمیں ۱۷۳۰ء کے سن میں شام چوراسی میں لے جائے جہاں ایک درویش صفت عاشق رسول شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ الگ تھلگ گوشہ میں بوریہ نشین ہیں۔ سامنے مریدین اور دوسرے لوگ بیٹھے ہیں لیکن وہ سب سے بے نیاز آتش ہجر و فراق میں جل رہے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا ان کے سینے کے اندر کتنے طوفان موجزن ہیں۔ معاً مراقبے سے وہ اپنا سر اٹھاتے ہیں۔ سب پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں اور پھر ان کے ہونٹوں پر یہ الفاظ تیر جاتے ہیں۔

Marfat.com

ملا الحشیٰ لمحبتہ فلق النولیٰ بمودتہ
وبلطفہ نلسنا المنی صلوا علیہ و سلموا

"دل و جگر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے گٹھلی کو چیر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی سے ہم نے مرادیں حاصل کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو۔"

اور پھر حاضرین آقائے نامدار' فخر موجودات' راحت انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے لگتے ہیں۔ فضا میں عجیب پرکیف نغمگی سی بکھر جاتی ہے۔ طمانیت و سکینہ کی برسات ہونے لگتی ہے۔ حضرت شامی رحمتہ اللہ علیہ محبت کے گہرے پانیوں میں ڈوب جاتے ہیں۔ لوگ جذب و محبت و شوق و وارفتگی سے درود پاک پڑھ رہے ہوتے ہیں کہ ایکا ایکی فضا میں پھر آواز بلند ہوتی ہے' حاضرین خاموش ہو جاتے ہیں۔ ان کے لبوں پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں۔

و تجشمت نفسی کما یتجشم حجر الدحیٰ
فی ھجر فخر الانبیاء صلو علیہ و سلموا

"میرے نفس نے ایسی تکلیف اٹھائی جیسے چکی کا پتھر اٹھاتا ہے۔ فخرالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو۔"

یہ فرما کر وہ پھر بحر محبت میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں اور حاضرین محفل مستانہ وار درود و سلام پڑھنے لگتے ہیں۔ ماحول نور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بقعہ نور ہے۔ ہر شخص جھوم رہا ہے۔ ہر سو کیف و سرور کی حکمرانی ہے۔ کافی دیر کے بعد حضرت شامی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت میں ڈوبی ہوئی آواز پھر ماحول کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ہر شخص ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے۔ فضا میں موتی بکھرنے لگتے ہیں۔

ولقد انادی یا حشا لتنقطعی بفراق ذا
فلطال صبری فی البلا صلو علیہ و سلموا

"میں عشق کی شدت سے پکارتا ہوں کہ اے میرے دل و جگر دیکھو تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں کس طرح پارہ پارہ ہو رہے ہو۔ اس محنت اور مصیبت میں بہت صبر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو۔"

آپ ہاتھ کو لہرا کر اشارہ فرماتے ہیں۔ حاضرین پھر درود و سلام کے نغمے بکھیرنے لگتے ہیں۔ عجیب رقت

Marfat.com

آمیز سماں ہے۔ ہر شخص کا جوش و جذبہ دیدنی ہے۔ لیکن وہ درویش' عاشق رسول ان ندبھری آوازوں کے درمیان میں باطنی طور پر نہ جانے محبت و عشق کے کن خوبصورت و لافانی کوچوں اور گلیوں میں محو خرام ہے۔ یہ صرف وہی جانتا ہے لیکن یہ سب جانتے ہیں کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندگی ہے۔ معرفت ہے۔ رضائے الٰہی ہے۔

الغرض درودوں اور سلاموں کے نایاب و انمول تحائف عشاق نت نئے انداز 'رنگ اور محبت سے اپنے ملجا و ماوا اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں ادب سے پیش کرتے رہیں گے اور یہ لامتناہی سلسلہ ابد سے ازل تک پھیلا ہوا ہے۔

مولای صلی وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ٦٦

صلوٰۃ العاشقین

عشق کی منازل طے کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ مسافران عشق کو کئی درجات و مراتب میں سے گزرنا پڑتا ہے پھر کہیں جاکر وہ عشق کی معراج سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

راہ عشق کے ہر درجے اور مرتبہ کی اپنی حلاوت' لطف اور منظر ہے۔ حوصلہ ہو یا نہ ہو لیکن اس راہ پر گامزن ہوئے بغیر چارۂ کار نہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر رحمت عالم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت' اطاعت اور اتباع کا رنگ نہیں چڑھتا۔ اور نہ ہی قرب الٰہی نصیب ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تک رسائی کا ذریعہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی فنافی اللہ کا مقام آتا ہے۔

عشق کے راستے پر قدم بڑھانے والے لوگ مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں مبتدی بھی ہیں۔ درمیانی منزلوں پر بھی ہیں۔ منتہی بھی ہیں۔ خال خال ہی ہستیاں عشق کی انتہائی منزل پر بہ فضل تعالیٰ فائز ہوتی ہیں۔ اکثریت کا حال یہ ہے کہ مبتدی ہی رہتے ہیں۔ بعض تھوڑی دور چل کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور وہیں کے ہو رہتے ہیں۔ چند ایک درمیان میں کہیں پہنچ کر وہیں کے پرکشش نظاروں' ناقابل بیان لذتوں اور لازوال رحمتوں میں کھو جاتے ہیں حالانکہ اس سے آگے بھی کئی مقامات ہوتے ہیں۔ جہاں کے لذائذ حد ادراک سے ماوراء ہیں تا آنکہ وہاں تک رسائی حاصل نہ ہو۔

دعوئ عشق سب کرتے ہیں لیکن زبانیں ان کی گنگ ہیں اور یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ ان کا ڈیرہ عشق کی کس منزل پر ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا سمجھ سکتا ہے کہ جہان عشق میں ان کا کیا درجہ و مقام و مرتبہ ہے۔ لہٰذا جب وہ عشق کے موضوع پر لب کشائی کرتے ہیں تو اپنے حال کے مطابق کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عشق کے بارے میں ہر عاشق کے خیالات و تشریحات جداگانہ ہیں لیکن ان سب عشاق میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ ان کے انداز و افکار عابدوں اور زاہدوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ کیونکہ عشق کا اپنا رنگ ہے اور جو اس میں جتنا رنگا ہوتا ہے اتنا ہی وہ دوسروں سے منفرد ہوتا ہے۔

Marfat.com

آیئے چند اولیاء اللہ کے روح پرور ڈیروں پر چل کر دیکھتے ہیں کہ وہاں عشق کے کیا رنگ ڈھنگ ہیں۔

پہلا ڈیرہ

حضرت نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ مصلیٰ رسول پر روبہ قبلہ تشریف فرما ہیں۔ روزمرہ کے اوراد و وظائف میں دنیا و مافیہا سے بیگانہ مشغول ہیں۔ چہرے پر انوار الٰہیہ کا ہجوم ہے۔ قلب اطہر میں وحدہٗ لاشریک کی جلوہ گری ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مسبعات عشر کی مقدس آیات و کلمات قدرے بلند آواز سے پڑھنے لگتے ہیں اور پھر بارگاہ ایزدی میں ہاتھ پھیلا دیتے ہیں۔

اللھم احیینی محبًا لک و امتنی محبًا لک و احشرنی تحت اقدام کلاب احبائک○

جب آپ معمولات سے فارغ ہوتے ہیں تو ایک عاشق نے دریافت کیا۔

"یا حضرت! انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی دولت محبت سے کس طرح بہرہ مندی حاصل ہو سکتی ہے؟"

ارشاد فرمایا۔

مسبعات عشر کے بعد سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اے اللہ! مجھے اپنی محبت میں زندہ رکھ اور اپنی محبت میں مار اور اپنے عاشقوں کے کتوں کے زیر قدم میرا حشر کرنا۔ حق تعالیٰ تم کو اپنی دولت محبت سے مخصوص کرے گا۔

دوسرا ڈیرہ

حضرت معین الدین اجمیری غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ فنافی الشیخ مریدین ہالہ کئے بیٹھے ہیں۔ بارگاہ مرشد میں بغیر اذن اور باواز بلند گویائی سوئے ادب ہے۔ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر رسائی حاصل کرنے سے قبل فنافی الشیخ کی گھاٹی عبور کرنا عین ضروری ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کے ہونٹوں سے اللہ کا لفظ بلند ہوتا ہے۔ گرد و پیش میں نگاہ دوڑاتے ہیں اور پھر زبان ترجمان حق بیان کو جنبش دیتے ہیں۔

"صلوۃ العاشقین پڑھا کرو۔ ہر کٹھن اور دشوار مقام سے باسانی گزر جاؤ گے اور تمام مہمات کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گی۔"

"حضور! اس نماز کی وضاحت فرما دیں۔"

ایک مرید خاص نے عرض کی تو ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"چار رکعات نفل کی نیت صلوۃ العاشقین ہے۔ پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ و اخلاص سو مرتبہ یااللہ دوسری رکعت میں یارحمٰن۔ تیسری رکعت میں یارحیم اور چوتھی رکعت میں یاودود پڑھو۔"
حاضرین نے سنا تو چہرے خوشی سے دمک اٹھتے ہیں۔
"صلوۃ العاشقین"
ہر ایک ذہن کے پاتال پر رقص کناں ہے۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور سوال کرتا آپ کی آواز پھر فضا میں ابھرتی ہے۔
"بہتر ہے اسے عشاء کے بعد پڑھا جائے۔ ہر روز پڑھو یا ہفتے میں ایک بار پڑھو۔ جیسے آسانی ہو۔"
عشاق کو صلوۃ العاشقین کی صورت میں انمول تحفہ مل جاتا ہے۔ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے غریبوں کو بہت بڑی دولت سے مالامال کر دیا ہے۔ چہرے گلاب کی مانند کھل رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہیں۔ مریدین باصفا بھی ادباً کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اپنی خلوت گاہ کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔

تیسرا ڈیرہ

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں سب لوگ خاموش و ساکت بیٹھے ہیں اور نہ ہی کوئی ادھر ادھر نظر اٹھاتا ہے سب اپنے اپنے خیالات کی جولانگاہوں میں گم ہیں وقت دبے گام گزر رہا ہے۔
"یا حضرت۔"
ایک مدھم سی ادب کے بوجھ تلے دبی آواز سکوت کو توڑتی ہے۔ آپ اپنا چہرہ مبارک اوپر اٹھاتے ہیں اور اس شخص کی طرف ملتفت ہوتے ہیں۔ وہی آواز پھر ابھرتی ہے۔
"یا حضرت!"
"کہو" آپ نے فرمایا۔
"یا حضرت! زاہدوں کی نماز اور عاشقوں کی نماز میں کیا فرق ہے؟"
سب اپنے اپنے خیالات کے خوابناک جزیروں سے نکل کر ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اور انتظار کرنے لگتے ہیں کہ مرشد کیا ارشاد فرماتے ہیں۔
"زاہدوں کی نماز رکوع اور سجود ہے"
آپ کی زبان سے گوہرفشانی ہونے لگتی ہے اور پھر چند لمحے توقف کے بعد فرماتے ہیں۔
"اور عاشقوں کی نماز ترک وجود ہے۔ اور اس میں قیام' قعدہ' تکبیر اور نیت سب عین معیت میں محو

Marfat.com

ہیں۔"

بیک زبان سبحان اللہ کی کئی آوازیں فضا میں بکھر جاتی ہیں۔ ہر طرف کیف و سرور پھیل جاتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ نماز عشق میں وجود کا احساس ہی کہا رہتا ہے اس حالت میں اگر عاشق صادق کو ذبح بھی کر دیا جائے تو اسے خبر تک نہیں ہوتی یا اس کے جسم میں پیوست تیر کو نکالا جائے تو اس کو تکلیف کا احساس تک نہیں ہوتا۔ نماز عشق ہیں جس لافانی نامعلوم مقام پر وجود ہوتا ہے اسی جگہ نماز عشق کے ساتھی قیام و قعدہ و تکبیر و نیت بھی موجود ہوتے ہیں اور سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔

چوتھا ڈیرہ

یہ ۱۹۷۵ء کی بات ہے۔ یخ بستہ رات کے تین بجے ہیں۔ ماحول پر پر اسرار سکوت طاری ہے۔ چودھویں کا چاند حکم ربی کے مطابق آسمان کی پہنائیوں میں محو خرام ہے۔ آسمان دنیا پر سے رب ودود اپنے بندوں کو بلا رہا ہے کہ آؤ اور مجھ سے اپنی حاجات طلب کرو تاکہ اپنی عطا سے تمہاری جھولیاں بھر دوں۔ اس ہنگام نور والوں کے ڈیرہ پر حضرت فضل شاہ نور والے قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ زمین سے تین چار فٹ گہرے کچے پکے کمرے میں نماز تہجد کے بعد چٹائی پر قبلہ رخ تشریف فرما ہیں۔ چہرے پر محبت الٰہیہ اور عشق محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پھیلا ہوا ہے۔ ان کے دائیں جانب دیوار پر آویزاں ایک کپڑے پر جلی حروف میں رقم ہے ؎

یا الٰہی توبہ کر جاؤں میں اپنے نام سے
یا الٰہی توبہ کر جاؤں میں اپنے جسم سے
یا الٰہی توبہ کر جاؤں میں اپنے قلب سے
یا الٰہی توبہ کر جاؤں میں اپنی روح سے

اس بزرگ ہستی کے روبرو بہت سے محبین باادب دو زانو بیٹھے ہیں۔ سب خاموش ہیں۔ معاً" بحر معرفت الٰہیہ میں حکمت کی موجیں بلند ہوتی ہیں۔ عالم عشق و مستی میں حضرت فضل شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صاحبو! زبان قول ہے اور دل عمل۔ زبان سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف اور دل سے درود پاک میں مشغول رہو۔ یہ دونوں کام بیک وقت ہوں۔ سن لو جو شخص ہر وقت ذکر میں مصروف رہے وہ معنوں کے اعتبار سے بادشاہ اور جو درود پاک میں مشغول رہے وہ معنوں اور صورت دونوں اعتبار سے شہنشاہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعدد اسماء الحسنیٰ ہیں ان میں سے کسی کا جلوت

Marfat.com

اور کسی کا خلوت سے تعلق ہے۔ لیکن اسم پاک "ودود" کا تعلق جلوت و خلوت دونوں سے ہے اس لئے یہ اسم اعظم ہے۔ اس کا ہر وقت ذکر کرنا چاہیے۔

یہ سنتے ہی محبین بیک زبان "نور والے" کا نعرہ مستانہ لگاتے ہیں۔ ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ انہیں اسم اعظم کا انمول خزانہ ہاتھ لگ جاتا ہے۔ وہ "یا ودود" کا ذکر جہری کرنے لگتے ہیں۔ حضرت بابا نور والے رحمتہ اللہ علیہ فضا میں دست راست بلند کرتے ہیں۔ سب حاضرین یکدم خاموش ہو جاتے ہیں۔ ماحول پر تھوڑی دیر سکوت طاری رہتا ہے وہ پھر اپنی زبان در فشاں کو جنبش دیتے ہیں۔

صاحبو! عشق و محبت لازوال دولت ہے۔ جس کسی کو یہ نعمت حاصل ہو اس کا رخ ہمیشہ ماننے کا ہوتا ہے۔ اسی لئے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا آخری درجہ یہ ہے کہ دل جھک جاتا ہے۔ اس مقام اوج پر جو محب پہنچ جاتا ہے وہ محبوب ہو جاتا ہے۔ اس لئے محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر محب صادق اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور یہ بھی سن لو کہ منشاء خلق کے تحت عمل کرنے کا نام تسبیح ہے۔ انسان کا مقصد تخلیق رب کریم کی عبادت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا حکم ربی ہے' عبادت ہے اور جو ان میں مصروف و مشغول رہتا ہے وہ اللہ کریم کا حقیقی تسبیح خواں ہے۔

حاضرین محفل جب یہ سنتے ہیں تو ان پر کیف کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور پھر فضا میں یا ودود اور صلوۃ و سلام کا پھیلا ہوا نور' خوشبو اور رنگ سب کو اپنے حصار میں لے لیتے ہیں۔

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

باب ٦٧

تقاضائے عشق رسول کریم ﷺ

رب ودود سے محبت اس لئے لازمی ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ ہے جن کا نور اس نے اولاً اپنے نور سے تخلیق فرمایا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق اس لئے ناگزیر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے اپنے اسم پاک کے ساتھ اپنے محبوب کا اسم مقدس رکھا اور اپنی رب العالمینی کے سنگ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتہ العالمینی رکھی۔ بہ ایں صورت لامحالہ جہاں جہاں محب کا تصرف ہوتا ہے وہاں وہاں محبوب کا بھی تصرف ہوتا ہے۔

اللہ کریم نے اپنی محبت کے حصول کے لئے صرف اور صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا ہی در وا رکھا ہے علاوہ ازیں اور کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ خود خلوت میں ہے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوت عطا فرمائی۔ خود بے صورت ہے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت مرحمت فرمائی تاکہ حضرت انسان کو اپنے سینے میں محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کے روپہلی چراغ روشن کرنے' روح میں عشق کے گل و گلزار کھلانے اور دماغ میں یاد محبوب کی بہاریں سجانے میں آسانی ہو جو درحقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی محبت ہے۔ اسی لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان رنگ و بو میں بھیجنے سے قبل کائنات کی ہر جاندار و بے جان شے کو جذبہ محبت سے سرفراز فرما دیا تھا۔

اے نادانو! اگر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی تسلیم کیا جائے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا جائے تو پھر نہ ایمان رہتا ہے نہ محبت و عشق الٰہیہ کی روشنی عطا ہوتی ہے۔ نہ سوز و گداز پیدا ہوتا ہے' نہ اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ ابلیس لعین کی زندہ جاوید مثال الم نشرح ہے۔ اس نے موحد ہونے کے زعم میں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سرنیاز جھکانے سے انکار کر دیا۔ اس کا جو نتیجہ نکلا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

اے انسانو! زندگی مسلسل و پیہم آواز دے رہی ہے کہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

محبت و عشق کرو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ....

- ✯ اسی میں رضائے الٰہی اور محبت الٰہی کا سر مضمر ہے۔
- ✯ یہی کلید جنت فردوس ہے۔
- ✯ یہی عرصہ محشر میں باعث راحت و سکون و اطمینان ہوگی۔
- ✯ اسی سے دنیاوی و اخروی کامرانیوں اور سکینہ و طمانیت کی ڈور بندھی ہوئی ہے۔
- ✯ اسی سے قبر کے گھمبیر اندھیرے مبدل بہ نور ہوں گے۔ اور خدشہ سوالات منکرین نہ رہے گا۔
- ✯ اسی میں عزت دوام ہے۔
- ✯ اسے بقا ہے فنا نہیں۔
- ✯ حقیقی متاع دنیا و دین یہی ہے اور
- ✯ رویت الٰہیہ کا مدار بھی اسی پر ہے۔

لیکن راندۂ درگاہ الٰہی شیطان کو یہ بات ایک آنکھ نہ بھائی کہ انسان اللہ کے محبوب اور بعد از خدا بزرگ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اپنے باطن کو منور و مشکبار کرے۔ حیات مستعار میں مہ و انجم روشن کرے، جس سے سیئات سے دامن زیست کو آلودہ ہونے سے محفوظ و مامون رکھا جاسکتا ہے۔ اور حسنات کی راہوں پر گامزن ہونے میں آسانی عطا ہوتی ہے۔

اے لوگو! اس بات کو قطعاً فراموش نہ کرو کہ شیطان نے تمہیں آگے، پیچھے، دائیں، بائیں سے بہکانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ یہ لعین مختلف لبادوں، حیلوں، بہانوں، رنگوں اور روپوں میں تم پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اس نے اپنے اوپر تمہارے ساتھ خلوص و ہمدردی و محبت کا ملمع و رنگ چڑھا رکھا ہوتا ہے تاکہ تم اس کے دام تزویر میں پھنس جاؤ۔ اور جب عرصۂ دراز کے بعد شیطانی ملمع و رنگ اترتا ہے تو فطرت انسانیہ پر وہ ملمع و رنگ پختہ نقش ثبت کر چکا ہوتا ہے اور انسان اس کے حلقہ ارادت میں بہ صمیم قلب شامل ہو چکا ہوتا ہے اور پھر اسے زندگی کی یہ آواز سنائی دینا بند ہو جاتی ہے۔

"اے انسانو! محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کرو۔"

اے عاقبت فراموشو! زندگی کی حیثیت بلبلہ آب سے زیادہ نہیں۔ سانس کی ڈوری کسی وقت بھی ٹوٹ سکتی ہے۔ ہر تنفس تقاضائے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہے۔ اگر گوش حق آشنا ہوں تو زندگی کے ان سانسوں کی اس صدائے دل نواز کی بازگشت قلب و روح میں سنی جاسکتی ہے کیونکہ یہی محبت و عشق کا مقام ہے۔

Marfat.com

زندگی کی گاڑی جو وقت کی پٹڑی پر تیزی سے رواں دواں ہے اس میں سوار ہر انسان دن رات کے سٹیشنوں کو پیچھے چھوڑتا ہوا دم واپسیں کے آخری سٹیشن کی طرف جا رہا ہے جہاں پہنچ کر یہ گاڑی رک جاتی ہے' یہ سلسلہ تاقیام قیامت جاری و ساری رہے گا تاآنکہ ایک دن یہ وقت صور اسرافیل کی آواز کے ساتھ رک جائے گا اور پھر دوسری دنیا کا آغاز ہو گا۔ اس ہنگام یہ زمین زمین اور یہ آسمان آسمان نہیں رہے گا۔ تب صرف اللہ واحد قہار کی حکمرانی ہو گی۔ اور جب قبور شق ہو جائیں گی تو ان سے انسانوں کا سیل بیکراں امڈ پڑے گا تاکہ اپنے اعمال کی جزا پائیں۔ اس وقت محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر گام اور مرحلہ پر رہبر و ممد و مددگار ثابت ہو گی۔ للذا یہ لحات زندگی بے حد غنیمت ہیں کہ رگ و ریشہ میں محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بھر لیا جائے اور اس کا تقاضا پورا کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔

اے محبت و عشق کے دعویدارو! محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے یہ ہیں۔

پہلا تقاضا

محب ہر لحظہ ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں عالم صحو اور ماسوا سے عالم سکر میں ہو۔ نعت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ ہمہ وقت رطب اللسان ہو۔ قلب و ذہن و روح میں صرف محبوب ہی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اس کے علاوہ نہ کچھ جانتا ہو' نہ سمجھتا ہو' نہ دیکھتا ہو' نہ سوچتا ہو۔

دوسرا تقاضا

محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم و توقیر و احترام میں صرف گردن ہی نہیں بلکہ قلب و روح بھی جھک جائے۔ جب محب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کو سنے' پڑھے یا رقم کرے تو ظاہراً سر کو اور باطناً" قلب کو فرش راہ کر دے اور صلوٰۃ و سلام کا تحفہ بارگاہ محبوبیت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرے۔

تیسرا تقاضا

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو محب اپنی ذات کی نفی کر دے۔ اس کی رضا میں راضی رہے۔ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین و ارشادات پر اپنی سوچوں' اپنے خیالوں' اپنے تفکروں' اپنی خواہشوں' اپنے نفس' اپنی علمیت' اپنے افعال و کردار' اپنی خوشیوں' اپنے غموں' اپنے افکار اور اپنی جان کو قربان کر دے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں صرف وہ کرے۔ جس سے

Marfat.com

منع فرمائیں اس سے منہ موڑ لے۔ لاریب جس سے اللہ تعالیٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو اس سے رب کریم بھی راضی و خوش رہتا ہے۔

چوتھا تقاضا

جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن و معاند ہو محب اسے اپنا بدترین دشمن و معاند سمجھے۔ اور جو اس کا دوست ہو اسے اپنا دوست گردانے۔ دوستی و دشمنی کا معیار صرف اور صرف محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہو اور بس۔ اس میں ذاتی منفعت و غرض و مفاد پنہاں نہ ہو۔

پانچواں تقاضا

محب کے سامنے عمل کا معیار صرف اس کے محبوب کا عمل ہوتا ہے اور اس کا عمل محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا پرتو ہوتا ہے۔ اس سے وہ سرمو انحراف نہیں کرتا' دل و جان سے اسے تسلیم کرتا اور من و عن اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔

چھٹا تقاضا

محب محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند و ناپسند پر اپنی پسند و ناپسند کو قربان کر دیتا ہے۔ ہر مقام پر اسی کو فوقیت دیتا ہے۔ اگر وہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی پسند و ناپسند کو جداگانہ رکھے تو وہ محب نہیں۔

ساتواں تقاضا

محب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر اپنے قول و فعل سے آنچ نہیں آنے دیتا۔ اور اگر کوئی گستاخ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو اسے کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا۔

آٹھواں تقاضا

محب ہمیشہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خائف و لرزاں و ترساں رہتا ہے کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ محب کے لئے محبوب کی ناراضگی' رنجش اور ناخوشی سے بڑھ کر کوئی جہنم و عذاب نہیں ہے۔ درحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں ہی محب کی جنت' راحت

Marfat.com

سکون، اطمینان اور طمانیت پنہاں ہے۔

نواں تقاضا

محب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقات، اقرباء، آثار اور نشانیوں سے بدرجہ اولیٰ محبت ہوتی ہے جن میں اس کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

دسواں تقاضا

جب محب روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوتا ہے تو دم سادھ لیتا ہے، بلند آواز نہیں نکالتا اور جب مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں چلتا ہے تو ادب سے چھوٹے چھوٹے گام لیتا ہے۔ اس خاک پاک کے ذروں کو محبت و عقیدت سے دیکھتا ہے۔ عالم تصور میں محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و اطہر قدموں کے نقوش تلاش کرتا ہے۔ مدینہ پاک کی مشکیں فضاؤں میں شور و غوغا سے اجتناب کرتا ہے اور سراپا عجز و نیاز بنا رہتا ہے۔

گیارھواں تقاضا

محب سرزمین مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقیم کتوں کو بھی بہ نظر کراہت و نفرت نہیں دیکھتا۔ اگر اصحاب کہف کا کتا بہ شکل انسان جنت میں جائے گا تو دیار مدینہ منورہ میں آباد کتے بھی کسی نوع سگ اصحاب کہف سے پیچھے نہ رہیں گے بلکہ ان کا مقام بلند ہوگا۔

اے محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طلبگارو! اگر محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تامہ و صادق ہو تو آسمان سے آنے والی اس صوت مسلسل و پیہم کو بخوبی سنا جا سکتا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

جس دل میں نور عشق محمد ﷺ ہے دوستو
بیشک تم اس میں پاؤ گے رب ودود کو

(نواز رومانی)

Marfat.com

حرف آخر

میں اپنے رب ودود کا جس قدر شکر ادا کروں اتنا ہی کم ہے جس نے اپنے بے پایاں فضل و کرم سے مجھ ناچیز و ہیچمدان و بے بضاعت' کم علم کو توفیق ارزانی عطا فرمائی کہ "عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم" جیسے اہم و نازک موضوع پر قلم کو جنبش دوں۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ درحقیقت یہ موضوع ہی ایسا ہے کہ لاکھ سعی و کوشش بسیار کے باوجود اس کا شمہ برابر بھی حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ میں بارگاہ رب العزت میں بہ صمیم قلب بصد عجز و نیاز اپنی کوتاہیوں' خامیوں' غلطیوں اور کمزوریوں پر عفو و درگزر کا طلبگار ہوں۔

میں اپنے آقا و مولا اور محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بہ ہزار ادب طالب معافی اور بچشم نم ملتجی ہوں کہ میری نااہلی و کم ظرفی پر اپنی رحمت کا سائبان فرما دیں اور میری اس مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشیں۔

میں اپنے مرشدنا حضرت فضل شاہ قطب عالم نور والے رحمتہ اللہ علیہ کی عنایات خسروانہ کو فراموش نہیں کر سکتا جن کے فیض کو میں ہمیشہ اپنے ساتھ پاتا ہوں۔

"عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم" کو ضبط تحریر میں لانے کے دوران میں اور بعد میں بعض احباب نے بہ شوق میری اعانت و حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر واجب ہے۔ وہ محترم ہستیاں یہ ہیں۔

- ✯ جناب پروفیسر ثناء اللہ جمیل' جنہوں نے کتاب ہذا میں مندرج فارسی اشعار کو اردو کے قالب میں ڈھالنے میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔
- ✯ اہلیہ محترمہ فاخرہ نواز رومانی جس نے کتاب ہذا کو رقم کرنے کے دوران میں میری یکسوئی میں کسی کو مخل نہ ہونے دیا۔
- ✯ جناب الیاس ظفر' جنہوں نے وقتاً فوقتاً کتاب ہذا کو خوب سے خوب تر بنانے کے سلسلہ میں گراں قدر آراء سے نوازا۔ مزید براں سرورق بزبان حال کہہ رہا ہے کہ انہوں نے اور ان کے ساتھی بابر ظہیر احمد نے مجھے بڑے محبت و لگن سے بنایا ہے۔

Marfat.com

☆ جناب محمد صدیق بابری، جناب محمد اخلاق اور جناب حبیب الرحمٰن جنہوں نے کتاب کے اندر اشاعت کے لئے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصاویر بہم پہنچائیں۔

☆ جناب عبدالجبار اور جناب محمد عمر خان جنہوں نے کتاب کے آغاز تحریر میں ہی اس کی کمپوزنگ کے لئے بڑی محبت سے خدمات پیش کیں۔ اور کمپوزنگ کے دوران ان کی محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیدنی تھی۔

☆ جناب قاری الٰہی بخش نوری، جنہوں نے میری کتاب "بزرگ" کے پیش لفظ میں "عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم" کے جلد از جلد منصہ شہود پر آنے کا بیتابانہ اظہار فرمایا۔

☆ جناب بریگیڈیر ریٹائرڈ احمد سعید، جنہوں نے ہر ملاقات پر رفتار تحریر کتاب ہذا کے بارے میں پوچھ کر میری حوصلہ افزائی کی۔

☆ جناب اصغر نثار قریشی، جناب حاجی محمد مختار پردیسی اور جناب نظر زیدی جنہوں نے میری درخواست پر کتاب ہذا کے لئے اپنا تازہ کلام لکھ کر دیا۔ موخر الذکر دوست نے کتاب ہذا میں تقاضائے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باب کا اضافہ کرنے کا قیمتی مشورہ دیا۔

☆ جناب محمد طارق بچہ، جناب عبدالقیوم شیخ، جناب ظہور احمد قریشی، جناب حکیم محمد افضال علی شاہ، جناب قاری فدا حسین، جناب ظفر حسین برنی، جناب بلال ظفر، جناب محمد یونس خان، جناب ارشاد علی برنی، محترمہ نسیم پرویز، محترمہ ڈاکٹر بشریٰ رشید اور محترمہ مسز اعجاز بانو جنہوں نے کتاب ہذا کے اختتام پذیر ہونے پر دلی مبارکباد دی۔

نواز رومانی

۲۷ جون ۱۹۹۹ء

مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ ہجری

بروز اتوار بوقت ساڑھے چھ بجے شام

Marfat.com

کتابیات

ضیاء القرآن (جلد اول)	پیر محمد کرم شاہ الازہری
ضیاء القرآن (جلد دوم)	پیر محمد کرم شاہ الازہری
ضیاء القرآن (جلد سوم)	پیر محمد کرم شاہ الازہری
ضیاء القرآن (جلد چہارم)	پیر محمد کرم شاہ الازہری
ضیاء القرآن (جلد پنجم)	پیر محمد کرم شاہ الازہری
تفسیر ابن کثیر (جلد اول)	حافظ عماد الدین ابن کثیر
تفسیر ابن کثیر (جلد دوم)	حافظ عماد الدین ابن کثیر
تفسیر ابن کثیر (جلد سوم)	حافظ عماد الدین ابن کثیر
تفسیر ابن کثیر (جلد پنجم)	حافظ عماد الدین ابن کثیر
تفسیر فاضلی (جز اول)	حضرت فضل شاہ قطب عالم
تفسیر فاضلی (جز دوم)	حضرت فضل شاہ قطب عالم
تفسیر فاضلی (جز سوم)	حضرت فضل شاہ قطب عالم
تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی
تفسیر کبیر	امام فخرالدین رازی
کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا خان بریلوی و سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
ترجمان القرآن	ابوالکلام آزاد
قصص القرآن (جلد اول)	مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی
قصص القرآن (جلد دوم)	مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی
قصص القرآن (جلد سوم)	مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی
قصص القرآن (جلد چہارم)	مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی
خطابات النبیہ	نواز رومانی
صحیح بخاری شریف (جلد اول)	امام بخاری محمد بن اسمٰعیل
صحیح بخاری شریف (جلد دوم)	امام بخاری محمد بن اسمٰعیل

Marfat.com

صحیح بخاری شریف (جلد سوم)	امام بخاری محمد بن اسمٰعیل
انتخاب بخاری شریف (جلد اول)	علامہ ابن ابی جمرہ مالکی اندلسی
انتخاب بخاری شریف (جلد دوم)	علامہ ابن ابی جمرہ مالکی اندلسی
فتح الباری (جلد ششم)	علامہ ابن حجر
شرح مسلم شریف (جلد اول)	غلام رسول سعیدی
ترمذی شریف الجامع الصغیر	
مشکوٰۃ شریف	
ابو داؤد	
مدارج النبوت (حصہ اول)	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
مدراج النبوت (حصہ دوم)	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
معارج النبوت (رکن اول)	مولانا معین واعظ الکاشفی الہروی
معارج النبوت (رکن دوم، سوم)	مولانا معین واعظ الکاشفی الہروی
معارج النبوت (رکن چہارم)	مولانا معین واعظ الکاشفی الہروی
محمدؐ رسول اللہ	توفیق الحکیم
رحمتہ العالمین (جلد اول)	قاضی سلیمان منصور پوری
سیرت النبی (جلد اول)	علامہ شبلی نعمانی
سیرت النبی (جلد ہفتم)	علامہ شبلی نعمانی
شواہد النبوت	نورالدین عبدالرحمٰن جامی
سیرت رسول عربیؐ	پروفیسر نور بخش توکلی
شاہکار ربوبیت	مولانا مفتی محمد خان قادری
بے مثل بشر	
سیدنا محمدؐ رسول اللہ	
سنت خیرالانام	پیر محمد کرم شاہ الازہری
مظہر جمال مصطفائی	سید نصیرالدین ہاشمی قادری برکاتی
انوار احمدی	علامہ محمد انوار اللہ
محبت و اطاعت نبویؐ	ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر مدینہ منورہ
معارف اسم محمد ﷺ	محمد نعیم احمد برکاتی

Marfat.com

فضائل و برکات اسم محمد ﷺ — حکیم محمد رمضان علی قادری قریشی
فضائل نعلین حضور ﷺ — امام احمد لمقری التلمسانی
کروں تیرے نام پہ جان فدا — ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی
نسبتوں کی بہاریں — پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
رسول کامل — ڈاکٹر اسرار احمد
شجرۂ محمدیہؐ — شیخ جمال الدین یوسف حنبلی
خاندان نبوت — حاجی محمد ادریس بھوجیانی
اولاد کو سکھاؤ محبت حضورؐ کی — ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی
ضیاء النبی ﷺ — پیر کرم شاہ الازہری
طبقات ابن سعد (جلد دوم) — علامہ محمد بن سعد
طبقات ابن سعد جلد سوم) — علامہ محمد بن سعد
طبقات ابن سعد (جلد چہارم) — علامہ محمد بن سعد
طبقات ابن سعد (جلد پنجم) — علامہ محمد بن سعد
طبقات ابن سعد (جلد ششم) — علامہ محمد بن سعد
طبقات ابن سعد (جلد ہفتم) — علامہ محمد بن سعد
طبقات ابن سعد جلد ہشتم) — علامہ محمد بن سعد
اسد الغابہ (جلد اول) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ (جلد سوم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ (جلد چہارم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ جلد پنجم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ (جلد ششم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ (جلد ہفتم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ (جلد ہشتم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ (جلد دہم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
اسد الغابہ (جلد یازدہم) — امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر
سیر الصحابہ (جلد اول) — مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی
سیر الصحابہ (جلد دوم) — مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

Marfat.com

سیر الصحابہ (جلد سوم)	مولانا سعید انصاری
سیر الصحابہ (جلد چہارم)	مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی
سیر الصحابہ (جلد پنجم)	مولانا عبدالسلام ندوی
سیر الصحابہ (جلد ششم)	مولانا سعید انصاری - مولانا عبدالسلام ندوی- مولانا حافظ محب اللہ ندوی
سیر الصحابہ (جلد ہفتم)	مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی
سیر الصحابہ (جلد ہشتم)	حافظ حبیب اللہ ندوی
حیاۃ الصحابہ (جلد پنجم)	مولانا محمد یوسف کاندھلوی
الریاض من النضرہ فی مناقب العشرہ (جلد اول)	
تاریخ خلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی
اصابہ فی تمیز الصحابہ (جلد ہشتم)	احمد بن علی
کرامات صحابہ	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی
عہد نبوی کے فوجی کمانڈر	راجہ محمد شریف
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	شیخ عبدالعزیز پورہاروی
آئینہ کربلا مع شان صحابہ	حکیم مولوی باغ علی
شان صحابہ	علامہ سید محمود احمد رضوی
ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	محمد حسین ہیکل
عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ	ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی
سیرت امہات المومنین	ملک امیر بخش عاربی
سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا	علامہ سید سلیمان ندوی
بلال حبشی رضی اللہ عنہ	عزیز ملک
صحابہ کا عشق رسول ﷺ	صوفی محمد اکرم رضوی - ریاض
ازواج مطہرات (حصہ اول)	حافظ افروغ حسن
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	مولانا سعید احمد اکبر آبادی
مناقب عمر رضی اللہ عنہ	
فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نمبر قومی ڈائجسٹ	

Marfat.com

فضائل و مناقب سیدہ فاطمۃ الزہرہ	امام عبدالرؤف المناوی شیخ المحدثین
جرنیل صحابہ (جلد اول)	نواز رومانی
جرنیل صحابہ (جلد دوم)	نواز رومانی
صحابیات	علامہ نیاز فتح پوری
حضرت سیدنا ابوبکرؓ شخصیت اور کردار	عباس محمود العقاد
ازواج مطہراتؓ نمبر سیارہ ڈائجسٹ	نواز رومانی
سیرت امیر معاویہؓ (حصہ اول)	مولانا محمد نافع
پیارے نبیؐ کی پیاری صاحبزادیاں	صاحبزادہ حافظ حقانی میاں
بنات اربعہ	مولانا محمد نافع
بہار شریعت (جلد اول)	حکیم محمد امجد علی اعظمی
بہار شریعت (جلد دوم)	حکیم محمد امجد علی اعظمی
کنز العمال (جلد ششم)	
مسند احمد (جلد اول)	امام احمد بن حنبل
مسند احمد (جلد سوم)	امام احمد بن حنبل
مسند احمد (جلد ششم)	امام احمد بن حنبل
کتاب الخراج	قاضی ابو یوسف
فتاویٰ حدیثیہ	
فضائل و برکات درود شریف	سعید کمپنی کراچی
سعادت دارین (فضائل درود و سلام)	
مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات	پیر محمد کرم شاہ الازہری
درود شریف	شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی
خزینہ درود شریف	علامہ عالم فقری
فضائل درود	امام یوسف بن اسمٰعیل بنہانی
انعامات درود شریف	خلیل احمد رانا
تحفہ درود شریف	علامہ حبیب البشر خیری، رنگوں
جواہر شکر گنج و سلاسل انوار فی سیر الابرار	الحاج صاحبزادہ محمد سلیم نقشبندی
و رسالہ عشقیہ	شیخ عبدالعزیز

Marfat.com

احیا العلوم فی الدین	امام ابو حامد بن محمد الغزالی
کشف المحجوب	علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخشؒ
بہار مثنوی	مفتی محمد محمود الوری
تفسیر روح المعانی	علامہ سید محمود آلوسی بغدادی
مواہب الدنیہ	امام احمد عسقلانی
نزہتہ المجالس (جلد دوم)	علامہ عبدالرحمٰن صفوری
المواہب	علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبھانی
راحت القلوب	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
الشفاء (جلد اول)	قاضی عیاض
الوفا	ابن الجوزی
سوانح حیات حضرت شیخ سطان باہو	حافظ محمد رمضان
احوال و مقامات حضرت سلطان باہو	پروفیسر سید احمد ہمدانی
محکم الفقراء	سلطان باہو
محبت الاسرار	سلطان باہو
عین الفقر	سلطان باہو
شرح قصیدہ غوثیہ	علامہ ابو برکات عبدالمالک
حقوق مصطفیٰ کی پہچان: ایمان، محبت، اطاعت	تنظیم الاحباب، چکوال
قصیدہ بردہ	امام محمد بن سعید بوصیری
تذکرہ صوفیائے بلوچستان	ڈاکٹر انعام الحق کوثر
شاہ مراد	لوک ورثہ کا قومی ادارہ
حسین بن منصور حلاج	خورشید نعیم ملک
مثنوی مولوی معنوی (دفتر اول)	قاضی سجاد حسین
اسرار الاولیاء: ملفوظات حضرت فرید الدین گنج شکر	شیخ بدر الدین اسحٰق
امداد السلوک	مولانا عاشق الٰہی
کتاب اللمع فی التصوف	شیخ ابو النصر سراج طوسی
فوائد الفواد	خواجہ نظام الدین اولیاء

Marfat.com

انیس الارواح : ملفوظات	خواجہ عثمان ہارونی
ذکر مبارک	قائم دین
میاں محمد	غلام حسین اظہر
سیف الملوک	میاں محمد
الاویس: سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی	ارشاد اویسی
حضرت اویس قرنی اور ہم	ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی
ایھا الوالد	امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی
صحائف اشرفی (حصہ اول)	سید محمد علی حسین
فتوح الغیب	شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
سیدی ابو البرکات	سید محمود احمد رضوی
شفاء القلوب	محمد نبی بخش حلوائی
جواہر نقشبندیہ	محمد یوسف مجددی
محدث کبیر شاہ محمد غوث	ڈاکٹر ام سلمٰی گیلانی
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
فتوحات مکیہ (جلد سوم)	محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ
فتوحات مکیہ (جلد چہارم)	محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ
دوائے شافی	امام ابن قیم الجوزیہ
مکتوبات امام ربانی (جلد اول)	شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
مکتوبات امام ربانی (جلد دوم)	شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
مکتوبات امام ربانی ((جلد سوم)	شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
مدینۃ الاولیاء	محمد دین کلیم قادری
خزینۃ الاصفیاء (مخزن اول)	مفتی غلام سرور، لاہور
خزینۃ الاصفیاء (مخزن دوم)	مفتی غلام سرور، لاہور
خزینۃ الاصفیاء (مخزن سوم)	مفتی غلام سرور، لاہور
خزینۃ الاصفیاء (مخزن چہارم)	مفتی غلام سرور، لاہور
تذکرۃ الحفاظ (جلد اول)	
تہذیب التہذیب (جلد اول)	

Marfat.com

صفوۃ الصفوہ	ابن جوزی
کشف الحقائق	سید نور الحسن بخاری
لطائف اشرف	ڈاکٹر شاہ محمد سید محمد مظاہر اشرف الجیلانی
تذکرہ حضرت میاں میر	محمد دین کلیم قادری
دلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
فیہ مافیہ (ملفوظات رومی)	مولانا جلال الدین رومی
معین الہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
تذکرہ مشائخ نقشبندیہ	علامہ محمد نور بخش توکلی
رسالہ مبداء و معاد	شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی
مقامات صوفیاء	ابی سعید ابی الخیر مہینی
قلائد الجواہر	محمد یحییٰ تادفی
سیر الاولیاء	سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد
تذکرۃ المحدثین	مولانا غلام رسول سعیدی
مناقب غوثیہ	شیخ محمد صادق شیبانی
پیران پیر	پروفیسر محمد فیاض خان
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر	وحید احمد مسعود
حجتہ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
اسلامی تصوف اور صوفیائے سرحد	ڈاکٹر عبد الرشید
سیر العارفین	حامد بن فضل اللہ جمالی
مجموعۃ الاسرار	شیخ عبد النبی شامی نقشبندی
تذکرہ مشائخ قادریہ	محمد دین کلیم قادری
نفحات الانس	مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی
انوار لاثانی	پروفیسر محمد حسین آسی
احوال و آثار حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی	خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی
قرب دیدار	سلطان باہو
کلام صوفیاء	پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد۔ پروفیسر محمد نواز طاہر۔ سکندر اعظم بلوچ۔ بشیر احمد بلوچ

Marfat.com

کشف العرفان	ڈاکٹر نور محمد ربانی
ابنِ عساکر (جلد اول)	
ہشت بہشت	مکتبہ جام نور، نئی دہلی
دلیل العارفین	خواجہ معین الدین سنجری، غریب آباد
فوائد السالکین	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی
افضل الفوائد: راحت المحبین (حصہ اول، دوم)	خواجہ نظام الدین اولیاء
محبت	عمر بن عثمان مکی
انفا العارفین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
البدایہ النہایہ (جلد سوم)	
جامع کرامات اولیاء	علامہ یوسف نبہانی
اقتباس الانوار	شیخ محمد اکرم قدوسی
مراۃ الاسرار	شیخ عبدالرحمٰن چشتی
رسالہ سوانح	ابوالفتح احمد بن محمد الغزالی
تذکرہ خواجگان چشت	حکیم محمد حسین بدر چشتی نظامی نیازی
آفتاب زنجان	عالم فقری
انوار قلندر	خلیل الرحمٰن خلیل، پانی پتی
انیس الجلیس	علامہ جلال الدین سیوطی
مقامات صوفیاء	صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ
ازالۃ الخفا (جلد دوم)	
قصر عارفاں	مولوی احمد علی چشتی
معالی الھم	جنید بغدادی
مکاشفۃ القلوب	امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی
تبریز ابریز (حصہ اول)	عبدالعزیز دباغ
تبریز ابریز (حصہ دوم)	عبدالعزیز دباغ
توفیق الہدایت	سلطان باہو
امیر الکونین	سلطان باہو
بزرگوں کے عقیدے	مفتی جلال الدین احمد امجدی

Marfat.com

تذکرہ	شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی
محی الدین ابن عربی	ڈاکٹر محسن جہانگیری
ملفوظات فضلیہ	محمد فضل علی قریشی عباسی
فیضان سنت	مولانا محمد الیاس قادری
نقد ملفوظات	پروفیسر نثار احمد فاروقی
جامی	سید عارف نوشاہی
الانوار للمحمدیہ من المواہب الدنیہ	
نُصرۃ الواعظین (حصہ سوم)	
تفسیر روح البیان (جلد ہفتم)	علامہ اسماعیل حقی
زہر الریاض	امام نسفی
نسیم الریاض (جلد اول)	
ابیات باہو	سلطان باہو
احوال ابدال	مولانا محمد عبدالعزیز فرنگوی
رسائل نقشبندیہ	خواجہ محمد پارسا نقشبندی۔ مولانا محمد یعقوب چرخی
	خواجہ علی عزیزاں رامیتنی۔ عبیداللہ احرار
اللہ والے	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
فصوص الحکم	محی الدین ابن عربی
مہر منیر	مولانا فیض احمد فیض
اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
عوارف المعارف	شہاب الدین سہروردی
رسالہ قشیریہ	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قیشری
ہشت محفل	شاہ ابو المعالی
فاضلی انوار الٰہی	فضل شاہ قطب عالم
نسخہ کیمیا۔ کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی
عشق الٰہی	مولانا حافظ محمد اسحاق دہلوی
الہیثمی (جلد ششم)	
تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ	مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی

Marfat.com

حضرت میاں خدا بخش	حافظ نذر الاسلام
ذکر اللہ	مولانا محمد شفیع مفتی اعظم
فیضان قادریہ	سید محمد ہاشم شاہ
تذکرہ ہاشمیہ	ابو الضیاء سید محمد منظور الحق قادری ہاشمی
مہر علی شاہ	پیر مہر علی شاہ
دوہڑے شاہ شرف	شاہ شرف مشہدی
سی حرفی	غازی مرید حسین
سیرت بایزید	پروفیسر فضل احمد عارف
رابعہ بصری	سیدہ وداوا السکاکینی
قوت القلوب	
ہاشم شاہ	شفقت تنویر مرزا
کافیاں بلھے شاہ	عبدالمجید بھٹی
سکنیۃ الاولیاء	دارا شکوہ
حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی: حیات و تعلیمات	پروفیسر شریف کنجاہی
رباعیات حضرت ابو سعید ابوالخیر	
تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی	نور احمد خان فریدی
مفتاح العاشقین	چراغ دہلوی
شروط اربعین	بہاؤ الدین زکریا ملتانی
تذکرۃ الاولیاء	شیخ فریدالدین عطار
ماہنامہ نور اسلام (حصہ اول)	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
ماہنامہ نور اسلام (حصہ دوم)	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
ماہنامہ انوار الصوفیہ مئی جون ۱۹۷۵ء	
اولیائے کرام نمبر (جلد سوم) سیارہ ڈائجسٹ	
اولیاء کرام نمبر (جلد چہارم) سیارہ ڈائجسٹ	
خصائص الکبریٰ (جز اول)	
فیوض یزدانی	شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
سر دلبراں	شاہ سید محمد ذوقی

Marfat.com

مجمع السلوک شرح رسالہ مکیہ	
منطق الطیر	خواجہ فرید الدین عطار
حیات ابدی سوانح حضرت رابعہ بصری	غفور شاہ
مکتوبات صدی	شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری
مکتوبات دو صدی	شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری
تذکرہ اولیائے لاہور	عالم فقری
اخص الخواص	نواز رومانی
بزرگ	نواز رومانی
سائیں بلھے شاہ	جے آر پوری / ٹی آر شنگاری
کنز الطالبین من مراة المحققین	صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی
تعرف	امام ابوبکر بن ابو اسحاق البخاری الکلاباذی
بحر محیط	علامہ حیان
خواجہ حسن بصری	راجہ یاسر
رموز عشق	ڈاکٹر میر ولی الدین
گستاخ رسول کی سزا	سید افتخار الحسن زیدی
عشق رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد طاہر قادری
میری نماز	مولانا محمد ادریس انصاری
دیوان دیوانہ	قاضی شاکر محمد دیوانہ لنگاہ مخدوم پوری
شعلہ عشق : اسرار الٰہی	نثار احمد سیفی
میں مسلمان کیوں ہوں	پروفیسر خالد محمود ہاشمی
تحفہ امامیہ	حافظ مہر محمد میانوالوی
دعوت ارواح	محمد ارشد قادری
لمحہ موجود	نصرت صدیقی
تصوف اسلام	عبد الماجد دریا آبادی
قرآن و تصوف	ڈاکٹر میر ولی الدین
بیماری اور اس کا روحانی علاج	ڈاکٹر میر ولی الدین
کھانے پینے کی سنتیں	انیس احمد نوری

Marfat.com

تعارف مصنف

جناب نواز رومانی ایک جہاندیدہ قلمکار ہیں۔ سیاسیات کے طالب علم رہے۔ ایم اے کی ڈگری حاصل کی لیکن سیاست کو پیشہ بنایا نہ مشغلہ۔ بین الاقوامی امور میں ڈپلومہ لیا۔ ایک دنیا دیکھی۔ امریکہ کی مختلف جامعات میں تانک جھانک کی۔ کئی پروگراموں میں داخلہ لیا اور سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ چین سے لے کر برطانیہ تک اور ترکی سے لے کر ہانگ کانگ تک گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا۔ لیکن دانہ دنکا چگ کر واپس آشیانے میں پہنچ گئے۔ اپنی مٹی سے دل لگائے رکھا۔ یہاں وہ پاپولیشن پلاننگ کے شعبے سے وابستہ رہے۔ افسری کی اور خوب کی۔ کام بھی کیا اور نام بھی کمایا۔ ان کا شمار اپنے محکمے کے نمایاں افراد میں ہوا، اور آج تک ہوتا ہے۔

قلم اٹھایا تو سفر نامے بھی لکھے اور ناول بھی۔ تصوف کا رنگ غالب آیا تو حضرت فضل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نور والے ڈیرے جا پہنچے۔ ان کے نور میں اپنے آپ کو رنگ لیا۔ نواز رومانی تو تھے ہی نورانی بھی بن گئے۔ مذہبی موضوعات اور شخصیات کو موضوع بنایا اور انہی کے ہو گئے۔ ان کی تازہ تصنیف ”عشق رسول کریم ﷺ“ ان کے اسی ذوق و شوق کا نقطہ کمال ہے۔ فی الدنیا حسنة وفی الاخرته حسنة

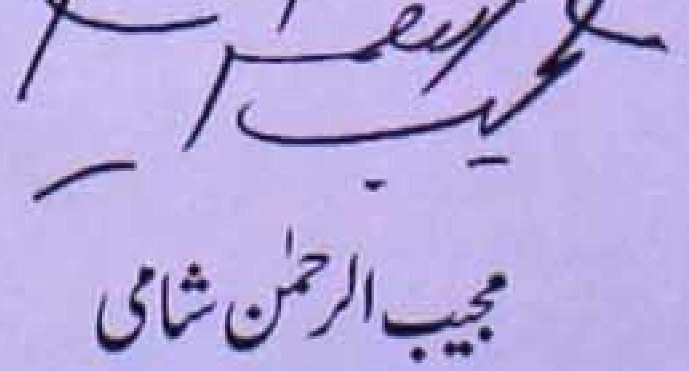

مجیب الرحمٰن شامی